

تحقیقاتِ نادرہ پر مشتمل عظیم الشان فقہی انسائیکلو پیڈیا



الْعَطَايَا النُّبَوِيَّةُ فِي
الْفَتَاوَى الرُّضَوِيَّةِ

فتاویٰ رضویہ



جلد 6

مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

تیسویں الطبعہ اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا

ALAHAZRAT NETWORK

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

فتاویٰ رضویہ کی علمی قدر و قیمت

پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر حیدر میں شعبہ عربی پنجاب یونیورسٹی

اسلام میں فتویٰ نویسی ایک دینی فریضہ بھی ہے اور ایک مہتمم بالشان فن بھی، لیکن یہ فریضہ جتنا نازک اور اہم ہے یہ فن اُسی قدر مشکل اور پیچیدہ ہے۔ کتاب اللہ میں افتاء کے منصب کی نسبت اللہ رب العزت سے بیان ہوئی ہے (قل اللہ یفتیکم)۔ یہ بات بھی اہل علم سے پوشیدہ نہیں کہ فتویٰ، افتاء اور مفتی کے الفاظ زبان نبوت پر بھی جاری ہوئے، اسی طرح عہد نبوی کے ساتھ ساتھ خلفائے راشدین کے عہد مبارک میں علمائے فتویٰ یا افتاء کا منصب بہت اہم اور اونچا منصب تھا۔ تاریخ اسلام کے مختلف ادوار میں فتویٰ نویسی یا افتاء اور مفتی کا منصب ہمیشہ نہایت اہم اور بلند تصور ہوتا رہا ہے۔ لیکن یہ سب باتیں ایک اہم موضوع اور دلچسپ مطالعہ سہی مگر ان سب باتوں کی تفصیل کا یہ موقع نہیں، تاہم اس بات کی طرف ایک مختصر اشارہ کر سکتے ہیں کوئی مضائقہ نہیں ہوگا کہ گزشتہ بارہ تیرہ صدیوں کے دوران میں بر عظیم پاکستان و ہندوستان کے علمائے کرام نے فتویٰ نویسی کے میدان میں جو عظیم خدمات انجام دی ہیں اور منصب افتاء نے ملت اسلامیہ کو جو رہنمائی مہیا کی ہے وہ جہاں قابلِ قدر ہے وہاں باعثِ فخر بھی بر عظیم پاک و ہندوان اسلامی خطوں میں شامل رہا ہے جہاں امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ تعالیٰ کی فقہ کا دور دورہ رہا، یہاں کے علمائے حنفیہ نے فقہ اسلامی کی عظیم الشان خدمت انجام دی ہے۔ سیرت نبوی کی طرح علوم شریعت بھی اس خطے کے اہل علم کے نزدیک ایک مہتمم بالشان اور نہایت مرغوب موضوع رہا ہے۔ یہاں کے علماء نے علوم فقہیہ یعنی فقہ، اصول فقہ اور فتاویٰ نویسی کے علاوہ شرعی علوم کے دیگر بے شمار پہلوؤں کو اپنے مطالعہ و توجہ کا مرکز بنایا ہے۔ عربی، فارسی، اردو اور دیگر علاقائی زبانوں میں شرعی علوم کا اتنا وسیع ذخیرہ تیار کیا ہے جو ملت کا نہایت قیمتی سرمایہ ہے اور اس کا احاطہ کرنا کسی موزن کے لئے آسان نہیں ہوگا۔ بر عظیم پاک و ہند کے اکابر احناف کے ماس عظیم القدر علمی و فقہی سرمایہ فخر میں امام اہلسنت حضرت مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے فتاویٰ العطا یا النہویۃ فی الفتاویٰ الرضویۃ جو فتاویٰ رضویہ کے نام سے مشہور و مستداول میں بلاشبہ ایک منفرد اور قیمتی سرمایہ ہے۔

بر عظیم جنوبی ایشیا یا پاک و ہند کے علمائے اسلام نے فقہ اسلامی کے فتاویٰ کا جو عظیم القدر ذخیرہ

عربی زبان میں مرتب کیا ہے اس کی فہرست بہت طویل ہے اور اس میں تعدد و تنوع بھی ہے اور اس میں شخصِ خوشی کے عناصر بھی موجود ہیں۔ اسی طرح اسلامی ہند کی سرکاری زبان فارسی ہونے کے باعث اس زبان میں بھی تعدد و تنوع ہے فتاویٰ مرتب ہوئے جن میں بہت سے ابھی تک زیرِ طباعت سے آراستہ بھی نہیں ہو سکے۔ یہی حال ان فتاویٰ کا بھی ہے جو اردو عربی یا اردو فارسی کا امتزاج پیش کرتے ہیں۔ یہ جاری بہت بڑی بد قسمتی ہے اور افسوسناک کہ تاہی کہ ہم اپنے بزرگوں کی میراث کو بھی نہیں سنبھال سکے۔ سب سے زیادہ افسوس اہلِ دولت و ثروت مسلمانوں پر ہے جو اپنی دولت کا حقیر سا حصہ بھی کارِ ثواب سمجھ کر ہی وقف کرنے سے قاصر ہیں مگر اس سے کہیں زیادہ افسوس اُن اہلِ علم پر ہے جو ابتدائی قدم اٹھانے یا عملی تحریک کرنے سے بھی عاجز ہیں۔ علم کو سنبھالنے اور عملی میراث کو محفوظ کرنے کا اصل کام آخر مسلمان علماء کا ہے۔ یہ حضرات نہ صرف یہ کہ اس ملی ورثے کی نیک چلک درست کر کے مسلمان اہلِ دولت و ثروت کو سرمایہ خرچ کرنے کی تحریک بھی کر سکتے ہیں بلکہ وہ ان ملی کاوشوں پر اضافے اور ترقی کا کام بھی انجام دے سکتے ہیں۔ اس کی روشنی مثالِ ہمارے دوست و کرم فرما حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم ہزاروی کی ہے۔ آپ بعض اجاب کے مشورے اور تعاون سے لاہور میں ”رضا فاؤنڈیشن“ جیسا عظیم ادارہ قائم کرنے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں جو فتاویٰ رضویہ کی طباعت و اشاعت کا فریضہ انجام دے رہا ہے۔ میں صمیم قلب سے حضرت مولانا کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہوئے اُن کی کامیابی کے لئے دعا گو ہوں گے یقین ہے کہ وہ اپنے اس نیک مقصد میں ضرور کامیاب ہوں گے ان شاء اللہ!

”فتاویٰ رضویہ“ کی مطبوعہ مجلدات پر ایک اجمالی نظر ڈالنے سے جو مجموعی تاثر ملتا ہے وہ یہ ہے کہ فاضل بریلوی دیگر مصنفین پر عظیم پاکہ ہند میں ایک نہایت بلند اور منفرد مقام رکھتے ہیں اور ان کے یہ فتاویٰ اپنی عظیم ترافا دیت کے ساتھ ساتھ ایک ایسی انفرادیت بھی رکھتے ہیں جو تنوع، ایجاد، جامعیت اور باریک بینی کے علاوہ ایک مصنف کے کمال فن، وسعت نظر، عمق بصیرت، ترافقِ طبع اور جزئیات میں کلیات، اور کلیات میں جزئیات کو ایک خاص رنگ میں پیش کرنے کی فقیہانہ مہارت سے قاری کی قوتِ فیصلہ اور قلب و روح کو متاثر کرتی نظر آتی ہے۔ یہ وہ انفرادیتِ اختیار ہے جو عظیم پاکہ ہند کے مصنفینِ عظام کے حصے میں بہت کم آیا ہے مگر فتاویٰ رضویہ کے مصنف کے ہاں کثرت و مقدار وافر کے ساتھ میسر ہے۔

حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ کے ہاں ایک انفرادیت یہ ہے کہ انہوں نے اپنے فتاویٰ کے مختلف ادبِ فقہیہ میں سے بعض موضوعات منتخب فرمائے ہیں اور ان میں سے ہر موضوع پر ایک الگ اور مستقل رسالہ تصنیف کیا ہے، یہ رسالے جہاں بلند و بے تحاشی دینی کے آئینہ دار ہیں وہاں تمام متداول فقہی مصادر و مآخذ کا پختہ بھی پیش کرتے ہیں۔ مصنف کی یہ کوشش قابلِ تحسین ہے کہ وہ ان مختلف و متنوع مصادر کی مختصر ترین عبارات بلکہ جملوں کو منتخب کرتے ہیں اور انہیں کمال مہارت سے یکجا کر کے یوں جوڑ دیتے ہیں کہ وہ ایک مسلسل عبارت بن جاتی ہے۔ یوں

لکھا ہے جیسے یہ عبارات کے لکھنے یا لکھنے مختلف مصنفین نے اسی غرض سے تخلیق کئے تھے کہ وہ ان فقہی موضوعات پر مشتمل مسائل کی عبارات کی زینت بنیں۔ یہ کام جہاں وقت نظر اور کمال اور اگاہی و انتخاب کا تقاضا ہے وہاں وقت، حافظہ اور زبان پر کامل عبور کا بھی تقاضا کرتا ہے۔ ان مختصر مگر جامع رسائل کا ایک انفرادی امتیاز یہ بھی ہے کہ فاضل بریلوی نے ان کے تسمیر میں بڑے تقفین طبع اور فہمائہ بعیرت سے کام لیا ہے۔ کتابوں کے تسمیر میں نزاکت و ظرافت کی یہ روش عظیم کے علمائے اسلام کا طرہ امتیاز رہا ہے اور مولانا احمد رضا بریلوی اس میدان میں امامت و مہارت کا شرف اٹھاتے ہیں۔ فتاویٰ رضویہ کی ایک انفرادیت یہ بھی ہے کہ ان کا فاضل مصنف کوئی عام عالم دین یا محض مفتی و فقیہ نہیں بلکہ ایک کثیر الجوانب عبقری یعنی درشال جنینس (VERATILE GENIUS) ہے اس لئے نہ تو ان کی نظر محض فقہی پہلو پر محدود و مرکوز رہتی ہے اور نہ ان کی بات میں کسی پہلو کی تشنگی یا اسے نظر انداز کرنے کا احساس ہوتا ہے بلکہ ان کے انداز بیان سے منقولات اور معقولات کے ہر علم و فن کے تقاضوں کی تسکین ہوتی ہے، فاضل بریلوی دروازہ ارشاد نبوی الصلوة علیہ وسلم اولا دیان و علما الا بعد ان کی حقیقت سے نہ صرف آگاہ تھے بلکہ اس پر عمل پیرا بھی تھے، وہ علم ادیان یعنی شرعی علوم اور علم اہل ان یعنی سائنسی علوم پر یکساں تھے، شریعت کے علوم قرآن و حدیث سے شروع ہوئے اور عربی زبان و ادب کی جزئیات سے ہوتے ہوئے فقہ و کلام اور جہل و مناظرہ تک پہنچتے ہیں، اسی طرح سائنسی علوم کا، اگرچہ اسے دست پذیر اور لامحدود ہے اس نے شریعت ان مفید و نافع علوم سے اعراض نہیں سکھائی بلکہ ان میں کمال پیدا کرنے کی دھڑکتی ہوئی اس شریعت کا امتیاز ہے۔

وقت کی رفتار تغیر بڑی تیز ہے جو اس رفتار تغیر کا ساتھ نہ دے سکے اسے وقت کی تلوار کاٹ کر رکھ دیتی ہے، جو شریعت یا قانون وقت کی اس رفتار تغیر کا مقابلہ نہ کر سکے اس کا نابود ہونا یقینی ہے لیکن اسلامی شریعت تو زمان و مکان کی قید سے آزاد و مادہ دار ہے اس لئے یہ شریعت ہر زمان و ہر مکان کے لئے ہے، اسی واسطے اسلامی شریعت کے ماہر فقیہ کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ اپنی فکری صلاحیتوں سے وقت کی رفتار تغیر کا صرف ساتھ ہی نہیں بلکہ اس کا مقابلہ بھی کر سکے۔ یہ فکری صلاحیتیں وہ چیزوں کی مختلف ہوتی ہیں ان میں سے ایک خدا واد عبقریت اور دوسرے علم ادیان کے ساتھ علم اہل ان یعنی سائنسی علوم کا ماہر ہونا ہے۔ امام احمد رضا بریلوی میں یہ دونوں صلاحیتیں تمام و کمال موجود ہیں بلکہ ہر زمان و مکان کے فقیہ ہیں۔ جس طرح اسلامی شریعت زمان و مکان کی قید سے آزاد ہے اسی طرح اس کا ماہر فقیہ جو خدا واد عبقریت اور سائنسی علوم خصوصاً طب و ریاضت اور فلسفہ و طبیعت کے بھی امام ہیں وہ بھی زمان و مکان کی قید سے آزاد ہیں۔ وہ جدید زندگی کے مسائل کو اسلامی فقہ کی روشنی میں اس طرح حل کرتے ہیں کہ عقل و کسبہ رہ جاتی ہے۔ فتاویٰ رضویہ اس دعویٰ پر شاہد جادل ہیں تمام فصول اور ابواب میں وہ فقہی مسائل کو عصر حاضر کی زبان میں حل کرتے ہیں، ان کے تمام فتاویٰ عقلی و نقلی استدلال پر مبنی ہوتے ہیں اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ

شرعیات نہ صرف یہ کہ عقل کے خلاف نہیں بلکہ عقل کے لئے نشرو نفا کا سامان بھی کرتی ہے۔ انظار و بیان کا وسیلہ زبان ہوتی ہے، فقہ اور مفتی کے لئے انظار و بیان کی قدرت ایک لازمی اور ضروری صفت ہے ورنہ مسائل و مشاغل کی تقسیم آسان نہ ہوگی حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ اس میدان کے مرد میدان ہی نہیں شہسوار بھی ہیں۔ عربی، فارسی اور اردو پر انھیں جو کامل عبور تھا اس کا ایک ثبوت قرآن میں زبانوں میں ان کے شانہ و کمالات ہیں جو لغت و مدح رسول کے لئے وقف ہیں مگر فتاویٰ رضویہ میں بھی وہ انظار و بیان کے وسائل یعنی زبان کے ادبی اسلوب سے قاری کے ذہن کی چٹکیاں لیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ الفاظ کو نئے معنی پہنانا اور مرکبات و کلام کی تفصیل کے طور پر یوں استعمال کرنا کہ وہ انگلشٹری میں لگنے جڑ دینے کا منظر پیش کرتے ہوئے نظر آئیں یہ صرف قادر الکلام شاعر اور باکمال ادیب ہی کر سکتا ہے۔ اختصار سے کام لیتے ہوئے یہاں صرف فتاویٰ رضویہ کی جلد اول کے دو تمہیدی عنوانات یعنی "خطبۃ الکتاب" اور "صفۃ الکتاب" کے علاوہ مستقل فقہی موضوعات پر لکھے جانے والے پہلے رسالے "اجلی الاعلام ان الفتویٰ مطلقاً علی قول الامام" کے خطبے کی طرف اشارہ کافی ہو گا۔ خطبۃ الکتاب میں فقہ حنفی کی اہمات الکتاب کے اسما اور فنی مصطلحات کو بطور تلخیص و براہیت استعمال کر کے جو سماں باندھا ہے وہ کچھ انہی کا کمال ہے، الفاظ پڑانے میں مگر بطور تلخیص استعمال ہو کرتے معانی کا لباس ہی گئے ہیں الحمد للہ هو الفقہ الاکبر و الجامع الکبیر للزیادات، فیضہ البسوط، الدرد الغریب، المہدایۃ ومنہ البدایۃ والیہ النہایۃ (یعنی سب حمد اللہ کے لئے ہے، یہی سب بڑی سمجھ اور اضافوں کو کجا کرنے والی بات ہے) اس کا فیض ہے جو پھیلے ہوا ہے جیسے چمکتے ہوئے موتی جوں، اسی ذات سے ہدایت والبتہ ہے، وہی اولیٰ اور وہی آخر ہے) یہ قودہ نئے معنی ہیں جو ان پڑانے الفاظ کے لباس میں یہاں وارد ہوئے ہیں مگر ان کے معانی فقہ حنفی کی اہمات الکتاب کے نام ہیں۔ فقہ اکبر امام اعظم ابوحنیفہ کی تصنیف ہے، جامع کبیر، زیادات، فیض، بسوط، قودہ، مقرر، ہدایہ اور ہدایہ و نہایہ یہ سب کتب فقہ میں مگر زبان عربی پر عبور رکھنے والے نے ان پڑانے الفاظ سے دو ہر کام لے کر اپنی مہارت و جعہ قدرت کا ثبوت دے دیا ہے۔

اسی تمہید کتاب میں صفۃ الکتاب کے عنوان سے کتاب کا تعارف کراتے ہوئے قرآنی الفاظ و تراکیب سے برکت و سعادت کا جو سماں باندھا گیا ہے وہ کسی فتائی العربیہ اور ماہر کلام ربانی کا پتا دیتا ہے۔ رسالہ اہل الاعلام میں یہی رنگ کمال نظر آتا ہے، یہاں پر مصنف عربی زبان کے اسالیب نگارش پر عبور رکھنے کے علاوہ جدت تعبیر سے کام لینے میں بھی لاثانی نظر آتے ہیں، فقہ جیسے نثر کی مضمون میں اس جدت تعبیر نے جو رنگ پیدا کیا ہے اس نے دلچسپی میں اضافہ کر دیا ہے۔ فقہی نصوص کے صحیح اور ک، دقت نظر و باریک بینی، باریت قول و حاضر جوابی، منطقی و موثر طریقہ استدلال اور خوش استنباط و استفادہ میں فاضل بریلوی کا کوئی جواب نہیں۔ یہاں پر میں ایک خاص بات کا تذکرہ نہوری سمجھتا ہوں جو میں نے محسوس کی ہے یوں تو بزرگم پاک و ہند کے نامور عربی دانوں اور علم اسلام کے ماہرین کے

علی کارناموں سے اپنے اوپر بیکانے سبھی نا آشنا اور کم آگاہ ہیں مگر ان میں سے بعض اہل علم قوی قدری اور احسان ناشناسی کی حد تک گناہ چلے آتے ہیں اور لوگ ان کے حقیقی مقام و مرتبے کے منکر دکھائی دیتے ہیں۔ بزرگم کی بن ہستیوں کو دانستہ یا نادانستہ طور پر فراموشی دے دے قدری کا متحق گردانا گیا ان میں سے ایک کا تعلق سرزمین پنجاب سے ہے اور دوسرے کا تعلق علم و ثقافت کے خطے یوپی سے ہے۔ پنجاب کی مادہ روزگار ہستی اور پیشال جبقری مولانا عبد العزیز پر ہاروی (رحمہ اللہ) تھے جو مشہور عرب شاعر ابو القاسم الشابی اور ایک انگریز شاعر کیٹس کی طرح جوانی میں ہی دنیا سے کوچ کر گئے مگر علی کارناموں کے لحاظ سے ان کی مختصر عمر بھی طویل مدت ثابت ہوتی مولانا پر ہاروی رحمہ اللہ علیہ جس شہرت اور عزت کے مستحق تھے وہ نہ تو انھیں زندگی میں مل سکی اور نہ موت کے بعد گناہی کا پردہ چاک ہو سکا۔ پنجاب کے اس عظیم جبقری اور عالم دین کو کما حقہ متعارف کرانے کا شرف اللہ تعالیٰ نے مجھے بخشا ہے، ان کے متعلق خود بھی لکھا ہے اور دو مقالے پی ایچ ڈی کے بھی میری نگراںی میں ہو رہے ہیں۔ خطہ علم و ثقافت یوپی سے اٹھنے والی ہستی فاضل بریلوی مولانا احمد رضا (رحمہ اللہ علیہ) ہیں جن کے علی کارناموں سے شدید اغماض برتا گیا بلکہ ان کے فضل و کمال سے انکار کیا گیا، یہی نہیں بلکہ بدنامی کی جساتیں بھی ہوتی رہیں، بظاہر اس کے تین اسباب نظر آتے ہیں،

پہلا سبب تو خود ان کے نام لیاؤں کی نگرانی ہے جو ان کے علی کارناموں کو عام کرنے کی سنجیدہ کوشش نہ کر سکے، الا ماشاء اللہ!

دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ عالمی ادارے یا تنظیمیں بزرگم میں اہل علم کو متعارف کرانے کے ذمہ دار تھے وہ حضرت فاضل بریلوی کی قدر شناسی اور اعتراف فضل سے گریزاں رہے۔

میرے خیال میں اس کا تیسرا سبب حدود رقابت کے جذبات ہو سکتے ہیں، معمولی آدمیوں کو ایسے جانے کم پیش آتے ہیں مگر غیر معمولی ذہانت و قابلیت کے مالک انسانوں کے لئے مخالفت و عداوت اور حدود رقابت بھی غیر معمولی نوعیت کی سامنے آتی ہے۔

امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالیٰ کثیر الجوانب جبقریت کے مالک تھے غالباً اس وجہ سے ان کے علی کارناموں کو پردہ تخفایں رکھنے اور ان پر خاک ڈالنے کی کوشش بھی ہو سکتی ہے۔

بہر حال یہ بات باعشبہ اطمینان ہونی چاہئے کہ اب بزرگم پاک و ہند میں ایسے افراد و ادارے وجود میں آچکے ہیں جو حضرت فاضل بریلوی کے تعارف کے ضمن میں تعلقی مافات کے لئے کوشاں ہیں۔

فہرست مضامین

www.alukah.net/work.org

۲۷	۵	پیشہ
		بہارِ نبویؐ کی علمی قدر و قیمت
	۸	باب شروط الصلوٰۃ
	۱۹	آئیے باریک پکڑیں ہیں جو سے اعضا ظاہر
۵۵		ہوں نماز نہیں ہوتی۔
	۲۹	مردوں کے نواضع حُرّت کا شمار اور
		مصنف علیہ الرحمۃ کی تحقیق۔
	۲۹	چہارم حضر کھینے کی مختلف صورتیں۔
	۲۰	خود توں کے تین اعضا سے مستور کا شمار۔
	۲۰	”میں نماز خدا تعالیٰ کے لئے پڑھتا ہوں“ اس
	۲۶	طرح نیت کرنے سے نیت ہوگی یا نہیں۔
		نیت دل سے ہونی چاہئے زبان سے ضروری
		نہیں، قلبی نیت کی حد کیا ہے؟
		تمام بلاد کے لئے جہت قبلہ کا ایک خاص تخمینہ
		لیکن نہیں۔
		نقطہ مغرب سے ۲۵ درجے کے اندر انحراف
		مفسد صلوٰۃ نہیں۔
		مسألة هداية المتعال في حصد
		الاستقبال (سمت قبلہ کے بیان میں)
		جہت قبلہ سے انحراف مفسد صلوٰۃ ہے۔
		آفاق لا قبلہ جہت ہے۔
		ترک مستحب مستلزم کراہت تنزیہیہ
		بھی نہیں۔
		بعد مسافت کے بعد ایک خاص حد کے اندر

- ۶۵ انحراف بھی جہت قبلہ سے انحراف نہ ہوگا۔
 غیر مکہ معظمہ میں اتنا انحراف کہ جہت سے باہر
 نہ ہو مضر نہیں۔
 سمت قبلہ میں علم ہیأت و اصطلاح وغیرہ
 آلات و قیاسات کا اعتبار نہیں۔
 علی گڑھ کا خط قبلہ نقطہ مغرب سے $10\frac{1}{4}$
 درجے جانب جنوب جھکا ہوا ہے۔
 صحابہ کرام نے بلاد متغایہ بلکہ ملک بھر کے لئے
 ایک ہی قبلہ قرار دیا۔
 قرآن فاروقی میں عراق کا قبلہ مابین المشرق
 والمغرب قرار پایا۔
 بخارا، سمرقند، کسٹ، ترمذ، سرخس کا قبلہ
 رأس العقب کا مستقیم ہے۔
 بیت المقدس، حلب، دمشق، اردن، نابلس
 اور تمام ملک شام کا قبلہ قطب تار سے کو
 پس پشت لینا ہے۔
 کوفہ، بغداد، ہمدان، قزوین، طبرستان،
 جرجان میں نہر شامش تک قطب کو دہنے کا
 کھینچے، ملک عراق میں سیدھے شانے،
 ملک مصر میں بائیں، ملک یمن میں منہ کے سننے
 بائیں کو ہٹا ہوا قبلہ ہے خراسان، ہندوستان
 وغیرہ بلاد شرقیہ کا قبلہ بین المغربین ہے۔
 قبلہ کے بارے میں مشائخ کرام کے چھ اقوال۔
 ہندوستان میں قطب تار اپنے شانے پر
 کیوں لیا جاتا ہے۔
- ۶۵ ہندوستان کا عرض شمالی ۸ درجے سے ۲۵
 درجے اور طول شرقی ۶۶ سے ۹۲ تک ہے۔
 ۶۵ افادہ اولیٰ: جہت قبلہ کی حد کیا ہے اس کے
 بارے میں مختلف اقوال اور مصنف کی تحقیق۔
 ۶۵ افادہ ثانیہ: علی گڑھ میں انقلابین کی سمت المغرب
 کتنی ہے۔
 ۶۵ افادہ ثالثہ: علی گڑھ کی عید گاہ نقطہ مغرب سے
 کس قدر مرفوع ہے۔
 ۶۱ افادہ رابعہ: علی گڑھ کا قبلہ تقریبی۔
 ۶۱ افادہ خامسہ: مسیگراد کا قبلہ
 تحقیقی۔
- ۱۲۵ باب صفة الصلوة
- ۱۲۳ خود میں سینے پر ہاتھ باندھیں یہ ہی ان کے لئے
 انسب ہے۔
 ۱۲۴ التیمات میں انکشاف شادیت سے اشارہ
 کرنے کا ثبوت۔
 ۱۲۹ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
 ہمیشہ رفع یدین نہیں فرمایا بلکہ فعل و ترک
 دونوں حدیثوں میں وارد ہیں اور ترک راجح۔
 ۱۵۲ نماز میں قیام کی حالت میں دونوں پاؤں کے
 درمیان چار انگلی کا فاصلہ رکھنا مستحب ہے۔
 ۱۵۵ بیٹھ کر نماز پڑھنے میں رکوع میں پیشانی ٹھنڈی
 کے مقابل رکھنی چاہئے اس سے زیادہ جھکانا
 حث ہے۔

- صرف تکبیر تحریر کی قدرت ہو تو اس پر فرض ہے کہ کھڑے ہو کر تکبیر کے پھر بیٹھ جائے ورنہ نماز نہیں ہوگی، اس کے بارے میں مصنف کی تحقیق۔ ۱۵۸
- ابتداء سورۃ میں بسم اللہ شریف پڑھنا مستحب ہے اختلاف صرف اس کی مسنونیت میں ہے، یہاں سورۃ سے کیا مراد ہے۔ ۱۶۲
- التصاق کعبین کی تحقیق۔ ۱۶۲
- قرآن مجید کے اذکار طریقہ نوافل پر معمول ہیں فرائض میں مسنون نہیں۔ ۱۶۴
- ثنا پڑھنا سنت ہے اور امام کے قرأت بالجہر سے پہلے پڑھی جاسکتی ہے۔ ۱۶۶
- اللہ اعظمیٰ کہنا امام، مقتدی اور منفرد سب کے لئے مستحب ہے اور طویل و مناسب کہنے مکروہ۔ ۱۶۸
- درد و شریعت پڑھنے کی فضیلت اور افضل درد کا بیان۔ ۱۷۰
- مقتدی کو قرآن مجید پڑھنا جائز نہیں، آمین بالجہر مکروہ ہے۔ ۱۷۲
- ۴ رکعت تراویح سنت مکروہ ہے۔ ایک رکعت نماز وتر خواہ نفل یا نفل محض ہے۔ ۱۷۴
- التحیات میں اشارہ بر سب پر مسنون ہے۔ ۱۷۶
- سلام کے بعد امام کی اطاعت مقتدی سے ختم ہو جاتی ہے، تکبیرات انتہائیہ کہنے کا طریقہ۔ ۱۷۸
- سلام کے بعد امام کو قبلہ رو بیٹھے رہنا مکروہ ہے۔ ۱۸۰
- التحیات میں اشارہ کرنے کا طریقہ۔ ۱۹۰
- جمعہ کی نیت کرنے کا طریقہ۔ ۱۹۱
- سورۃوں کی ابتداء میں بسم اللہ شریف ملانا افضل ہے۔ ۱۹۱
- بے نمازیوں کو کھانے کا طریقہ اور نہ مانیں تو اس سے قطع تعلق کر لیا جائے۔ ۱۹۱
- نماز میں قرآن شریف پڑھنا فرض ہے قصور کافی نہیں۔ ۱۹۳
- مسبق التحیات کو ترتیل سے پڑھتے تاکہ امام کے سلام کے وقت ختم ہو ورنہ شہادتین کی تکرار کرے۔ ۱۹۳
- بیٹھ کر نماز پڑھنے میں سجدے کرنے میں پاؤں سے سر کو جدا کرنا چاہئے یا نہیں۔ ۱۹۳
- رکوع میں قدموں پر نظر ہو۔ ۲۰۲
- باتھاٹھا کر دُعا مانگنا اور ہاتھوں کو منہ پر پھیرنا مسنون ہے مگر ہاتھوں کو چرمانا ثابت نہیں۔ ۲۰۲
- ولا الضالین کے بعد آمین کہنا مسنون ہے سری نمازوں میں بھی اگر مسکوت ہو، آمین سے سجدہ سہو نہیں۔ ۲۰۲
- بٹھوری ہوئی ریل میں نماز پڑھنے کا طریقہ۔ ۲۰۲
- عمامہ باندھ کر نماز پڑھنے کی فضیلت میں احادیث کریمہ۔ ۲۰۳
- سلام کے بعد قبلہ رو بیٹھے رہنا امام کے لئے مکروہ ہے۔ ۲۰۳

- ۲۰۵ صحت صلوة کے لئے فہم معنی ضروری نہیں۔
- ۲۰۶ نماز کے بعد مصلے کا اٹھ دینا کیسا ہے
- ۲۰۷ شروانی کرتے وغیرہ پر نماز پڑھے تو گریبان پر کھڑا ہو اور سجدہ دامن پر کرے۔
- ۲۰۸ سلام کے بعد صرف امام کو انصراف کا حکم ہے
- ۲۰۹ مقتدیوں کو نہیں یہ کیوں؟
- ۲۱۰ عمار کی تفصیلت میں بیستین احادیث کریمہ۔
- ۲۱۱ استعمالی وغیرہ استعمالی جوتوں کا حکم۔
- ۲۱۲ حضور کے نام اقدس پر درود شریف پڑھنا واجب ہے
- ۲۱۳ صلوة ترضی وغیرہ کو رمز میں لکھنا جائز نہیں۔
- ۲۱۴ جو تکلیف پڑے اور نماز نہ پڑھے وہ فاسق ہے۔
- ۲۱۵ نماز کے بعد دعا مانگنے کا ثبوت۔
- ۲۱۶ بلند آواز سے درود شریف پڑھنا جائز ہے اور اخفا افضل۔
- ۲۱۷ نماز کے بعد دعا میں تاخیر کیسی۔
- باب القرأۃ**
- ۲۱۸ قرآن مجید کو ترتیب سے پڑھنا واجب ہے۔
- ۲۱۹ جمہور صحابہ و تابعین کے نزدیک قرأۃ غلط نام منسوخ ہے احادیث سے اس کا ثبوت اور منافیین کے دلائل کا رد۔
- ۲۲۰ قرأۃ میں غلطی کرنے کا حکم۔
- ۲۲۱ سری غاڑوں میں جہر سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے، مقدار جہر کا بیان۔
- ۲۲۲ کسی حرف کے نکالنے پر جو قارئین ہوا اس کے لیے حکم۔
- ۲۲۳ ہر رکعت میں ایک سورۃ کی تکرار فرض میں مکرر ہے۔
- ۲۲۴ ایک رکعت میں چند سورتیں یا ایک سورت یا ایک آیت چند بار پڑھنا یا ایک بڑی سورت کی چند آیتیں ایک رکعت میں اور چند آیتیں دوسری رکعت میں پڑھنا کیسا ہے۔
- ۲۲۵ سورتوں کو معکوس پڑھنا ناجائز ہے۔
- ۲۲۶ دوسری رکعت میں پہلی سے طویل قرات عکرہ ہے۔
- ۲۲۷ ضاد کو ظا دیا و ظا د پڑھنا غلط ہے، ضاد کے مخرج کا بیان۔
- ۲۲۸ نماز میں کھانسنے اور کھنکھارتے کا حکم
- ۲۲۹ حرف ضاد اور ظا مشتبہ الصوت ہیں۔
- ۲۳۰ ترتیل کی تین حدیں ہیں۔
- ۲۳۱ مرسالہ نعم الشراء لروم الضاد (ماقص) ۲۸۳
- ۲۳۲ (حرف ضاد کی تحقیق)
- ۲۳۳ مرسالہ الجہام الضاد عن سنن الضاد ۳۰۳
- ۲۳۴ ضاد کے احکام امام اس کے ادا کرنے کا طریقہ تجرید سے انکار کفر ہے۔
- ۲۳۵ غیر عربی میں قرآن شریف پڑھنے سے نماز نہیں ہوگی۔
- ۲۳۶ حضور میں مقدار قرات کا بیان
- ۲۳۷ نماز میں کس نے قال رسول اللہ کہہ دیا نماز ہوگی یا نہیں۔
- ۲۳۸ لفظ "اللہ" کے الف کو حذف یا پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

- کسی نے چار رکعت والی نماز میں سورہ یٰسین پھر وہاں پھر تنزیل پھر سورہ ملک پڑھی الخ قرآن مجید کی ایک آیت پڑھنا فرض ہے سورہ فاتحہ کی جو خواہ کسی اور سورت کی۔
- طوال مفصل، اوساط مفصل، قصار مفصل کن نمازوں میں پڑھی جاتی ہیں۔
- آئین آہستہ کہنا چاہئے۔
- ترتیب میں بدو ہونے کی حالت میں نماز مکروہ ہوگی۔ ایک آیت پڑھنے کے بعد دوسری آیتوں کی طرف منتقل ہونا یا پانچ سے چھوڑ دینا اگر مجبوری سے ہو نماز ہو جائے گی۔
- سورۃ کے اخیر کو تجزیر کوع سے طوئا کہاں کہاں مستحب ہے۔
- تصحیح کی نماز میں چالیس سے ساٹھ آیت تک پڑھنا چاہئے اور وقت کم ہو تو بقدر گنجائش۔ سورۃ العصر میں کلہ رکعت پر وقت کرنے سے نماز ہو جاتی ہے۔
- حق کو خط کے مشابہ پڑھنے کا حکم۔
- چند آدمیوں کا ایک جگہ بلند آواز سے قرآن مجید پڑھنا ممنوع ہے۔
- صحت صلوٰۃ کے لئے فی غدارح ہانا ضروری نہیں حروف صحیح ادا ہونے چاہئیں۔
- تبدیل حروف یعنی ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدلتے سے نماز فاسد ہوتی ہے، تبدیل کی تین صورتیں۔
- ۲۲۱ فقہ دینے کی ایک صورت۔
- ۲۲۸ قرآن پاک کو اتنی تجوید سے پڑھنا جس سے حروف کی تصحیح ہو فرض عین ہے۔
- ۲۲۹ چند آیتوں کی قرات کے متعلق سوال و جواب۔
- ۲۳۰ آیت یا یٰزبر الصلوٰۃ کی مقدار کیا ہے۔
- ۲۳۱ ہر آیت پر وقف جائز ہے اگر چہ آیت ۵ ہو۔
- ۲۳۲ قرآن پاک ترتیب سے پڑھنا فرض ہے اٹا پڑھنا حرام۔
- ۲۳۳ نماز میں ایک آیت پڑھنا فرض ہے۔
- ۲۳۴ فقر دینا جائز ہے۔
- ۲۳۵ قل هو اللہ احد ۵ میں مابعد سے وصل جائز ہے۔
- ۲۳۸ تراویح میں سورہ رعن پڑھنے کا طریقہ۔
- ۲۳۹ نماز میں کتنی آیتیں فرض ہیں اور کتنی واجب اور کتنی سنت اور کتنی مستحب۔
- ۲۴۰ نماز میں بسم اللہ شریف کہاں کہاں پڑھنا چاہئے۔
- ۲۴۱ نماز میں جس سورۃ کا ایک کلمہ نہ نکل آئے اسی کا پڑھنا فرض ہے۔
- ۲۴۲ فساد حق اگرچہ ہزار آیت کے بعد ہر نماز جاتی رہے گی۔
- ۲۴۳ معتدی کو قرات ناجائز ہے۔
- ۲۴۴ اللہ اکبر کی رائد کو دال پڑھنے سے نماز فاسد ہوگی۔
- ۲۴۵ خلاف ترتیب سے متعلق چند سوال

۴۹۵	کس کن لوگوں کے پیچھے نماز جائز ہے، اندھے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔	جس کا ہاتھ ٹوٹا ہو، جس کی عورت بے پردہ باہر نکلتی ہو۔ بھلا، قوی، افیونی، قحاش، رشوت لینے والے یا جسے برس ہوا کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم۔
۴۹۵	امامت سے متعلق ایک سوال۔	تسلیم کے بعد دہنہ بائیں پھر نے کا بیان۔
۴۹۸	۴۵۲ ذیوں کی امامت کیسی ہے	ولد الحرام، زانی، بہرے، کریم الصوت، افیونی کی امامت کا حکم۔
۴۹۹	۴۵۵ غیر مقلدوں کی امامت ناجائز ہے۔	اولی امامت کس کی ہے، ولد الحرام اور جس امام سے لوگ ناراض ہوں ان کی امامت کا حکم۔
۵۰۱	۴۶۰ عرفی شریعت و غیر شریعت میں امام ہونے کا پابند حقدار کون ہے۔	امام الہی سے افضل کون ہے۔
۵۰۲	۴۶۵ مقررہ امام کی اجازت کے بغیر دوسرا امامت نہیں کر سکتا۔	جو اپنے کو بالغ ہونا ظاہر کرے اس کے قول کو قبول کرنا واجب ہے۔
۵۰۳	۴۷۰ آوروں سے ناجائز تعلق رکھنے والے کی امامت ناجائز ہے۔	فاسق کی امامت سے عزول کر دیا ہے۔
۵۰۳	۴۷۹ قسمت صلاۃ کے لئے تجویز کی مقدار، حنفی کی نماز شافعی کے پیچھے صحیح ہونے کی شرائط۔	۴۸۱ جس کی عورت بے پردہ باہر نکلتی ہو یا سود کھاتا یا مژدہ نہلانے کا پیشہ کرتا ہو ان کی امامت کیسی؟
۵۰۲	۴۸۲ سنت مذکورہ چھوڑنے والے کی امامت مکروہ و قوی شک کی امامت مکروہ ہے۔	۴۸۳ مولوی محمد اسماعیل دہلوی کو حق پر جاننے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔
۵۰۹	۴۸۶ تلخ سے استنجہ کرنے والے کی امامت کا حکم۔	۴۸۷ قوی و کفر، بواہر و الے کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم۔
۵۱۰	۴۸۷ حنفی اگر حنبلی ہو جائے تو اس کی امامت صحیح ہے یا نہیں۔	۴۸۸ تجویز نہ جاننے والے کے پیچھے تجویز جاننے والے کی نماز ہوگی یا نہیں۔
۵۱۰	۴۸۹ شرعی فتوؤں کی قرین کرنے والے کی امامت ناجائز ہے۔	۴۹۰ مقدمہ لڑانے والوں کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں۔
۵۱۱	۴۹۲ فقیہ حرام میں سہی کرنے والا	۴۹۳ ایک مصلیٰ پر میاں بی بی نماز پڑھیں اور شوہر امام ہو سود خور یا جس کی عورت بے پردہ نکلتی ہو الخ
۵۱۱	۴۹۳ فاسق ہے۔	

- امامت میں ورثت نہیں چلتی، حتیٰ امامت مفسر کو حاصل ہے، عالم کے مقابلے میں جاہل کو امام بنانا ناجائز ہے۔ جہر، عیدین، کسوف وغیرہ میں امام کو حق ہو سکتا ہے۔ صلوات علیٰ کل برہ خا جہر سے کیا مراد ہے۔
- اندر سے کی امامت کا حکم۔
- مکروہ کے تمکلات مکروہ لے والا فاسق ہے۔
- آیت میں قدیم و تاخیر سہواً ہونے پر حرج نہیں بلکہ نازی اور ردافض سے میل جول رکھنے والا فاسق ہے۔
- زانی فاسق ہو گا ہے اور اس کی امامت مکروہ۔
- بلا مذہر جماعت چھوڑنے والا فاسق ہے۔
- ذابج البقر کی امامت جائز ہے۔
- حیات النبی کے منکر کی امامت مکروہ ہے۔
- دیوث کی امامت مکروہ ہے۔
- مسلمانوں سے بلا وجہ شرعی بغض و کینہ رکھنے والا فاسق ہے۔
- جو رافضیوں میں رافضی اور شیعہ میں شعی بنے وہ منافق ہے اس پر دلائل۔
- باتعین کا امام تابائع نہیں ہو سکتا۔
- سستی غیر فاسق کو امام بنانا چاہئے۔
- جذامی کی امامت کا حکم۔
- رافضیوں میں بیاہ شادی کرنے والے کی امامت کا حکم۔
- بلا وجہ شرعی مسلمانوں کو گالی دینا سخت حرام۔
- اگر کہیں بولدہ الحرام امام کی وجہ سے جماعت میں کمی ہو تو اس کی امامت مکروہ ہے۔
- علم غیب، فتنہ وغیرہ کے منکر کی امامت کا حکم۔
- فقہی امام صدقہ فطر لے یا قرآن مجید غلط پڑھے یا فاسق معلن ہو اس کی امامت مکروہ ہے۔
- مقتدیوں کے گناہ کے سبب ترک جماعت جائز نہیں۔ امام ہونے کی شرائط۔
- ڈاکٹری ترشوانا، نماز قضا کرنا فاسق ہے۔
- خوبصورت لہر کی امامت خلاف اولیٰ ہے۔
- شرعی امام کے لیے براہ فضاہیت نماز پڑھنا گناہ ہے۔
- سودی دستاویز لکھانے والا فاسق ہے۔
- ملازمانی گورنمنٹ مثلاً تھانیدار وغیرہ اور ملازمان چوگی کی امامت کا حکم۔
- امام اور جماعت کے مابین فاصلہ کی مقدار۔
- عاق اور جس سے چار بعد چھوٹ گئے ہوں اس کی امامت کا حکم۔
- ولد الزنا کے لڑکے کی امامت کا حکم۔
- بلا ضرورت شریعہ سودی قرض لینے والا فاسق۔
- میکاد شریف یا ختم تراویح کی شیعہ تقسیم کرنے کو جہد مت کے اس کی امامت کیستی ہے۔
- دشوت لینے والے، جھوٹے مقدمے کرنے والے فاسق ہیں۔
- جو اپنے جرائم سے توبہ کرے اس کی امامت

- جائز ہے۔ اب اس پر اعتراض کرنا گناہ ہے۔ ۵۵۲
- اتہام اور بدگمانی ناجائز ہے۔ ۵۵۳
- لنگڑہٹکی امامت کیسی ہے۔ ۵۵۴
- نماز اگر ایک جہت سے فاسد ہو تو وہ فاسد ہی ہوگی اگرچہ دوسری جہتوں سے صحیح ہو۔ ۵۵۵
- حقیق کی ایک صورت۔ ۵۵۶
- حنفی شافعیوں کی جماعت میں شریک ہو یا نہیں۔ ۵۵۸
- جس لڑکے سے اس کے والدین نے کہہ دیا ہو کہ میرے جنازہ پر نہ آنا۔ ۵۵۸
- امام کسی سے دیوی کہ ورت رکھتا ہو اس کے پیچھے نماز صحیح ہے۔ ۵۵۹
- تولی فاسق ہے۔ ۵۵۹
- معتزہ کی امامت کا حکم۔ ۵۶۰
- مستحبر پر وقت شدہ جاسے نمازوں پر عہد پڑے کا حکم۔ ۵۶۱
- دیوبندیوں کے پیچھے نماز باطل ہے۔ ۵۶۲
- صدقہ فطر، مال زکوٰۃ، قبرستان میں غلہ کوڑی وغیرہ لینا جس کا پیشہ ہو اس کی امامت کیسی ہے۔ ۵۶۳
- معتقد دریافت کرنے پر جو نہ بتائے یا مقررہ وقت کا پابند نہ ہو یا جس کی امامت سے کچھ لوگ ناراض ہوں یا جس کا دہنہ ہاتھ بیکار ہو ایسے کی امامت کیسی ہے۔ ۵۶۴
- جس کے ہاتھ میں شیخ ہو وہ امام ہو سکتا ہے یا نہیں۔ ۵۶۵
- ایک عالم شریف ہے مستبد نہیں ہے یا صرف عالم وہ جاہل یا کم نجیب الطرفین مستبد کی موجودگی میں امام ہو سکتا ہے یا نہیں۔ ۵۶۶
- ایک امام کا مقلد دوسرے امام کے مقلد کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔ ۵۶۷
- حنفی کی خاطر شافعی امام رفع یدین وغیرہ پھوڑے یا نہیں۔ ۵۶۸
- مردہ نہلانے والے کی امامت جائز ہے یا نہیں۔ ۵۶۸
- وہابیہ کی امامت ناجائز ہے۔ ۵۶۹
- جس کی آنکھ میں پتلی ہو وہ امام ہو سکتا ہے یا نہیں۔ ۵۷۰
- خدا سے تعالیٰ کو محترم ماننے والے کی اقتدا حرام ہے۔ ۵۷۱
- جلاوہ شرعی امام کو معزول کرنا حرام ہے۔ ۵۷۲
- دیوٹ کی امامت مکروہ ہے۔ ۵۷۳
- عورت کا نان و نفقہ شوہر کے ذمہ ہے باپ پر نہیں۔ ۵۷۴
- شوہر اور شوہر دو سینے والے دونوں کی امامت مکروہ ہے۔ ۵۷۵
- میلہ و شریعت کو بدعت کہنے والے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔ ۵۷۶
- نصاری کی تابعداری کرنے والے، مسلمانوں میں نفاق ڈالنے والے، جری کرنے والے اور غیر مقلدین ان کی امامت کیسی ہے۔ ۵۷۷

- ۵۸۸ رنڈی زادہ کی امامت کیسی ہے۔
 ۵۸۸ کارندوں کی امامت کیسی ہے۔
 ۶۰۲ دیوبندی مدرسوں میں پڑھنے والوں کی امامت کا حکم۔
 ۶۰۲ بد مذہبوں کی بات وغیرہ میں شریک ہونے کا حکم۔
 ۶۰۲ چوڑی پہنانے یا طبابت کا پیشہ کرنا ہوا اس کی امامت کا حکم۔
 ۶۰۲ حرمین طیبین کے علاوہ جتنی کھنے والے کے پیچھے نماز جائز نہیں۔
 ۶۰۲ جو سورقین پختہ باد ہوں امام اس میں کو پڑھے۔ شطرنج کھیلنا فسق ہے۔
 ۶۰۲ بے ضرورت سوال حرام ہے۔ جنازہ کی نماز پڑھنا امام پر لازم نہیں۔
 ۶۰۲ نماز پڑھنے کے لئے امام کے متعلق تحقیق کرنا ضروری نہیں، وہ جاتی کے پیچھے نماز باطل ہے۔
 ۶۰۲ عاق کی تعریف اور حکم۔
 ۶۰۲ حرام ہوا میں ان کا مسنا فسق۔
 ۶۰۲ وہابیہ کی برائی بیان کرنا فرض ہے یا نہیں فاجر وغیرہ کی۔
 ۶۰۲ بلا وجہ شرعی مسلمانوں سے عداوت رکھنا فسق ہے۔
 ۶۰۲ جہان میں فاسق کے علاوہ کوئی دوسرا نماز پڑھانے والا نہ ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔
 ۶۰۲ ماہی گیری کی امامت کا حکم۔
 ۵۸۸ فاسق و فاجر کی تعریف اور حکم۔
 ۵۸۸ عیوں کو مسنا، غیبت کرنا، جھوٹی قسم کھانا فسق ہیں۔
 ۵۸۹ زانی اور شرابی کی امامت مکروہ ہے۔
 ۵۹۰ وارثی ترشوانے والا فاسق ہے۔
 ۵۹۱ نماز فجر جس کی قضا ہو گئی ہو وہ ظہر وغیرہ کی امامت کر سکتا ہے یا نہیں۔ تبرک کی امامت کیسے؟
 ۵۹۱ گاٹی گلاب کرنے والے کی امامت مکروہ ہے۔
 ۵۹۲ تصاب کی امامت کا حکم۔
 ۵۹۲ رانی توہر کر لے تو اس کی امامت میں حرج نہیں اور اگر لوگ اس کی توہر پر اعتبار نہ کریں گے تو گنہگار ہوں گے۔
 ۵۹۵ شراب پرہیز خور تہ تو شوہر پر اسے طلاق دینا واجب نہیں۔
 ۵۹۶ دیوث کی امامت مکروہ ہے، جو پیر فعلی حرام کا ترکیب ہوا اس سے بیعت کرنا میلہ دیا ہوا ہے۔
 ۵۹۶ ایما نہیں ہے۔
 ۶۰۶ اخیوتی اور روزہ چھوڑنے والے فاسق ہیں۔
 ۶۰۸ حرام ہوا میں۔
 ۵۹۸ عورت کے افضالی قبیلہ سے شوہر راضی نہ ہو اور باز رکھنے کی کوشش بھی کرنا ہوا اور عورت ماز نہ آتی ہو تو شوہر پر نہ کوئی الزام نہ اس کی امامت میں حرج۔
 ۶۰۰ سیغہ تک بال رکھنا مکروہ حرام ہے۔
 ۶۰۰ امام کے ساتھ ایک مقتدی ہو اور دوسرا لگے

- ۶۱۱ امام آگے بڑھے یا مقتدی پیچھے گئے۔
 ۶۱۱ افراد کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔
 ۶۱۲ قس کی ایک صورت۔
 ۶۱۳ شہر سے چوری ثابت نہیں ہوتی۔
 ۶۱۳ طلاق دے کر بی بی رکھ لے اور اس سے لڑکا پیدا ہو اس لڑکے کی امامت جائز ہے یا نہیں۔
 ۶۱۳ امام معزول کرنے کی ایک صورت۔
 ۶۱۳ استاد کا قصور کرنے والے شاگرد کی امامت صحیح ہے یا نہیں۔
 ۶۱۳ بلا وجہ شرعی امام کو معزول کرنا جائز نہیں۔
 ۶۱۴ پھر سے کی امامت جائز ہے۔
 ۶۱۴ سفر میں امام کے عقائد دریافت کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں۔
 ۶۱۴ غیر مفقودین کے پیچھے نماز باطل ہے۔ جماعت میں غیر معتقد شریک ہو تو نماز ناقص ہوگی۔
 ۶۱۴ جو مدارس اہلسنت کے خلاف ہیں ان کے طلبہ کو امام بنانا جائز نہیں۔
 ۶۱۴ جو شرائط امامت کا جامع ہر اسے امام بنایا جائے اگرچہ وہ اپنے کرنا اہل کہے۔
 ۶۱۹ کنہیاں کھلی رہیں تو نماز مکروہ ہوتی ہے۔
 ۶۱۹ وہابیہ کے پیچھے نماز جائز نہیں خواہ فضل نماز ہو۔
 ۶۲۰ نماز جنازہ میں عورت امام اور مرد مقتدی ہوں تو فرض ادا ہو جائے گا۔
 ۶۲۰ بخوبی اُترتال اور فالانہوں کے پیچھے والے کے پیچھے نماز جائز نہیں۔
 ۶۲۲ تفصیلی جہد و بد مذہب ہیں۔
 ۶۲۳ دو کا شمار امام ہو سکتا ہے یا نہیں۔
 ۶۱۳ جو تندرست ہوتے ہوئے بھیک مانگنے کا پیشہ کرے اس کی امامت مکروہ ہے۔
 ۶۱۳ چودہ برس کا لڑکا اپنے کربالغ ظاہر کرے اسے بالغ مانا جائے گا۔
 ۶۱۳ بد مذہبوں کے ساتھ کھانا میل جول رکھنا فسق ہے۔
 ۶۱۳ کن کن لوگوں کی امامت جائز ہے اور کن کی نا جائز۔
 ۶۱۴ امام کا وسط مسجد میں کھڑا ہونا سنت ہے۔
 ۶۱۴ غلط مسئلہ بتانے والے قابل امامت نہیں۔
 ۶۱۴ آڑ میں منہ نہ آنے والوں کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔
 ۶۱۴ امامت پر خواہ یعنی جائز ہے، قرآن خوانی کی اجرت حرام ہے۔
 ۶۱۴ تارک جماعت کی امامت مکروہ ہے۔
 ۶۱۸ معذور کی امامت کا حکم
 ۶۱۸ امام کے لئے مصلیٰ ہو اور مقتدی کے لئے نہ ہو تو نماز میں حرج نہیں۔
 ۶۱۹ غیر معتقدوں کے پیچھے نماز ایسی ہی ہے جیسے یہودی کے پیچھے۔
 ۶۲۰ مقررہ امام کی اجازت کے بغیر دوسرا نماز نہیں پڑھا سکتا۔
 ۶۲۰ مقتدی کے سر پر جامہ ہو اور امام صرف ٹوپی پہنے ہو تو نماز میں حرج ہے یا نہیں۔

۶۴۰	نماز کے بعد مصافحہ کرنا جائز ہے۔	۶۳۳	ولابی کے پیچھے نماز ناجائز ہے اگرچہ استاد ہو بلکہ اسے استاد بنانا گناہ۔
۶۴۰	امامت کی خواہشینی جائز ہے مگر بچنا بہتر۔	۶۳۳	زمانی فاسق ہیں انھیں امام بنانا مکروہ۔
۶۴۱	مسلم کے بعد امام دعائیں تاخیر کرے تو معتدی	۶۳۴	تعظیم و توہین کا مدار معرفت ہے۔
۶۴۱	پر ضروری نہیں کہ بیٹھا رہے ضرورت ہو تو چلا	۶۳۵	جسے صرف تہجد کا امام بنایا گیا ہو وہ صرف جمعہ
۶۴۱	جلستے، مسلم کے بعد امام کی ولایت ختم	۶۳۵	ٹھکانے کا یا بند ہے دوسری نمازوں کا نہیں۔
۶۴۱	ہو جاتی ہے۔	۶۳۵	نماز کوئی خانگی معاملہ نہیں جسے چاہا امام بنالیا۔
۶۴۱	فرض، واجب، مستحب، مذکورہ، مستحب، مباح	۶۳۶	ناپسند کی امامت جائز ہے۔
۶۴۱	کے احکام۔	۶۳۸	شستی و بابی علما کو یکساں جانتے والا کافر ہے۔
۶۴۲	سورت سوچنے میں اتنی دیر ہو جائے کہ تین بار	۶۳۸	تکثرت اسلام یا کسی دوسرے امراض کے
۶۴۲	سبحن اللہ کہہ لیا جائے تو سجدہ سہو واجب ہے۔	۶۳۸	سبب بجائے فعل کے تکیم کرے تو اس کی امامت
۶۴۲	صرف پانچا مہینہ کر نماز پڑھنے سے نماز مکروہ	۶۳۸	جائز ہے یا نہیں۔
۶۴۲	ہوتی ہے۔	۶۳۹	امامت کی اجرت و ملازمت یا صراحتاً ملے ہو گئی ہو
۶۴۲	مسئلہ النہی لا یکید عن الصلاۃ وراہ	۶۳۹	تو اجرت لینے اور امامت کرنے میں کوئی
۶۴۲	معدی التقلید (غیر متقلدین کے پیچھے نماز		حرج نہیں۔
۶۴۶	ناجائز ہونے کے بیان میں)		

فہرست ضمنی مسائل

اماکن الصلوٰۃ	اجارہ
بے ضرورت محراب یا در میں کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ بلند جگہ پر امام کھڑا ہو تو نماز باطل ہوگی یا مکروہ۔	امامت پر تنخواہ یعنی جائز ہے، قرآن خوانی کی اجرت حرام ہے۔ امامت کی اجرت دلائے زیادہ مستحب ہوگئی تو اجرت لینے اور امامت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔
قطع صفت حرام ہے۔ قرض واجب اور غیر کی شقیں چلتی ریل میں نہیں ہو سکتیں اور اگر وقت نکل رہا ہو تو پڑھ لے پھر اعادہ کرے۔ جبوری کے سبب جو نمازیں بیٹھ کر پڑھی گئی ہوں ان کا اعادہ نہیں۔	امامت کی تنخواہ یعنی جائز ہے مگر بچنا بہتر۔
حدود	حظ و اباحت
مشہد سے چوری ثابت نہیں ہوتی۔	صلوٰۃ ترضی وغیرہ کو روز میں کھنا جائز نہیں۔ جو وظیفہ پڑھے اور نماز پڑھے وہ فاسق ہے۔ نماز کے بعد دُعا مانگنے کا ثبوت۔ بلند آواز سے درود شریف پڑھنا جائز ہے اور اخفا افضل۔
وقف	نماز کے بعد دُعا میں تاخیر کیسی؟ سورقوں کو معکوس پڑھنا ناجائز ہے۔ نماز میں کھانے اور کھسکانے کا حکم۔ عتر میں بدبو ہونے کی حالت میں نماز مکروہ ہوگی

مستحبہ پر وقف شدہ جائے نمازوں پر نماز پڑھنے کا حکم ۵۷۲

- ۵۲۸ فاسق و فاجر کی تعریف اور حکم۔ ۶۰۱
 ۵۵۳ فرض، واجب، سنت، ترکہ، مستحب، مباح
 ۵۹۶ کے احکام۔ ۶۴۱

رسم المقتی

- ۶۰۵ ایک شخص شکاری کے جو اپنی بی بی سے قربت کرے ۳۹۲
 ۶۰۶ غلط مسئلہ بتانے والے قابلِ امامت نہیں۔ ۶۲۴

عقائد و کلام

- ۶۲۰ قصود کے نام اقدس پر درود شریف پڑھنا
 واجب ہے۔ ۲۲۱
 تجویز کے انکار کفر ہے۔ ۳۲۲

- ۵۲۸ ان میں سے ہر ایک کو دین کرنے والے
 حرم غیر مطلق ہیں۔ ۳۴۹

- ۵۸۲ حکم
 جو رافضیوں میں رافضی اور سنیوں میں سنی بنے
 وہ منافق ہے اس پر قائل۔ ۳۹۸

- ۵۲۴ وہ منافق ہے اس پر قائل۔
 دیونہروں کے پیچھے نماز باطل ہے۔ ۵۴۳

- ۵۵ دیوبند کی امامت ناجائز ہے۔ ۵۴۹
 تہذیبیاتی کو ہم ماننے والے کی اقدار حرام ہے۔ ۵۸۲

- ۱۴۰ بد مذہبوں کے ساتھ کھانا، میل جول رکھنا
 فحش ہے۔ ۶۲۵

- ۱۸۵ سنی و دہائی ملکر یکساں جہانہ والا کافر ہے۔ ۶۳۸
 غیر معتدی کے چند عقائد کا بیان۔ ۶۵۶

بلا وجہ شرعی مسلمانوں کو گالی دینا سخت حرام ہے
 اتہام اور بدگمانی ناجائز ہے۔
 مزامیر حرام ہیں ان کا شناسنا فحش۔
 وکوث کی امامت مکروہ ہے، جو پر فعل حرام کا
 مرتکب ہو اس سے بیعت کرنا مسئلہ درجہ اولیٰ
 ناجائز ہے۔

امیر بنی اور روزہ چھوڑنے والے فاسق ہیں۔
 مزامیر حرام ہیں۔

سینہ تک بال رکھنا مکروہ حرام ہے۔
 نماز کے بعد مصافحہ کرنا ناجائز ہے۔

مدانیات

بلا ضرورت شریعتی ضروری فرض ایک والا ہے

نفقات

عورت کا نان و نفقہ شوہر کے ذمہ ہے باپ پر نہیں

قوائد فقہیہ

تمام بلاد کے لئے جنت قبلہ کا ایک خاص تھینہ
 ممکن نہیں۔

قرآن مجید کے اذکار طویل نوافل پر محمول ہیں فرائض
 میں مستثنیٰ نہیں۔

۲ رکعت تراویح سنتِ ترکہ ہے، ایک رکعت
 نماز وتر خواہ نفل باطل محض ہے۔

صحت علوۃ کے لئے قیم معنی ضروری نہیں۔

۲۵۶	خوارج بدترین مخلوق ہیں۔	۲۵۶	مکرمی تقلید نے اُمتِ مہرور کے دس حصوں
۲۶۲	اہل عرب ہرگز شیطانی پرستش میں مبتلا نہ ہوئے	۲۶۲	میں سے نو کو علی الاطلاق کافر و مشرک ٹھہرایا۔ ۷۰۹
۲۷۰	غیر مقلدین کے پیچھے نماز نہ ہونے کے دلائل	۲۷۰	تجوید
۲۷۰	غیر مقلدین بدترین اہل بدعت سے ہیں۔	۲۷۰	ضاد کو غلط یا دواہ پڑھنا غلط ہے۔ ضاد کے
۲۸۰	غیر مقلدین فاسق معین ہیں۔	۲۸۰	تحریر کا بیان۔ ۲۷۲
۲۸۰	غیر مقلدین سرک مشعبیہ میں جی کا اصل مقصد	۲۸۰	حرف حن اور ظ مشتبہ الصوت ہیں۔ ۲۷۵
۲۸۰	تکفیر مسلمان ہے۔	۲۸۰	تربیل کی تین حدیں ہیں۔ ۲۷۵
۲۸۰	جو شخص ایک مسلمان کو بھی کافر کہے وہ خود کافر ہے۔	۲۸۰	قصات لازمہ و غیر لازمہ میں فرق۔ ۲۹۹
۲۸۰	جو شخص کسی ملکہ کو کافر کہے قرآن دونوں میں سے	۲۸۰	من و ظ، د، ز حروف تہا نہ متعارفہ ہیں
۲۸۰	ایک پر یہ بلا ضرور پڑے گی۔	۲۸۰	دوران تہذیب قصداً ایک کی جگہ دوسرا
۲۸۰	اہلسنت کو چاہئے کہ ان سے پرہیز یکس ان کے	۲۸۰	پڑھنا گناہِ عظیم اور رام قطعی ہے۔ ۳۰۵
۲۸۰	معاذت میں شریک نہ ہوں اپنے معاہدات	۲۸۰	خارجی سے لے قصہ تبدیل الخوض مشاہدہ
۲۸۰	میں ان کو شریک نہ کریں۔	۲۸۰	بلکہ میں و ہر تو اس پر مطلقاً فساد نماز کا
۲۸۰	اشرار کے پاس بیٹھنے سے آدمی نقصان ہی	۲۸۰	۷۱۹ حکم غلط و فاسد ہے۔ ۳۰۶
۲۸۰	اٹھاتا ہے۔	۲۸۰	۷۲۰ خالین کی جگہ دالین بر دال مغلطہ پڑھے تو نماز
۲۸۰	بدلتہ ہوں سے محبت نہ ہر قابل ہے۔	۲۸۰	نہ جاتے گی اور دالین بر دال معجزہ پڑھے تو
۲۸۰	مسئلہ تقلید	۲۸۰	جاتی رہے گی۔ ۳۰۶
۲۸۰	جو پایہ اجتہاد نہ رکھتا ہو نہ کشف و ولایت کے	۲۸۰	۷۰۲ ترجمہ اس کی نماز فاسد ہوگی۔ ۳۰۸
۲۸۰	رتبہ عقلی تک پہنچا اس پر تقلید امام معین واجب	۲۸۰	۷۲۰ تخریج ضاد کا بیان
۲۸۰	قرق ناجیہ اہلسنت ان چار مذاہب اختی شافعی	۲۸۰	۷۰۵ حروفِ مجرورہ و مہموسہ کا بیان
۲۸۰	ماکی، حنبلی، میں منصر ہو گیا۔	۲۸۰	۷۰۰ حق کو ظ کے مشابہ پڑھنے کا حکم
۲۸۰	ترک تقلید شخصی گناہِ کبیرہ ہے۔	۲۸۰	۷۰۰ تبدیل حرف یعنی ایک حرف کو دوسرے حرف
۲۸۰	تقلید کو شرک کہہ کر کہتے سے غیر مقلدین کے نزدیک	۲۸۰	۷۰۰ سے بدلنے سے نماز فاسد ہوتی ہے تبدیل کی تین صورتیں ۳۰۹
۲۸۰	۵۰ ہر کافر و مشرک ہونا لازم آتا ہے۔	۲۸۰	

بحرہ سے متعلق چند احکام

رد بد مذہبیاں

غیر مقدس کے پیچھے نماز باطل ہے جماعت میں
غیر مقلد شریک ہو تو نماز ناقص ہوگی۔

جو مدارس اہلسنت کے خلاف ہیں ان کے طلبہ
کو امام بنانا جائز نہیں۔

تفصیلی جلد ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲

فضائل

درود شریف پڑھنے کی فضیلت اور افضل درود
کا بیان۔

قائمہ ہاندہ کرنا پڑھنے کی فضیلت میں

احادیث کچلہ

عمارہ کی فضیلت میں ۲۰ احادیث کچلہ

فوائد اصولیہ

۶۴ کوکب مستقیم مستلزم کراہت تفریح بھی نہیں۔

۶۳۴ تعلیم و تہذیب کا حاد معروف ہے۔

ریاضی

۶۱۹ سمت قبلہ میں علم ریاضت و اصطلاح وغیرہ

۶۲۱ آفات و قیاسات کا اعتبار نہیں۔

۶۵ جہنمستان کا عرض شمالی ۸ درجے سے

۳۵ درجے اور طول مشرقی ۶۶ سے

۷۲ تک ہے۔

متفرقات

۱۶۶ الصاق کعبین کی تحقیق

۲۰۸ استعمال و غیر استعمالی جوتوں کا حکم۔

۲۲۷

۶۱۴

۶۱۹

۶۲۱

۱۸۳

۲۰۳

۲۰۸



باب شروط الصلوة

(نماز کی شرطوں کا بیان)

مسئلہ ۳۹۸ از مکتبہ دھرم تریٹرسٹ مسئلہ باب مرزا غلام قاری بیگ ۵ ربیع ۱۳۱۱ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تہبند اگر ایسے پارکیمپ کپڑے کا ہے کہ اس میں سے بدن کی
شرعی یا سیاسی نمایاں ہے تو اس تہبند سے نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب

نہ فی الحداد المحتاسر سائر لا یصح ما تحتہ فی رد المحتار میں ہے پھپھالنے والی چیز وہ ہے جو اپنے اندر
سر والاحتاسر بان لایبری منه لون البشرۃ۔ کی چیز کو ظاہر نہ کرے۔ رد المحتار میں ہے بایں طور کہ
اس سے حجم کارنگ دکھائی نہ دے۔ (ت)

یہاں سے معلوم ہوا کہ عورتوں کا وہ دوپٹہ جس سے بالوں کی سیاہی چمکے مقصد نماز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۹۹ مسئلہ مرزا باقی بیگ صاحب ۲۳ محرم ۱۳۰۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مرد کے بدن میں گے عضو عورت ہیں؟ مینواتوجروا

الجواب

اللہم ھد ایتہ الحق والصواب۔ یہ تو معلوم ہے کہ مرد کے لئے ناف سے زانو تک عورت ہے

۶۶/۱	مطبوعہ مجتہدانی دہلی	باب شروط الصلوة	رد المحتار
۳۰۲/۱	مطبوعہ ابائی مصر	" " "	رد المحتار

تات خارجہ گھنٹے داخل کر جاہد، اعضا بیان کرنے میں یہ قطع ہے کہ ان میں ہر عضو کی چوتھائی پر اسکا ہم جاری ہیں، مثلاً:

۱۔ اگر ایک عضو کی چہارم کھل گئی اگرچہ اس کے بقصد ہی کھل ہو اور اس نے ایسی حالت میں رکوع یا سجود یا کوئی رکعت کا عمل ادا کیا تو نماز بالاتفاق جاتی رہی۔

۲۔ اگر صورت مذکورہ میں پورا رکعت ادا کر لیا مگر اتنی دیر نہ گزری جس میں تین بار سبحان اللہ کہہ دیتا تو بھی مذہب معتدل پر جاتی رہی۔

۳۔ اگر نمازی نے بقصد ایک عضو کی چہارم بلا ضرورت کھولی تو فوراً نماز جاتی رہی اگرچہ معصیاً چھپالے، یہاں احاسنہ رکعت یا اس قدر دیر تک کچھ شرط نہیں۔

۴۔ اگر تکبیر تحریر اسی حالت میں کہی کہ ایک عضو کی چہارم کھل گئی ہے تو نماز سر سے منقطع ہی نہ ہوگی اگرچہ تین تسبیحوں کی دیر تک مکشوف نہ رہے۔

۵۔ ان سب صورتوں میں اگر ایک عضو کی چہارم سے کم ظاہر ہے تو نماز صحیح ہو جائے گی اگرچہ نیت سے سلام تک انکشاف رہے اگرچہ بعض صورتوں میں گناہ و سنوئے ادب بیشک ہے۔

۶۔ اگر ایک عضو دو جگہ سے کھلا ہو مگر جمع کرنے سے اس عضو کی چوتھائی نہیں رہتی تو نماز ہو جائے گی اور چوتھائی ہو جائے تو بقاصیل مذکورہ ہوگی۔

۷۔ متعدد عضوں مثلاً دو میں سے اگر کچھ حصہ کھلا ہے تو سب جسم مکشوف حلائے سے ان دونوں میں جو چھوٹا عضو ہے اگر اس کی چوتھائی تک نہ پہنچے تو نماز صحیح ہے ورنہ بتفصیل سابق باطل شافران وزیر ناف کچھ کچھ کپڑا لگے ہو تو دونوں کی قدر منکشف اگر زیر ناف کی چہارم کو پہنچے نماز نہ ہوگی اگرچہ محسوسہ رکن کی چوتھائی کو بھی نہ پہنچے کہ ان دونوں میں زیر ناف چھوٹا عضو ہے اور سرین اور زیر ناف میں انکشاف ہے تو مجموعہ سرین کے رتبہ تک پہنچنا چاہئے اگرچہ زیر ناف کی چوتھائی نہ ہو کہ ان میں سرین عضو اصغر ہے اسی طرح تین یا چار یا زیادہ اعضا میں انکشاف ہو تو بھی ان میں سب سے چھوٹے عضو کی چہارم تک پہنچنا کافی ہے اگرچہ اکبر یا اوسط یا خفیف حصہ ہو۔

یہ وہ صحیح ہے جس پر امام محمد نے زیادات میں تصریح کی ہے، کچھ جیسے کی بحث کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہی نہیں اگرچہ فتح القدیر اور البحر الزاخر نے اس کی اتباع کی اور برہان علی نے اسے صغیر میں مختار قرار دیا، اللہ تعالیٰ مالک و علام کی توفیق سے اس کی پوری

هذا الصحيح الذي نص عليه محمد في الزيادات من بحث التبيين وان تبعد الفتحة والبحر واختاره البرهان الحلبي في الصغیر وتمام الكلام بتوقيع الملك العلام في

مسائل النظر في سائر العورة التي
الفتاها بعد ورود هذا السؤال لازاحة
ما في المسائل من وجوه الاشكال
والحمد لله المهيمن المتعال.

تفصيل ہمارے مسائل النظر في سائر العورة میں
مذکور ہے جسے میں نے اس سوال کے جواب میں اس
کے متعلقہ مسائل میں وارد ہونے والے اشکالات کو
زائل کرنے کے لئے لکھا، اور تمام تقریریں اللہ تعالیٰ
کے لئے جو محافظ و بلند ہے۔ (ت)

یہ سب مسائل در مختار و رد المحتار وغیرہ اسفار سے مستفاد۔

وهذا النصبها ملقطا ومختطا ومنه كشف
سابع عضو قد راد امر كن (بسنه
منية قال شارحها و ذلك قد ر
ثلث تسبيحات واحتمل محمد
اداء الركن حقيقة والاول المختار
للاحتياط شرح منية واقبل من
قد ركن فلا يفسد اتفاقا لا من
الاكتشاف انكشيف الزمان
القليد عضو كالاكتشاف القليل
في الزمان انكشيف، وهذا في
الاكتشاف الحادث في الصلاة
اما المقارن لا ابتداءها
فيمتنع انعقادها مطلقا اتفاقا بعد
ان يكون المكشوف (في العضو) بلا
صنعه (ولو به فسدت في الحال عند
قنية قال ح اعيان كانت اقل
من اداء امر كن الا لاجابة كسوف
تعلل لثبوت الضياع ما لم يؤد ركنها
كما في الخلاصة فتاوى تجميع بالاجزاء

ان دونی کتابوں کے چیدہ چیدہ مخلوط طور پر الف
یہیں، اور رکن کی مقدار چوتھائی عضو کا شکا رہنا
نماز سے مانع ہے یعنی ادار رکن جو سنت کے مطابق
ہو، وغیرہ۔ اس کے شارح نے کہا ہے کہ یہ تین تسبیحات
کی مقدار ہے۔ اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے حقیقتہً رکن
کی ادائیگی کا اعتبار کیا ہے احتیاط کے پیش نظر پسلا
قول مختار ہے شرح المنیہ اور جب رکن عضو کا
اداء رکھ کر ادائیگی سے کم کھلا رہے تو بالاتفاق نماز فاسد
نہیں ہوگی، کیونکہ قلیل وقت میں انکشاف کثیر معاف ہے
جس طرح کثیر وقت میں انکشاف قلیل معاف ہے، یہ
اسی انکشاف کا معاملہ ہے جو دوران نماز عارض ہو،
اگر وہ انکشاف ابتداء نماز سے عارض ہو اور کھٹنے
والی جگہ عضو کی چوتھائی ہو ایسا انکشاف بالاتفاق
مطلقاً النعمان نماز سے مانع ہے یہ اس وقت ہے
جبکہ یہ کشف عورت قصہ مصل کے بغیر ہو، پس اگر ایسا
کشف عورت قصہ مصل کے باعث ہو تو فقہائے ہاں
نماز فی الفور فاسد ہو جائے گی قنیه، مجلس نے کہا میں
اگرچہ وہ ادار رکھ کر ادائیگی سے کم میں ہو، مگر یہ کہ
وہ فصل مصل کسی ضرورت کی بنا پر ہو جیسے مصل کا اپنے

(وهی النصف والمربع والتثلث)
 لونی عضو واحد والا فیلقدر
 (ای المساحة) فانقطع (المجموع
 بالمساحة) مربع اذناها
 (ای اذنی الاعضاء المنكشفة
 بعضها) منهم (کیا لو انکشف
 نصف ثمن النخذ و نصف ثمن
 الاذنت من المرأة فانت
 مجموعهما بالمساحة اکثر من
 مربع الاذنت القوی اذنی
 العضویت المنکشفین)

جو توں کو ضائع ہونے کے خوف سے اعضا لینا
 جتنے وقت میں وہ دیکھنا زادہ کر سکے۔ خلاص میں ایسے
 ہیں اور منکشف اجزاء کو کٹ کر کیا جائے گا (موردہ اجزاء
 مثلاً نصف، چوتھائی اور تہائی ہیں) اگر ایک عضو
 میں کئی کشف ہوں ورنہ مقدور یعنی پیمائش کے ساتھ
 اذازہ کیا جائے گا پھر اگر وہ پیمائش کے ساتھ مجرورہ
 اذنی عضو کے ربع کو پہنچ جائے (یعنی وہ اعضاء جو
 جزوی طور پر کشف ہیں ان میں سے اذنی عضو کے ربع
 کو پہنچ جائے گا تو ایسا کشف نماز سے مانع ہے،
 مثلاً عورت کی ران کے آٹھویں حصے کا نصف اور
 کان کے آٹھویں حصے کا نصف اگر کھل جائے تو

پیمائش کے اعتبار سے ان دونوں کا مجرورہ ان دونوں کے حصے والے اعضا میں سے چھوٹے عضو کا ان کے چوتھائی سے زیادہ
 بننا ہے) (ت)

میں نے ان مسائل میں ہر جگہ اقویٰ و ارجح و احوط قول کو اختیار کیا کہ عمل کے لئے بس ہے آئمہ و کفر
 الخلاف و بسط التعلیل و اداع الی تفصیل یعنی الی الطویل (ذکر اختلاف ادران کے دلائل کا تفصیل
 کے لئے ایک طویل بحث و کار ہے۔ ت)

بالکل ان احکام سے معلوم ہو گیا کہ صرف اجمالاً اس قدر سمجھ لینا کہ یہاں سے یہاں تک ستر عورت ہے
 ہرگز کافی نہیں بلکہ اعضاء کو جدا جدا پہچاننا ضروری ہے اور وہ علامہ علی و علامہ طحاوی و علامہ شامی و عثمانی و رحمہم
 رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے مراد میں آٹھ گئے،

(۱) ذکر کر کے اپنے سب پر زوں یعنی حشفہ و قصبہ و قلف کے ایک عضو ہے یہاں تک کہ مثلاً صرف قصبہ کی

رد المحتار باب شروط الصلوة مطبوعہ مطبعہ مجتہدائی دہلی ۶۶/۱
 رد المحتار باب شروط الصلوة مطبوعہ مطبعہ البانی مصر ۳۰۰/۱

نوٹ: قوسین کے درمیان والی عبارت رد المحتار کی ہے باہر والی رد المحتار کی۔ تذیر احمد سعیدی

چوتھائی یا فقط ششز کا نصف کھنا مفسد نماز نہیں، اگر باوجود علم و قدرت ہو تو گناہ وہی ادا ہے اور ذکر کے گردے کوئی پارہ جسم اس میں شامل نہ کیا جائے گا، یہی صحیح ہے یہاں تک کہ صرف ذکر کی چوتھائی کھلتی مفسد نماز ہے، و سوي ذلك وتما مع التحقيق في مسائلنا المذكورة (اس پر تفصیل گفتگو اور تحقیق راز ہمارے مذکورہ رسائل میں ہیں۔ ت)

(۲) انیسویں یعنی بیچنے کے دونوں مل کر ایک حصہ ہے یہی حق ہے یہاں تک کہ ان میں ایک کی چارم بلکہ تہائی کھلتی بھی مفسد نہیں،

وقد مات ههنا قدم العلامة البرجندى في شوم النقاية كما بهنا عليه في العشرة فديتبه۔ اس مقام پر شرح نقایہ میں ملا برجدی کے قدم پھسل گئے جیسا کہ ہم نے "الطوة في ستر العورة" میں اس پر تنبیہ کی ہے اس کا مطالعہ کیجئے۔ (ت)

پھر یہاں بھی صحیح یہی ہے کہ ان کے ساتھ ان کے حل سے کچھ ضم نہ کیا جائے گا، یہ دونوں تنہا حصہ مستقل ہیں۔

(۳) دُبر یعنی پانڈہ کی جگہ اس سے بھی صرف اُس کا حلقہ مرلوی صحیح ہے اور اسی پر اعتماد۔

(۴ و ۵) الیسویں یعنی دونوں پُورے، ہر پُورے مذہب صحیح میں ہر عورت سے کہ ایک کی چوتھائی کھلتی باعرب فساد ہے۔

(۶ و ۷) فقہین یعنی دونوں رائیں کہ ہر ان اپنی جڑ سے جسے عربی میں دُکب و رفع و مغین اور فارسی میں پینولہ ران اور اردو میں چُڑھا کہتے ہیں، ٹھٹھنے کے نیچے تک ایک عضو ہے، ہر ٹھٹھنا اپنی ران کا تابع اور اس کے ساتھ مل کر ایک عورت ہے، یہاں تک کہ اگر صرف ٹھٹھنے پُورے ٹھٹھنے ہوں تو یہ مذہب پر ناجائز صحیح ہے کہ دونوں مل کر ایک ران کے رُبع کو نہیں پہنچتے، ہاں خلافت ادب و کراہت پر ناجائز بات ہے۔

(۸) کمر باندھنے کی جگہ ناف سے اور اُس کی سبید میں آگے پیچھے دہنے بائیں چاروں طرف پیٹ کمر گڑھوں کا جو ٹکڑا باقی رہا وہ سب مل کر ایک عورت ہے۔ رد المحتار میں ہے،

اعضاء عورة الرجل ثمانية الأول المذكور وما حوله الثاني الانثيان وما حولهما الثالث البدن وما حوله الرابع المراءيم والخامس الاثنيان السادس السابعة الفخذان مع المركبتين الثامن ما بين السرة الى العانة مع ما يحاذي ذلك من الجنبين والظهر والبطن۔ (ت)

مرد کا ستر آٹھ اعضاء ہیں (۱) عضو مخصوص اور ارد گرد (۲) خصیتیں اور ماں کا ارد گرد (۳) دُبر اور ارد گرد (۴ و ۵) دونوں سری کے ساتھ (۶ و ۷) دونوں رانیں ٹھٹھن سمیت (۸) ناف تا زیر ناف سمیت پشت پیٹ اور دونوں پہلوؤں اُس حصے جو اس کے مقابل و محاذی ہے۔ (ت)

اقول وبالله التوفیق (میں اللہ کی توفیق سے کہتا ہوں۔ ت) یہاں دو مقام

تحقیق طلب ہیں،

مقام اول : کیا حورست بہشت میں پیٹ کا دی زم حصہ و ناف کے نیچے واقع ہے جسے ہندی میں پٹو کہتے ہیں تینوں طرف یعنی گردنوں اور پیٹ سے اپنے محاذی بدن کے ساتھ صوف اسی قدر داخل ہے اور ذکر کے متصل وہ سخت بدن جو بال آگئے کا مقام ہے جسے عربی میں عانہ کہتے ہیں اس میں شامل نہیں یہاں تک کہ صوف مقدار اول کی چوتھی کھنی مضبوط نماز نہ ہو اگرچہ عانہ کے ساتھ ملا کر دیکھیں تو چہارم سے کم رہے یا عانہ سمیت ناف سے نیچے جس قدر جسم رانوں اور ذکر اور چوتھوں کے شروع تک باقی رہا سب مل کر ایک وحدت ہے یہاں تک کہ افساد نماز کے لئے اس جسم ران کی چوتھائی درکار ہو اور مقدار اول کا رتبہ کفایت نہ کرے جتنی کتب فقہ اس وقت فقیر کچھ پیش نظر ہیں ان میں کہیں اس نتیجہ کی طرف توجہ خاص نہ پائی اور بنظر قابر کلمات ملنا مختلف سے نظر آتے ہیں مگر بعد غور و تلمس اظہار شبہ امر ثانی ہے یعنی یہ سب بدن مل کر ایک ہی عورت ہے، تو یوں سمجھ کر چار اطراف بدن میں اس سے ملے ہوئے جو عضو ہیں مثلاً ران و سرین و ذکر، ان کا آغاز تو معلوم ہی ہے ان سے اوپر اور پر ناف کے کنارہ زیریں اور سارے دور میں اس کنا سے کی سیدہ تک جتنا جسم باقی رہا اس سب کا مجموعہ واحد ہے اور اسی طرف علامہ علی بن علی طبرانی و علامہ شامی رحمہ اللہ قائلے کا کلام نہ کرنا ترک امنوں نے عانہ صوف بہرہ کا نہ نہ لیا ورنہ فقیر بر اول پر اس قدر ٹکرا اس میں داخل نہ تھا اور اس کا ران و ذکر میں داخل نہ ہونا خود ظاہر تو واجب تھا کہ اس پارہ جسم یعنی عانہ کو نوائی عضو شمار فرماتے، اس مقام کی تحقیق کامل بقدر قدرت فقیر خیر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسالہ ذکرہ انطواء فی ستر الصوفیہ میں ذکر کیا یہاں ذہن مشاہدہ اللہ تعالیٰ اسی قدر کافی کہ عانہ اور عانہ سے اوپر ناف تک سارا جسم جسم واحد ہے کہ حقیقت و حواء سب طرح متصل، تو اسے دو عضو مستقل ٹھہرانے کی کوئی وجہ نہیں۔ ہدایہ میں ہے،

عندنا هما یعنی الذیین و هما العظمان
الذان علیہما عناية الاسنان من الوجه
لا تعالیا بہ من غیر فاصلة
ہمارے نزدیک یہ دونوں (یعنی دونوں جبرٹے، یہ وہ دونوں ہڈیاں ہیں جن پر دانت قائم ہیں) چہرہ ہی کا حصہ ہیں کیونکہ ان دونوں کا چہرے کے ساتھ اتصال بغیر فاصلہ کے ہے (ت)

یہ تو کچھ دلیل فقہی ہے اور خاص جزئیہ کی تصریح وہ ہے کہ جو اہل الاغلاطی میں فرمایا،

اذا انكشف ما بين صوته وعورته ان كانت
مربعاً فسدت صلواته لان ما بينهما عضو كامل
اس يد منه حول جسمه ابدن فاد انكشف
مربعاً كان فاحشاً اه

اگر غازی کی ناف اور شرمگاہ کا درمیان مکمل چھ کشف ہو گیا، اگر وہ چوتھائی ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ ان دونوں کا درمیان صرف عضو کامل ہے اس سے مراد تمام بدن کا ارد گردیہ ہے، پس جب اس کا چوتھائی مکمل ہائے قویہ کشف فحش ہو گا (حدیث)،

و یحذفان کے نیچے سے ذکر کے آغاز تک سارے بدن کو ایک عضو ٹھہرایا، یہ نص جلی ہے اور باقی عبارات علیٰ تمکل، تو اسی پر اعتماد، اسی پر عمل، حالہ یظهر الاقوی فی الصلح والصلح بالحق عند المثلث الابد (جب تک اس بارے میں اس سے قوی دلیل ظاہر نہیں ہوگی، باقی قطعی علم اس ذات کے پاس ہے جو مالک و بزرگ تر ہے۔ ت۔)

مقام دوم، فقیر خضر اللہ نے اس مسئلہ کی تحقیق کے لئے ہاتھ صغیر امام محمد و فتاویٰ امام ابو الحسن و آئی امام حافظ الدین نسفی و کثر الدقائق و فتاویٰ الروایہ امام تاج الشریعہ و نقایہ امام صدیق الشریعہ و غنیۃ المصلی و اسلالت بن کمال و شاد و فتاویٰ بکر علامہ ابراہیم خلیلی و اسطیفاء علامہ ابن العابدین مصری و تنویر الابصار علامہ عبد اللہ محمد بن عبد اللہ مغربی و نور الایضاح علامہ حسن شرنبلالی و بدیعہ امام علی بن ابی بکر برہان لیک فرغانی و کافی امام ابو البرکات عبد اللہ بن احمد سفدی و شرح و نقایہ امام عبید اللہ بن مسعود مجہوبی و عجینۃ النہج امام فخر الدین زہری و فتح القدر امام محقق علی الاطلاق محمد بن ابیہام و علیہ امام محمد بن محمد بن محمد بن امیر الحاج علی و ایضاح علامہ احمد بن سلیمان وزیر رومی و ذخیرۃ المقتنی علامہ یوسف بن جنید علی و غنیۃ علامہ بردان الدین علی و صغیری شرح نیت المصلی و شرح نقایہ علامہ عبد اللہ بن جندی ہمدانی و جامع الرموز علامہ شمس الدین محمد قسستانی و بحر رائق علامہ زبیری بن ابراہیم مصری و مراۃ الاصلاح علامہ ابو الاخلاص ابن عمار مصری و در مختار محقق محمد بن علی دمشقی و غفر العیون علامہ سیدی احمد حموی و مجمع الانہر علامہ شمسینی زادہ قاضی رومی و حاشیہ مراۃ للعلمۃ السید احمد المصیری و حاشیہ در مختار للعلمۃ السید المصلحی و در مختار علامہ محقق سیدی امین الدین محمد بن عابدین شامی و فتاویٰ غایہ امام اجل ابو الحسن فخر الدین اوزجندی و خلاصہ امام طاہر بن احمد بن عبد الرضا بن نجاری و جوہر الاغلاطی علامہ بردان الدین ابن ابیہم بن ابی بکر محمد حسینی و غفرانۃ المقتنین و فتاویٰ خیرہ و عقود الدریہ و فتاویٰ رحمانیہ و فتاویٰ ہندیہ و غیرہ کتب فقہ متون

وشرع و فتاویٰ جس قدر فقیر کے پاس میں سب کی مراجعت کی سوا دو عارضیہ لطافتی و شافی کے، اس تعداد ہشت میں حصہ کا نشان کہیں نہ پایا، علمائے کرام رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت و نہایت عورت کی حدیں بتائے اور بعض بعض اعضاء کو جدا جدا بھی ذکر فرمائے پھر کسی کتاب میں صوف و دوقین عضو ذکر کئے کسی میں چار پانچ کسی میں کوئی، مگر استنباب نہ فرمایا، نہ پورا شمار بتایا۔ ہاں اس قدر ضرور ہے کہ متفرق کتابوں سے سب کو جمع کیجئے تو بیان میں یہی آٹھ آئے ہیں، غالباً اسی پر نظر فرما کر علامہ علی رحمہ اللہ تعالیٰ نے آٹھ میں حصہ فرمادیا اور ستیدین فاضلین نے ان کا اتباع کیا خود جماعت علامہ شافعی قدس سرہ السامی دلیل ہے کہ یہ تعداد علامہ علی کی استقرائی کی جوتی ہے یعنی ان سے پہلے علمائے ذکر نہ فرمائی، حیث قال بعد تمام الکلام بتعداد اعضاء العورة فی الامساة والعورة کذا احمر شرح ذکر کیونکہ انھوں نے نوٹھی اور آزاد وحدت کے اعضاء متحرک تعداد پر گفتگو کی دلیل کے بعد کہا ہے اسی طرح اس تعداد کو علامہ علی نے تحریر کیا ہے (اح۔ ت) مگر فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ کو اس شمار میں کلام ہے کہ وہ بدن جو دُبر و اُنثیین کے درمیان ہے اس گتھی میں نہ آیا نہ اُسے عورت ہشتم کے توابع سے مستدار دے سکتے ہیں کہ بیچ میں دو مستقل عورتیں یعنی ذکر اُنثیین حاصل ہیں، بدایہ میں فرمایا،

لا وجه الی ان یکون (یعنی الساعد) تما لاصالہ
لان بینہما عضو اکاملاً
اس کی کوئی وجہ (دلیل) نہیں کہ (بازو) انگلیوں کے
تابع ہو یہ نہ ان دونوں کے درمیان ایک عضو کامل ہے۔

امام نسفی نے کافی شرح دانی میں فرمایا،

اما الساعد فلا یتبعھا (یعنی الاصب بجم)
لانه غیر متصل بھا۔
بازو ان (یعنی انگلیوں) کے تابع نہیں ہو سکتا
کیونکہ وہ ان کے ساتھ متصل نہیں ہے (ت)

نیز صحیح کہ اسے دو جگہ کے دُبر و اُنثیین میں شامل مانے کہ مذہب صحیح پر تنہا اُنثیین عضو کامل ہیں یعنی عورت
حلقہ دُبر عضو مستقل ہے کہ ان کے گرد سے کوئی جسم ان کے ساتھ نہ ملایا جائے گا۔ طبعی نا بھر میں ہے،

کشف رابع عضو هو عورة یمند کالذکر بغير عورة
والاُنثیین واحد ھما وحلقۃ الذکر بغير عورة۔
ایسا عضو ہر ستر گاہ میں داخل ہے اس کا چھتائی مکمل
جانا نماز سے مانع ہے مثلاً عضو مخصوص تنہا، تنہا خبیثہ

اور تنہا حلقہ دُبر۔ (ت)

۲۰۱/۱	مطبوعہ مصطفیٰ ابا ابی مصر	باب شروط الصلوٰۃ	سہ رد المحتار
۵۸۹/۲	مطبوعہ ویسٹ کینٹر	کتاب البیات فصل فی دایۃ اصابع الید وغیرہ	سہ الہدایہ
			سہ کافی شرح دانی
۲۶/۱	مطبوعہ موسستہ الرسالہ بیروت	باب شروط صلوٰۃ الصلوٰۃ	سہ ملتقی البکر

خزائن المفتین میں ہے :

الذکر عضو یا نقر ادا وکذا الانثیان وهذا هو
الصحيح

صغیری شرح غیہ میں ہے :

انکشاف سبب الذکر و حدہ اودیم الانثیین
بمفرد ہا یمنع جوازها۔

اسی میں ہے :

حلقۃ الذکر عضو بمفردھا وکلھا لا تزید
علی قدر الذکر

غیہ شرح کبیر غیہ میں ہے :

القبیل والذکر اذا انکشف من احد هما
سببہ وان کان اقل من قدر الذکر
یمنع جواز الصلوة

کافی میں ہے :

کشف سبب ساقھا یمنع جواز الصلوة وکذا
الذکر والذکر والانثیان حکمھا حکم
الساق والذکر فی اعتبار الذکر بقدر
الذکر والذکر لایکون اکثر من قدر الذکر
فهذا یقتضی جواز الصلوة وان کان کل
الذکر مکشوفاً وهو تنافض

ذکر تنہا عضو ہے اور اسی طرح نصیتین بھی ، اور
یہی صحیح ہے۔ (ت)

تنہا ذکر (عضو مخصوص) کی چوتھائی یا تنہا نصیتین کی
چوتھائی کا کھل جانا جواز نماز سے مانع ہے۔ (ت)

حلقہ ذکر تنہا عضو ہے اور یہ تمام کا تمام قدر و درجہ سے
زیادہ نہیں ہے۔ (ت)

قبل اور دُبر میں سے کسی ایک کا سبب چوتھائی حصہ
کھل جائے اگرچہ وہ قدر و درجہ سے کم ہو جواز نماز سے
مانع ہو گا (مفتی دت)

عورت کی پنڈلی کا چوتھائی حصہ کھل جانا جواز نماز سے
مانع ہے اور اسی طرح دُبر و ذکر اور نصیتین میں ان میں سے
ہر ایک کا کھل پنڈلی کی طرح ہے ، امام کریم نے دُبر میں قدر و درجہ
(کے انکشاف) کا اعتبار کیا ہے حالانکہ دُبر قدر و درجہ سے
زائد نہیں ہوتا تو اس قول کا تقاضا یہ ہے کہ اگرچہ تمام دُبر
نگلی ہو پھر بھی نماز ہو جائیگی اور یہ تنافض ہے (مفتی دت)

۲۲/۱	فقہی نسخہ	فصل فی ستر العورة	راہ خزائن المفتین
ص ۱۱۹	مطبوعہ مجتہبی دہلی	الشرط الثالث	کہ دیکھ صغیری شرح غیہ المصلی
ص ۲۱۲	سہیل اکیڈمی لاہور	-	کہ غیہ المستمل شرح غیہ المصلی
			کہ کافی شرح وافی

تعلیم میں ہے :

مطلوبہ بان هذا الغليظة يؤدى الى التخميف
او الاقساط لان من الغليظة ما ليس بالكثير
من قدر الدرههم فيؤدى الى ان كسفت جميعه
لا يمنعه وقد اجيب عنه بان قد قيل بان
الغليظة القبل والدرهم حولهما فيجبون
كونه اعتبار ذلك فلا يرد عليه ما قالوا
ويدفعه ما تقدم من ان الصحيح ان
كلا من الذكر والخصيتين عضو مستقل
وكذلك الصحيح ان كلا من الاليتين والذبر
عضو مستقل فلا يتم ذلك الا اعتبار
اهم مختصرا۔

انہوں نے غلط کہا ہے کہ یہ غلیظہ تخفیف یا استقاط کا
سبب ہے کیونکہ بعض عورت غلیظہ ایسی ہیں جو
قدر درہم سے زیادہ نہیں تو اس سے لازم آتا
ہے کہ ایسے عضو کا تمام کا تمام ننگا ہونا نماز سے مانع
نہ ہوگا، اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ ایک قول یہ ہے
کہ قبل، ذبر اور ان دونوں کا ارد گرد (سب مل کر)
غلیظہ ہے، پس اب امام کرخی کے قول قدر درہم کا
اعتبار درست ہوگا اور فقہانے جو اعتراض کیا ہے
وہ وارد نہ ہوگا۔ اس کا دفاع گزشتہ گفتگو سے
ہو رہا ہے کہ صحیح قول یہی ہے کہ ذکر (عضو مخصوص
اور خصیتین میں سے ہر ایک مستقل عضو ہے اور اسی
طرح صحیح قول کے مطابق ذبر اور سری میں سے ہر ایک مستقل عضو ہے اب وہ (قدر درہم کا) اعتبار درست
نہ ہوگا (مختصرات)

اسی طرح تبیین وغیرہ میں تصریح فرمائی، فقیر غفر اللہ لہ نے اپنے رسالہ مذکورہ میں اس بحث کی بحمد اللہ
نتیجہ بالغ ہمالہ مزید علیہ ذکر کی اور اس میں ثابت کر دیا کہ افاضل ثلاثہ قدس سرار ہم کا ذکر و ذبر، قضیہ کے ساتھ
لفظ حول زائد کرنا بیکار بلکہ مریض واقع ہوا اور جب ثابت ہو لیا کہ جسم معنی ما بین الدبر والاضحیٰ ان آضوں جوڑوں
سے کسی میں شامل اور کسی کا تابع نہیں ہو سکتا اور وہ بھی قطعاً مستبر عورت میں داخل تو واجب کہ اسے عضو جہد لگا
شمار کیا جائے مرد میں عدد و اعضا سے عورت کو قرار دیا جائے اور کتب مذکورہ میں اس کا عدم ذکر ذکر عدم
نہیں کہ آخر ان میں نہ استیسا ب کی طرف ایمان نہ کسی تعدا کا ذکر، وہ مستبر عورت کی دونوں حدیں ذکر فرما چکے اور اسے اعضا
کے استقلال و افراد پر بھی تصریحیں کر گئے تو جو باقی رہا لاجرم عضو مستقل قرار پائے گا۔

فلیفہم ویسأل لعل اللہ یحدث بعد
ذلک امر اھدا ما عندی والعلم بالحق
بھو اور مذکور شد اللہ تعالیٰ اس کے بعد کسی
آسان امر کو پیدا فرما دے، یہ میری تحقیق ہے اور

عند بقی۔

حق کا علم میرے رب کے پاس ہے (متحد)

فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے سہولت حفظ کے لئے اس مطلب کو چار شعر میں نظم کیا اور ذکر اعضا میں ترتیب بھی وہی ملحوظ رہی۔ ان اشعار میں مرد کے لئے ستر عورت کی حدیں بھی بتائی گئیں وہ بھی اس تصریح سے کہ ناف خدائے او زانو داخل اور وہ مقدار بھی بتادی گئی جس قدر کا کھانا مذہب مختار پر مفسد ہے پھر یہ تفرقہ بھی کہ ہا نقصد کھولنے میں فوراً نماز فاسد ہوگی اور بلا قصد میں مقدار ادا سے رکعت تک کھانا چاہئے، اس میں یہ بھی بتادیا گیا کہ مذہب مختار پر حقیقتہً ادا سے رکعت شرط نہیں، پھر اس مذہب صحیح کی طرف بھی ایمان ہے کہ ذکر و انشیں و دُبر و ہر سر نہ تنہا تنہا عضو کامل ہیں اور یہ مذہب صحیح بھی ظاہر کر دیا گیا کہ ہر کھانا اپنی ران کا تابع ہے، اور جو عضو فقیر نے زائد کیا اس میں یہ اشارہ بھی کر دیا کہ اس جزئیہ کی تصریح نہ پائی اور عورت زیر ناف میں یہ بھی مصرع ہو گیا کہ سب جراثیم بدن سے مراد ہے اور نیز یہ بھی کہ عانا اس میں داخل ہے و لہذا اسے بھی لفظ ظاہر کے نیچے رکھا۔ بعد اللہ مختصر بھر کی چسار بیتوں میں اس قدر فوائد کثیرہ کے ساتھ مطلق یہ ہے کہ بغایت الہی کوئی حرف حشو و مصرع پر کن نہیں نہ کہیں دئے مطلب میں ایجاز و خل واقع ہوا الحمد للہ رب العالمین وہ اشعار آبدار یہ ہیں،

ستر عورت بحدہ عضو مست از تر ناف تا تہ زانو
ہر جہ ریش بقدر جس کثرت یا کثرت سے نماز مجھ
ذکر و انشیں و حلقہ بیس دوسری ہر فہم بزانوسے او
ظاہر فصل انشیں و دُبر باقی زیر نافست از ہر شو

گویا یہ سارا فتویٰ ان چار شعر کی شرح ہے واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ستم مزنا باقی بیگ صاحب رامپوری ۲۸ ذیقعدہ ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عورت آزاد کے بدن میں کے عضو عورت ہیں؟

بیہوا تو جبردا۔

الجواب

زن آزاد کا سارا بدن سر سے پاؤں تک سب عورت ہے مگر منہ کی ہنگی اور دونوں ہتھیلیاں کہ یہ بالاجماع اور عبارت خلاصہ سے مستفاد کہ ناخن پاؤں کے نگوں کے نیچے جوڑ تک پشت قدم بھی بالاتفاق عورت نہیں، تلووں اور پشت کف و دست میں اختلاف صحیح ہے اصل مذہب یہ کہ وہ دونوں بھی عورت ہیں تو اس اعتبار پر صرف پانچ ٹکڑے مستثنیٰ ہوئے، منہ کی ہنگی، دونوں ہتھیلیاں، دونوں پشت پا۔ ان کے سوا سارا بدن عورت ہے اور وہ تیس عضووں پر مشتمل کہ ان میں جس عضو کی چوتھائی کھلے گی نماز کا وہی حکم ہوگا جو ہر سنے پہلے فتوے میں

اصناف کے عورت مرد کی نسبت کھادہ تر ہوتی ہیں۔

(۱) سر یعنی طول میں پیشانی کے اوپر سے گردن کے شروع تک اور عرض میں ایک کان سے دوسرے کان تک جتنی جگہ پر عادتاً بال جتے ہیں۔

(۲) بال یعنی سر سے نیچے جو نکلے ہوئے بال ہیں وہ جدا عورت ہیں۔

(۳ و ۴) دونوں کان۔

(۵) گردن جس میں گلہ بھی شامل ہے۔

(۶ و ۷) دونوں شانے یعنی ہاںب پشت کے جوڑے شروع بازو کے جوڑے تک۔

(۸ و ۹) دونوں بازو یعنی اُکس جوڑے کہنیوں سمیت شروع کلائی کے جوڑے تک۔

(۱۰ و ۱۱) دونوں کلائیاں یعنی کہنی کے اُکس جوڑے گتوں کے نیچے تک۔

(۱۲ و ۱۳) دونوں ہاتھوں کی پشت۔

(۱۴) سینہ یعنی گلے کے جوڑے دونوں پستان کی زیریں تک۔

(۱۵ و ۱۶) دونوں پستانیں حکمہ اچھی طرح اُٹھ چکی ہوں یعنی اگر ہنوز بالکل نہ اٹھیں یا خفیف نوعاست ہیں کہ ٹوٹ کر سینہ سے جدا ہونے کی صورت نہ بنیں تو اس وقت تک سیر ہی کے تابع رہیں گی انکے عورت نہ گنی جاتیں گی اور جب اُبھار کی اُس حد پر آجائیں کہ سینہ سے جدا ہونے قرار پائیں تو اس وقت ایک عورت سینہ ہوگا اور دُور عورتیں یہ، اھذہ جگہ کہ دونوں پستان کے بیچ میں خالی ہے اب بھی سینہ میں شامل رہے گی۔

(۱۷) پیٹ یعنی سینہ کی حد نہ گور سے ناف کے کنارہ زیریں تک، ناف پیٹ ہی میں شامل ہے۔

(۱۸) پیٹھ یعنی پیٹ کے مقابل پیچے کی جانب محاذات سینہ کے نیچے سے شروع کر تک جتنی جگہ ہے۔

(۱۹) اُس کے اوپر جو جگہ پیچے کی جانب دونوں شانوں کے جوڑوں اور پیٹھ کے بیچ میں سینہ کے مقابل واقع ہے ظاہر اُچھا عورت ہے، ہاں بفل کے نیچے سے سینہ کی حد زیریں تک دونوں کروٹوں میں جو جگہ ہے

اُس کا انکا صدر سینہ میں شامل ہے اور پچھلا اسی متر حویں حضریا شانوں میں اور زیر سینہ سے شروع

کر تک جو دونوں پہلو میں اُن کا انکا صدر پیٹ اور کچھلا پیٹھ میں داخل ہے۔

(۲۰ و ۲۱) دونوں سر یعنی اپنے بالائی جوڑے رانوں کے جوڑے تک۔

(۲۲) فرقہ

(۲۳) دُور

(۲۳ و ۲۵) دونوں رانیں یعنی اپنے بالائی جوڑے زانوں کے نیچے تک دونوں زانوں بھی رانوں میں شامل ہیں
 (۲۶) ریزناٹ کی نرم جگہ اور اس کے متصل و مقابل جو کچھ باقی ہے یعنی ناف کے کنارہ زیریں سے ایک سیدھا دائرہ کہ
 پر کھینچنے اسے دانرے کے اوپر لوپر تو سینہ تک اگلا صدر پیٹ اور پچھلا پیٹ میں شامل تھا اور اس کے
 نیچے نیچے دونوں سرین اور دونوں رانوں کے شروع جوڑہ اور ذرخراج کے بالائی کنارے تک جو کچھ حصہ باقی ہے
 سب ایک عضو ہے عائد یعنی بال جتنے کی جگہ بھی اسی میں داخل ہے
 (۲۷ و ۲۸) دونوں پنڈیاں یعنی زیر زانوں سے ٹخنوں تک۔

(۲۹ و ۳۰) دونوں ٹوکے۔ فی تنوير الايهار والدر الصغار (تخريرا لکھار اور در حقار میں ہے)۔
 عورة (الحرة) ولو خفي (جميع بدنها) حتى
 شعرها السائر في لاصم (خلا الوجه و
 الكفین) فظهر الكف عورة على المذهب
 (والقدمین على المعتزلة) وفي الخلاصة
 المسألة اذا لم تستظهر قد صحت تجسونه
 صلاتها وظهر الكف والوجه من هذا
 لان هذه الثلاثة منها ليست بعورة ويطعن
 قد صحت هل هي عورة فيه روايتان والتقدير
 فيه برقم بطن القدم في رواية الاصيل و في
 رواية الكرخي ليس بعورة (وهذا مخلصا وبهذا
 التفصيل بين ظهر القدم و بطنها جزمه
 المحقق على الاطلاق في مقدمته ثم اد الفقيه
 وقال العلامة الفسری صاحب التنوير في
 شرحها انما العورة الحقیقة قول فاستفید من
 كلام الخلاصة ان الخلاف انما هو في

آزاد و حدوت اگر چہ غشی جو اس کا ستر تمام بدن ہے حتی کہ
 اس کے ٹھکے کئے بال بھی اس مذہب پر مگر چہرہ، دونوں ہتھیلیاں
 اور دونوں قدم معتد قول کے مطابق ستر نہیں۔ بتسبی
 کی پشت صحیح مذہب ترم میں شامل ہے اور خلاصہ میں ہے
 کہ اگر کسی عورت نے اپنی پشت قدم کو نہ ڈھانپا تو اس
 کی عورت پر نہ ہے اور بتسبی کے اندر وہی جتنے اور چہرہ
 کا بھی یہی حکم ہے کیونکہ عورت کی یہ تینوں چیزیں ستر میں
 شامل نہیں، حرمت کے پاؤں کا اندر وہی حصہ ستر ہے
 یا نہیں! اس میں دو روایتیں ہیں، روایت اصل
 میں ٹوکوں کی چوتھائی کھینے کو مانع غاۃ قرار دیا اور امام
 کرخی کی روایت میں یہ شامل ستر نہیں ہے اور خلاصہ، طاهر
 قدم اور باطن قدم کے درمیان اسی تفصیل پر محقق علی الاطلاق
 امام ابن ہمام نے اپنے مقدمہ زاد العقیقہ میں جزم کیا ہے
 اس کی شرط، عاۃ العقیقہ میں صاحب التنوير علامہ غزی نے کہا
 میں کہتا ہوں خلاصہ کی گھٹک سے پتا چلتا ہے کہ عورت کے

الذی هو عورة اھ و فی حاشیة الطحاوی
 علی صراقی الطلاس اما الجنب فانه تبصر
 للبطن کما فی القنیة والا وجه ان مایلی
 البطن تبصر له کما فی البحر یعنی ومایلی
 الظهر تبصر له کما فی تحفة الاختیار اھ و فی
 مد علی الدر المختار ان کانت امة فاعضاء
 عورتها ثمانية ایضا، العفذان والایتنان
 والنقیل و لدبر و ما حولهما والبطن و
 الظهر و ما یلیهما من الجنبین و یزاد
 فی الحرة الساقان مع الکعبین و
 الشیای المتکسرات والاذان والعفذان
 مع المرفقین والذراعان مع المصغین
 وکتفان و بطنان قد صیبا فی رویة راجع و
 صدر و الی أس والشعر والعق وظهر
 الکفین فہی ثمانية وعشرون عضوا اھ قال
 ش کذا اھ و راجح اھ۔

دونوں ہاتھوں کی پشت یہ تمام اٹھائیں اعضا ہیں اھ شامی نے کہا کہ امام علی نے اسی طرح تحریر کیا ہے اھ اوت
 اقول فاتھم رحمہم اللہ تعالیٰ
 عضوان الاول ماتحت السرقة الی العانة
 و ما یحاذیہ صفت کل جانب فانت

حصر جو پہلے کے مقابل ہو وہ اکس پشت کا ایسا حصہ
 نہیں جو ستر میں شامل ہے اھ۔ حاشیہ طحاوی کل
 مراقی الفلاح میں ہے بجانب پہلو بطن کے تابع ہے
 قفہ میں اسی طرح ہے اور اوجہ (بستر) یہ ہے کہ جو
 حصہ پہلو کا بطن کے ساتھ متصل ہے وہ بطن کے تابع
 ہے کما فی البحر یعنی جو پشت کے ساتھ ملنے والا حصہ
 ہے وہ پشت کے تابع ہے کما فی تحفة الاختیار اھ
 طحاوی علی الدر المختار میں ہے اگر عاتق نوٹڈی ہر
 تو اس کے بھی اعضاء ستر آٹھ ہیں دونوں رانیں دونوں
 سُرین، قُبل، دُبر اور ان کا ارد گرد، پیٹ، پشت اور
 آٹھ دونوں سے متصل پہلو۔ اور آزاد عورت میں ان اعضا
 کا اضافہ ہے دونوں پنڈلیاں ٹھولہ سمیت ڈھیلے ہتے دونوں
 دونوں کان، دونوں بازو کفین سمیت (منڈھے تک)
 دونوں کلاسیاں یعنی کہنی کے چڑھے کٹوں کے نیچے تک دونوں
 کاندھے، اور روایت اصل کے مطابق عورت کے
 دونوں قدوں کے کوسے، سینہ، سر، بال، گردن،

اقول (میں کہتا ہوں)، ان اسلاف رحمہم اللہ
 تعالیٰ نے دو اعضاء کا ذکر نہیں کیا پہلا جسم کا وہ حصہ
 جرات سے زیرات تک اور ہر جانب سے اس کے

۲۹۷/۱	مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر	باب شروط الصلوٰۃ	سلف رد المحتار
۱۳۱	مطبوعہ نور محمدیہ کتب خانہ کربلا	فصل فی المتعلقات الشروع	سلف حاشیہ الطحاوی علی مراقی الفلاح
۱۹۱/۱	مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت	باب شروط الصلوٰۃ	سلف حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار
۳۰۱/۱	مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر	باب شروط الصلوٰۃ	سلف رد المحتار

پاؤں کے تلوے میں اختلاف ہے، وہاں معاملہ نیا ہر قدم کا تروہ بالا تناق ستر میں شامل نہیں اور تاوی بنیہ میں غلاصہ کے حوالے سے ہے کہ اگر لڑکی چھوٹی تو خاستہ پستانوں والی ہو تو اس کے پستان سینے کے تابع ہوں گے اور اگر بڑی ہو تو پستان الگ الگ مستقل عضو ہوں گے۔

اقول میں کہتا ہوں، وہ جو دو پستانوں کے درمیان کی جگہ ہے تو اس بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ پستانوں کے دھیکنے سے پہلے پستانوں کی جگہ اور پستان کے درمیان کی جگہ سینے ہی کا حصہ تھے پھر پستان دھیکنے سے ہڈی اٹھ کر چلی گئی تو پستانوں کے درمیان کی جگہ جس طرح پہلے سینے میں شامل تھی ویسے ہی سینے میں داخل رہے گی یہ بات تو بالکل ہر جگہ باقی نکتہ ہیں کے تابع اس لئے ہے کہ وہ ستر اور دم ستر کے حکم میں شامل ہونے میں پیٹ کے تابع ہے، تو بطن مر جب ستر میں شامل نہیں تو مرد کی ناف بھی ستر میں شامل نہ ہوگی لیکن لوندی کی پشت اور بطن دونوں ستر میں شامل ہیں جیسا کہ اس بارے میں شامی نے تصریح کی ہے بطن (پیٹ) وہ ہے جو آگے کی طرف نرم حصہ ہے اور ظہر (پشت) اس کے مقابل پچھلا حصہ ہے کذا فی الخزانہ۔ لیکن دیکھنے سے کیا ظہر (پشت) سے مراد جسم کا وہ حصہ ہے جو سینے سے نیچے ناف تک پیٹ کے مقابل ہے، جو ہرے۔ یعنی جسم کا وہ

باہر القدرہ و اما ظاہرہ فلیس بعورة
بلا خلاف الخ و فی الہندیۃ صحت
الخلاصۃ شذی المرأة ان کانت صغیرۃ
ناہدۃ فہو تبسم الصدر حاد انت کانت
کبیرۃ فہو عفسو علی حدۃ الخ

اقول اما ما بین الشدیین فقد

کان ہو و صرح الشدیین جمیعاً صحت
الصدر قبل انکسارہما اما ہما فقد
انفجارتا بالانکسار فبقی ما بینہما داخل
فی الصدر کما کان وہو ظاہر، اما تبصیرۃ
السرة بطن وذلک لولہا تتبعہ فی شمول
حکم السرة و حدہ، فبطن الرجل
لما لم یکن عورة لم یکن عورة،
مما لادۃ مع ظہرہا و بطنہا ما
نصبہ (الشامی) البطن مالان من
المقد و الظہر ما یقابله صحت
المؤخر کذا فی الحرائر و قال
الرحمۃ الظہر ما قابل
البطن من تحت الصدر و ان
السرة "جوهرة" اعلم فما
حاذی الصدر لیس من الظہر

هذا غير داخل في البطن والظهر لانه عورة
من الرجل وانهما ولا في الفرجين والاليتين
لكنه عورة بحال في الرجل فكيف فيها
فهذا فاته في الامنة والحرة جميعها و
الاخر ما يخاذي العبد من حلف الى مبدأ
الظهر فان الظهر كما علمت لا يشمله
ولا كنفات ولا العنق كما لا يخفى ولا شك
انه عورة من المحرة فوجب ان يكون عضو
مستقلا منها فتمت لها ثلثون وبالله
التوفيق -

در مقابل ہے، اس لئے کہ یہ حصہ بطن اور پشت میں
شامل نہیں اس لئے مرد کا یہ حصہ ستر میں شامل ہے،
جیسا کہ بطن و پشت دونوں اس کے ستر میں شامل
ہیں اور یہ حصہ دونوں فرجوں (قبل و دبر) اور
سری کے دونوں حصوں میں بھی شامل نہیں لیکن ہر
حال میں مرد کا ستر ہے تو عورت کا ستر کیوں نہ ہوگا
ایک عضو یہ ہے جس کا ذکر نوٹڈی اور آزاد عورت
دونوں کے بارے میں اسلاف سے رہ گیا۔ وہ ستر
عضو جسم کا وہ حصہ ہے جو سینے کے مقابل پیچھے سے
ابتداء سے پشت تک ہے کیونکہ آپ کو معلوم ہے
کہ یہ حصہ پشت میں شامل نہیں اور نہ ہی دونوں کا نہ صوں اور گردن میں شامل ہے، جیسا کہ مخفی نہیں،
اس کے باوجود بلا شک آزاد عورت کے جسم کا یہ حصہ ستر میں شامل ہے لہذا اس کو بھی عورت کا مستقل عضو
شمار کرنا ثابت ہو گیا تو اب ان اعضاء کی تعداد تیس ہو گئی و بقاۃ التوفیق۔ (۱)۔

تنبیہ اول : اس مسئلہ علیہ وغیرہ بخبر و رد اختیار وغیرہ سے ظاہر کہ قدم حرم میں ہمارے علماء
رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اختلاف یہ ہے مع اختلاف تصحیح ہے، بعض کے نزدیک مطلقاً عورت ہے، امام قطع
نے شرح قدوری اور امام قاضی خاں نے اپنے فتاویٰ میں اسی کی تصحیح اور علیہ میں بدلیل احادیث اسی کی ترجیح کا،
امام اسپجانی و امام مرغینانی نے اسی کو اختیار فرمایا۔ بعض کے نزدیک اصل عورت نہیں۔ امام بردن الدین
نے ہدایہ اور امام قاضی خاں نے شرح جامع صغیر اور امام نسفی نے کافی میں اسی کی تصحیح فرمائی، اسی کو محیط میں اختیار
کیا اور در مختار میں محدث اور مراۃی الفلاح میں اصح الروایاتین کہا، کثر وغیرہ اکثر متون کتاب الصلوٰۃ میں اسی طرف
ناظر ہیں، بعض کے نزدیک ہر وہ نماز عورت میں نماز میں نہیں یعنی اجنبی کو ان کا دیکھنا حرام مگر نماز میں کھل
جانا مفسد نہیں، اختیار شرح مختار میں اسی کی تصحیح فرمائی۔ پھر کلام خلاصہ وغیرہ سے مستفاد کہ یہ اختلافات صرف
تلووں میں ہیں پشت قدم بال اتفاق عورت نہیں مگر کلام علامہ قاسم علیہ وغیرہ سے ظاہر کہ وہ بھی
مختلف فیہ ہے اور شک نہیں کہ بعض احادیث اس کے عورت ہونے کی طرف ناظر کیا بظہر بوجہ اجتماع الحلیۃ
وغیرہ (جیسا کہ علیہ وغیرہ کے مطالعہ سے یہ ظاہر ہو جائے گا۔ ت) تو اگر زیادت احتیاط کی طرف نظر کی جائے
تو نہ صرف تلووں بلکہ ٹخنوں کے نیچے سے تا نخی پائیک سارے پاؤں کو عورت سمجھا جائے، توں بھی شمار اعضاء

تین ہی رسبہ گا اور اگر آسانی پر عمل کریں تو سارے پاؤں عورت سے خارج ہو کر اعضا اٹھائیں ہی رہیں گے۔
آدی ان معاملات میں مختار رسبہ جس قول پر پاس ہے عمل کرے۔

تبلیغ دوم: پشت دست اگرچہ اصل مذہب میں حورت ہے مگر من حیث الدلیل یہی رویت قوی
ہے کہ گٹوں سے نیچے ناخن تک دونوں ہاتھ اصل عورت نہیں۔

یظهر ذلك بمراجعة الحلیة والغنیة
وغيرهما ونص فيه ما عند ابي داود
مرسل من قوله صلى الله تعالى عليه
وسلم انت العاصية اذا حاضت لم
يصلح ان يرى منها الا وجهها ويدها
الى السطح قال في الغنية وكذلك الآية
لان المراد من الزينة بالنظر الى اليد
هو الخاتم وهو غير مغطى باطن الكف
بل غيبت في الظاهر اظهر لانه موصوف
الفص والنقش قال دلالات الضرورة في
ايدائه اشد قال فكان هذا هو الاصبع
وان كان غير ظاهرا الرواية الخ وكذلك
قال في المرقب وحاشيتها للطحاورد
جميع بدن الحصة عورة الا وجهها
وكفيها باطنهما وظاهرهما في
الاصبع وهو المختار وانت كاتف
خلاف ظاهرا الرواية اه قال الشافعي

علیه، غنیہ اور دیگر کتب کے مطالعہ سے یہ بات ظاہر
ہوتی ہے اور اسی سلسلہ میں حضور علیہ السلام کا
وہ ارشاد بھی بطور نص ذکر کیا گیا ہے جو امام ابو داؤد
کے نزدیک مرسل مروی ہے، جب رز کی حائضہ
ہو جائے تو اس کے چہرے اور کلاتوں تک ہاتھ کے
ملاوہ اس کے جسم کے کسی حصہ کو دیکھنا جائز نہیں۔
غنیہ میں کہا آیت قرآنی سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے۔
کیونکہ زینت ہاتھ کے اعتبار سے ہے اور
وہ ٹوکٹی میں ہے اور وہ باطن کف کے ساتھ ہی فتنش
نہیں بلکہ اس کی زینت ہتھیلی کے اوپر میں زیادہ
ہوگی کیونکہ ظاہر ہی نگینہ فتنش کا محل ہے، اور یہی
کہا کہ اس کے اظہار میں شدید ضرورت ہے، پھر کہا یہ
اگرچہ ظاہر روایت ہے مگر اصح یہی ہے الخ اسی طرح
مراۃ الفلاح اور اس کے حاشیہ طحاوی میں ہے (اصح
مذہب کے مطابق آزاد عورت کا تمام بدن ماسوائے
چہرے اور ہتھیلیوں کے خواہ ان کا باطن ہو یا ظاہر
عورت کا ستر ہے اور یہی مختار ہے، اگرچہ یہ ظاہر روایت

سہ کتب المراسیل ناجار فی البیاس حدیث ۳۹۷ مطبوعہ مطبعة المکتبة العلمیة لاہور ص ۱۷۵
سہ وکے وکے غنیۃ المستمل شرح غنیۃ المصلی الشرح الثالث سہیل اکیڈمی لاہور ص ۲۱۱
شہ طحاوی علی مراۃ الفلاح فصل فی متعلقات الشروط المطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۱۳۱

وكد ايدنا في الخلية وقال مشي عليه فب
السيحيط وشرح الج مع لفظ ضي خان ۱۰۰

کے خلاف ہے اور امام شامی نے فرمایا اس طرح حلیہ
میں ایسی کی تائید کی ہے اور کہا ہے کہ تعیض اور
قاضی خان نے شرح الجامع میں اسی کی اتباع کی ہے اور

تورایت اقوی پر برد و پشت دست نکال کر اٹھائیں جس ہی عضو طورت رہے اور اگر بنظر آسانی اُس قول صحیح پر
عمل کر کے تلو سے بھی خارج رہیں تو صرف چھبیس ہی ہیں اور اصل مذہب پرستیں واللہ بسبحہ و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۹۲ از مکتبہ علی مولیٰ مکی ۱۸ مرسلہ جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب ۲۱ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں یہ کہنا کہ نماز خدا سے تعالیٰ کی پڑھنا ہوں جائز ہے یا نہیں
ایک صاحب اس کلمے کو منع کرتے ہیں۔ بینوا تو جو دوا

الجواب

بلاشبہ جائز ہے اُن صاحب کے منع کے اگر یہ معنی ہیں کہ سنت کرتے وقت زبان سے یہ الفاظ نہ کہے جائیں
تو ایک قول ضعیف و نامتمتع ہے، عارض کتب میں جواز تعلق پر نیت بلکہ اُس کے استحباب کی تصریح فرمائی۔ در مختار
میں ہے۔

التلفظ بها مستحب هو المختار و قید سنة
یعنی اجبہ السلف او سنة علمائنا

یتت میان کے ساتھ رنا مستحب ہے مختار قول یہی ہے
بعض نے سنت کہا یعنی اسے اسلاف پسند کرتے
تھے یا ہمارے علماء کا طریقہ ہے (ت)

اور اگر یہ مراد کہ نماز کو اللہ عز و جل کی طرف اضافت کرنا منع ہے تو سخت جہل اٹھنے ہے، یہ صاحب بھی ہر نمازیں
التحیات اللہ والصلوات کہتے ہوں گے بلکہ سب مجھے اور سب نمازیں اللہ کی ہیں پھر ہر کہ یہاں اضافت
بھی لامید ہے، بالجمہ اس منع کی کوئی وجہ اصلاً نہیں واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۹۳ از ہدایوں قاضی محلہ مکان مولوی بقار اللہ رئیس مرسلہ مولوی عبد الحمید صاحب

۴ وجیب المرجب ۱۳۱۲ھ

جناب معلی القاب محمد دوم معظم بندہ جناب مولانا صاحب وام فیوضہ خادم میرے یا عبد الحمید بعد بجا آوری
آداب گزارش کرتا ہے کہ ایک فتویٰ اپنا لکھا ہوا حسیب ہدایت اپنے استاد جناب مولانا حافظ بخش صاحب کے

واسطے تصدیق جناب والا کے بھیجتا ہوں ملاحظہ فرما کر ٹھہرے مزید فرما دیجئے، اور اگر کوئی غلطی ملاحظہ سے گزرے تو درست فرما کر منوں فرمائیے، زیادہ ادب۔

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ فرائض اور واجبات کی نیت میں لفظ "آج" یا "اس" کا اضافہ کرنا چاہئے یا نہیں؟ مثلاً یوں کہنا کہ نیت کرتا ہوں فرض آج کے ظہر یا عصر یا اس ظہر یا عصر کی اور اگر نہیں کرے گا تو نماز ادا ہوگی یا نہیں؟

خلاصہ جواب : صورت مستفسرہ میں فقہاء کا اختلاف ہے چنانچہ قاضی خان نے بلا لفظ "آج" یا "اس" کے نیت کو جائز ہی نہیں رکھا ہے کما فی ہذا والا دھکنا فی العلمگیریۃ (جیسا کہ ان کے فتاویٰ میں ہے اور اسی طرح فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ ت۔ اور در مختار میں ہے کہ تعیین ضروری نہیں، پس بموجب قولین تو لیں کے بلا لفظ "آج" یا "اس" کے مطلق نیت سے نماز ادا نہ ہوگی اور بموجب قول صاحب در مختار کے ادا ہو جائیگی لیکن چونکہ خروج عن الخلاف بالا جماع مستحب ہے اور اسی در مختار میں نسبت تعیین کی اولویت ظاہر فرمائی ہے اور بالفاظ و ہواختار رشاد کا ہے پس اولیٰ اور مختاریہ ہی ہے کہ تعیین وقت کی لفظ "آج" یا "اس" سے ضرور کرے ورنہ تارک اولیت ہوگا اور جب مشناخت وقت کی نہیں رکھتا اور یہ بالعموم ہے کہ اس عہد میں اکثر لوگ وقت کھو کر نماز پڑھتے ہیں تو عندئذ مواخذہ در ہے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ بیّنوا نوحروا۔

الجواب

نیت قصد قلبی کا نام ہے تلفظ اصلاً ضرور نہیں نہایت کار مستحب ہے تو لفظ آج یا آج در کنار سرے سے کوئی حرف نیت زبان پر نہ لایا تو ہرگز کسی طرح کا حرج بھی نہیں قصد قلبی کی علامت کرام نے یہ تحریر سنبرائی کہ نیت کرتے وقت پوچھا جائے کہ کون سی نماز پڑھنا چاہتا ہے تو فوراً بے تامل بتا دے کما ذکرہ الامامہ الزیلعی فی التبیین وغیرہ فی حیطة (جیسا کہ امام زیلعی نے اسے نہیں اتھارتی میں اور دیگر علما نے اپنی کتب میں ذکر کیا۔ ت۔) اور شک نہیں کہ جو شخص نماز وقت میں یہ بتا دے گا کہ مثلاً نماز ظہر کا ارادہ ہے وہ یہ بھی بتا دے گا کہ آج کی ظہر شاید یہ صورت کہیں واقع نہ ہو کہ نیت کرتے وقت دریافت کئے سے یہ تو بتا دے کہ ظہر پڑھتا ہوں، اور یہ سہجہ ہے کہ کتب کی تو قصد قلب میں تعیین نوعی نماز کے ساتھ تعیین نفسی بھی ضرور ہوتی ہے اور اسی قصد کافی ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص بالقصد ظہر غیر معین کے نیت کرے یعنی میں کسی خاص عہد کا قصد نہیں کرتا بلکہ مطلق ظہر پڑھتا ہوں چاہے وہ کسی دن کی ہو تو اب بلا مشبہ اس کی نماز نہ ہوگی فان التبعیین فی الفرض فرض یا لوفاق وانما الخلاف فی عدم الاحتفاظ بالعدد (فرائض میں تعیینی وقت بالاتفاق فرض ہے عدم لحاظ میں اختلاف ہے لحاظ عدم میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ت۔) اس طور پر تو یہ مسائل اصلاً محل خلاف نہیں۔ ولہذا محقق اکل ابدین

بابی نے عنایہ شرح پایہ میں فرمایا،

اقول التوسط المتقدم وهو ان يعلم بقلبه
ای صلاة یصلی یحسم عاده هذه المقالات
وغیرها فان العمدة علیه بحصول التخیز
به وهو المقصود اذ كما نقله فی رد المحتار
واقرا ههنا فی منحة الخائف وایده
العلامة استنبیل مفتی دمشق کما فی
المنحة۔

میں کہتا ہوں مشہرہ مقدم یہ ہے کہ نمازی دل سے
پر جانتا ہو کہ وہ کون سی نماز ادا کر رہا ہے یہ شرط ان
اخر اصناف وغیرہ کی بنیاد کو ختم کر دیتی ہے کیونکہ اصول
تخیز کے لئے نمازی پر قصد و نیت ضروری ہے اور یہی
مقصود ہے اور رد المحتار نے یہاں اسے نقل کر کے
مقرر رکھا ہے، اور منحة الخائف میں اسے نقل کیا ہے،
نیز اس کی تائید مفتی دستگیر اشتمیل نے کی، ملاحظہ
ہو منحة الخائف۔ (ت)

البتہ تعدد فراست خصوصاً کثرت کی حالت میں یہ صورت ضرور ہو سکتی بلکہ بہت عوام سے واقع ہوتی ہے کہ ظہر کی
نیت کر لی اور یہ تعین پور نہیں کر سکتے کس دن تاریخ کی ظہریاں با وضعت اخلاف قیام مذہب اجماع و احوال ہی ہے کہ
دن کی تخصیص نہ کی تو نماز ادا ہی نہ ہوگی مگر طول مدت یا کثرت عدد میں تعین روز کہاں یا دور ہتی ہے لہذا علمائے
اس کا سہل طریقہ یہ رکھا ہے کہ سب سے پہلی یا سب سے پہلی ظہر یا عصر کی نیت کرتا رہے جب ایک پڑھے گا
تو باقی میں جو سب سے پہلی یا پہلی ہے وہ ادا ہوگی وحلی هذا القیاس آخر تک۔

فی التشریہ لابد من التعیین لعرض و توقضاد
قال فی اندر لکنہ یعیین ظہر یوم کذا علی
المعتمد والاسهل نية اولی ظہر علیہ و آخر
ظہر و فی القہستانی عن المنیة لا یشترط
ذلك فی الاصحح و سیبغی اخر الکتاب قال
الشامی نقل الشارح هناك عن الاشباہ انه
مشکل ومخالفت لما ذکره اصحابا کثرا فی
خات وغیره والاصحح الاشتراط قلت و کذا

تشریح الابعار میں ہے کہ فرض نماز میں تعین ضروری ہے
خواہ وہ قضا ہی کیوں نہ ہو در مختار میں کہا معتمد قول
کے مطابق تعین یہ ہے کہ غلاں دن کی ظہر ادا کر رہا ہو
اس مسئلہ میں آسان طریقہ یہ ہے کہ یوں نیت کرے
کہ پہلی ظہر جو اس پر لازم ہے وہ پڑھتا ہے یا یہ کہ
آخر ظہر جو اس پر لازم ہے وہ پڑھتا ہے۔ قہستانی
میں قیام کے حوالے سے ہے اجماع یہ ہے کہ یہ کننا شرط
نہیں اور عنقریب کتاب کے آخر میں اس کا ذکر آئیگا

۲۳۳/۱	مطبوعہ قادیان رضویہ مکتبہ	باب شروط الصلوة الو	سلسلہ النہایہ مع فتح القدر
۳۰۸/۱	مطبع البابی مصر	" " "	رد المحتار
۶۷/۱	مطبع مجتبیائی دہلی	" " "	سلسلہ در مختار

صحیحہ فی متن المستقی هناك فقد اختلف
النصحيح والاشترط احوط وبه جزمه في
الفتا هنا كما لا يخفى.

امام شامی فرماتے ہیں کہ شارح نے یہاں اشتباہ سے
نقل کیا کہ (تعمین شرط نہ ہونا) ناقابل فہم اور ہمارے
علماء قاضی خاں وغیرہ کی تصریحات کے خلاف ہے
بلکہ شرط ہونا صحیح ہے، میں کہتا ہوں متن مستقی میں اس مقام پر اس کی تصحیح کی ہے تو اس کی تصحیح میں اختلاف واقع
ہوا ہے مگر شرط ہونا احوط ہے اور اسی پر فتح القدر میں یہاں جزم کیا ہے۔ (د ت)

اور اگر فائتہ ایک ہی ہے تو نیست فائتہ کرنے ہی میں تعیین یوم خود ہی الگ

فی رد المحتار عن الحلیۃ . لو
کان فی دعتہ ظہر واحد فانت فائتہ یکفیه
ان یشوی ما فی دعتہ من الظہر الفانت وانت
لم یعلم انه من ی یومہ۔

جیسا کہ مخفی نہیں رد المحتار میں علیہ سے ہے کہ اگر کسی شخص
کے ذمے ایک ظہر کی نماز قضاء لازم ہے تو اس کے لئے
اتنی نیست کر لینا کافی ہے کہ وہ اپنی فوت شدہ ظہر
ادا کر رہا ہے اگرچہ یہ نہ جانتا ہو کہ وہ کون سے دن کی
فوت شدہ ہے (د ت)

بالجزم فاروقی میں مبرور واقعہ معلومہ الوقوع موقع خلاف و نزاع نہیں بلکہ علمائے اہل حدیث اس صورت مفروضہ میں ہے کہ
کوئی شخص نماز امر وہ میں تعیین یوم تو کرے اور تعیین شخصی سے صواب اہل و عاقل ہو کہ بحالت شعور تصدیق تعیین شخصی
کا لازم و عدم لحاظ مفقود و معدوم اور بقصد خلاف عدم فی الذمہ نہیں بلکہ معدوم ہے اور وہ بلا سببہ نافی نماز و منافی
جو انہ وقت و ہے خبری ایسی چاہئے کہ سوال پر یہ جواب دے کہ شفا ظہر پڑھتا ہوں اور بے تامل و فکر نہ بتا سکے کہ
آج کی ظہر ایسی حالت میں اس سوال کا محل نہیں کہ مجھے نیت میں کیا پڑھنا چاہئے کہ وہ تو مال ذہول و عدم شعور میں
ہے بلکہ بحث یہ ہوگی کہ ایسی نیت سے نماز ہو گئی یا نہیں، اس میں تین صورتیں ہیں اگر وقت باقی ہے تو روایات
مختلف نصیحت مختلف کما بینہ فی رد المحتار و غیرہ من الاسعار (جیسا کہ رد المحتار اور دیگر معتد کتب
میں اس کا بیان ہے۔ ت) غرض تو سب سے مسلم اور احتیاط اسلم، یہی اگر وقت جاتا رہا اور اسے معلوم نہیں اس صورت
میں اختلاف صحیح ہے۔

فی البھر الرائق شمل ما اذا نوى العصر ولا قيد
ومیه خلاف فقہ الظہیریۃ لو نوى الظہر
لا يجوز وقيل يجوز وهو الصحيح هذا

البحر الرائق میں ہے کہ یہ اس صورت کو بھی شامل ہے
جب کوئی نماز عصر کی نیت بغیر کسی قید کے کرے تو
اس میں اختلاف ہے، ظہیر میں ہے اگر کسی نے

اذا كان موديا فان كان قاضيا فان موديا بعد
 خروج الوقت وهو لا يعلو ولا يجوز وذكر الشمس
 الاثمة ينوي صلاة عليه فان كانت وقتية
 فهي عليه وان كانت قضاء فهي عليه ايضا
 وهكذا مصححه في فتح القدير معزيا الى
 فتاوى العتباتي لكن جزم في الخلاصة
 بعد مراجعته ومصححه السراج الهندي
 في شرح المغني فاختلف التصحيح كما ترى
 اه ملخصا وفي رد المحتار في النهران ظاهر
 ما في الظهيرية انه يجوز على الاس جرح
 سراج هندي في شرح المغني في اسی کو صحیح کہا تو جیسا کہ آپ کا حلقہ کر رہے ہیں صحیح مسئلہ میں اختلاف ہے اور
 تفیضا۔ رد المحتار میں تہر کے حوالے سے ہے کہ ظہیری کی عبارت سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ ارنج قول پر جواز ہی ہے اور
 اقول بل لعل طہر ما یبایہ
 لا يجوز على الاس جرح حيث جزم به و لعل
 یذبل ما ذکر عن شمس الاثمة بما یبدل
 علی ترجیحہ وانت تعلم ان اماما من الائمة
 اذا قال لا يجوز قلت وقال فلان يجوز فاسی
 المتبادر منه ان مختار نفسه الاول یل
 انما هو انه الذی علیہ الا اکثر خلافا لمن
 ذکر۔

عمر کی نیت کی تو جائز نہیں، بعضی کے نزدیک جائز ہے
 اور یہی صحیح ہے۔ لیکن یہ اس وقت ہے جب وہ نماز ادا
 کر رہا ہو (یعنی قضا والا نہ ہو) اگر نماز قضا پڑھنے والا
 ہو تو اگر وقت کے نکلنے کے بعد اس حال میں پڑھی ہے
 کہ اسے خروج وقت کا علم نہیں ہو تو نماز حسب نز
 نہ ہوگی۔ اور شمس الازہر کہتے ہیں اتنی نیت کافی ہے کہ
 میں وہ نماز پڑھتا ہوں جو مجھ پر واجب ہے اب ادا ہو
 یا قضا وہ یقینا اس پر لازم تھی اور اسی طرح فتح القدير
 میں فتاویٰ عتباتی کے حوالے سے اسی کی تصحیح کی ہے
 لیکن خلاصہ میں عدم جواز پر جزم کا اظہار کیا گیا ہے اور
 سراج ہندی نے شرح المغنی میں اسی کو صحیح کہا تو جیسا کہ آپ کا حلقہ کر رہے ہیں صحیح مسئلہ میں اختلاف ہے اور
 تفیضا۔ رد المحتار میں تہر کے حوالے سے ہے کہ ظہیری کی عبارت سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ ارنج قول پر جواز ہی ہے اور
 اقول بل لعل طہر ما یبایہ
 لا يجوز على الاس جرح حيث جزم به و لعل
 یذبل ما ذکر عن شمس الاثمة بما یبدل
 علی ترجیحہ وانت تعلم ان اماما من الائمة
 اذا قال لا يجوز قلت وقال فلان يجوز فاسی
 المتبادر منه ان مختار نفسه الاول یل
 انما هو انه الذی علیہ الا اکثر خلافا لمن
 ذکر۔

اور اگر یہ بھی خروج وقت پر مطلع ہے تو ظاہر ہے از سبب غشیان در نماز سادات ابراہیمی و خطاوی و شامی رحمہم العزیز الغفار نے اس مسئلہ میں روایت نہ پائی علامہ ح نے عدم جواز کا خیال اور علامہ ط نے ان کا خلاف اور علامہ ش نے ان کا دفاع کیا،

قال هذا الظاهر الصحة عند العلم بالخروج لان نيته حينئذ القضاء خلافا لما في الحديث انه وقال ش بحث ح انه لا يصح و خالفه ط قلت وهو الاظهر لما مر من العناية اه اقول نعم هو الاظهر لما مر عن البحر عن الظهيرية من تقييد عدم الجواز بقوله وهو لا يعلم اما الاستناد بما مر عن العناية فعندي غير واقع فـ محل له لما علمت ان محل هذه المقالات ما اذا همل وغفل وكلام العناية فيما هو المستند والمعهود من ان من شعر بالتعبي النوحى شعر ايضا بالشخصى ورايتنى كتبت ههنا على هامش الشامى حانفه اقول ما مر عن العناية فيما اذا علم بقلبه استيعين ولا ينبغي لاحد ان يخالفت فيه وهو محسوس في عقل صورة من العسوس التسع بل لا تسع عليه ولا شامى انما هي صورة واحدة لا غير وانما الكلام فيما اذا غوى ذلك فـ هذا عن تعيين اليوم والوقت و

امام خطاوی نے کہا اگر اسے خروج وقت کا علم ہو تو صحت نماز ظاہر ہے کیونکہ اس وقت نیت قضا کی ہوگی بخلاف اس کے جو حلی نے کہا اور شامی نے کہا حلی نے بحث کرتے ہوئے اس کی عدم صحت کا قول کیا ہے اور خطاوی نے ان کی مخالفت کی، میں کہتا ہوں یہی اظہر ہے جیسا کہ عنایہ کے حوالے سے گزرا ہے ۱۰۰۔ اقول (میں کہتا ہوں)، ان ہی اظہر ہے جیسا کہ البحر الرائق نے ظہیر کے حوالے سے عدم جواز کی تفسیر اسی کے قول "وہو لا یعلم" کے ساتھ گزری لیکن اس بات کی مدد کیا، اس کے ساتھ جو عنایہ سے گزرا میرے نزدیک اس مقام کے مناسب نہیں، کیونکہ اس تمام گفتار کا محل وہ ہے کہ جب انسان غافل ہو جائے اور مجھول ہو جائے اور عنایہ کی گفتگو معروف مشہور طریقہ (یعنی عدم غفلت) پر ہے کیونکہ جو شخص تعین نرمی کا ادراک رکھتا ہے اسے تعین نفسی کا ادراک بھی رہے گا، اور مجھے وہ یاد آیا جو حاشیہ شامی کے اس مقام پر میں نے لکھا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں اقول (میں کہتا ہوں) عنایہ کی جو عبارت گزری ہے وہ اس صورت سے متعلق ہے جب دل سے اس کے تعین

روح لا استظہار بما مر عن العناية^۱ لہ
 کہ جانتا ہو، اس میں مخالفت کسی کو مناسب نہیں اور
 یہ بات تو صورتوں میں سے ہر صورت میں جاری ہوگی بلکہ یہ تو ہیں نہ آخر یہ تو صرف ایک ہی صورت ہے اس کے
 علاوہ کچھ نہیں، یہاں گفتگو اسی صورت سے متعلق ہے جب کسی انسان نے نماز کی نیت دی اور وقت کے قیام سے
 غافل ہو کر کی ہو، تو اب عنایہ کی گفتگو سے تائید نہیں لائی جاسکتی۔ (ت)

غرض اس صورت مفروضہ کی تینوں شکلوں میں جواز کی طرف راہ ہے ولذا الوصول فی الدار الوصول
 وقال امہ الاصح (اسی لئے در مختار میں) جس کو مرسل ذکر کیا ہے اور کہا بھی اصح ہے۔ (ت) اور امر عبادت
 خصوصاً نماز میں حکم احتیاط معروف و معلوم ہلکد این بنی تحقیق المقامہ واللہ فی القبول والانعام
 واللہ سبحانہ وتعالی اعلم (تحقیق مقام کے لئے یہی مناسب تھا، اللہ تعالیٰ فضل و انعام کا مالک
 اور وہی پاک اور بہتر جاننے والا ہے۔ ت)

بَابُ الْقِبْلَةِ (قبہ کا بیان)

مسئلہ از خیر آباد ضلع سیت پور محلہ مہار سرائے، دیگاہ حضرت مخدوم صاحب غرہ قدس سرہ
مرسلہ مولوی سید عظیم الدین صاحب خادم آستانہ مقدسہ ۲۵ محرم الحرام ۱۳۳۲ھ

پہلی فوائد علمائے دین و مضامین شرعیہ میں مدرسہ مدرسہ، نقشہ نظری بلاد دیگاہ حضرت مخدوم سید
نظام الدین صاحب الدیہ خیر آبادی مرفوع حضرت چھوٹے مخدوم صاحب قدس سرہ کا ہے اس میں ایک مسجد
سردری تعمیر شدہ ۱۰۵۶ھ ہے جس کے اندر دو صف کی گنجائش تھی ان صفوں کا جہت قبلہ موافق رخ مسجد قریب
ثلث شمالی بین المغربین تھا اور کھینٹا آخر صدی دوازدہم تک اسی رخ نماز ادا ہوتی رہی بعد ازاں فرشی مسجد و
صحن مسجد کو بوجہ شکستہ ہو جانے کے مرمت ہوئی چونکہ رخ وہ رخ شریف کا جو تعمیر کردہ صنایع دہلی تعمیر شدہ
۹۹۲ھ ہے ایسا تھا جس کا جہت قبلہ وسط مغربین ہوتا تھا فرشی جدید میں نشان صفوں میں موافق رخ روئے
قائم ہو کر اب تک نماز اُس رخ ادا ہوتی اس کا ردوائی سے اندر مسجد کے بجائے دو صفوں کا دل کے ایک صف
کامل کی گنجائش رہی اور وقت ضرورت اگر اندر مسجد صحت و دویم قائم کی گئی تو کامل نہ ہو سکی ناقص رہی اب پھر
فرشی مذکورہ خراب ہو کر مرمت ہو رہا ہے بہتر ضرورت نشانات صفوں جدید قائم کئے جائیں گے، چونکہ اکثر مساجد
بلاد و اصحاب ہند قطب رخ ہیں جن کا جہت قبلہ ثلث جزئی مغرب میں ہے، نیز عبارت کتب فقہ سے اس کی
تائید حسب ذیل معلوم ہوتی ہے۔

فی تجنيس المنقط القبلة فی دیار تا بیہ مضرب
الشتاء و مضرب الصيف ، فان صلی الی جهة
خرجت من المعین فسدت صلاته قال
الامام ابو منصور یظهر الی قصر ایام الشتاء
والی اطلول ایام الصيف یتعرف مضرب بہا شمر
یقرئ الثلثین عن یمنہ وثلثا عن یسارہ
و یصلی ما بین ذلک ، قال الامام السید ناہر
الدین الاول للجواهر والثانی للاستحباب کما
فی جامع المضررات۔

تجنیس المنقط میں ہے کہ ہمارے علاقے کا قبلہ موسم سرما
کے مغرب اور موسم گرما کے مغرب کے درمیان ہے اگر
کسی نے ایسی جہت میں نماز ادا کی جو دونوں مغرب کے خارج
ہو تو نماز فاسد ہوگی، امام ابو منصور نے فرمایا موسم
سما کے سب سے چھوٹے دنوں اور موسم گرما کے سب سے
بڑے دنوں کو دیکھا (خور کیا، جانے تو اس طرح
ان دونوں کے مغرب کی پہچان ہر جیسے کی پھر اپنے
دائیں طرف سے دو تہائی اور بائیں طرف ایک تہائی
پھر اگر اس کے درمیان نماز ادا کرے۔ امام السید

ناہر الدین نے فرمایا پہلا قول جواز اور دوسرا استحباب کے لئے ہے، اسی طرح جامع المضررات میں ہے۔ دت،
جہاں بت ہا کے متعلق قرین بات و ریافت طلب ہے کہ صیف مضاف رخ ینظر فیستعرف یتوکل یتوکل یتوکل یتوکل
یا محمول اور فاعل یا مفعول یا لم یسم فاعلہ کون ہے اور لفظ عن یمنہ و عن یسارہ کی ضمائر کا مزج موصول ہے
یا قبلہ لہذا عبارت عربیہ پر احزاب قائم ہے یا نہیں اور فاعل و متروک مرتبہ کسی ترکیب تشریح اور دایا امور ذیل کی تفسیر
مطلوب ہے۔ مسجد موجود و مذکورہ مضمود کا جہت قبلہ مسجد ہی کے رخ رہنے دینا اور ہر دو موقوف کامل کی ہر ستورہ جہاں
قائم رکھنا افضل و اولیٰ ہے یا نشانات قائم کر کے جہت قبلہ بدل دینا افضل ہے تو قطب رخ جس میں صفت و امدہ
کامل نہیں رہتی ہے افضل و اولیٰ ہے یا روضہ کے مطابق جس سے ایک صفت کامل قائم رہ سکتی ہے حد مکان اس
مسجد خاص میں یا تائیکل صفوف کی تصریح مستحب ہے یا تبدیلی جہت قبلہ کی مغربین شمس و مغربین قمر ایک ہی
ہیں یا بعد ازاں ابواب استخارہ کی نہایت مجتہد ہے کہ مرتب قریب الاختتام ہے اور یہ پوشیدہ نہیں کہ بجائے
تری فرش کے نشانات جیسے پائدار قائم ہو سکیں گے بعد خشکی ممکن نہ ہوگا لہذا توجہ خاص کا محتاج ہے اور چونکہ یہ
استفتاء خاص متعدد علوم و فنون سے متعلق رکھتا ہے بریں و ہر باوجود آگاہی حدیم الفرصتی بندگان ذات با برکات
سے رجوع کی گئی کہ حسب مراد دوسرے کی دوسری جگہ حصول جواب کی پوری امید نہ تھی لہذا اس تکلیف دہی خاص
کی نسبت مترصد معافی ہو کر توجہ خاص سے مستفید ہونے کا بواسطی امیدوار ہوں ، جزاکم اللہ خیر

الدامیٹ بخیرا۔

الجواب

علمائے کرام نے جو خاص تجویز جہت قبلہ کے لئے ارشاد فرمائی ہے وہ خاص اپنے بلاد کے لئے ہیں ذکر حکم عام،
ولہذا وہ تجویز بہت مختلف آئے ہیں جن کا یہاں ہمارے رسالہ ہدایۃ المعتالی فی حد الاستقبال میں ہے۔
علامہ برجندی نے شرح نقایہ میں اسی عبارت تجنیس الملتقط کی نسبت فرمایا انما یصح فی بعض
البلد (یہ قاعدہ بعض ملکوں میں صحیح و درست ہے۔ مثلاً) خیر کہا جس کا عرض شمالی ستائیس درجہ اکتیس
دقیقہ اور گریچ سے مشرقی اسی درجہ اڑتالیس دقیقہ ہے اس کا قبلہ تقریباً ٹھیک نقطہ مغرب الاعتدال ہے
یعنی وسط مغربین صیف و شتا وسط حقیقی سے جنوب کی طرف ایک خفیف مقدار جھکا ہوا اگر پاؤ درجہ تک بھی
نہیں پہنچتی نہ وہ محسوس ہونے کے قابل ہے۔

وذلك لان عرض مكة المكرمة شرفها الله
تعالى كما اله و طولها قدر ما بين الطولين شرق
لو طول عرض مكة ۲۳ ۵۴ ۳۵ - ۹۰ ۵۹۳ - لوجم
ما بين الطولين ۲۳ ۵۴ ۳۵ - ۹۰ ۱۳۳۹۳۰۹۶۸۰۰۱۸۰۲
قوسه في جدول الظل و لانه لوجمها
۹۶ ۹۳۸ ۵۸۹۹ - محفوظ اول ، قسم
فضل عرض البلد على هذا القوس ما قد
لوجمها بالتدقيق ۸۰ ۳۹۵ - ۸۵ - محفوظ
ثانی ، فلو طول ما بين الطولين ۲۳ ۵۴ ۳۵ - ۹۰ ۹۳۳۵۴۳۶
محفوظ اول - محفوظ ثانی ۸۵ ۳۹۵ - ۸۵ - ۳۶۳۴۳۴۳۴۳۴
قوس هذا الظل فسطحه لو - هو الا حراف
الى نقطة المغرب من نقطة المصوب لانت
عرض البلد الشمالي أكثر من القوس المذكورة
فالان حراف من المغرب الاعتدال الى الجنوب
مقدور وهو المقصود۔

یہ اس لئے ہے کہ مکہ مکرمہ دائرہ شمالی اس کی بزرگی میں
اضافہ فرمائے، کا عرض مثلاً ۲۳ ۵۴ ۳۵ ہر اور اس کا
طول مڈی ہو تو دونوں طولوں کے درمیان فرق ہوگا
کہ اگر طول عرض مکہ ۲۳ ۵۴ ۳۵ - ۹۰ ۵۹۳ - لوجم جو دونوں
طولوں کے درمیان ہے ۲۳ ۵۴ ۳۵ - ۹۰ ۱۳۳۹۳۰۹۶۸۰۰۱۸۰۲
جس کا قوس جدول میں حاصل نہ ہو اس کا لوجم
۹۶ ۹۳۸ ۵۸۹۹ ہے یہ محفوظ اول ہے۔ پھر اس
قوس پر عرض بلد زائد ہوگا جو عاقد ہے جس کا لوجم
بالسہ قوت ۸۰ ۳۹۵ - ۸۵ - ہے یہ محفوظ ثانی ہے۔
پس اگر طول جو دونوں طولوں کے درمیان ہے
۲۳ ۵۴ ۳۵ - ۹۰ ۹۳۳۵۴۳۶ محفوظ اول - محفوظ ثانی ۸۵ ۳۹۵ - ۸۵ - ۳۶۳۴۳۴۳۴۳۴
ہے اس ظل کا قوس فسطحہ ہے اور یہ نقطہ جنوب سے
نقطہ مغرب کی طرف انحراف ہے کیونکہ بلد شمالی کا عرض
قوس مذکور سے زائد ہے پس مغرب الاعتدال سے جنوب
کی طرف انحراف منقول ہے اور یہی مقصود ہے۔ (دست)

سوال میں وسط مغربین کو جہت قبلہ رو قدر رخ لکھا اس سے معلوم ہوا کہ مزار مبارک کا منہ صبح جانب قبلہ تحقیقی ہے تو لازم تھا کہ سر ڈانا تقریباً سیدھا جانب قطب ہو کہ وسط مغربین و وسط قلبین شئی واحد ہے مگر نقشہ میں قطب شمالی کا خط دیوار رو قدر مبارک سے جانب مغرب منحرف بنایا ہے اگر واقعی اتنا انحراف ہے تو وسط مغربین کا ہرگز جہت قبلہ رو قدر رخ ہونا مقصور نہیں پھر یہاں امراہم اس کی معرفت ہے کہ دیوار محراب مسجد کو قبلہ تحقیقی سے کتنا انحراف ہے اگر وہ انحراف ثمن دور یعنی ۵ سہ درجے کے اندر ہے تو نماز محراب کی جانب بلا تکلف صبح و درست ہے اس انحراف قلیل کا ترک صرف مستحب ہے خود سوال میں تکبیس ملقط سے گزرا۔

قال الامام المسيد ناصراً لدين، الاول للجواهر، الامام ناصر الدين نے کہا، پہلی صورت میں جواز اور دوری والشیافى للاستجاب^۱ میں استجاب ہے۔ (دست)

اسی طرح اُس سے اور نیز ملقط سے علیہ الامام ابن امیر الحنفی میں ہے، شرح نہاد الفقیر للعلامة العزیز و شرح الخلاصة للفتاویٰ۔ پھر رد المحتار میں وہی دو ٹوٹ جانب راست اور ایک ٹوٹ جانب چپ رکھنا بیان کر کے فرمایا،

ولولم یفعل هكذا اصل فیما بین المصنفین اگر کسی نے اس طرح نہ کیا اور مغربین کے درمیان نماز پڑھ کر چھوڑ دیا۔^۲ پڑھ کر چھوڑ دیا ہوگی (دست)

تو ایک امر مستحب کے لئے مسلمانوں کو تردد میں ڈالنا اور مغرب مسجد کو ناقص و ناقم کر دینا ہرگز مناسب نہیں شرع مطہر میں تکمیل نہایت اہم مقام بالشان ہے جس کا پتا اس حدیث سے چلتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من وصل وصلہ الله ومن قطع قطعہ جس نے صفت کو ملایا اللہ تعالیٰ اسے ملائے گا اور جس نے صفت کو قطع کیا اللہ تعالیٰ اسے قطع فرمائے گا (دست)

یہاں اگر قطع صفت موجود نہیں صفت پر وہ قطع ہے کہ دیواریں عالی ہو کر تکمیل نہ کرنے دیں گی فکان کالصف بیعت السوری وقد بھی صہ بنحو ذلک کما ذکرنا فی فتاویٰ (یہ اس صفت کی طرح ہے جو ستونوں کے درمیان ہو حالانکہ اس سے اور اس طرح کی دوسری صورتوں سے منع کیا گیا ہے جیسا کہ اسے ہم نے اپنے فتاویٰ میں بیان کیا۔ است) بیان

۱۔ تکبیس الملقط

۲۔ رد المحتار باب شروط الصلوۃ مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ۳۱۶/۱
۳۔ سنن ابو داؤد باب تسویر الصنوف - آفتاب عالم پریس لاہور ۹۷/۱

سوال اگر صحیح ہے تو یہ انحرافات نہیں ثابت کر چکے ہیں کہ جب تک دم درجے انحراف نہ ہو نماز بلاشبہ جائز ہے اور یہ کہ قدر تحقیقی کو منہ کرنا نہ فرض نہ واجب صرف سنت مستحبہ ہے لہذا مسجد میں نماز بلاشبہ جائز ہے اور اس میں اصلاً نقصان نہیں، نہ یہ دیوار سیدھی کر یا فرض البتہ بہتر و افضل ہے، رد المحتار میں ہے،

لو انحراف عن العین انحرافاً لا تزول منه المقابلة
بالکلیۃ جاز و یؤید لا ما قال فی الطہیریۃ اذا تیان من
او تیان سو تھو زیلہ

اگر عین کعبہ سے اتنا انحراف ہو کہ اس سے بالکلیہ مقابلہ ختم
ہو تو نماز جائز ہے اس کی تائید طہیریہ کی اس عبارت
سے ہوتی ہے کہ جب وہ تھوڑا دائیں یا بائیں ہو جائے
تو نماز جائز ہوگی۔ (ت)

طہیریہ میں منقطع ہے،

هذا استجاب والاوّل للحوار اہ یرید ان عدم
الا انحراف ہما قدر مستحب والا لا انحراف
مع عدم انحراف عن الجہۃ بالکلیۃ تیان۔

یہ استجاب کہنے سے بعد در پہلا جواز کے لئے ہے اور
اس سے مراد یہ ہے کہ کسی قدر بھی انحراف نہ ہو یہ مستحب
ہے اور اس طرح کا انحراف کہ جہت کعبہ سے بالکل خروج
نہ ہو یہ بھی جائز ہے۔ (ت)

پھر اگر اس افضل کو اختیار کرنا چاہیں تو یہ اس سیدھی سے قطب سے مشرق کو تہی بڑی دائیں اور اس کا وہ طریقہ جس میں
زاویہ ناپنے کی حاجت نہ پڑے یہ ہے کہ اس دیوار قبلہ کا جنوبی گوشہ جس پر حرف تبّ تھا ہے قائم رکھیں اور صحیح
قطب نما سے ایک خطب سے سیدھا قطب کو اتنا بڑا کھینچیں جس کا طول اس دیوار کے برابر ہو ایک رستی لیں اور اس کا
ایک سر ا ح حرف ب پر خوب جاسے رہیں کہ سر کے نہیں اور دوسرا سر ا ح حرف ح سے ملا کر مشرق کی طرف اس طرح کھینچیں
کہ رستی میں جھولی نہ پڑنے پائے، اس کی کشش سے کمان کی شکل میں زمین پر بن جاسے اور پھر ایک سیدھی لکڑی
سوا پچھ قطرہ کی ناپ کر اس کا ایک سر ا ح حرف ح پر رکھیں اور دوسرا اس کمان سے ملا دیں یہاں ملے اس ملنے کی جگہ کا
نام حرف ب رکھیں، ۲ سے ب تک سیدھا خط ملا دیں، یہ ٹھیک دیوار قبلہ ہوگی

و ذلك لان قی مثلث ح ب ۲ ، سا ف ح ب ،
۲ ب - کل ۱۰۶ - و زاویۃ ب - ح الح کل ص ۵
مر اویتی القاعدة ف ح ح ل فلو جیب ہما

اور یہ اس لئے کہ مثلث ح ب ۲ میں ح ب ۲ ب
کی دو ساقیں ہیں کل ۱۰۶ ہوتے و زاویہ ب ۵
ح ل ۵ ہے تو قاعدہ کے دونوں زیروں کا کل مجموعہ ل

نقشہ بھیج کر ان سے دریافت کیا تھا انھوں نے رد المحتار سے یہ نشان دے کر (ج ۱ ص ۴۴۶) کچھ عسبرتی کی جہارت لکھ کر اُس کا غلام اُردو میں کیا تھا کہ انحراف قلیل جانب کعبہ سے مصلیٰ کو مضر نہیں ہے اور اس انحراف قلیل کی حد یہ ہے کہ چہرہ اور چہرے کے اطراف میں کوئی جزو کعبہ کے مقابل باقی رہے بلکہ طرح طرح کے چہرے یا اُس کے بعض اطراف سے کعبہ تک خط مستقیم کھینچا جائے گا تو یہ ضرور میں ہے کہ یہ خط مستقیم پیشانی سے ہی خارج ہو بلکہ عام ہے خواہ پیشانی سے خارج ہو یا اُس کے دونوں طرف میں سے کسی طرف سے خارج ہو اور اس صورت میں بہت بڑی وسعت ہے، جو نقشہ مسجد کا آپ نے بھیجا ہے اس مسجد میں مسجد کے رخ پر نماز پڑھنا یہ شہرہ جاز ہے لہذا مسجد کے رخ پر نماز پڑھنا ہے، بعض صاحب اس جواب کو پذیرا نہیں کرتے لہذا ضرور ہی پر اس کا انحصار رکھتے ہیں لہذا اگر ایش یہ ہے کہ حضور اس کا رخ کو جس پر مسجد کا نقشہ ہے ہر دو جانب سے ملاحظہ فرما کر اگر ممکن ہو تو کاغذ مذکور کے ذیل ہی میں جو دریافت طلب فرما کر ایش کاغذ کی پیشانی پر عرض کی گئی ہیں اُن کا جواب ارقام فرما کر کمترین کا معزز فرمایا جائے۔ و ابجا اگر ایش ہے اس مسجد کا رخ نقشہ مذکور سے بخوبی نمایاں ہے، یہ قصبہ حیات نکرہ ۲ درجہ ۲۰ دقیقہ عرض شمالی پر واقع ہے اور منحنی منقطع ۲۱ درجہ ۲۰ دقیقہ عرض شمالی پر لہذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس مسجد میں جماعت سیدھی مسجد کے رخ پر کی جائے یا مسجد کا خیال چھوڑ کر اور کعبہ شریف کا خیال کر کے شریعی اور اگر مسجد کے رخ پر سیدھی جماعت کی جائے تو گناہ ہوگی یا نہیں؟

الجواب

آپ تو مثلث قائم الزاویہ ہے ب عرض قیام مصلیٰ ۱ سمت نقطہ مغرب کہ سمت قطب شمالی ہے نقطہ ب سے مسجد کی دیوار قبلہ ۱۶ پر عمود ب ح قائم کیا تو مثلث اب ۲ کا شاہد ہوا اس کا زاویہ ب اُس کے زاویہ (کے مساوی ہے کہ ہر ایک زاویہ ۶۰ سے مل کر قائمہ کے برابر ہے تو زاویہ ا زاویہ انحراف یعنی اس کے مساوی ہوا، یہ وہ مقدار ہے کہ مسجد نقطہ مغرب سے جس قدر شمال کو جھکی ہوئی ہے یہ زاویہ پائش میں ۸ درجہ ہے۔ اب یہ معلوم کرنا ہے کہ حیات پور میں قبلہ نقطہ مغرب سے کتنا جہل ہے اس کے لئے صرف عرض بلد کافی نہیں ہوتا طول بھی درکار ہے۔ وہ سوال میں نہ لکھا نہ یہاں اطالس میں حیات پور کا نام نکلا مگر ضلع سرحد آباد کو ماہ آباد یا ۸۹ درجہ کے اندر ہیں ۸ درجہ عرض پر اگر طول ۸۰ درجہ ہو تو طول و قیلہ سمت الزاویہ سے جنوب کو تین درجہ بچکے گا، دوسری میں ۷۰ درجہ ہستائیں ۸ درجہ، بہر حال حیات پور میں قبلہ جنوب کو تقریباً ۲ درجہ مائل ہے اور مسجد ۸ درجہ شمال کو ہے تو مسجد قبلہ واقعہ حیات پور سے اکیس درجہ کم شمال کو جھکی ہوئی ہے اور ہم نے اپنے رسالہ ہدایۃ المتعالی فی الحد الاستقبال میں ثابت کیا ہے کہ جب تک پہنچنا لیش درجہ انحراف نہ ہو سمت قبلہ باقی رہتی ہے۔ جہارت رد المحتار وغیرہ عبارات کثیرہ مختلفہ اسی طرف رائج ہیں نہ وہ اطلاقی کہ سوال میں کسی سے حکایت کیا تو یہ مسجد ضرور قبلہ کے اندر ہے بلکہ اس سے دو چند جھکی ہوئی تب بھی حد

نہ نکلتی، تو اگر مسجد ہی کے رخ پر نماز پڑھی جائے ضرور صحیح ہو جائے گی مگر بعد اطلاق قبلہ سے اتنا انحراف مکر وہ خلاف سنت ہے، لہذا سمت مسجد کا خیال نہ کریں بلکہ سمت قبلہ کا یعنی خط ب ۲ کی سیدہ سے بھی پونے تین درج جنوب کی جانب اور بجلیں لیکن یہ انحراف ضعیف ہو گا اگر خط ب ۲ ہی کی سیدہ پر پڑھیں حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

هَدَايَةُ الْمُتَعَالِ فِي حَدِّ الِاسْتِقْبَالِ^{۱۳}

(استقبال قبلہ کی تعیین میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی رہنمائی)

مسئلہ از علی گڑھ معرفت مولوی بشیر احمد صاحب مدرس اول مدرسہ اہلسنت ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ

شہر علی گڑھ کی جید گاہ کہ صدر اسل سے بنی ہوئی ہے اور حضرات علماء متقدمین ہا کراہت اس میں جید میں کی نمازیں پڑھتے پڑھاتے رہے، آج کل کی نئی روشنی والوں نے اپنے قیاسات اور نیز آلات انگریز سے یہ تحقیق کیا ہے کہ سمت قبلہ سے منحرف ہے اور قطب شمالی (اپنے) کو نئے کی پشت پر واقع ہے کہ جس سے نوے فٹ کے قریب مغرب سے پھری ہوئی ہے لہذا اس کو توڑ کر سمت ٹھیک کرنا مسلمانان شہر پر بر تقدیر استطاعت کے لازم اور فرض ہے ورنہ نماز اس میں مکروہ قوی ہے اور ۱۰ دسمبر ۱۹۰۹ء کو اس میں ایک قوی چھاپا جس کی جماعت جواب یہ ہے، ناگزیر ہاں کے مسلمانوں میں اس قدر مافی طاقت ہے کہ اس کو شید کر کے ٹھیک سمت قبلہ پر بنا سکتے ہیں تو ان کے ذمے فرض ہے کہ وہ ایسا ہی کریں اور اگر ان میں سے ٹھیک سمت قبلہ کی طرف بنانے کی طاقت نہیں تو ان کے ذمہ فرض ہے کہ وہ اس مسجد یا عید گاہ میں ٹھیک سمت قبلہ کی طرف خطوط کھینچ لیں اور ان خطوط پر کھڑے ہو کر نماز پڑھا کریں، چنانچہ ہدایہ میں مذکور ہے ۱

ومن کان غائباً ففرضہ اصابته جھتھا
هو انصب حیث لا، التکلیف بحسب الوضو اتی

جو شخص کعبہ سے دور ہو اس پر نماز کے دوران سمت کعبہ کی طرف رخ کرنا فرض ہے یہی صحیح ہے کیونکہ تکلیف حسب طاقت ہوتی ہے انتہی (ت)

کتب مقبرہ سے یہ ارشاد ہو کہ اب ہندوستان کا قبلہ مابین المغربین ہونا چاہیے یا کیا ؟ اور اس کا سمت قبلہ درست کرنا ضروری ہے یا کیا ؟ مینواتوجروا

الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم

تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے کعبہ کو ہمارا قبلہ
ہو بنانا گوارہ بنایا اور صلوة سلام ان پر کہ جس نے ہمیں اچھے
قبلہ کی طرف پھیرا جن وانس کے رسول اور دونوں
قبلوں کے امام جن کے باعزت دروازے کو اللہ
تعالیٰ نے جنہیں دنیا و آخرت میں ہماری تمام امیدیں
کا قبلہ اور آرزوؤں کا کعبہ بنایا، آپ کل اہل اصحاب
اور ان اہل قبلہ پر جنہوں نے حالت ایمان تصدیق

الحمد لله الذي جعل لنا الكعبة قبلة واماماً
و صلوة والسلام على من افاض قبلة
وقدنا، رسول الشقلين وامام القبلتين جعل
الله تعالى باب الكعبة في الدارين قبلة اهلنا
وكعبة منانا وعلى الله وصحابته و سائر اهل
قبلته الذين ولوا ابيه وجوههم تصديقاً و
يماناً آمين اللهم هداية لحق والصواب۔

میں اس کعبہ کی طرف رخ کیا، جن ۱۰ سے اللہ حق و صواب کی راہ میں ہدایت فرماتا ہے

فتراسے مذکورہ بعض باطل اور بدعتیہ صفت و صحت سے حامل اللہ تعالیٰ صاحب نفا پر نرا اجزاء بلکہ شریعت مطلوبہ پر

مکمل اقرار ہے۔

اولاً اگر بغرض باطل یہ عید گوارہ جنت قبلہ سے باطل خارج ہوتی بلکہ مشرق و مغرب ہل گئے ہوتے جب
بھی یہ جبروتی حکم کہ بحالت استطاعت اسے توڑ کر ٹھیک صحت قبلہ پر بنانا فرض ہے، اول سے نئی شریعت ایجاد
کرنا تھا، اس حالت پر غایت یہ کہ اگر یہ انہدام کوئی چارہ کار تھی نہ تھا منہدم کرنا مطلوب ہوتا ٹھیک صحت پر بنانا
کس نے فرض مانا، عید گوارہ میں کوئی عمارت ہونا ہی سہی سے خدا اور رسول علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
فرض کیا نہ واجب نہ سنت، زمانہ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مصطفیٰ سے عید کعبہ دست میدان تھا جس میں
اصلاً کسی عمارت کا نام نہ تھا، جب حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز عید کو تشریف لے جاتے عواجم اقدس
میں سترہ کھلے ایک تیزہ نصب کر دیا جاتا، زمانہ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بھی یوں ہی رہا۔ عمر
بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کے سبب مواضع میں تبرک
کے لئے مسجدیں بنا کیں عمارتیں انھیں کے وقت میں مصطفیٰ سے عید میں بھی عمارت بنی کہا استظہرہ السید نوم الدین
السیہودی قدس سرہ فی تاسیخ الصدیقۃ الکویصۃ (جیسا کہ سید نور الدین سیہودی قدس سرہ نے اپنی کتاب
تاریخ المیزان النورہ میں اس بات کی تصریح کی ہے۔ مت) صحیح بخاری شریف میں عید اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم كان
توكّله الحربة قد امة يوم الفطر والنحر
ثم يمضي -

انھیں کی دوسری روایت میں ہے،

قال كان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم
يقدم الى المصطفى والعنزة بين يديه
تحمي و تنهب بالمصطفى بين يديه
ويصلي اليها.

سنن ابن ماجہ و صحیح ابن خزيمة کے تراجم اسمعیلی میں رائد کیا،

وقد ذكر ان المعصلي كان فخرها ليس فيه شيء
يستتريه

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موجد، قدس کے سامنے
حیدر الخضر ایدہ الاضفی کے موقع پر نیزہ نصب کیا جاتا ہے پھر
آپ نماز پڑھاتے۔ (۷۵)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عید گاہ کی طرف تشریف لے جاتے تو آپ کے آگے نیزہ اٹھا کر دیا جاتا اور عید گاہ میں آپ کے سامنے گاڑ دیا جاتا تھا پھر اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے (ت)

یہ ہنس لئے کیا بھاتا تھا کہ حید گاہ فضا، میں تھی وہاں کوئی
وہی چیز تھی جسے سترایا جاسکے۔ (ت)

افسوس کہ نئی روشنی کا یہ فرض زمانہ رسالت و زمانہ خلافت و زمانہ رسالت سب ہی متروک رہا۔

ثانیاً اس عید گاہ کی حالت موجودہ سے وہیں الٹی کر کے ایسا عرض یہ پہنچا ہے جس کے سبب اس کا ڈھانا فرض ہو گیا نہیں اگر نہیں تو بھان استطاعت مال اس کا ہم کریں عرض خواہ اگر ہاں تو بھال عدم استطاعت مالی کیوں فرض نہیں استطاعت مالی بنانے کو چاہئے ڈھانے میں کیا ایسا دکان ہے جس سے مسلمانانہ شہر عاجز ہوں۔

ثالثاً غلط سمت قبلہ ڈال لینے سے کار براری ممکن اور نہ ضرور منقطع ہے یا نہیں، اگر نہیں تو بحال عدم استطاعت یہ لغو حرکت کیوں فرض ہوئی اور کس نے فرض کی، اور اگر ہاں تو بحال استطاعت یوں کار براری کس نے حرام کی کہ بالیقین ٹھکانہ ہی فرض ہو گیا، کیا یہاں متعدد ضرر مخرض اوزانہ مختلف الحار جس کہ توزیع ممکن ہو۔

مہابھائی راجہ گاہ سمت سے یکسر غاص ہے یا حدود و جہت کے اندر ہے اگرچہ محاذات میں سے مغرب ہے
بر تقدیر اول اس میں نماز مکرہ تحریمی کیوں ہوتی باطل محض یہی لازم تھی، بر تقدیر ثانی اس کا ڈھانبا کیوں فرض ہوا جبکہ
وہ حدود مشروح کے اندر ہے۔

۱۳۳/	مطبوعہ قدیمی کتب خانہ اصح المطابع کراچی	باب الصلوة الى الحجۃ یوم العید	سنہ صحیح بخاری
" "	" " " " " "	باب محل الحزۃ او الحجۃ الخ	سنہ صحیح بخاری
ص ۹۳	مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور	باب ما جاء فی الحجۃ یوم العید	سنہ سنن ابن ماجہ

خاصاً علمائے کرام کا حکم تو یہ ہے کہ جہت سے بالکل خروج ہو تو نماز فاسد اور عہد و جہت میں بدل کر اہستہ جائز کہ آفاقی کا قبلہ ہی جہت ہے نہ کہ اصابت عین۔ بدائع امام طب العلماء ابو بکر مسعود کا شافی پھر علیہ امام ابن امیر الحاج حلبی میں ہے ۱

قبلتہ حالة البعد جهة الكعبة وحل المحارب کعبہ سے دوری کی صورت میں جہت کعبہ ہی قبلہ ہے اور لا عین الکعبۃ۔ (محراب مسجد ہے نہ کہ عین قبلہ۔ (ت)

جامع الرموز میں امام زندگینی سے ہے، للجهة قبلۃ کالعین (جہت کعبہ عین قبلہ کی طرح ہے۔ ت۔ بان حتی الوسع اصابت عین سے قرب مستحب۔ اس بارے میں قطع و علیہ وغیرہ ہمارے قصوں بعونہ تعالیٰ آگے آتے ہیں۔ در غیر یہ میں فرمایا، هذا افضل بلا مریب ولا ملین الجایز غیر کسی شک و شبہ کے افضل ہے۔ ت، درر مودا غمرو و ردالمحتار میں ہے ۱

والمحرف عن العین، نحو ما لا نزول منه المتقبل اور عین کعبہ سے بالکل انحراف نہ ہو (یعنی معمول انحراف بالکل سے جان و مفید) ما قال فی الطهیدۃ اذا تیمم وتیاسر تجوز۔ (تو نماز جائز ہے۔ اس کی تائید ظہیر کے ان الفاظ سے ہوتی ہے، جب نمازی دراد میں یا باتیں ہو تو نماز عارض ہوگی۔ (ت)

اور ترک مستحب مستلزم کراہت تہذیب بھی نہیں کراہت تحریم تو بڑی چیز، بخلاف باب العیدین میں ہے ۱ لایلزم من ترک المستحب ثبوت، لکراہۃ ثبوت کے لئے مستقل دلیل کا ہونا ضروری ہے (ت) (اذ لا بد لہا من دلیل خاص)۔ تو اس میں نماز محکومہ تحریمی ٹھہرنا کسی روشنی کی محسوس غلطی ثابت ہے۔

سادہ عبارت ہدیہ کہ فتویٰ مذکور نے نقل کی، اُس کے مدعا سے اصلاً اس نہیں کہتی بلکہ حقیقت وہ اس کا رد ہے، عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کو برگر ضرور نہیں کہ اس کی توجہ عین کعبہ معتکہ کی طرف ہو بلکہ اس جہت کی طرف نہ بدلتے لہذا۔ فصل فی شرائط الارکان مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۹/۱

موٹ، بدائع میں یہ عبارت، منہ مذکور ہے الفاظ عینہ موجود نہیں۔ تفسیر احمد سعیدی مکہ جامع الرموز فصل شروط الصلوۃ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ گنبد قافوس ایران ۱۳۰/۱ مکہ فتاویٰ حیرہ کتاب الصلوۃ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۹/۱ مکہ ردالمحتار باب شروط الصلوۃ مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ۳۵/۱ مکہ انوار الیقین باب العیدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۶۳/۲

منہ ہونا پس ہے جس میں کعبہ واقع ہے کہ تکلیف بعد وسعت اور طاعت بحسب طاقت ہے اس سے خود ثابت ہو کہ غیر محکمہ میں تنازعہ انحراف کہ جنت سے خارج نہ کرے مضر نہیں اور اس کی تصریح نہ صرف ہدایہ بلکہ عامہ کتب مذہب میں ہے پھر مسافت بعیدہ میں ایک حد تک کثیر انحراف بھی جنت سے باہر نہ کرے گا اور دینی غار قلیل ہی کہلائے گا اور جتنا بُعد بڑھا جائے گا انحراف زیادہ گنجائش پاسے گا۔ بحر الرائق و المطاوی علی الدرر فیہ ج ۱ ص ۱۰۰

المساومة تقریبیۃ ہوان یکون منحرفا
عن القبلة انحرافا لا تزول به المقابلة
بالکلیۃ ، والمقابلة اذا وقعت فی مسافة
بعیدة لا تزول بما تزول به من الانحراف
لو كانت فی مسافة قریبۃ۔

مسافت تقریبی یہ ہے کہ انحراف عن القبلا اس طرح ہو کہ
جنت کعبہ سے مقابلہ بالیکلہ ختم نہ ہو اور مقابلہ حسب
مسافت بعیدہ کی صورت میں ہو تو وہ اسٹے انحراف سے
ختم نہیں ہوتا جتنے سے مسامت قریبہ میں مقابلہ ہو تو
ختم ہو جاتا ہے۔ (ت)

معراج الدرایہ و فتح القدر و علیہ شرع غیر و بحر شرح کنز الخاوی غیرہ وغیرہ میں ہے ،
وینتفاوت ذلک بحسب تفاوت البعد و تبقی
المساومة مع تنقل مناسب لذلك البعد۔

انحراف جنت کے اعتبار سے متفاوت ہوتا
ہے اور اس قدر کے مناسب انتقال کے ساتھ
مسامت (سمت) باقی رہتی ہے۔ (ت)

فتویٰ میں جہارت جاریہ سے استناد کے لئے یہ ثبوت دینا کہ محکمہ معتبر سے نقلی گزرتہ کو یہ ہزاروں میل کا بعد نقطہ
مغرب سے تیس گز انحراف کی گنجائش نہیں رکھتا اتنا تفاوت جنت سے باہر نہ پاسے گا ہے اس ثبوت کے ذکر جہارت
محض تغلیط حواس ہے اور حقیقت امر دیکھئے تو جہارت مستدل کے لئے صرف نامفید ہی نہیں بلکہ صاف مضر ہے ، ہم
عنقریب بمرتبہ ثانی ثابت کریں گے کہ حیدر گاہ مذکور ضرور حدود جنت کے اندر ہے ۔

سابعاً ہمارے بعض علماء تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ اس باب میں ہیأت قیاسات و آلات کا اعتبار
ہی نہیں ، جامع الرموز نے اسی بحث قبلہ میں لکھا ،

منہم من بنیاء علی بعض العلوم
الحکمیۃ الا ان العلامة البخاری قال فی
بحث القیاس من الکشف ان اصحابنا

فقہاء میں سے بعض نے اس مسئلہ کی بنیاد بعض علوم
حکمیہ پر رکھی ہے مگر علامہ بخاری نے کشف الاسرار میں
قیاس کی بحث کے تحت لکھا ہے کہ ہمارے علمائے

لم يعتبروه وبه يشعر كلام قاضي خاں اَنَّهُ
 وَايْدَكَ فِي التَّهْصِيلِ بِانْ عَلِيٍّ اِطْلَاقِ التَّهْصِيلِ
 اَمْ وَفِي سِدِّ الْمَحْتَارِ قَاتِلًا لَمْ اِدْرِ فِي التَّهْصِيلِ
 مَا يَدُلُّ عَلَى عَدَمِ اِعْتِبَارِهَا وَلَنَا تَعْلَمُ
 مَا نَهْتَدِي بِهِ عَلَى الْقِبْلَةِ مِنَ النُّجُومِ وَقُلْ
 تَعَالَى وَالنُّجُومُ لَتَهْتَدِي وَاجْهًا اِلَّا وَاسْتَظْهَرِ
 اِنَّ الْخِلَافَ فِي عَدَمِ اِعْتِبَارِهَا اِنَّهَا هُوَ عِنْدَ
 وَجْهِهِ الْمَعَارِيفِ الْقَدِيمَةِ اِذْ لَا يَجُوزُ التَّحَرُّي
 مَعَهَا كَمَا قَدْ مَنَعْنَا لَهَا يَلُومُ تَخَطُّطَ السُّلْطَانِ
 الْعَبَّاسِيِّ وَجْهًا هِيَ الْمُسْلِمِينَ بِخِلَافِ مَا اِذَا
 كَانَ فِي الْمَفْرُوعَةِ فَيَنْتَفِي وَجُوبِ اِعْتِبَارِ النُّجُومِ
 وَنَحْوِهَا فِي الْمَفْرُوعَةِ لِقَبْرِهَا عَلَانًا وَغَيْرِهَا
 بِكُونِهَا هَلَاكَةً مَعْتَبَرَةً حِينَئِذٍ دَعَاؤُهُمْ
 اَوْقَاتِ الْهَبْلَةِ وَفِي الْقِبْلَةِ عَلَى مَا ذَكَرَ الْعُلَمَاءُ
 لَشَقَاتِ فِي كِتَابِ الْمَوَاقِيتِ وَعَلَى مَا وَصَّوهُ لَهَا
 مِنَ الْاَلَاتِ كَالْمَرْبُوعِ وَالْمَصْطَرَفِ لَابْ غَايِبًا اَنْ لَمْ
 تَقْدِرِ الْبَقِيَّةَ تَعْيِدَ غَلْبَةَ الظَّنِّ عَلَى الْعِلْمِ بِهَا
 وَغَلْبَةَ الظَّنِّ كَافِيَةً فِي ذَلِكَ اَلَا

اس کا اعتبار نہیں کیا، قاضی خاں کی گفتگو بھی اسی طرف
 رہنائی کرتی ہے اور ہمیں اس کی تائیدوں کی ہے کہ کسی
 پرستون کا اطلاق ہے اور روا کرتا میں یہ کہتے ہوئے
 اس کا نہ کیا کریں نے مترن میں ایسی کوئی دلیل نہیں دیکھی
 جو ان کے عدم اعتبار پر دال ہو حالانکہ ہم پر اس چیز کا
 قلم ہے جس کے ساتھ ساتھ اس کے ذریعے ہم قبلہ پر رہنائی حاصل
 کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی دلیل ہے وَالنُّجُومُ
 لَتَهْتَدِي وَاجْهًا اِلَّا (اس نے اشارے اس لئے بنائے
 تاکہ تم ان سے رہنائی حاصل کرو) اس سے ظاہر کیا
 کہ ان کے عدم اعتبار میں اختلاف اس صورت میں ہے
 جب وہاں قدیم محراب موجود ہوں کیونکہ ان کے ہوتے
 ہوئے کوئی جائز نہیں جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر گئے، تاکہ
 سلب سائیں، اور پھر سلطانوں کو غلط ثابت قرار دینا
 لازم نہ آئے بخلاف اس صورت کے جب محل جنگ اور
 ویران جگہ میں ہو تو وہاں ستاروں وغیرہ کا اعتبار
 ضروری ہے کیونکہ ہمارے علماء غیر ہم نے ان چیزوں کے
 علامت معتبرہ ہونے پر تصریح کی ہے لہذا اوقات نماز
 اور تعیین قبلہ کے متعلق لفظ علامت کے کتب مواقیت میں
 بیان کر دیا اور مضابط پر اعتماد کرنا مناسب ہے اور وہ آلات مثلاً ربع، اصطراب وغیرہ جو اوقات کی پہچان کے لئے
 انھوں نے بنائے ہیں ان پر بھی اعتماد کیا جائے۔ کیونکہ اگر ان آلات سے تعیین کا وجہ حاصل نہ ہو تو کم از کم غلبہ ظن تو اس شخص کو
 جو ان آلات سے متعلق معلومات رکھتا ہو حاصل ہو جائے گا۔ اور اس مسئلہ میں ظن غالب ہی کافی ہے (ت)

۱۳۰/۱

مطبوعہ گنبد قاسموس ایران

فصل شروط الصلوة

سہ جامع الرموز

۳۱۵/۱

مصحف البابي مصر

سکھ رد المحتار بحوالہ الشرح مبحث فی استقبال القبلة

"

"

"

سکھ

اقول وہو کلام نفیس وایں تحریر

جزائف لایکادیر جم الی اشارۃ علم صحت الظن
 الغالب المحاصل بتلك القواعد ولو لا ممکن
 اطوال البلاد وعروضها فی امر تعیین القبلة
 ومجل الظنون فی اکثرها لکان ما یحصل
 بہ قطع لا صاع لریبۃ فیہ بل لو حقت
 لا فیت جمل المحاریب المصنویۃ بعد الصحیۃ
 والتابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم انما ینبت بناء
 علی تلك القواعد وعلیہا استست لها القواعد
 فكيف یحصل اعتقاد تلك المحاریب دون
 الذی ینبت علیہ نعم عند التعارض تزجر
 النقد یمحلا فالشافعیۃ لئلا یلزم تحطۃ
 السلف لعلہم وجماہیر المسلمین کما
 ذکرہ الشافعی وخیرہ ولان علم الجیم اقوی
 من علم الاحاد والسلف مزینۃ جلیۃ علی
 الصلح لریبۃ یخطئ النظر فی استیال القواعد
 والالات کما هو مرفق مشاہد فهو اولیٰ بالخطا
 منهم ولذا قال فی الفتاوی الخیریۃ واما
 الاجتہاد فیہا ای فی محاریب المسلمین بالنسبۃ
 الی البیۃ فلا یجوز حیث سلمت من الظن
 لانہ لم یمنصب الا بجماعۃ جمہ من المسلمین
 اهل معرفۃ بسمت النکواکب والادلة الخیری
 ذلک ما جسرہ الخیر فتقبل

اقول (میں کہتا ہوں) یہ نفیس گفتار ہے

علم کے کسی پہلو کو نہ چھوئے واسے ہے اصل اندازے کران
 آلات سے حاصل شدہ ظن غالب سے کیا قطع، اگر تعیین
 قبلہ کے معاملہ میں طول البلاد وعرض البلد اور ان کے
 اکثر معاملات میں ظن کا دخل نہ ہوتا تو ان آلات سے
 حاصل شدہ علم قطعی ہوتا جس میں شک کی گنجائش نہ
 ہوتی۔ بلکہ اگر تو تحقیق کرے تو تجھے معلوم ہوگا کہ وہ بڑے
 بڑے محراب جو صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے
 بعد بنائے گئے وہ انہی قواعد کی بنا پر بنائے گئے ہیں
 اور انہی ضوابط پر ان مساجد کے ستون بنائے گئے،
 تو یہ کیسے درست ہوگا کہ ان محرابوں پر تو اعتماد کیا جائے
 مگر ان قواعد پر نہ کیا جائے جن کی بنا پر وہ محراب
 سرخ و بدو دیں آئے ہیں۔ ہاں یہ درست ہے کہ
 ہمارے قاعدہ و محراب قدیم میں قمارض ہوگا و ہاں محراب
 قدیم کو ترجیح ہوگی بخلاف شوافع کے تاکہ سلف صالحین اور
 جمہور مسلمانوں کو غلط ثابت قرار دینا لازم نہ آئے جیسا کہ
 امام شافعی وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ اور یہ بات بھی ہے
 کہ جماعت کا علم احاد کے علم سے زیادہ قوی ہوتا ہے
 اور سلف کو خلف پرہ انہی فضیلت حاصل ہے نیز بعض امور
 استعمال قواعد و آلات میں نظر سے خطا بھی ہو جاتی
 ہے جیسا کہ مشاہدہ خطا خطا میں آیا ہے ہذا واعدا کا
 خالی ہونا جماعت کے خالی ہونے سے زیادہ قریب
 ہے، اسی لئے فتاویٰ خیرہ میں کہا کہ جہت قبلہ کی تعیین

قلت المحاسن ۱۱۱۔
 غورہ فکر اس لئے جائز نہیں تاکہ طعن سے محفوظ رہا جائے کیونکہ یہ محراب مسلمانوں کی ان جماعتوں نے قائم کئے ہیں جو کواکب کی سمت اور دلائل کی معرفت رکھتی تھیں، تو چونکہ غیر و بھلائی اسی میں ہے لہذا ان محرابوں کی تفسیلید کی جائے (د ت)

اقول وہ ظہرات الحکمہ لا یختص
 بالمعاذ فانهم انما صوبوا فی الامم من بنا لا علم
 تلك لادلة لاجرم ان قال العلامة البرہندی
 فی شرح النقایۃ ان امورا قبلۃ انما یتحقق بقواعد
 الهندسة والحساب بان یعرف بعد مکتہ سمت
 خط الاستواء وعن طرف المغرب ثم بعد الہد
 المفروض کذلک ثم یقاس بکذلک القواعد
 لتتحقق سمت القبلة ونحن قد حققنا
 بتلك القواعد سمت قبلۃ ہرارة الی اخر ما ینافی
 ونقلہ الفضل فی حاشیئہ حقرا علیہ۔
 سمت یونہی ثابت کر چکے ہیں آخر تک جس کا بیان آیا گیا
 نقل کیا ہے۔ (د ت)

اور تا تو اکابر نے بھی فرمایا کہ جو مسجد ہر قوم سے بنی ہو اور اہل علم و عامۃ مسلمین اس میں بلا تفریق نمازیں پڑھتے رہے
 ہوں جیسا کہ عید گاہ مذکور کی نسبت سوال میں مسطور ہے اگر کوئی فلسفی اپنے اقوال و قیاسات کی رو سے اس میں شک
 ڈالو پاس اس کی طرف التفات نہ کیا جائے گا کہ صد ہا سال سے علماء و سائر مسلمین کو غلطی پر مان لینا نہایت سخت
 بات ہے، بلکہ تصریح فرماتے ہیں کہ ایسی قدیم محرابیں خود ہی دلیل قبلہ ہیں جن کے بعد تعمیری کرنے اور اپنا قیاس لگانے کی
 شرعاً اجازت نہیں، ایسی تشکیک بعض مدعیان ہیئت نے بعض محرابات نصب کردہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں
 بھی پیش کی حالانکہ بالیقین صحابہ کرام کا علم زائد تھا اس کے بعد فلسفی ادعا کا سستنا بھی ملال نہیں، ہاں تحقیق معلوم ہو

کہ فلاں محراب کسی جاہل نادانقت نے یونہی جزا قائم کر دی ہے تو البتہ اس پر اعتقاد نہ ہوگا۔ علامہ خیر الدین دہلوی استاد صاحب در مختار رحمہ اللہ تعالیٰ فتاویٰ خیر یہ میں فرماتے ہیں :

نحن على علم بان الصحابة رضي الله تعالى عنهم اعلّم من غيرهم فاذا اعلنا انهم وضعوا محرابا لاياس صومهم من هودونهم واذ اعلنا ان محرابا وضع من غيرهم فغير علم ولا نعتمة ، واذ اعلنا انهم شيئا وعلنا كثرة الساميين و توالب المصلييت حلق ضرور السنين حملنا بانظاهرو وهو الصحة :-

ہمیں یقین ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم دیگر تمام افراد امت سے زیادہ علم رکھتے تھے۔ بسبب میں یہ معلوم ہوا کہ یہ محراب صحابہ نے قائم کئے ہیں تو ان کے مقابل کسی دوسرے کی بات کو تسلیم نہیں کیا جاسکتا (لہذا اس محراب پر اعتقاد کیا جائے گا) اور جب ہمیں معلوم ہو جائے کہ صحابہ کے علاوہ کسی جاہل نادانقت نے یہ محراب بنائی ہے تو اس پر ہم اعتقاد نہیں کریں گے، اور اگر کسی محراب کے بارے میں میں کچھ معلومات نہ ہوں صرف اتنا جانتے ہوں کہ یہاں کئی سالوں سے کثیر راہ گیر اور نمازی مسلسل نماز پڑھ رہے ہیں تو ہم اسی ظاہر صورت پر عمل کریں گے (دریغی درست ہے۔ دت)

اسی میں ہے :

مدھب الحنفیة یصل بالمحارب المذکورۃ ولا یلتفت للطعن المذکورۃ۔

احناف کا مسلک یہی ہے کہ ان محارب مذکورہ پر عمل پیرا ہوں اور مخالفت کے طعن و اعتراض مذکور کی طرف توجہ نہ کی جائے۔ (دت)

اسی میں ہے :

نہایة الفتن المذکورۃ ان یطعن بالانحراف البسیر الذی لا یجاوز الحد المذکور وهو علی تقدیر صدقہ لا یمنع الجواز لہذا قال الشارح

قول فلی (ماہر فلکیات) مذکور کی نہایت یہ ہے کہ وہ اس تھوڑے انحراف کے ساتھ جو حد مذکور سے تجاوز نہ کرتا ہو طعن (اعتراض) کرنا جائز ہے اگر اس کا یہ قول سچا بھی ہوتا ہم جواز نماز کے منافی نہیں اس لئے شایع

الزبدی لا يجوز التحري مع المحاسن

امام زبیدی نے فرمایا محاسن کے جوہر سے اجتہاد اور
خود فکر کی ضرورت نہیں۔ (ت)

اُسی میں ہے :

الكلام في تحقيق ذلك (يعني الانحراف الكثير)
ولا يقد على وجه اليقين مع بعد ما خبسا
الميتاني حكم لا يحسن عند الفقهاء

تخلیہ میں ہے :

المحارب في حق المصلي قد صاها كعينة
الكعبة ولهذا لا يجوز للشخص ان يجتهد
في المحاسن فإياك ان تنظر الى ما يقال
ان قبلة اموي دمشق واكثر ما جدها
المبينة على سمت قبلة فيها بعض الاحرار
الاشك ان قبلة الاموي من حيث
المصحابة رضي الله تعالى عنهم ومن مصلي
مهم اليها وكذا من بعد هم المصلي
لوثق من فلكي لا يندري هل اصحاب امر
اخطأ بل ذلك يرجح خطأ دكل خير من
اتباع من سلف

لیکن کلام انحراف کثیر کی تحقیق کے بارے میں ہے اور یہ
بات بعد کی صورت میں باہر فلکیات کی رائے سے یقینی طور
پر حاصل نہیں ہو سکتی جیسا کہ فقہاء پر مخفی نہیں (ت)

نمازی کے لئے غراب میں کعبہ کی طرح ہے اسی لئے کسی
شخص کو رو انہیں کہ وہ محاسن میں اجتہاد یا طور و فکر کرے
اس بات سے تو دور (جو کہ جاتا ہے) کہ باجمعی اموی
دمشق اور اسکی اکثر دیگر مساجد اسکی سمت پر بنائی گئی ہیں
ان کی سمت قبلہ کچھ خوف ہے کہ کو کعبہ باجمعی اموی کے قبلہ
کا سن اس وقت سے نوا ہے جب صحابہ کرام رضی اللہ
تعالیٰ عنہم نے اس علاقہ کو فتح کیا تھا صحابہ کرام خود بھی اسی
دُرخ نماز ادا کرتے رہے اور ان سے بعد کے لوگ بھی اور
وہ حضرات اس فکری سے زیادہ عالم اور ثقہ تھے اس
فکری کے بارے میں ہمیں کیا معلوم کہ اس کی رائے درست
ہے یا غلط بلکہ اس کا حامل ہونا ہی رائج ہے اور تمام
خیر اسلاف کی اتباع میں ہے۔ (ت)

پھر علماء کے یہ ارشادات اس کے بارے میں تھے جو فحی بیات کا ماہر کمال عالم فی فضل ثقہ عادل ہو یہ
نئی روشنی والے نہ فقہ سے مس نہ ہیأت سے خبر اور دین و دیانت کا حال رہ گشتن تریاق کی بات کیا قابل انتہات ،

۱/۷

مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت

کتاب الصلوۃ

سہ فادی خیریت

۱/۹

• • •

•

• • •

سہ طبعہ الحللی شرح نیتہ المصلی

نہ ان شہروں کا قبلہ ایک پاسکتا ہے نہ مکہ بھر کی ایک سمت نظر اسکتا ہے مگر وہ نہیں جانتا کہ یہ دین تدقیق اوقات پر مبنی نہیں یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دین صحیح ہے واللہ اعلم بالصواب الفاضلین قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اِنَّا اُمَّةٌ اَوْفِیَّةٌ لَا نَکْتِبُ وَلَا نَحْشِبُ (تمام نویسی اللہ کے لئے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے) نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہم اتنی اُمت ہیں نہ لکھتے ہیں نہ گنتے ہیں نہ حساب رکھتے ہیں۔ (ت) فتاویٰ خانیہ میں ہے۔

جہۃ الکعبۃ تعرف بالدلیل والدلیل فی الامصار والنقری المحاسریب التي تصببتھا الصعابة والتابعون رضی اللہ تعالیٰ عنہم فحین فتحوا العراق جعلوا قبلۃ اہلہا بیت المشرق والمغرب لذلك قال ابو حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کانت بالعراق جعل المغرب عن یمینہ والمشرق عن یسارہ وهكذا قال محمد رحمہ اللہ تعالیٰ وانما قال ذلك لقول صریحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذا جعلت المغرب عن یمینک والمشرق عن یسارک فما بینہما قبلۃ لاھل العراق وحين فتح حراسان جعلوا قبلۃ اہلہا عابین مغرب الصیف ومغرب الشتاء فعینا اتبعہم وقت ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ انہ قال قبلۃ اھل السری اجعل الجندی علی منکبک عہ بضم الجیم وفتح الدال وتشدید الیاء ای جندی العراق اسم النجم الثاقب السابغ فی آخر النعش الصغری ۱۲ العلامة حامد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

جست کعبہ دلیل کے ذریعہ پہچانی جاسکتی ہے اور دلیل شہروں اور دیہاتوں میں وہ محراب ہیں جو صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم انجمن نے قائم کئے، صحابہ نے جب عراق کا علاقہ فتح کیا تو انہوں نے وہاں کے دو گوں کو مکہ مشرق و مغرب کے درمیان جست کعبہ مقرر کی اس لئے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا عراقی مغرب کو اپنی دائیں طرف اور مشرق کو اپنی بائیں طرف کر لے۔ اسی طرح امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول کی اتباع میں کہا ہے جس میں ہے کہ جب تم مغرب کو اپنی دائیں اور مشرق کو اپنی بائیں طرف کر لے تو ان کے درمیان اہل عراق کا قبلہ ہے۔ اور جب صحابہ نے خراسان فتح کیا تو وہاں کے مانعہ خاں کے لئے قبلہ موسم گرام کے مغرب اور موسم سرما کے مغرب کے درمیان قرار دیا۔ پس ہم پر ان کی اتباع لازم ہے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مروی ہے کہ انہوں نے اہل رے کے لئے قبلہ کا قیاس کرتے ہوئے جیم پریشیا وال پر بز یا ر مشدد کے ساتھ یعنی جہتی الفقد یہ اس ساترین ثاقب سابع کا نام ہے جو نقش صفری کے آخر میں ہے ۱۳ علامہ حامد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ت)

الایمن واختلف الشاشر رحمهم الله
 تعالى فيما سوى ذلك من الامصار ، قال
 بعضهم اذا جعلت بناات فمشرق المشرق
 على اذنك اليسرى يمينك وانحرقت قليلا
 الى شمالك فتلك القبلة ، وقال بعضهم
 اذا جعلت الجدي حلف اذنك اليسرى فتلك
 القبلة وعن عبد الله المبارك والى مطيع
 والى معاذ وسلم بن صالح وعفان ابن
 يوسف رحمهم الله تعالى
 انهم قالوا قبلت العقرب وعن
 بعضهم اذا كانت الشمس في برج الجوزاء ففي
 اخر وقت الظهر اذا استقبلت الشمس
 بوجهك فتلك القبلة وعن بعض
 الى جعفر رحمه الله تعالى انه قال اذا اقامت مستقبل
 المعارب فالنصر الواقع بسقوطه يكون بحدوث
 منكبت الايمن والنسب والاطا وسقوطه في وجهك بحدوث
 منكبت اليسرى فالقبلة ما بينهما ، قال قبله بخراحي
 على قبلت ، وعن القاضي الامام صدر الاسلام قال
 القبلة ما بين النسرین ، وعن الشيخ الامام ابی منصور
 الهاتري رحمه الله تعالى انظر الى مغرب الشمس في اطلال
 ايام السنة ثم في اقصر ايام السنة في اثنتي عشرة يمينك
 والثالث من يسارك فالقبلة عند ذلك ، وهذا
 الاقوال بعضها قريب من بعض اه محتمل

فرمایا ، جدی (ستاره) کو اپنے بائیں کانہ سے پر
 کرو۔ ان کے علاوہ دیگر شہوں کے پاس میں مشرق کو کام
 رحمہ اللہ تعالیٰ کا اختلاف ہے۔ بعض کا قول یہ ہے
 کہ جب بناات فمشرق مغربی کو اپنے دائیں کان پر رکھتے چمکے
 تھوڑا سا اپنے بائیں طرف پھر جاؤ یہی تمہارا قبلہ ہے۔ اور
 بعض کا قول یہ ہے کہ جدی (ستاره) کو جب اپنے بائیں کان
 کے نیچے کرے تو یہ تیرا قبلہ ہے اور حضرت عبداللہ بن مبارک
 ابو مطیع ، ابو معاذ ، سلم بن صالح اور علی بن یزید رحمہم اللہ تعالیٰ
 فرماتے ہیں کہ ہمارا قبلہ عقرب (ستارہ) ہے۔ اور بعض کا کہنا
 یہ ہے کہ سورج بروج جوزا میں ہو تو ظہر کے آخری وقت میں
 جب تو سورج کی طرف اپنے چہرے کو پھیرے تو یہی تمہارا
 قبلہ ہے۔ اور فقیر ابو جعفر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب
 توجہ معارب کے سامنے کی طرف کرو تو نسر واقع تمہارے
 دائیں کانہ سے کے برابر اور نسر طائر چہرے میں تمہاری
 دائیں کانہ کے مقابل ہو گا جو ان کے درمیان ہو وہ قبلہ
 ہے ، فرمایا اور بخارا کا قبلہ ہمارے ہی قبلہ پر ہے۔ اور
 امام قاضی صدر الاسلام کا قول ہے کہ قبلہ دونوں نسرین
 کے درمیان ہے۔ شیخ الاسلام ابو منصور ہاتری رحمہم اللہ
 تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ تم سال کے بڑے دنوں میں سورج کے
 مغرب کی طرف دیکھو اسی طرح سال کے چھوٹے دنوں
 میں دیکھو پھر اپنی دائیں جانب سے دو تہائی اور بائیں
 جانب سے ایک تہائی چھوڑ دو قرین سمت قبلہ ہے۔ یہ
 تمام اقوال ایک دوسرے کے قریب قریب ہیں حتمی قرار

معلق الذیہ وفتح القدر وعلیہ میں ہے ،

ولذا وضع العلماء قبلة بلد وبلدین وبلاد
على سمت واحد فجعلوا قبلة بخارى و
سمرقند وفسطاط وترمذ وبلخ وصر و
مرخس موضع الغریب اذا كانت الشمس
في آخر الميزان واول العقرب كما اقتضته
الدلائل الموصولة لمصرفة القبلة و
يخرجوا لكل بلد سمتا بقاء المقابلة والتوجه
في ذلك القدر ونحوها من المسافة .

ہشتے وعلیہ وجرہ ورواقہ غیر ہا میں ہے ،

الجُدی اذا جعله الواقف خلف الذیہ الیمنی
کان مستقبل القبلة ان کان بناحية الكوفة
وبغداد وحمادای وقرنین وحمادای و
جرجان ومارا وایلی وپراش ویجعله
من یمنه علی عاتقه الیمنی و من بالمرق
علی عاتقه الیمنی و بالیمن قبالة المستقبل
صا یلی جانبہ الیمنی و بالشام وادق .

فتاویٰ غیرہ میں ہے ،

وذكر بعضهم ان اقوى الادلة القطب فيجعله
من بالشام وراءه والرحلة و نابلس

اسی نے علما نے ایک شہر و دو شہر یکہ متعدد شہروں کا
قبلہ ایک ہی سمت مقرر کیا ہے مثلاً بخارا ، سمرقند ،
فسطاط ، ترمذ ، بلخ ، مرو ، خرخس کا قبلہ موضع غروب
(مستطرا من العقرب) قرار دیا جبکہ شمس آخر میزان
اور اول مقرب میں ہو جیسا کہ معرفت قبلہ کے لئے وضع کردہ
دلائل اسی کا تقاضا کرتے ہیں اور ہر شہر کے لئے الگ الگ
سمت مقرر نہ کی کیونکہ اس قدر اور اسی جیسی مسافت
میں مقابلہ اور توجہ الی الکعبہ باقی رہتی ہے ۔ (ت)

جب کھراہرنے والا جدی دقلم ستارہ کو پہنچے دائیں
کان کے پیچھے کر لے تو اب اس کے سامنے سمت قبلہ ہے
اردو کوفہ ، بغداد ، قرنین ، طبرستان ، جرجان اور
اس کے مقرب و جوار نہر شاتل تک کے علاقے میں
رہنے والا ہو (تمام علاقوں کا قبلہ یہی ہے) مگر میں رہنے
والا جدی (ستارہ قلم) اپنے بائیں کان سے پر کرے
عراقی دائیں کان سے پر کرے ، یعنی اپنے سامنے کی اس
جانب کرے جو بائیں جانب سے متصل ہے اور شامی
اپنے پیچھے کی طرف کر لے ۔ (ت)

بعض علما نے فرمایا کہ سب سے قوی دلیل قطب ستارہ
سے تو اہل شام اسے پشت کی طرف کریں ، رطل نابلس ،

و بیت المقدس من جملة الشام کد مشق
و حطب و جوز لکنل الاعتماد علی القطب
و جعله مختلفه و لا بد فی ذلک موت نوع
انحراف لاهل باحیة منها لکنه لا یضر
کما قرون ۱۱۱

بیت المقدس سب ملک شام کے حصے ہیں جیسا کہ دمشق
اور حلب اور ان کے بعض حضرات ان تمام کے لئے
قطب ستارے پر اعتماد کو جائز قرار دیا ہے جبکہ وہاں
کے رہنے والے اسے اپنے کچے کرستے لاکڑ اس صورت
میں یہاں سے ایک جانب رہنے والوں کیلئے کونہ کچھ

انحراف ضرور لازم آئے، لیکن یہ انحراف نقصان دہ نہیں جیسے کہ ہم اس کو بیان کر آئے۔ (ت)
اسی حکم کی بنا پر ہندوستان میں ستارہ قطب دابنے شانے پر لیا گیا ہے اور قدیم سے عام مساجد اسی
سمت پر نہیں کہ بین المغربین کا اوسط مغرب اعتدالی تھا اور اس کی طرف توہم میں قطب سیدھے ہی شانے پر ہوتا ہے
اور اُس کی پہچان آسان اور اُس میں انحراف بقدر (قدر سے انحراف) مضر نہیں و لہذا اسی پر تعامل ہوا یہ میان
بیات کچے کے عام علاقہ جندیہ شاید خاص محل گڑھ کا یہی قبضہ تحقیقی ہے حالانکہ وہ محض ناواقفی ہے۔ ہندوستان آٹھویں
عرض شمالی سے سیکسٹیس درجے تک آباد ہے اور طول شرقی چھیاسٹھ درجے سے پانچوئے تک۔ یہ بھی ہندوستان
کی خوش نصیبی ہے ۶۶ درجے اسم جلاوت اللہ کے اور ۹۲ نام پاک صاحب قند کے جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم۔ ہم نے اپنے رسالہ کشف العبد عن سمیت لنبی اللہ ص میں ہر ایک ہندو سیدھے
ثابت کیا ہے کہ شروع جنوبی ہند جزیرہ سرزمین و غیرہ سے تینیس درجے چونتیس دقیقے عرض تک جتنے بلاد ہیں جن
میں در اس ساقط جیسی، حیدر آباد کا علاقہ و غیر بلاد داخل ہیں، سب کا قبضہ فقط مغرب سے شمالی کو جھکا ہوا ہے
ستارہ قطب دابنے شانے سے سامنے کی جانب مائل ہو گا اور انیسویں درجہ عرض سے اخیر شمالی ہند تک
جس میں دہلی، بریلی، مراد آباد، میرٹھ، پنجاب، بلوچستان، کشمیر، قلات، پشاور، کشمیر و غیرہ داخل ہیں سب
کا قبضہ جنوب کو جھکا ہوا ہے، قطب سیدھے کندھے سے پخت کی طرف میلان کرے گا۔ دہلی کی نو سے یہ عام حکم
ساڑھے تینیس درجے سے ہوتا تھا مگر ۲۸ کے بعد سے ۳۴ تک عدم انحراف کسے جتنا طول در کا ہے ہندوستان
اُس طول و عرض پر آبادی نہیں ۲۳۔ ۳۳ سے ۴۸ تک جتنے بلاد کثیرہ ہیں اُن میں کسی کا قبضہ مغربی جنوبی، کسی کا خاص
فقطہ مغرب کی طرف، محل گڑھ اسی قسم دوم میں ہے جس کا قبضہ جنوب کو مائل ہے۔ ہم نے اُس رسالے میں عرض احوال سے

عن ہند سقط ۱۱۲ الفلاحة حامد و صاحب الفلاحة
یہاں کچھ عبارت ساقط ہو گئی ۱۲ اور عامہ شاعر اللہ تعالیٰ ت.

عرض الخ یا تک ایک ایک دقیقے کے واسطے سے ایک جدول دی ہے کہ اسے عرض چوب آٹا طول ہو تو قبلہ ٹھیکہ مغرب
امتدال کی طرف ہوگا اس کے ۱۰ خط سے واضح ہوتا ہے کہ ہندوستان میں کتنے شہروں کا تحقیقی قبلہ اس حکم مشہور کے مطابق
ہے بلکہ عام علم رائد اسی حکم و اصول پر ہے اور کچھ مفسر نہیں کہ حدود و شرع سے باہر نہیں، بالکل یہ ناواقف لوگ اگر سمت حقیقی
چاہتے ہیں تو محاذات قطب چاہنا باطل اور جہت پر قانع ہیں تو جہت اب بھی حاصل، ہر حال مسجد شہید کرنے کی فرضیت
باطل، اس میں نماز کی تحریمی کراہت باطل۔ غرض اس سبب معنی فوتے کی جہالت کہنا تک لگنے ہم اصل حکم شرع
جو توفیق اللہ تعالیٰ واضح کریں کہ عید گاہ مذکور ضرور حدود و شرعیہ کے اندر ہے اس کا بیان چند اقوال پر ہر وقت، فاقول
و صاتیق الا لاہ اللہ علیہ توکل و الیہ انیب (میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں اسی پر بھروسہ اور
اس کی طرف لوٹتا ہوں۔ ت۔)

افادہ اولیٰ: جہت قبلہ کی حد کیا ہے کہ جب اس سے باہر جہت سے باہر ہو اس بارے میں
مہارت علماء متعدد وجود پر پائی گئیں۔

اول جب مشارق مغارب نہ ہوں جہت نہ بدے گی فتح القدر و بحر الرائق وغیرہ و علماء و رد المحتار وغیرہ
کثیر میں یہاں اور نیز مسئلہ اقدار بالشافعی میں ہے۔

الانحراف المفسدان یجوز المشرق فی
المغرب و فی الخیر و بعد ما قد منا
عنه فی الایواء السابع و عند تحقیقنا بالخطا
فی الالغطاء و ہر فی اختلاف الجهة بحیث
یکون متجاوز المشرق الی المغرب۔

مفسدہ ۱۰: اگر ان جہت مشارق سے مغارب کی طرف متجاوز
ہو۔ اور فتاویٰ خیرہ میں اس گفتگو کے بعد جو پہلے یاد اسباب
میں بیان کر چکے، ہے۔ جب ہمیں خطا کا تحقیقی ثبوت
مل گیا تو یہ وہ اٹھ گیا یعنی کوئی اشکال نہ رہا، وہ یہ ہے کہ
جہت کبر قسٹ ہو جاتی ہے جب مشارق و مغارب سے
متجاوز ہوں (یعنی مشارق مغارب بدل جائیں)۔ (ت۔)

اور اس کی تائید انس حدیث سے ملتی کہ ترمذی و ابن ماجہ و حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ترمذی نے
کما حسن صحیح ہے حاکم نے کہا بشرط بخاری و مسلم صحیح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ۱۔ ہا بین المشرق
و المغرب قبلۃ مشرق و مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔ امام مالک و موطا اور ابو یوسف ابی شیبہ اور جہانزادہ مصنفات

۲۸۵/۱	مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب شروط الصلوۃ	سلطہ البحر الرائق
۹/۱	دار المعرفۃ بیروت	کتاب الصلوۃ	سلطہ فتاویٰ خیرہ
۴۶/۱	مطبوعہ امین کمپنی دہلی	باب ما جاء ان بین المشرق والمغرب قبلۃ	سلطہ جامع الترمذی

اور پہلی سنن اور ابوالباس احمد اپنے مجریدی میں راوی امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: **اصابین المشرق والمغرب قبلۃ** (مشرق و مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔ ت۔ جامع ترمذی میں یہ قول متعدد صحابہ کرام مثلاً امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ و حضرت عبداللہ بن عباس وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہونا بیان کیا اور کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اذا جعلت المغرب عن يمينك و المشرق عن يسارك فما بينهما قبلۃ اذا استقبلت القبلة۔
جب تو مغرب کو دائیں بائیں کرے اور مشرق کو بائیں پر تو ان دونوں کے اندر قبلہ ہے، اس وقت رو قبلہ بولیا۔

اقول عبارت مذکورہ ملا سے ظاہر ہے کہ جب تک منہ کرنے کے عوض میں نہ کرنا ہو کہ قبلہ مغرب کو ہے یہ مشرق کو منہ کرے یا بائیں، اس وقت تک استقبال فوت نہ ہوگا یہاں تک کہ اگر مغربی قبلہ والا جنوب یا شمال کو منہ کرے کھڑا ہو یعنی کعبہ معظمہ کو ٹیک دینی یا بائیں کرے پڑے تو جہت جنوب باقی رہی اور یہی ہر الفساد سے پہلو کرنے کو کوئی منہ کرنا نہ کہے گا یہ قولی و جہتی (پس اپنا چہرہ اقدس پھیرے۔ ت۔ کے عوض و لی جنبک) اپنا پہلو مبارک پھیرے۔ ت۔ رہے گا اور وہ بالاحاطہ مائل ہے، لہذا قول ظہیر یہ اذا ابتاحت او تياسرت جسونتہ (اگر دائیں یا بائیں ہو گیا تو جاتر ہے۔ ت۔) ماول کی طرف درختوں میں اشارہ فرمایا وہ اختار میں اس کی شرح کی، اولیس المراد منه ان يجعل الكعبة عن يمينه اولیٰ مرۃ اذا لا شك حیث نشأ فی خروجه عن البعۃ بالکلیۃ بل المراد الاستقال عن حین انکسۃ الی الیمین او یسارۃ ملخصاً۔

یعنی اس سے مراد یہ نہیں کہ وہ کعبہ دائیں یا بائیں کرے کیونکہ اس صورت میں وہ بلا شک جہت کعبہ سے نکل جائے گا بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ میں کعبہ سے دائیں یا بائیں طرف منتقل ہو جائے اور ملخصاً (ت۔)

اگرچہ یہ مراد نہیں ہو سکتی کہ اپنے یہاں کے نقاط اربعہ جہات اربعہ کے اعتبار سے اسی جگہ کے دو نصف کئے جائیں، قبلہ اگر وہاں سے جنوب یا شمال کو ہے (جیسے مدینہ طیبہ کہ اس کا قبلہ میزابِ رحمت ہے) تو جنوبی شمالی ان اگر مشرق یا مغرب کو ہے (جیسے ہندوستان میں کہ اس کا قبلہ بائیں کعبہ و مقام ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہے) تو مشرقی مغربی

سنن الکبریٰ	کتاب الصلوٰۃ	مطبوعہ دار ماوراء النہر	۲/۱۶
سنن جامع الترمذی	باب ما جاء ان بین المشرق والمغرب قبلۃ	مطبوعہ امین کمپنی دہلی	۱/۲۶
سنن رد المحتار	مبحث فی استقبال القبلة	مطبوعہ مصطفیٰ البابائی مصر	۱/۲۱۵
مکملہ	" " " " " "	" " " " " "	۱/۲۶۶

پھر جس نصف میں کعبہ ہے متصل اس میں کسی طرف منہ کر کے استقبال ہو جائے گا اور دوسرے نصف کی طرف منہ کیا تو بہت سے مکمل جاسکے گا یہ پتلے سے بھی زیادہ ظاہر بلبلات

استدبار قبلہ میں صحیح ٹھہرتی ہے۔ فرض کرو
نقطہ مغرب نقطہ مشرق سے تو باح
میں واقع تو متصل نقطہ ط کی طرف منہ کرے



مگر قطعاً اس کی پشت کعبہ کو ہے اور ح کی طرف استقبال کرے تو غماز نہ ہو کر نصف بدل گیا حالانکہ وہ قطعاً استقبال میں ہے بلکہ معنی یہ ہے کہ ایک خط مستقیم موضع متصل و محل کعبہ میں وصل کیا جائے اور دوسرا خط کہ اس پر عمود چوبانہ میں دائرہ فنی تک طایا جائے اس عمود سے جوائی کے دو نصف ہو۔ اسی میں قبلہ اس حصہ میں ہے جس کے ٹھیک وسط میں کعبہ ہے

پہلی صورت مفروضہ میں تصویر سمت یہ ہے
پر عمود قوس ح تک ط میں قبلہ سے
ایرا اول بنو زبائی ہے کہ ظاہر یہ نقطتین



خطی تک خط قبلہ تحقیقی اور ح ط اس
اس قدر سے وہ استمالے تو اٹھ گئے مگر
ح ط کے اندر اندر ساری قوس بہت ہے
منہ کرنا بھی یقیناً تیا من تیا سر ہے نہ
جا، اور تاویل و تعلیہ کی طرف متوجہ ہونے

کہ اس سے مراد صرف وہ حصہ قوس ہے جس کی طرف توجہ میں ہو اسے کعبہ سے کچھ بھی محاذات و مسامتت باقی ہے اگرچہ تقریباً تیرہ کہ جس نقطہ کو چاہو منہ کر لو۔ تحت الانی میں ہے،
قوله والی الغرافات المفسدات
یتجاوز العشارق الی المفسدات ، کذا نقلہ

فی فتح القدير و هو مشكل فان مقتضاه ان
الانحرافات اذا لم یوصله الی هذا القصد
لا یفسد الخ۔

حلیہ میں فرمایا،
مر قبلہ اهل المسترق المضرب عندنا
ش هذا فی الذخيرة (الانی ان قال) ثم

مر (تس) اہل مشرق کا قبلہ چارے نزدیک مغرب ہے
مش (شرح) یہ ذخیرہ میں ہے (آگے چل کر کہا) پھر
اس کا قول غداوی میں ہے کہ مقصد نماز وہ انحراف ہو
مشارق سے معارب کی طرف متوجہ ہو، فتح القدير
میں اسی طرح منقول ہے حالانکہ یہ صورت مشکل ہے
کیونکہ اس کا تقاضا یہ ہے کہ انحراف اس کو حسب
تک اس مقدار تک نہ پہنچائے وہ مقصد نماز نہ ہو گا اگر انحراف

الظاهر ان هذا التماثل يستقيم فيما اذا كان التوجه
من المشرق الى المغرب وبالعكس مساويا
لهواء الكعبة اما تحقيقا او تقريرا على
ما ذكرنا لا على اى وجه كان ذلك التوجه
من احدى الجهتين الى الاخرى فتنبية له
وكان لعل به ليعصوا به

ظاہر یہ ہے کہ اس صورت میں درست ہوگا جب توجہ
مشرق سے جانب مغرب یا بالعکس ہو اسے کعبہ کی
سمت حقیقتاً یا تقریباً ہائی رہے جیسے کہ ہم نے ذکر کیا یہ
نہیں کہ ہر صورت میں درست ہوگا یعنی جب دونوں
جہتوں میں سے ایک کی توجہ دوسری کی طرف ہو۔ یہ
اس کے لئے تنبیہ ہے اور گویا اس بات کا علم تھا اس لئے
انہوں نے وضاحت نہیں کی۔ (ت)

یوں ہی رد المحتار میں اسے مودل کیا گیا سیاق و للبعد الضعیف فیہ کلام مستعبر فہ ان شاء اللہ تعالیٰ
(جیسے کہ عنقریب آئیگا اور بعد ضعیف کو اس میں کلام ہے جس سے ان شاء اللہ تعالیٰ آگاہی ہوگی۔ ت)
دوم کہ عامر گتہ میں شہرت والیہ رکھا ہے کہ اتنا پھر سکتا ہے جس میں منہ یعنی وجہ کا کوئی حصہ مقابل
کعبہ معظمہ رہے وہ مسلح چیزوں میں مقابلہ خود سے انحراف سے زائل ہو جاتا ہے مگر قوس کا مقابلہ جسے انحراف کی چیز زائل
نہ ہوگا اور حق بل وطل لے انسان کا چہرہ مقوس بنایا ہے تو سب تک کوئی حصہ رخ متقل رہے گا استقبال یا الوجود حاصل
رہے گا اور قولہ دَجَّهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ مَحَرَّیْرُہٗ پنا چہرہ آقا جس مسجد حرام کی طرف پھیرو۔ (ت)
کا امثال ہو جائے گا۔

اقول اُس کی وجہ یہ ہے کہ سطح مستوی پر جتنے خط عمود ہوں گے سب کی سمت ایک ہوگی جب اُن میں
ایک مقابلہ سے طرف ہو اسب معرفت ہو گئے بخلاف قوس کر اُس کے ہر نقطہ کے خط کا اس پر نقطہ تماس سے جو عمود
قائم ہوگا بہت رکنے کا تو اُس کا مقابلہ زائل ہو اور دوسرے کا ہوگا اُس کا نہ رہا ہوگا ہوگا یہاں تک کہ قوس ختم ہو جائے
معراج الدرایہ وفتح القدر و زاد الفقیر وعلیہ و قنیہ و البحر الزاکی و فتاویٰ خیریہ و در مختار و رد المحتار و غیرہ میں ہے
وہذا لفظ الاخیار ثم اعلما نہ ذکر فی المعراج
عن شیخہ ان جہۃ الکعبۃ ہی الجبانہ
الذی اذا توجه الیہ الانسان یکون مساویا
للكعبۃ او هو انما تحقیقا او تقریرا و معنی
آخری کتاب کے الفاظ یہ ہیں، پھر جان لے کہ معراج الدرایہ
میں اپنے شیخ سے ذکر کیا ہے کہ جہت کعبہ سے مراد
وہ جانب ہے کہ انسان جب اس کی طرف توجہ کرے تو
انسان کا چہرہ کعبہ یا ہوا سے کعبہ کی جانب حقیقتاً یا

استقریب ان یکون منحرفاً عنها او عن هوائها
سالا تزول به المقابلة بالکلیة بان یبقی شیء
من سطح الوجه مسامتاً لها و لہوا تھا مقلداً
بائن لکھن میں ہے ،

لا یاس بالانحراف انحرافاً لا تزول به المقابلة
بالکلیة بان یبقی شیء من سطح الوجه
مسامتاً للکعبۃ
درمیں ہے ،

فیعلم منه انه لو انحراف عن العین انحرافاً
لا یزول به المقابلة بالکلیة جاز یؤیدہ
ما قال فی الظہیریۃ اذا تیا من وتیا سر یجوز
لان وجه الانسان مقوس فعند التیا من او
لتیا سر یکون احد جوانبه الى المقابلة

رد المحتار میں ہے ،

فعلوان ، لانحراف السیر لا یفرد وهو الذی
یبقی معه الوجه اوشی من جوانبه مسامتاً
لعین الکعبۃ اولہوائہ ہامت یخرج الخط
من الوجه اومنی بعض جوانبه ویمر علی
الکعبۃ او ہوا دھا مستقیماً ولا یلزم ان یکون
الخط الحار ج علی استقامة خاص جاست

تقریباً باقی رہے قریب کا معنی یہ ہے کہ کعبہ یا ہوائے
کعبہ سے تھوڑا منحرف ہو جس سے بالکلیہ مقابلہ رال نہ ہو ،
بایں طرہ کہ چہرہ کی سطح کعبہ یا ہوائے کعبہ کی سمت باقی ہے مطلقاً

ایسے انحراف میں کوئی عرج نہیں جس سے تقابل بالکلیہ
ختم نہ ہو بایں طرہ کہ پہلے چہرہ کا کچھ حصہ کعبہ کی جانب
باقی رہے ۔ (ت)

قراس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ عین کعبہ سے اتنا تھوڑا
منحرف ہو جس سے بالکلیہ مقابلہ ختم نہ ہوتا ہو تو نماز
جائز ہو ، ظہیر یہ گایہ قول بھی اس کی تائید کرتا ہے ، جب
انسان قیام میں قیاس سر ہو گیا تو نماز ٹھیک ہے کیونکہ انسان کا
پہرہ کس کی طرف گرا ہے تھوڑا سا دائیں بائیں جھٹنے
سے اس کی کوئی ایک جانب قبلہ رخ باقی رہے گی (ت)

قراس سے معلوم ہوا کہ تھوڑا انحراف نقصان دہ نہیں
وہ تھوڑا انحراف یہ ہے کہ چہرہ یا چہرہ کی کوئی ایک
جانب عین کعبہ یا ہوائے کعبہ کے مقابل باقی رہے
بایں طرہ کہ چہرہ یا اس کی کسی ایک جانب سے
نکلے والا خط کعبہ یا ہوائے کعبہ کی طرف مستقیم (سیدھا)
ہو کر گزرے یہ ضروری نہیں کہ نکلنے والا خط سیدھا

۲۸۴/۱

مطبوعہ مجتہائی دہلی

۱۳۰/۱

مطبوعہ کتبہ قاموس ایران

۴۰/۱

مطبع احمد کابل الکائنہ فی دار السعادت بیروت

بحث فی استقبال القبلة

باب شروط الصلوة

باب شروط الصلوة

رد المحتار

مکمل جامع الرموز

مکمل الدرر الحکم شرع غرر الاحکام

جبهة المعول بل مهاومن جوانبها كما دلی
عنه قول الدرر من جبین المعول فان
الجبین طرف الجبهة وهما جبینان وعلم
ما قرینا به يحمل ما فی الفتح والبحر عن
القادی من ان الانحراف المصدان یجاوز
المشارق الى المضاربین

نماری کی پیشانی سے خارج ہو کر پیشانی یا پیشانی کے کسی
ایک حصہ سے خارج ہو جائیے کہ اس پر قدر کے یہ
ان کا مال ہیں، وہ خط نمازی کے جبین سے خارج ہو
کیونکہ جبین پیشانی کی ایک طرف کو کہتے ہیں اور اس
کے دونوں طرف دو جبین ہوتے۔ یہ جو ہم نے گفتگو
کی ہے اسی پر اس کو محمول کیا جائے جو فتح اعتدیل

اور بحر باقی میں قادی سے منقول ہے، یعنی مقصد نماز وہ انحراف ہے جس سے مشارق مضارب بدل جائیں (ت)
اقول وبالله التوفیق (میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں۔ ت) تمام کتب مذکورہ میں شیخ من
سطح الوجه (سطح چہرہ کا کچھ حصہ۔ ت) کا لفظ ہے اور ہمارے مذہب میں ایک کان سے دوسرے تک
سب سطح وجہ ہے و لہذا ما بین العذار والاذن (رخسار اور کان کا درمیانی حصہ۔ ت) کا دھونا بھی وضو میں فرض
ہو اور قطعاً معلوم ہے کہ جب کوئی کسی نقطہ افق کی محاذات پر کھڑا ہو تو اس کی سطح وجہ کی محاذات نصف ارض افق
کو گھیرے گی تو ربع دور تک پھر ناروا ہو گا اور ٹھیک جنوب یا شمال کو منہ کرنے سے مستقبل کعبہ قرار پائے گا کہ کان کے
متصل جو سطح وجہ یعنی کھنٹی کا حصہ ہے مروی قادی کعبہ ہے مالا کز وہ بہ بنیامین یا قیام سر نہ کہ مستقبل تو اس
قول کے ظاہر یہ بھی وہی استبعاد شد یہ لازم جو جہات اولیٰ پر تھا اور علیہ رد الحار کے دل کراش دم کے متناویں کرنا
جیث قال فی الحلیۃ او تقریباً علی ما ذکرنا ہ
وما ذکرہ ہذا القول الثانی من بقاء شی من
سطح الوجه متناوئاً سمعت انفا قول
الشاہی۔

جہاں علیہ میں کہا یا وہ تقریباً محاذی بھیجیے کہ ہم ذکر
کر آئے اور جو انہوں نے ذکر کیا وہ قول ثانی ہی ہے کہ
سطح وجہ کا کوئی حصہ سمت کعبہ میں باقی رہے۔ اور شاہی
کا قول ابھی آپ نے سنا۔ (ت)

اصل تافخ نہ ہو کہ یہ کلام بھی اپنے ظاہر پر اتنا ہی وسیع ہے جتنا قول اول تھا اور یہ زہار نہ قابل اعتبار نہ مراد واصل ہو
کا سر اور، مثلاً جہاں کعبہ خاص سمت قبلہ مغرب ہو اگر کوئی شخص ٹھیک نقطہ جنوب و شمال کو منہ کرے یا نہ کسی بلکہ دونوں
درجے مغرب کو پھر اسی مانے کہ مسافات بعیدہ میں اتنا انحراف فرق محسوس نہیں دیتا تو یقیناً یہی کہا جائے گا کہ اس
کا منہ جنوب یا شمال کو ہے نہ کہ کعبہ معککہ کو، حالانکہ اس کی سطح کی وجہ سے بعض قریب بلاشبہ مسامتہ کعبہ ہے
نعم سنایت الفاضل عبد الحلیم السروی ص ۵۵

ہاں میں نے دو بحثائی کے ظہار میں سے عبد الحلیم السروی

علماء الدولة العثمانية ذكر في حاشيته على
البدور تقييد عبارة بها حيث قال قوله
يكون احد جوانبه الى القبلة لا يريد به شوال
الطرف الاخر عن المقابلة بالكلية كما ظني
بل المراد مقابلة طرف بكنه مقابلة ثني من
سطح الاخر مما كما هو المفهوم من
المنية اذ اقول لم يذكر عبارة المنية
حتى ينظر فيها وهو مذهب مخالفتها لظاهر
البدور لا يلائمه فهو عامة التكميل
المذكورة من الاجتزاء ببقاء ثني من
سطح الوجه مسامت فانه مبرر
في هذه الحاجة الى مسامتة
ما في الباقي اصلا بل اقول
لعل ان امنت النظر لم تنس
موجب الصحة فانت المسامتة
لا بد لها من مقابلة حقيقية
في الحقيقة لوسط الجبهة و
في التفسيرية ثني من الاطراف
اصلا فان مقابلة الحقيقة اصلا
فلا مسامتة فلا استقبال فلا صلوة والمقابلة
انما تكون بانفعال الخط قواشرا لا تنوع
لجرح ان سطح ايقابل مبرح يواجه
انما فلا مسامتة من عدم الاتصال على قواشرا

کو دیکھا جنہوں نے درپر اپنے حاشیہ میں ان کی عبارت کو
مقید ذکر کیا ان کی عبارت یہ ہے قولہ یکون احد
جوانبه الى القبلة (کوئی ایک قبلہ کی طرف ہو) اس سے
ان کی مراد یہ نہیں کہ دوسری جانب بالکل مسامت قبلہ
ختم ہو جائے جیسا کہ گمان کیا گیا ہے بلکہ اس سے مراد
یہ ہے کہ ایک طرف کثرت محاذی ہو اور دوسری کی سطح
کا کچھ مسامت ہے جیسا کہ متبع سے ہی مفہوم ہوا ہے اہ
اقول (میں کہتا ہوں) انہوں نے متبع کی عبارت ذکر نہیں
کی تاکہ اس پر غور کیا جاسکے اور ان کا یہ قول ظاہر و در کے
مخالفت ہے اور اس سے نہایت بھی نہیں کہ عبارت
مذکورہ کے تصور کا بھی خلاف ہے کیونکہ کتب مذکورہ نے سطح و جرح
کسی حق کے سمت قلم میں ہونے کو کافی قرار دیا ہے
یہ بات کی مرمت ہے کہ باقی مقدمہ کا مسامت و
محاذی ہونا قطعاً ضروری نہیں بل اقول (بلکہ میں
کہتا ہوں) اگر تو غور و فکر کرے تو اس قوں کو صحیح
نہیں پاسے گا کیونکہ مسامت حقیقی کے لئے حقیقتاً
وسط پیشانی کا مقابل ہونا ضروری ہے اور مسامت
تقریبی کے لئے چہرے کی کسی ایک طرف کا مقابل ہونا کافی
ہے پس جب مقابل حقیقی اصلاً ختم ہوگی تو اب نہ مسامت
دری نہ استقبال قبلہ رہا نہ نماز درست ہوگی اور مقابلہ
قائمی پر خط کے اتصال سے بنتا ہے آپ نہیں دیکھتے
[جرح] میں کہ سطح اتصال ہے بلکہ اوج و کمرہ [جرح]
لیکن یہ بات اس کے قائل پر عدم اتصال کی وجہ سے ہے

بَئْرٌ وَهُوَ لَا يَكُونُ لِمَقْوَسٍ قَطُّ مَعَ مِسْطَحٍ
الْأَمِنْ نَقْطَةً وَاحِدَةً تَحْقِيقًا وَبَعْضُ نَقَاطٍ
مَجَاوِرَةٌ أُخْرَى تَقْرِبًا۔

فَأَوَّلًا لَا امْكَانَ لِمُقَابِلَةِ طَرَفٍ بِكَوْنِهِ
الْأَلْفِ نَحْوًا۔

وَتَانِيًا إِذَا تَقَابَلَ طَرَفٌ مِنْ قَوْسٍ
مِسْطَحًا اسْتَحَالَ أَنْ يُقَابِلَهُ شَيْءٌ مِنْ طَرَفِهَا
الْأُخْرَى لِمَا قَدْ صَدَّقَ أَنَّ الْأَعْمَدَةَ الْخَامِسَةَ
مِنْ مِمَّا سَمَّاهُ الْقَوْسَ لَا يَكُونُ اثْنَانِ
مِنْهَا فِي جِهَةٍ وَاحِدَةٍ قَطُّ لَمْ تَعْلَمْ
أَنَّ تِلْكَ الْأَعْمَدَةَ مَكْشُورَةٌ فِي الْخَطِ
الْخَامِسَةِ مِنَ الْمَرَكِّزِ إِلَى نَقَاطِ الْقَوْسِ
أَوْ مِنْ سَمَوْتِهَا وَكُلُّهَا تَتَقَرَّبُ إِلَى الْمَرَكِّزِ
فَإِنْ أَقْبَلَ اثْنَانِ مِنْهَا يَتَقَرَّبُ بَيْنَهُمَا كَالْكَعْبَةِ أَوْ
الْخَطِ الْمَسْرُومِ بِهَا مَرَضًا إِلَى الْإِفْقِ وَاحِدًا
كُلٌّ عَلَيْهِ قَائِمَتَيْنِ وَوَحِدَتَانِ بَيْنَهُمَا اجْتِمَاعُ فِي
مِثْلَتِ قَائِمَتَانِ وَهُوَ مُحَالٌ
فَتَبَيَّنَ۔

مساحت نہیں ہے اور یہ بات مسطح کے ہوتے ہوئے
مقوس میں قطعاً نہیں ہوگی مگر نقطہ واحد سے
تحقیقاً اور بعض دوسرے نقاط متصلہ سے تقریباً۔
پس اولاً قویہ ہے کہ ایک طرف کا مقابلہ کسی
پر ممکن ہی نہیں البتہ مجازاً ہو سکتا ہے۔

دو تانیاً جب ایک طرف قوس مسطح کے
مقابل ہو تو اس کی دوسری طرف کے کسی نقطے کا اس
کے مقابل ہونا محال ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے
کہ مساحت قوس جو کچھ دلتے خارجی نمود ہیں ان میں
سے نقطہ دو جہت واحد کی طرف متصل نہ ہوں گے،
آپ کو یہ معلوم نہیں کہ وہ تمام کے تمام نمود مرکبے نقطہ
قوس کی طرف یا ان کی سمتوں پر کھینچنے والے خطوط ہی ہیں اور
تمام کے تمام در پر مل رہے ہیں ان میں سے اگر دو
مقابل کے ساتھ متصل ہو جائیں جیسے کعبہ یا وہ خط
جو کعبہ کے ساتھ عرضاً افقی کی طرف گزرتا ہے اور
ہر ایک اس پر دو قلعے پیدا کر دے اور ہم ان کے
درمیان اتصال کر دیں تو ایک مثلث میں دو قلعوں کا
اجتماع لازم آئے گا جو کہ محال ہے پس تدبیر کرو۔

سوم وسط اس مقابل ہر دو چشم سے ایک زاویہ بناتے آنکھوں پر گزرتے دو خط نکلیں یہ جہاں تک
پہلیں کعبہ جب تک ان کے اندر رہے جہت باقی رہے اور دونوں سے باہر واقع ہو تو نہیں۔ یہ امام تہجد الاسلام
غزالی قدس سرہ العالی پھر علامہ نقاشانی نے شرح کثافت پھر علامہ مولیٰ خسرو نے درر میں افادہ فرمایا ان دونوں
نے اُس زاویہ کی مقدار بتائی جو وسط سر میں اتھائے خطیں سے بنے گا اور امام تہجد الاسلام نے تصریح فرمائی
کہ قائم ہو، درر میں اصابت جہت کی ایک وجہ بیان کر کے فرمایا،

یا ہم کہتے ہیں جہت قبلہ یہ ہے کہ کعبہ واقع ہو درمیان
ان دو خطوں کے جو وسط رأس (دماغ) میں ملتے ہوئے

اونقول ہوا ان تقع الکعبۃ فیما بین
خطین ینتقیان قلب الدماغ

القائمة۔

اقول وبما قدرت اظهر قلت

ما قال القاضى الحليمى افندي
في حاشيته الدرر المنيرة حاصله ان
تقع الكعبية بين خطين يخرجان
من العينين وان كانت احد
الخطين طويلا كما هو المشاهد
عند ابحران التوجه الى فان الخطين
يمتدان الى الافق فلا مبالغ فيه
لطول وقصر ولذا الى ان قطعها على
حد وانما انظر الى العماء الحاصل
بينهما ان تقع الكعبية
فيه .

پیدا ہون اسی وجہ سے قائمہ بطور مفرد ذکر کیا۔

اقول (میں کہتا ہوں) ہماری اس تقریر
سے وہ اضطراب اور چسپیدگی بھی ظاہر ہو گئی جو کہ
فاضل علیؒ نے اپنی حاشیہ درر میں پیدا
کی ہے انہوں نے کہا اس کا حاصل یہ ہے کہ کعبہ
ایسے دو خطوں کے درمیان واقع ہو جو دونوں آنکھوں
سے نکلے ہوں اگرچہ ان دو خطوں میں ایک طویل ہو
جیسا کہ انحراف توجہ کے وقت مشاہدہ میں آتا ہے۔
کیونکہ دونوں خط جب افق کی طرف تمتد ہوتے ہیں
تو ہاں نہ طول و قصر رہتا ہے اور نہ ہی کسی حد پر
دونوں کے قطع کا کوئی دائمی مقام ہے اس صورت میں
ان دونوں کے درمیان حاصل ہونے والی فضا
میں خط اس طرح ہوتا ہے گویا کعبہ اسی فضا میں
واقع ہے۔ (ت)

اقول اس قول پر یہ خط جو وسط دماغ محاذی حنین سے زاویہ قائمہ بنتے نکلے ان کے اندر
کعبہ کسی طرح واقع ہونا مطلقاً محض جہت کہ کافی ہے اگرچہ ایک خط کعبہ سے ظاہر اگر سے اب اگر یہاں پر معنی
لئے جائیں کہ یہ دونوں خط جہاں تک پھیلیں ان کے اندر اندر جو کچھ ہے جہت کعبہ ہے اس کی طرف توجہ توجہ جہت کعبہ
ہے جیسا کہ اخبار ایام حجۃ الاسلام سے نقل کیا گیا ولما اسما فیہ ولا فی شرحہ اتعاف السادة فی کتاب اسرار
الصلاة (حالہ نکیرات مجھے اخبار العلم اور اس کی شرح اتکاف السادة کی کتاب اسرار الصلاة میں نہیں ملی تھی)
کہ ان دونوں خطوں کا بیان کر کے فرمایا فماتقع بین الخطین الخامس جین من العینین فہو داخل فی
الجهة (پس جو دونوں آنکھوں سے نکلے والے خطوط کے درمیان واقع ہو گا وہ جہت قبلہ میں داخل ہے۔ ت)
تو اس تقدیر پر یہ قول بھی مثل دو قولی پیش آتی ہی وسعت بعیدہ رکھے گا کہ جب زاویہ قائمہ ہے اور اس کے

ایک خط سے کعبہ متصل ہو سکتا ہے تو دونوں طرف تقریباً نو سو درجے انحراف جائز ہو گا اور وہی ایک خفیف ناقابل احساس مقدار کم ایک سو اسی درجے تک جہت پھیل گئی اور وہی مخالفت نفس و اجماع ۵۵ زم آئی یہ ۵۵ جرم مراد ہے کہ وقت نماز جب تک کعبہ معظمہ ان دونوں خطوں کے اندر ہے وہاں تک انحراف میں جہت باقی ہے تو یہ نہ ہو گا مگر عین کعبہ سے دونوں طرف ۴۵ - ۴۵ درجے انحراف تک کہ ٹیکہ جہت توجہ کا خط اس زاویہ قائمہ کی تنصیف کرتا ہے تو اگر نصف قائمہ سے زیادہ انحراف ہوا کعبہ دونوں خطوں سے باہر ہو جائے گا کھلا یا مخفی (جیسا کہ خط ۵۵ ہے۔ ت) بالجملة حاصل یہ کہ آدمی ٹیکہ محاذی کعبہ کھڑا ہو اُس وقت جو یہ خط طویل کر پھیلے اُن کے اندر اندر دونوں طرف کو انحراف روا ہے اب یہ عبارت آئندہ نجم کی طرف راجع ہو جائے گا اور طریق میں سینا ۱۵۵۰ سنیا ۱۵۰۰ درجے تک انحراف جائز ہو گا اور یہ صاف صحیح ہے بخار ہے۔

چهارم کہ نہایت تحقیق طلب ہے۔

دوسرے میں کہا ہے کہ کعبہ کی جہت یہ ہے کہ نمازی کی جبین سے نکلنے والا خط کعبہ پر سے گزرنے والے خط سے سیدھا اس طرح ملے کہ اس سے دو زاویہ قائمہ حاصل ہوں گے اور یہ پہلی وجہ ہے اور اس کے محل میں اختلاف ہے علامہ شامی نے رد المحتار میں اس کو حقیقی صحت پر محمول کیا ہے، جہاں اس نے اولاً معراج کے حوالے سے ان کے شیخ سے ذکر کیا ہے کہ تحقیق کاغذی یہ ہے کہ نماز کے کعبہ کی طرف زاویہ قائمہ پر سیدھا خط اُٹتی کی طرف فرض کیا جائے تو وہ خط کعبہ یا ہوائے کعبہ پر سے گزرنے پر ملامہ شامی نے رد المحتار کلام نقل کرتے ہوئے کہا کہ ”در کا قول علی استقامة“ کا تعلق اس کے قول ”یصل“ سے متعلق ہے اس لئے کہ اگر وہ خط ٹیڑھا ہو کر کعبہ کو ملے تو پھر ”قائمین“ (دو قائمے) حاصل نہ ہوں گے بلکہ ان میں سے ایک عادیہ اور دوسرا منفرد ہو گا

قال في الدرر جہتہا ان یصل الی خط الخارج من جبین المصلی الی الخط الخارج بالکعبۃ عن استقامة یحدث یہحصل قائمتان و ہذا ہوا الوجه الاول واختلف الاطراف محله فی حملہ العلامة الشافعی مراد المحتار علی بیان المسامۃ الحقیقیۃ حیث ذکر اولاً عن المعراج عن شیخہ ان معنی التحقيق انہ لو فرض خط من تلقاء وجہہ علی زاویۃ قائمۃ الی الافق یکون صارا علی الکعبۃ و ہو نہا اذ ثل نقل کلام الدرثم قال قولہ فی الدرر علی استقامة متعلق بقولہ یحصل لانہ لو وصل الیہ معوجا لم تحصل قائمتان بل تكون احدہما حاقۃ والاخری منہرجۃ کما سینا قسم انت الطریقۃ

۱/۲۰۱ احمد کامل النکاتہ والاحادیث

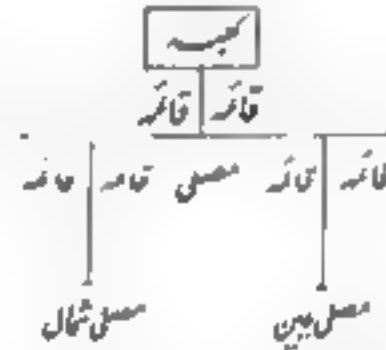
۲۸۶/۱

مطبوعہ مستجابی دہلی

ملہ الدرر الحکم شرح غرر الاحکام
ملہ رد المحتار
مبحث فی استقبال القبلة

التب في المعراج هي الطريقة
الاولى التب في الدور الا انه
في المعراج جعل المحط الشاف
ما را على المصلى على ما هو
المتبادر من عبارته وفي الدور
جمله ما را على الكعبة ثم
صور الذي في المعراج
هكذا،

ثم صور الذي في المعراج هكذا
(معراج والی صورت)

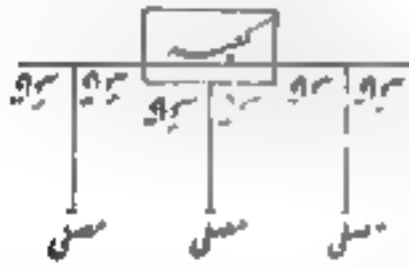


قلت وقد يؤيد هذا الحمل ان
اصل الكلام ما مر حجة الاسلام وهو
كما في شرح النقاية هكذا المعنى المتوجه
الى عين الكعبة هو ان يقف المصلی بحيث
لا يخرج خط مستقيم من عينه بحيث
يتساوى بعدة عن لعینین الی جدار الكعبة
تتحصل من جانبیه مساویتان متساویتان

له رد المحتار
مبحث فی استقبال القبلة
مکملہ شرح النقاية للبرجندی
باب شروط الصلوة

جیسے ہم بیان کر آئے، پھر معراج والا طریقہ پر در میں
ذکر کردہ پہلا ہی طریقہ ہے، مگر اتنا فرق ہے کہ معراج میں
دوسرے خط کو غازی پر سے گزرنے والا قرار دیا ہے
جیسا کہ اس کی عبارت سے سمجھا جا رہا ہے۔ اور دور
میں اس کو کعبہ پر سے گزرنے والا قرار دیا ہے۔
اس کے بعد علامہ شامی نے دونوں کے فرق کو واضح
کرتے ہوئے، ایک معراج والی اور دوسری دور والی
تصویر بنائی، (دیکھو)

و الذي في الدور من الوجه الاول هكذا
(دور کی پہلی وجہ والی صورت)



میں کتابوں علامہ شامی کے اس حقیقی سمت پر عمل کی تائید
یوں ہوتی ہے کہ امام محمد الاسلام کی اصل کلام جو کہ
شرح النقاية میں ہے یوں ہے کہ عین کعبہ کی طرف توجہ
کا معنی یہ ہے کہ غازی یوں کھڑا ہو کہ اگر اس کی دونوں گھٹوں
ایک سیدھا خط اس طرح نکالے کہ جس کا بعد دونوں گھٹوں
وہ برابر کی شکل میں طرح متساوی ہو کہ غازی کی دونوں سیدھا متساوی آؤں
بن جائیں اور اس کے بعد انہوں نے جہت کعبہ کی

۲۸۷/۱
مطبوعہ عثمانی دہلی
مطبوعہ فنی نو کشور لکھنؤ

ثم ذكر معنى التوجه الى الجهة بما قد منا
في القول الثالث -

اقول اولاً لكي يلزم العلامة
المعنى بهذا العمل حمل الجبين في
عبارة الدرر على الجهة ولا غرو في
تأخر العروس عن شيعته قد ورد الجبين
بمعنى الجهة لعلاقة المجاورة في قول
زهير كما هو جوابه في شرح
ديوانه ثم ذكر شعراً مثله للمتنبي
لكن العلامة المعنى من جهة الله
تعالى قد استدل بوقوع لفظ الجبين
في عبارة الدرر على انه لا يلزم
خروج الخط من وسط الحصة
فان الجبين طرفها وهما
جبينان كما تقدم فيكون هذا
مناقضاً لذلك -

واقول ثانياً ان ادنى التصويرين
مصلين عن يمين وشمال غير
محاذايين للجداد السدي بائنا
المعنى الوسطاني واقام احمدتهما في
التصوير الاول على المثل بدل ذلك المعنى عرضاً

طرف توبه كالمعنى ذكر كما هو بجم قول ثالث
في ذكر كآسے ہیں۔

اقول (میں کہتا ہوں) اولاً لیکن علامہ
عظمیٰ کے اس عمل میں دوسری عبارت میں جبین کو الجبهة
دریشائی کے معنی میں لینا لازم آئے گا اور اس میں کوئی مضائقہ
نہیں کیونکہ تاج العروس والے نے اپنے شیخ کے حوالے
سے کہا ہے کہ جبین دریشائی کے معنی میں استعمال ہوتا
ہے کیونکہ ان دونوں میں قریب کا تعلق ہے نہیر کے قول
میں یہ استعمال پایا گیا ہے جیسا کہ زہیر کے دیوان کے
شاعرین نے تصریح کی ہے پھر ایسا ہی ایک شعر
مثنوی کا انھوں نے ذکر کیا لیکن علامہ عظمیٰ نے دوسری
جہات میں جبین کا حقیقی معنی مراد لیتے ہوئے اس سے
یہ استدلال کیا ہے کہ لفظ جبین سے ثابت ہوتا ہے یہ
ضروری نہیں کہ خط نمازی کی دریشائی کے وسط سے نکلے
کیونکہ جبین دریشائی کی ایک طرف کہتے ہیں اور اس
کے دونوں طرف جبین ہیں جیسا کہ پہلے ذکر کیا ہے
لہذا علامہ کی یہ استدلال والی عبارت جبین کو دریشائی کے
معنی میں لینے والی عبارت کے مناقض ہے۔

اقول، ثانیاً مذکورہ دونوں تصویروں
میں کعبہ کی دیوار کے متوازی درمیانے نمازی کے ایں اور
بائیں مزید دو نمازی رکے گئے ہیں جو اس دیوار کعبہ کے
متوازی نہیں ہیں اور پہلی تصویر میں ان دونوں نمازیوں کے
خط کو درمیانے نمازی پر سے عرض میں گزارنے والے خط

ولا شك انهما لا ينتهيان الى الكعبة
بل يتزوران عنهما ذات اليمين وذات
الشمال كما هو دور انما كانت شروط
المعراج امت يصح الخط بالكعبة ، و
في التصوير انما اقامهما على الخط السار
في امتداد الكعبة غير واقعيت على
نفس البيت بل مستزاورين عنهما كما
مرورهم السار خطا يصح على الكعبة
ممتد اعين جنبها الى الافق انما
اساد خطا مقتصر اهلها ليقع مرور
خط الجنبين على نفس الكعبة كما في المعراج
والا كيف تكون مسامحة حقيقية مع كون
المعصلي بمحض عن محاذاتها فهاذا
المعصلي لا يمدخل لهما في تصوير
الحقيقية وكما به رحمه الله تعالى اراد
ان يريد مع تصوير الحقيقية تصوير
التقرية وقد كان سهلا علينا ان نفرض
المعصين المرادين مختلفين بعدة فليس
يحديث لا نزول المقابلة لكه رحمه الله
تعالى سبق الى خاطره امت
الشروط في التقرية امت يقف المعصلي
على ذلك الخط السار عرضا بالمعصلي
الموسطا او نقول يقوم بحد ذلك
الخط العرضي السار في امتداد الكعبة
بحيث يكون خط جهة صعود اعلى

پر ملایا جبکہ حقیقتاً یہ دونوں خطوط کعبہ کے متوازی نہیں ہوتے
بلکہ کعبہ سے دائیں اور بائیں گرتے ہیں جیسا کہ تصویر سے
واضح ہے حالانکہ یہ تصویر معراج والی ہے جبکہ معراج
میں خط کا کعبہ پر واقع ہونا شرط قرار دیا گیا ہے، اور
دوسری تصویر میں ان دونوں نمازیوں کے خطوط کو کعبہ پر
گزرنے والے خط سے ملایا جو عین کعبہ پر نہیں بلکہ کعبہ سے
دائیں اور بائیں گزرتے ہیں جیسا کہ گزرا حالانکہ دوسرے
کعبہ سے گزیرا اس کے دونوں جانب سے اُفقی کی طرف
نکل جانے والے خط کو ذکر نہیں کیا اس نے صرف وہ
خط مراد لیا ہے جو کعبہ پر ختم ہوتا کہ نمازی کی جبین سے نکلنے والے
خط کا گزرنے کعبہ پر واقع ہو جیسا کہ معراج میں ہے، ورنہ
نمازی کے متوازی نہ ہونے کے باوجود حقیقی سمت کیسے
ہو سکتی ہے، پس معلوم ہوا کہ دائیں اور بائیں جانب
والے دونوں نمازیوں کا حقیقی سمت کی تصویر میں کوئی دخل
نہیں، اس نے معلوم ہوتا ہے کہ گو یا محضی رحمہ اللہ تعالیٰ
نے سمت حقیقی کے ساتھ ساتھ قریبی سمت کی تصویر بھی
زائد بنائی ہے، (قریبی سمت بنانے کے لئے) ہمیں یہ
کہہ دینا آسان تھا کہ حقیقی سمت والے نمازی کے علاوہ
ہم وہ نمازی اس سے چند فرسخ کے فاصلہ پر اس طرح
قرض کر لیں کہ کعبہ سے ان کا تقابل زائل نہ ہو۔ لیکن اللہ
تعالیٰ ان پر رحم کرے محضی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دل میں یہ بات
آئی کہ قریبی سمت کے لئے یہ شرط ہے کہ درمیانے
حقیقی سمت والے نمازی پر عرض میں گزرنے والے
خط پر کوئی نمازی کھڑا ہو یا یوں کہیں کہ کعبہ پر سے
گزرنے والے عرضی خط کے متوازی یوں کھڑا ہو کہ اس کی

بعد هما في التصوير عليهما جميعا
 في التقدير وبعد تحقق هذا الشرط
 لا تقديروا بمسافة فليحفظا جهتهما
 وينتقلا ما بين الهمما فاذا يكون
 الخط القاسم عليهما او اليه المصلية ت
 غير محدد ودعوى ما من هم كما ياق
 تخصيصه وهاتان نزلتان عظيمتان
 يجب التنبيه لهما فان الامر دين
 وحاش لله لا يزعم بالعلماء
 وقوع بعض من الاستمن
 اقلهم لا سيما مثل هذا
 المحقق الذاع استنسا
 مشرق الا مذهب ومعا سها
 بنور تحقيقاته السنية و
 تفضل الوصف مثل على مواضع
 عو شد فواشد الهنيئة
 جزاء الله تعالی جزاء العز
 والاكرام جمع بيننا وبينه
 في دار السلام بفضل رحمته
 به ولسا ثرا العلماء الكرام على سيدهم و
 مولا هم وعليهم وعليه وعلينا الصلوة والسلام
 آمين يا بديع السموات والارض
 يا ذا الجلال والاكرام فاننا اذكري سياق
 ذلك ما عارض للمحشين من الوهم و
 الايهام في فهم كلام المصدق العلا في العلام ليتضح

پیشانی سے نکلنے والا خط طوطو بنے خواہ نمازی یا کعبہ پر سے
 گزرنے والے ایک خط پر یعنی تصویر میں بنے، یا ان
 دونوں پر طوطو بنے فرضی طور پر، اس شرط کے پاسے جانے
 کے بعد مسافت فرض کرنے کی ضرورت نہیں، وہ دونوں
 نمازی اپنی جست کو محفوظ رکھیں اور بس، دائیں یا بائیں
 جتنا چاہیں وہ منتقل ہو جائیں، اور جس پر خط قائم ہے
 یا جس کو کی طرف دونوں نمازی توجہ میں رکھیں اگر کسی خیال
 میں کوئی حد نہیں (بشرطیکہ وہ ان خطوط پر قائم رہیں) جیسا کہ
 خود ان کی نصیحتیں پر آئے گی، علاوہ کہ (قری سمیت کی
 بیان کردہ شرط اور اس کے بعد مذکورہ خطوط کی مسافت
 کو غیر محدود رکھ کر دونوں نمازیوں کا ان خطوط پر حسب
 خواہش منتقل ہوتا یہ دونوں عظیم غلطیاں ہیں ان پر تنبیہ
 ضروری ہے، یاد رکھو یہی معاملہ ہے، حاش اللہ! علماء
 کو ان کے قلوب کی غلطیاں زیب نہیں دیتیں، غصہ رہنا
 یہ محقق جس کی قیمتی تحقیقات کے نور سے زمین کے مشرق
 و مغرب منور ہو رہے ہیں اور مجھ جیسے ہزاروں لوگوں اس
 کے بے مثل اور اہم فوائد کے دسترخوان کے خوش چین ہیں
 اللہ تعالیٰ اس کو عزت و اکرام کی جزا عطا فرمائے، ہمیں وہ
 مسے جنت میں جمع فرمائے اپنی رحمت کے فضل سے جو
 ان پر اور تمام علماء کرام پر ہو، اور ان سب کے مولیٰ و آقا
 پر اور ان پر اور ہم پر رحمت و سلام ہو، آمین آمین !
 اسے آسمانوں اور زمینوں کو ابتداء پیدا کرنے والے !
 یا ذا الجلال والاكرام ! میں تو اس بیان کے سیاق میں
 علماء علانی کے کلام کو سمجھنے میں حاشیہ دیکھنے والوں کو جو
 وہم اور اہام واقع ہوا ہے گو ذکر کروں گا تا کہ مقصود واضح

المرام وينجلى بدر السداد مع تحت
الغمار فأعظم ان الجيعة المدق
الذى قدما اکتحل عين الزمان بشله في
الاحييين اعنى العلامة علاء الدين محمد
الحصکفی عامله الله تعالى بلطفه الموفى اثر
ههنا عن المتعم كلاما قهراً مناه واستقر معناه
فقدان احبابه بجهتها بان يبقی شیء من سطح
الوجه مسامتا للكعبة اولهواء هابان
يفرض من تلقاء وجه مستقبلها حقيقة
في بعض البلاد خط على زاوية قائمة الى
الافق مائتاً اهل الكعبة وخط آخر
يقطعه على زاويتين قائمتين يمنة
ويسرة منه قلت فهذا معنى
التيامن والقيام في عبارة السداد
فتبصر الله.

اقول اراد العلامة الغزالي من
تلقاء وجه مستقبلها حقيقة في اى
بلد كانت فعبر هذا التنكير تنكير
بعض ولو قال كقول المصراع في
هذا البلد اى البلد
المطلوب الجهة كانت ادنى
قال العلامة السيد احمد المصوى
الطحاوي في حاشيته قوله

ہوئے اور بادل کے نیچے سے درستی کا روشنی چاند نمودار
ہوئے۔ واضح ہو کہ وہاں حقیقی بن کی مثل متفرقین میں
نظم نے پائی، میری مراد علامہ علاء الدین محمد حصکفی
ہیں، ان سے اللہ تعالیٰ اپنے کامل لطف و کرم کا سوا
فرمائے، نے یہاں پر منہ سے ایک ایسی کلام نقل کی جو
مختصر ہے اور اس کا معنی مختص ہے۔ پس کہا کہ جست کعبہ
کو پانے کا مطلب یہ ہے کہ نمازی کے چہرے کی سطح کا
کوئی حصہ کعبہ یا اس کی فضاء کی سمت میں، اس طرح ہو جائے
کہ کعبہ کا حقیقی استقبال کرنے والے کے چہرے سے ایک سید
خط زاویہ قائمہ پر سے افق کی طرف اس طرح نکلے کہ
بعض بلاد میں وہ کعبہ پر سے گزرے اور ایک دوسرا
خط اس طرح فرض کیا جائے جو پہلے خط کو قطع کرتے ہوئے
زاویہ قائمہ میں دریاں طرف بنائے، منہ میں
کہتا ہوں کہ درہم منکر التیامن والقیاس کا یہی معنی ہے
غور کراد

اقول میں کہتا ہوں، علامہ غزالی نے اپنی
جملہ "منہ تلقاء وجه مستقبلها حقيقة في
بعض البلاد" میں "بعض البلاد" سے کوئی بھی
بلد ہو، مراد لیا ہے اور اس تنکیر کو لفظ "بعض" تنکیر
سے تعبیر کیا ہے، اور اگر معراج کے وقت کی طرح یہ ہی
"هذا البلد" کہہ کر وہ خط راویے جس کی سمت منظر تِلّ
تر بہتر ہوتا۔ علامہ سید احمد مصوی الطحاوی نے (علامہ
الحصکفی کی عبارت کی) تشریح کرتے ہوئے کہا کہ اس کا

مسح اختصر عبارتہا، وہی فلو فرض
خط من تلقاء وجه المستقبل للكعبة على
التحقيق في بعض البلاد وخط آخر يقطعه
على سوايتين قائمتين من جانب يمين
المستقبل وشماله لا تزول تلك المقابلة
بالانتقال الى اليمين والمثل على ذلك الخط بقدر كثيرة
ولهذا وضع العلماء قبلة سبلد و
وبددين وبلاد على سمت واحد
(قوله قلت فهذا معنى الخ)
یہں کما فہمہ فان المتیاسر و
المتیاسر وف عبارتہ ہو
الخط وقب عبارتہ الدر الشرح
۴۱ وعزاة للعامة المسيد
ابرہیم الحنبلی محشی الدر و
وقال السيد العلامة محمد اشائی نیر
ان عبارتہ المنعہ ہی حاصل ما
قد مشا وھن المعراج و یس فیہا
قوله ما من اعلی الکعبة بل هو المذکور
فی صورة الدر و یسکن امت میراد
اسہ ما من علیہ طولا لا عرضا فیکون
هو الخط الخاص من جن المصلي
والخط الاخر الذي يقطعه هو
الما من عرضا عن المصلي و اعلی الکعبة

قول "منح" علامہ نے منح کی جس عبارت کا حوالہ دیا ہے
وہ عبارت مفصل ہے جس کو علامہ حنفی نے مختصر کر کے
لکھا ہے اس کی عبارت یوں ہے بعض بلاد میں کعبہ کی طرف
تحقیقی طور پر چہرہ کرنے والے کی پیشانی سے ایک خط
فرع کیا جائے، اور کعبہ کا استقبال کرنے والے کے
دائیں و بائیں ایک سو خط فرع کیا جائے جو پہلے خط کو
دو قائمہ زاویوں پر قطع کرتے ہوئے کئی فرسخ تک اس طرح
دراز ہو کہ اس خط پر کئی فرسخ تک دائیں بائیں انتقال کر نہالے کا
کعبہ سے تعالیٰ زائل نہ ہو۔ اس بنا پر علامہ نے ایک
یہ سمت پر کئی بلاد کے قبلے وضع کئے۔ علامہ حنفی کا قول
"قلت فهذا معنى الخ" علامہ کا یہ فہم درست
نہیں ہے کیونکہ ان کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ دائیں
و بائیں کرنے والے چہرہ خط ہے، حالانکہ در کی عبارت
میں "وہ شخص ہے الخ" علامہ طحاوی نے اس بیان
کو محشی در علامہ سیّد ابراہیم حنبلی کی طرف منسوب کیا ہے۔
علامہ حنفی کی عبارت پر علامہ شامی نے کہا کہ منح کی عبارت
یہ معراج کی عبارت (جو ہم ذکر کر آئے) کا خلاصہ ہے تاکہ
معراج میں ما من اعلی الکعبة (کعبہ پر سے گزرنے
والے خط) کا ذکر نہیں ہے، بلکہ در کی تصویر میں مذکور
مکمل ہے اس سے عرض کی بجائے طول میں گزرنے والا خط
مراد ہر تو یہ ایک نمازی کی زمین سے نکلنے والا خط
اور دوسرا خط جو پہلے کو قطع کر کے وہ نمازی پر سے عرض
(چرڈائی) میں گزرنے والا ہو گا، کعبہ پر گزرنے والا ہو گا

میں صدق بیاہورنا اولاً ثانیاً ثلثاً
 قضاہ علی بعض عیساۃ السمنہ
 ادی الی قصہ یہ علی السامۃ تحقیقاً و
 ہی استقبال العین دون السامۃ تقدیراً
 وہی استقبال الجہۃ مع ان المقصود
 الثانیۃ کما ان علیہ ان یحذف
 قوله من تلقاء وجہ مستقبلہا حقیقۃ
 فی بعض البلاد اہ فہذا کل ما اوردہ و تمام
 ما اوردہ ۔

اقول وباللہ التوفیق شرح نظم
 الدرہکد (ایضاً من من تلقاء وجہ)
 ای وسط جہتہ (مستقبلہ حقیقۃ)
 بحیث لو رعت الحجب لریت الکعبۃ بین
 عینیہ (فی بعض البلاد) ای اعلیٰ
 بلند یزاد (خط) مستقیم قائم (علی)
 ان خط الساس بجنبہ متعرضاً من
 وسطہ الی یعینہ او شمالہ بحیث
 یحدث معہ (زاویۃ قائمۃ) عند
 الجہۃ ولہ یقل قائمتین لانہ
 لا یجب قرین المعترض ماسراً
 الی الجہتین بل یکفی ادق خط
 الحایۃ جہۃ متھما

تو اس سے ہماری پہلی اور دوسری دونوں تصویریں ان کی
 تصدیق ہوگی) درست ہوں گی پھر علامہ کاٹھ کی کچھ
 عبارت پر انحصار کرنا حقیقی سمت پر انحصار کو ظاہر کرتا
 ہے اور وہ عین کعبہ کی طرف استقبال ہے نہ کہ فرضی
 سمت پر انحصار کیونکہ وہ جہت قبلہ کی طرف استقبال ہے
 حالانکہ سمت فرضی یعنی کعبہ کی سمت کی سمت استقبال
 کرنا ہی مقصود ہے اس لئے ان کو عبارت سے بعض
 بلاد میں حقیقی طور پر کعبہ کو پیشانی کرنے کو حذف کرنا
 ضروری تھا اہ یہ علامہ شامی کی مکمل عبارت ہے اور
 یہی ان کی مراد ہے۔

اقول اللہ کی توفیق سے، درمیان کی عبارت
 کی شرح نویں (دو حرکتوں) و ہر سے مزد وسط پیشانی
 (حقیقۃ کعبہ) استقبال کہنے والے) مراد یہ ہے کہ
 اس طرح سیدھا استقبال ہو کہ اگر درمیان سے پرشے
 اٹھا دے جائیں تو کعبہ دونوں آنکھوں کے درمیان
 نظر آئے، (بعض بلاد میں) سے مراد کوئی بھی علاقہ ہو
 (خط فرض کیا جائے، سے مراد سیدھا خط قائم کیا جائے،
 ایک دوسرے خط پر جو استقبال کرنے والے کی پیشانی پر
 عرضی (چوڑائی) طور پر اس کے درمیان سے آئیں اور
 بائیں طرف پھیلا ہوا ہو ایک خط دوسرے سے اس
 طرح ملے کہ اس سے وسط پیشانی پر زاویہ قائم پیدا ہو
 یہاں ایک زاویہ قائم کو ذکر کیا ہے کیونکہ پیشانی پر خط کا
 دونوں طرف پھینا ضروری نہیں بلکہ خط ان سے کسی

ایک طرف بھی ظاہر ہو تو کافی ہوگا، لہذا بافضل دونوں
 خصلوں سے ایک ہی زاویہ قائمہ پیدا ہوگا اسی لئے
 یہاں دو زاویوں کو ذکر نہیں کیا۔ اس حاصل مدق کا یہ ایک
 انتخاب ہے کیونکہ ایک زاویہ قائمہ دو قائم زاویوں کے مقابلہ
 میں مختصر ہے اور اس ایک زاویے سے مطلوب میں کفایت
 بھی پائی جاتی ہے اس لئے انہوں نے مختصر اور کافی کو
 پسند کیا ہے (افق کی طرف) یہ لفظ من تلقا وجہ میں معنی
 کا مقابل ہے، یعنی پیشانی کے وسط سے نکل کر افق کی
 طرف پہنچا ہو جس میں لمبائی ہو (دو گروہ ہوا ہو) نفس کعبہ
 پر سے، یہاں تک مسامتت حقیقی کا بیان تام ہو گیا، اس
 کے بعد سمت تقریبی کا بیان شروع ہوا، تو کہا اور دوسرا
 سہ حافظ و غزک ملے جو استقبال کرنے والے کی
 پیشانی پر پہنچے خط واسطہ طرح قطع کر کے کہ اس سے
 دو زاویے قائمے پیدا ہوں اور یہ دوسرا خط پیشانی پر
 عرض میں آئیں اور بائیں پھیلا ہوا ہو، مراد یہ ہے کہ کعبہ
 کا استقبال کرنے والے کے آئیں اور بائیں دراز ہوا ہو
 اور یہاں پہلے کی طرح ایک زاویہ قائمہ پر اکتفا نہیں کیا
 بلکہ دو زاویوں کو ذکر کیا، کیونکہ وہاں پر پیشانی پر
 ظاہر والے خط کا پیشانی کے آئیں اور بائیں دونوں طرف
 پھیلنا ضروری نہیں تھا بلکہ وہاں برائے نام ہونا کافی
 تھا جس پر لمبا خط آگزرے، اگرچہ اس جانب پیشانی
 کے نصف بلکہ چوتھائی کو بھی نہ گھڑ ہو، لیکن یہاں پیشانی
 پر ظاہر ہونے والے خط کا دائیں اور بائیں کئی فرسخ
 تک بڑھا ہونا ضروری ہے تاکہ سمت کعبہ سے دائیں
 اور بائیں انتقال کا محل بن سکے، اسی لئے یہاں قانون

فلا یحد مع بال فعل الا قائمة
 واحسدة و ذلك من ایجابات
 هذا الفاصل المدق فاذ ثلثیة
 قائمة اخر موصوفاتین قائمتین
 وفيها الكفاية فاختر ما قل وكفى (الی
 الافق) مقابل من في قوله
 من تلقا وجہ ای يستدعی
 من وسط لجبهة وينتهي
 الى الافق ويكون في امتداد هذا
 (من اس اعلیٰ نفس) الكعبة (الی ههنا
 تم بیان المسامحة الحقيقية ثم
 شروع فی بیان التقربیة فقال (و
 یمر من خط اخر) مستقیم (یقطع)
 عند جبهة المستقبل (علی ثلثیة قائمتین
 من ایا العسرة) یمنة و یسرة)
 ای یمین المستقبل و یسار و لیس
 یکتف با لخط الاخر العشار المیه فی
 قوله علی ثلثیة قائمة لان ثمة
 كانت یکنی اذ فی ما ینتطق علیہ
 اسم الخط ف احد الجانبین
 وان لیس یستوعب نصف
 جبین ذلك الجانب و لیس بعینه والآن
 یحتاج الی خط مستد یمینا و شمالا الی فمراسم
 كثيرة لیكون محل الانتقال یمنة و یسرة
 ولذا اف ههنا بتثنیة القائمة

فاذا انتقل المصلح على هذا
الخط في اى جهة الى فراصة كثيرة
حسب ما يقتضيه بعد البلد من
الركعة لا يخرج عن الجهة و اشار
الى ذلك بقوله (قلت فهذا معنى
التيامن والتياسر) المصوغين
للمصلح (في عبارة الدور) فان
الدوران اذ كرتيامن المصلى و
تياسره وكانت يحتمل ان معناه
يجعل الركعة على يمينه او يساره
وليس مراد اقطعا فرسم الخط
يمينه ويساره و اشار بطرف خلف
كعبته من جهة الله تعالى في
غاية الايجاز البات ذلك
التيامن والتياسر للمصلى اما
هو على هذا الخط المخرج يمينه و
يساره لا ما يتوهم (فتبصر)
كيلا تنزل وقد ظهر لك من
هذا الشرح بتوفيق الله تعالى
اولا سقوط ما نرجمو ان بيانه
قاصر على الحقيقة كيف ولو كانت
كذلك لما احتج الى قوله و خط آخر

کو ذکر کیا، پس جب نمازی اس دائیں بائیں پڑھنے کے
خط پر منتقل ہو خواہ کئی فرسخ دائیں یا بائیں جس قدر بھی
کعبہ سے شہر کا بعد ہو اس کے مطابق منتقل ہونے سے
بہت کعبہ سے خارج نہ ہوگا، اس کی طرف اشارہ
کرتے ہوئے صاحب اللہ نے کہا میں کہتا ہوں
(دائیں اور بائیں طرف ہونے کا یہی معنی ہے کہ دونوں
خط نمازی کی دونوں جانب نہیں گئے) جو مذکور ہے
دریں میں، کیونکہ درسنے نمازی کے دائیں اور بائیں
ہونے کا ذکر کیا ہے، اور یہ احتمال بھی ہو سکتا تھا
کہ نمازی کعبہ کو اپنے دائیں اور بائیں کرے۔

لیکن یہ احتمال قطعا مرد نہیں ہو سکتا۔۔۔
اس لئے انھوں نے دائیں اور بائیں خط بنا کر ایک محقق
استاذ و صاحب ان روائے تعالیٰ کی اقتصاد کی عادت
سے نمازی کے تيامن و تياسر میں بھی اختصار سے
کام لیا ہے وہ کہوں کہ نمازی کا دائیں بائیں پھینچنے والا
خط پر قائم رہتے ہوئے سے دائیں یا بائیں ہونا مرد
ہے، اذ وہ کہ جو بعض کو ہم ہوا، (پس غور کر) تاکہ تو
پہچلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے تم پر اس شرح سے
چند امور ظاہر ہوئے۔

اولاً یہ کہ بعض مشی حضرات کا یہ خیال کہ علامہ رحمہ اللہ
نے صرف سمت حقیقی کو ہی بیان کیا ہے، یہ خیال ساقط
ہوا، کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو پھر علامہ کو "خط آخر" الخ

لے، یہاں تک کہ قوسوں کے درمیان جو عبارت ہے وہ در مختار کی ہے باقی عبارت شرح کی صورت میں انحضرت
کی اپنی ہے۔

کہنے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ حقیقی سمت کا بیان مہار ا
علی الکعبۃ پر تمام ہو جاتا ہے۔

ثانیاً یہ کہ علامہ علی اور علامہ طحاوی کا یہ
اعتراف بھی ساقط ہو گیا کہ اللہ یعنی حکنفی کا کلام
تیا من اور تیا سو کے معنی کے تعین میں دُور کے کلام
کے مخالف ہے جیسا کہ ہمیں معلوم ہے۔

ثالثاً یہ کہ علامہ شامی کا یہ خیال کہ علامہ
حکنفی اور تنج کی تصویریں تغایر ہے۔ یہ خیال ساقط
ہوا۔ اور تعجب ہے کہ علامہ شامی خود معترف ہیں کہ
تنج کی عبارت معراج کی بیان شدہ عبارت کا ماحصل
ہے، جبکہ معراج کی گزشتہ عبارت میں خط کا کعبہ
پر سے گزرنے کو ہے پھر تغایر کہاں پیدا ہوا
نہ کہ نہ کی، اور معراج کی عبارت ایک ہے نہ دو تین کے
درمیان صرف اتنا فرق ہے کہ معراج نے کعبہ پر سے
خط گزرنے کو بطور جزاء ذکر کیا ہے اور دُور نے اس
کو بطور مال ذکر کیا ہے کیونکہ وہ صرف سمت تقریبی کو
بیان کر رہے ہیں اور حقیقی سمت کا اظہار انھوں نے صرف
فرضی طور پر اور تصریح میں کیا ہے۔

سابعاً اس سے بھی عجیب ان کا یہ قول
ہے کہ علامہ حکنفی کے لئے ضروری تھا کہ وہ کعبہ کے
حقیقی استقبال کرنے والے کی پیشانی سے لڑ والی
جہات کو حذف کرتے (تاکہ سمت تقریبی کا بیان درست
ہوتا) مجھے معلوم نہیں کہ ان کلمات کے حذف سے
سمت تقریبی کا بیان کیسے تام ہو سکتا تھا، جبکہ آپ
کے خیال میں دائیں اور بائیں نکلنے والے خط پر انتقال کر

لان بیان الحقیقة قد تم الى قوله ما را
على الكعبة۔

ثانی ساقط ما اعترض به العلامة
الحنبی وانطحطاوی من المخالف بین
کلائی الدور والدور فی معنی القیاس و
القیاس کما علمت۔

وثالثاً سقوط ما راعى العلامة الشامی
من التغایر فی تصویر و تصویر المنہ و
من العجب انه راحمه الله تعالى
معتبرت بامت عیسا راق المنہ حاصل
ما قدم منہ عن المعراج وقد تقدم
فی المعراج مروي على الكعبة فمن ائمت
لشأ التغایر وانما عبارتہ بین عبارت
المعراج لا تفاوت بینہما الا بان المعراج
ذکر الدور عن الکعبۃ فی الجزء والدور اورثہ
حالاً لانه کانت بعد بیان التقریب
فاخذ الحقیقة فی الفرض
والتصویر۔

و رابعاً العجب منہ قوله کانت
علیه ان یحدث قوله من تلقاء وجہ
الی انصر الخ ولا یری کیف یتصور بیات
التقریب باسقاط هذه الکلمات مع
عدم ذکرہ عند کم الانتقال
عن ذلك الخط یمیناً و
شمالاً و امت استنبط هذا

انہوں نے ذکر نہیں کیا اگرچہ معنی ان کے قول "فہذا معنی"
 "تیا من و تیا سکا" معنی ہے "سے حاصل کیا جا سکتا ہے"
 تاہم مجھے معلوم نہیں حقیقی مستقبل کعبہ کی پیشانی سے خط
 نکالنے کے ذکر سے ان کو کیا قصاص ہو رہا ہے صرف یہی کہ
 اس سے سمت حقیقی کے تعین کے بعد سمت تقریبی کا بیان
 ہو رہا ہے۔

خاصاً اگر بقول علامہ شامی اس کلام کو حذف
 کر دیا جائے تو پھر خط کا فرق کیا ہو گا۔ جب مخرج مذکور ہوگا
 تو نہ بیان صحیح ہو گا اور نہ ہی کعبہ کا تعین ہو سکے گا۔ اس طرح
 نہ سمت تقریبی ثابت ہوگی اور نہ ہی تحقیق ثابت ہوگی۔
 اور اللہ تعالیٰ ہی سیدھے راستے کا ہادی ہے۔

علامہ شامی نے کہا قولہ "قلت" و آپ کو معلوم ہو چکا ہے
 کہ "رسم شخص کو اپنے علاقہ سے عین کعبہ کی طرف استقبال
 حقیقی کرتے ہوئے یوں فرض کیا جائے کہ اس کی پیشانی
 سے نکلنے والا خط عین کعبہ پر واقع ہو رہا ہے، تو یہ تحقیق
 سمت ہوگی اور اگر وہ شخص دائیں یا بائیں کئی فرسخ متقل
 ہو جائے اور ہم ایک خط فرض کریں جو کعبہ پر سے مشرق
 سے مغرب کی طرف گزرے (قلت علامہ شامی کا یہ قول
 اس کے اپنے علاقہ شام سے متعلق ہے کیونکہ وہاں سمت قبلہ
 جنوباً ہے) اس لئے کعبہ پر عرض میں فرض کردہ خط ہشت
 سے مغرب میں گزرے گا، ہمارے علاقہ میں یوں کہا جائے
 کہ شمال سے جنوب کی طرف پڑھنے والا خط (کعبہ پر عرض
 میں گزرنے والا ہوگا) غرضیکہ عرض میں پڑھنے والا خط

من قوله فہذا معنی التیا من کما
 ضلت فہیت شعری ماذا یضربہ ذکر
 لاخراج من تدفد وجہ المستقبل
 حقیقة علیس الا بفرض التحقیق
 ولا ثم تقدیر الانتقال
 عنہ۔

وخاصاً انی اسقط هذا کلمہ لبقی
 مخرج بخط مہمل لا یرتبی ولہ یتعی
 لا تقرب ولا تحقیق واللہ الہادی
 الی سواء النظر۔

قال الشامی قوله قلت، قد علمت انہ لو فرض
 شخص مستقبلاً من بلدہ لعیں الکعبۃ حقیقة
 بان یفرضہ المخط الخامس
 من جبینہ واقصاعہ عین
 الکعبۃ فہذا امامت لہا تحقیقا،
 ولو انہ انتقل الی جمۃ یمینہ
 یوشمالہ بفراصہ کثیرۃ وفرضنا
 خطا مامرا علی الکعبۃ من المشرق
 الی المغرب (قلت قالہ بالنظر
 الی مدہ شامی لان قبلۃ الشام الجنوب و
 یقال فی بلادنا من الشمال الی الجنوب
 وبالجملۃ السمراد الخ المعتبر

قال (وكان الخط الخارج من جبین
الموصلی یوصل علی استقامة الف هذا
الخط المماس علی الکعبة فانه
بهذا الانتقال لا تزول المقابلة
بالکلیة لان وجه الانسان مقوس فمهما تأخر یمن
اولیا و اعین عین الکعبة یقتضی من جوارب
وجهه مقابلها لہا)

اقول فہم رحمہ اللہ تعالیٰ ان
وصول خط الجبهة عمودا علی الخط
المعترض المماس بالکعبة عند الانتقال
لیبین والشمال شرط بقاء الجبهة
عندہم وقد اصبحت عند تعید هذا حیث
قول بل المفہوم مما قد مر من المراح
والدر من التفتید بحصول تراویتین
قائمین عند انتقال المستقبل لعیین
الکعبة یبیت اویب من انہ لا یصل لکعات
احد لہما حادثة والاخری منفردة بہذا المصداق

کعبہ مصلی
اقول لیس فی حسابہ
الدر من ذکر الانتقال ہنا اصلا
فضلا عن حصول قائمتین بعد
الانتقال وما ذکر بعد فی التفریع

مراد یا ہے علامہ شامی نے کہا کہ نمازی کی جہیں سے
نکلنے والا خط سیدھا کعبہ پر سے گزرنے والے خط کو
سے گا تو اس صورت میں دائیں اور بائیں انتقال کرتے
پر نمازی کا کعبہ سے تعادل یکساں نہ ہو گا کیونکہ انسانی
کا چہرہ مکان کی طرح گول ہے لہذا وہ جتنا بھی عین کعبہ سے
دائیں یا بائیں پھرے گا اس کے چہرے کا کچھ نہ کچھ حصہ
خروج کعبہ کے مقابل رہے گا ۔

اقول علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ سمجھا کہ
دائیں یا بائیں منتقل ہوتے وقت نمازی کی پیشانی سے نکلنے
والے خط کا عمودی شکل میں کعبہ پر سے گزرنے والے خط
طے کعبہ کی جہت کے بقاء کئے ان کے ہاں شرط ہے
اس کے کچھ مواضعوں نے اس بات کو واضح کرتے ہوئے
کہا کہ اگر وہ درمیان سے عین کعبہ کا استقبال کرتے ہوئے
کا دائیں یا بائیں انتقال کرتے ہوئے وہ زاویہ قائمہ
حاصل ہونے کی جہم سے قید ذکر کی ہے اس سے یہ سمجھا
جاتا ہے کہ اگر انتقال کرتے ہوئے دو قانون کی بجائے
ایک زاویہ صاف اور دوسرا منفرج اس صورت پر

کعبہ مصلی
حاصل ہوا تو جہت کعبہ کا
استقبال صحیح نہ ہو گا ۔ اس بیان میں چند اشکال ہیں،
اولاً یہ کہ ذکر کی جہات میں سرے سے اشکال
کا ذکر ہی نہیں ہے چہ جائیکہ انتقال کے بعد وہاں دو
قانون کے حصول کا ذکر ہو، اور اس نے بعد میں تفریع

من التماسی والتیاسو فلیس فیہ ایضاً شر
من ذلك ولا هو یستلزم الانتقال مل و
لا یحصل ان لك بالانحراف عن
المحاذات وانت قائم مقامك وبه
عبر فی الدرر حیث قال فیحد منه انه
لوانحراف عن العین انحرافاً إل

وثانیاً المخرج دکل من ذکرنا من
متابعیه انما فرضوا خطاً من جبین
مستقبل العین ماساً الی الکعبۃ و آخر
قاطعاً علی قائمتین شعر فرضوا الانتقال
یمیناً ویساراً ابداً من کثیرۃ علی هذا
القاطع ولم یشرط هو ولا احد منهم
حدوث القائمتین بعد
الانتقال۔

و ثالثاً لو شرط ذلك لم یصح
لان الانتقال لا یمکن علی خط مستقیم
فان القاطع انما یمر فی جانبی المستقبل
بعد موضع قدمه فی الهواء لکون
الارض کرة و انما یسقط الفتل علی
دائرة فہو ان حفظ توجهہ حیث
استقبالہ عین الکعبۃ واستقل علی
تلك الدائرة یمیناً و شمالاً فلا شک
ان الخط الخارج من جہتہ

کے طور دائیں اور بائیں ہونے کا جو ذکر کیا ہے اس میں بھی
اس کا کوئی نشان نہیں اور نہ ہی وہ انتقال کو مستلزم
ہے بلکہ جب تو اپنی جگہ کھڑا رہ کر محاذات سے انحراف
بھی کرے تب بھی دو قائلے حاصل نہیں ہو سکتے۔ اسی
بات کو درر نے تعبیر کرتے ہوئے کہا پس اس سے
معلوم ہوا کہ اگر عین کعبہ سے کچھ انحراف کرے إل

ثانیاً یہ کہ مخرج اور اس کے مذکورہ متبعین
حضرات نے عین کعبہ کا استقبال کرنے والے کی جبین
سے خط مکمل کر کعبہ کی طرف جائے اور بدو سراسر خط جو اس کے
دو قائمہ زاویوں پر قطع کرنے کو ذکر کیا ہے اور پھر ان
لوگوں نے اس قاطع خط پر دائیں بائیں کئی فرسخ تک
انتقال کر فرض کیا ہے، اس کے باوجود مخرج اور اس کے
متبعین نے انتقال کے بعد دو قائمہ زاویوں کی شرط
نہیں لگائی۔

ثالثاً یہ کہ اگر یہ شرط لگائی جائے تو درست نہیں
ہوگی کیونکہ انتقال خط مستقیم پر ممکن ہے اس لئے کہ
قطع کرنے والا خط کعبہ کا استقبال کرنے والے کے
دائیں اور بائیں دونوں طرف فضا میں ایک قدم کے
فاصلے سے گزرے گا کیونکہ زمین کر دی یعنی گول ہے
انتقال کرنے والا صرف ایک دائرہ پر انتقال کرے گا
اب اگر وہ عین کعبہ کا استقبال کرتے ہوئے اپنی جہت
کو محفوظ رکھتے ہوئے اس دائرہ پر دائیں یا بائیں
انتقال کرے تو یقیناً اس کی پیشانی سے ٹکرنے والا

خط کعبہ پر سے عرض میں گزرنے والے خط کو دو قائلوں پر
قطع نہیں کرے گا، لکن لا یخفی۔

سرا بقاء یہ شرط صحیح ہو یا نہ ہو مگر شکی کا یہ کہنا
ہرگز درست نہیں ہوگا کہ جتنا بھی دائیں بائیں ہٹ جائے
مراجع اور اس کے قسین نے صرف یہ ذکر کیا ہے کہ دائیں
بائیں کی فرج تک منتقل ہونے والے کی جست باقی ہوگی و
یہ بات صحیح ہے، کیونکہ انہوں نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ جتنا
بھی منتقل ہو جائے تب بھی جست نہ بدے گی۔ یہ کیسے ہو سکتا
ہے جب انتہائی طرز انتقال ہوگا تو یقیناً وہ کعبہ کی جست پر
نہ رہے گا، اور عنقریب یہ قبح پروا منج ہو جائیگا۔

خاصاً یہ کہ جب کسی رکن اللہ تعالیٰ کے ذہنی
میں یہ بات مرکز ہو چکی ہے کہ کعبہ کی جست کی بقا دیکھنے
یہ شرط ہے کہ ہمارے پیشانی سے نکلنے والا خط، کعبہ پر
عرض میں گزرنے والے خط کو عمودی شکل میں قطع کرے تو
ان کو ہم ہوا کر اگر منتقل ہونے والے نے مذکورہ معیار
والی جست کو چھوڑ دیا اور شعور اسامی وائیں بائیں اس
نے انحراف کیا تو استقبال صحیح نہ ہوگا، کیونکہ اس صورت
میں (مذکورہ دونوں خطوں کے ملنے سے) دو قائمہ زاویے
نہیں بلکہ ایک حادہ اور ایک منفرجہ حاصل ہوں گے،
جیسا کہ قبل ازیں وہ ذکر ہو چکے ہیں۔ اور انہوں نے یہ
گمان کر لیا کہ شعراج اور درگاہ کلام اس قلیل انحراف کی
اجازت کے خلاف ہے جس کا امر احکام مستند و کتب میں
ذکر ہے۔ اور انہوں نے اس کی یہ کہہ کر قنبر یا کر دی کہ
دائیں بائیں ہونے سے مراد کا حاصل یہ ہے کہ عین
کعبہ سے دائیں یا بائیں جست انتقال کرنا ہے نہ کہ

لا یقطع الخط السائر بالکعبۃ عرضاً علی
قائمتین کما لا یخفی۔

وسر ابعاً یصح ذلك اولا یصح فلی
یصح من قوله مهماتاً حریجینا اور یساراً
وانما ذکر المعراج ومن معه بقاء الوجهۃ
بالا انتقال علیہ بغير سخر کثیر و هذا
مصححہ ولم یسمو انہ مهماتاً انتقل لہم
یتبدل کیف والوافل فی الانتقال علیہ
لا یبقی مواجہۃ الکعبۃ لا شمس و
سیستباین لک۔

وخاصاً لما ارتکزی ذہنہ
رحمہ اللہ تعالیٰ ان شرط نقاد المواجہۃ
وحصول خط الوجهۃ الی ذلک بعد سخر من
بالکعبۃ بموجب اقوالہم ان لو تولت
المنتقل عنک الوجهۃ وانحرقت قلیلاً یمیناً
او شمالاً لہ یصح تکون التوازیۃ من
اذ ذلک حادۃ ومنہ وجہ کما قدمہ
فرحمہم ان حکام المعراج
والذکر ہذا مخالفت لا حبانۃ
لا بحرافۃ القلیل المصروح
بہ فب خیر ما کتاب
وصروح بہ اذ قال او الما اصل
ان المراد بالیتا من و
ایتا سراً لا انتقال من عین الکعبۃ
الی جہۃ الیمین او الیسار لا الا انحراف،

انحراف کرنا مراد ہے۔ لیکن اس کے باوجود فقہاء کی کتب میں ایسا کلام ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انحراف قلیل مضر نہیں ہے، اس پر پھر انھوں نے قہستانی، زاد الفقیہ کی شرح علامہ غزالی اور امامی الفتاویٰ کے والد ستیزہ المصطفیٰ کی عبارات نقل کیں۔ تعجب ہے کہ علامہ رشیدی (محشی) رحمہ اللہ تعالیٰ نے مدرسہ سے خود اپنی نقل کردہ بات کو قبول کئے، کیونکہ انھوں نے یہاں قہستانی سے جو یہ نقل کیا ہے کہ ایسا قلیل انحراف جس سے کعبہ کا مقابلہ کلیۃً زائل نہ ہو مضر نہیں ہے۔ یہ بعینہ وہی چیز ہے جس کو وہ خود پیچھے دھڑ سے بیان کیچکے ہیں، تو درحالیہ کہ قہستانی کے خلاف کیسے ہو گا۔

مسئلہ سادہ یہ کہ معاظروہ نہیں جیسا کہ انہوں نے بجا بلکہ کعبہ کا استہمال کرنے والے کی وسط پیشانی کا سمت کعبہ سے انحراف، دائیں بائیں، انحراف اور کعبہ کی دیوار کی سطح سے خروج کو لازم ہے، اب اگر محشی رحمہ اللہ تعالیٰ نمازی کے دائیں بائیں انحراف میں اس زاویہ قائمہ والی توجہ پر قائم رہتے ہیں تو اس صورت میں ان سے نمازی کی جہت کعبہ سے بالکل خارج کر دینے والی بات صادر ہو رہی ہے، اور اگر وہ منتقل ہونے والے کے لئے (اس زاویہ قائمہ والی بات) سے انحراف کی کعبہ کی طرف توجہ کی مخالفت کئے (منتقل ہونے والے کا کعبہ کی طرف) انحراف مراد نہیں تو

لکن وقع في كلامهم ما يدل على ان لا انحراف لا يضر ثم نقل كلام القهستاني وشرح العلامة الغزالي لزاد الفقيه ومنية المصطفى عن امام الفتاوى والعجب ان نسوا ما نقل بنفسه من الدرر فان الذي نقل ههنا عن القهستاني عيت ما قدمه من الدرر من ان الانحراف اليسير الذي لا يزول به المقابلة بالكلية لا يضر فكيف يكون كلام الدرر مخالفا له۔

سادہ سا لیس کا امر کیا قہم بدل انحراف وسط جہۃ المستقبل عند مسامۃ الکعبۃ لانہ لا انتقال والخروج عن سطح الجدار الشرعی ولو حفظ فی مقامہ ثلاث الوجہۃ لاقب علی ما یخرجہ عن الجہۃ بالکلۃ، و لو انحراف عن تلك الوجہۃ انحرافا من سبیل حفظ التوجہ الی الکعبۃ فکلامہ منقوص طرہا و عکسا، ولیکن لبيان ذلك موضع شرق مكة المكرمة بين طوليها نحو من ثلاثمائة

وخمسين ميلا ارضي خمسين درج و
عرضها كالظن حوامت عرضها
مكة المكرمة على مائت با بقيا ست
لجديدة كاله فاذت تكون قبلته
نقطة المضروب صواء بسواء
كما لا يخفى على المهتمين
وذلك لامت في اللوغا شميات
ظل عرض مكة ٢٣ ٥٩ ٥٩ ٩٠ جيب تمام
ما بين الطولين ٢٢ ٣٢ ٩٩ ٩٠ = ٩٠ ٥٩ ٥٩ ٩٠
ظل عرض موقع العمود
الموقع من نقطة المضرب على
نصف النهار البلد عام السمات
مكة المكرمة قوسه كالطهوية لعرص
البلد فيكون العمود نفسه دائرة مستقيمة
مترسمتي اس البلد مكة ثم نقول
ظل ما بين الطولين ١٨ ٥١ ٩ ٩٠ +
جيب تمام عرض موقع العمود ٩ ٩٠ ٩ ٩٠ =
٩٠ ٩ ٩ ٩٠ ٩ ٩٠ نجعله محفوظا ونقتل
عن نصف النهار هذا اي جيبنا و
ش لازم حفظ الوجه اعني بقاء القطب الشمالي
على المتكبد الايسر فليكن
اولا موهتم على خط الاستواء
لعرض الموقع هو الفصل بينه وبين
عرض البلد لانتقائه جيبه
٩٠ ٥٩ ٣٤ ٥٣٦ ديق بضر يقه من

اس صورت ميں ان کا کلام جامع اور مانع نہ رہے گا اس
کا بیان یہ ہے کہ مکہ مکرمہ سے مشرق میں واقع ایسا مقام
ہو کہ اس کے اور مکہ مکرمہ کے دونوں طولوں میں پانچ سو
میل یعنی پانچ درجے ہوں اور اس مقام کا عرض کا الخط
مکہ مکرمہ کے عرض جتنا ہوگا جیسا کہ جدید قوانین میں ثابت
ہے کہ وہ کا الخط ہے۔ تو اس صورت میں اس مقام کا
قبلہ ٹیک نقطہ مغرب ہوگا جو کہ ریاضی ان حضرات پر
خفی نہیں۔ یہ اس لئے کہ ٹیکارٹھ میں عرض مکہ مکرمہ کا
ظل ٢٣ ٥٩ ٥٩ ٩٠ دونوں طولوں میں اکل جیب
٢٢ ٣٢ ٩٩ ٩٠ = ٩٠ ٥٩ ٥٩ ٩٠ ہے نقطہ
مغرب سے گزرنے والے عمود کے مقام کا ظل نصف نهار
کے وقت میں مکہ مکرمہ کی سمت پر سے گزرے گا۔ تو
یہاں تو س کا خط ہوگا جو عرض بلد کے مساوی ہوگا
اس طرح خود عمود ایک دائرہ مماسی ہوگا جو اس البلد
اور مکہ مکرمہ کے دونوں سمتوں سے گزرے گا۔ پھر ہم
کہیں گے کہ دونوں طولوں کا ظل ١٨ ٥١ ٩ ٩٠ +
عمود کے موقع کے تمام عرض کا جیب ٩ ٩٠ ٩ ٩٠ =
٩٠ ٩ ٩ ٩٠ ٩ ٩٠ ہے جس کو ہم محفوظ کر لیں گے اور
ہم دائیں کندھے پر قطب شمالی کو باقی رکھ کر اپنی جہت
کو محفوظ بنا کر اس نصف النہار پر دائیں اور بائیں
منتقل ہوں تو
اولا خط الاستوار پر ایک موضع ہو تو عمود کے
دوران کی جگہ کا عرض منفی ہونے کی وجہ سے اس کے اور
عرض البلد کے درمیان زائد ہوگا جس کا جیب
٩٠ ٥٩ ٣٤ ٥٣٦ اس کو محفوظ سے تفریق

اسمهم وظل الانحراف الشمالي ٢٨ ٩٧ ٣٧ ٢٣ ٩
قوسه بحسب تماها على الح من حفظ
الوجهة فقد انحراف من القبلة أكثر
من سبع وسبعين درجة وهو يات
يسمى بجانب الحق من ان يسمى
مواجهها فلم يبق بين جنبه الحقيقي و
بين كعبته الا اقل من ثلث عشرة درجة و
بينها وبين وجهه أكثر من ٤٤ درجة و ان
انحراف عن تلك الوجهة الى يمينه
بعض الشمال أكثر من ٤٤ درجة فقد
اصاب القبلة بهذا الانحراف العظيم فانقص
ذلك طرفا او عكس في انتقال اقل من الثنتين
وعشرين درجة -

ويكون ثانياً موضع من على نفسه
 من فج شمالاً يكون انتقال الشالي مثل ذلك
 جنوباً نقلاً من مع عرض الموقع مثله
 في حيزه جيبه والعمل العمل يكون
 احرف القبله هنا من نقطة المخرّب
 الى الجنوب من الح والسرر صا
 لزمه

وليكن ثانياً عرضة الجنوبي
مبلغ مجموعها من الموقوف
سجل الرقيب ٣٠٤٣ ٩٥٥ ٩٦ مفرقة
من الموقوف ٣١ ٤٣٤ ٩٥٥ ٨٦ قوس
فاصل لا يتأخرها قدنا فقد انحرقت

کرنے پر شمالی انحراف کا نکل ۴۷۶۹۲ ۳۴۳ ۹۰ باقی بچکا
جس کا قوس سے لے کر مکمل عرض الیٰ ہو گا۔ پس اب
جس نے اپنی جہت کو محفوظ رکھا اس کا قبلہ سے ۷۷ درجے
سے زائد انحراف ہو گا تو اس کو قبلہ قرار دیے کہ بجائے
بلکہ سمت کی پہلو بھیرنے والا قرار دینا بہتر ہے کیونکہ اس
کے حقیقی پہلو اور کعبہ کے درمیان صرف ۱۳ درجے سے
بھی کم باقی رہے گا، اور کعبہ اور اس کے چہرے کے
درمیان ۷۷ درجے سے زائد ہو گا، اب اگر وہ اس
جہت سے اپنے دائیں یعنی شمال کی طرف ، ، درجے
سے زیادہ انحراف کرے تو تب ہر گاس حظیم انحراف سے
کعبہ کی جہت کو پائے گا، تو یوں ۶۲ درجے سے کم
انتقال سے اس کی جامعیت اور مانعیت ختم
ہر جا سکتی

ثانیاً ایک ایسا موضع جس کا عرض چھ گج
شمالی ہو تاکہ شمال اور جنوبی انتقال ایک جیسا ہو جائے
تو اس کا تقاضا عملہ کے موقع کے عرض سمیت اسی
کے برابر ہوگا تو دونوں کا جیب اور عمل ایک ہی ہوگا
تو یہاں سے قبلہ کا انحراف مغرب کے نقطہ سے جنوب
کی جانب صفر الیچ ہوگا اور وہی خرابی لازم آئے گی
جو آتی۔

مثلاً ایک ایسا موضع ہر جس کا جنوبی عرض
 ہمیشہ بقا اس کا مجموعہ عدد کے موقع کے عرض سمیت
 متصل رہے گا جس کا جب ۹۶۹۵۵۳۰۷۳
 محفوظ ہے تقریباً ۹۶۹۵۵۳۰۷۳ قوس ہوگا
 یہ خط لاطہ جس کا مکمل قدر نا ہوگا اس صورت میں

نقطہ مغرب سے قبل کا انحراف ۸۵ درجے ہو گا، اور
نقطہ شمالی کی طرف صرف پانچ درجے باقی رہے گا،
پس اگر وہ اپنی اس توجہ کو محفوظ رکھے تو اس کی نماز
ہرگز ہی باطل ہوگی، اور اگر وہ قطب شمالی کی طرف
پہنچ گیا تو اس کی نماز یقیناً درست ہوگی اور اگر ہم
دونوں طولوں میں اس سے کچھ فاصلہ فرض کریں تو
تفاوت اس سے بھی بڑھ جائے گا۔ خلاصہ یہ
کہ اس سے بے شمار عربیاں لازم آئیں گی۔ تو حق یہ
ہے کہ درودِ معراج کی عبارت میں محشی علیہ الرحمۃ کے
ذکر کردہ امور میں سے کچھ بھی نہیں، نہ اس خط پر حسب
تواضع اشتقاق کا جواز اور نہ ہی معمولی انحراف کے
جواز کی ان دونوں سے مخالفت اور نہ ہی بظاہر بہت
کے لئے توجہ کے ملحوظ رہنے کی شرط اور نہ ہی مختلف
زاویے والے دو خطوں کے پیدا ہونے سے ان دونوں
حضرات کی طرف سے نماز کے فساد کا افادہ، غرضیکہ
محشی علیہ الرحمۃ کی فہم کردہ ان مذکورہ چیزوں میں کوئی
بھی ان دونوں حضرات کی عبارت میں موجود نہیں بلکہ
معاظریہوں سے جیسے میں کہتا ہوں (اقول) انہوں
سے دو قائلوں کی شکل میں اس کو قطع کرنے والے خط
پر سے انتقال فرض کیا جس کا مطلب یہ ہے کہ بے
حقیقی سمت والے مقام مفروض پر خاص نصف نہار
کے وقت قائل خط سے ایسا انتقال ہو جس کی سمت میں
کچھ انحراف حاصل ہو سکے بالعکس اس کے جو علامہ
محشی علیہ الرحمۃ نے سمجھا، یہ اس لئے کہ اگر کعبہ کو
مرکز قرار دے کر اس کی طرف استقبال کرنے والے

نقطۃ المغرب خمس و
درجۃ و لم یبق الی نقطۃ الشمالی
خمس درجۃ فانت حفظ الوجهۃ
بطلت صلاتہ قطعاً وانت توجہ الی
انقطب الشمالی صحت یقیناً وانت اخذنا
ما بین طولین اصغر من ذلک یتلھم
التفاوت اکبر من ذلک و بالجملة
فتلزم استحکالات لا تحصى فالحق انت
یس فی عبارة الدرر ولا المعراج شیء من
ذکر ولا ما فہم من جواز الانتقال علی
ذلک لحدھما شاء ولا ما فہم من
مخالفتھما لتجویر الاحراف البسیر
ولا ما فہم من اشتراط حفظ الوجهۃ
لبقاء الوجهۃ ولا ما فہم من افادتھما
فساد بتبلیغ ان حدیث الخطائب
مراویثین مختلفین بل الامور فیہ
کما اقول اہم اسما فرضوا الانتقال
علی انقطع لہ علی قائمتین ای
علی نصف سہاس الموضع المضروب
السمات حقیقۃ لیحصل بالانتقال
الانحراف علی عکس ما فہم
العلامۃ المحشی رحمہ اللہ تعالیٰ
وذلك لانه لو جعلت الکعبۃ مرکزاً
ورسمت ببعد مستقبلھا دائرۃ و
نقل هو علیھا حتی طاف الدنیا

کے فاصلہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے دائرہ بنایا جائے گا ورنہ یہی
اس دائرہ پر انتقال کرتا چلا جائے حتیٰ کہ ساری دنیا کا
چکر بھی لگائے اور پہلے مقام یعنی فرضی مقام پر لوٹ
آئے تب بھی اس کا استقبال حقیقی باقی رہے گا اور
ذرا بھی انحراف نہ ہوگا اور مذکورہ انحراف کے ذکر سے ان کا
مقصود معمولی انحراف کے جواز پر تنبیہ کرنا ہے تو اس لئے
انہوں نے مذکورہ خط کو فرض کر کے یہ ذکر کیا کہ اس مذکورہ
داروہ کے خط پر کئی فرض تک انتقال کرنے والے کی
بہت تبدیلی نہ ہوگی اور یہ بات انہوں نے درست
فرمائی ساتھ ہی انہوں نے فرض کی تعداد میں یہ وارک
یہ واضح کیا کہ یہ تعداد کبھی دائرہ کے خط کے بعد پر
موقوف ہے یعنی بعد کی تبدیلی سے فرض کی تعداد مل جائیگی
یہ دیکھ کر یہاں وہ "وہ عام بطرح کا انتقال مروی ہے
تو پھر بیان میں فرض کی قید ذکر نہ کرتے بلکہ یوں کہتے ہیں
تمہا پر انتقال کرو اس سے جہت میں تبدیلی نہ ہوگی"
یہ وہ ہے جس پر تنبیہ ضروری تھی، جبکہ تو فرض صرف اتنے
ک طرف سے ہے۔ یہ ہیں اپنی بحث میں واپس نہ پائے۔
فاقول، ثالث (نوٹ) یہ ثالث اس

ادو سے متعلق ہے جو صفحہ ۸۸ پر گزرا

دور کی عبارت کی شرح کرتے ہوئے
محشی علیہ الرحمہ نے جو فرمایا اس میں ابھی کچھ امر باقی ہے
وہ یہ کہ انہوں نے فرمایا کہ دور کی عبارت میں بھی استقامت
کا معنی یہی ہے کہ خط سے ہے حالانکہ آپ کو معلوم ہے
کہ کبر کا استقبال کرنے والے غازی کی پیشانی سے
نکلنے والے خط میں جس معنی میں استقامت ضروری ہے

وعاد الی مقاصد الاول ای علی الفروض
بدریول الاستقبال الحقیقی ولم یحصل
انحراف من اصلا وعقود وھما مت
ینھوا علی جواز الانحراف الی سیر
فرضوا الخط کما مر و ذکر و انھ
لا یجوز الی جهة بالانتقال
علیه الی فرضا سیرا کثیرة
وقد مر ذلک و لم
یقدروا الفرض لانتقال
ببدل البعد کما تقدم و لیسوا
تسویة الانتقال مطلقا لیسوا
قیدوا بفرض و قالوا
لا یزول بالانتقال کما مر
قتل فھذا ما حکمت
یجب التنبہ الیہ و باللہ
التوفیق و لیسرجع الی ما کنا
فیہ

فاقول ثالث بقی فی شرحہ

عبارة السد و شئت و هو جعل
"علی استقامتہ" متعلقاً "یصل"
وانت تعلم انہ کما یجب
الاستقامتہ بہذا المعنی
فی الخط الخارج من الجهة
کذلک فی الخط السار بالکعبۃ
عرب و عن جعله متعلق

یہی حاصل رہا یعنی ایماء الی استقامة السواد
 یہی قولہ بیحدت تحصیل قائمات
 معبرہ ببیانہ بقولہ علی استقامة
 فالاصوب عندی جعلہ متعلق
 بالسماس لیستہ البیانات ولیہ صیر
 تاسیس و لیتعلق بالقریب ہذا اصاکات
 یتعلق بالتحصل الاول وحصلہ
 الف حاصل الحلیس فی حواشی
 السدس علی بیانہ التقریبیۃ
 حیدت قال (قولہ بیحدت
 یحصل قائمات) اطلقہ
 فشمیل انت ینک القائمین
 یشاوع بعد ہما عن العینین
 الی جہاد الکعبۃ اولاً فالاول
 هو المراد فی التوجہ الی
 العین والثانی فی التوجہ
 الی الجہۃ وهو المراد هنا
 فقط ثم قال "حاصلہ
 انت تقع الکعبۃ بین
 خطیت الی اخر ما قدمنا
 عنہ فمصرح بالمراد و
 جعل حاصل الوجہین
 واحد

اسی معنی میں کعبہ پر سے عرضی طور پر گزرنے والے خط میں بھی
 استقامت ضروری ہے اور علی استقامة کا تعلق
 "یصل" سے کرنے میں کعبہ پر سے سیدھے گزرنے والے
 خط کی طرف اشارہ باقی نہ رہے گا اور اسی طرح درجہ کی
 جہدیت میں بیحدت تحصیل قائمات "کو دیکھا جائے
 تو وہ صحت علی استقامة کا بیان بن کر رہ جائیگا
 لہذا میرے نزدیک بہتر یہ ہوگا کہ علی استقامة کا
 تعلق "یصل" کی بجائے لفظ "المراد" سے کیا جائے
 تاکہ دونوں بیان تام ہو جائیں اور تاسیس یعنی نیا فائدہ
 بھی حاصل ہو جملہ تیز اس کا تعلق قرینہ بھی ہو جائیگا
 یہ مذکورہ ساری گفتگر پہلے محل سے
 متعلق ہے۔ جبکہ اصل محل نے درجہ کی شرح کرتے ہوئے
 اس کے حالت کا محل سمت حقیقی کی بجائے سمت تقریری
 قرار دیا یعنی سمت کعبہ کی بجائے انہوں نے اس کو
 جہت کعبہ پر محمول کیا ہے، جہاں اصل نے کہا قولہ
 بیحدت تحصیل قائمات "اس کو مارا رکھا ہے لہذا
 وہ دونوں قائمے جو کائنات میں دونوں کعبہ کے جہاد کعبہ تک مساوی
 ہو گایا نہ ہوگا، مساوی ہو تو اس سے عین کعبہ کی طرف
 توجہ مراد ہے اور اگر مساوی نہ ہو تو اس سے جہت
 کعبہ کی طرف توجہ مراد ہے، اور یہاں یہی آخری یعنی
 فقط جہت کی طرف توجہ مراد ہے، پھر انہوں نے
 فرمایا کہ اس کا حاصل یہ ہے کہ کعبہ دونوں سطوں کے
 درمیان واقع ہوا تو جہاں تک ہم نے پہلے ان سے ذکر

کر دیا ہے، فرمادے کہ انہوں نے مراد کی تصریح کر دی ہے اور دونوں
وجہوں کا حاصل انہوں نے ایک ہی قرار دیا۔

اقول ان کا یہ بیان کئی طرح سے بہتر ہے
ایک وجہ تو اتنی کا یہ قول ہے کہ منگی کے لئے عین کعبہ کا
استقبال اور غیر منگی کے لئے بہت کعبہ کا استقبال ہے
لہذا اللہ تبارک ہے جس کو اب سمت تقریبی کو بیان کر رہے
ہیں (یعنی وجہ تھا الفیہ) کہ سمت حقیقی جس کا
وقوع عین کعبہ پر ہے، اور اس نے بھی کہ انہوں نے بعد
میں یہ کہنا یا ہم کو یہ کہیں کہ ان تقع الکعبۃ "لو"
جیسا کہ دوسرے قول میں گزرا ہے، اسی بیان کے بارے
میں شک نہیں کہ یہ سمت تقریبی سے متعلق ہے، نیز
ما تن کا قول "اد نقول" ظاہر بتاتا ہے کہ دونوں
کا حاصل ایک ہے، اور نیز اس مراد پر جن کا حقیقی معنی



مراد ہو گا۔ علامہ طحاوی نے اس کے
اسی طرح بھی اور انہوں نے دور
کے بیان کے مطابق تصویریں بنائی۔

اقول علامہ طحاوی جبین المعنی جبین المعنی
کے بیان میں، دونوں خطوں

کا ایک شکل پر ہونا ضروری نہیں، درنہر اعتراض پیدا
ہو گا کہ انہوں نے جبین کا حقیقی معنی یعنی پیشانی کی
دونوں طرفیں (پہلو) مراد لینے کے باوجود جبین سے
نکلنے والے خطوں کو عین کعبہ پر مصمت نمود (سیدھا)
ہزار سمت حقیقی کو بیان کیا ہے حالانکہ ہمارے پہلے

اقول وهذا اول بوجہ لقولہ
فی صدرہ استقبال عین الکعبۃ
لم یکن وجهها الفیہ ان یصغر
عافاد انہ الا انہ بعدد بیانی
استقریبیۃ لا الحقیقۃ الواقعیۃ
علیہم ولانہ قال بعدہ و نقول
ہر ان تقع الکعبۃ الی
آخر ما تقدم فی القول
الثالث ولا شک انہ للتقریب وظاہر
قولہ او بقولہ انہ محصلہما واحد و
لان لجبین یکون علی ہذا معاد الحقیقی



و كذلك فهم العلامة
الطحاوی فی تصویر بیان
الدرجہ کذا۔

اقول ولیس
المراد احد وثلاث الخطين

فی حالۃ واحداۃ حتی یرد علیہ انہ
مع حمل الجبین علی طرفی لجبہۃ
مدل الی جعلہ بیانات التحقیق ہیئت
اوصل الخطین الی الکعبۃ عمودیین
وانہ قد علمت مما قد من ان

بیان سے آپ معلوم کر چکے ہیں کہ جبین (پیشانی کے پہلو) سے نکلنے والا خط پیشانی کے وسط سے سیدھا نہیں نکلتا بلکہ دائیں جبین سے نکلنے والا خط دائیں طرف اور بائیں جبین سے نکلنے والا بائیں طرف نکلے گا اور یہ مرکز ممکن نہیں کہ دونوں جبینوں سے نکلنے والے خطوط ملو دی طور پر خط مستقیم پر نکلیں بلکہ میری رائے میں ان کا یہ بیابان التیاس اور التیاسر کی صورت کا بیان ہے کہ شفا الی میں یہ ہے کہ نمازی کی دائیں جبین کا کعبہ سے بائیں طرف انحراف ہو جائے اور التیاسر یہ ہے کہ اس کی بائیں جبین کا کعبہ سے دائیں طرف انحراف ہو جائے تو اس صورت میں دونوں جبینوں کے خط مستقیم شکل میں کعبہ کی طرف ہوں گے



اس کی تصویر
یوں سمجھا
مناسب ہے
ایسے شکل
توس دائیں جبین توس بائیں جبین

مقام کو یوں سمجھا جاسکتا ہے۔ لیکن علامہ طحاوی رحمتہ تعالیٰ کا وہ قول جو انہوں نے اپنی بنائی ہوئی تصویر کے بارے میں ایک فاضل سے نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ کعبہ پر سے گزرنے والے خط سے زاویہ قائمہ حاصل ہوا اور اسی طرح نمازی کی جبین سے نکلنے والے خط سے دو مطلقاً کر حاصل ہوا امدان دونوں خطوں سے دو مساوی زاویے پیدا ہوتے ہیں۔

فاقول (تو میں کہتا ہوں) اگرچہ ان کے اس تکلف

لخط الخارج من الجبین لا یخرج علی استقامة الجبهة بل منحرفاً صحت الجبین الایمن یمناً ومن الایسر یساراً وانه لا یسکن ان یکون کلاً الخطین الخارجین من الجبین عموداً علی خط مستقیم بل المراد عمودی تصویر الی من والیاسر فالاول مثلاً جبین المصلی الایمن عند انحرافه عن الکعبة یسار والثانی جبین الایسر جبین انحرافه یمناً و الیضاح



یفهم هذا المقام، اما قولہ رحمہ اللہ تعالیٰ فی بیان تصویر نقلاً عن بعض الاوحد، فقد حصل من الخط الخارج بالکعبة قائمة ومن الخط الخارج من جبین المصلی قائمة اخرى وحدث منهما تراویثان متساویان۔

فاقول هذا ان کامن

فی حکایتہ غنی عن تکایتہ لکھ لا اذراء
فیہ بہم فامہم مرحومہم اللہ تعالیٰ
لہم اشتغال ثلاث الفوت وقد کوا معتنین
بیاہدہم یعنی فرحبہما اللہ تعالیٰ و مرحمتا بہم
مرحمۃ لکفی و تغنی امین !

شہر اعلم ان الجبین مستہیان
فی الجبین الی فی ذاقہ العاجیین ، قال فی
القاموس الجبینان حرفان مکتعاً الجبۃ
من جانبہا یحایبان الخاجبین مصعد الخ
قصاص الشجرۃ

کی ضرورت نہ تھی ، لیکن اس سے ان پر طعن نہیں آتا کیونکہ
ان حضرات کا اس فن سے خاص شغل نہیں ہے وہ
صرف اپنے مقصد اور ضروری مراد کو بیان کرنے کا اہتمام
کرتے ہیں ، اللہ تعالیٰ ان پر اور ہم پر اپنی کھایت کرنے
والی رحمت فرمائے ، آمین !

پھر واضح ہو کہ دونوں جبینوں دونوں ابروؤں
کے برابر جابین پر ختم ہوتی ہیں ۔ قمارکس میں ہے :
" جبین پیشانی کے دو دونوں طرف سے ٹھیراؤ کرنے والی
دونوں طرفیں ہیں جو دونوں ابروؤں سے بلند ہو کر پیشانی کے
بالوں تک پہنچتی ہیں (۱) (ت)

بالکہ ہماری تحقیق پر قول چارم کا حاصل یہ ہوا کہ محاذات حقیقیہ سے دونوں طرف جھک سکتا ہے کہ جبین
یعنی کنارہ پیشانی محاذی کنارہ برہنی اور سے خطا اس کی استقامت پر اُفتی کی طرف جائے سطح کعبہ معتکہ پر
زاویہ قائمہ بنانا گور سے اقول (میں کہتا ہوں) ظاہر ہے کہ اس نئی پرین سے دوسری تک یعنی ماہین دو ابرو
اگر سر کو مدور فرض کیا جائے تقریباً ربع دور ہو گا تو وسط جہت سے ہر طرف ثمن دور ہے صفت نہ کرنا پر خطا اگر وسط
پیشانی پر ہوتا تو محاذات حقیقیہ ہوتی ، اب اس سے ثمن دور پھرنا بھی ہوا تو وہی جابین کعبہ میں ۴۵ - ۴۵ درجے
آئے ، قول سوم کا بھی یہی حاصل تھا اور کہوں نہ ہو کہ عبارت دوسرے سے ان کا ایک حاصل ہونا ظاہر کما قد صفا
و ہاتھ التوفیق ۔

چشم اہل مشرق کا قبلہ مغرب ہے ، اہل مغرب کا مشرق ، اہل جنوب کا شمال ، اہل شمال کا
جنوب ۔ لہذا جب تک ایک جہت دوسری سے نہ بدلے مثلاً ربع مغرب میں قبلہ ہے ، یہ ربع شمال یا ربع جزا
کی طرف منہ کرے جہت قبلہ باقی رہے گی ۔ اقول اس قول کا حاصل یہ ہے کہ موضع مصلیٰ سے محاذات حقیقیہ
کا خط کعبہ معتکہ پر گزرتا ہوا دونوں طرف کے افق تک ملا دیں اور وہیں سے دوسرا خط اس پر عمود گرائیں کہ افق کے
چار حصے مساوی ہو جائیں ، پھر ہر حصے کی تنصیف کر کے ہر دو نصف متجاور میں خط وصل کر دیں ان اخیر شرط سے
جو چار ربع افق حاصل ہوں گے وہی اربع جہات اربعہ ہیں ان میں دو ربع جس کے متصف پر کعبہ معتکہ ہے جہت

استقبال ہے اور اُس کے مقابل جہت

بائیں صورت کا اصل ہے اور س کبیر معکوس

عمود، ان نقاط پر بعد نے تربیع افقی کی پھر

کے خط ح ط لاویا، یونہی طے ہو گا۔

اور ی ب تک جہت استند پار،

جہت شمال۔ ۴ اگر ا کی طرف نہ کرے میں کعبہ کی طرف متوجہ ہے اور وہ اسے کہ دہنی جانب ح یا بائیں طرف

ط کے قریب تک پھرے جہت قبل باقی رہے گی، جب قوس ح ا ط سے باہر گیا جہت نہ رہی تو وہی دونوں جانب

۴۵-۴۵ دو بجے تک انحراف رہا ہے۔ قریب نہیں خود لام مذہب سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول،

فتاویٰ غیرہ میں ہے،

عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ المشرق

قبلة اهل المغرب والمغرب قبلة اهل

المشرق والجنوب قبلة اهل الشمال و

الشمال قبلة اهل الجنوب۔

شرح نقایہ علامہ قسطلانی میں ہے،

قال الزند و لیس ان المغرب قبلة لاهل المشرق

وبالعکس والجنوب لاهل الشمال وبالعکس

فالجهة قبلة کا معنی ہے۔

علیہ میں ہے،

قد قطع السند و لیس فی رد المحتار بالتفسیر

المذکور انہ قال بعد ما ذکر انہ

بناء علی کون الکعبة وسط الارض و تردد

استدبار اور باقی دو رہنے جہات یمن و شمال

اب خط محاذات حقیقہ ۳۶ اس پر

رہنے ۳ کو ح اور رہنے ۶ کو ط پر تنصیف

ی ح قوس ح ا ط جہت قبلہ ہے

ی ۳ ح جہت یمن، ح ۶ ط

جہت شمال۔ ۴ اگر ا کی طرف نہ کرے میں کعبہ کی طرف متوجہ ہے اور وہ اسے کہ دہنی جانب ح یا بائیں طرف

ط کے قریب تک پھرے جہت قبل باقی رہے گی، جب قوس ح ا ط سے باہر گیا جہت نہ رہی تو وہی دونوں جانب

۴۵-۴۵ دو بجے تک انحراف رہا ہے۔ قریب نہیں خود لام مذہب سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول،

فتاویٰ غیرہ میں ہے،

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ مغرب والوں

کا قبلہ مشرق ہے اور مشرق والوں کا مغرب ہے۔ شمال

والوں کا جنوب اور جنوب والوں کا شمال ہے۔

رت،

ذندروس نے کہا کہ مشرق والوں کا مغرب قبلہ ہے اور

اس کے برعکس، اور شمال والوں کا جنوب قبلہ ہے

اور اس کے برعکس۔ پس جہت بھی عین کعبہ کی طرح

قبلہ ہے۔ (د ت)

ذندروس نے اپنی کتاب ”رد صمد“ میں مذکورہ تفریع پر

یقین کا اظہار کیا ہے، انہوں نے یہ بات کعبہ کو

وسط زمین پر قرار دینے کے بعد کہی اور اس کے ثبات



فی ثبوتہ ثمرایۃ بکلام الامام الرضی فی التفسیر وانه من القضا یا المتلفاۃ بینہم بالقبول اقول لا محل لتردد فان الارض کرة فذلک ان تقد رایۃ نقطة منها شئت وسطا و النکبة احق بذلک فان الله تعالی جعلها مثابة لک من ثم المخرج لا یتوقف علیہ الا ترى انما صورناہ بفرض موضوع المصطفی وسطا۔

نظم رنغری پھر فریاد پھر علیہ میں ہے ،
 قبلۃ اهل الشرق الی المغرب عندنا و قبلۃ
 اهل المغرب الی الشرق و قبلۃ اهل المدینۃ
 الی یمین من توجه الی المغرب و قبلۃ اهل
 الحجج الی یسار من توجه الی المغرب اھ
 اقول کانه اس اذ بالہجج نحو
 الیمین و الا فالمدینۃ السکینۃ سیدۃ
 الحجج و سیدۃ بلاد العالم ثم من
 المعلوم قطعاً ان قبلتها الی یسار من توجه
 الی المغرب اعی الجبوب فکانه انقلب
 فی البیان الی یمین و یسار او تبدل الشرق
 بالمغرب و لعل من هذا القبیل و الله
 تعالی اعلم ما وقع من الخانیۃ من
 ان القبلة لاهل الهند ما بین الرکن

میں انہوں نے تردد کیا ہے ، پھر انہوں نے اس کی تائید
 امام رازی کے کلام جو ان کی تفسیر میں ہے سے فرمائی
 یہ بات مسلمہ قضایا میں سے ہے۔ میں کہتا ہوں اس
 میں تردد کی گنجائش نہیں کیونکہ آپ زمین کے جس نقطہ کو
 وسط قرار دیں وہ کعبہ ہے اس لئے کہ زمین گول ہے
 اسی لئے اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو "مثابة للناس" فرمایا ہے
 پھر یہ تفریع کعبہ کے وسط ہونے پر موقوف نہیں ہے۔
 آپ نے یہاں نہیں کیا کہ ہم نے نمازی کی جگہ کو وسط فرض
 کرتے ہوئے اس کی تصویر بنائی ہے۔ (ت)

ہمارے ہاں مشرق والوں کا قبلہ مغرب اور مغرب والوں
 کا مشرق ہے۔ اور ہند والوں کا قبلہ مغرب کی طرف
 متوجہ ہونے والے کی بائیں طرف ہے ، اور تجار والوں
 کا قبلہ مغرب کی طرف متوجہ ہونے والے کی بائیں ہائیں ہے۔
 اقول انہوں نے تجاز سے گریہ کیاں صحہ
 مراد لیا ہے ورنہ مدینہ منورہ تجاز کا مرکز اور سردار ہے
 بلکہ پورے عالم کا سردار ہے۔ پھر قطعاً یہ معلوم ہے
 کہ مدینہ منورہ کا قبلہ مغرب کی طرف متوجہ ہونے والے
 کی بائیں جانب یعنی جنوب ہے ، مگر یا انہوں نے
 بیان میں (خطی سے) یمن کی جگہ لیا کہ ایک سرے
 سے بدل دیا ، یا پھر مشرق اور مغرب کو ایک دوسرے
 سے بدل دیا واللہ تعالیٰ اعلم ، ہو سکتا ہے کہ جو خانیہ میں
 مذکور ہے وہ بھی اسی طرح کی تبدیلی پر مبنی ہو کہ ہند وارکن

ایمانی الی الحجۃ وکتبت علیہ اقول هذا
 جهة الجنوب ولا یصح الا لبعض بلاد الهند
 الی مصر الی تقریباً الا ان یقرأ الحجر یا کبر
 وهو الحطیم ویراد بالمرکن ایمانی الجدار الیمانی
 تم ما یدخل فی الغایت فیبقى الجدار الشرقی
 الذکب فیہ الباب التکریم او یقرأ المرکن
 علی معناه و یدخل الغایتان ویراد التوریع
 ای قبلة الهند متوجهة من الجنوب و
 الشرق والشمال وهذا السعید بعد قوله
 ثم تعین کل قوم منها ای "من الکعبۃ"
 فقد مر فاعلم انما المرکن الشامی و لا هل
 المدیسة موصیة بحطیم والمیزاب و
 لا هل یمن المرکن الیمانی و لا هل یمن
 فیستاصل والله تعالی اعلم

قبلہ رکن یمانی اور حجر کے مابین ہے۔ اور جسے اس پر عاشقین
 کہ یہ جزوی جنت ہے، اور یہ صرف بعض ہند جو کہ عرض الخ
 تقریباً ہے کا قبلہ ہو سکتا ہے۔ ہاں، اگر حجر کی بجائے
 حج جو کمرہ (زیر) کے ساتھ پڑھا جائے، یعنی عظیم
 کعبہ مراد یا جائے۔ اور رکن یمانی سے مراد سری
 یمانی دیوار مراد لی جائے اور پھر اثنیہ کی سیان کردہ
 یمانی میں سے، دونوں انتہاؤں یعنی یمانی دیوار، اور
 عظیم کو خارج کر دیا جائے اور صرف ان دونوں حدود
 کا درمیانی یعنی کعبہ کی شرقی دیوار جس میں کعبہ کا دروازہ
 ہے مراد یا جائے، یا پھر نول کہا جائے کہ رکن یمانی اپنے
 اصل معنی پر باقی رہے اور دونوں حدیں یعنی رکن یمانی اور
 عظیم کو شمار میں داخل مان کر ہند کے قبلہ کو پھیلا دیا جائے
 دونوں ہاں، کہ یہ کعبہ کا قبلہ جنوب شرقی اور شمال میں پھیلا ہوا ہے
 لیکن یہ احتمال ان کے اس بیان کے بعد بعید ہے کہ کعبہ کا

ہر مصر ایک قوم کے لئے متعین ہے، شام والوں کے لئے رکن شامی اور ہند والوں کے لئے عظیم اور میزاب کا بعد
 یمن والوں کے لئے رکن یمانی اور ہند والوں کے لئے الخ مذکورہ یعنی رکن یمانی اور حجر کا درمیان ہے، غور سے کام لو،
 واللہ تعالی اعلم۔ (ت)

اقول یہی قول نقل و نقل و شرع و عرف سب سے مزید اور یہی مضبوط الاقوال و اصل واضح و
 الظہر واسد۔

اؤ کلاً یہ خود امام مذہب سے منقول و کلام الامام امام الکلام (امام کا کلام، کلام کا امام ہے) سے

اذا قال الامام فصدق

فان القول ما قال الامام

(جب امام فرمائے تو اس کی تصدیق کرو کیونکہ یہ قول وہی ہے جو امام نے فرمایا ہے)

ثانیاً امام احمد بن حنبل و مسلم و ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و غیر ہم حضرت ابو یوسف انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اذا اتى احدكم لفلا يستقبل القبلة جب تم میں سے کوئی شخص پاخانے کو جائے گز نہ قبلہ کو دلا یوں ہا ظہر لا و لکن شرقوا و غریبوا۔ منہ کر کے نہ پیٹے پاں پورب کچھ منہ کر و۔

یہ شرط قبلہ کا قبلہ جانب جنوب ہے لہذا شرقاً غرباً نہ کرنا فرمایا، ہمارے بلاد میں جزباً شمالاً ہوگا۔ حدیث میں جنوب شمال کے کسی جگہ کو نہ یا پشت کرنے کی اجازت ارشاد نہ ہوئی اور مشرق و مغرب کے کسی جگہ کا استقبال نہ فرمایا تو دائرۃ اُفتی کے صاف چار جگہ ظاہر ہوئے جن میں ایک جہت استقبال ہے۔

ثالثاً صرف عام میں بھی یہ دائرۃ چار ہی ربع پر منقسم شرق غرب جنوب شمال اور بدن انسان بھی چار ہی رُغ و پہلو رکھتا ہے قدام، خلف، یمن، شمال۔ انہی میں فوق و تحت طاکر تمام جہان میں ہر سمت سستہ مشہور ہیں ان چاروں میں ایک کو دوسری پر کوئی ترجیح نہیں، کوئی وجہ نہیں کہ مثلاً ایک کا اقسام ۴۰ اور دوسرے تک یا ہا دسے اور دوسری کا صرف ۴۰ تک، تو دائرۃ اُفتی چار ربع مساوی ہی پر منقسم ہونا چاہئے۔

مہا بعناً دائرۃ اُفتی میں چار نقطے مفروض ہوئے ان میں ایک نقطہ استقبال حقیقی ہے، دوسرا استدبار حقیقی، دو باقی یمن و شمال حقیقی، تو جو ان میں کسی نقطہ کا ٹیک محاذی نہ ہو اُس کی تقریب لاجرم راجح تقریب ہوگی بعید کی طرف نسبت تبعید ہے ذکر تقریب، لاجرم ہر ایک کے پہلو پر وہی ٹیک دور اُس کا مقصد پڑے گا۔

خامساً تمام اقوال مذکورہ میں یہ ایسا نص ہے کہ دوسری طرف راجح نہ ہوگا اور یقینہ اقوال سب اس کی طرف رجوع کر سکتے ہیں اور قائمہ مستموس ہے کہ توفیق ابتعا سے خلافت سے اولیٰ ہے اور عقل جانب مفسر رد کیا جاتا ہے۔ قول سوم و چارم کا یہی حاصل ہونا تو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور قول اولیٰ میں عبارت غیر قبلة اهل المشرق والمغرب عندنا (ہمارے نزدیک اہل المشرق و اہل المغرب کا قبلہ۔ ت) کی شرح امام ابن امیر الحاج نے اسی عبارت ذخیرۃ من نظم الزمخشیری سے فرمائی جس میں تقسیم رباعی مذکور قول دوم میں چاروں سے جہہ مراد لینا چاہئے کہ موضع بود ہونے کے سبب اشرف اجزائے وجر ہے اوپر گزارا کہ وجہ کو مطلق چھوڑیں

صحیح البخاری	باب الاستقبال القبلة بقائلاً	مطبوعہ تحفہ کتب خانہ کراچی	۲۶/۱
سنن ابوداؤد	باب کراہیۃ استقبال القبلة	آفتاب عالم پریس لاہور	۳/۱
شرح غنیۃ المصلی	شرط الرابع استقبال القبلة	مطبوعہ مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ لاہور	۱۸۵ ص

تو جہتیں ہیں و شمال بھی داخل استقبال ہوئی جاتی ہیں کہ کائن کے نزدیک کنپٹیوں کی جہت یقیناً جہت چپ راست ہے، دو شخص کو برابر برابر ایک سمت کو جا رہے ہوں کوئی نہ کہے گا کہ ان میں ایک کا منہ دوسرے کی طرف ہے۔ غرض کچھ کو اپنی دہائی یا بائیں کنپٹی پر لینا لغت عرفاً شرعاً کسی طرح استقبال نہیں۔

سادہ سنا یہ تو قطعاً معلوم کہ قول اول و دوم اور ایک توہم پر سوم کا جو ارسال و اطلاق ہے ہرگز مراد نہیں ہو سکتا، اب اگر تنقید میں اسی تریخ ہمت کی طرف رجوع کیجئے تو عین مطلوب ہے در نہ نیچا میں کوئی حد حاصل معین و مرجع ملاعتبار نہیں اور تریخ با مرجع باطل تو حد بندھ سکے گی کہ یہاں تک انحراف روا اور اُس کے بعد فساد تو یہی قول اضبط الاقوال ہے تو اسی طرف رجوع بلکہ اُن سب کا بھی ارجاع مناسب۔

سابقاً اس میں وسعت جہت اُن سب سے تنگ تر، تو یہی احوط ہے کہ جہاں تک اُس کا مفاد ہے وہ تمام اقوال نہ کہ وہ پر یقیناً جہت قبلہ ہے اور جو اس کے مفاد سے باہر ہے وہ مختلف فیہ و مشکوک و نامضبط ہے تو اخذ متفق و ترک شبہ و اختلاف ہی مناسب، لا جرم اسلامی ملل سائے حیات نے بھی شرع سے اخذ کر کے جہت قبلہ کے لئے یہی ضابطہ باندا، فتاویٰ غیرہ کے ایک سوال میں ہے،

من القواعد الطليقة اذا كان الانحراف
عن مقتضى الادلة اكثر من خمس و
اربعين درجة يمتنع او يسقط يكون
ذلك الانحراف خارجا عن جهة الربع الذي فيه
مكة المشرفة من غير اشكال على ان الجهات
بالنسبة الى المصلى امرده۔

فکل قواعد میں ہے کہ جب دلائل کے مقتضی سے انحراف
۵۴ درجہ سے زیادہ دائیں یا بائیں ہو جائے تو نمازی
کیئے مسئلہ چار جہات میں سے، وہ ایک چوتھائی جہت
جس میں مذکور واقع ہے بغیر کسی اشکال کے یہ انحراف
اس سے خارج قرار پائے گا۔ (ت)

اقول اور یہیں سے ظاہر ہو کہ یہ قول امام ذہبی ہی ہرگز ایسی وسعت نہیں رکھتا کہ اسے قول دوم سے
مقید کیجئے بلکہ وہی اتنا وسیع ہے کہ اس سے مقید کرنا چاہئے

هذا وقع من الامام الحلبي في العلوية مما قد منا
نقد ليس في موضعه وهذا اتهام انجاسا
وهذا ما في القول الاول۔

پس امام حلبی کا وہ کلام جو علیہ میں واقع ہے جس کو ہم پہلے
نقل کر چکے ہیں وہ مناسب عمل نہیں ہے، قول اول میں
جو ہم نے دہرایا تھا یہ اس کی تکمیل ہے۔ (ت)

رہی حدیث مرفوع ما بین المشرق والمغرب قبلۃ (مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے)

۹/۱	مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت	کتاب العملۃ	سلف فتاویٰ غیرہ
۳۶/۱	مطبوعہ امین کینی دہلی	باب ما جاء ان بین المشرق والمغرب قبلۃ	سلف جامع الترمذی

اور اُس کے مثل ارشادات امیر المؤمنین فاروق اعظم و عبداللہ بن عمر و غیرہا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

اقول اُس کا یہ مفاد ہونا ہرگز مسلم نہیں نہ ممکن التسلیم کہ شرق سے غرب تک نصف دور میں قبلہ پھیلا ہوا ہے ورنہ لازم کہ نصف دیگر میں راستہ بار پھیلا کہ استقبال و استہبار دو جہت مقابل ہیں سارا دائرہ انہی دو جہتوں نے گھیر لیا، اہل ارشاد اقدس و لیکن شرفوا و حضروا (لیکن چاروں طرف یک طرف منہ کر دو۔ ت) کا کیا حاصل رہے گا، مگر یہ کہیں کہ خاص نقطین مشرق و مغرب مستثنیٰ ہیں تو لازم ہوگا کہ ہر شخص جو پیشاب کو بیٹھے یا پاؤں غسانے کو جائے صحیح آلات معرفت نقاط ساتھ لیتا جائے حالانکہ آلات بھی حسیتی تعین نقاط سے قاصر ہیں، اگر کئے عرفاً جہاں تک جہت مشرق و مغرب پہلے گی وہ سب مستثنیٰ ہے فاتحین اذ انضیعت انی عیدوا لاعداد لہد ید خذل فیہ۔ العایت لک کہ فی الفتح (لفظ تبیین) جب غیر عدد کی طرف مضاف ہو تو ابتداء ادا نہتہا و دونوں غایتیں اس میں داخل نہ ہوں گی جیسا کہ فتح میں ہے۔ ت)

اقول اب شکانے سے آگے عرف میں جہتیں چار ہی سمجھی جاتی ہیں اور ہر ایک سے قریب ہے وہ وہ اُسی کی طرف منسوب ہوتا ہے تو اس نصف دور کے ۹۰ درجے سے ۵۵۔۵۴ درجے کہ مشرق و مغرب سے قریب ہیں ان کے تحتے میں رہ کر مستثنیٰ ہوں گے بیچ کے ۹۰ درجے ہی کے وسط میں کعبہ واقع ہے جہت قبلہ رہیں گے وہو المطلوب (اور یہی مطلوب ہے۔ ت) معتمد ایک جماعت علماء نے یہاں بین بمعنی وسط یا یعنی مشرق و مغرب کے اندر ہر قوس جنوبی ہے اُس کے وسط و نصف کی طرف قبلہ دینہ سکیں گے۔

اقول اور اُس کے توبہ قول ذکر عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہے کہ جب تو مغرب کو اپنے دہنے بازو اور مشرق کو بائیں بازو پر لے تو اُس وقت تیرا منہ قبلہ کو ہے،

وكانه ما خرج الله عنه لئلا اذا قوله
اذا استقبلت بعد قوله فمحا
بينهما قبلته لكون هذا محتملا
بمختلف المراد هذا وحمله الامام الاجل
محمد بن المبارك على ان هذا اهل المشرق
وكذا قال الشيخ ابو حوى في المعالم انه محتمل
الله تعالى عليه وسلم اراد بقوله
ما بين المشرق والمغرب قبلته في حق
اهل المشرق اه ولا ادري ما الحاصل

ہو سکتا ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے قول فی
بينهما قبلته کے بعد "اذا استقبلت" کا لفظ
اسی نے بڑھایا ہو کہ ضمنا بینہما قبلتہ میں اس مراد کے خلاف
کا احتمال تھا۔ امام عبداللہ بن مبارک نے صاحبین
المشرق والمغرب والی حدیث کو اہل مشرق کے لئے
قرار دیا ہے۔ امام بغوی نے اس کی کوئی بیان کیا وہ
معالم میں فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا
قول "مشرق و مغرب کے درمیان قبلہ ہے" اہل مشرق
کے حق میں فرمایا ہے، ۱۰ مجھے معلوم نہیں کہ ان حضرات

وهو مغرب السماء الزامح.

کے طویل ترین دن کا مغرب قرار دیا ہے، اور امام مناوی نے فرمایا کہ وہ "سماء الزامح" کا مغرب ہے (ت)
اقول (میں کہتا ہوں) یہ بات بہت بعید ہے کیونکہ اس وقت "سماک" کا بُعد ٹوٹ

اقول هذا البعد والبعث فان
بعد السماء اذ ذاك لو كان شماليا

(بقیہ حاشیہ مفرغ نشد)

الم الط ۹۰۰۳۰۹۰ = ۹۰۶۰۰۳۰۹۰ قوسہ
ط ما مح هو المیل، لکل المنکوس لہ وعرضہ
میل کیلہ الشانی جنوبی فمجموعہ سما
الہ نطل حصۃ البعد جیبہ ۱۲۳۰۶۴۱۰۹۰ +
جیب تمام لمیل المنکوس ۵۴۴۰۹۹۳۰۹۰ =
۹۰۶۳۵۴۶۳۸ قوسہ الہ لو بعد انقب ای
میلہ الاول و معلوم اب المیل الاعظم
کان اہمض منہ بالکثر من درجتین فکیف یکساوی
سعت مشرقہما ۱۲ منہ (م)

عکس طول السماء اذ ذاك ونط تقریبا بعدہ
عن الاعتدال الاقرب نط جیبہ ۱۲۳۰۶۴۱۰۹۰
+ نط لمیل الاعظم = ۵۹۸۲۰۵۰۱۵۰ قوسہ
مح ہو میلہ الشانی و بعد درجتہ حدہ اس
الجندی عا جیبہ ۱۰۰۵۹۰۵۹۰ + جیب المیل
الاعظم = ۹۰۵۹۰۵۹۰ قوسہ المسح میلہ
المنکوس و عرضہ لالچ شماليا + مح = لظہو
حصۃ البعد جیبہ ۱۰۰۵۹۰۵۹۰ + جیب
نسب ۵۹۰۵۹۰۵۹۰ = ۹۰۵۹۰۵۹۰ قوسہ
لو كان بعد السماء ۱۲ منہ (م)

الم الط ۹۰۰۳۰۹۰ = ۹۰۶۰۰۳۰۹۰ قوسہ
اس کا قوس طما مح ہوگا، یہی اس کا منکوس میل کی ہوگا
جس کا عرض میل ہوگا جو اس کے جنوبی میل ثانی جیسا ہوگا
پس ان کا مجموعہ الہ نطل جو بُعد کا حصہ ہوگا اس کا جیب
۱۲۳۰۶۴۱۰۹۰ + میل منکوس کے کل کا جیب
۵۴۴۰۹۹۳۰۹۰ = ۹۰۶۳۵۴۶۳۸ قوسہ ہوگا جس کا
قوس الہ لو بعد انقب یعنی اس کا میل اول ہوگا اہمض بہت
معلوم ہے کہ میل اعظم اس سے دو درجے کم ہوگا، تو
اس سے دونوں مشرق کی سمت کیسے دی ہوگی ۱۲ منہ (ت)
سماک کا طول اس وقت و نط تقریبا ہو تو اس کا اعتدال
اقرب سے بُعد نط ہو جس کا جیب ۱۲۳۰۶۴۱۰۹۰ +
نط میل اعظم = ۵۹۸۲۰۵۰۱۵۰ قوسہ ہوگا جس کا قوس مح
جو اس کا میل ثانی ہوگا اہمض اس قدر سے اس کے
درجے کا بُعد عا جیب ۱۰۰۵۹۰۵۹۰ +
میل اعظم کا جیب ۱۰۰۵۹۰۵۹۰ = ۹۰۵۹۰۵۹۰ قوسہ
المسح اس کا میل منکوس ہوگا اور اس کا شمالی عرض
لالچ + مح = لظہو بُعد کا حصہ ہوگا جس کا جیب
نسب ۵۹۰۵۹۰۵۹۰ = ۹۰۵۹۰۵۹۰ قوسہ ہوگا جس
کا قوس ٹوٹ سماک کا بُعد ہوگا ۱۲ منہ (ت)

مرآئى اعلی المیل (مکمل بنحو ۱۳) حرجة
 قال البغوی فمن جعل
 مغرب الصیف فی هذا الوقت علی یسیر
 وشرق الشتاء علی یسیر کان وجهه
 الی القبلة ثم قال الرازی و ذلك لان
 المشرق الشتوی جنوبی متباعد عن
 خط الاستواء بقدر المیل والمغرب
 الصیفی شمالی متباعد عن خط الاستواء
 بمقدار المیل والدی بینهما هو سمت مكة ^{کذا}
 اقول ولا ادري کیف یحمل المطلقان
 علی هذین المقیدین وای قرينة
 علیه بل وای حاجة الیه فان الظاهر
 من الاطلاق امر اداة مغرب الاعتدال
 وشرقه ولا شک انهما بینهما قبلة
 المدينة السکينة وما یلیها بل انما مرید زیادة
 التقریب کان انعکاس اولی وهو اخذ مغرب
 الجدی وشرق السرطان لانت قبلة
 المدينة الکريمة علی جنوبیتها میلا
 ما عن نقطة الجنوب الی الشرق بعدة
 درج -

ثم اقول فی قول الامام
 الرازی متباعد عن خط الاستواء

شمالی تھا۔ اور یہ بُعد میل کل سے تقریباً ۱۳ درجے
 زائد تھا۔ امام بغوی نے فرمایا: جس نے اس وقت
 گرمیوں کے مغرب کو اپنی دائیں طرف اور سردیوں کے
 مشرق کو اپنی بائیں طرف کیا تو اس شخص کا منہ قبلہ کی
 طرف ہو گا اور امام رازی نے فرمایا یہ اس لئے ہے
 کہ سردیوں کا مشرق جنوبی ہوتا ہے اور خط استواء سے
 میل کی مقدار دور ہوتا ہے اور گرمیوں کا مغرب شمالی ہوتا
 ہے اور خط استواء سے میل کی مقدار دور ہوتا ہے
 اور جہاں دونوں کے درمیان ہے وہ سمت مکہ ہے ^(مکمل)
 اقول (میں کہتا ہوں) معلوم نہیں مطلق
 مشرق و مغرب کو کیونکر مقید کر دیا گیا اور اس پر قرینہ کیا ہے
 بلکہ اس کی ضرورت ہی کیا ہے کیونکہ مشرق و مغرب سے
 اعتدال کا مشرق و مغرب علی الاطلاق مراد ہے۔ اور
 یقیناً ان دونوں کے درمیان مدینہ منورہ اور اس کے
 ارد گرد کا قبلہ ہے بلکہ (میں قبلہ کی بجائے) صرف
 تقریبی سمت مراد ہو تو پھر اس بیان کا انعکاس بہتر ہے
 وہ یہ کہ "الجدی" کا مغرب اور "السرطان" کا
 مشرق لیا جائے کیونکہ مدینہ منورہ کا قبلہ اس سے
 جنوب میں تھوڑا سا نقطہ جنوب سے مشرق کی طرف
 چند درجے ہٹ کر ہے۔ (ت)

ثم اقول کہ امام رازی کے قول کہ گرمیوں
 کا مغرب اور سردیوں کا مشرق، خط استواء سے

بمقدار الميل تمام حافظا هرا قامت
 ذلك انما هو في الافق المستوي اما في
 غير فسحة المشرق والمغرب لراسي
 الجدي والسرطان اكبر انما من الميل
 الكلي كيف وهي وتر القائمة من مثلث
 كروي يحدث من قوس المعدل بين
 الافق والميلية وقوس من الميلية واخرى
 من الافق كلتا هما بين المعدل والمجرى
 خروايتا الباقيتان حادثان اما كون
 هذه قائمة فلانها من ميلية وقعت على
 المعدل واما حدة البواقي فلات وتر
 القائمة وهي السعة والميل كلاهما اقل
 من السهم واحد في الزوايا غير حساسة
 فتمت شرائط اثنى اثنى واجب
 عظيمة وتر العظمى بالسابع منها وطلب
 السعة فهي اعظم من الميل الاعظم
 ومن قوس المعدل الباقية ايضا اما في
 افق المستوي فتطبق الميلية على الافق
 فلا مثلث وللهيكن بين الجزء ونقطة
 الاعتدال حينئذ الاميل وذلك ما اردناه
 والله تعالى اعلم

میل کی مقدار دیکھتے ہیں کھلتا ہے کیونکہ یہ مستوی
 افق میں ہے لیکن اس کے غیر میں مشرق و مغرب کی وسعت
 راس جدی اور اس سرطان پر ہمیشہ میل کی سے بڑی ہوتی
 ہے، اسی کا قول کیسے صحیح ہو سکتا ہے جبکہ یہ وسعت
 مثلث کرہی کے قائمہ کا وتر ہے اور یہ مثلث کرہی افق
 اور میل کے درمیان معدل کے قوس اور میل کے قوس
 اور ایک دوسرے، جو کہ افق کا قوس ہے، سے پیدا
 ہوتی۔ یہ دونوں معدل اور جز کے درمیان ہیں اس کے
 باقی دونوں زاویے عادیہ ہیں، اس کا قائمہ ہوتا تو اس
 لئے ہے کہ یہ میل سے معدل پر گری ہے، اور دوسرے
 زاویوں کا عادیہ ہونا اس لئے ہے کہ قائمہ کا وتر جو کہ
 وسعت اور میل ہے یہ دونوں چوتھائی سے کم ہیں اور
 ایک زاویہ بڑے غیر عادیہ ہے تو اسی طرح کوس میں سے پہلے کہ
 "۱" کے شرائط مکمل ہو گئے تو اب ان کے ساتویں
 کی وجہ سے وتر خطی کی بڑھانی ضروری ہو گئی اور یہ وہی
 وسعت ہے تو یہ میل اعظم سے اور باقی معدل کے
 قوس سے بھی بڑی ہے لیکن مستوی کے افق میں میل
 افق پر منطبق ہو جاتی ہے اس لئے وہاں مثلث نہیں ہے
 اور جز اور نقطہ اعتدال کے درمیان اب صرف اس
 کامل ہے اور یہی ہماری مراد ہے، اللہ تعالیٰ بہتر
 جانتا ہے۔ (ت)

تذکرہ کتب مذہب میں یہ پانچ عبارتیں ہیں کہ افادہ حکم عام کرتی ہیں اور یہاں ایک عبارت اور ہے
 جسے بعض کتب میں تصریح بطور عموم ظاہر کیا اور حقیقتہً اصول صانع علوم نہیں بلکہ انھیں علامات خاصہ سے ہے جو
 بلا وخصوص کے لئے، تو ال فقیہ ابو جعفر وغیرہ مشائخ سے گزریں وہ یہ کہ بین المغربین قبلہ ہے یعنی گریوں میں سب
 سے بڑے دن مثلاً ۲۲ جون اور جازوں میں سب سے چھوٹے دن مثلاً ۲۱ دسمبر میں آفتاب جہاں ڈوبے اُن

دو نول موضع مغرب کے اندر رکعت قبلہ سے۔ روالمختار میں بحوالہ شرح زاد الفقیر للعلامة الفزری بعض کتب معتدہ ہے اور شرح الخلاصہ للعلامة القسطنطینی میں ہے،

ينظر مغرب الصیفة في اطلال ايامه ومغرب الشتاء في اقصر ايامه فيدح الثلثين في الجانب الايمن والثلث في الايسر والقبلة عند ذلك ولو لم يفعل هكذا اوصل فيهما بين المغربين يخطون۔

گرمیوں کے طویل ترین دن کے مغرب اور سردیوں کے چھوٹے دن کے مغرب کو طوطا رکھ کر دائیں جانب ۳۰ اور بائیں جانب ۳۰ درجے چھوڑے تو یہ نمازی کا قبلہ ہوگا، اور اگر وہ یہ احتیاط نہ کرے اور دونوں مغرب کے درمیان سیدھا نماز پڑھے تو نئی زجائز ہوگی۔ (ت)

طیر میں ملتقط و تجنیس ملتقط سے ہے،

وقال ابو منصور ينظر الى اقصر يوم واطول يوم فيعرف مغربيهما ثم يترك الثلثين عن يمينه قال صاحب المنطق هكذا استحباب والاول للجواز اه وهذا وعدناك عند الانتهاء الى الايراد الخامس۔

اور ابو منصور نے کہا سب سے چھوٹے اور سب سے بڑے دن کے مغرب کو معلوم کر کے پھر ۳۰ درجے دائیں طرف چھوڑے۔ صاحب منطق نے کہا کہ پہلا بیان جواز کئے اور یہ دوسرا استحباب ہے اور یہی صدر کلام میں پانچویں اعتراض میں ہمارا رد تھا۔ (ت)

ظاہر ہے کہ جو بلاد کو مکہ سے خاص جنوب یا شمال کو ہیں، بیان ان سے قواعد متعلق نہیں ہو سکتا آخر نہ دیکھا کہ قبلہ پیر سکینہ قبلہ قطیف یقینیہ ہے۔ بین المغربین درکنار و جنوب جنت مغرب سے بہت بعید ہے اور بلاد شرقیہ و غربیہ کو بھی عام نہیں ہو سکتی، آخر نہ دیکھا کہ ابھی بحث چہارم مکانہ عطر مشامی میں جو شہر کو مکہ سے پانچ درجے طول شرقی تاہ خاص خط استوا پر آیا اس کا قبلہ بین المغربین سے چوقہ درجہ شمال کو ہٹا ہوا ہے،

لان السعة العظمی فی الافق المستوی ثم اگر و قد كان انحراف قبلة عن نقطة المغرب محرّج۔

کیونکہ مستوی افق میں بڑی سمت الح الوہ ہے جبکہ نقطہ مغرب سے قسبہ کا انحراف حرّ الح تھا۔ (ت)

ترقبہ تقریبی ننانوے درجے مغرب سے باہر ہوگا جو ربع و درجے بھی زیادہ ہے، ظاہر امالی الفلکی میں اس قول کو اپنے بلاد بحر قند و غیر سے خاص کیا، قیہ میں ہے،

ذکر فی اصالی العبادی وحد القبلة فی ملا دنسا
یعنی فی سمرقند صابین المغربین مغرب
الشتاء ومغرب الصیف۔

امالی النفاذی میں ذکر کیا گیا ہے کہ ہمارے سمرقند کے
علاقہ میں قبلہ کی حد گرمیوں اور سردیوں کے اندر عربوں
کے درمیان ہے۔ (دست)

انھیں بلاد شرقیہ سے ہرات ہے۔ علامہ برہندی فرماتے ہیں، ہم نے اس کا قبلہ تحقیق کیا بین المغربین سے باہر جنوب
کو ہٹا ہوا پایا۔ اسی کے مطابق امام محمد بن المبارک مروزی و امام ابو یوسفؒ کا ارشاد آیا، شرح نعیار میں ہے،
نحوہ قد حقق بتلك القواعد سمت قبلة
هراة فظهر لنا انه يقع عند رب مغرب
اقصر ایام السنة حیث یعرب کو اکب العقب
وهو الموافق لما ذكره عبد الله بن المبرک
وابو مطیع لما وقع فی تجنیس الملتقط انه
لوعلى الى جهة خرجت مما بین مغرب
الصیف ومغرب الشتاء فسدت صلاته انما
یصح فی بعض البقاع (مختصاً)

ہم نے ان قواعد سے ہرات کے قبلہ کی سمت تحقیق کی ہے
تو ہمیں معلوم ہوا کہ سال کے چھوٹے دن کے مغرب سے
بائیں جانب جہاں مغرب کے تارے عرب عرب ہوتے
ہیں یہاں کا قبلہ ہے، عبد اللہ بن مبارک اور ابو مطیع
کے بیان کے یہی مطابق ہے اور جو تجنیس الملتقط میں
ہے کہ اگر نمازی نے گرمیوں کے مغرب اور سردیوں کے
مغرب سے غارج کسی جہت میں نماز پڑھی تو اس کی
نماز سدرگئی۔ تو یہ بات بعض علاقوں میں درست
ہو سکتی ہے (مختصاً دست)

اقول حقیقت امر یہ ہے کہ معظم معمرہ میں اکثر بلاد شرقیہ کا قبلہ تحقیقی مغرب سرطان سے مغرب جدی تک
سے عابد بہت درجات اور اک مغربین ہر شخص پر آسان اور اُن بلاد کثیرہ میں اگرچہ جہت قبلہ عربی سے باہر تک تمتد مگر مر
مرد و سہل اور اک کی تسہیل جو حدود قبلہ کے اندر داخل ہے مضائقہ نہیں کہتی بلکہ بار بار اس میں زیادہ تقریب ہے
جس سے سہولت و قرب بحقیقت کو وزن مبالغہ حاصل، لہذا علماء نے اُن بلاد میں عامہ کو ما بین المغربین کی تحدید بتائی
اُس کے معنی یہ نہ تھے کہ اس سے باہر جہت اصلاً نہیں، بلکہ مغربین سے تجاوز ہوتے ہی نماز سدر ہو، مگر شرح
خلاصہ قسمتانی اور شرح زاد النیر میں بحوالہ بعض کتب معتدہ کہ شاید وہی شرح خلاصہ ہو کہ تمام جہات مست بعینہا
فقیر نے اس میں پائی، مجدد عبارت مذکور ہے، واذا وقع توجهه خدما منها لا يجوز بالاتفاق (اگر اس کی

ملہ فیہ المصلی الشرح الرابع استقبال القبلة مطبوعہ مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ص ۱۸۵
ملہ شرح النفاذی للبرہندی باب شروط الصلوٰۃ مطبوعہ نئی نوکلشور بالسرور مکتبہ ۸۹/۱
ملہ رد المحتار باب شروط الصلوٰۃ مبحث فی استقبال القبلة مطبوعہ مطبع مجتہبی دہلی ۲۸۵/۱

تو ان جگہ سے خارج نہ جائے تو اس کی نماز بالاتفاق جائز نہ ہوگی۔ یہ دونوں کتابیں میں بتا رہے ہیں کہ غلطی سے نہ ہونا
بضمیر تشبیہ کہ بائیں مغربین راجع ہو کر شک نہیں کہ جنت سے خروج مفسد صلوٰۃ ہے اور غلط بالاتفاق اس معنی پر صریح
دل کے خروج عن الجہت ہی کا مفسد ہوتا متفق علیہ ہے نہ کہ یہ تحدید خاص جو اقوال خمسہ مذکورہ ائمہ مشہورہ و دواہ فی
کتب المذہب سب کے خلاف ہے لیکن غیر میں لکھی گئی ہے۔

حالت اصلی الی جہتہ حوجت عن المغرب یعنی اگر نمازی نے کسی ایسی جہت میں نماز پڑھی جو مغرب سے
خلاف ہو تو اس کی نماز فاسد ہوگی۔ (د)

اور تھیں الملتقط کی نقل گزری ہمارے برجندی کا ارشاد سن چکے کہ اُنہوں نے ہر اہل کے لئے یہ حکم نہ مانا بلکہ اس کا تحقیق مغربین
سے باہر ہے اور اس حکم کو صرف بعض مقامات سے مخصوص کیا اقول بلکہ اصلاً کہیں صادق نہ آئے گا سوائے گنتی کے
دو چار نامور مقاموں کے جو شاید آباد بھی نہ ہوں بلکہ نابا سسند میں پڑیں جن کا قبلہ نقطہ اعتدال ہو اور عرض
تقریباً چھپن درجے کے اسی کی سمت المغرب ۴۵ درجے ہوگی ورنہ اگر عرض اس سے کم ہو تو سمت المغرب ۴۵ درجے
سے کم ہوگی اور باجماع اقوال خمسہ میں المغربین سے کم و بیش خروج ہوا ہوگا اور اگر قبلہ اعتدال سے ہٹا ہوا ہے
تو ضرور احد السعین کی طرف ہٹنے کا تو جس سے جتنا قریب سے اُس سے اُس قدر باہر مانا بھی ہوا ہوگا اور جس سے
بہید ہے اُس کے اندر بھی بعض انحراف مفسد نہ ہوگا کہ نہ یحییٰ (جیسے کہ ہر جگہ)۔ (ب) پھر یہ بھی زیادہ
بین الفساد پھر تمام دنیا چھوڑ کر گنتی کے چند مواضع کا حکم لینا اور اُسے صورت عام میں بیان کرنا کیونکر ہو بصورت ہوگا
خصوصاً وہ مواضع بھی اتنے دور و دراز عرض کے جو اگر آباد بھی ثابت ہوں تو شک نہیں کہ اُس زمانے میں سمجھ رہے
باہر کجے جاتے اور خارج الاقالیم کہلاتے تھے کہ ان کی تقسیم میں ساتوں اقلیمیں ۵۰۰ تک ختم ہوئیں۔ ہمارے
اس تقریر سے متغافل نہ ہوں کہ اس قول پر کتنے نقص وارد ہیں۔

اولاً عرب و عجم و ہند و سندھ و غرض و ایشیا افریقہ کے تمام شہر بلکہ تمام اقلیم میں کہیں سمت المغرب
۴۵ درجے نہیں اور اگر واضح ہو چکا کہ یہاں تک انحراف باجماع میں اقوال مذکورہ روا ہے کہ یہی سبب سے
تنگ تر قول ہے تو عامر محمود کے مجملہ بلاد جن کا قبلہ نقطہ مشرق یا مغرب ہو بالاتفاق اقوال مذکورہ ان میں مابین
المغربین سے بھی انحراف ہوا ہوگا اور نماز فاسد نہیں ہو سکتی جب تک ۴۵ درجے سے زائد نہ ہو۔

ثانیاً وہ بلاد کم ہیں جن کا قبلہ خاص نقطہ اعتدال ہو، اکثر میں کم یا زیادہ انحراف ہے اب تین حال سے
خالی نہیں یا تو انحراف احدی تصاصہ ای من نقطۃ الاعتدال الی الجنوب او الشمال (میری مراد

اس کا تمام ہے یعنی نقطہ اعتدال سے جنوب و شمال کی طرف۔ (ت) سمت المغرب سے کم ہو گا یا برابر یا زائد بر تقدیر اول جس سمت انحراف ہے اُدھر کی سمت المغرب سے اور بھی باہر جانا روا ہو گا مثلاً ۳۴ درجہ سمت ہے اگر انحراف ۵ نہ ہوتا تو اُس سے ۲۱ درجہ خروج جائز ہوتا، اب فرض کیجئے ۳۰ درجے انحراف ہے یہ تو بین المشرقین ۴۱ درجے عدول صحیح ہو گا۔

ثالثاً جس سمت سے انحراف ہو اگر انحراف و سمت کا مجموعہ ۵۵ درجے سے زائد ہے تو بین المغربین ہی وہ جگہ پائی جائے گی جب تک انحراف مضد نماز ہے مگر اس قول پر جواز ہو گا۔

مابعداً فرض کیجئے ۲۰ درجے جانب جنوب انحراف ہے اور سمت ۴۰ تو اس قول پر قبلہ تحقیقی سے جنوب کو صرف چار درجے انحراف جائز ہو گا کہ بین المغربین سے خروج نہ ہو اور شمال کو ۴۴ درجے تک انحراف روا ہو گا یہ بدیہی البطلان اور باوجود جمیع غلطیوں سے قبلہ تحقیقی سے جس قدر ایک طرف پھرنے میں مواجہہ نہیں جاتا واجب کہ دوسری طرف بھی اُس قدر میں نہال نہ ہو کہ چہرہ انسان کے دونوں رخ یکساں ہیں یہ چارچ ایسی کا توفیق نہ ہر سے آیا۔

نچاھنا و ساد سنا بر تقدیر ثانی استقامت ظاہر تر ہیں فرض کیجئے سمت ۵۰ انحراف جنوب دونوں رخ یکساں ہیں (اور یہ کوئی فرض واقعی نہیں بیات دہاں کو عمل تکلیف کا اجرا بتا دے گا کہ فلاں فلاں مقام ایسے ہیں) اب اس صورت میں حکم شرعی تو اسے کہ بین المغربین سے جانب جنوب ۴۵ درجے تک باہر جانا روا ہے اور جانب شمال سمت کے صرف ایک جبکہ سکتا ہے نصف شمال کی طرف جبکہ مضد نماز ہو گا اور اس قول پر اس کے برعکس حکم یہ نکلے گا کہ ایک پہلو پر تو ساٹھ درجے تک انحراف روا اور دوسرے پہلو پر قدم بھرنا اور نماز گنی کیا یہ حکم شریعتی مطہرہ کا ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

سابعاً تقدیر ثالث تو خود استقامت نماز ہے کہ جب انحراف سمت سے زائد ہے تو جو قبلہ تحقیقی چاہے واجب ہے کہ بین المغربین سے باہر جائے اس قول پر خود استقبال تحقیقی مضد نماز ہوا۔

شاھنشا دنیا میں کوئی سمت سے زائد ہے طرفین کا مجموعہ ۶۰ م ۵۵ ہوا تو بین المغربین یعنی وہ انحراف ہے جسے قبلہ تحقیقی سے ۵۵ درجے زائد اختلاف ہے تو جو فساد نماز کی صورت تھی وہ اس پر جواز کی ہوئی اور جواز بلکہ اعلیٰ استہاب کی تھی وہ فساد کی ظہری اس سے بڑھ کر اور کیا احتمال ہو گا۔

تاسعاً فرض کیجئے ایک شہر مکہ معظمہ سے قریب اور کثیر العرض ہے اور دوسرا بہت بعید اور قلیل العرض ہے یہ عرض تو قطعاً اول کی سمت المغرب و دوم سے زائد ہوگی جس کی زیادت چھیانوے درجے تک پہنچ سکتی ہے تو اس قول پر لازم کہ قریب شہر کی سمت قبلہ بہت دُور داسے شہر کی سمت سے ہزار ہا میل زیادہ دُور تک پھیل ہو یہ عکس قضیہ معقول و منقول ہے۔

عاشق و عاشقہ کی کہ اس قول میں بر نسبت دیگر اقوال کے تفسیق ہے کہ مضمون معروضہ میں سمعت ۲۵ درجے سے بھی کم ہے مگر خیال باطل ہے ہم ابھی ثابت کر آئے کہ اس میں قبلہ حقیقی سے ساٹھ درجے انحراف روا نظر آتا ہے اور تنقیح کیجئے تو اس کی وسعت ظاہر قوانین اولین سے کچھ کم نہیں بلکہ زائد ہے کہ ۶۹-۲۲ کے عرض پر مجموعہ سمتیں کے پورے ایک سوا سی درجے ہیں۔

اقول (میں کہتا ہوں) اس پر دلیل میں کلی اور تمام عرض بلد کا تساوی ہونا ہے تو اس طرح ان دونوں کی جہیں بھی تساوی ہوں گی اور مثلث کر دی۔ میں جیوب زدایا کو اس کے جیوب تاریک طرف تساوی فرمایا کیا گیا ہے تو اس طرح جیوب سوسہ و قائمہ دونوں تساوی ہوں گے اور اسی سے شرح چھٹینی میں فاضل ردی کے دقیق کلام میں جو ابہام ہے واضح ہو جاتا ہے حدیث اگر ائمہ نے فرمایا اس وقت مشرق و مغرب عرض کے بڑے سے بڑی رہتی ہے یہاں تک کہ سوسہ قریب رہے کہ پہنچ جائے جبکہ عرض بلد رہے کو نہ پہنچی ہوا (ت)

بلکہ صم مناقب کے لئے ساٹھ ہی درجے کا عرض لیجئے کہ وہاں سمعت ۲۵۲ م ہوا، اور فرض کیجئے کہ انحراف جزوی ۲۵۲ ہو کہ اس سے زیادہ کا انحراف ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں۔ اب اگر اصل نقطہ مغرب سے ۲۵۲ م شمال کو پھر کر کھڑا ہو اس قول پر فہم صحیح ہوگی کہ قبلہ بین المغربین کے اندر ہے مگر قبلہ حقیقی سے پورے ایک سو تیس درجے پھرا ہوا ہے قوانین اولین کے ظاہر پر تو قبضے کو کہہ دیا جی بڑی تھی یہاں اس سے بھی گزر کر بیٹہ کا حصہ ہے اور استقبال مروجہ بالبلد اس پر وہ استقامت بالمدہ میں جن کا شمار و شمار توجیر قول اس طور پر فقہاء عقلاً اصلاً قابل قبول نہیں اور خود اسی قدر اس کی غرابت و نامسمومی کو بس تھا کہ تمام کتب معتدہ کے پانچوں اقوال سے صریح مناقض ہے، اُن اس وجہ پر کہ فقیر نے تقریر کی ضرورت صحیح و صحیح ہے وہاں اللہ التوفیق، الحمد للہ کہ جہت قبلہ کا یہ کافی وافی شافی صافی بیان اُس جلالت شان و ایضاح مراب و احاطہ و تحقیق و کشف حجاب کے ساتھ واقع ہوا کہ اس تحریر کے غیر میں نہ ملے گا ذلک من فضل اللہ علیہ سنا علی الناس و لکن اکثر الناس لا یشکرون سب اب و انہم فحمان اشکرو نعمتک

التي انعمت علي وعلى والدي وان اعزل عددا ترصه واجعلني من التائبين واجعلني برحمتك
في بقولك امين وصلى الله تعالى على سيدنا محمد وآله وصحبه اجمعين امين۔

افادہ ثانیہ علی گڑ میں انقلابین کی سمت المغرب کیا ہے۔ الحمد للہ کہ جہت قبلہ کے معنی آفتاب
کی طرح واضح ہو گئے اور معلوم ہو گیا کہ جب تک حدود جہت کے اندر ہے ہوازدیاست ہے حتی الوسع اصابت میں
صرف مستحب ہے۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ مقام حیدرگاہ ترازہ قدیر کا انحراف حدود جہت کے اندر ہے یا نہیں، اس کے لئے
اُس ظاہری وسعت احوال سابقہ کی حکیت دینی درکنار قول پر ہم مجھے ہم متفق و متفق کر آئے اُس سے بھی تنزل کریں اور
اس میں المغربین ہی کی تحدید کریں کہ ہمارے بلاد میں واقعی یہی سب سے تنگ تر ہے تاکہ ناواقف فتنی دہندوں
کو کوئی شکایت نہ رہ جائے اس کے لئے اقوال علی گڑ میں راس المجدی و راس السرطان کی سمت المغرب معلوم
کئی ضرور ہے فنقول



۳ راس المجدی وقت غروب ۲۰
ثلث اس ح قائم الزاویہ
۴ راس السرطان نقطہ مغرب سے ۲۶ درجے ۴۶ دقیقہ شمال کو اور راس المجدی اسی قدر جنوب کو
پٹا ہوا ڈوبتا ہے۔

افق ہمیشہ تمام عرض بلد ہوتا ہے الا انہی ان قیاسا قوس ط ۳ و یسمت راس البلد فکان ی ط بعضہ و ط بعضہ
و ط ۳ تمامہ بحکم شکل مغنی جیب میل، جیب تمام دوم ۱۰، جیب ۱۰ ح بمول ۵۰ بلوگا رشم جیب اول
۹۰۵۹۹۸۱۰۰ - جیب دوم ۳۲۰۳۲۰۳۲ - جیب سوم ۶۲۳۰۶۲۳ - قوسہ اٹھو - معلوم ہوا
کہ علی گڑ میں راس السرطان نقطہ مغرب سے ۲۶ درجے ۴۶ دقیقہ شمال کو اور راس المجدی اسی قدر جنوب کو
پٹا ہوا ڈوبتا ہے۔

افادہ ثالثہ یہ حیدرگاہ نقطہ مغرب سے کس قدر منحرف ہے۔ اب وضوح مقصد میں صرف
اتنی ہی بات کا دریافت کرنا رہا، اگر ثابت ہو کہ اس کا انحراف پورے ستائیس درجے سے کم ہے تو یقیناً وہ اس
سب سے تنگ تر قول پر بھی جہت قبلہ کی طرف ہے اور اُس میں نماز مکروہ و تحریمی بتانا اور اسے ڈھانا فرض ٹھہرانا
سب جہل و افتراء، اس کے لہذا کہ حیدرگاہ مذکور کی دیوار قبلہ کا جنوباً شمالاً طول درکار تھا، دریافت کئے پر تحریر
آئی کہ سارے بیاسی گز ہے، اگر یہ پیمائش اور مترضوں کا فہم دہوی کہ دیوار محاذات قطب شمالی سے نو سے فٹ
بانب مغرب ہٹی ہوئی ہے صحیح ہے تو زاویہ انحراف معلوم کرنا مشکل نہیں فاقول



۱ نقطہ قطب ہے اور اب دیوار قبلہ، بحالت موجودہ جہت سے ٹیک سمت ۲ پر
خط ۳ غیر محدود کھینچا اور ب کو مرکز فرض کر کے ا کے بعد پر قوس اس ح رسم کی جس نے
خط کو نقطہ ۴ پر قطع کیا تو ب ۴ اس حالت پر دیوار ہوگی جس پر مترضیں اُسے لانا چاہتے ہیں،

دسے ۱۹۷۴ء ۱۹ فٹ آسے یعنی نوٹے فٹ یہ اور ہے۔ ۱۹ فٹ اور یہ جملہ ۱۹ فٹ بھی اگر یہ در اقطاب شمالی سے پھری ہوئی حدود سے باہر نہ تھی ہکدا اینیغی التحقیق واللہ تعالیٰ ولی التوفیق۔

تنبیہ قول محقق و منع کہ کثیر معطر کے دونوں جانب ۴۵ درجے تک انحراف روا ہے اس پر عمل قبل تحقیق برہانی نکال کر کرنا چاہئے کہ طریق تقریبی میں خود کئی کئی درجے کا تفاوت آتا ہے۔ اب یہیں دیکھئے کہ ۸ درجے ۲۰ دقیقے کا تفاضل ہے واللہ المہادی الی الصواب، الحمد للہ کہ اس تحریر میں افادہ اولیٰ غایت نفع و افاضت پر واقع ہوا مناسب اس کے لحاظ سے اس کا تاریخی نام ہدایۃ المتعلیٰ فی حد الاستقبال ہو کہ اس کی تصنیف اور غزالی المجر ۱۳۲۲ھ میں ہوئی، اور اگر یہ لحاظ کریں کہ تبیض میں اوائل محرم ۱۳۲۵ھ تک تاریخی آئیں گی تو حد الاستقبال کے عرض جہۃ الاستقبال کتنا مناسب، وھل اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ و صحبہ اجمعیٰ آمین واللہ تعالیٰ اعلم و علیہ حل مجید انھ و احکم۔

باب اماکن الصلوٰۃ

(مقامات نماز کا بیان)

مسئلہ ۳۹۶ از شہر کتبہ ۲۷ ریح ۱۵ غری شریف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ نماز مسجد کے در میں جائز نہیں ہے چاہے ایک یا دو چاہے امام ہو۔ غرض کہتا ہے کہ در میں بلا کراہت جائز ہے ایک ہو یا امام، البتہ صفوں کا دروں میں قائم کرنا مکروہ ہے یا مسجد کے غریب میں ایک ہو یا امام۔ اس مسئلہ میں زید کا قول سچا ہے یا غلط کا، جتنو اتو غزوہ احکم انہ انفسہ مسجد کا واسطے ملائعہ کے لکھ دیا ہے۔

$\frac{۳}{در}$	$\frac{۲}{در}$	$\frac{۱}{در}$
$\frac{۳}{در}$	$\frac{۲}{در}$	$\frac{۱}{در}$

الجواب

فی الواقع امام کا بے ضرورت محراب میں کھڑا ہونا کہ پاؤں محراب کے اندر ہوں یہ بھی مکروہ (ہاں پاؤں باہر اندر مسجد محراب کے اندر ہو تو کراہت نہیں) اور امام کا در میں کھڑا ہونا یہ بھی مکروہ مگر اسی طرح کہ پاؤں باہر اور مسجد در میں ہو تو کراہت نہیں بشرطیکہ در کی کرسی بلند نہ ہو ورنہ اگر مسجد کی جگہ پاؤں کے موضع سے چار گز سے زیادہ اونچی ہو تو دوسرے سے نماز ہی نہیں ہوگی اور چار گز یا کم بلند ہو تو کراہت سے خالی نہیں اور بے ضرورت مقتدیوں کا در میں صف قائم کرنا یہ سخت مکروہ کہ باعث قطع صفت ہے اور قطع صفت ناجائز، ہاں اگر کثرت جماعت کے باعث جگہ میں تنگی ہو اس لئے مقتدی در میں اور امام محراب میں کھڑے ہوں تو کراہت نہیں۔ یونہی اگر عین کے

باعتبار کچل صفت کے لوگ دروں میں کھڑے ہوں تو یہ ضرورت ہے والضرورات تبیح المحظورات (مست
ضرورت نحواعت کو مباح کر دیتی ہے۔ ت) رہا ایکلا اسی کے لیے ضرورت، بے ضرورت محراب میں، در میں
مسجد کے کسی حصہ میں کھڑا ہونا اصلاً کراہت نہیں رکھتا۔ در مختار میں ہے :

مکہ قیام الامام فی المحراب لا یجوز فیہ
وقد صرحنا فیہ لان العبرة للقدح
امام کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے، اگر قدم باہر
ہوں اور سجدہ محراب میں ہو تو یہ مکروہ نہیں کیونکہ اعتباراً
قدحوں کا ہے۔ (دست)

رو، مختار میں بحر الرائق سے ہے :

فی الولو الجبۃ وغیرہا اذا لم یصلح المسجد بمن
خلف الامام لا یسبی لہ فلت لانه یشبه بتایین
المکاسبین انتہی یعنی وحقیقتہ اختلاف مکان
تسبہ الجواز فشبہة الاختلاف توجب الکراہة
والجواب وان کان من المسجد فمصریہ و
ہیئتہ افقت شبہة الاختلاف مخصصاً
ولو الجبۃ وغیرہا میں ہے جب امام کے پیچھے والے نمازیوں
کے لئے مسجد تنگ ہو تو امام کو محراب میں قیام نہیں کیا چاہے تنگ
یہ دو جگہوں کے الگ الگ ہونے کا شبہ پیدا کرے گا
انتہی یعنی مکان کا حقیقتہ اختلاف جواز نماز سے مانع
اور جہاں اختلاف مکان کا شبہ ہو وہاں کراہت ہوگی
اور خوب اگرچہ مسجد ہی سے ہے مگر محراب کی حدت اور
جہت اختلاف مکان کا شبہ پیدا کرتی ہے اور مخصصاً

اسی میں معراج الراۃ سے ہے :

حکم العلوانی عن ابی الیث لایکرہ قیام الامام
فی الطاق عند الضرورة بان ضاق المسجد علی
المقوۃ
امام کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ نہیں جبکہ نمازیوں پر
مسجد تنگ ہو۔ (دست)

اُسی میں کتاب مذکور سے ہے :

الاصح ما روی عن ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ
عندہ انه قال اکسیرہ للامام ان یقوم
اصح روایت کے مطابق امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ
عنے سے ہی مروی ہے کہ امام کا دو سستوں کے درمیان

۹۲/۱	مطبوعہ مجتہائی دہلی	باب ما یفسد الصلوۃ	سہ در مختار
۴۴۴/۱	مصطفیٰ البانی مصر	"	سہ رد المحتار
۴۴۸/۱	"	"	سہ " "

کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ (ت)

بین الماسریتین^۱

تویر الابصار میں ہے ۔

اگر نمازی کے سجدہ کی جگہ قدموں کی جگہ سے دو کھڑی
ایٹھوں کے برابر بلند ہو تو نماز جائز^۲ اور اگر اس سے
زیادہ بلند ہو تو نماز جائز نہ ہوگی۔ (ت)

لوکان موضع سجوده اس فرعت موضع
القد میں بمقدار یختین منھو متین
جائز وان اکثر^۳

در مختار میں ہے ۔

ان دونوں کا بلند ہونا نصف ذراع سے جو کہ بارہ
انگلیوں کی مقدار ہے۔ چلتی نے اسے ذکر کیا۔ (ت)

مقدار ارتف عھما نصف ذراع ثلث عشرة
اصبعاً ذکرہ الحلبي^۴

رد المحتار میں ہے ۔

قولہ جائز سجوده یعنی سجدہ تو جائز ہوگا اگر بن ہر گز
ہر گز کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فعل منقول
کے خلاف ہے۔ (ت)

قولہ جائز سجوده الظہیر انہ مع الکراہۃ
لیست نکتہ لب شور من فعلہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم^۵

سنن ابن ماجہ میں ہے ۔

یعنی قرہ بن ایاس مرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہیں
دوستوں کے بیچ میں صفت باندھنے سے منع فرمایا جاتا
اور وہاں سے دیکھتے دیکھتے کہ ہٹائے جاتے تھے۔ (ت)

عن معویۃ بن قرقۃ عن اسیہ رضی اللہ تعالیٰ
عنه قال کانہی ان نصف بین السواری علی
عھد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ونظر عنھا طردا^۶

مسند امام احمد و سنن ابی داؤد و جامع ترمذی و سنن نسائی و صحیح حاکم میں ہے ۔

یعنی ایک تابعی کہتے ہیں ہم نے ایک امیر کے چپے نماز
پڑھی تو گویا نے ہمیں مجبور کیا کہ ہمیں وہ دستوں میں نماز

عن عبد الحمید بن محمود قال حملینا خلف
امیر من الامراء فاضطرنا الماس حملینا

رد المحتار باب ما یفسد الصلوۃ مطبوعہ مصطفیٰ البابا مصر ۲۵۸/۱

رد المحتار شرح تویر الابصار فصل اذا سجد الشروع فی الصلوۃ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۴۹/۱

رد المحتار " " " " مطبوعہ مصطفیٰ البابا مصر ۳۲۲/

سنن ابن ماجہ باب الصلوۃ بین السواری فی الصف " " " " ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۴۰

بین الناس یتین فلما هلیسا قال انس بن مالک
 مرضی اللہ تعالیٰ عنہ کنا ننتقی هذا علی عهد
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 پر خنی ہوئی (جب ہم نماز پڑھ چکے تو) انس بن مالک نے
 فرمایا ہم زمانہ آندس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم میں اس سے بچتے تھے۔

حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے، ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے، عمدة القاری شرح صحیح بخاری میں قبل باب الصلوة
 الی راعیہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے کہ انہوں نے فرمایا، لا تصفوا بین الاصابین و اتصوا
 الصفوف۔ ستونوں کے بیچ میں صف نہ باندھو اور صفیں پوری کرو۔ اور اس کی وجہ قطع صف ہے اگر تینوں
 دروں میں لوگ کھڑے ہوں تو ایک صف کے تین کھڑے ہوئے اور یہ ناجائز ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم فرماتے ہیں: من قطع صفاً قطعہ اللہ۔ جو کسی صف کو قطع کرے اللہ اسے قطع کر دے۔ اور اگر بعض دروں
 میں کھڑے ہوئے بعض عالی چوڑے دے جب بھی قطع صف ہے کہ صف ناقص چوڑی کاٹ دی پوری نہ کی اور
 اس کا پورا کرنا لازم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اتصوا الصفوف (صفوں کو مکمل کرنا)۔
 اور اگر اس وقت اور زائد لوگ نہ ہوں تو آنے سے کون مانع ہے تو یہ ممنوع کا سامان مہیا کرنا ہے اور وہ بھی
 ممنوع ہے قال اللہ تعالیٰ تلک حد ود اللہ فلا تقربوا (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ حد تمہارے کی حدود ہیں پس
 ان کو توڑنے کے قریب مت جاؤ۔ ت۔ دروں میں تقییدوں کے کھڑے ہونے کو قطع صف نہ سمجھنا غلط ہے۔
 علامہ کرام نے صاف تصریح فرمائی کہ اس میں قطع صف ہے۔ صحیح بخاری میں ہے: باب الصلوة بین السواری
 فی غیر جماعۃ (باب جماعت کے علاوہ ستونوں کے درمیان نماز پڑھنے کا۔ ت: امام علامہ محمد بن یحییٰ کہ جہد
 اکثر خفیہ سے ہیں اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

قید بغیر جماعۃ لان ذلک یقطع الصفوف و
 نسویۃ الصفوف فی الجماعۃ مطلوبۃ
 بغیر جماعت کی قید اس لئے ہے کہ یہ (نمازی کا دو ستونوں
 کے درمیان ٹھہرنا) صفوں کو توڑتا ہے حالانکہ صفوں کا

۱۔ جامع الترمذی باب ما جاء فی کراہیۃ الصف بین السواری مطبوعہ امین کمپنی دہلی ۳/۱
 ۲۔ عمدة القاری شرح البخاری باب الصلوة بین السواری فی غیر جماعۃ مطبوعہ دارۃ الطباعة لیسیرہ بیروت ۲۸۶/۲
 ۳۔ سنن ابی داؤد باب نسویۃ الصفوف مطبوعہ آفتاب عامہ پریس لاہور ۹۶/۱
 ۴۔ صحیح مسلم
 ۵۔ فقہی کتب خانہ کراچی
 ۶۔ ۱۸۲
 ۷۔ فقہی بخاری باب الصلوة بین السواری فی غیر جماعۃ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۶۲/۱

عدۃ القاری میں ہے :

اداکان منفرد الا یا س فی الصلۃ بین الصلوتین جب تنہا نماز ادا کر رہا ہو تو دوستوں کے درمیان
اذا لم یکن فی جماعۃ

اس بیان سے واضح ہوا کہ زید و عمرو دونوں کے کلام میں وہ دو غلطیاں ہیں زید نے درمیان نماز جائز
بتائی زیادت ہے، باجائز نہیں، یا امام کو مکروہ ہے۔ یونی منفرد کو اس حکم میں شریک کرنا ٹھیک نہیں، خود
حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کتبہ معقلہ تشریف لے گئے دوستوں کے درمیان نماز پڑھی حکما
ثبت فی الصحاح عن ابی عمر عن مبلال جیسا کہ صحاح میں حضرت بن عمر نے حضرت بدل
رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا ہے (ت)

عمرو کا امام کو درمیان کھڑا ہونا بلا کر است جائز مانا صحیح نہیں، یونی منفرد کا محراب میں قیام مکروہ جاننا ٹھیک نہیں جو
وجہ کراہت علما نے لکھے ہیں یعنی مشبہ اختلاف مکان امام و جماعت یا اشتباہ حال یا تظہر اہل کتاب ان
میں سے کوئی وجہ منفرد کے لئے متحقق نہیں واللہ بحکمہ و تعالیٰ اعلم و عہدہ جل مجدہ اقدس دھکم
ہذا شانہ احکم۔

مسئلہ ۳۹ اردو ملی دانش سوسائٹی، سندھ مسلمہ کتب خانہ، لاہور، ۱۳۳۹ھ

شعبان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ریل پر نماز کس طرح ادا کی جائے گی ایک شخص نے سوال کیا کہ
چلتی ریل اور جہاز پر نماز جائز ہے یا نہیں۔ مولوی کاویت اللہ صاحب نے تعلیم اسلام کے صفحہ ۲۷۰ پر جو جواب منقولہ
ذیل لکھا ہے صحیح ہے یا نہیں؟ اور جہاز یا کشتی اور ریل کا ایک ہی حکم ہے یا غیر خیر؟ میں اس میں تفصیلی بحث
چاہتا ہوں آج کل اس کے جملہ مسائل کی اہل اسلام کو سخت ضرورت ہے جواب مولوی صاحب موصوفت کا یہ ہے
صح چلتی ریل اور جہاز پر نماز جائز ہے اگر کھڑے ہو کر پڑھ سکے چکر کھانے یا گرنے کا ڈر نہ ہو تو کھڑے ہو کر پڑھنا
ضروری ہے اور کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکے تو بیٹھ کر پڑھ لے اور اگر درمیان نماز میں ریل یا جہاز گھم جانے سے نماز
کا منہ قبلہ کی طرف نہ رہے تو فوراً قبلہ کی طرف پھر جانا چاہئے ورنہ نماز نہ ہوگی جعظہ اور یہ بھی فرمایا جاوے کہ فرض
فعل سب کا ایک حکم ہے یا فرق ہے؟ جینا تو جودا۔

الجواب

فرض اور واجب جیسے وہ تہ نہ راہ رطلی بر یعنی سنت فجر چلتی ریل میں نہیں ہو سکے اگر ریل نہ ٹھہرے اور
لے عدۃ القاری شرح البخاری باب الصلۃ بین السواری ط مطبوعہ ادارۃ المطبعات المیریہ بیروت ۲۸۴/۲

وقت تک نہ دیکھے پڑھ لے پھر بعد استقرار اعادہ کرے، تحقیق یہ ہے کہ استقرار یا ٹیکہ و عوبالوسا نظر میں یا تابع
زمین پر کہ زمین سے متصل با اتصال قرار ہوا نمازوں میں شرط صحت ہے مگر یہ قدر و لذت دایر پر بلا قدر جائز نہیں
اگرچہ کھڑے ہو کر دایر تابع زمین نہیں، بلکہ گاڑی پر جس کا جو ایلوں پر رکھا ہے اور گاڑی ٹھہری ہوئی ہے جائز نہیں کہ
بالٹیکہ زمین پر استقرار نہ ہو، ایک حصہ غیر تابع زمینی پر ہے و لذت اچلتی کشتی سے اگر زمین پر اتار، متیسرے ہو کشتی میں
پڑنا جائز نہیں بلکہ عند تحقیق اگرچہ کشتی کنارے پر ٹھہری ہو مگر پانی پر ہو زمین تک نہ پہنچی ہو اور یہ کنارے پر اتار
سکتا ہے کشتی میں نہ رہے ہوگی کہ اس کا استقرار پانی پر ہے اور پانی زمین سے متصل، اتصال قرار نہیں جب استقرار
کی حالتوں میں ماریں جائز نہیں ہوتیں تب تک استقرار زمین پر اور وہ بھی بالٹیکہ نہ ہو تو چپنے کی حالت میں کیسے
جائز ہو سکتی ہیں کہ نفس استقرار ہی نہیں کلاف کشتی رہاں میں سے نزول متیسرے ہو کہ اسے اگر روکیں گے بھی
تو استقرار پانی پر ہوگا نہ کہ زمین پر، لہذا سیر و وقوف برابر، لیکن اگر ریل روکل جائے تو زمین ہی پر چڑھے گا
اور مثل تخت ہو جائے گی، اگر نزلوں کے کمانے وغیرہ کے لئے روکی جاتی ہے اور نماز کے لئے نہیں تو منع میں جہت
العبادہ ہو اور ایسے منع کی حالت میں مگر وہی ہے کہ نماز پڑھ لے اور بعد زوال مایع اعادہ کرے۔ دُرُفُستار
میں ہے۔

لوصی علی دایة فی شق محض وهو یقر
علی النزل بفسخ لا تجوز الصلاة عیہ
اذا كانت واقفة الا ان تكون عیدان المحمل
عین لاسرھن ہامب مرکز تحتہ خشبة و
اما العسلوة علی العجلۃ ان کان طرف العجلۃ
علی الدایة وہی تسیر ولا تسیر فہی صلاۃ
علی الدایة فتجوز فی حالۃ العدد المذکور
فی التیمہ ولا فی غیرہ وان لم یکن طرف
العجلۃ عین الدایة جائزہ لواقفۃ لتعیدہم
ہاتھا کالسریر ہذا اھلہ فی ائۃ ضرب و
الواجب بانواعہ و سۃ العیو بشروط
ایقۃ فیہا للقبلة ان امکنہ والا فبضم الامکان
نشدہ یختلف لیسیرھا المکان و اضاف

مذکور کی تفسیر یہ ہے کہ اگرچہ اس میں نماز ادا کی
حالانکہ وہ اترنے پر قادر تھا تو نماز نہ ہوگی، البتہ اس
صورت میں نماز ہو جائے گی جب کہ وہ کسی گریبان
زمین پر ہوں یا اس طرح کہ اس کے نیچے گاڑی کا ٹی ہو
رہا معاملہ گاڑی (مثلاً ریل گاڑی وغیرہ جس کو جب نور
کھینچتے ہیں، پر نماز کا تو گاڑی کا ایک حصہ چڑھنے کے
اوپر ہے خواہ وہ چلتی ہے یا نہیں تو یہ چڑھنے پر نماز
کبھی جائے گی تو تیمم میں بیسٹان کر وہ غدر کی وجہ سے
نماز ادا ہو جائے گی، اس کے علاوہ میں نہیں اور اگر
گاڑی کا کوئی حصہ چارپائے پر نہیں تو نماز ہو جائے گی
اگر ریل گاڑی کھڑی ہو کیونکہ فقہ نے اسے
تخت کی مثل قرار دیا ہے۔ یہ تمام گفتگو قرآن
واجبات کی تمام انواع اور جملہ کشتیوں میں سے بشرط

المفعل فيجوز على المحصل والجهة مطلقاً
 الامكان قبل رُخ كذا كذا شرط ہے تاکہ اسکے چلنے سے مکان میں تبدیلی نہ ہو جائے باقی نوافل کجاوسے اور بیل گاڑی
 میں پڑھنا مطلقاً جائز ہیں۔ (ت)
 خود رد المحتار میں ہے،

الحاصل ان کلام من اتحاد المكان واستقبال
 القبلة شرط في صلاة غير النافذة عند
 الامكان لا يسقط الا بعد رفلو، ممكنه ايضا
 مستقبله فعل بقى لو ممكنه الا يقاوت دون
 الاستقبال فلا كلام في نزومه لما ذكره الشارح
 من لعله (ملخصاً)
 حاصل یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو نوافل کے علاوہ
 نمازیں اتحاد مکان اور استقبال قبلہ دونوں شرط
 ہیں تو شرط عذر کے بغیر ساقط نہ ہوگی، پس اگر سواری
 کو قبل رُخ کھڑا کر سکے تو کوسے باقی رہا یہ کہ اگر کھڑا کر سکتا ہے
 مگر قبل رُخ کھڑا نہیں کر سکتا تو کھڑا کرنا لازم ہے جیسا کہ
 شارح نے اس کی علت ذکر کی ہے (یعنی تاکہ اتحاد مکان
 سب نمازیں حاصل رہے مطلقاً۔ (ت)

اُسی میں ہے،

الفرق وان واجب بانواعه لا يصح عن
 الدابة الا بضرورة فيومي عليها بشرط
 ايضاها جهة القبلة ان امكنه ، واداء
 كالتفسير لا تجوز الصلاة عليها اذا قل
 من ايضاها والابان كان خوفه من عدو
 يعصلي كيف قدر كما في الامداد وغيره
 اقول فثبت ان العانم شيان الاول كون الصلاة
 على الدابة ولو بواسطة عجلة طرفها
 على دابة وانما في السير واحتلاف المكان
 الا ترى انهم اوجبوا الايقاف والاطلاق

۹۸/۱	مطبوعہ مجتبیٰ فی دہلی	باب الزور والنوافل	نکۃ در مختار
۴۴۲/۱	" "	" "	نکۃ رد المحتار
۲۴۶/۱	" "	" "	نکۃ "

بالسیر الا لمن یثبات عدله یکن المانع لا الاول
فقد وجد عذر یبطل الصلوة علی الدابة لکان
واجبا ان تجوز من دون فرق بین ميعود وقوف
لکھم فی قوافلین ان السیر بتعسده مفسد اکا
بعذر یمنع الایقاف ولا یکنی محجور عن ریمتم
المنزول لا الایقاف فانتکانت العجلة کلها علی
الارض وحرقها عابث بصل مھنا انا فقد
المانع الاول دون الثاني فوجب الفساد الاعد
فلا نظر فی ما امرادش استیاطه من مھوم
لیس علی عادة ذلک الزمان مھوم فافهم
وتثبت ۔

جس کی ایک طرف چوپائے پر ہو ،
دوسری چیز چوپائے کا چلنا اور مکان کا مختلف ہونا ، کیا
آپ نے ملاحظہ نہیں کیا کہ فقہانے چوپائے کے کھڑا کرنے
کو لازم قرار دیا ہے اور چلنے کی حالت میں اس پر نماز کو
باطل قرار دیا ہے ۔ سوائے اس کے جسے دشمن غیرہ
کا خوف ہو ، پس پہلی چیز کے علاوہ کوئی مانع نہیں تو پھر
ایسا عذر موجود ہے جو چوپائے پر نماز کو مباح بنا دے
تو اب چلنے اور کھڑے ہونے کے فرق سے بالاتر ہو کر
نماز کے جواز کو ماننا لازم ہو گا لیکن فقہانے ان کے درمیان
فرق کیا ہے تو واضح ہو گیا کہ چلنا بذات خود مفسد نماز ہے
مگر اس صورت میں جب کھڑا کرنا ممکن نہ ہو بعض اثناء

کافی ہیں جو زوال سے مانع ہو جگہ وہ عذر جو کھڑا کرنے سے مانع ہو معتبر ہے ۔ اب اگر میل گاڑی کی طور پر زمین پر
ہو اور جانور اسے رسی کے ذریعے سے جارتا ہے تو اب یہاں پس مانع نماز کا پورا پورا ہے نہ ہونا ، موجود نہیں البتہ
دوسرا مانع (جگہ کی تبدیلی) موجود ہے لہذا اس صورت میں عذر کے بغیر نماز فاسد ہوگی پس اسے نہیں دیکھا جائے گا
کہ جو شارح نے مفسدنا استنباط کر لیا ہے کیونکہ اس دور کی علت مھوم کو قبول نہیں کرتا ۱۰ سے سمجھ لے اور اس پر
قائم رہو ۔ ات

نیز اسی میں غنیہ سے ہے :

هذا ان علی ان اختلاف المكان مبطل حاله
یکن لاحلا حقا ۔

اُسی میں جو المبحر الرائی فتاویٰ طبریہ سے ہے :

ان جازتہ الدابة حتی یر التمد من موضع
سعوده تفسد ۔

یہ اس بنا پر ہے کہ جگہ کا مختلف ہونا (نماز کو) باطل
کرنے والا ہے جبکہ یہ اس کی اصلاح کے لئے نہ جواز

اگر جانور نے اسے اتنا کھینچا کہ اس کے سجدہ کی جگہ
بدل گئی تو نماز فاسد ہوگی ۔ (د)

اُسی میں ہے ،

تظاهر ما فی الهدایة وغیرہا لجواز قائم مطلق
ای استقرت علی الامر من اولاد و صرح فی
الایضاح بمسألة فی التث فی حیث امکنه الخروج
الحاقا لها بالدابة نهروا احتساره فی المحيط
والهدایة بحرو وعزاة فی الامداد ایضاح
مجموع الروایات عن المصنف وجزیرہ فی
نور الایضاح و علی هذا ینبغي ان لا تجوز
الصلاة یها سائرة مع امکان الخروج الی
المعد وهذه المسألة الناس عنہ غافلون
شرح المصنف .

فتح القدر میں ہے ،

فی الایضاح فان کانت موقوفة فی الشط وحرر
قراں الامر من فصلی قائما جائز لانها اذا
استقرت علی الامر من تحککها حکم الامر من
فان کانت مربوطة و یمکنه الخروج لم تحز
الصلاة یها لانها و لم تستقر فیها کالدابة
استقر بخلاف ما اذا استقرت فایضا حیث شد
کالمسیر .

محیط اہم تحریری پھر فتاویٰ بنبر میں ہے ،

لوصلی یها فان کانت مشدودة علی الجهد مستقرة
علی الامر من فصلی قائما اجزاء وان لم

بدایہ وغیرہا سے ظاہر یہی ہے کہ کشتی میں کھڑے ہو کر مطلقاً
نماز جائز ہے یعنی خواہ وہ زمین پر مستقر ہو یا نہ ہو۔ ایضاح
میں تصریح ہے کہ جب زمین پر مستقر نہ ہو تو نماز نہیں چرگی
چکہ اس سے اتنا ممکن ہو کہ اس کا حکم دایہ (پارہ) میں
کی طرح ہوگا، تہر۔ بحر میں ہے کہ محیط اور بدایہ نے
اسے مختار قرار دیا ہے۔ اور امداد میں بھی ہے کہ اسے
فتح الروایات میں مستقی کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے
اور نور الایضاح میں اسی پر جزم ہے۔ سہی بسا پر
چنی کشتی پر نماز جائز نہیں ہونی چاہئے جبکہ خشک پر اتنا ممکن
ہے۔ اس مسئلہ سے لوگ غافل ہیں شرح المصنف۔ (ت)

یست میں ہے اگر کشتی دریا کے کنارے پر کھڑی ہو
اور زمین پر مستقر ہو اور نمازی نے نماز کھڑے ہو کر
ادائی تو جائز ہے کیونکہ استقرار کی صورت میں اس کا
حکم زمین والا ہی ہے اگر کشتی باندھی ہوئی ہو۔ در اس
مکان ممکن تو اس میں نماز جائز نہیں کیونکہ جب مستقر نہیں
وہ پارہائے کی طرح ہے انتہی بکرات اس کے جب
مستقر ہو کیونکہ اس صورت میں وہ تختہ کی طرح ہے (ت)

اگر کشتی مضبوط باندھی ہوئی ہو اور زمین پر مستقر ہے تو ایسی
صورت میں اگر کسی نے کھڑے ہو کر نماز ادا کی تو جائز

تکلی مستقر و یسکتہ الخروج عنها لم تجز
انصلاۃ یہاں اقول و اطلاق الہدایۃ واجب
الحمل علی ہذہ المصومن المومنین
المقیدۃ و کمالہ من نظیر کما صرح بہ الحبر
الغفر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۴ ریح الاول ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو نمازی حالت مجبوری و معذوری میں بیٹھ کر پڑھی گئیں جیسے سفر حج
میں جہاز کے اندر کہ سخت حالت طیفانی میں تھا اور تین دن تک برابر طیفانی خفیر میں رہا ایسی حالت میں قیام نہایت
دشوار اور غیر ممکن تھا اور نیز خوف جان تھا پس ایسی حالت میں جتنی نمازی پڑھی گئی ہیں ان کا اعادہ حالت قرار و اقامت
میں واجب و لازم و ضروری ہے یا نہیں، نیز وہ نمازی کہ اونٹ پر شخوف و غیر میں قافلہ کے چلنے کی حالت میں
بیٹھ کر پڑھی گئی ہیں کیونکہ ہڈ سے آدمی کو تارنے پر جانے والا نہ تھا اور اٹھنے کی صورت میں قافلہ سے پیچھے رہ جانے
کا اندیشہ تھا جس سے خوف جان و مال ہوتا ہے پس ان صورتوں میں جو نمازی اونٹ کی سواری پر اور حالت طیفانی میں
جہاز پر بیٹھ کر مجبوراً پڑھی گئیں اسی سبب ان کا اعادہ بوجہ قیامت واجب نہ کرنا چاہئے یا نہیں!

الجواب

ان کا اعادہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

باب صِفَةِ الصَّلَاةِ

(طریقہ نماز کا بیان)

مسئلہ از خیر آباد مرسلہ شیخ حسین بخش صاحب ضروی قادیانی ۲۹ جب ۱۳۰۵ھ

چہ می فرمایند عارفان شرح شریف و حکماء صدہ نشین
دار طیف ویریں امر کہ بزم سب حنفیہ طیفہ مرثان حکم حدیث
دستہ نمازیہ ناف سے بندہ و زمان بالا سے ناف می بندہ
آیا ایں عمل دست بندی زمان میں نماز عوفی شرع نبوی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم است یا نہ یا اتحاق علمائے کرام
علما و شریعت اور دایرہ کفایت کے سربراہ اس مسئلہ میں
کیا فرماتے ہیں جو علماء احناف نے بتایا ہے کہ مرد ناف
کے نیچے اور خواتین ناف کے اوپر ہاتھ باندھیں، خواتین کا
اس طرح ہاتھ باندھنا موافق شرع نبوی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم ہے یا نہیں؟ یا علماء کرام یا مفتیان عظام

محبی بنی عظام است اگر از حدیث رسول انام علیہ الصلوٰۃ
و السلام ثابت است یا باتفاق امان جنہاں رایت
ست برای استغناء مہرودستخط جو اگر کتاب ثبت نمایند
داجو رہی از حد اسے تنے شانہ یا بندہ۔ مینو توجہ و
بکوالہ کتاب جو اب الصواب۔

امان ہے یہ مسئلہ اسی طرح ہے، اگر احاد و یثبات
رسول انام علیہ الصلوٰۃ و السلام سے ثابت ہے
یا اگر کتاب کے اتفاق کی بنا پر مسئلہ اسی طرح ہے
جو بھی ہو اس استغناء پر کتاب و سنت کے حوالے
سے ہی مہرود دستخط کر دیں اور اللہ تعالیٰ سے
احود ثواب پائیں کتاب کے حوالے سے دست جواب دیں۔ دست

الجواب

زناں را نزد خفیہ کہ مٹھم اللہ باللطف والا کرام حکم
آنست کہ دست در نماز بر سیدہ بندہ و این مسئلہ باتفاق
انما ثابت است جم غفیر از علماء و نقایب سواد
بروبہ حکایت نمائے تخصیص کردہ ابد علامہ محمد بن محمد
ابن محمد الشیراز بن امیر الحاج اعلیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ در
شرح فیہ ذمور، الموضع الثالث فی محل الموضع
حق و صحیح بنا محملہ تحت المسئلة فی حق
المرحلہ و الصمدی فی حق المرأة و المخلص
و غیر ذمور، المرأة تصححہما علی صمدی رہا
کما قال الحکم الغفر و حرہ علامہ ابراہیم بن محمد
بن ابراہیم علی رحمہ اللہ تعالیٰ در غنیہ این مسئلہ را
متفق علیہا گفت و حدیث اگر جہر افتت معلوم نیست

علماء احناف (اللہ تعالیٰ ان پر طفت و کرم عاف فرماتے)
کے نزدیک حکم یہ ہے کہ خواتین نماز میں بیٹنے پر ہاتھ
بارہیں اس مسئلہ پر ہمارے اللہ کا اتفاق ہے۔
علماء کے جم غفیر نے یہ بات اپنی اپنی کتب میں بغیر اختلاف
نقل کی ہے، چنانچہ علامہ محمد بن محمد بن محمد المعروف
ابن امیر الحاج علی رحمہ اللہ تعالیٰ نے غنیہ کی شرح
میں فرمایا، تفسیر اتمام ہاتھ رکھنے کے بارے میں
ہمارے علماء نے فرمایا ہے کہ مرد و نان کے نیچے اور عورت
میں ہاتھ باندھے سے اہل طہا۔ ابراہیم علی فرمایا عورت اپنے دونوں ہاتھ
میں رکھے جیسا کہ جم غفیر نے تصریح کی ہے اور علامہ ابراہیم بن محمد
ابراہیم علی رحمہ اللہ نے غنیہ میں اس مسئلہ پر اتفاق علم کی تصریح کی ہے و اگر
کوئی حدیث اس کے موافق نہیں ملتی تو اس کے

سہ حدیث نقل شرح غنیۃ المصلی

سہ " " " "

بحالعت ہم وارذ نیست دمن ادھی طلیہ البیاض
ولہذا تحقق علی در علیہ فرمود تم اسما قلنا ان المرأة
تصوم بھا علی یسرکھا علی صدر رہا لانشہ
استرلھا فیکون ذلك فی حقھا اولی لھا عرف من
ان الاولی احتیب بر ما هو استرلھا عن الاھوس
الجماعة مکمل منھا لھا من غیر منہ شرعی
عہ وخصوصاً فی الصلوۃ ایں است انجیر
در بادی السطرہ نماید واما اقول و ما للہ التوفیق
میرسد کہ یہ مسئلہ را بحریثہ حیدر اسناد و ثبوت اثبات
و ہم تقریر کش انجمن کہ در محل وضع از سید عالم عسل اللہ
تعالی علیہ وسلم دو صورت مروی است یکے زیر ناف
بستنی و در دوسرے احادیث عیدہ وارواست اجلھا
عادی انوبکر بن ابی شیبہ فی مصعبہ قال
حدثنا وکیعہ عن موسی بن عیینہ عن
علقمہ بن وائل بن حجر عن ایسہ
رضی اللہ تعالی عنہ عن قتیبہ بن سعید
اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وضمہ
بیسہ علی تعالی فی الصلوۃ تحت السورۃ
امام علقمہ بن قطلوبغا رحمہ اللہ تعالی و تخریج اسناد
اختیار شرح مختار فراید مستند حیدر و رواۃ حکم
ثقات دوم بر سینہ تہ دی و دریں باب ابی خزیما

۱۴۵ مخالفت میں بھی وارد نہیں، اگر کوئی دعوی کرتا ہے
تو دلیل پیش کرے، اسی لیے محقق علی نے علیہ میں فرمایا،
ہم نے جو یہ کہا کہ عورت اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر
اپنے سینے پر باندھے یہ اس لیے کہ عورت کیلئے اس میں
زیادہ ستر ہے لہذا یہ اس کے حق میں ادنیٰ ہے کیونکہ یہ بات
معلوم ہے کہ عورت کے حق میں ہتھ بٹنی امر جائز میں ان
میں سے اسی کو اختیار کرنا بہتر ہے جو سب سے زیادہ ستر لگا۔
ہر خصوصاً حالت نماز میں زیادہ خیال رکھنا چاہئے، یہ تو
وہ ہے جو ظاہر نظر میں آیا ہے۔ اقول (میں کہتا ہوں)،
اللہ کی توفیق سے کہ اس مسئلہ پر ایک حدیث حیدر اسناد
پیش کروں اس کی تقریروں سے کہ حضور علیہ السلام سے
ہاتھ باندھنے کی دو صورتیں مروی ہیں ایک صورت زیر ناف
کی ہے اور اس بارے میں متعدد احادیث وارد ہیں سب
سے اہم یہ حدیث دو سب جیسے ابو بکر بن ابی شیبہ نے اپنے
مصنف میں ذکر کیا کہ نہیں وکیعہ بن موسیٰ بن عیینہ سے منقول
ہی و آلی بن حجر نے اپنے والد گرامی رضی اللہ تعالی عنہ سے
حدیث بیان کی ہے کہ میں نے دوران نماز نبی اکرم صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم کو دائیں ہاتھ کو بائیں پر ناف کے نیچے باندھ
دیکھا ہے۔ امام علقمہ بن قطلوبغا بن حنفی رحمہ اللہ تعالی
اختیار شرح مختار احادیث کی تخریج کرتے ہوئے فرماتے
ہیں کہ اس کی سند حیدر اور تمام راوی ثقہ ہیں۔ دوسری
صورت سینے پر ہاتھ باندھنے کی ہے اس بارے میں

سہ علیہ النبی شرح فیہ المصلی

سہ مصنف ابن ابی شیبہ فتح البین علی اشمال من کتاب الصلوۃ مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱/۳۹
سہ تخریج احادیث شرح مختار علقمہ بن قطلوبغا

حدیث ہے استدریج خود شہماز وال ابن جریر رضی اللہ تعالیٰ
عنه قال حبلیت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فوضعت یدہ فی المصحف علی یدہ العشر
علی صدرہ واذا انجا کتاریخ بمجول استدریج و ہر دو روایت
ثابت و مقبول نہ ہا رکار بترجیع افتاد چون یکم نکریم
بنائے اس امر بلکہ تمام افعال صلاۃ بکفیم است و
معمود و معلوم عند استعظیم دست زیر ناف لیکن است
ولہذا امام محقق علی الاطلاق در فتح فریاد فی حال علی
المعمود من وضعها حال قصد التعظیم فی
القبض و المعمود فی الشاہد منه تحت المسنة
پس در بابہ مروان روایت ابن ابی شیبہ راجح تر آمد و
در مرزبان شرح مطہر اکمال نظر بر ستر و محاب است و
ولہذا فرمودند حیر صفوت السہاج اوسہ و شرح
اخرہا و خیر صفوت السہاج اخرہا و شرحہا اولہا
اخرہا المسنة الا البغی عن ابی ہریرۃ والضرہ
فی التکید عن ابی امامۃ و عن ابن عباس رضی اللہ
تعالی عنہم و فرمودند صلاۃ المساة فی بیتہا
افصل من صلاتہا فی حجرہا و صلاتہا فی
حجرہا افضل من صلاتہا فی بیتہا اخرہ
ابو داؤد عن ابن مسعود و الحاکم حوت

ابن خزیمہ اپنی صحیح میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ
عنه سے ہی روایت لائے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم کی معیت میں نماز پڑھنے کا شرف پایا تو
آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر رکھ کر بیٹھے پر ہاتھ باندھ
چونکہ ان کی تاریخ کاظم نہیں کرکون کسی روایت پہلے کی
ہے اور کون سی بعد کی اور دونوں روایات ثابت و
مقبول ہیں تو لاہرم دونوں میں سے کسی ایک کو ترجیح
ہوگی۔ جب ہم نماز کے اس فعل مکرر کے تمام افعال
پر نظر فرماتے ہیں تو وہ تمام کے تمام کفیم پر مبنی نظر
آتے ہیں اور مسلم و معروف کفیم کا طریقہ ناف کے نیچے
ہاتھ باندھنا ہے لہذا امام محقق علی الاطلاق مفتح میں
فرمایا ہے اقامہ میں قصد کفیم ہاتھ باندھنے کا معاملہ
مرد و عورت پر پوز جائز ہے اور قیام میں تعظیماً ناف
کے نیچے ہاتھ باندھنا ہی معروف ہے لہذا مردوں کے
بارسہ میں ابن ابی شیبہ کی روایت راجح ہے اور
چونکہ خواتین کے معاملہ میں شرح مطہر کا ملاحظہ کمال
سترد و جواب ہے اسی لئے فقہائے فریاد مردوں کی
پہلی صفت افضل اور آخری صفت افضل اور خواتین کی
آخری صفت افضل اور پہلی صفت افضل یہ حدیث صحیح
کی تمام کتابوں میں ہے سوائے بخاری کے۔

۲۴۳/۱ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت

۲۴۹/۱ باب صلاۃ الصلوۃ - فریاد رضویہ مسکوم

۹۹/۱ باب صفت المساء و ما نزع عن الصفۃ الاول مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور

۸۴/۱ کتاب الصلاۃ باب التمشید فی ذلک - - -

احسنیة رضى الله تعالى عنہ بنسبہ صاحب السجود
وعبد اللہ بن مسعود فرمودہ رضى الله تعالى عنہ اقروہن
من حیث احرہن لعلہ اخرجه عبد الرزاق
فی المصنف ومن طریقہ الطبرانی فی المعجم
وزنای را حکم شد کہ در سجدہ بزمین چسبند یا آنکہ سنت
وہر دانی خلافت آنست ابو داؤد فی المسامیل
عن یزید بن جبیب ان من سول الله صلى الله
تعالى عليه وسلم من امرأتین تعبدیان
فقال اذا سجدين تما فضا بعض الجوهر الى بعض
الامرأت فان السرقة يستفی ذلك كالمرجل
ویرقی موصولا بوجهین قل یشقی هسو
احسن مہما سنت مرایشان را تو کہ شد مداف
الامام ابو حنیفہ عن نافع عن ابن عمر رضى الله
تعالى عنہما و فی ابواب عن علی کریم الله تعالى
وجہہ قال اذا صبت المرأة تحت تمر قال
الجوهری تنضام اذا جلست واذا سجدت
واگر جماعت خوشند امام آنها میاں آنها ایست
قال الامام محمد فی الاثار الخبرنا
ابو حنیفہ عن حماد بن ابی سلیم عن
ابراہیم النخعی ان عائشة رضى الله تعالى
عنہا کانت تؤم النساء فی شہر رمضان

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے اور طبرانی نے المعجم الکبیر
میں حضرت ابوالامام راود حضرت عبد اللہ بن عباس رضى الله
تعالى عنہم سے روایت کیا ہے یہ بھی فرمایا عورت کی
نماز کرے میں گھر کے صحن میں نماز پڑھنے سے افضل اور
خاص چھوٹے گھر میں اس سے بھی افضل ہے۔
اسے ابو داؤد نے حضرت ابی مسعود سے، حاکم نے
حضرت ام سلمہ رضى الله عنہا سے سند صالحہ سے روایت
کیا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضى الله عنہ کا فرمان ہے
انہیں اسی طرح بیچے رکھو جیسے انہیں اللہ نے بیچے
رکھا ہے اسے، امام عبد الرزاق نے مصنف میں اور
اسی سند سے طبرانی نے معجم میں ذکر کیا ہے نیز خواتین
کے لئے حکم ہے کہ بوقت سجدہ زمین کے ساتھ چٹ جائیں
عائدہ مردوں کے لئے اس کے خلاف کرنا سنت ہے
ابو داؤد نے المراسیل میں یزید بن جبیب سے روایت
کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو خواتین کے
پاس سے گزے جو نماز ادا کر رہی تھیں فرمایا جب تم
سجدہ کرو تو اپنے جسم کا کچھ حصہ زمین کے ساتھ ملا دو کہ
سجدہ کی حالت میں عورت مرد کی طرح نہیں اور یہ روایت
دوسندوں سے متصل مروی ہے۔ بہت ہی فرماتے ہیں یہ
سند دونوں سے احسن ہے، خاص کر عورتوں کے لئے
تو کہ (حالت قعدہ میں زمین کے ساتھ چٹ کر بیٹھنا)

اختیار کرو نہ لائے اشق وافضل الاعمال اشقھا
 ودر زمان بتورک رفته لائے استودا یسود مبدی
 امرھن عن المستودا المیسر مصلحت
 شافعیۃ وھن وافقہم کہ دست بر شکم بستن است
 نہ بر سید کہ فی المنہاج ۲ والمیزان وغیرہما
 کہ ہرگز دوس باب حدیث یا فتنہ نمی شود خود انہ ایشاں
 رحمہ اللہ تعالیٰ عظیم و غلا صرہ منہاج نام و بلوغ المرام
 حدیثے میرہ مذہب خود شاں نیاد و نہ ہر حدیث
 ابن خزیمہ ومن فقیر و عجم از اسد لال ایشاں بانچو مساک
 تہذیب مذہب ایشاں کہ در تحت الصد و علی الصد فرمتے
 ہست کہ پیداست وقد فعلت الکلام فی محصل
 اخبرہ فی ما ذکرنا کفایۃ لمن احسن نظر واللہ
 سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔

رکھی گئی ہے۔ ترجمہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت عبد اللہ
 بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، عورت تمام کی تمام
 قابل سترو حجاب ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ
 عورتوں کے حق میں بیسنے پر ہاتھ باندھنا نیز ران ہاتھ
 سے زیادہ حجاب اوریں کے قریب ہے۔ اور خواتین کا
 تعلیم کن سترو حجاب کی صورت میں ہے کیونکہ تعلیم ادب
 کے بغیر اور ادب حیا کے بغیر حیا حجاب کی بغیر کامل نہیں ہوتا بلکہ
 خواتین کے حق میں حدیث ابن خزیمہ زیادہ راجح ثابت آئی
 اور ثابت ہو گیا کہ دونوں مسائل میں ایسی حدیث موجود ہے
 جس کی سند جیدہ ہے اور ماہر علماء حدیث نے دونوں
 مقامات پر حدیث و ترجیح پر ہی عمل فرمایا ہے رحمہ اللہ
 عظیم انعمیں اس کی ایک نظیر مسئلہ قنوس ہے کہ اس کے
 دونوں طریقے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول ہیں ہمارے علمائے مردوں کے لئے دایاں پاؤں کھرا کرنا اور
 بائیں پر بیٹھنے کو اختیار کیا ہے کیونکہ یہ شاق ہے اور بہتر عمل وہی ہوتا ہے جس میں مشقت ہو اور خواتین کے لیے تورک کا
 قول کیا کیونکہ اس میں زیادہ سترا اور آسانی ہے اور خواتین کا مساطہ سترا اور آسانی پر مبنی ہے بخلاف شوافع اور ان کے
 موافقی کے کہ ان کے ہاں عورت شکم پر ہاتھ باندھے نہ کہ سینہ پر۔ جیسا کہ منہاج، میزان وغیرہا میں ہے کہ اس
 بارے میں کوئی حدیث نہیں ملے، خود ان کے ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے حلا صرہ، امام نووی کی منہاج اور بلوغ المرام
 میں اپنے مذہب کی تائید میں سوائے حدیث ابن خزیمہ کے کوئی حدیث ذکر نہیں کی بلکہ فقیر کو ان کے اس استدلال پر
 تعجب ہے کہ یہ حدیث ان کے مذہب کی دلیل کیسے بن سکتی ہے ایکونکہ تحت الصد (بیٹنے کے نیچے) اور
 علی الصد (بیٹنے کے اوپر) میں نمایاں فرق ہے ہم نے دوسرے مقام پر اس پر تفصیل گفتگو کی ہے، ہماری
 یہ مذکورہ گفتگو ہر اس شخص کے لیے کافی ہے جو وقت نظر رکھتا ہے واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔ (ت)
 مسئلہ حل کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ انگشت شہادت سے انہیات میں اشارہ کیسا ہے
 اور ہمارے فقہائے ثابت ہے یا نہیں، جینوا تو جردا

مقدمه وسطاً عبد الرزاق فی المصنعت و
الدادقطنی ثم المیهقی فی سننها واللفظ
لصدا الرزاق عن سريضة الخنفية ان عائشة
رہی اللہ تعالیٰ علیہا امتین وقامت بینہن
فی ہلالہ مکتوبہ وفي الباب عن احمد سلمة و
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم و
یروی فیہ حدیث مرفوع لیس بذلک بالجملہ
زمان را غور تے مستورہ داستہ اندو بنائے کار
آنها برتر نہادہ الترمذی بسند حسن عن
ابن مسعود رہی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المرأة عورة
و شک نیست کہ دلق آئندہ است برینہ لیکن استہ
اقرب بجا است از دست زیر نام نہاد و تعظیم
در ایان ہم بقدر احتیاج باشد دلا تعظیم الا
بالادب والا ادب بالحباء ولا حياء الا بالاعتدال
پس در باب زمان حدیث ابن عمر از نزع برآمد و
ثابت شد کہ ہر وہ مسئلہ بحدیث جیدہ استناد دارد و
اصحاب ماہر و بجا بحدیث و تزییحی عمل فرمودہ اند و اللہ
تعالیٰ علیم اجمعین نظیر تن مسئلہ قعود است کہ ہر وہ
از نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منقول است و
علی نے مادر مروان نصب میخی و مجلس علی یسری

صفت ہے، اس کو امام ابو حنیفہ نے نافع سے اور انہوں
نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے
اسی سند میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے یہ
مروی ہے کہ جب عورت نماز پڑھے تو وہ راتوں پر سری
کے بل بیٹھے۔ جوہری نے اس کا معنی یہ کیا ہے کہ سجدہ
کی حالت میں زمین سے چمٹ کر بیٹھے، اگر خواتین
جماعت کروانا چاہیں تو ان کی امام خاتون ان کے درمیان
کھڑی ہو جائے۔ امام محمد نے کتاب الآثار میں کہا امام
ابو حنیفہ عمار بن ابی سفیان سے انہوں نے ہر ایک شخص
سے ہمیں حدیث بیان کی کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہا رمضان کے مہینہ میں عورتوں کی جماعت کرواتی
تو وسط میں کھڑی ہوتیں، امام عبد الرزاق نے مصنف
میں وردہ زکلی و یحییٰ نے سنن میں یہ روایت کی،
الغافہ عبد الرزاق کے ہیں کہ رابطہ حقیقہ بیان کرتی ہیں
کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خواتین کی امت
کرواتیں تو قرآن کی نماز میں ان کے درمیان کھڑی
ہوتیں، اس بارے میں حضرت ام سلمہ اور حضرت
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی مروی ہے،
ایک حدیث مرفوعہ بھی مروی ہے جو اس کی طرح
نہیں ہے بلکہ خواتین حوریت مستورہ کی مالک ہوتی
ہیں اور ان کے تمام افعال کی بنا پردہ و حجاب پر

مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ص ۴۴
المکتب الاسلامی بیروت ۱۳۱/۴
ایم کیمن دہلی ۱۴۰/۱

سہ کتاب الآثار لشیبانی باب المرأة تؤم النساء
سہ المصنف لعد الرزاق
سہ جامع الترمذی
باب الرضا

الجواب

اخرج مسلم في صحيحه عن سيدنا عبد الله بن عمر رضي الله تعالى عنهما قال قال فيكون اذا اجلس العزرة
وصلى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم (كعبه اليسرى على ثغرة اليمنى وقبض
بها يمينه كلها واشار باليمين الى القبلة) يعني رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم في تشييد بناوينا الله
وہی ران پر رکھا اور سب انگلیاں بند کر کے، انگوٹھے کے پاس کی انگلی سے اشارہ فرمایا۔

واخرج ابن السكيت في صحيحه عنه رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى
عليه وسلم الاشارة بالاصبع اشد على الشيطان من الحديد یعنی فرمایا رسول الله صلى الله تعالى عليه
وسلم نے انگلی سے اشارہ کرنا شیطان پر دھاردار ہتھیار سے زیادہ سخت ہے۔

وحنه رضي الله تعالى عنه ايضا عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال هي مذكورة
للشيطان یعنی رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم نے فرمایا وہ شیطان کے دل میں خوف ڈالتے والا ہے۔

واخرج ابو داود والبيهقي وغيرهما عن سيدنا داود بن جابر عن ابي عبد الله رضي الله تعالى عنه ان
النبي صلى الله تعالى عليه وسلم عقد في جلوس القشهد الخنصر والبنصر ثم حلق الوسطى
بالا يمينه واشار باليسار يعني رسول الله تعالى عليه وسلم نے اپنے اپنے اشارہ میں چھوٹی انگلی اور اس کی
برابر والی کو بند کیا پھر سچ کی انگلی کو انگوٹھے کے ساتھ ملے بنایا اور انکشت شہادت سے اشارہ فرمایا۔ وبعثنا
اخرج ابن جابر في صحيحه (ابن جابر نے بھی اپنی صحیح میں اسی طرح کی حدیث ذکر کی ہے۔ ت۔

اور اس باب میں احادیث و آثار بجزت وارد ہمارے معتقین کا بھی یہی مذہب صحیح و معتدلیہ ہے مغیری
میں فتاویٰ و شرح ہدایہ سے اس کی تصریح نقل کی اور اسی پر علامہ فہرہ عقی علی الاطلاق مولانا کمال الدین محمد بن الہام و
علامہ ابن امیر ایچ علی وفاضل بہمنی وپا قانی و علامہ خسرو و علامہ شریانی وفاضل ابراہیم طرابلسی و غیر جمہ الامام نے
اتحاد فرمایا اور انھیں کا صاحب مدنی و فاضل دوق علامہ الدین عسکری و فاضل اجل سید احمد طحاوی و فاضل
بن عابدین شامی و غیر جمہ اجل نے اتباع کیا، علامہ بدر الدین عینی نے تحفۃ الکنز استجاب نقل فرمایا اور صاحب محیط و

۲۱۶/۱	مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی	باب صلوۃ الخلوکس فی الصلوۃ الخ	سنہ صحیح مسلم
۱۱۹/۲	دار الفکر بیروت	باب منہ اربعین جملہ منہ عبد بن عمر	سنہ مسند احمد بن حنبل و مسند عبد بن عمر
۱۳۱/۲	دار صادر بیروت	باب من روی انہ اشار بہ الخ	سنہ السنن الکبری للبیہقی
۱۳/۲	"	باب ما روی فی تخلیق الواسط بالیمن	سنہ سنن ابی داود و سنن الترمذی و سنن النسائی و سنن ابن ماجہ

ملا قسطنطینی نے سنت کہا فقہ الدر المختار (در مختار میں ہے۔ ت) ۱

لکن المعتمد ما صححه الشراح ولا سيما المتأخرون كالكمال والعلی والبہنسوی والبقاقی وشيخ الاسلام الحداد وغيرهم انه يثير لفظه عليه لصلاة والسلام ونسبوه لحداد والامام بل في متن در البحار و شرحه خرس الا ذكرا لعقبي به عندنا انه يثير في في الترتيب لينة عن الدر المنثور الصحيح انه يثير في واحقرنا بالصحيح عما قيل لا يثير لانه خلاف الرواية والرواية في العيني عن التحفة الاصح انها مستحجة وفي المحيط سنة انتهى مطلقاً.

لیکن محد دی ہے جسے شارحین نے صحیح کہا خصوصاً متأخرین علما کمال، علی، بہنسی، باقانی اور شیخ الاسلام احمد وغیرہم نے اشارہ کرنے کو صحیح قرار دیا کیونکہ یہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عمل ہے اور انھوں نے اس قول کی نسبت امام محمد اور امام صاحب کی طرف کی ہے۔ بلکہ متن در البحار اور اس کی شرح غرر الاذکار میں ہے کہ اشارہ کرنا ہمارے نزدیک مفتی بر قول ہے الخ اور شریعہ میں برہان سے منقول ہے کہ صحیح یہی ہے کہ نمازی اشارہ کرے الخ لفظ صحیح کہ کہ متوہد کیا ہے کہ وہ قول کہ اشارہ دیا جائے کیونکہ وہ درایت و روایت دونوں کے خلاف ہے، اور عینی میں تحفہ کے

حوالے سے ہے کہ اشارہ کرنا مستحب ہے اور مجاہد میں ہے کہ مستحب ہے انتہی مطلقاً۔ (ت)

اور اس مسئلہ میں ہمارے تیسرا اثر کرام سے روایتیں وارد ہیں نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس میں عدم روایت یا روایت عدم کا نظم کیا محض تاواقفی یا خطائے بشری پر مبنی تھا امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب المغنیہ میں دربارہ اشارہ ایک حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کر کے فرماتے ہیں:

ففعّل ما فعل السبئی صلی اللہ علیہ وسلم ونعنعہ صاعنہ وھو قول ابی حنیفۃ وقولنا ذکرہ العلامة الحلبي في الحديث عن البذاذ عن محمد بن يسلم عن رسول الله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا اور عمل کرتے ہیں اس پر جو حضور کا فعل تھا اور وہ مذہب ہے امام ابو حنیفہ کا اور ہمارا۔ اس کو علامہ علی نے حدیث میں ہر سے نقل کیا ہے۔

ویروی عنہ رحمہ اللہ تعالیٰ ثم قال هذا قولی وقول ابی حنیفۃ۔ اثر العلامة عن الدخيرة

۱/۷۷ مطبوعہ مجتبائی دہلی باب صفۃ الصلوۃ
۲/۲۱۳ ۱/۷۷۷ فصل فی سنن الصلوۃ
نوٹ: کتاب الشیوخ و کتاب ہجرت کی وجہ سے برائے الصنائع سے حوالہ نقل کیا ہے۔
۱/۷۷۷ ۲/۲۱۳ مکمل شرح خیرۃ العالی

وشرح الزاهدی صاحب القنیۃ اور انہی سے مروی ہے پھر امام محمد نے فرمایا اشارہ کرنا میرا قول ہے اور قول
ابن حنیفہ رحمہ اللہ کا۔ علامہ علی نے ذخیرہ اور شرح الاذہی صاحب قنیۃ سے اسے نقل کیا۔

علیہ ذکرہ اور کبریٰ اور روا المختار میں اسے امام ابو یوسف رحمہ اللہ تھلے سے روایت کیا یہاں تک کہ
شامی نے اس حاشیہ میں تصریح کی :

هو منقول عن ائمتنا الثلاثة

(یہ ہمارے تینوں ائمہ سے منقول ہے۔ ت)

اور اسی میں ہے :

هذا ما اعتمدناه المتأخرون لثبوته عن النبي
صلى الله تعالى عليه وسلم بالاحاديث
الصحيحة ولصحة نقله عن ائمتنا الثلاثة
فلذا اقل في الفتحة ان الاول (يعني عدم
الاشاره) خلاف للدرية والرواية وفيه عن
القمهستاني وعن اصحابنا جميعا انه سنة يفعلون
ايها الميمى ووسطها ملصقة براسها
براسها ويشير بالسبابة

کبریٰ میں ہے :

قبص الاحباب عند الاشارة وهو لم يروى
عن محمد في كيفية الاشارة وعنه كثير من
الشانح الا يشير اصلا وهو خلاف الدرية
والرواية فعن محمد ان ما ذكره في كيفية الاشارة
هو قوله وقول ابن حنيفة رحمه الله تعالى
ملخصا

اسی پر متاخرین نے اعتماد کیا کیونکہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے احادیث صحیحہ کے ساتھ ثابت ہے اور ہمارے
تینوں ائمہ سے اس کا منقول ہونا صحیح ہے اسی سے
فتح میں کہا ہے (یعنی اشارہ نہ کرنا) روایت و روایت
کے خلاف ہے اور اسی میں قسستانی سے ہے کہ ہمارے
تمام احناف کے نزدیک یہ سنت ہے لہذا وائیں ہاتھ
اور نیچے دو درمیاں انگلی کے سروں کو ملا کے صغیر
بنا کر بائیں اشارہ کرے (ت)

اشارہ کے وقت انگلیاں بند کر لے، طریقہ اشارہ میں
امام محمد سے یہی مروی ہے اور متعدد مشائخ کا قول ہے
کہ اشارہ اصلا نہ کیا جائے یہ روایت و روایت کے
خلاف ہے۔ امام محمد سے منقول ہے کہ کیفیت اشارہ
میں جو کچھ ذکر کیا ہے یہ ایکا اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ
تعالیٰ کا قول ہے مختصا (ت)

سہ و روا المختار باب صفة الصلوة
تہ غیثہ استعملی شرح نیر المصلی صفة الصلوة

مطبوعہ مجتہائی دہلی
سہیل اکیڈمی لاہور

۳۲۲/۱
۳۲۸ ص

اور اسی طرح عقیق علی الاطلاق نے فتح القدر میں فرمایا۔ بالجلد اشارہ مذکورہ کی خوبی میں کچھ شک نہیں۔
 احادیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اقوال ہمارے مجتہدین کرام کے اسی کو مفید۔ بعد اس کے اگر کتب
 متاخرین مثل تنویر الابصار و لواجم الجہد و تجنیس و خلاصہ ہذا زید و واقعات و عمدة المفتی و حیدۃ المفتی و تبیین و کبری و
 مضمرات و ہندیہ وغیرہ عارفانہ میں عدم اشارہ کی ترجیح و تصحیح منقول ہو تو قابل اعتماد ہیں ہو سکتی ملامت نے ان
 اقوال پر انتقادات نہ فرمایا اور خلافت عقل و نقل سمہرایا کما سعت حرارا، والمحمد لله لیلا و نهارا و جہد
 واسراراً واللہ تعالیٰ اعلم

محکم دلائل سے مزین و متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ رفع یدین حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
 کیا یا نہیں اور کب تک کیا؟ یہ بات ثابت ہے کہ ہمیشہ آپ نے کیا، اور مسلمانوں کو کرنا چاہئے یا نہیں، مکمل
 ارشاد فرما کر مشکور و ممنون فرمائیے، فقط۔

الجواب

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہرگز کسی حدیث میں ثابت نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 سلم نے ہمیشہ رفع یدین فرمایا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا خلاف ثابت ہے، نہ، عادیث میں
 اس کی مدت مذکور۔ ہاں حدیثیں اس کے فعل و ترک دونوں میں وارد ہیں، سنن ابی داؤد و سنن نسائی و
 جامع ترمذی وغیرہ میں ایسی سند سے ہے جس کے رجال صحیح مسلم ہیں بطریق عام بن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود
 عن علقمہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی،

قال الا أخبرک بصلاة رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم قال فقام فرفع یدہ
 اول مرة ثم لم یعد۔
 یعنی انہوں نے فرمایا کیا میں تمہیں خبر نہ دوں کہ حضور
 پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کس طرح
 پڑھتے تھے، یہ کہہ کر نماز کو کھڑے ہوئے تو صرف بکیر
 تحریر کے وقت ہاتھ اٹھائے پھر نہ اٹھائے (ت)

ترمذی نے کہا،

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 حدیث حسن و بہ یقول غیر واحد من
 یعنی حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث
 حسن ہے اور یہی مذہب تھا متعدد علما و منتخبہ

اهل العلم من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم
والتابعين وهو قول سفیان واهل الكوفة
مسند امام الاثر باب الاثر امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے ،

حدثنا جدد عن ابراهيم عن علقمة والاسود
عن عبد الله بن مسعود عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
كان لا يرفع يديه الا عند افتتاح
العبرة ولا يعود لشي من ذلك .

امام ابو جعفر طوسی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ شرح معانی الآثار میں فرماتے ہیں :

حدثنا ابی بکر قال ثنا مؤمل ثنا قال ثنا
سفیان عن المغيرة قال قلت لابراهيم حديث
واثنائه رأي النبي صلى الله عليه وسلم يرفع يديه
واذا ركع واذا سجد واذا سجد واذا سجد
الركوع فقال ان كان واثنائه مرة يفعل
ذلك فقد ساء عبد الله خمسين مرة
لا يفعل ذلك .

ابو بکر نے جس حدیث بیان کی کہ میں بول نہ حدیث
بیان کی کہ میں سفیان نے حدیث بیان کی کہ میں سفیان
اور غیرہ کہتے ہیں کہ میں نے امام ابراہیم نخعی سے حدیث
وال میں اس حدیث کے نسبت دریافت کیا کہ انھوں
نے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو
دیکھا کہ حضور نے نماز شروع کرتے اور رکوع میں چلتے
اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین فرمایا ابراہیم
نے فرمایا اہل نے اگر ایک بار حضور قدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتے دیکھا تو عبد اللہ رضی اللہ
عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پچاس بار
دیکھا کہ حضور نے رفع یدین نہ کیا ۔

صحیح مسلم شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

۳۵/۱	طبرہ یہ کہنی دہلی	لہ جامع الترمذی باب رفع الیدین عند الركوع
۵۰ ص	فور محمد کتب خانہ کراچی	لہ مسند امام اعظم اجتماع اہل دواعی والی حقیقہ
۱۵۴/۱	ایچ ایم سعید کہنی کراچی	لہ شرح معانی الآثار باب التکبیر عند الركوع

صافی ادا حکم رافعی ایدیکو کا ننھا اذنا مب
خیل شمس اسکنوا فی الصلوة۔
کیا ہو کہ میں تمہیں دفع یدین کرتے دیکھتا ہوں گی
تمہارے ہاتھ چل گھوڑوں کی ڈن میں قرار سے
دھونگا زمیں۔

احول کا قاعدہ متفق علیہا ہے کہ اعتبار علوم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا۔ اور جان فریب پر مقدم ہے۔
ہمارے ائمہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے احادیث ترک پر عمل فرمایا حنفیہ کو ان کی تعلیم چاہئے۔
شافیہ وغیرہم اپنے ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی پیروی کریں کوئی محل نزاع نہیں، ہاں وہ حضرات تعلیم مذہب کو
شرک و حرام جانتے ہیں اور با آنکہ علمائے مقلدین کا کلام سمجھنے کی لیاقت نصیب اہل اپنے لئے منصب اجتہاد
مانتے اور خواہی خواہی تفریق کلمہ مسلمین و اہل سنت فقہ بین المؤمنین کرنا چاہتے بلکہ اسی کو اپنا ذریعہ شہرت و
ناموری سمجھتے ہیں اُن کے راستے سے مسلمانوں کو بہت دور رہنا چاہئے۔ مانا کہ احادیث دفع ہی مرجع ہوں تاہم
آخر دفع یدین کسی کے نزدیک واجب نہیں، غایت و دیر اگر ٹھہرے گا تو ایک امر مستحب ٹھہرے گا کہ کیا تو اچھا نہ کیا تو
کچھ بُرا نہ کیا نہیں، مگر مسلمانوں میں فقہ، ٹھانا دو گروہ کر دینا نماز کے مقدسے انگریزی گورنمنٹ تک پہنچا تا شاید اہم
واجبات سے ہوگا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے،

وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقِتَالِ فتنہ قتل سے بڑی سخت تر ہے۔

خود ان صاحبوں میں بہت لوگ صبر و گناہ کبیرہ کرتے ہوں گے انہیں نہ چھوڑنا، اللہ دفع یدین نہ کرنے پر ایسی شورشیں
کون کچھ معلوم ہوتا ہوگا (ہرگز نہیں) اللہ سبحانہ و تعالیٰ بذات قہر نے آمین، واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ از آجین مکان میر خادوم علی صاحب اسسٹنٹ مرسلہ حاجی یعقوب علی خاں صاحب

۶۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شافعیہ ایک ہاتھ کے فرق سے نماز میں پاؤں کشادہ رکھتے
ہیں، یہ میں نے کعبۃ اللہ میں دیکھا، اس کی کیا وجہ ہے، اور نہ سبب حنفیہ میں چار انگشت کے فاصلہ پر ایک
پاؤں سے دوسرا پاؤں رکھتے ہیں کس طرح کرنا چاہئے، جیسا تو جروا۔

الجواب

چار ہی شکل کا فاصلہ رکھنا چاہئے یہی ادب اور سنی سنت ہے اور یہی ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

منقول ہے۔

رد المحتار میں ہے کہ دونوں قدموں کے درمیان ہاتھ کی چار انگلیوں کی مقدار حاصل ہونا چاہئے کیونکہ یہ شریعت کے زیادہ قریب ہے۔ ابوالہر دہوسی سے اسی طرح منقول ہے کہ وہ یہی کرتے تھے کہ ان کی انگلی اہ اقول (میں کتابوں) بلکہ نور الایضاح اور اس کی شرح مراقی الفلاح علامہ اشربندی میں ہے کہ حالت قیام میں دونوں قدموں کو چار انگلیوں کے فاصلہ پر رکھنا سنت ہے کیونکہ یہ شریعت کے زیادہ قریب ہے اہ سید محمد داؤد کے ماشیہ میں فرمایا کہ کتاب و قرآن امام صاحب نے اس پر نص کی ہے اور اس میں اختلاف بیان نہیں کیا اہ (ت)

قال في رد المحتار ينبغي ان يكون بينها مقدار اربعة اصابع اليد لانه اقرب الى الخشوع هكذا روي عن ابي نصر السدوسي انه كان يفعله كذلك في الكبرياء اقول بل في نور الايضاح و شرحه مراقي الفلاح للعلامة الشرنبلالي يسون تعريجه النقد ميين في القيام قد ر اربعة اصابع لانه اقرب الى الخشوع ا ه قال السيد الضحطاوي في حاشيته نص عليه في كتاب الامور عن الامام و لم يحك فيه خلافاً ا ه ۔

امام علامہ جمال الدین یوسف ارباب شافعی سے بھی کتاب و قرآن میں کہ اجل معتدات خرب شافعی سے ہے اسی چار انگلیوں کے مستحب ہونے کی تصریح فرمائی، حدیث قال یکره الصفاق النقد ميين و ليست حسب المقرئین بینہما بقدر اربع اصابع۔ ہاں سیدی علامہ شیخ زکریا انصاری شافعی قدس سرہ نے شرح بعض الطالب میں بالشت بھر کا فاصلہ تحریر فرمایا۔ حاشیہ لکھنوی علی الانوار میں ہے، قولہ بقدر اربع اصابع علیہا متفرکة کان فہ شرح الخوض بقدر مشی۔ اس کا قول چار انگلیوں کی مقدار شاید متفرق طور پر مراد ہوں کیونکہ شریعت بعض میں ہے کہ حاصل ایک بالشت ہو کر چاہئے۔ (ت)

رد المحتار باب صفة الصلاة مطبوعہ مجتبائی دہلی ۲۹۹/۱
مسئلہ و مراقی الفلاح و حاشیہ مراقی فصل فی بیان شرائط الصلاة مطبوعہ قزوینیہ کارخانہ تجارت آرام باغ کراچی ص ۱۳۳
مسئلہ الانوار ج ۱۔ یوسف الکحل: الصلاة المطبعة الجمالیة مصر ۶۱/۱
شہ حاشیہ لکھنوی علی الانوار

مگر ایک ہاتھ کا فرق نہ کسی مذہب کی کتاب میں نظر سے گزرانہ کسی طرح قابل قبول ہو سکتا ہے کہ پادشہ طرز و روش اوبہ دستور سے جدا ہے، جس شافیہ نے ایسا کیا غالباً کوئی عذر ہوگا یا شاید ناواقفی کی بنا پر کہ مکملہ کا ہر قفس تو عالم نہیں اعتبار احوال و افعال علما کا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نفل نماز بیٹھ کر ادا کرے تو رکوع کس طرح ادا کریں۔ عینی سرین اٹھیں یا نہیں، و در صورت مخالفت نماز مکروہ تحریمی یا تنزیہی یا خاصہ؟ بینہ اوجہ و ا۔

الجواب

رکوع میں قدر واجب تو اسی قدر ہے کہ سر جھکائے اور بیٹھ کر قدر سے خم دے مگر بیٹھ کر نماز پڑھے تو اس کا درجہ کہاں و طریقہ اعتدال یہ ہے کہ پیشانی جھک کر گھٹنوں کے مقابل آجائے اس قدر کہ نئے سرین اٹھانے کی حاجت نہیں تو قدر اعتدال سے جس قدر زائد ہو گا وہ جھٹ دیجا میں داخل ہو جائے گا۔

فی الحاشیة الشامیة فی حاشیة الفتح علی	حاشیہ شامیہ میں ہے و بر جندی کے حوالے سے حاشیہ
البرجندی ولو کان یصلی قاعدا ینبغی ان	خالد میں ہے اگر کوئی بیٹھ کر نماز ادا کرتا ہو تو وہ اپنی پیشانی کو
یجذی جبہ قدامہ و یتبہ لیحصل الركوع	گھٹنوں کے برابر جھکائے تاکہ رکوع حاصل ہو جائے۔
و قلت ولعلہ محمول علی نماز نہ رکوع	قلت شاید یہ رکوع پر محمول ہو کیونکہ آپ جان چکے
والا فقد علمت حصولہ باصل طائفة	ہیں کہ رکوع سر کو صرف جھکا دینے سے یعنی ساتھ کچھ بیٹھ
الراس ای مع انحاء الظہر شامل استھی	کو جھکانے سے ادا ہو جاتا ہے، خود کروا تھی

اور نماز میں جو ایسا فعل کیا جائے گا لا اقل ناپسند و مکروہ تنزیہی ہوگا۔

وفی الدر المختار و یکرہ ترک کل سعة استھی
در مختار میں ہے کہ ہر سنت کا ترک مکروہ ہے انتھی
ملقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۴۵۵

۵ محرم الحرام ۱۳۰۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نماز کھڑے ہو کر بوجہ عذر بیماری کے نہیں پڑھ سکتا

سہ رد مختار	باب صفة الصلوة	مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	۴۷۷ / ۱
سہ رد مختار	باب ما یفسد الصلوة وما یکرہ	مطبوعہ مجلس تبائی دہلی	۴۷۸ / ۱

لیکن اس قدر طاقت اس کو ہے کہ تکبیر تحریر کھڑے ہی ہو کر باندھ لے اور باقی نماز بیٹھ کر رکوع و سجود کے ساتھ ادا کر سکتا ہے تو اس صورت میں آیا اس کو ضروری ہے کہ تکبیر تحریر کھڑے ہی ہو کر کہے اور پھر بیٹھ جائے یا سر سے سے بیٹھ کر نماز شروع کرے اور ادا کر لے، دوسری شے میں نماز اس کی ادا ہو جائے گی یا نہیں؟ جینا تو حرج والا۔

الجواب

صورت مستفسرہ میں بیشک اس پر لازم کہ تحریر کھڑے ہو کر باندھے جب قدرت نہ دے بیٹھ جائے۔ یہی صحیح ہے، بلکہ اگر ضروری اللہ تعالیٰ علیم اجمعین سے اس کا خلاف اصل منقول نہیں۔ تیزر الالبصار و دور المختار میں ہے،

ان قدر علی بعض النقیب مرد لو تکتنا علی عصا او حد لفظ قائلین و ما بقدر ما یقدر و لو قدر ایدۃ او تکبیرۃ علی المذهب لان البعض معتبر بالکل
اگر نماز قیام پر قہر سے قادر ہو اگرچہ وہ عجز یا دیوار کے ذریعے ہو تو اس پر حسب طاقت قیام کرنا لازم ہے خواہ وہ ایک آیت یا تکبیر کی مقدار ہو۔ مختار مذہب یہی ہے کیونکہ بعض کامل کے ساتھ اعتبار کیا جاتا ہے۔ (د ت)

تبیین الحقائق شرعاً کہ در قالی لعل مرہ زمیں میں ہے

ولو قدر علی بعض النقیب مردون تمامہ بان کان قدر علی التکبیر قائما او علی التکبیر و بعض النقیبۃ مانہ یؤصر بالقیام و یأقی بما قدر علیہ ثم یقعد او ینحدر
اگر کچھ قیام پر قادر ہو تمام پر نہ ہو، مثلاً کھڑے ہو کر تکبیر یا تکبیر اور کچھ قرأت پر قادر ہو تو اسے قیام کا حکم دیا جائے اور وہ حسب طاقت قیام کے ساتھ بیٹھ جائے پھر سب ماجر آئے تو بیٹھ جائے۔ (د ت)

ولو قدر علی ان یکبر قائما ولا یقدر علی اکثر صفت ذلک یکبر قائما ثم یقعد
اگر کھڑے ہو کر صرف تکبیر کہے پر قادر ہے اس سے زیادہ پر قادر نہیں تو کھڑے ہو کر تکبیر کہے پھر بیٹھ جائے۔ (د ت)

۱۰۴/۱	مطبوعہ مجتہدانی دہلی	سہ در مختار شرح توبیلا بصا باب صلوۃ المریض
۲۰۰/۱	مطبوعہ امیریتہ کبریٰ مصر	سہ تبیین الحقائق
۸۲/۱	نو کشور کھنوا	سہ فتاویٰ قاضی خان

غنیۃ شرح الغنیۃ لفقہ سراج ابراہیم حلبی میں ہے :

لو قدر علی بعض القیام للاحطالہ لزومه ذلك
القدر حتی لو كان لا یقدر الا علی قدر المحترمة
لزومه ان یتجرع قائما ثم یقع

فلا یموت غیرہ میں ہے :

قال سراج الاشیۃ الحلوی هو والد
الصحیح

بحوالہ سراج الاشیۃ طحاوی علی الدر میں ہے :

لا یروى عن اصحابنا خلافاً

پھر اگر اس کا خلاف کیا یعنی باوجود قدرت تحریر بھی بیٹہ کر باندھی نماز نہ ہوئی۔

لقول العیۃ لزومه وقول الدار لمزومها

قول لعلامة الشریانی جہت یا للمزوم لكونه

اقوی لان هذا یفوت الحوریموتہ

ولقول المحقق العلافی وغیرہ ان البعض

معتبر بالکل۔

فقیہ فخر اللہ لہ کو اللہ تعالیٰ تحقیق حق القا کرے علما تصریح فرماتے ہیں کہ تحریر کے لیے قیام شرط ہے اگر بیٹہ کر

بلکہ اتنا جگہ ہے کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچیں تحریر باندھے ہو کر بیٹھ کر تحریر شرط نماز ہے کہ بے اس کے نماز باطل

تو جبکہ تحریر کے لئے قیام کر سکتا ہے اور نہ کیا شرط تحریر فوت ہوئی تو تحریر صحیح نہ ہوئی تو نماز ادا نہ ہوئی اذ غات المشروط

فات المشروط (جب شرط فوت ہو گئی تو مشروط لازماً خود فوت ہو جائے گا۔ ت) درختار میں شرح اربعانیۃ للعقلم

حسن بن عمار سے ہے :

اگر کچھ قیام پر قادر ہے تمام پر نہیں تو اس پر اس کی
مقدار قیام لازم ہے حتی کہ اگر کوئی صفت تحریر کے مقدار
پر قادر ہو تو وہ کھڑا ہو کر تحریر کے پھر بیٹھ جائے

سراج لاغیر طحاوی نے فرمایا کہ یہی صحیح مذہب

ہے۔ (ت)

سراج لاغیر طحاوی نے فرمایا کہ یہی صحیح مذہب

ہے۔ (ت)

سراج لاغیر طحاوی نے فرمایا کہ یہی صحیح مذہب

ہے۔ (ت)

سراج لاغیر طحاوی نے فرمایا کہ یہی صحیح مذہب

ہے۔ (ت)

سراج لاغیر طحاوی نے فرمایا کہ یہی صحیح مذہب

ہے۔ (ت)

سراج لاغیر طحاوی نے فرمایا کہ یہی صحیح مذہب

ہے۔ (ت)

سراج لاغیر طحاوی نے فرمایا کہ یہی صحیح مذہب

ہے۔ (ت)

سراج لاغیر طحاوی نے فرمایا کہ یہی صحیح مذہب

ہے۔ (ت)

سراج لاغیر طحاوی نے فرمایا کہ یہی صحیح مذہب

ہے۔ (ت)

سراج لاغیر طحاوی نے فرمایا کہ یہی صحیح مذہب

ہے۔ (ت)

سراج لاغیر طحاوی نے فرمایا کہ یہی صحیح مذہب

ہے۔ (ت)

سراج لاغیر طحاوی نے فرمایا کہ یہی صحیح مذہب

ہے۔ (ت)

ص ۲۶۲

۱۹۳/۱

۳۸/۱

لغنیۃ المستملی شرح غنیۃ المعمل الثانی القیام مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور

مکہ طلحة الفسادی الخادی والعشرون فی صلوة المریض مطبوعہ مکتبہ حبیبیہ کوسٹ

سنة حاشیۃ الطحاوی علی الدر المختار باب صلوة المریض مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت

شروط تحریر حقیقت بجمعہا یہ مہذبۂ
حسامی الدہرتزہریۃ دخول الوقت
واعتماد دخولہ وسند ووضو والقیام
المحسوس ^۱ دخول وقت کا اعتقاد، مستبر عورت،
رد الحائض میں ہے،

المحرم بان لا تنال ید الاہل وکبتہ کما مر
فلو ادرك الاہل من الکافکبر منحنیا لم تصح
تحریرتہ ^۲ اھ۔

قیام محرم یہ ہے کہ اس کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ سکیں جیسا
کہ گزریکا۔ اگر غازی سے امام کو رکوع میں پایا اور
جھک کر تکبیر تحریر کر کے شامل ہو تو اس کی تحریر صحیح
نہیں ہے اھ (د)۔

شرع التزیر للعقابی میں ہے،
من فرائضہا التي لا تصح بدونها التحریۃ
قد ^۳ اھ۔

ان فرائض میں سے جن کے بغیر نماز نہیں ہو سکتی ایک
کھڑے ہو کر تکبیر تحریر کرنا بھی ہے۔ (د)۔

عاصیہ علامہ ابن عیینہ میں ہے
قوله قائل هو احد شروطها العشرین
الاکمیۃ ^۴ اھ۔

اس کا قول "قائل" یہ ان بینیں شروع میں سے
ایک ہے جن کا ذکر آ رہا ہے (د)۔

آج کل بہت جہاں ذرا سی بے طاقتی مرض یا کبر سن میں سہ سے جھٹک کر فرض پڑتے ہیں حالانکہ اوکا
ان میں بہت ایسے ہیں کہ جنت کریں تو پورے فرض کھڑے ہو کر ادا کر سکتے ہیں اور اس ادا سے نہ ان کا مرض بڑھے
نہ کوئی نیا مرض لاحق ہو نہ گر پڑنے کی حالت ہو نہ دوران سر وغیرہ کوئی سخت الم شدید بوجھت ایک گونہ مشقت و تکلیف
جس سے بچنے کو صراطِ نمائیں کھاتے ہیں ہم نے مشاہدہ کیا ہے کہ وہی لوگ جنہوں نے بکلیہ ضعف و مرض فرض بیٹھ کر
پڑھتے اور وہی باتوں میں اتنی دیر کھڑے رہے کہ اتنی دیر میں دس بار رکعت ادا کر لیتے ایسی حالت میں ہرگز قعود کی

۱/۱	مطبوعہ مجتہائی دہلی	باب صفۃ الصلوۃ	سک ۱ در مختار
۳۳۴/۱	مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر	باب صفۃ الصلوۃ	سک ۲ در مختار
۴۰/۱	مطبوعہ مجتہائی دہلی	" " "	سک ۳ در مختار
۳۲۶/۱	مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر	" " "	سک ۴ در مختار

جائز نہیں بلکہ فرض ہے کہ پورے فرض قیام سے ادا کریں۔ کافی شرح وافی میں ہے :

ان لحقہ من مع مشقة لم یجز تركہ، النبیؐ
 ثانیاً مانا کہ انھیں اپنے تجربہ سبباً خواہ کسی طبعی مسلمان عاقل عادل مستور الحال غیر طایر الفسق کے اخبار
 خواہ اپنے ظاہر حال کے نظر صحیح سے جو کم بھی وہ آدم طبعی پر مبنی نہ ہو بطنی غالب معلوم ہے کہ قیام سے کوئی مرض جدید یا مرض
 موجود شدید و عید ہوگا مگر یہ بات طول قیام میں ہوگی تو بڑی دیر کھڑے ہونے کی یقیناً طاقت رکھتے ہیں تو ان پر فرض تھا
 کہ جتنے قیام کی طاقت تھی اتنا ادا کرتے یہاں تک کہ اگر صرف اللہ اکبر کھڑے ہو کر کہہ سکتے تھے تو اتنا ہی قیام میں ادا کرتے
 جب وہ غلبہ طعن کی حالت پیش آتی بیٹھ جاتے یہ ابتداء سے بیٹھ کر چناب بھی ان کی نماز کا مفسد نہ ہوا۔

مثلاً ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی اپنے آپ بقدر تکبیر بھی کھڑے ہونے کی قوت نہیں رکھتا مگر عصا کے سہارے
 سے یا کسی آدمی خواہ دیوار پر تکیہ لگا کر کھڑے یا بعض قیام پر قادر ہے تو اس پر فرض ہے کہ جتنی قیام اس سہارے یا تکیہ
 کے ذریعے سے کر سکے کھائے، کھلے توکل یا بعض تو بعض در نہ بھیغذہب میں اس کی غائز ہوگی۔ فقہ مدینہ اندر
 ولو متکنا علی عصا او حائط (دور کے حوالے سے مگر اگر پورے عصا یا دیوار کے سہارے سے کھڑا ہو سکے۔ مت)
 تبیین الفقہانی میں ہے :

لو قدر علی النبیؐ متکنا (قرآن، الحدیث، النبیؐ) اگر سے سے قیام کر سکتا (طوائف نے کہا) تو صحیح
 اللہ یجہلی قائما متکنا ولا یجزیہ غیر ذلک
 وکن لک لو قدر انت یعتمد علی عصا او علی
 خاد مہلہ فابہ یقوم ویستکی۔
 اگر سے سے قیام کر سکتا (طوائف نے کہا) تو صحیح
 یہی ہے کہ سہارے سے کھڑے ہو کر نماز ادا کرے اس
 کے علاوہ کنایت نہ کی گئی اور اسی طرح اگر عصا یا خادم
 کے سہارے سے کھڑا ہو سکتا ہے تو قیام کرے اور سہارے
 سے نماز ادا کرے۔ (مت)

یہ سب مسائل غروب کھڑے جانے باقی اس مسئلہ کی تفصیل تمام تحقیق ہمارے فتاویٰ میں ہے جس پر اطلاع
 نہایت ضرورہ و اہم کہ آج کل نادانانہ سے جاہل تو جاہل بعض مدعیان علم بھی ان احکام کا خلاف کر کے ناحق اپنی
 نمایاں کھوتے اور صراحتہ ترکیب گناہ و تارک الصلوٰۃ ہوتے ہیں سو یا اللہ العصۃ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی
 العظیم واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم۔

سہ کافی شرح وافی

۰۴/۱

مطبوعہ معجباتی دہلی

باب صلوٰۃ المریض

۲۰۰/۱

مطبوعہ مطبعہ امیر کبریٰ مصر

باب صلوٰۃ المریض

تبیین عماتی

مسئلہ اٹھارہواں ۱۳۱۳ھ

11

11

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ الحمد للہ کے بعد سورۃ پڑھی جائے اُس پر بھی بسم اللہ شریف پڑھنی چاہئے یا نہیں، بعض لوگ کہتے ہیں یہ ناجائز ہے اس لیے کہ ضم سورۃ واجب ہے اور بسم اللہ شریف پڑھنے سے ضم نہ ہوا فصل ہوگی، یہ قول ایسا کیا ہے؟

الجواب

ہمارے علمائے متعین رحمہم اللہ تعالیٰ عظیم اجمعی کتب معتدہ میں دو شش تصریحیں فرما رہے ہیں کہ ابتداء سورۃ پر بھی بسم اللہ شریف پڑھنی مطلقاً مستحب و مقس ہے، خواہ نماز ہر جہز یا جہز۔ اوصاف ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کا ناجائز ہونا درکنار ہمارے ائمہ مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں کوئی اس کی کراہت کا بھی قائل نہیں بلکہ سب ائمہ کرام باہ اتفاق اسے خوب و بہتر جانتے ہیں اختلاف صرف سنت میں ہے کہ میں طاع بتر فاقم پر بسم اللہ شریف بلا ششہ سنت ہے یا نہی بتر سورۃ پر بھی سنت ہے یا مستحب۔ امام محمد کے نزدیک مترہ میں سنت ہے، محیط و مغیرات و قنایہ و مستغنی وغیرہ میں اس کی تصریح فرماتی اور مذہب امام احمدی استثنائ ہے اور اس پر فتویٰ اور یہی کلمات متون لایا، قی و لا یسعی (نہ لائے اور نہ بسم اللہ پڑھے۔ ت) سے مراد ہر حال اس کی خوبی و حسن پر ہمارے سب ائمہ کا اتفاق ہے پھر اس کے بعد زید مکر وہ کو اپنا رائے لگانے اور اتفاق کر کے مکر کے خلاف جہاد دے گا، شش و ردہ بات بھی تو کہہ چکا ہے کہ جس نے چند حرف فقہ کے پڑھے یا کسی عالم کی صحبت پائی وہ خوب جانتا ہے کہ ضم سورۃ جو واجب ہے اس کے یہ معنی نہیں کہ خاص سورۃ ہی طائی واجب ہے یہاں تک کہ بعد فاتحہ و وسط سورۃ سے کسی رکوع کا پڑھنا ناجائز و موجب ترک واجب ٹھہرے کہ سورۃ بمعنی معرفت کا طائاً اس پر بھی صادق نہیں بلکہ اس سے مراد قرآن عظیم کی بعض آیات طائا ہے کہ خواہ سورۃ ہو یا نہ ہو بسم اللہ شریف دو ایک آیت قرآن عظیم ہے تو اس کا طائاً قرآن عظیم ہی کا طائاً ہونا کسی غیر کا، جو صاحب آئنا بھی خیال نہ فرمائیں انھیں احکام شریعت میں رائے زنی کیا مناسب ہے، اب تصریحات علمائے کرام سنئے، درختاریں ہے،

(لا) تسن (بین الفاتحة و السورة مطلقاً) (نہیں ہے) بسم اللہ پڑھنا سنت (فاتحہ اور سورۃ کے درمیان مطلقاً) اگرچہ نماز سری ہو اور نہ مکر وہ ہے اتفاقاً

رد المحتار میں ہے،

صوفی الذ حیرۃ والواجب بانہ انت سہی ذیرہ اور تجتبی میں اس بات کی تصریح ہے کہ فاتحہ اور

بين الفاتحة والسورة المقرؤة سرا او جهرا
كان حسنا عند ابی حنیفة وسجده المحقق
ابن الهمام وتلميذه العلی لشبهة الاختلاف
فی كونها آية من كل سورة بحره

اس سے طائی جانے والی سورت کے درمیان بسم اللہ
آہستہ یا بلند پڑھنا امام ابو حنیفہ کے نزدیک حسن ہے
امام ابی ہمام اور ابی کے شاگرد علی نے اسی کو ترجیح
دی ہے اور اس کی وجہ یہ بیان کی کہ بسم اللہ کے ہر سورت
کا شروع ہونے میں اختلاف کا شہد ہے۔ بھر (اس نے
پڑھ لینا ہی بہتر ہے) (ت)

طحاوی میں ہے :

قوله ولا تنكروا اتفاقا بل لا خلاف في انه لو
سعى لكان حسنا فھر

اس کا قول کہ با اتفاق مکروہ نہیں بلکہ اگر بسم اللہ پڑھی
تو اس کے حسن ہونے کے بارے میں کوئی اختلاف
نہیں، قہر۔ (ت)

امام ابن امیر الحاج نے صریح میں عن الذخيرة عن العلی عن ابی یوسف عن ابی حنیفة رضی اللہ
تعالی عنہم (ذخیرہ سے علی سے ابی یوسف سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے) ——— ت، روایت
فرمایا :

انه اذا قرأها مع كل سورة فحسن

اگر نمازی ہر سورت کے ساتھ بسم اللہ پڑھتا ہے تو
یہ حسن ہے۔ (ت)

بحر الرائق میں ہے :

لا تسن تسمية بين الفاتحة والسورة مطلقا
عندهم وقال محمد قسونا اذا خافت لا امن
حمر وصحة في اليد ثم قولهما واختلفت
في الاستئذان وما عد ما كراهة فمتفق عليه
ولهذا هو سرور في السنن خيرة و

شیخین کے ہاں فاتحہ اور سورت کے درمیان بسم اللہ پڑھنا
مطلقاً سنت نہیں۔ امام محمد کہتے ہیں کہ بہری نماز میں
سنت مجزہ بہری میں سنت نہیں، ہذا فی میں شیخین کے
قول کو صحیح کہا گیا لیکن یہ اختلاف سنت ہونے میں ہے
پڑھ لینا مکروہ نہیں اس پر اتفاق ہے، اسی لیے ذخیرہ

اس کا حراک قلم نہیں ہو سکتا ہے واقعی آپ کا طرز ایسے مسائل میں تحقیق کا ادروں سے فراہم ہے اور ہمہ وجہ سے، علیٰ ہے
آپ نے پایہ تحقیق مسائل نزاعیہ میں مراتب عالیہ کو پہنچا دیا ہے جو الحمد للہ خیر الجزیرہ۔

اس میں نیز کی تسطیر کی بالفضل یہ ضرورت درپیش ہے کہ وقت رکوع در مختار میں الصاق کعبین کو مسنون
دو مقام پر تحریر کیا ہے شامی نے ثبوت مسنونیت میں کوئی حدیث تحریر نہیں کی بلکہ کچھ زیادہ تعرض اور لیاؤ نہیں فرمایا۔
صاحب مفتاح الصلوٰۃ نے احادیث اور ظاہر الروایۃ میں وارد ہونا تحریر کر کے الصاق کو بمبئی قرب والصال
تصریح کر کے زیادہ تحقیق کا حوالہ اپنے حواشی پر لکھ دیا، دریافت طلب امر صرف امور ذیل ہیں:

(۱) مسنونیت الصاق کعبین فی الركوع کہاں سے ثابت ہے، کوئی حدیث دلیل قول صاحب در مختار ہے
اور وہ کہاں تک قابل عمل اور اعتماد ہے، صاحب مفتاح الصلوٰۃ کا بیان نسبت اس مسئلہ کے بحکمہ صحیح ہے یا یک
دیگر متونی معتدہ فقہ مذہب حنفی میں اس سنت رکوع کا بیان کیوں نہیں درج ہوا ہے تساہل بعض فقہائے کباروں کو
فرمایا جہارت قنوی در مختار بہرہ و مقام سے اور عبارت مفتاح الصلوٰۃ لقیہ صفحہ ذیل میں درج ہے، غایۃ الاوطار
ترجمہ در مختار صفحہ ۲۱۹ و ۲۲۰ سنن ترمذی و طریق ادا سے نماز و تکبیر الركوع و کذا المرفوع منہ بحیث یستوی قیاسا و
التبصیح فیہ ثلاثا و الصاق کعبین و ینصب ساقیہ (تکبیر رکوع اور اسی طرح رکوع سے سیدھا رکوع) اس
میں نہیں دفعہ تسبیح پڑھنا، ٹخنوں کا متصل ہونا، پائوں کو کھڑا کرنا
مفتاح الصلوٰۃ صفحہ ۹۴،

امام زاہدی کی کتاب مجتبے میں سنن رکوع کی بحث میں
ٹخنوں کو متصل کرنا اور پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ
کرنا سنت بیان کیا گیا ہے یہی حدیث صحیح اور کتب
ظاہر الروایۃ میں یہ وارد نہیں ہے زیادہ سے
زیادہ اتنا ظاہر ہے کہ ایک ٹخنہ کا دوسرے ٹخنہ کی
طرف میلون ہو، جیسا کہ صاحب قاموس نے، مگر اسنی
لصوق بیان کیا ہے ورنہ رکوع میں اتصال کی صورت میں
حرکت کثیرہ لازم آئے گی یا انکم ہیں کے ساتھ انگلیوں کا
رخ قبلہ کی طرف نہیں رہے گا، اور سنت قائم نہ ہوگی
کہ حالت قیام میں دونوں قدموں کے درمیان
چار انگلیوں کی مقدار کا فاصلہ سنت ہے، یہاں

مجتبے کی تصنیف امام زاہدی است از مسنونات رکوع
الصاق کعبین یا استقلال انگشتان بسوئے قبلہ
مسنون گفتہ است لیکن در حدیث صحیح و در کتب
ظاہر الروایۃ ظاہر ہی شود ظاہر مراد امام کعب بسوئے
کعب دیگر باشد چنانکہ صاحب قاموس معنی لصوق
گفتہ است زیرا کہ اگر الصاق در وقت رکوع کنند
حرکت کثیرہ لازم سے آید یا آنکہ استقبال انگشتان
غی مانع و سنت قیام سے رود کہ فرجہ چہار انگشت
مسنون است و مؤید الامر قول نحیرین است الباء
للاصاق یعنی القرب و در حدیث نیز الصاق
الکعب بمعنی القرب و القابلہ واقع است پس

مقابلہ کعبہ کعب نیز ارادہ می توان نمود چنانکہ تفسیری
 مصنفہ و حاشی بجز الرائق کاتبہ تفصیل مذکورہ نمونہ
 و اللہ اعلم۔
 واقع ہوا ہے، لہذا یہاں کعب کا کعب کے مقابل ہونا مراد دیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ اس مسئلہ کی تفصیل و تحقیق
 راقم نے تجر الرائق کے حاشی میں ذکر کی ہے۔ - واللہ اعلم (ت)

الجواب

مکرمی کرم فرمایا اکرم اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ خاتمہ المہ تقیین علامہ علائی دمشقی صاحب در مختار
 اعلیٰ اللہ تعالیٰ مقام اس مسئلہ میں متفقہ نہیں ان سے بھی پہلے علامہ نے اس کی تصریح اور ان کے بعد ناقلین ناظرین
 نے تقریر و توضیح فرمائی۔ علامہ ابراہیم علی غنیہ شرح میں فرماتے ہیں،
 السنة ایضا فی السکوح لصباح الکعبین و در کوح میں ثمنوں کا اتصال اور انگلیوں کا قبلہ رخ ہونا
 استقبال الاصابہ للقبلة۔
 ثمن ثمنیہ علامہ الشمس القمستانی میں ہے،
 یعنی ان یزاد مجالیاً تصدیقہ مصنف

یہاں اس بات کا اضافہ کرنا مناسب ہے کہ بازو
 پیٹھ سے اور ٹخنے متصل اور پاؤں کی انگلیوں کا
 قبلہ رخ ہونا سنت ہے جیسا کہ زاہدی میں ہے (ت)
 بعینہ اسی طرح علامہ سید ابوالسعود ازہری نے فتح اللہ المعین میں علامہ سید حموی سے نقل کیا علامہ
 بکر بک زبیر الفقہ بجز الرائق میں شرح قدوری سے نقل فرماتے ہیں:
 والسنة فی السکوح لصباح الکعبین واستقبال
 الاصابہ للقبلة۔
 در کوح میں ثمنوں کا متصل ہونا اور انگلیوں کا قبلہ
 رخ ہونا سنت ہے۔ (ت)

خطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے،

ص ۳۱۵	مطبوعہ سبیل الکیہی لاہور	سہ غنیۃ المستمل شرح غنیۃ المسمل	صفحة الصلاة
۱۵۲/۱	مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاسم ایران	جامع الرموز	فصل صلاة الصلاة
۳۱۵/۱	ایک ایم سعید کینی کراچی	مکملہ بجز الرائق	فصل واذاء الذل والذل

وسم ابعاد مرفقیہ عن جندیہ والعباق کعبیہ
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱
 ۴۷۲
 ۴۷۳
 ۴۷۴
 ۴۷۵
 ۴۷۶
 ۴۷۷
 ۴۷۸
 ۴۷۹
 ۴۸۰
 ۴۸۱
 ۴۸۲
 ۴۸۳
 ۴۸۴
 ۴۸۵
 ۴۸۶
 ۴۸۷
 ۴۸۸
 ۴۸۹
 ۴۹۰
 ۴۹۱
 ۴۹۲
 ۴۹۳
 ۴۹۴
 ۴۹۵
 ۴۹۶
 ۴۹۷
 ۴۹۸
 ۴۹۹
 ۵۰۰
 ۵۰۱
 ۵۰۲
 ۵۰۳
 ۵۰۴
 ۵۰۵
 ۵۰۶
 ۵۰۷
 ۵۰۸
 ۵۰۹
 ۵۱۰
 ۵۱۱
 ۵۱۲
 ۵۱۳
 ۵۱۴
 ۵۱۵
 ۵۱۶
 ۵۱۷
 ۵۱۸
 ۵۱۹
 ۵۲۰
 ۵۲۱
 ۵۲۲
 ۵۲۳
 ۵۲۴
 ۵۲۵
 ۵۲۶
 ۵۲۷
 ۵۲۸
 ۵۲۹
 ۵۳۰
 ۵۳۱
 ۵۳۲
 ۵۳۳
 ۵۳۴
 ۵۳۵
 ۵۳۶
 ۵۳۷
 ۵۳۸
 ۵۳۹
 ۵۴۰
 ۵۴۱
 ۵۴۲
 ۵۴۳
 ۵۴۴
 ۵۴۵
 ۵۴۶
 ۵۴۷
 ۵۴۸
 ۵۴۹
 ۵۵۰
 ۵۵۱
 ۵۵۲
 ۵۵۳
 ۵۵۴
 ۵۵۵
 ۵۵۶
 ۵۵۷
 ۵۵۸
 ۵۵۹
 ۵۶۰
 ۵۶۱
 ۵۶۲
 ۵۶۳
 ۵۶۴
 ۵۶۵
 ۵۶۶
 ۵۶۷
 ۵۶۸
 ۵۶۹
 ۵۷۰
 ۵۷۱
 ۵۷۲
 ۵۷۳
 ۵۷۴
 ۵۷۵
 ۵۷۶
 ۵۷۷
 ۵۷۸
 ۵۷۹
 ۵۸۰
 ۵۸۱
 ۵۸۲
 ۵۸۳
 ۵۸۴
 ۵۸۵
 ۵۸۶
 ۵۸۷
 ۵۸۸
 ۵۸۹
 ۵۹۰
 ۵۹۱
 ۵۹۲
 ۵۹۳
 ۵۹۴
 ۵۹۵
 ۵۹۶
 ۵۹۷
 ۵۹۸
 ۵۹۹
 ۶۰۰
 ۶۰۱
 ۶۰۲
 ۶۰۳
 ۶۰۴
 ۶۰۵
 ۶۰۶
 ۶۰۷
 ۶۰۸
 ۶۰۹
 ۶۱۰
 ۶۱۱
 ۶۱۲
 ۶۱۳
 ۶۱۴
 ۶۱۵
 ۶۱۶
 ۶۱۷
 ۶۱۸
 ۶۱۹
 ۶۲۰
 ۶۲۱
 ۶۲۲
 ۶۲۳
 ۶۲۴
 ۶۲۵
 ۶۲۶
 ۶۲۷
 ۶۲۸
 ۶۲۹
 ۶۳۰
 ۶۳۱
 ۶۳۲
 ۶۳۳
 ۶۳۴
 ۶۳۵
 ۶۳۶
 ۶۳۷
 ۶۳۸
 ۶۳۹
 ۶۴۰
 ۶۴۱
 ۶۴۲
 ۶۴۳
 ۶۴۴
 ۶۴۵
 ۶۴۶
 ۶۴۷
 ۶۴۸
 ۶۴۹
 ۶۵۰
 ۶۵۱
 ۶۵۲
 ۶۵۳
 ۶۵۴
 ۶۵۵
 ۶۵۶
 ۶۵۷
 ۶۵۸
 ۶۵۹
 ۶۶۰
 ۶۶۱
 ۶۶۲
 ۶۶۳
 ۶۶۴
 ۶۶۵
 ۶۶۶
 ۶۶۷
 ۶۶۸
 ۶۶۹
 ۶۷۰
 ۶۷۱
 ۶۷۲
 ۶۷۳
 ۶۷۴
 ۶۷۵
 ۶۷۶
 ۶۷۷
 ۶۷۸
 ۶۷۹
 ۶۸۰
 ۶۸۱
 ۶۸۲
 ۶۸۳
 ۶۸۴
 ۶۸۵
 ۶۸۶
 ۶۸۷
 ۶۸۸
 ۶۸۹
 ۶۹۰
 ۶۹۱
 ۶۹۲
 ۶۹۳
 ۶۹۴
 ۶۹۵
 ۶۹۶
 ۶۹۷
 ۶۹۸
 ۶۹۹
 ۷۰۰
 ۷۰۱
 ۷۰۲
 ۷۰۳
 ۷۰۴
 ۷۰۵
 ۷۰۶
 ۷۰۷
 ۷۰۸
 ۷۰۹
 ۷۱۰
 ۷۱۱
 ۷۱۲
 ۷۱۳
 ۷۱۴
 ۷۱۵
 ۷۱۶
 ۷۱۷
 ۷۱۸
 ۷۱۹
 ۷۲۰
 ۷۲۱
 ۷۲۲
 ۷۲۳
 ۷۲۴
 ۷۲۵
 ۷۲۶
 ۷۲۷
 ۷۲۸
 ۷۲۹
 ۷۳۰
 ۷۳۱
 ۷۳۲
 ۷۳۳
 ۷۳۴
 ۷۳۵
 ۷۳۶
 ۷۳۷
 ۷۳۸
 ۷۳۹
 ۷۴۰
 ۷۴۱
 ۷۴۲
 ۷۴۳
 ۷۴۴
 ۷۴۵
 ۷۴۶
 ۷۴۷
 ۷۴۸
 ۷۴۹
 ۷۵۰
 ۷۵۱
 ۷۵۲
 ۷۵۳
 ۷۵۴
 ۷۵۵
 ۷۵۶
 ۷۵۷
 ۷۵۸
 ۷۵۹
 ۷۶۰
 ۷۶۱
 ۷۶۲
 ۷۶۳
 ۷۶۴
 ۷۶۵
 ۷۶۶
 ۷۶۷
 ۷۶۸
 ۷۶۹
 ۷۷۰
 ۷۷۱
 ۷۷۲
 ۷۷۳
 ۷۷۴
 ۷۷۵
 ۷۷۶
 ۷۷۷
 ۷۷۸
 ۷۷۹
 ۷۸۰
 ۷۸۱
 ۷۸۲
 ۷۸۳
 ۷۸۴
 ۷۸۵
 ۷۸۶
 ۷۸۷
 ۷۸۸
 ۷۸۹
 ۷۹۰
 ۷۹۱
 ۷۹۲
 ۷۹۳
 ۷۹۴
 ۷۹۵
 ۷۹۶
 ۷۹۷
 ۷۹۸
 ۷۹۹
 ۸۰۰
 ۸۰۱
 ۸۰۲
 ۸۰۳
 ۸۰۴
 ۸۰۵
 ۸۰۶
 ۸۰۷
 ۸۰۸
 ۸۰۹
 ۸۱۰
 ۸۱۱
 ۸۱۲
 ۸۱۳
 ۸۱۴
 ۸۱۵
 ۸۱۶
 ۸۱۷
 ۸۱۸
 ۸۱۹
 ۸۲۰
 ۸۲۱
 ۸۲۲
 ۸۲۳
 ۸۲۴
 ۸۲۵
 ۸۲۶
 ۸۲۷
 ۸۲۸
 ۸۲۹
 ۸۳۰
 ۸۳۱
 ۸۳۲
 ۸۳۳
 ۸۳۴
 ۸۳۵
 ۸۳۶
 ۸۳۷
 ۸۳۸
 ۸۳۹
 ۸۴۰
 ۸۴۱
 ۸۴۲
 ۸۴۳
 ۸۴۴
 ۸۴۵
 ۸۴۶
 ۸۴۷
 ۸۴۸
 ۸۴۹
 ۸۵۰
 ۸۵۱
 ۸۵۲
 ۸۵۳
 ۸۵۴
 ۸۵۵
 ۸۵۶
 ۸۵۷
 ۸۵۸
 ۸۵۹
 ۸۶۰
 ۸۶۱
 ۸۶۲
 ۸۶۳
 ۸۶۴
 ۸۶۵
 ۸۶۶
 ۸۶۷
 ۸۶۸
 ۸۶۹
 ۸۷۰
 ۸۷۱
 ۸۷۲
 ۸۷۳
 ۸۷۴
 ۸۷۵
 ۸۷۶
 ۸۷۷
 ۸۷۸
 ۸۷۹
 ۸۸۰
 ۸۸۱
 ۸۸۲
 ۸۸۳
 ۸۸۴
 ۸۸۵
 ۸۸۶
 ۸۸۷
 ۸۸۸
 ۸۸۹
 ۸۹۰
 ۸۹۱
 ۸۹۲
 ۸۹۳
 ۸۹۴
 ۸۹۵
 ۸۹۶
 ۸۹۷
 ۸۹۸
 ۸۹۹
 ۹۰۰
 ۹۰۱
 ۹۰۲
 ۹۰۳
 ۹۰۴
 ۹۰۵
 ۹۰۶
 ۹۰۷
 ۹۰۸
 ۹۰۹
 ۹۱۰
 ۹۱۱
 ۹۱۲
 ۹۱۳
 ۹۱۴
 ۹۱۵
 ۹۱۶
 ۹۱۷
 ۹۱۸
 ۹۱۹
 ۹۲۰
 ۹۲۱
 ۹۲۲
 ۹۲۳
 ۹۲۴
 ۹۲۵
 ۹۲۶
 ۹۲۷
 ۹۲۸
 ۹۲۹
 ۹۳۰
 ۹۳۱
 ۹۳۲
 ۹۳۳
 ۹۳۴
 ۹۳۵
 ۹۳۶
 ۹۳۷
 ۹۳۸
 ۹۳۹
 ۹۴۰
 ۹۴۱
 ۹۴۲
 ۹۴۳
 ۹۴۴
 ۹۴۵
 ۹۴۶
 ۹۴۷
 ۹۴۸
 ۹۴۹
 ۹۵۰
 ۹۵۱
 ۹۵۲
 ۹۵۳
 ۹۵۴
 ۹۵۵
 ۹۵۶
 ۹۵۷
 ۹۵۸
 ۹۵۹
 ۹۶۰
 ۹۶۱
 ۹۶۲
 ۹۶۳
 ۹۶۴
 ۹۶۵
 ۹۶۶
 ۹۶۷
 ۹۶۸
 ۹۶۹
 ۹۷۰
 ۹۷۱
 ۹۷۲
 ۹۷۳
 ۹۷۴
 ۹۷۵
 ۹۷۶
 ۹۷۷
 ۹۷۸
 ۹۷۹
 ۹۸۰
 ۹۸۱
 ۹۸۲
 ۹۸۳
 ۹۸۴
 ۹۸۵
 ۹۸۶
 ۹۸۷
 ۹۸۸
 ۹۸۹
 ۹۹۰
 ۹۹۱
 ۹۹۲
 ۹۹۳
 ۹۹۴
 ۹۹۵
 ۹۹۶
 ۹۹۷
 ۹۹۸
 ۹۹۹
 ۱۰۰۰

طحاوی علی الدر میں ہے
 والعباق کعبیہ حالة الركوع هذا ان يصبر له
 والا فكيف يصبر له على الظاهر
 رواه الترمذی ہے

والعباق کعبیہ ای چیٹ لا عذر
 مسائل خبر الروایہ میں مسطور نہیں نہ ظاہر الروایہ غولہ متون میں ہم ذکر ذکر عدم متون مختصرات ہیں اور غائباً نقل
 ظاہر پر مختصر زیادت۔ شرح معتزین اگر مسلم نہ ہو تو مذہب کا ایک معتزلہ ہاتھ میں رہ جائے بتایا ہے گا کہ سلسلہ
 درکنار بعض واجبات و فرائض و منہیات، فرائض تک ملکہ متون میں نہیں۔ بری دلیل وہ مجتہد کے پاس ہے، نہ ہمارا عدم
 وجدای وجدای عدم ہمارے سے غرض فقہاء نس ہیں اور غرض نس ہی لا کان حاضر پر محمول اور جہت تک حقیقت بنے
 مجاز کی طرف مدول نامقبول، العباق کے معنی تحقیق و مل و چپا نیدن چیز سے چیز سے (ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ ملانا،
 ہے، نہ مجرد محاذات یا امار (محض متقابل یا مائل ہونا نہیں)، قاسموس میں فقیر نے اس معنی کا نشان نہ پایا۔

وان كان لا يهون من الجوار وقد عدوا من عيوب
 القاموس كما ذكره العلامة الزرقاني في
 عدة مواضع من شرح المواهب وغيره في
 حيزه انه يذكّر المعاني المجازية ای فيوهم
 الوضع لها لان موضوع كتب اللغة بيان
 المعنى الموضوع له اللفظ
 اور اگر یہ معنی قاسموس میں ہے تو یہ معنی مجازی ہوگا۔ جہل علم
 نے قاسموس کے یارب تحریر کئے ہیں مثلاً زرقانی نے
 شرح المواهب میں متعدد جگہ پر اور دیگر علما نے اپنی کتب
 میں تصریح کی ہے کہ صاحب قاسموس الفاظ کے مجازی
 معنی ذکر کرتے ہیں جس سے ان کے تحقیق ہونے کا وہم ہوتا،
 کیونکہ ان لغت کی کتب کا موضوع الفاظ کے ان معانی
 کو بیان کرنا ہے جس کے لئے ان کی وضع ہے (ت)۔

سہ حاشیہ الطحاوی علی مراقی الفوائد فصل فی بیان سنن الصلوۃ مطبوعہ نور محمد تجدید کتب کراچی ص ۱۲۵
 سہ حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار باب صفۃ الصلوۃ مطبوعہ دار المدقۃ بیروت ۳۱۳/۱
 سہ روا مختار باب صفۃ الصلوۃ مطبوعہ البانی مصر ۲۵۲/۱

زبان عرب میں استعمال "ب" مراعی الصاق حقیقی سے متعلق نہیں وہ جس طرح واقعہ ہوا اور موسکوں اپنی حقیقت پر ہے یونہی صورت میں تو الباء والا لصاق کا بطریق عدم مجاز معنی قریب پر عمل واجب، یوں ہی مدیث صحیح نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما،

سایت المرجع من یلرزق کعبہ یکعب صاحبہ
و حدیث اص انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما

کان احد نا یلنق منکبه یمنکب صا حبه و
قد مه بقدمه۔

ہم جس سے ہر ایک اپنے کانڈ سے کو دوسرے کے کانڈ
سے اور اپنے قدم کو دوسرے کے قدم سے ملاتا تھا۔ (ب)

میں دوبارہ کتاب واقعہ ارادہ معنی حقیقی پراقام نہیں ہو سکتا کہ قیام میں سنت تقریب قدیم ہے ، خود صاحب مفتاح رحمہ اللہ کے مسلک کے فرقہ ہمارا انکسار مسنون است (چار اہل کافا حاصلہ مسنون ہے ۔ ت) اگرچہ اس تجدید کی بھی سند پرچھے تو کتاب اکثر میں امام سے روایت ملے گی یا امام قطع کا قول نہ بالخصوص حدیث صحیح یا ظاہر الروایۃ و متون کی تصریح بہر حال ایسی فقرت کہ زید کا کعب اور عمرو اور دیگر کے کعب سے عشق ہو صراحتاً شائع ادب کے بھی خلاف و شنیع ہے تو قیام دلیل کے باعث مجاز پر حمل برحزب تجاربہ دلیل کے دستاویز نہیں ہو سکتا یہاں مجرد محاذات مراد لینے کا تو کوئی محل ہی نہیں یہ علما اسے خاص سنت رکھتے ہیں اور محاذات بہرگز اس سے حاصل نہیں قیام خواہ جو ہیں کب پابنے کہ ایک پاؤں آگے یا پیچھے ہو اور صرف امام و مراد ہوسنے پر ہی ملاقا کوئی دلیل نہیں ، اسحاق کو مستلزم حرکت کثیرہ ماننا سخت عجیب ہے بالفرض اگر قیام میں تقریب تمام مسنون ہوتی جب بھی اسحاق میں کثیرہ نہ تھی ۔ علاوہ تصریح فرماتے ہیں کہ ایک صفحہ کی قدر پلٹنا بھی حرکت قبیلہ ہے ذکر صرف قدیم کا ملا لیا کثیرہ ہو ہذا عجیب جدا (یہ نہایت ہی عجیب ہے ۔ ت) درمختار میں ہے :

مشی مستقبل القبلة هل تصدای قدر صفت
ثم وقف قدر ركعتی ثم مشی و وقف كذلك و
هكذا لا تصدوا ان كثرة ما لم يخلف المسكن
نمازی اگر قبلہ رخ چلا تو نماز ناسد ہوگی یا نہیں، اگر
وہ صفت کی مقدار چلے پھر رکن کی مقدار کھڑا رہا اور پھر چلا
ہو رکن کی مقدار کھڑا رہا نماز ناقص نہ ہوگی اگرچہ یہ عمل

۱۰۰/۱	مطبوعہ اصح، المطابع قیدی کتب خانہ کراچی	باب الزاۃ النکب بالنکب الخ	سہ صبح البخاری
۱۰۰/۱	"	"	سہ "
۹۰/۱	محبتانی دہلی	باب یقین الصلوۃ الخ	سہ درمختار

الجواب

تقریر و مجلس کے اذکار طویلہ و اقل پر محمول ہیں و لہذا ہمارے ائمہ فرائض میں انہیں مستثنیٰ نہیں جانتے اور شک نہیں کہ فرائض میں تطویل و احتیاج طاعت سنت ہے اور امام کے لئے تو قطعاً ممنوع جبکہ مقتدیوں میں کسی پر بھی گراں ہو، ہاں منفرد بعض کلمات اثنوہ بڑھائے تو حرج بھی نہیں، یہ بھی امام بھی جبکہ مقتدی محصور اور سب راضی ہو رہا مقتدی وہ آپ ہی متبائع امام کرے گا، اگر امام کہے کہے ورنہ نہیں۔

و فی الدرامہ ستر یجلس بین السجودین
مطمئن و لیس یدینہما ذکر مسنون و کذا البس
بعد دفعہ من المکرر و عاود و کذا دیا ق و
مکوعہ و سجدہ و بعید التبعیہ علی الذہب
و ما ورد معمول علی اسلئے
در مختار میں ہے نمازی دو سجدوں کے درمیان مجلس میں
اطمینان سے بیٹھے، دو سجدوں کے درمیان کوئی ذکر
سنت نہیں اسی طرح رکوع سے کھڑے ہونے کے
بعد قریب کوئی دعا مستثنیٰ نہیں۔ اسی طرح رکوع و
سجد میں تسبیح کے علاوہ کوئی دعا نہ کرے۔ صحیح مذہب
یہی ہے اور جو روایات میں آیا ہے وہ فرائض پر محمول ہے۔

مرد مذہب سید امام محمد رحمہ اللہ کے جامع سفیر میں فرماتے ہیں،

قال ابو یوسف ست با حیفہ من درہا یقہ
مراسہ من رکوع فی العریضۃ ویقول اللہم
اغفر لی قال یقول مرہا لک الحمد ویسکت
(کذا لک، ہاں السجودین یسکت)
بار و یوسف بیان کرتے کہ میں نے امام ابو حنیفہ سے
اس شخص کے بارے میں پوچھا جو فرائض میں رکوع سے
سر اٹھانے کے بعد یہ کہتا ہے اللہم اغفر لی (سے
اللہ مجھے معاف فرما)۔ آپ نے فرمایا وہ صرف دینا
لک الحمد (اے رب ہمارے ایتھے سے لئے کرے)
کے پھر خاموش ہو جائے اور اسی طرح دونوں سجدوں کے
درمیان مجلس میں بھی خاموش رہے (ت)

علیہ میں زیر قول من ولایزید علی ہذا (اس پر اضافہ کرے۔) فرمایا،

ای امرہ الزیادۃ ما ورد فی السنۃ فیمنی اب
یکون ہذا فی حق الامامۃ اذا خاف التمثیل
اگر زیادتی سے مراد وہ اذکار ہیں جو سنت میں وارد ہیں تو
یہ حق امامت کے بارے میں ہو گا جبکہ مقتدی بوجہ

عن النعمان في حق المعتدي اذا لم يفعل الاحكام
ذلك اما المقتدي او الامام اذا كان لا يشغل على
النعمان ايتانه بذلك او المقتدي اذا كان مستـ
امامه قد اتى به فليسوا بصنوعين من زيادة هم
على ذلك ولا سيما مستخر في التوافق ومن
ادلى ذلك فمصلحة السبب -

اسی میں خودی جیسے،

مورع مشائخنا يحملي ما في حديث علي رضي الله
تعالى عنه عن السواهل على انه ثبت في المكتوبة
فليكن في حالة الانفراد وفي حاله كونه اماما
والما مومن محصورون لا يشغلون بذلك كما
نصت عليه ماث هدية ولا في غير الالاتزامه
والله سبحانه تعالى اعلم

محسوس کریں اور مقتدی کے حق میں اس وقت ہے جب
امام یہ تر پڑھ رہا ہو رہا معاملہ منفرد یا وہ امام جس کے
مقتدی اس کے پڑھنے کو بوجہ محسوس نہ کریں یا وہ مقتدی
جس کا امام پڑھ رہا ہو تو ایسی صورت میں ان کے لئے ان
اذکار کا اضافہ ممنوع نہیں، خصوصاً وہ منفرد جو نواسل
پڑھ رہا ہو اور جو اس کا مدعی ہو وہ اس پر دلیل ملے۔

ہمارے شائع نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ حضرت
سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث کو نقل
پر محمول کیا جائیگا علاوہ ازیں فقرہ میں ثابت تھا اس وقت جب
نمازی تنہا فرائض ادا کر رہا ہو یا امامت کی حالت میں
اس وقت جب مقتدی محصور ہوں جو بوجہ محسوس نہ کریں
جیسے کہ شروع سے تصریح کی ہے اور اس کے التزام میں
کوئی نقصان نہیں اور اللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ از مدہ مصباح التہذیب مسئول مولوی محمد سلطان الدین صاحب بنگال

۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندر یہ مسئلہ کہ نمازیں دونوں سجدے فرض ہیں یا ایک
فرض اور دوسرا واجب؟ اگر یہ مسئلہ اختلافی ہے تو قول قوی اور رائج کون ہے اور اس کی دلیل کیسے ہے اور دوسرے
کے مرجوح و ضعیف ہونے کی کیا دلیل؟ مع دلائل معتبرہ بکا اکتب بیان فرمایا جائے بینوا توجروا عند الجلیل۔

الجواب

یا جامع امت دونوں سجدے فرض ہیں، اصلاً اس میں کسی عالم کا خلاف نہیں کہ قوی و رائج بتایا جائے،
اس کا منکر اجماع امت کا منکر ہے۔ دور درجہ نے ایک طالب علم نے فقیر سے یہ مسئلہ پوچھا تھا فقیر نے عرض کی

سے جیلہ العمل شرح غیۃ المصلی

سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

دونوں فرض ہیں، رات مسنونہ تھا کہ درمیان میں حدیثیں معصباح التہذیب و اشاعت العلوم سے مولوی محمد عثمان صاحب ولایتی قوالیسا ہی بتاتے ہیں باقی سب خلاف پر ہیں سجدہ اولیٰ کو فرض اور ثانیہ کو واجب کہتے ہیں اور اسی کی سند شرح وقار و ہدایہ کی عبارت بتاتے ہیں بلکہ ایک سے مولوی صاحب محمد نام کہ دیوبندی تعلیم کے فاضل ہیں فقیر کے قول کو محض بے دلیل فقیر کا اپنا اجتہاد طویل قرار دیتے ہیں یہ شمس کے نہ صرف تعجب بلکہ نام علم پر سخت اغویں، انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ فقیر غفرلہ اللہ بظاہر و توکل مات علمائے کرام سے اس کی سنیدیں پیش کر سکتا ہے جن سے ثابت ہو کہ غی نہیں مسند کو فقہ سے کس قدر غفلت ہے مگر مسئلہ نہایت و خروج سے واضح ہے اور اطالہت بموجب طالت ہست! صرف دس نصوص ہر یک پر قناعت!

نقص اول: بحر الرائق میں کنز الدقائق کے قول فرضہا التحریمة والقیام والقرادة والسرکوع و السجود (نماز کے فرضی تکیب تحریر، قیام، قرات، رکوع اور سجود ہیں۔ تنہا کی شرح میں فرمایا،

القول تعریف اس کو اور اسجد و الایحیاء علی فرضیتہما و رکنیتہما والسراد من السجود البحتا حاصلہ ثابت بالکتاب والسنة والایحیاء و کونہ مثنیٰ فی کل رکعة بالسنة والایحیاء سے ثابت ہے اور سجدہ کا ہر رکعت میں دو دفعہ ہونا سنت اور ایحیاء سے ثابت ہے۔ دت۔

نقص ثانی: امام محمد کہ محمد ابن امیر الحجاز علیہ شرح غیریہ میں فرماتے ہیں،

مر والمخاضة السجدة ش ای والصلاة الخامسة من الفرائض المت المشتغل علی فرضیتہا الصلاة السجدة والاولی السجدتان فی کل رکعة ثم عمل السجدة ثابت بالکتاب والسنة والایحیاء و کونہ مثنیٰ فی کل رکعة بالسنة والایحیاء ولا خلاف فی کونہما من ارکان الصلاة

تین پانچواں فرض سجدہ ہے، شرح یثیٰ چھ فرض الفرائض میں ہر نماز مستقل ہے ان میں پانچواں فرض سجدہ ہے اور لا یجدان فی کل رکعة، لیکن بہتر تعریف یعنی ہر رکعت میں دو سجدہ فرض ہیں پھر سجدہ کی اصل کتاب، سنت اور ایحیاء سے ثابت ہے اور اس کا ہر رکعت میں دو دفعہ ہونا سنت اور ایحیاء سے ثابت ہے اور ان دونوں کے رکن نماز ہونے میں کوئی اختلاف نہیں (دت۔)

ص ۳۰	ملفوظ امیر ایم سیّد کبیر کراچی	باب صفۃ الصلوۃ	کنز الدقائق
۲۹۲/۱	" " " "	" "	بحر الرائق
			حلیۃ الحلی شرح نیتہ المصلیٰ

ایضا یہاں تصریح ہے کہ فرضیت درگتار دونوں سجدہ سے یا اجماع رکعت نماز میں۔

نقص ثالث : مبسوط انام شیخ الاسلام پھر حدیث میں دو سجدہ سے فرض ہونے کی حکمت بیان فرماتی،

هذا ما روي في الاخبار ان الله تعالى لما اخذ الميثاق من ذرية آدم عليه الصلاة والسلام حيث قال عز وجل واخذ اخذ ربك من بني آدم من ظهورهم ذريتهم الآية امرهم بالسجود تصديقاً لما قال فسجدوا فاسلموا من رؤسهم وذروا الكفار لم يسجدوا فاسجدوا ثانياً شكراً وفتقهم الله تعالى على السجود الاول فصار لمقرضين سجدتين لهذا الركوع مرة.

یہ اس بنا پر ہے جو روایات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب اولاد آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عہد یا جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کیا ہے، اور یاد کرو اس وقت کہ جب اسے حبیب: آپ کے رب نے بتایا آدم سے ان کی پشتوں میں ای کی اولاد سے عہد لیا الایہ تو انہیں بطور تصدیق کے سجدہ سے کا حکم دیا تو اللہ کے حکم پر تمام مسلمان سجدہ یز ہو گئے لیکن کافر کھڑے رہ گئے جب مسلمانوں نے سجدہ سے سر اٹھایا اور دیکھا کہ کفار نے سجدہ نہیں کیا تو وہ دوبارہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدہ یز ہو گئے کہ

اللہ تعالیٰ نے انہیں سجدہ کی ترغیب دی۔ بعد نمازیں دو سجدہ سے عرض لازم ہو گئے اور رکوع ایک ہی

رکعت۔ (ت)

نقص رابع : مراقی الفلاح میں تھا :

یہترص السجود (سجدہ فرض کیا گیا ہے۔ ت)

علامہ طحاوی نے حاشیہ میں فرمایا :

المراد منه الجنس ای السجودتان (مراد اس سے جنس سجدہ یعنی دو سجدہ سے ہیں۔ ت)

نقص خامس : در الکام ثمر غرر الاحکام للعلامہ مولیٰ خسرو میں ہے :

فان قيل فرضية الركوع والسجود ثبتت بقوله تعالى اسكعوا واسجدوا لولا انما يوجب التكرار لما ثبتت به الركوع والسجود (الركوع كذا وسجد كذا)

اگر یہ سوال ہو کہ رکوع و سجود کی فرضیت اللہ تعالیٰ نے کس فرمان سے

لہ حیۃ بخلی شرح فیہ المصلی

سے مراقی الفلاح مع حاشیہ الطحاوی باب شروط الصلوة مطبوعہ نور محمد تجارت کتب کراچی ص ۱۳۵

علاء مائتہ الطحاوی علی مراقی الفلاح " " " " " " " " " " " "

نص ثامن : فتح الله المعين للعلامة السيد ابی المسعود الازہری میں ہے ،

السجدتان (لانہما) فرضان فی کل کیونکہ دو سجدے ہر رکعت میں دونوں سجدے فرض رکعتیں ہیں۔ (ت)

نص ناسخ : علامہ شرنبلالی اپنے حق نور الایضاح اور اس کی شرح میں فرماتے ہیں ،

(و) یعترض (العود الی السجود) الشاف لان السجود الشافی کا لاول فرض باجماع سجدے کی طرف کیونکہ دوسرا سجدہ پہلے کی طرح ہی فرض ہے (اور فرض ہے) نوٹنا سجدہ کی طرف میں دوسرے سجدے کی طرف کیونکہ دوسرا سجدہ پہلے کی طرح ہی فرض ہے اور اس پر امت کا اجماع ہے (ت)

نص عاشر : مجتہبی شرح قدوری پھر منبرہ میں ہے ،

السجود الثانی (فرض) کا لاول باجماع اس پر اجماع امت ہے کہ دوسرا سجدہ پہلے کی طرف فرض ہے۔ (ت)

ہاں یہ کہ طرف اس زعم باطل و وہم باطل کی نسبت تو محض غلط و بے خشاست اور شرح و تالیف سے یہ مطلب سمجھنا عدم تہرہ و سورفہم سے پیدا ہوا امام صدرائے حق کی جہالت یہ ہے ،

فی الہدایۃ و مراعاة التقیبات یہ شرح مکررہ ، من الافعال ، و ذکر حوشی الہدایۃ نقلاً عن المبسوط کا السجدة فانه لو قام الخ الثبوت بعد ما سجد سجدۃ واحدة قبل ان یسجد الاخری یقضیہا ویکون القیام معتبر الا انہ لم یتروک الا الواجب ہے۔

صوت واجب (یعنی ترتیب) کو چھوڑا ہے (ت)

قلت فہم نے یہ سمجھا یا کہ یتروک الا الواجب (اس نے واجب ہی ترک کیا ہے۔ ت) میں واجب ہے

۱۶۹/۱	مطبوعہ راج ایام سعید کمپنی کراچی	باب صفة الصلوة	فتح الله المعين
۱۶۷ ص	مطبوعہ نور محمد تجارت کتب کراچی	باب شروط الصلوة	مراۃ الخالق مع شفاء الطوطی
۷۰/۱	مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور	الفصل الاول فی فرائض الصلوة	فتاویٰ ہندوستان
۱۶۱/۱	مطبوعہ المکتبۃ الرشید دہلی	باب صفة الصلوة	شرح الوقیۃ

سجدہ ثانیہ مراد ہے حالانکہ یہ واضح الفساد ہے سجدہ ثانیہ کو تو فرمایا یقتضیہا (اس سجدہ ثانیہ کی قضا کئے تے) آگے فرمایا کیونکہ انقیام معتزلاً اس کا قیام معتبر ہے۔ (ت) جب سجدہ ثانیہ مراد ہو حالانکہ اس کی تو قضا کر چکا پھر سجدہ متروک کب ہوا موخر ہوا ترک و تاخیر میں جو فرق ہے برعالمی پر روشنی ہے ترک فرض مبطل صلاۃ ہے اور تاخیر موجب سہو بلکہ واجب سے مراد ترتیب ہے کہ بوجہ تاخیر سجدہ ثانیہ قیام قیام ترتیب متروک ہوئی یہ خود نفس کلام سے واضح ہے کہ یہاں گفتگو واجب ترتیب میں ہے ابتداء میں بشمار واجبات فرمایا تھا وعلیہ الترتیب فیما تکرر کلام مذکور کہ بعد فرمایا،

اقول قولة فيما تكرر ليس قيد، يوجب في الحكم
معاذ الله تلك مراعاة الترتيب في الامر كالتب
التي لا تتكرر في ركعة واحدة كالركوع ونحوه
واجبة يعين
میں کتابوں اس کا قول فيما تكرر (وہ افعال جن میں تکرار ہے) پر ایسی قید نہیں جو دوسروں کی نفی کرے کیونکہ رعایت ترتیب ہی افعال میں بھی واجب ہے جو ایک رکعت میں متعدد نہیں ہوتے مثلاً رکوع وغیرہ (ت) اخیر میں اس تمام کلام پر تفریق فرمائی فعلوان رعایۃ الترتیب واجبة مطلق (پس واضح ہو گیا کہ رعایت ترتیب مطلقاً واجب ہے۔ ت)

دیگر علامتے کرام نے مراد کو غیب واضح کر دیا کہ ترتیب ہی کر، ایب کہا، نہ کہ سجدہ ثانیہ کو علائکہ اکل الدین بابت شرع جاری میں فرماتے ہیں،

(مراعاة الترتیب فیما شرع مکرراً) یعنی فی الركعة الواحدة كالسجدة الثانية من الركعة الاولى فان تركها ساهى وقصر واتقصه صلاته ثم تذكر بان عليسان يسجد السجدة المتروكة ويسجد للسهو ولترك الترتيب
(حکمر افعال میں رعایت ترتیب مطلقاً واجب ہے) یعنی رکعت واحدہ میں مثلاً پہلی رکعت کا دوسرا سجدہ، جس نے اسے بھول کر چھوڑ دیا اور دوسری رکعت کی طرف کھڑا ہو گیا، وہ نماز پوری کرنے کے بعد متذکر سجدہ یاد آیا تو اس پر لازم ہے کہ پہلے متروکہ سجدہ کرے پھر سجدہ سہو کرے کیونکہ ترتیب باقی نہ رہی۔ (ت)

حلیہ میں ہے،

لو ترك السجدة الثانية من الركعة الاولى

من تخرج الوفاية باب صحة الصلوة مطبوعه المكتبة الرشيد دہلی

۱۹۱/۱

۱۹۲/۱

۲۰۱/۱

تکلیف النایۃ مع فتح التقدیر باب صحة الصلوة مطبوعه فوریہ رضویہ بیکنر

رکعت کا قیام کیا پھر آخر نماز میں (متروکہ سجدہ) یاد آگیا تو اس کی نماز خاسر نہ ہوگی بلکہ پہلے چھوڑا ہوا سجدہ کرے پھر ترک ترتیب کی وجہ سے سجدہ سہو کرے کیونکہ واجب اصل کو بخیر ل کر چھوڑنے سے بالاتفاق سجدہ سہو لازم آتا ہے (ت)

سہو واقام الی الركعة الثانية ثم تذکرها في آخر صلاته لو تفسد صلاته بل يسجد المتركاة ثم يسجد للسهو وترك الترتيب كان تركه واجب الاصل ما هيأ بوجوب سجود السهو بالاتفق.

جوہرہ نیر میں ہے :

اگر پہل رکعت کا دوسرا سجدہ بخیر ل کر چھوڑ دیا اور دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا آخر میں نماز پوری کر سنے پر متروکہ سجدہ یاد آیا تو اس پر لازم ہے پہلے متروکہ سجدہ ادا کرے پھر سجدہ سہو کرے کیونکہ ان افعال میں ترتیب ترک ہوئی جو حکم مشروع ہوئے تھے (ت)

لو ترك السجدة الثانية من الركعة الاولى ما هيأ واقام وصلى تمام صلاته ثم تذکرها فعليه ان يسجد المتركاة ويسجد للسهو وترك الترتيب فيما شئخ مكررا.

یہ فقہ حنفیہ کے اخلاف میں نماز میں مشروع فرائض چار اوقات کے ہیں، ایک وہ جو پوری نماز میں ایک ہر شخفا قعدہ یا پوری رکعت میں ایک ہر جیسے قیام دو رکعت اور کچھ وہ ہیں جو پوری نماز میں متعدد ہیں مثلاً رکعتیں یا پوری رکعت میں متعدد ہوں جیسے سجود، ہر حال وہ فرض جو پوری نماز میں ایک ہو اور اس کے ماسوا مذکورہ تینوں اوقات کے درمیان ترتیب شرط ہے حتیٰ کہ قعدہ کے بعد سلام سے پہلے یا بعد بشرطیکہ بھی اس نے نماز کے منافی کوئی عمل نہ کیا بخیر ل کیونکہ رکعت یا چھوڑا ہوا سجدہ نماز یا سجدہ نفلت یاد آگیا تو پہلے

فتح القدير وغيره شرع عليه وجب الاتي وحاشية الشیخ علی بن یحییٰ الحنفی وغيره اکتب کثیرہ میں ہے :
وهذا القبط العلية مختصرا علم ان المشروع فرضها في الصلاة اربعة انواع ما يتحد في كل الصلاة كالقعدة ادى في كل ركعة كالقيام والركوع وما يتحد في كل ركعة كالسجدة ادى في كل ركعة كالسجود فالترتيب شرط بين ما يتحد في كل الصلاة وبين جميع ما سواها من الشئ الاخرى حتى لو تذکر بعد القعدة قبل السلام او بعدة قبل اى ياتي بتمام ركعة وسجدة صليية او سجدة تلاوة فعلها واعد القعدة وسجد للسهو والترتيب بين

سنة عليہ المحلى شرح نية المصلی

12

12

ما یستکبر فی کل رکعة کالسجود ویمن مابعدہ
واجب حتی لو تزل سجدۃ من رکعة ثم تذکرھا
فیما بعدھا من قیام اور رکوع او سجود فانما
یقضیہا ولا یقصر ما فعلہ قبل قضا ئہا ہما ہو
بعد رکعتہ من قیام اور رکوع او سجود ببل
یلزمہ سجود السہو فحبب لیکن اختلاف فی
لزوم قضا و ما تذکر فقضا ہا فیہ کب نو تذکر
و ہو ر اکثر او ساجد انا لم یسجد فی ال رکعة
القی قبلہا فانه یسجد ہا و ہل یعید ال رکوع
او ال سجود التذکر فید فی الہدایۃ انہ
لا یجب اعدۃ بل تستحب محلا بافت
الترتیب لیس بضرع بین ما استکبر من
الافعال ولی قنوی قاضی خان اسہ یعیدہ و
لو لم یعد کاحدیت صلاتہ محلا بانہ ارفق
بالعود الی ما قبلہ من ال رکعات لانہ قبل
اوقفہ یقبل ال رکعات بخلاف ما لو تذکر
السجدۃ بعد ما رفعت ال رکوع لانہ بعد
ما تم ال رکوع لا یقبل ال رکعات
(درمیان میں چھوٹ گیا اور کل نہ ہوا) کیونکہ رکعت کو مکمل کر کے اٹھتے سے پہلے وہ مکمل نہیں ہوتا بخلاف جبکہ رکعت کو
مکمل کر کے اٹھنے کے بعد چھوٹا ہوا سجود یا آئے اور قضا کرے تو رکوع کا اعادہ ضروری نہیں کیونکہ رکوع سے اٹھنے
پر رکوع مکمل ہو گیا تو اب رکوع کے چھوٹنے کا احتمال نہ ہا۔ (ت)

ایہ ای حیرات میں اس فائدے کے علاوہ وہ فائدہ زیادہ ہیں ایک سجود کو فرض مکرر کرنا معلوم ہوا کہ دونوں
سجودے فرض ہیں، دوم وہ تعمیل کر جب پہلی رکعت میں ایک سجود بھول گیا اور ثلثا دوسری کے رکوع میں یاد آیا کہ مٹا اس کی

تفاسر کی تو اس رکوع کا پھر اعادہ کر سہ کہ رکن سابق کی طرف خود کھینے سے یہ رکوع کات لم یکن یعنی کالعدم ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ سجدہ ثانی
صرف فرض ہی نہیں بلکہ رکن سہا و ہدایہ میں جو اس رکوع کا اعادہ صرف مستحب جاء اور بھی رائج ہے اس کی وجہ یہ فرمائی کہ
جو فرض ایک رکعت میں مگر ہے یہی سجدہ اُس میں اور اس کے بعد فرض اثنی عشر قیام و رکوع و سجود رکعت آئندہ میں ترتیب
فرض میں صرف واجب ہے کہ اس کے ترک کی تلافی سجدہ سہو حاصل عرض مسئلہ آفتاب کی طرح روشن ہے مقدس
دریں سے بظہر خیر خواہی گزارش کہ فرض قطعی و اجماع امت کا انکار سہل نہیں لہذا اگر مناسب جائیں کہ اسلام و
نکاح کی تجدید فرمائیں آئندہ احتیاطاً ما التوثیق الا یا لله العزیز الغفار - و اللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۲۴۔ مدرسہ مظہر حسین امام مسجد گرل بازار ضلع بلاسپور۔ سی۔ پی۔ دکان شیخ سلیمان عمر صاحب جنرل منشی
۲۴ محرم ۱۳۳۰ھ

زید نماز میں صرف یکایت رکوع و سجود الصاق کعبین کرتا ہے ٹھوکتا ہے کہ یہ فعل و جابیوں کا ہے حرام ہے
اور واجب استرک ہے حنفی رنگ اس فعل کو جائز بھیجیں یا مکروہ تحریمی؟

الجواب

حاشائے نہ فعل و جابیہ کا ہے نہ رکن نہ واجب الیک بلکہ رکوع میں الصاق کعبین غیض شریعہ جامع اور
و جع شریعہ قدری و ذکر الائق و در مختار و حاشیہ ترمذی و فتح آئینہ سین و طحاوی علی مرقی و فلاح و علی و در مختار و غیرہا میں
سنت لکھا۔ و قد ذکرنا تصویبہا جمیعاً فی فتاوانا (بم نے ان سب کی عبارات و تفصیلات کو اپنے فتاویٰ میں
ذکر کیا ہے۔ ت۔ در مختار میں ہے۔

سننھا تکبیر الرکوع و التبییح فیہ ثلاثا و
الصاق کعبیہ لہ

اسی کی صفت الصلاة میں ہے۔

یفرج اصابعہ و یسین ان ینصق کعبیہ لہ

اور سجدہ میں الصاق کعبین کو علامہ سیّد ابوسعود ازہری نے حراشی کثر میں سنت بتایا۔ سنن میں فرمایا۔
الصاق کعبیہ فی السجود سنة (سجدہ میں ٹخنوں کو ملانا سنت ہے۔ ت)

۴۳ / ۱	مطبوعہ مجتہائی دہلی	باب صفة الصلاة	سہ در مختار
۴۵ / ۱	"	"	سہ "
۱۷۷ / ۱	مطبوعہ پچ ایم سعید کتب پزیر کراچی	بحث سنن الصلاة	سہ فتح اللہ العین

صفحة الصلاة میں فرمایا،

كما يسن الصاق الكعبين في الركوع فكذلك في السجود أيضا۔
جیسا کہ رکوع میں ٹخنوں کا ملنا سنت ہے اسی طرح سجدہ میں بھی سنت ہے۔ (ت)

ہاں دوبارہ سجود یہ صرف انہیں کا بیان ہے اگرچہ بطور طحاوی نے ان کا اتباع کیا اور شرح عطائی کا حالہ سہوہ واقع ہوا اس میں صرف دوبارہ رکوع مذکور ہے اور علامہ شامی نے جو اس کی توجیہ فرمائی محل کلام ہے۔ طحاوی علی الدین ہے۔

قوله يسن ان يلمس ان يلمس في الركوع والسجود
ابو السعود۔
اس کا قول یسن ان یلمس ان یلمس "۱۲" (اصاق سنت ہے یعنی رکوع اور سجدہ میں، ابوالسعود۔ (ت)

رد المحتار میں ہے،

قال السيد ابوالسعود وكذا في السجود (أيضا) وسبق في السنن أيضا والذي ثبت هو قوله الصاق كعبيه في السجود سنة، ذكره ولا يخفى ان هذا سبق لظرفان شارح لمزيد كذا في الدر المختار ولا في الدر المنثور ولم أره غير هذا في فهم نعم ربما يفهم ذلك من أنه اذا كان السنة في الركوع الصاق الكعبين ولمزيد كذا تعريجهما بعده فلا يصل بقاؤهما ملتصقين في حالة السجود أيضا تأمل أنه ما في الشارح و رأيته كتبت عليه ما نصه (اقول) تأملنا فلم نجدده وأحيث فان الحركة الاستقلالية

سید ابوالسعود کہتے ہیں اسی طرح سجود میں بھی، اور بیان سنن میں بھی گرہ پکا ہے اور گزرے لکے قول کے الفاظ یہ ہیں کہ سجدہ میں الصاق کعبین سنت ہے وراہ دلت رہا کہ ان کے اس قول (جو پیچھے گزر چکا ہے) میں نظر کی خطا ہے کیونکہ ہمارے شارح نے اسے زود اور مختار میں ذکر کیا اور نہ ہی درستی میں، اور میں نے کسی غیر کی جہارت میں بھی نہیں دیکھا اسے مجھو، ہاں اکثر اوقات اس سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ جب رکوع میں ٹخنوں کا ملنا سنت ہے اور اس کے بعد ان کا کشت وہ رکھنا انہوں نے بیان نہیں کیا تو اصل یہی ہے کہ حالت سجود میں ٹخنے متصل ہی رہیں، غور سے کچھ نوادہ شامی کا حاشیہ شتم۔ ادب مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے بھی شامی

۱۸۹/۱	مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	فصل واذا اراد الدعوى في الصلاة	سنة فتح المعين
۲۲۶/۱	دار المعرفة بيروت	دار المعرفة بيروت	سنة حاشية الطحاوی علی الدر المختار
۳۶۴/۱	مطبوعہ مطبعہ البابا بی مصر	باب صفحة الصورة	سنة رد المحتار

الی السجود ان خلی فیہا الطبع اقلی ما لتفسیرہ
الا ان یحافظ علی الاتصال یا المقصد الخاف
و مثل ہمد لا یحتاج الی البیان بل الانحصار
علی ذکرہ فی السکون و دلیل علی انہ لا یطلب
الافیہ والا لئلا ذکرہ فی السجود ایضا فاعرفہ
فان الاصل واضح علیہ

پر کچھ لکھا جس کا تاویر میں (اقول) ہم نے تامل کیا
مگر ہم کا خیال اس مسئلہ کو نہ پاسکے کیونکہ حرکت اتصال
سجدہ کی طرف اگر طبعاً و فطرتاً ہو تو اس صورت میں
کشادگی ہوگی مگر اس صورت میں جب اتصال کا
خصوصی اہتمام کیا جائے اس طرح کے مسائل کے بیان
کی احتیاجی نہیں بلکہ صرف ذکر میں اس کا ذکر ہونا
دلیل ہے کہ صرف اسی میں اس کا مطالبہ ہے ورنہ اس کا ذکر سجدہ میں بھی کیا جاتا، اسے جان لے کیونکہ معاملہ
واضح ہے (ت)

بہر بعض متاخرین علما نے دوبارہ ذکر بھی منیت میں کلام کیا،

اس مسئلہ سے متعلق میرے پاس ایک رسالہ ہے
زیادہ سے زیادہ جو کہا جاسکتا ہے وہ یہ ہے کہ عاصم
مذہب اس سے غالی ہیں صرف زاہدی نے اسے بیان
کیا اور باقی فقہائے ان کی اتباع کی ہے اور میں نے
اپنی کتاب "کمل لیسۃ الفہم" میں یہ بیان کیا ہے
کہ کثرت ناقص کی وجہ سے غرابت غم نہیں ہوجاتی
بلکہ ان سب کا مرجع ایک ہو خصوصاً زاہدی جب آدمی رہتا

ولہ فی ذلک رسالۃ عندی و اقصى ما یقال
ہنا ان عامۃ کتب المذہب خالیۃ عنہ
وانما انہ بینہ للزائد و الباقون انہ تبعوہ و
قد بینت فی کتابی کفیل الفیہ الفاہم ان
الطراۃ لا تشدد بکثرتہ ساقین اذ لم
یکن مرجعہم الا واحد الا سیما مثل الزائد

بہر حال اسے حرام و فہل و ہا یہ کہنا ناواقف ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ مستولہ از نجیب آباد ضلع بجنور، ۱۳۲۹ھ

نماز میں سبحانک اللہم پڑھنا فرض ہے یا واجب، مقتدی سبحان ختم نہ کرنے پایا تھا کہ امام نے
قرأت شروع کر دی اسس کو تمام چھوڑ کر خاموش بر جانا پڑے یا فوراً ختم کر کے خاموش ہو جانا چاہئے،
ایک وہابی دانتے سبحانک اللہم کے بارہ میں ایک شخص سے یہ مسئلہ بیان کیا کہ اگر امام نے قرأت شروع کر دی ہو
اور اب کوئی شخص اگر جماعت میں شامل ہو تو اس کو کیا ہے کہ سبحانک اللہم اس طرح پڑھے کہ جہاں جہاں
امام سانس لینے کی غرض سے ذرا بھی رُکے اس وقت ایک ایک بول کر کے سبحانک اللہم کر پڑھ لیا جائے
مثلاً جب اول مرتبہ رُکا تو فوراً کہے سبحانک اللہم پھر جب دوسری مرتبہ پڑھنا تو کہے و بحمدک
پھر جب تیسری بار سانس لے تو کہنا چاہئے و تبارک اسمک غرض اسی طرے تکرار کیا جائے ایسا ہر نماز
میں کر سکتے ہیں مگر مغرب میں خواہ پہلی رکعت میں شامل ہو یا دوسری میں سبحانک اللہم تیسری رکعت میں اور عشر

میں تیسری یا چوتھی رکعت میں بھی پڑھ سکتے ہیں خواہ دوسری ہی رکعت میں شامل ہوں، کیا یہ طریقہ ٹھیک ہے؟
بقیر سبحنک اللہم کے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

الجواب

سبحنک اللہم اسی وقت پڑھ سکتے ہیں کہ امام قراءت باذان شروع نہ کئے جب قراءت جہری شروع کر دی اب خاموش رہنا اور صغیر فرض ہے، وہ جو وہابی نے بتایا کہ امام کی ٹھہرنے کی جگہ ایک ایک دو لفظ کہہ کر فوراً کرے ضعیف و غیر معتبر، اور وہ جسے استثناء کیا کہ ایسا ہر نماز میں کر سکتے ہیں مگر مغرب میں نہیں یہ محض باطل اور اس کی اپنی ایجاد ہے جس روایت ضعیفہ میں یہ طریقہ ہے اس میں مغرب میں بھی ایسا ہی ہے اور مذہب صحیح میں کہ اس کی اجازت نہیں بلکہ مغرب و عشا کسی میں ایسا نہیں اور اس کا یہ کہنا بھی محض غلط ہے کہ جو دوسری رکعت میں شامل ہوا ہو وہ تیسری یا چوتھی میں سبحنک پڑھ سکتا ہے سبحنک اللہم کی جگہ ابتدائے نماز ہے جب دوسری میں ملا تو تیسری یا چوتھی ابتدائے نماز کہ ہے کہ اس میں سبحنک پڑھے، ہاں وہ جو ایک رکعت اس کی رہ گئی بلکہ سلام امام جب اسے پڑھنے کھڑا ہو اس کی ابتدا میں پڑھے کہ یہ اس کی پہلی رکعت ہے سبحنک پڑھنا سنت ہے بغیر اس کے نماز ہو جاتی ہے مگر بلا ضرورت ترک سنت کی اجازت نہیں اور عادت ڈالنے سے گناہ گار ہو گا اور حشمت پہلی رکعت ہماری میں ملا اور قراءت شروع ہو جانے کے باعث سبحنک نہ پڑھ سکا اس پر کوئی الزام نہیں کہ اس نے یہ ترک ادا نہ فرمایا فرض خاموشی کے لئے بلکہ شرع کیا واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۱۱۳۱ از موضع منصور پور متصل ڈاک خانہ قصبہ شیش گڑھ تحصیل بہیڑی ضلع بریلی مرسلہ محمد شاہ خاں ۲۹ محرم الحرام ۱۳۳۲ھ۔

بمافراتے میں علامہ نے دین و مغانی شرع متین اس باب میں کہ دونوں سجدوں کے درمیان میں
اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي (اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما اور مجھے ہدایت
فرما۔ ت) پڑھنا چاہئے امام کو یا مقتدی کو یا دونوں کو یا امام و مقتدی بلا اس کے پڑھے دونوں سجدے
ادا کریں۔

الجواب

اللہم اغفر لی کہنا امام و مقتدی و منفرد سب کو مستحب ہے اور زیادہ طویل و عاصب کو مکروہ،
ہاں منفرد کو نوافل میں مضائقہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۱۳۲ از امرتسر دفتر پولیس مرسلہ عبدالعزیز بیٹہ کانسٹیبل ۲۷ صفر النظر ۱۳۳۲ھ
بعد سہم علیک حضور کی خدمت میں میری عرض یہ ہے کہ مجھے درود شریف جو نماز میں پڑھا جاتا ہے

اُس کی یا کسی دوسرے درود شریف کی جو سب درودوں سے افضل ہو اجازت فرمائیں مجھے درود شریف یا کلمہ شریف یا استغفار پڑھنے کا نہایت شوق ہے خدا حضور کو احرار سے گام عام طور پر راستہ چلتا ہوں دیگر بازار وغیرہ جگہ میں بھی پڑھتا ہوں مجھے عام طور پر درود شریف ہر جگہ پڑھنے کی اجازت ہے یا نہیں، حضور برائے مہربانی تحریر فرمائیں میں ہر وقت و عظیم رکھنا چاہتا ہوں یا آیت کریمہ کا یا کوئی دوسرا یہ اس لئے کہ مجھے خدا و رسول کی پورے طور پر حاصل ہو جائے، جناب مہربانی کر کے ضرور بالضرور جلد مجھے آگاہ کر دیں، درود شریف یا کلمہ شریف استغفار کی نسبت ضرور بالضرور تحریر فرمائیں، ان شاء اللہ تعالیٰ تحریر حضور پر غلہ راہد ہو گا۔

الجواب

سب درودوں سے افضل درود وہ ہے جو سب اعمال سے افضل یعنی نماز میں مقرر کیا گیا ہے درود شریف راہ چلتے بھی پڑھنے کی اجازت ہے جہاں نجاست پڑی ہے وہاں رک جلتے اور بہتر یہ ہے کہ ایک وقت میں کر کے ایک عدد مقرر کر لے کہ اس قدر باذن خود زوائد کے ساتھ یہ سب طیبہ کی طرف منسہ کر کے روزانہ عرض کیا کرے جس کی مقدار سو باسے کم نہ ہو زیادہ جس قدر نبھاسکے بہتر ہے علاوہ اس کے اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے با وضو وضو ہر حال میں دو جاری رکھے اور اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ ایک صیفہ خاص کا پابند نہ ہو بلکہ وقتاً فوقتاً مختلف صیفوں سے عرض کرتا رہے تاکہ حضور قلب میں فرق نہ ہو، درود شریف اور کلمہ طیبہ اور استغفار ان سب کی کثرت سہایت بموجب مطلوب ہے عمر طیبہ کو افضل الذکر فرمایا اور یہ کہ اعتد عزوجل تک اُس کے پیچھے میں کوئی روک نہیں اور استغفار کے لئے فرمایا شادمانی ہے اُسے جو اپنے تائمر اعمال میں استغفار بخشت پئے اور اپنے تمام اوقات کو درود شریف میں صرف کر دینے کو فرمایا کہ ایسا کرے گا تو اللہ تیرے سب کام بنادے گا اور تیرے گناہ معاف فرمادے گا واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۲۴۱ھ ۱۲۴۱ھ کا ہنوز ضلع روہنگہ ملائیمان مسئلہ مجبور سے خاں ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

(۱) امام کے پیچھے مقتدی سورۃ فاتحہ پڑھے یا نہ پڑھے؟

(۲) آمین یا اڑ ملند کنا درست ہے یا نہیں؟

(۳) بجائے تین رکعت تراویح کے آٹھ رکعت پڑھے تو درست ہے؟

(۴) بجائے تین وتر کے ایک وتر پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب

(۱) مقتدی کو قرآن مجید پڑھنا مطلقاً جائز نہیں اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَادْأَقْرِئِ الْقُرْآنَ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَوْ رَجِبَ قُرْآنُ پڑھنا جائے تو اسے خود سے سنا اور

لعنکوترحمون لے۔ خاموشی دہرے تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ (ت)

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

انما جعل الامام ليؤتريه فاذا اكبر فكبوا اذا قرأوا لعنوا۔ امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اتباع کی جائے جب تکیر تکیر کو جب قرأت کرے تو خاموش رہو۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں،

”مجھے بتا ہے کہ جو امام کے پیچھے پڑھے اس کے منہ میں آگ ہو۔“

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں،

”قدرت پاتا تو اس کی (امام کے پیچھے پڑھنے والے کی، زبان کاٹ دیتا) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) آمین باد ازلہ کہنا نماز میں مکروہ و فحش و منکر ہے، اللہ عز و جل فرماتا ہے،

ولادعوا من بگو تفسر عا و خعیۃ۔ تم اپنے رب کو عاجزی اور تواضع سے آہستہ آہستہ پکارو۔ (ت)

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

واذا قالوا الصلوات فقولوا آمین۔ جب امام ولا الصلوات لکھ کر قرائت کریں کہو کیونکہ امام اسے کہہ رہا ہے۔ (ت)

سکۃ القرآن ۲۰۴/۷

سکۃ مصنف ابن ابی شیبہ فی الامام یصلی جالساً مطبوعہ ادارة القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۳۲۶/۷

سکۃ القرآن ۵۵/۷

سکۃ سنن النسائی جہ الامام بائین مطبوعہ المکتبۃ المسلمیۃ لاہور ۱۱۳/۱

خویش، حدیث شریف کے الفاظ سنن نسائی میں ابو ہریرہ کے حوالہ سے یوں منقول ہیں،

اذا قال الامام غیر المفضوب علیہم ولا الصالیین فقولوا آمین فان المذککۃ

تقولوا آمین وان الامام یقول آمین

اور فتح الباری جلد دوم مطبوعہ بیروت صفحہ ۲۱۹ میں یوں منقول ہیں،

اذا قال الامام ولا الصالیین فقولوا آمین فان المذککۃ تقولوا آمین وان الامام

یقولوا آمین۔ الحدیث نذیر احمد سعیدی

(۳) تراویح میں رکعت سنت موکدہ میں سنت موکدہ کا ترک بد ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين
عصوا عليها بالنواحي
اور میری سنت میں ہے ،

انه سيحدث بعدى اشياء وان من احبها الى
لما حدث عصره
میرے بعد بہت سی اشیاء ایجا دہوں گی ان میں سے
مجھے وہ سب سے زیادہ پسند ہیں جو عمر یحیاد
کریں گے۔ (۱) (ت)

(۴) ایک رکعت وتر خواہ نفل باطل محض ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آخری فعل تین رکعت وتر ہے ،

وانما يؤخذ بالآخر فهو الاخر من فعل رسول الله
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
آپ کے آخری عمر کے اعمال پر عمل کیا جاتا ہے اور آپ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آخری عمل یہی ہے (ت)

آئیادور ہے کہ یہاں ان مسائل میں فروعیت کرنے والے غیر مقدس دلائل میں جی پر پور جوہ کثیرہ ان کے ضلال
کے سبب کفر لازم جس کی قدر سے تفصیل ہمارے رسالہ التکوین الشہابیہ میں ہے وہ کہ مسلمان ہی نہیں انھیں
ایسے فروعی مسائل اسلامی میں دخل دینے کا کیا حق ان سے تو اصول پر گرفت کی بائے گی کہ مقتدی فاتحہ پڑھے نہ پڑھے
آمین جہر سے کہے یا آہستہ ، تراویح آٹھ رکعت ہوں یا چیس ، وتر ایک رکعت ہو یا تین۔ یہ تو سب اس پر موقوف ہیں
کہ نماز بھی صحیح ہو جس کا اسلام صحیح نہیں اس کی نماز کیسے صحیح ہو سکتی ہے وہ ان مسائل میں اس طرف عمل کرے تو اس
کی نماز باطل اس طرف عمل کرے تو باطل ، پھر لایعنی فضول زق زق سے کیا فائدہ ! اور مسلمان کو ہوشیار رہنا چاہیے
کہ نہ ان سے ملنا جائز نہ ان کی بات سننی جائز نہ ان کے پاس میںنا جائز۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے :

لے سنن ابی داؤد باب فی لزوم السنۃ
طیورہ آفتاب عالم پریس لاہور ۲۴۹/۲
محققز العمال فی سنن الاقوال والافعال ، فضائل فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ، مکتبۃ التراث الاسلامی حوضۃ السوالہ بیروت
نوٹ : حدیث کے الفاظ کثر العمال میں یوں منقول ہیں ،

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال سيحدث بعدى اشياء فاجبها
الى ان تنزمو اما احداث عمر رضي الله عنه۔
نذیر احمد سعیدی

واما يسينك الشيطان فلا تقعد بعد الفسوى
مع القوم الظالمين۔
اور جب کہیں تجھے شیطان بھلائے تو یاد آئے پر
ظالموں کے پاس مت بیٹھ۔ (د)

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
ایاکم وایاہم لا یصلونکم ولا یغفونکم
واللہ تعالیٰ اعلم۔
تم ان سے سخت بچو کہ وہ تمہیں گمراہ کریں اور نہ ہی
غفر میں ڈالیں۔ (د)

مسئلہ ۱۸: سند سند سفر لاندیا براہ تیسہرے مدرسہ میرزا محمد بیگ عرف محمد میاں صاحب وکیل

شعبان ۱۳۳۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم، حامداً و مدعیاً و مسلماً۔ ہر تیسرے ہاتھ انتظام قبول ہو! مزاج عالی! الحمد للہ علی احسانہ راقم بغیرت و دعا گوئے عافیت مزاج ساری ہے ز سلسلہ میں انگریزی تعلیم کے طرہ اثر کو بٹھاتا ہوں اور یہ کہ کر نیاز مند نے اور یہاں کے مسلمانوں نے ایک مدرسہ اسلامی جاری کیا ہے فی الحال میں روپے ماہوار کا ایک مدرسہ ذکر رکھا ہے جس وقت بہت سے لوگوں کی درخواست آئی تھی میں نے دیوبند کے متعلق درخواست بالکل نامنظر کی، ایک صاحب مولوی شفاعت دہلوی خلیف مولوی عنایت رسول جو خود کو جناب کا شاگرد اور مدد کرتے ہیں صحت جناب سے قسمت رکھنے کے سبب یہاں مقیم تھے اس میں مغیرت ہے ان کی بعض باتوں پر قرآن شریف بالکل صحیح نہیں پڑھ سکتے اور مجھ سے فرماتے کہ میں نے سنا ہے کہ آپ اشارہ پر سبب التہیات میں نہیں کرتے، میں نے کہا ہاں میں اشارہ نہیں کرتا ہوں، فرماتے تھے کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب مدظلہ العالی تو اشارہ کرتے ہیں، میں نے کہا کہ مجھ کو یقین نہیں آ سکتا کیونکہ الکوکبۃ الشہابیۃ میں اس کی مفصل بحث ہے اور کتب امام ربانی موجود ہے چنانچہ جناب والا نے مجھ کو جب میں ۱۸۹۹ء میں حاضر خدمت ہوا تھا وہ رسالے عطا فرمائے تھے اور میں نے وہ سب لے مولوی شفاعت رسول کو دکھایا قاضی ریاض الدہری جو ماہرہ شریف کے پہنے واسطے میں کہنے لگے بڑی حیرت کی بات ہے اگر مولوی احمد رضا خاں صاحب مدظلہ العالی انگل سے اشارہ کرتے ہوں چنانچہ جناب والا کی خدمت اقدس میں مکلف ہوں کہ اس باب میں جناب والا کا کیا معمول ہے براہی مستغنیہ فرمائیں میں نے اس باب میں مولوی عبدالحی مرحوم کا رسالہ فتح الحق والحق والحق اور دیگر کتب مشکوٰۃ شریف و ہدایہ سب کو دیکھا ہے لیکن میں تو معتقد ہوں اور جمہور امت کا جس پر اجماع و اتفاق ہے وہی میرا مسئلہ مختار ہے

لہذا قرآن ۹۸/۹

باب انتہی عن الروایۃ عن الضعفاء الخ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۰/۱

جناب والا کے ارشاد سے اور مضبوطی ہو جائے گی اور یہ تعجب جو اجتماع نقیضین کے قبل سے ہے رفع ہو جائیگا کہ جناب والا کتابوں میں ایسا لکھیں اور عمل اس کے خلاف ہو۔

الجواب

علیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ۔ اشارہ ضرور سنت ہے۔ محمد مذہب سیدنا امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ

نے فرمایا،

صنعه رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فتنہ کما صنعه رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم وهو قول ابی حنیفہ و
اصحابنا علیہ السلام
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا
تو ہم بھی اشارہ کرتے ہیں جس طرح رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا اور یہی مذہب
امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہمارے اصحاب کا ہے۔

امام ملک العلما نے بدائع اور امام محقق علی الاطلاق نے فتح القدر اور دیگر کبار نے اس کی تحقیق
فرمائی۔ فقیر اور فقیر کے باوجود اساتذہ و مشایخ کرام قدس سرہم سب اس پر عامل رہے مگر ہر وہی صاحب
نے زیادہ نہیں تو حضرت شاہ ابوالحسن نوری میاں صاحب قدس سرہم کو ضرور دیکھ ہو گا۔ گو کہ شہابیہ میں مسئلہ اشارہ
کی بحث نہیں بلکہ اس بات کی کہ ہمیں دعویٰ سے معاذ اللہ حدت نسخ عند کو بھی مشرک ٹھہرا دیا ہے جو وجوہ
انہوں نے یہاں لکھے انھیں کہتا ہے کہ ان کا قائل مشرک ہے اس کو تاقض سے کیا ملاقہ، مولوی شفا حجت رسول
میرے ایک خالص دوست مرحوم و معذور کے عاجزاد سے ہیں ان کو یہاں بیعت بھی ہے میرے مدرسہ میں پڑھا ہے
اگرچہ مجھ سے نہ پڑھا نہ میں نے ان کا قرآن مجید سنا، لیکن جس طرح سچ کل اکثر علماء و حفاظ غلط پڑھتے ہیں ان پر بھی
اسی تاثیر کا اثر ہو چکا اللہ و نعم الوکیل واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از شہرہ دہلی پہاڑ گنج مسجد غریب شاہ مرسلہ سید محمد عبد الحکیم صاحب ۹ شعبان ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علامہ دین اسلم میں کہ ایک پیش امام صاحب نماز کی حالت میں جب رکوع سے
خارج ہو کر سجدہ سمع اللہ لمن حمدہ کو سجدہ کے قریب جا کر غم کر کے بوسل اللہ اکبر کہتا ہے اور جب سجدہ
اماموں کو دیکھا ہے وہ سجدہ سمع اللہ لمن حمدہ کو قیام میں ختم کرتے ہیں اور وہاں سے اللہ اکبر کہتے ہوئے
سجدہ کرتے ہیں۔ اب جو امام سجدہ کے قریب سمع اللہ لمن حمدہ کو غم کرتا ہے تو مقتدی سجدہ اللہ
الحمد کہاں پر کہیں، کھڑے رہیں یا امام کے ساتھ سجدہ سے میں جا کر کہیں، اگر اسی طرح کریں گے تو ان

جاہلوں کو عادت پڑ جائے گی، اور اب سوال یہ ہے کہ نماز میں تو کوئی نقصان نہیں ہوگا؟

الجواب

سنت یہ ہے کہ سمع اللہ کا سین رکوع سے سر اٹھانے کے ساتھ کہیں اور حمدہ کی تلاوت ہو جائے۔ ساتھ ختم، اسی طرح ہر تکبیر انتقال میں حکم ہے کہ ایک فعل سے دوسرے فعل کو جانے کی ابتداء کے ساتھ اللہ اکبر کا لفظ شروع ہو اور ختم کے ساتھ ختم ہو، امام مذکور جو اس طرح کرتا ہے دو باتیں خلاف سنت کرتا ہے سمع اللہ لمن حمدہ کا سجدہ کو جاتے ہوئے ختم کرنا اور سجدہ کو جانے کی تکبیر سجدہ کو جھکنے کی ابتداء سے شروع نہ کرنا، ان وجوہ سے نماز دو گنا بہتوں سے مکروہ ہوتی ہے اسے سمجھایا جانے کہ خلاف سنت ذکر۔ اگر نہ مانے اور اس سے بہتر امام شافعی صحیح العقیدہ صحیح القراءۃ صحیح الطہارۃ علی کے قوال کو بدل دیا جائے مقتدی خلاف سنت میں اس کی پیروی نہ کریں بلکہ رکوع سے سر اٹھانے کے ساتھ اللھم ربنا لک الحمد کا لفظ اور جو صلوٰۃ ربنا لک الحمد پڑھتا ہو وہ اس ہنا کی سنت شروع کریں اور سید سے ہو جانے کے ساتھ حمدہ کی قائل ختم ہو جائے پھر سجدہ کو جانے کے ساتھ اللہ اکبر کا لفظ شروع کریں اور اللہ کے نام کو بڑھائیں جب سر رکھنے کے قریب پہنچیں اللہ کی حمد اور عین سر زمین پر پہنچتے وقت اکبر کی سر ختم کریں۔ نام کو بڑھانا اس لئے کہ یہ راستہ ملے کہنے میں اگر نام کو نہ بڑھایا تو اکلید سے میں پہنچے سے پتہ ختم ہو جائے گا، یہ خلاف سنت ہے یا راستہ پورا کہنے کو اکبر کا لفظ یا رب بڑھائیں گے اور اس سے نماز ناجائز ہوتی ہے، یا سر بڑھائیں گے اور یہ فطو و خلاف سنت واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از موضع میوندی بزرگ مسئلہ سید امیر عالم حسن صاحب ۲۶ شہان ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں زیرہ کہتا ہے کہ نماز فرض بجا آتے جو شخص ادا کر لے تو اس پر لازم ہے کہ جب تک امام بعد سلام کے دُعا نہ مانگے تب تک مقتدی بھی دُعا نہ مانگے اگر یہ کیسا ہی ضروری کام ہو تو وہ نماز فجر ہو یا ظہر ہو یا عصر ہو یا مغرب یا عشاء اگر امام سے پہلے دُعا مانگ کر مقتدی اُٹھ جائیگا تو وہ گناہگار ہو جائے گا اور امام کی اطاعت سے نکل جائے گا عمرہ کہتا ہے کہ اگر امام نے سلام پھیر دیا تو مقتدی امام کی اطاعت سے نکل گیا اب مقتدی کو اختیار ہے کہ وہ انتظار دعا سے امام کرے یا نہ کرے اگر انتظار کیا تو فہما ورنہ چلے آنے سے گناہگار نہ ہو گا اور نہ اطاعت امام سے دور۔ اب علمائے دین کی خدمت میں عرض ہے کہ اس کا پورا پورا اثر یہ کیوں نہ دیا جائے کہ زید کا قول ثابت ہے یا عمرو کا اور اس کا بھی ثبوت دیا جائے کہ کھانے پر خاتم پڑھنا درست ہے یا نہیں اور غیر مقلد و با بڑ و تعلیم یافتہ حدیث دیوبند کے جیسے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں، یسینوا

الجواب

عہد کا قول صحیح ہے ہاں جماعت کے ساتھ دعائیں برکت ہے اس کے لئے انتظام بہتر ہے اور اگر کوئی ضرورت جلدی کی ہو تو جاسکتا ہے کوئی حرج نہیں دینے والوں کی جماعت کے خلاف بات پسندیدہ نہیں کھانے پر ناگہان پر ناگہان دست سپاس میں گناہیں تصنیف ہو چکیں جو ناگہان دست کے وہ بتائے کہ اللہ و رسول نے اسے منع فرمایا یا تم منع کرتے ہو، اگر اللہ و رسول نے منع فرمایا تو بتاؤ اور اگر تم منع کرتے ہو تو تم شارع نہیں اپنا سر کھاؤ۔ غیر مقلدہ ہائی دیوبندی سب اسلام سے خارج ہیں اور ان کے پیچھے نماز باطل محض و التفصیل فی حسابہم الحرمین و النہی الاکید وغیرہ (اور اس مسئلہ کی تفصیل حسام المؤمنین اور النہی الاکید وغیرہ میں ہے) واللہ بخیر و اعلم مسئلہ کیا فرماتے ہیں علامہ دینی و مفتی ابی شریح عتین اس مسئلہ میں کہ زید گناہ ہے کہ عورتوں کو نیست کار میں ہاتھ سینہ پر باندھنا چاہئے اور بوقت قعدہ انقیات میں دونوں پاؤں بچھا کر بیٹھا چاہئے اور پاؤں کی گرہ بھی ڈھکی رکھنا چاہئے اور بعض کہتے ہیں کہ گرہ نہ ڈھکی جائے۔ اب علامہ دینی فرماتے ہیں کہ عورتوں کا نیست کار میں بیٹھنا پر ہاتھ سینہ پر باندھنا اور قعدہ انقیات میں پاؤں بچھا کر بیٹھا جائز ہے یا نہیں، اور بعض کہتے ہیں کہ مردوں کی طرح عورتوں کو بھی نماز پڑھنا چاہئے جس طرح مرد ایک پاؤں بچھا کر قعدہ میں بیٹھے اور زیر ناف ہاتھ باندھتے ہیں اور پاؤں کی گرہیں مکمل رہتی ہیں اسی طرح عورتوں کو بھی پاؤں بچھنے یعنی قاعدہ مردوں کی نماز کا ہے وہی عورتوں کا ہے۔ اب حنفی سے امید دار ہیں کہ اس کا پورا پورا ثبوت حوالہ کتب و آیت و حدیث کے کیوں نہ دیا جائے کہ عورتوں کو کس طرح اور کس قاعدہ سے نماز پڑھنا چاہئے۔

الجواب

زید کا قول صحیح ہے سب کتابوں میں اسی طرح ہے اُن بعض کا قول محض باطل ہے اور عورت کے لئے ستر عورت میں ان کا کھلنا جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ از گولڑہ ضلع راولپنڈی مکان حضرت پیر صاحب محمد حمید اللہ صاحب پیر المعروف بہ نعمان ملا۔
۱۲ صفر ۱۳۳۸ھ۔

رفیع سبابہ کے بارے میں جناب کا کیا عمل ہے؟

الجواب

فقیر اور فقیر کے آگے کولم و مشائخ عظام و اساتذہ اعلام قدستہ اسراریم کا ہمیشہ معمول باتیاب احادیث متواترہ و ارشادات کتب متکاثرہ رفیع سببہ رہا اور اسے سنت جانتا ہے تفصیل کلام بدائع امام حکم العلماء و فتح القدر امام محقق علی الاطلاق وغیرہا کلمات شراح محققین و فتاویٰ فقیر میں ہے واللہ

تھانے اعلم۔

مسئلہ ۲۲۳ از بریلی در مسئلہ الاسلام مسئلہ مولوی عبد اللہ صاحب برنگانی ۱۴ صفر ۱۳۳۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نماز کے بعد چاروں جہات میں کسی ایک جہت کو متوجہ ہو کر
دعا کرنا درست ہے یا نہیں؟ اور ہندوستان کے لئے ان چاروں جہات میں سے کوئی جہت مخصوص ہے یا نہیں؟

الجواب

جہت قبلہ ہر جگہ افضل ہے مگر امام کے لئے کہ بعد سلام اسے قبلہ رو رہنا مکروہ ہے پہننے یا باتیں پھر جانے
یا مقتدیوں کی طرف نہ کرے اگر سامنے کرنی نماز پڑھنا نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۲۲۴ از قلعہ لندی کوئل ڈاکا ز غاص ضلع پیشاور بمعرفت شیر خان صبیحہ ز میر خیر الرحمن مرسلہ افغان شہزادی
۲۴ صفر ۱۳۳۸ھ۔

بخدمت جناب مولوی صاحب دام اقبالہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ التیات میں انگلی سے اشارہ کرنا منہ سے
یا جائز ہے آپ مہربانی کر کے بندے کو تحریر کریں کہ نماز میں انگلی کا اشارہ کرنا جائز ہے یا نہیں اور کس کس طریقہ پر
جائز ہے؟

الجواب

القیات میں انگلی کا اشارہ سنت ہے جب اشہد پر پہنچے چنگیل اور اس کے برابر کی انگلی کی گردہ
باندھے اور انگلی سے اور بیچ کی انگلی کا صلہ بنائے اور تاپر کالے کی انگلی اٹھائے اور آٹا پر گر کر ہاتھ کھولی دے
محرز مذہب سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں،

صعدہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمادے کہ اھنتم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا اور یہی مذہب امام ابو حنیفہ اور ہمامی
اصحاب کا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۲۵ از محکم سید احمد حسین صاحب از مقام سید پور ڈاکا ز وزیر علی بدایوں بتاریخ ۹ جمادی الآخر ۱۳۳۸ھ
آپ ان مسئلوں میں کیا فرماتے ہیں،

(۱) جمعہ کے فرض کی نیت کس طرح کرنا چاہئے اور بعد نماز جمعہ دو رکعت کے کیا کیا نماز پڑھنا چاہئے کل معصل عار رکھ
(۲) اور درمیان نماز میں ہر الحمد شریف سے پہلے اور قبل ہوا اللہ شریف سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھنا چاہئے
الحمد شریف سے پہلے بسم اللہ کافی ہوگی یا قبل ہوا اللہ سے پہلے بھی پڑھنا چاہئے؟

الجواب

(۱) اتنی نیت کافی ہے کہ آج کے فرض جمعہ اور چاہے دو رکعت بھی کے اور بعضے یہ بھی پڑھاتے ہیں کہ وہ
ساقط کرنے ظہر کے، اس میں بھی نہ حرج نہ حاجت، فرض جمعہ کے بعد چھ رکعت سنت پڑھیں، چار پھر دو، اور
ان میں سنت بعد جمعہ کی نیت کریں پہل چار میں قبل جمعہ کی۔ بعد کس سنتیں پڑھ کر دیا جتنے چاہیں فصل پڑھیں، ان
سے زائد عام لوگوں کو حاجت نہیں۔

(۲) سورۃ فاتحہ کی ابتدا میں تو تسمیہ پڑھنا سنت ہے اور بعد کو اگر سورت یا شروع سورت کی آیتیں
طلبے تو ان سے پہلے تسمیہ پڑھنا مستحب ہے پڑھے تو اچھا نہ پڑھے تو حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
مشتملہ از شہر گل ملانان محلہ ذخیرہ مستولر سید مشتاق علی صاحب ۵ اذی الحجہ ۱۳۲۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ برہمہ اہل اسلام محلاً ذخیرہ سکنان بریلی گل ملانان نے
تارکان صلاۃ کی تنہید و تاکید کے لئے اصحاب دیل کو منتخب کیا اور خبر دیا ہے ان حضرات کو تارکان صلاۃ کے
ساتھ ان کے عذرات اور اکرانے کے بعد کسی قسم کی کارروائی اذروئے شرع مطہر عمل میں لانا چاہیے۔ اس کے گرامی
عبداللہ ای حسین، شیخ مختار احمد، قرب محمد، محبوب حسن، مشتاق علی، سید حسن، عیادت حسین، سید اطہر علی
ہر شخص کے نام کے نیچے انگوٹھے کا نشان ہے۔

الجواب

برہمہ بھی نہیں ترک نماز و ترک جماعت و ترک مسجد پر قرآنی عظیم و احادیث میں جو سخت وعیدیں ہیں بار بار
سنائیں جن کے دلوں میں ایمان ہے انہیں ضرور نفع پہنچے گا اللہ عزوجل فرماتا ہے :
وَذَكَرْهُمْ فِي الذِّكْرِ تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ اور سچاؤ کہ کچھ نامسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے ات
اللہ کے کلام و احکام یاد دلاؤ کہ بیشک ان کا یاد دلاؤ ایمان والوں کو نفع دے گا۔
اور جو کسی طرح نہ مانیں اس پر اگر کسی کا و باؤ ہے اس کے ذریعے سے و باؤ ڈالیں اور یوں بھی ماز نہ آئے تو اس سے
سلام و کلام، میل جول یک نعت ترک کر دیں

قال الله تعالى واما يسئلك الشيطان فلا
تقعد بعد الذكر مع القوم الظالمين
اور جب کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر
ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ (ت)

واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۲۲۴ رفیق آباد محلہ کوکل علی بیگ مسٹر سید عبد اللہ صاحب سب انسپکٹر ۱۳۳۱ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید اپنی نماز پنج وقتی و دیگر فرائض
مثل تہجد وغیرہ میں زبان سے قراءت نہیں کرتا بلکہ اپنی کل نازوں میں زبان کو تالو سے لٹکا کر دل خیال کے
ساتھ ادا کرتا ہے قرآن شریف و کتاب درود و شریف وغیرہ سب دل و حیا سے ادا کرتا ہے کہتا ہے کہ
قرآن شریف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب بر القلوب تھا بایں وجہ بمقابلہ زبانی پڑھنے کے دل میں خیال
کرنا زیادہ افضل و موجب مزید ثواب ہے زید اپنی زبان کو تالو سے لٹکا کر بالکل معطل اور بیکار کر دیتا ہے ،
زید کہتا ہے کہ یہ مسئلہ اہل ذوق اور اصفیائے کرام کے ہیں۔ خاصہ میں ان مسائل کو نہیں سمجھ سکتے۔ اب بابت طلب
یہ امر ہے کہ اس طریقہ مذکورہ بالا پر زید کی نماز صحیح اور اعلیٰ درجے کی ہوئی ہے یا نہیں اگر اعلیٰ درجے کی ہوئی
ہے تو ہم لوگ بھی اس طریقہ سے کیوں نہ پڑھا کریں کہ مستحق ثواب عظیم کے ہوں۔ اور اگر زید کی نماز اس طریقہ
مذکورہ پر صحیح نہیں ہوئی ہے اور نہ ہوئی ہے تو یہ کہ اپنی ان نازوں کی بابت جن کو وہ ادا کر چکا ہے کیا کرنا
چاہئے، زید اگر امامت بھی کرتا ہے پس ایسی حالت میں زید کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں اور آئندہ زید کے پیچھے
نماز پڑھنا چاہئے یا نہیں اور جو مقتدی زید کے پیچھے نماز پڑھ چکے ہیں ان کو اپنی نمازوں کی بابت کیا کرنا چاہئے؟
کیا لوٹنا واجب ہے؟

الجواب

زید نے شریعت پر اذرا کیا، صوفیہ کرام پر اذرا کیا، اپنی نمازیں سب برباد کیں، اُس کی ایک نماز بھی
نہیں ہوئی نہ اس کے پیچھے دوسروں کی ہوئی، اس پر فرض ہے کہ جتنی نمازیں ایسی پڑھی ہوں سب کی قضا کرے
اور جتنی نمازیں اوروں نے اس کے پیچھے پڑھی ہیں اُسی پر فرض ہے کہ اُن کی قضا کریں۔ قرآن عظیم حضور اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور قلب مبارک پر نازل ہوا اگر پڑھنے کے لئے۔ تعالیٰ اللہ تعالیٰ ،
وقرأ ما هرقة لتقره على الناس على مكث۔ اس قرآن کو تھوڑا تھوڑا کر کے اتار کر تم لوگوں
پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔

نماز میں قرآن کا پڑھنا فرض ہے قال اللہ تعالیٰ :

ما قُوا واما تيسرو من القرآن

نماز میں قرآن پڑھنا آسان ہو۔

اس کا نام پاک ہی قرآن ہے قرآن قرأت سے اور قرأت پڑھنا اور پڑھنا ہو گا مگر زبان سے، دل میں تصور کرنے کو پڑھنا نہیں، حالت جنابت میں قرآن پڑھنا حرام ہے اور تصور منع نہیں۔ نماز میں قرأت کلام مجسید پر اجماع مسلمین کا خلاف جسم کا خیال ہے۔ قال اللہ تعالیٰ :

ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدى ويتبع غير مبيل المؤمنين قوله
ما قُوا ولعله جهنم وساءت مصيرا

جو شخص ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتا ہے اور

مؤمنین کی راہ کے علاوہ راہ چلتا ہے ہم پھیر دیں گے اسے

اس راہ پر جس پر وہ چلا اور اسے جہنم میں ڈال دیں گے اور وہ بہت بڑی جگہ ہے۔ (ت)

مسئلہ از شہر محلہ مکرگور مسلولہ شفیق احمد صاحب ۲۶ محرم الحرام ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مقتدی کو آخری رکعت کے قعدہ میں کیا پڑھنا چاہئے

الجواب

الحقیقت، ورود دعا الگ سے اول سے نماز طے ہو اور اگر کسی رکعت کے پڑھنے کے بعد شطیٰ ہوا

تو امام کے ساتھ قعدہ اخیرہ میں التحیات پھر پھر کر اس قدر تریل کے ساتھ پڑھے کہ اس کی التحیات امام کے

سلام کے وقت ختم ہو، اور اگر یہ التحیات پڑھ چکا اور امام نے ابھی سلام نہ پھیرا تو پچھلے دونوں کل شہادت بار بار

پڑھتا رہے یہاں تک کہ امام سلام پھیرے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از دھوراجی کاٹھیاوار مدبرہ سہایہ فر عالم مرسلہ مرلیٹا مولوی قاضی غلام گیلانی صاحب ۱ صفر ۱۳۲۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ اگر نماز فرض یا نفل بیٹھ کر پڑھے جائیں

تو سجدے میں پاؤں سے سرین کو نہ اٹھائے ورنہ نماز ٹوٹ جائے گی، چنانچہ طحاوی و مینی و دہلیہ و

جو اہر نفیسہ و کثر العباد و عنایہ و کنایہ نے اس کو ذکر کیا ہے جیسا تو جہودا۔

الجواب وهو الموقن للصدق والصواب واليه المرجع والمآب

مجاوی وغینہ ، ہدایہ و کفایہ و حایہ میں تو یہ مسئلہ بالکل نہیں غلط مشہور ہے ناقل پر تصحیح نقل ضروری ہے جو اہر تفسیر و کنز الباری دونوں ضعیف کتابیں ہیں اور اول غیر مشہور بھی ہے اور اس کا مصنف بہت ہی کم علم ہوا ہے چنانچہ اس کے دیکھنے سے پورا حال اس کا معلوم ہوتا ہے اس میں بڑے ضعیف و خلاف تحقیق و غلط مسائل ہیں ایک ہی جگہ میں بلاوجہ ترجیح یجوز و لا یجوز کو جمع کیا ہوا ہے یہ چھوٹا سا رسالہ ہے عربی زبان میں جنازہ کے غسل و کفن و دفن و غیرہ کے متعلق مسائل بیان کئے ہیں اور دوسری کا مصنف علی بن نعمان غوری ہے اس کو ضعیف کہا ہے۔ علامہ علی قاری نے و جمال الدینی مرشدی نے مفید المفتی صفر ۱۹۴۳ اور علامہ شامی نے بھی اس کو ضعیف کہا ہے۔ بعض کتابوں کے باض یا دقایہ پر یہ عبارت اس طور پر ہے :

جو شخص بیٹھ کر نماز ادا کرے وہ مسجد کے وقت سرین نہ اٹھائے اگر اس نے سرین کو اٹھایا تو اس کو نماز فاسد ہو جائیگی اسی طرح دونوں پاؤں کا حکم ہے محیط چلی ہی کی طرح اصل یہ ہے کہ درلین وغیرہ جب بیٹھ کر نماز پڑھے تو دوسرین نہ اٹھائے جیسا کہ وہ مسجد میں پاؤں نہیں اٹھاتا اور جب کسی نے ایک پاؤں اور ایک سرین اٹھایا تو نماز فاسد نہ ہوگی، چلی ابن الملک میں اسی طرح ہے، اور مختار یہ ہے کہ اسی طرح بیٹھ جانے جس طرح تشہد میں بیٹھا ہے، اسے فقیہ ابو الیث وشمس لا تمہر خشی نے اختیار کیا ہے، امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا جب رکوع و سجود کے وقت جھکے تو اس طرح بیٹھے جس طرح تشہد میں بیٹھا جاتا ہے، جینی شرح ہدایہ ص ۱۹ میں اسی طرح ہے ۱۷- (ت)

من صلی قاعد افسجد لا یرفع الیتیہ و ان یرفع الیتیہ صدت صلاتہ فکذا رجلیہ کذا فی المحيط الجلی و الاصل ان المریض او غیرہ ادا صلی قاعد لا یرفع الیتیہ کما لا یرفع رجلیہ فی السجود و اذا رفع رجله واحد او الیتہ واحدة لا تنفس کذا فی چلی ابن الملک و المختار ان یقعد کما یقعد فی حالۃ التشہد و هو الذی اختاره فقیہ ابو الیث وشمس الاثمة السرخسی و قال ابو یوسف رحمہ اللہ اذا احاط وقت السجود و السجود یقعد کما یقعد فی التشہد کذا فی العینی شرح الہدایہ ص ۱۶ ۱۷۔

حالانکہ عینی و چلی میں اس عبارت کا پتا بھی نہیں اور محیط متعدد ہیں معلوم نہیں کہ کون سی محیط ہے وہ خود موجود ہیں جو دیکھی جائے۔ معلوم ہوا کہ یہ عبارتیں مصنوعی ہیں کہ جن کتابوں کا ذکر کرتے ہیں اُن میں اُن کا نشان تک نہیں۔

ایضاً یہ عبارت اگر کسی معتبر کتاب میں مل بھی جائے تو اس مطلب سے اُس کو ماسس بھی نہیں کیونکہ عبارت ادنیٰ میں جو دلیل بیان کی ہے لان الیتیہ فی صلوۃ القاعد (قاعد کی نماز میں اسکے سرین کی حالت)

وہ دعویٰ مذکور پر منطبق نہیں ہوتی اگر یہ حالت سجدہ کا بیاض ہوتا تو دلیل میں بجائے و اذا سرفع قد میہ فی صلاۃ
القائم (جب قائم نماز میں دونوں قدم اٹھائے۔ ت) کے مرفوع قد میہ فی السجود (دونوں قدم
حالت سجدہ میں اٹھائے۔ ت) ہوتا تو نہ قید فی صلاۃ القائم سے لازم آتا ہے کہ صلاۃ قائم میں رفع
قدین فی السجود مفسد صلاۃ نہ ہو اور صلاۃ قائم میں ہو حالانکہ اطلاق دلائل بطل تفاوت ہے اس سے غالب
ظن یہ ہوتا ہے کہ اس عبارت میں لفظ فسجد ناقلاً یا کاتب کی غلطی ہے، پس جبکہ اس لفظ کو غلط مانا جائے
تو اس عبارت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ حالت قیام عکس میں رفع الیتیمی نہ کرے ورنہ وہ ایسا ہوگا جیسے قیام حقیقی
میں کوئی شخص رفع قدین کرے کہ وہ مفسد صلاۃ ہے۔ پس اس تقریر پر یہ عبارت سائل کے مطلب سے ہے
اور عبارت ثانیہ میں لایرفع الیتیم (سری کو نہ اٹھائے۔ ت) کے ساتھ قید فی السجود کی بھی مذکور نہیں
لہذا اس سے بھی وہی مراد ہوگی کہ لایرفع الیتیم فی القیام الحکمیں (قیام عکس میں سر نہ اٹھائے۔ ت)
اور آگے جو مشبہہ کے ساتھ فی السجود مذکور ہے سورت متصل ہے کہ صرف لایرفع سحلیہ (پاؤں اٹھائے۔ ت)
کے ساتھ متعلق ہو اور تشبیہ محض فساد میں ہو اگر یہ احتمال متعین بھی نہ ہوتا ہم مستدل کو مضر ہے لہذا
جاء الاحتمال بطل الاستدلال (کیونکہ جب احتمال آگیا تو استدلال باطل ہو گیا۔ ت)

ایضاً متنی و شروح و فتاویٰ مشہورہ متداولہ میں امیری السلی میں جو مطلقاً سجدہ رباعی کی ہیئت
لکھی وہ اس کے خلاف ہے اور بقاعدہ رسم المفتی وہ مقدم ہیں۔ اس قدر کتب معتبرہ کا خالی ہونا اسی پر
مشعر ہے کہ یہ مستند عظیم الروج ہے یا غیر معتبر ہے۔ شامی جلد اول ص ۱۵۲ میں ہے
عدم الذکر مشعر باختیار عند ما عدم ذکر واضح کر رہا ہے کہ وہ مختار نہیں (ت)
اسی جلد ص ۱۵۱ میں ہے

عدم الذکر کنکر العسد۔ عدم ذکر۔ ذکر عدم کی مانند ہے (ت)
ایضاً سلف کامل اس پر نہیں پایا گیا لہذا اگرچہ صحیح بھی ہو اس پر عمل نہ ہوگا۔ شامی جلد اول
ص ۱۵۳ طبع خرد میں ہے
هذا لعدم ولا يعمل علیه لثاقبہ من
مخالفة السلف۔ اس میں سلف کی مخالفت ہے۔ (ت)

ایضاً ہوا بر تفسیر اور دوسری بعض کتابوں میں جو یہ مسئلہ بتایا جاتا ہے کتب غیر معتبرہ مجہولہ ہیں اور جو معتبرہ ہیں ان کا سوال غلط ہے اور طاہر ہے کہ علم فقہ کا ایسے غیر مشہور و مجہول حواشی و فتاویٰ سے نہیں لیا جاتا اسی شامی اسی جلد میں ہے :

الفقه لا ينقل من الھوام الى المجهولة و مسائل فقہ حواشی مجہولہ سے نقل نہیں کئے جاتے
ان قال معتمد انه بخط ثقفہ اور اگرچہ کوئی معتمد یہ کہے کہ یہ ثقہ کی تحریر ہے (ت)
برضا استصحاب کے کہ وہ نقل کرنا حواشی مجہولہ سے بھی درست ہے :

لانه لما شيد ابقاء ما كان على ما كان فيكفي کیونکہ یہ کسی شے کو اپنی اصل حالت پر باقی رکھنے کی
المدفع وان لم يكن المدفع فانت المدفع تائید کے لئے ہوتا ہے تو دفع کو کفایت کرے گا اگرچہ
اسهل من المدفع فافهم وثبت ولا تهت۔ دفع کو کفایت نہ کرے کیونکہ دفع دفع سے اسهل ہے تو
خود کثابت قدم رہ اور بڑول نہ بن۔ (ت)

ایضاً یہ قول مخصص کا ہے اور یہ معتبر نہیں شامی جلد اول ص ۱۵۱ میں تخفیف بعض القبول
يفيد انه خلاف المعتمد اور (تخصیص قول مفید سے اس بات کے کہ یہ معتمد کے خلاف ہے اور ت)
ایضاً اس طرح سہل کرے سے متقدم دستوں کا ترک لازم ہوتا ہے پس من حیث التيسيل بھی
ضعیف ہے اگرچہ اس پر عمل و فتویٰ بھی ہونہ ایک فقیر و امام بلکہ بہت اماموں کا اسی شامی جلد اول ص ۱۱۱
میں المرجح بقوة الدلیل هو الامر جرح وان عسر بان الفتوى على غير ما (جو
قول قوت دلیل کی بنا پر ترجیح پائے وہ ہی ارجح ہوتا ہے اگرچہ اس بات پر تصریح ہو کہ فتویٰ اس کے
غیر پر ہے اور ت) ص ۸۱۶ میں ہے :

ليس للمفتي الافشاء بالضعيف ولا يستغنى معنی کے لئے ضعیف پر فتویٰ جاری کرنا درست
الضعيف بافتاء كثير من ائمة خوارجہ نہیں اور اکثر ائمہ خوارجہ کے افتاء سے ضعف ختم
نہیں ہو سکتا۔ (ت)

ایضاً اس میں احتمال ہے کہ یہ امر بدعت ہو اذا تردد الحكم بين سنة و بدعة

کان شرکۃ اولیٰ (جب کسی حکم کے سنت اور بدعت ہونے میں تردد ہو تو اس کا ترک اولیٰ ہوتا ہے۔) شامی جلد اول ص ۳۷۰، بحر الرائق جلد دوم ص ۷۸، ایضاً ہے،

حائزہ بدین بدعة و واجب یؤتی بہ اربعین جب کسی چیز کے بدعت اور واجب ہونے میں تردد ہو تو اس پر عمل کیا جائے گا اور جب سنت یا جس چیز سنت واجب ہونے میں تردد ہو تو پھر عمل نہیں کیا جائے گا (ت)

اور ظاہر کہ اس طور پر سجدہ کرنا غیر معتبر ہے پس اگر مسئلہ درست ہونے کی تقدیر پر جبکہ لوگوں سے نہ ہو سکے گا لوگ گنہگار ہوں گے اور اس میں حرج عظیم ہے۔ شامی جلد ثالث ص ۲۳۹ میں ہے،

فیہ حرج عظیم لانه یلزم منه تأثیر اس میں حرج عظیم ہے کیونکہ اس سے امت کا الامة آہ۔ گنہگار ہونا لازم آتا ہے (ت)

لوگوں کے ساتھ یہی ارفق و ادنیٰ ہے کہ سجدہ میں سرین کو جنبہ کریں تاکہ سجدہ آسانی سے ادا ہو جائے شامی جلد پنجم ص ۳۴۶ میں ہے،

وہو ارفق باہل هذا الزمان فلا یقع فی لیس و یزائل ما کے لئے آسان کیا کرادہ فتی اور عصیان العصیان آہ (تافہانی) میں واقع نہ ہوں (ت)

اسی جگہ میں ہے،

لکن احلاق المتن موافق لاطلاق متنوں کے اطلاق کو دلائل کے اطلاق کے ساتھ الادلة و لکنہ ارفق باہل هذا الزمان آہ موافقت کی وجہ سے تقدیم حاصل ہوگی اور اس لئے

بھی کہ لوگوں کے لئے یہ نہایت ہی آسان ہے (ت) فقہ کی معتبر کتابوں میں یہ مسئلہ بالکل نہیں ہے اور تصرف و اورداد کی کتابوں میں سے ناقل نے نقل کیا ہے کیونکہ کنز العباد اور ادو وظائف کی کتاب ہے اور تکلیفیہ کا محل و باب کتب فقہ میں اور یہ قاعدہ فقہیہ ہے

۴۷۵/۱	مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر	سہ رد المحتار مطلب از تردد و الحکم میں سنت و بدعت الا
۱۶۵/۲	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	سہ بحر الرائق آخر باب العیدین
۱۷۰/۳	مطبوعہ البابی مصر	سہ رد المحتار کتاب الحدود مطلب فین دفنی من زفت ایہ
۲۲۹/۵	" " " "	سہ رد المحتار کتاب محظوظ الایاتہ فصل فی التلبس

کہ جو مسئلہ مذکور ہوئی یا یہ وہ اولیٰ بالفعل ہوتا ہے اس سے جو کہ مذکور کی غیر باہر ہو۔ شامی جلد ثانی میں ہے و
المسئلة المذكورة في بابہ اولیٰ من المذکورۃ اپنے باب و فصل میں مذکورہ مسئلہ اس کے اولیٰ بالفعل ہوتا ہے
فی غیر بابہ آٹھ جو متعلقہ باب کے غیر میں مذکور ہوا (د) ت

مسائل فقہ کے لئے کراہیوں کی شکل کی ہیں غیر منظر میں،
قال المحمدي ما في غير المظنة والكتب الغريبة امام حموی کہتے ہیں جو غیر مظنہ اور کتب غریبہ میں ہوا اس
یتوهم ان يكون حقيقاً وہی ۱۳۰ کے متعلق وہم ہوتا ہے کہ وہ ضعیف ہو (د) ت

کلام اللہ بھی اسی کا مقتضی ہے کہ سجدہ میں رفع الیٰ تعالیٰ کیا جائے ابو السعود حاشیہ مشکوٰۃ مشکین علی الکفر
میں ہے ۱

ما يقتضيه كلامه الا انه يؤخذ بلا توقف آٹھ کلام اللہ جس کا تھا ضار سے اس پر بلا توقف عمل
کیا جائے گا (د) ت

یہ مسئلہ کسی فقیہ کا قول نہیں اگر ہو بھی تو بمقتضائے کلام اللہ کے متروک ہو جائے گا۔ (مسک المتعصط
میں ہے ۱

مقتضى كلام انمة المذکور ولی ما لا یصدر من اللہ بہ سب کے کلام کا مقتضی باعتبار بعض مشائخ کے کلام
کلام بعض المشائخ سے اول ہوتا ہے (د) ت

یہ مسئلہ کسی صورت سے ثابت نہیں ہوتا اور جب تک ثابت نہ ہو سکے تو عمل اصل ہی پر ہو گا اور وہ نفی ہے
یعنی نفی عمل، اسی مسک المتعصط میں ہے ۱

الاصل هو النفی حتیٰ یتحقق الشوت آٹھ جو چیز ثابت نہ ہو اس کی اصل نفی ہے (د) ت
مفروض یہ مسئلہ غلط ہے آداب نماز سے بھی نہیں ہو سکتا ہے اور ذکر بھی اس کا ایک اور در سالہ ہے سر و پا
میں ہے اگر تسلیم بھی کیا جائے کہ بہت سی جگہوں میں مذکور ہے تو بھی کثرت نقول مستلزم صحت کو نہیں پہنچا ایک

۱۵۲/۴	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب الوطء الذی یوجب الحد الذی یوجب	سہ رواختار
۱۶/۱	مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی	مقدمۃ الکتاب	سہ حاشیہ حموی مع الاشباہ والنظائر
۳۲۲/۱	ایم سعید پبلی کراچی	باب ملوۃ العیدین	سہ فتح العین
۱۹۰	دار الکتاب العربیہ بیروت	فصل فی تمتع المکی	سہ المسک المتعصط مع ارشاد الساری
۱۱۰	دار الکتاب العربیہ بیروت	فصل فی رکعتی الطواف	سہ

شخص کو غلطی ہو جاتی ہے اور بعد کے لوگ اس کی غلطی یعنی صحت نقل کرتے چلے جاتے ہیں۔ ششامی جلد ۴ ص ۵۱ میں ہے :

قد يقع كثير ان مؤلفا يذکر شيئا خطأ فينقلونه
بلا تبديله فذلك ثواب قلوب واصله لواحد
مخضو يک

اور اگر ہم اس امر کا بعد عرق ریزی کے ثابتہ بھی کر دے کہ یہ ہی مطلب ہے اور غلطی فلاں کتاب میں اس
کو لکھا ہے تو ہونا برتسليم جواب ہے کہ یہ قول غلطی کا ہے جبکہ شرح وقایہ کے متفرق الواشی میں ہے :

قال الشيخ الامام العاصم المصنف
ابو عبيد الله في صلاة النافلة قاعدة
ثلاثة احوال قول الروافض، وقول اهل السنة
والجماعة، وقول المخطئ اما قول الروافض
فهم يقولون ان المصلي اذا صلى النافلة قاعدا
فصلاته كصلاة القائم لا د س كة وسجد
يرفع الا ليمتحن في الركوع والسجود ولا منهم قالوا
صلاته على صلاة القائم واما قول المخطئ فهو
يقول لا يرفع الا ليمتحن لا في الركوع ولا في السجود
لان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فعل كذلك
واما قول اهل السنة والجماعة فهو يقولون بعدم
الرفع في حال الركوع وبالرفع في حال السجود
والمصلي رأى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم
من بعيد ولم يفتح بحاله عليه الصلوة والسلام
اوله صلى في حالة المرحض بالاماء كما هو شأن
الركوع والسجود للمؤمن في الصلوة وسجد

اكثر ايسا واقع ہوا ہے کہ مولف سے کوئی غلطی ہو گئی
تو لوگ اسے بلا تبديل نقل کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ اس کے
تأملین کثیر ہو جائیں حالانکہ اصل کے اعتبار سے ایک غلطی ہوتا ہے۔
شیخ فاضل مفتی ابو عبید اللہ نے کہا کہ بیٹھ کر نوافل
ادا کرنے کے بارے میں تین اقوال ہیں : روافض کا
قول ، اہلسنت وجماعت کا قول اور غلط کرنے والے
کا قول۔ (تفصیل) روافض کا قول یہ ہے وہ کہتے
ہیں نمازی جب نوافل بیٹھ کر ادا کرے تو اس کی نماز
تمام کی طرح ہی ہے البتہ وہ رکوع و سجدہ کے وقت
سرین نہ کرے۔ اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کی
نماز کا درجہ قائم کی نماز کی طرح ہے۔ غلط کرنے
والے کا قول یہ ہے کہ وہ کہتا ہے رکوع اور سجدوں
وقت سرین نہ اٹھائے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایسا ہی کیا ہے۔ اہلسنت وجماعت کہتے ہیں
حالت رکوع میں سرین نہ اٹھائے لیکن حالت سجدہ میں
اٹھائے، اور غلط کرنے والے نے حضور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کو دور سے دیکھا لہذا وہ کامل طور پر آپ
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حال سے آگاہ نہ ہو سکا یا یہ
بھی امکان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

انخفض قريبا من الركوع قريبا من
الارض ولم يرقم اليه لانت في
هذه الصلاة لا يحتاج المصلي الى
رفعها فطن الراي انه عليه الصلاة
والسلام صلى في حالة الصلوة قاعدا
وسجد بوضعه المصنوع على الارض ولم
يرفع اليه فحكم على الاطلاق
كما في مسح العمامة اخطا الراي
حيث مسح النبي صلى الله تعالى
عليه وسلم على رأسه ثم وضع
العمامة على الرأس وطمأن مسح العمامة
تجوز بدلا عن مسح المراسم و
الحال انه عليه الصلاة والسلام
لم يمسح على العمامة هذا اكنه العبد
المذنب الجاني القاصي غلام كيطافي
السني الحسن المقتبندى الرضوي
كان الله له ولشأنه أمين بحرمة
المنهي الا من الامين .

حالت مرض میں اس طرح اشارہ کے ساتھ نماز ادا
فرمائی ہو جس طرح اشارہ سے نماز ادا کرنے والا نماز کا
رکوع و سجود ادا کرتا ہے آپ نے سجدہ زمین کے قریب
رکوع سے زیادہ جھک کر کیا ہوا اور پچھلے جسے کو نہ
اٹھایا ہو کیونکہ اس حالت میں نمازی سرہوں کو اٹھانے
کا محتاج ہی نہیں ہوتا تو دیکھنے والے نے گمان کر لیا
کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حالت صحت میں
بدلتے کر نماز ادا فرمائی ہے اور سجدہ کے وقت پیشانی
زمین پر رکھی اور جسم کے پچھلے حصہ کو نہ اٹھایا تو اس نے
مطلقاً حکم جاری کر دیا جیسا کہ عمامہ پر مسح کے معاملہ
میں دیکھنے والے سے خطا ہوئی کہ نبی اکرم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے سراقہس پر مسح فرمایا پھر عمامہ سر پر
کر لیا لیکن دیکھنے والے نے گمان کیا کہ عمامہ پر مسح سر کے
مسح کے بدل میں جائز ہے حالانکہ آقا سے دو جہاں
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمامہ پر مسح نہیں فرمایا تھا
یہ الفاظ ایک گناہگار بندے قاضی غلام حیلانی سننی
حسینی نقشبندی رضوی نے لکھے ہیں اللہ تعالیٰ نبی امین کے
صدقے اس کا اور اس کے مشائخ کا ہو جائے ۔ (ت)

الجواب

الحمد لله وحده (تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جو وحدہ لا شریک ہے ۔ ت) فاضل سلم
القريب المحيىب نے جو حکم تحقیق فرمایا وہی صحیح و حق صریح ہے اور سجدہ قاعد میں رفع الیتین منفسد صلاۃ ہونا
زعم باطل و مردود و قبیح ہے اور جن معتبر معتد کتابوں کا مدعی نے نام لیا ان سب پر محض انکار ہے اور جو دہم
دلیل بنام دلیل ذکر کیا یکسر یاد رہو اسے صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن ابن داؤد و نسائی و ابن ماجہ میں
عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
اصرت ان اسجد على سبحة اعظم میرے رب نے مجھے حکم فرمایا کہ سات استخوانوں پر سجدہ

عن الجہۃ والیدین والسرکبتین واطراف
القد میں۔
کروں پیشانی اور دونوں ہاتھ اور دونوں زانو اور
دونوں پاؤں کے نیچے۔

اب میں دونوں سرین ملنا زیادت فی الشرع ہے اور زیادت فی الشرع حرام،
قان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من احد م
فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو سداً خروجه
البخاری ومسلو وابدو وابدو وابدو حاجۃ عن
امر المؤمنین العبد یقۃ رضی اللہ عنہا۔
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے
ہمارے اس امر (شرع) میں بہمت ایجاد کی جو شریعت
میں نہ ہو تو وہ مردود ہے۔ بخاری ومسلم وابدو وابدو
اور ابن ماجہ نے اسے حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ
صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیلئے (ت)

اور زیادت بھی اس ادعا سے کہ فرض ہے اور اس کا ترک مفید نماز اس کے ثبوت کو تو احادیث احاد بھی ناکافی
ہوتیں گے تفسیر فی مقصد وعلوم من حبیبہ اصحابنا رضی اللہ تعالیٰ عنہم فی سورۃ الفاتحہ وغیرہا
(جیسا کہ اپنے مقام پر اس کی تقریر ہو چکی ہے اور سورۃ الفاتحہ وغیرہ اسے متعلق ہمارے (سنتی) احکام رضی اللہ تعالیٰ
عنہم کے طریقے سے معلوم ہو چکا ہے۔ ت) نہ کہ وہ کہ جس کا پتا نہ حدیث میں نہ فقہ میں جس پر دلیل درکنار شبہ
نہیں ایسی جگہ غیر فرض کو فرض کرنا بہت سخت عمل رکھتا ہے فقہر انتہ مستہوت (کیا تم باز نہیں آؤ گے ت)
اول تو ایبتیں کی بجائے قد میں ہونے پر کیا دیں اور بغرض غلط ہو بھی تو قعود میں کہ صلاۃ القاعدہ میں
بجائے قیام ہے اور مہم قعود میں الصاق الیبتیں داخل کما فی بد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جیسا کہ بدائع
ملک العلماء میں ہے۔ ت) سجدہ کہ نہ قیام ہے نہ قعود نہ الصاق مذکور اس سے مفہوم نہ اس میں مقصود ملکہ
سجدہ رجال میں احادیث متواترہ قرلیہ وعلیہ وخصوص متخافہ متون وشروح وفتاویٰ فقیہہ میں صراحت اس کی نفی
موجود اس میں الصاق مذکور سے نفی کر اہست و مخالفت سخت بھی قطعاً مردود نہ کہ ادعا سے فرضیت کہ اشنع
باطل واضح مطرود ونسأل اللہ العفو والعافیۃ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العفو واللہ ود۔ واللہ
تعالیٰ اعلم۔

منتہ سلمہ از مولوی عبداللہ صاحب مدرس مدرسہ منظر الاسلام محلہ سوداگران بریلی ۹ صفر ۱۳۳۹ھ
دکوع کرتے وقت نظر کس جگہ رکھنا چاہئے؟

سہ صحیح البخاری باب السجود علی الاغص
سہ " باب اذا صلا علی سطح یور فیہ مردود
سہ القرآن ۵/۹۱
۱۱۲/۱
۳۴۱/۱
مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

الجواب

رکوع میں قدموں پر نظر ہو، واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

مسئلہ ۲۲۲ از مکتبہ تبلیغیہ مدرسہ عظیمہ مسئلہ تصدق حسین صاحب ۱۰ رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ قرآن نمازوں کے بعد دُعا مانگ کر ہاتھوں کو منہ پرستے ہوئے زور کی
آواز کے ساتھ چومنا کیسا ہے؟ جینوا توجروا۔

الجواب

نماز کے بعد دُعا مانگنا سنت ہے اور ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگنا اور بعد دُعا منہ پر ہاتھوں کو پھیر لینا یہ
بھی سنت سے ثابت ہے مگر چومنا کہیں ثابت نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۲۳ از مدرسہ منظر الاسلام بریلی مسئلہ مولوی عبداللہ بہاری ۳ سوال ۱۴۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ الحمد شریف کے بعد آمین آہستہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ امام سورۃ
فاتحہ پڑھ کر آمین کے یا نہیں؟ اور جماعت کے ساتھ مقتدی بھی کہے یا نہیں؟ منفرد کو تیسری چوتھی رکعت
میں آمین کتنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہیں اور زبان سے نکل جلتے تو سجدہ سہو ہوگا یا نہیں؟ جینوا توجروا۔

الجواب

نماز کی ہر رکعت میں امام و منفرد کو دلائل الضعالیین کے بعد آمین کہنا سنت ہے۔ جہری نماز میں
مقتدی بھی سر رکعت جہری میں کہیں اور غیر جہری رکعت یا سری نماز میں اگر نماز میں دلائل الضعالیین ایسی خفی
آواز میں کہ اس کے کان تک پہنچی تو اس وقت بھی یہ آمین کہے ورنہ نہیں اور آمین سے سجدہ سہو کس وقت
نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۲۴ از شہر محلہ گڑھیا مسئلہ مولوی حسرت علی صاحب بریلی ۱۰ ذی الحجہ ۱۴۳۹ھ
عالی جاہ دام ظلکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اگر کوئی شخص ٹھہری ہوئی ریل میں قبلہ رخ ہو کر
اس طرح نماز پڑھے کہ ریل کی دونوں پٹریوں کے درمیان جو جگہ خالی ہے اس میں کھڑا ہو کر رکوع کرے اور کوتاہی
جگہ سے ایک پٹری پر سرین رکھ کر دوسری پٹری پر سجدہ کرے اور پاؤں اسی خالی جگہ میں قائم رہیں یونہی پیچھے کی
پٹری پر بیٹھ کر آگے پاؤں نکال کر جلسہ قعدہ کرے تو نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ جینوا توجروا۔

الجواب

مولانا اگر مکرم اللہ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس طرح سجدہ ہرگز ادا نہ ہوگا، نماز نہ ہوگی اور
ایسا قعدہ بھی محض خلاف سنت اور اس کی ضرورت بھی نہیں۔ قعدہ میں پاؤں سمیٹ کر اسی خالی جگہ میں

بیٹھ سکتا ہے اور سجدہ کے لئے سر ذرا خم کر کے سامنے کی پٹری کے نیچے داخل کر کے بخوبی ادا کر سکتا ہے میں نے بار بار اس طرح ادا کی ہے۔ جب مولانا عبد القادر رحمہ اللہ تقاضے کی ہر ایسی میں تیسرے درجے میں سفر کرنا ہوتا تھا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۳۵ مسئلہ مرسلہ مولوی سید غلام امام صاحب سسوانی ۳ جمادی الآخرہ ۱۳۰۸ھ

بخدمت مولوی صاحب سر جمیع اہل فضل و کمال مسلم الشرف والاعظام اقام اللہ دائم البقاء علی اطریق المسنون۔ اسوہم علیکم و بطریقے و مراد سے ہزاروں دعا و ثنا سے خلق عالم نواز و سلام مخلصانہ کے بعد کچھ تصدیق ہے آپ کے رد و ایک جمعہ کی نماز کے بعد میں نے ذکر فضیلت حمام کا جو آپ سے کیا تو آپ نے فرمایا کہ ایسا ہی ہے اور کچھ عربی فقرہ بھی پڑھا تھا لہذا میں چاہتا ہوں کہ اگر میری یاد صحیح ہے تو اس کو لکھ کر عنایت فرمائیں میں عنایت ممنونی سر روٹی کے ساتھ شکر عنایت عالی کو اچھا ضمیمہ کروں گا۔ فقط

الجواب

جناب من ادام اللہ تعالیٰ کرامتکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ، فضل سلاۃ بالعمامہ میں احادیث مروی وہ اگرچہ ضحافت ہیں مگر دربارہ فضائل ضحافت مقبول اور عند تحقیق ان پر حکم بالوضع محل کلام۔

حدیث اول: أخرجه عن أبي الدرداء عن النبي صلى الله عليه وسلم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الجمعة يعني عتيق الله عز وجل اور اس کے فرشتے جمعہ میں حمام بانہ سے ہر کوں پر درود بھیجتے ہیں۔

اقتصر المختار في العراقي والعسقلاني في تخريج احاديث الاحياء والرافعي على تضعيفه قاله السيوطي في اللآلئ واورد الحديث في جامعه الصغير ملقوما لا يورد فيه موضوعا۔

دو حقاہد محمد بن عیسیٰ عراقی اور عسقلانی نے تخریج احادیث الاحیاء علوم الدین اور تخریج احادیث الرافعی الکبیر میں اس کی تضعیف پر اقتصار کیا ہے یہ بات سیوطی نے لآلئ میں بیان کی ہے اور اپنی کتاب جامع صغیر میں ہے نقل کیا ہے تاکہ انہوں نے اس کتاب جامع صغیر میں اس بات کا التزام کر رکھا ہے کہ کوئی موضوع روایت اس میں ذکر نہ کی جائے گی (ت)

مجبور اس کے محاذات میں اگرچہ آخر صحت میں نماز پڑھ رہا ہو تو مشرق کو یعنی جانب مقتدیان منہ نہ کرے ،
بہر حال پھر نماز مطلوب ہے اگر نہ پھر اور قبلہ رو میں رہا تو مبتلا سے کراہت و تارک کی سفت ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم
ملت مسلمہ از اردو نگار خانہ اچھیر ضلع آگرہ مستولہ جناب محمد صادق علی صاحب رمضان شریف ۱۳۲۰
اکثر دیہات میں نماز پڑھ کر جب اٹھتے ہیں کونا مصلیٰ کا اٹل دیتے ہیں اس کا شرعاً ثبوت ہے
یا نہیں ،

الجواب

ابن عساکر نے تاریخ میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ،

الشیاطین یستعملون شیا بیکو فاذا نزع احدکم
ثوبہ فلیطوہ حتی ترجع الیہا انما سہا فان
الشیطان لا یلبس ثوبا مطویا
مبہم اوسط طرائی کے لفظ یہ ہیں ،

اطووا شیا بکم ترجع الیہا روا احمد بن
الشیطان اذا وجد الثوب مطویا لم یلبسہ
وان وجدہ منشورا لبسہ
کپڑے پیٹ دیا کرو کہ ان کی جان میں جان آجئے
اس لئے کہ شیطان جس کپڑے کو پٹا ہوا دیکھتا ہے
اسے نہیں پہنتا اور جسے پھیلا ہوا پاتا ہے اسے
پہنتا ہے۔ (ت)

ابن ابی الدنیاء نے قیس بن ابی حازم سے روایت کی ،
قال ما من فرأش یكون مغر و شالا ینام علیہ
احدا الا نام علیہ الشیطان
ان احادیث سے اُس کی اصل نکل سکتی ہے اور پورا لپیٹ دینا بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

لے کنز العمال بحوالہ ابن عساکر عن جابر الباب الثالث فی اللباس غشوات مکتبۃ التراث الاسلامی حلب بیروت ۱۵/۲۹۹
لے الجمع الاوسط حدیث نمبر ۵۹۹ مکتبہ المعارف، الریاض ۴/۳۲۸
لے ابن ابی الدنیاء

مسئلہ ۴۴۲ از جرودہ ضلع میرٹھ مرسلہ سید صاحب جیلانی صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر پیروں کے نیچے کپڑا نہ ہو اور صرف زانو اور سجدہ کی جگہ ہر تو نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب

نماز ہو جائے گی اور بہتر اس کا عکس ہے پاؤں کی احتیاط پیشانی سے زیادہ ہے ولہذا اگر انگریز یا اگر تارک یا اگر نماز پڑھے تو چاہئے کہ گریبان کی جانب پاؤں رکھے اور دامنوں پر سجدہ کرے کہ گریبان پر نسبت دامن احتمال کماست سے بہتر ہے۔

مسئلہ ۴۴۳ ۲۵ شعبان ۱۳۲۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ہادیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ امام کو قبلہ کی طرف دعا مانگنا مطلقاً مکروہ ہے تو اس کی کراہت کا کیا اثر پڑنا چاہئے اور درحالیہ کہ ولس آدمی سے زیادہ ہوں مقتدی میں سے اگر اخیر صفوں تک کوئی نماز میں نہ ہو بشرط محاذات تو امام کو چاہئے کہ مقتدیوں کو پیٹ نہ کرے لیکن اس صورت میں اگر مقتدیوں کی مقتدیوں کو پیٹ ہو تو اس کا کیا جواب ہے اور ایضاً مطلقاً مکروہ کے کیا معنی ہیں؟ بینوا تو جبردا۔

الجواب

کراہت کا اثر ناپسندی اور اس کا واسطہ وجہ اسارت ہے یعنی بڑا کیا اور اعلیٰ درجہ کراہت تحسیرم اس کا اثر گنہگار و مستحق عذاب ہونا مطلق مکروہ غالباً تحریم کا افادہ کرتا ہے اور جگہ خاص یعنی کراہت تنزیہ بھی مستعمل ہوتا ہے مقتدیوں کے لئے شرعاً اتنا مستحب ہے کہ نقص صفوں کریں اور نماز کے بعد اس انتظام پر نہ بیٹھ رہیں جیسے نماز میں تھے پھر بھی سب کو پھر کر بیٹھنے کا حکم نہیں کہ اس میں حرج ہے اور مقتدی سب ایک حالت پر شریک نماز ہوئے تھے ان میں سے کسی کا آٹھے دیگے ہونا کوئی بالخصوص مقصود و مطلوب و لازم نہ تھا بلکہ اتفاقی طور پر واقع ہوا جو پہلے پہنچ گیا اس نے پہلی صف میں جگہ پائی اور جو بعد کو پہنچے انھوں نے بعد کی صف میں، اگر یہ بعد والے پہلے پہنچتے تو یہی پہلی صف میں ہوتے اور وہ کہ اگلی صف میں ہیں بعد کہ آتے تو وہی بعد کی صف میں ہوتے، ان کا بیٹھنا ایسا ہے جیسا مجلس کثیر میں لوگوں کا بیٹھنا کہ ایک دوسرے کی طرف پیٹے ہوتے ہے مگر وہ سب ایک حالت میں ہیں قصداً و التزماً ان میں ایک دوسرے پر تقدم نہیں بخلاف امام کہ وہ بالقصداً گئے ہوتا اور انھیں پیٹ کر تا ہے اور یہی واجب و لازم اور متعین ہے تو اسے اس قصدی پشت کرنے سے انحراف کا حکم ہوا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از پتلی بحیث مسئلہ جناب مولانا مولوی محمد وحی احمد صاحب محدث سورتی م ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ

حدیث صلاۃ تطوع او فی یضۃ بعامة تعدل خمساً وعشرين صلاة بلا عمامة و جمعة بعامة تعدل سبعین جمعة بلا عمامة (عمامہ کے ساتھ نفل یا فرض نماز کا پڑھنا بغیر عمامہ کی نماز سے بچس گنا افضل ہے اور عمامہ کے ساتھ جمعہ کا پڑھنا بغیر عمامہ کے جمعہ سے ستر گنا افضل ہے۔ ت) محدثین کے نزدیک موضوع یا ضعیف ہے؛ اور اگر کوئی شخص بسبب نفس پروردی کے اس حدیث کو موضوع سمجھے اور کتب معتبرہ فقہیہ کی عبارات جو عمامہ مانہ کر نماز پڑھنے کے ثواب پر والی ہیں مثل غلکیرہ و کنز و فتاویٰ عمدہ و آداب اللباس مولفہ شیخ محدث و طوی و قنیہ و غیرہ تسلیم نہ کرے اور اس حدیث کے بیان کرنے والے پر لعن و طعن کرے اور مفتی علی الاعادیت قصور کرے اور لوگوں کو تاکید اس امر کی کرے کہ عمامہ باندھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور قصداً عمامہ اتار دیا اے اور عمامہ باندھنے کو باوجود تاکید احادیث ثواب نہ جانے تو وہ شخص قابل الزام شرعی ہو گیا یا نہیں؟ جامع الرموز میں الفاظ دلیل کی حدیث ملی،

و نص عبارتہ تنفی ای یصلی مع العمامة
فی الحدیث الصلاۃ مع العمامة خیر من
سبعین صلاۃ بغیر عمامة کما فی
المنیۃ۔

اس کی عبارت یہ ہے عمامہ کے ساتھ نماز ادا
کرنی چاہئے کیونکہ حدیث میں ہے عمامہ
دل مار بغیر عمامہ والی نماز سے
ستر گنا افضل ہے۔ اسی طرح منیہ

میں ہے۔

اس حدیث کے حال سے بھی آگاہ فرمائیے اور یہ نیز جس کا حوالہ جامع الرموز نے دیا ہے یہی قیۃ المصلیٰ مرقع ہے یا اور کوئی قیۃ ہے؟ جیسا ترجمہ ۱۔

الجواب

عمامہ حضور پرورد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت منواریہ ہے جس کا تو اترا یقیناً سرحد فردیات دین تک پہنچا ہے و لہذا علمائے کرام نے عمامہ تو عمامہ ارسال مذہبی یعنی شلہ چھوڑنا کہ اس کی فریاد اور سنت غیر مؤکد ہے یہاں تک کہ مرقعہ میں فرمایا،

سہ مرقعہ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح الفصل الثانی من کتاب اللباس مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۲۵۰/۸
سہ جامع الرموز فصل فی نفسه الصلوۃ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ گنبد قافز سن ایران ۱۹۳/۱

قد ثبت فی السیر پر آیات صحیحہ انہ النبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یزنی علامتہ
احیاءا بین کتفیه و احیاءا بیلین العمامۃ
من غیر علامۃ فعمدات الاتیات بکل واحد
من تہا الا ہو رستہ۔

کتب سیر میں دو آیات صحیحہ سے ثابت ہے کہ نبی اکرم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی عمامہ کا شملہ و دونوں
کاندھوں کے درمیان چھوڑتے اور کبھی بغیر شملہ
کے باندھتے۔ اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ ان
امور میں سے ہر ایک کو بجا و ناسنت ہے (ت)

اس کے ساتھ استہزاء کو کفر ٹھہرایا گیا نص علیہ الفقہاء الکرام و امر و ابتر حصہ حدیث
یستہزیئ بہ العوام کیل یقعوا فی الہدایۃ بسوء الکلام (جیسا کہ فقہاء کرام نے اس پر
تصریح کی ہے اور وہاں اسکے ترک کا حکم دیا جہاں عوام اس پر مذاق کرتے ہوں تاکہ وہ اس کلام بد
سے ہلاکت میں نہ پڑیں۔ ت) تو عمامہ کہ سنت لازمہ و ائمہ ہے یہاں تک کہ علما نے خالی ٹوپی پہننے کو مشرکین
کی وضع قرار دیا اور حدیث آئی مرکانہ مرضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس پر عمل کیا۔ علامہ علی قاری نے شرح
مشکوٰۃ میں فرمایا،

لہریرہ انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یس
القلنسوة بعید العمامۃ جیتیں۔ سب
یکون ہذا زی المشرکین۔

یعنی اصلاً مروی نہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے کبھی بغیر عمامہ کے ٹوپی پہنی ہو،
متعین ہوا کہ یہ کافروں کی وضع ہے (ت)

اسی میں بعد ذکر بعض احادیث فضیلت عمامہ ہے،

ہذا مکملہ يدل علی فضیلۃ العمامۃ مطلقا
لعم مع القلنسوة افضل فلبسہما
وحدھا مخالف للنسۃ کیف وہم زی
الکفرۃ و کذا البتدعۃ فی بعض البدان۔

یعنی ان سب سے عمامہ کی فضیلت مطلقاً
ثابت ہوئی اگرچہ بے ٹوپی ہو، ہاں ٹوپی کے ساتھ
افضل ہے اور خالی ٹوپی خلاف سنت ہے، اور
کیونکہ نہ ہو کہ وہ کافروں اور بعض بلاؤں کے بد مذہبوں
کی وضع ہے (ت)

اس کا انکار کس درجہ اشد و اکبر ہو گا اس کا سنت ہونا متواتر ہے اور سنت متواترہ کا استغناء کفر ہے۔
و نیز کردی پھر نہراغائی پھر رد المحتار میں ہے،

لو لم یراہ السنۃ حقاً کفر لافس۔

اگر کوئی شخص سنت کو حق و سچ نہیں جانتا تو اس

استخفاف ہے۔

نہ کفر کیا کیونکہ یہ اس کا استغناء ہے۔

عمامہ کی تھنیت میں ایسا دیشہ کثیرہ وارد ہیں جس اُن سے کہ اس وقت پیش نظر ہیں مذکور ہوتی ہیں،

حدیث اول: سنن ابی داؤد و جامع ترمذی میں رکابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

فرق مابین و بین المشرکین لعنہم علیہم ہم میں اور مشرکوں میں فسق ٹوپیوں پر عمامے
القلنسوة ہیں۔ (مت)

علامہ ذی بیسیر شرح جامع صغیر میں اس حدیث کے نیچے لکھتے ہیں،

فالْمُسْلِمُونَ يَلْبَسُونَ الْقُلَنَسُوءَ وَفَوْقَهَا الْعِمَامَةَ
المشرکین یلبسون القلنسوة وعلیہا العمامة
مسلمان توپیاں پہن کر اوپر سے عمامہ باندھتے ہیں
تسہا ٹوپی کافروں کی وضع ہے تو عمامہ باندھنا سنت
ہے۔

یہی حدیث باوردی نے ان لفظوں میں روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

الْعِمَامَةُ عَلَى الْقُلَنَسُوءِ فَصَلِّ مَابَيْنَا وَبَيْنَ
ٹوپی پر عمامہ ہمارا اور مشرکین کا فسق ہے
المشرکین یعطی یوم القیامة بكل کورۃ یدورہا
ہر بچہ کو مسلمان اپنے سر پر جسے گا اس پر روز قیامت
علیہ اسے خوراک۔ ایک نور عطا کیا جائے گا۔

حدیث ۲ و ۳: قضا علی شہادت میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے اور ولایتی مسند الفردوس
میں مولیٰ علی و جہد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
العمامة تیجان العرب (عمامے عرب کے تاج ہیں)۔

حدیث ۴: مسند الفردوس میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

۱۔ الفتاویٰ البرانیۃ مع الفتاویٰ النندیۃ نوع فی السنن من کتاب الصلوۃ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۲۸/۴

۲۔ سنن ابی داؤد باب العمامہ مطبوعہ آفتاب عالم پریس و ہور ۲۰۶/۲

۳۔ التیسرے شرح الجامع الصغیر تحت حدیث فرق مابینا الم مکتبۃ ہوام شافعی الریاض ۱۹۹/۲

۴۔ کنز العمال بحوالہ باوردی عن ربیعہ نوع فی العمامہ مطبوعہ منشورات مکتبۃ التراث الاسلامی حلب سیرت ۳۰۵/۱۵

۵۔ الفردوس باثر الخطاب حدیث ۲۲۴۶ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۶۶/۳

العیاض تیجان العرب فاذا وضعوا العیاض
وضعوها عندهم وفي لفظ وضعوا الله عزهم -
عماے عرب کے تاج ہیں جب وہ عمار چھوڑیں گے
تو اپنی عزت اتار دیں گے۔ اور ایک روایت
میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی عزت اتار دے گا۔

حدیث ۵ : ابن عدی امیر المؤمنین مولیٰ علیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم فرماتے ہیں :

رايتوا لبجد حُصْرًا ومقنعين ، فامت
العیاض تیجان المساکین۔
مسجدوں میں حاضر ہو سر پر ہنہ اور عماے باندھے
اس لئے کہ عماے مسلمانوں کے تاج ہیں۔

حدیث ۶ : طبرانی معجم کبیر اور حاکم صحیح مستدرک میں حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
اعتصموا بزادوا حلما والعیاض
عماے باندھو تو تمہارا حلم بڑھے گا۔

صحیحہ الحاکم (حاکم نے اسے صحیح قرار دیا۔ ت)
حدیث ۷ : ابن عدی کامل و سیقی شعب الایمان میں اسامہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی
کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اعتصموا بزادوا حلما والعیاض تیجان العرب
عماے باندھو تو تمہارا زیادہ ہوگا اور عماے عرب کے
تاج ہیں۔

وروی عنہ الطحاوی صدرہ و اشار المناوی الی تقویٰ (طبرانی نے اس کا ابتدائی مصدر روایت کیا، امام
مناوی نے اس کا قوی ہونا بیان کیا ہے۔ ت)

حدیث ۸ : دینی عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وان اسلمہ حصین فعنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

العیاض وقاس المؤمن وحز العرب فاذا وضعت
عماے مسلمان کے وقار اور عرب کی عزت میں توجہ

۱۔ الجامع الصغیر مع فیض القدر بحوالہ مسند فردوسی بن عباس مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۲/ ۲۹۲
۲۔ الکامل فی ضعفاء الرجال اسمی شمس من ابتداء اسامیم میم - المکتبۃ الاثریہ سانگلہ بل شیخ پورہ ۶/ ۲۴۱۳
۳۔ المعجم الکبیر باب ما جاء فی لبس العیاض مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱/ ۱۹۳
۴۔ شعب الایمان حدیث ۶۲۶۰ - دار الکتب العربیۃ بیروت ۵/ ۱۶۶

- العرب عما شہا وضعت عزھا۔
عرب عماے آثار دیں اپنی عزت آثار دیں گے۔
- حدیث ۹: وہی رکاتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
لا تنزل امتی عن الفطرة ما لبسوا العمامہ میری امت ہمیشہ دین حق پر رہے گی جب تک وہ
علی القلوب علی۔
فریوں پر عمامے باندھیں۔
- حدیث ۱۰: ابوبکر ابن ابی شیبہ مصنف اور ابو داؤد طیالسی وابن طیب مسانید اور سیوطی سنن میں امیر المؤمنین مولی
علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
ان الله اهداني يوم بدر وحنين بمثل شكة
يعتصمون هذه العروة وقال ان العمامة حائجة
بين الكفر والايمن۔
بیشک اللہ عزوجل نے بدر وحنین کے دن ایسے طانکہ
سے میری مدد فرمائی جو اس طرز کا عمامہ باندھتے ہیں
بیشک عمامہ کفر و ایمان میں فارق ہے۔
- حدیث ۱۱: دیکھ مسند الفردوس میں جبہ الا علی بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا،
هكذا افاضتموا فان العمامة سيما الاسلام
وهي حائجة بين المسلمين والمشرکین۔
اسی طرح عمامے باندھو کہ عمامہ اسلام کی نشانی ہے
اور وہ مسلمانوں اور مشرکوں میں فارق ہے۔
- حدیث ۱۲: ابن شاذان پی شیخ میں کہیں علی کریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے عمامہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا،
هكذا تكون تيجان المملکة
فرشتوں کے تاج ایسے ہی ہوتے ہیں۔
- حدیث ۱۳ و ۱۴: طبرانی کبیر میں جبہ اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما میں عمامہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہما
سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
عليكم بالعمامة فانها سيما المملکة وارتخاها
خلف ظهورکم۔
عمامے اختیار کرو کہ وہ فرشتوں کے شعاع ہیں اور اسی
کے شکل اپنے پس پشت چھوڑو۔
- ۱۔ الفردوس بماثر الخطاب بحوالہ ابن عباس حدیث
۲۔ ۵۶۹
۳۔ السنن الکبریٰ للبیہقی باب التحریض علی الرمی
۴۔ کنز العمال بحوالہ الدیلمی حدیث ۴۱۹۱۱ کتاب التعمیم غشور مکتبۃ التراث الاسلامی حلب سیرۃ ۴۸۳/۵
۵۔ بحوالہ ابن شاذان فی شیخۃ ۴۱۹۱۳
۶۔ المعجم الکبیر حدیث ۱۳۴۱۸ مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۳۸۳/۱۲

حدیث ۱۵: ابو عبد اللہ محمد بن وضاح فضل الباس الجعفی میں خالد بن معدان سے مرسلہ راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اللہ تعالیٰ اکرمہن الامۃ بالعصائب الحدیث ۱۵۔
 بیشک اللہ عزوجل نے اس امت کو عصائوں سے مکرم فرمایا، الحدیث ۱۵۔

حدیث ۱۶: بہیقی شعب الایمان میں انہی سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: نفث ملأ باندھوا کل اُمتوں یعنی یہود و نصاریٰ کی کھٹا کر کہ وہ حمار نہیں باندھتے۔

حدیث ۱۷: معجم کبیر طبرانی میں ہے:

حدثنا محمد بن عبد اللہ المحض سمی حدثنا العلاء بن عمر والحنفی حدثنا ایوب بن مردک عن مکحول عن ابی الدرداء عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ عزوجل و ملئکتہ یصلون علی اصحاب العمامۃ یوم الجمعة۔
 بیان کیا محمد بن عبد اللہ انحضری نے، بیان کیا العلاء بن عمرو الحنفی نے، بیان کیا ایوب بن مردک سے مکحول سے ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ بیشک اللہ تعالیٰ و اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں جمعہ روز عمامہ والوں پر۔

حدیث ۱۸: دلی السیاحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: الصلاة فی العمامۃ تعدل بعشر الاف حسنة۔
 عمامہ کے ساتھ نماز کو سہ ہزار نیکی کے برابر ہے۔
 فسیہ لہ (اس کی سند میں ابان راوی ہے۔ ت)

حدیث ۱۹: زائمنہ مزی کتاب الامثال میں معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الاقوال الافعال حدیث ۳۱۴۵ مطبوعہ منشورۃ مکتبۃ التراث الاسلامیہ بیروت ۲۰۴/۱
 شعب الایمان حدیث ۶۲۶۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۶/۵
 مجمع الزوائد بحوالہ معجم کبیر باب الباس للجمہ دار الکتب بیروت ۱۴۶/۲
 الفردوس بماثر الخطاب حدیث ۵۰۰۵ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۴۰۶/۲
 نوٹ: جس کتاب سے حدیث کا حوالہ دیا گیا ہے اس میں تصحیح کا لفظ نہیں ہے۔ نذیر احمد سعیدی

علیہ وسلم فرماتے ہیں،

العبد ثم يتجان العروب فاعتموا متزدا حوا
 حلما ومن اعظم فله نكل كور حنة فنادا
 حط فله بكل حطة حط خطيئة بل
 قصير (آمارے توہم آمار نے پر ایک خطا ہے یا جب (بغزورت بلا قصد ترک بلکہ بارادہ معاودت) آمار
 توہم ریخ آمار نے پر ایک گناہ اترے۔

دو نول معنی تحمل ہیں واللہ تعالیٰ اعلم والحديث اشد مصعقا فيه ثلاثة متروكون عنهم ومن
 هم. ومن الحمصين عن ابی علاثة عن ثوبیر (اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ اسی حدیث میں شدید
 قسم کا صفت ہے کیونکہ اس کے تین راوی متروک و متهم ہیں عمرو بن حصین انہوں نے ابو علاثة سے اور انہوں
 نے ثوبیر سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۲۰، مسند الفردوس میں جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی رسول اللہ
 صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

مرکتان بعد مة خير من سبعين ركعة
 بلا عمامة بل
 دو رکے سے بہتر دو رکعتیں بے عمامے کی ستر

راہی حدیث مذکور سوال اسے ابی عساكر نے تاریخ دمشق اور ابن النجار نے تاریخ بغداد
 اور یحییٰ نے مسند الفردوس میں بطریق عریضہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا،

ابن عساكر بطریق احمد بن محمد بن محمد بن محمد بن یونس
 ثنا حمیسی بن یونس حد ثنا العباس بن کثیر
 ح والذیل بن بطریق الحسن بن اسحق
 العجفی حد ثنا اسحق بن یعقوب القطان
 حد ثنا سہیل بن زیاد المعمری حد ثنا
 العباس بن کثیر القرشی حد ثنا یزید بن
 ابن عساكر نے بطریق احمد بن محمد بن محمد بن محمد بن یونس
 از عباس بن کثیر حدیث بیان کی ح اور یحییٰ نے بطریق حسین
 بن علی النخعی از اسحق بن یعقوب القطان از سہیل بن زیاد
 الحمری از عباس بن کثیر القرشی از یزید بن ابی حبیب بن یزید بن
 حدیث بیان کی کہ میں سالم بن عبد اللہ بن عمر کی خدمت میں
 حاضر ہوا تو انہوں نے حدیث اللہ کو انی پھر میری طرف متوجہ

لے کر والہ مال بود را مہر من فی الاشال حدیث ۲۱، ۲۲ مطبوعہ منشورہ مکتبۃ التراث الاسلامی حلب بیروت ۳۰/۱۵
 ثلث الفردوس یا ثلث الخطاب حدیث ۲۲۳۳ مطبوعہ دار المکتب العلمیۃ بیروت ۲۶۵/۲
 نوٹ، جس کتاب سے حوالہ نقل کیا گیا ہے اس میں لفظ "خیر" کی بجائے "افضل" ہے۔ نذیر احمد سعیدی

ابی حنیبلہ عن میمون بن مہر اذ قال دخلت
 علی سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ
 عنہم فحدثنی عن ابی ثمر النخعی قال قال
 یا ابا ایوب الا اخبرک بحديث تجدہ وتحملة
 علی وتحدث به فقلت بلی قال دخلت علی
 عبد اللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ
 تعالیٰ عنہما وهو یتمسک فلیما فسرغ
 النقت فقال اتحب العمامة قلت بلی قال
 احبها تکرم ولا یراک الشیطان الا ولح
 دھار باقی سمعت رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم یقول صلاۃ تطوع او
 فريضة بعمامة تعدل خمسا وخمسين
 صلاۃ بلا عمامة وجمعة بعمامة تعدل
 سبعين جمعة بلا عمامة ای بنی اعظم
 فان المنسکة یشہدون یوم الجمعة
 معتمین فیسلون علی اهل العمامة حتی
 تعیب الشمس۔

جو کہ فرمایا اسے ابو ایوب! کیا تجھے ایسی حدیث کی خبر نہ دلا
 جو تجھے پسند ہو میری طرف سے روایت کرے اور اسے
 بیان کرے۔ میں نے عرض کیا کیوں نہیں۔ تو
 سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے
 ہیں میں اپنے والد ماجد عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ
 عنہما کے حضور حاضر ہوا اور وہ عمامہ باندھ رہے تھے
 جب باندھ چکے میری طرف التفات کر کے فرمایا
 تم عمامہ کو دوست رکھتے ہو؟ میں نے عرض کی
 کیوں نہیں! فرمایا اسے دوست رکھو عورت پاؤ گے
 اور نبی شیطان تمہیں دیکھے گا تم سے پیٹ پھیر لے گا
 میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے
 سنا کہ عمامہ کے ساتھ ایک نفل نماز خواد فرض ہے عمامہ
 کی پچیس نمازوں کے برابر ہے اور عمامہ کے ساتھ
 ایک جمعہ ہے عمامہ کے شترعموں کے برابر ہے۔ پھر
 ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا، اسے فرزند! عمامہ
 باندھ کر فرشتے جمعہ کے دن عمامہ باندھے آتے ہیں اور

سورج ڈوبنے تک عمامہ والوں پر سلام بھیجتے رہتے ہیں

حق یہ ہے کہ یہ حدیث موضوع نہیں اس کی سند میں نہ کوئی وضاحت ہے نہ متہم بالوضع نہ کوئی کذاب
 نہ متہم بالکذب نہ اس میں نقل یا نقل کی اصناف مخالفت لا جرم اسے امام حلیل خاتم الفخا جہل الملہ والیرین سیوطی نے
 جامع مغیر میں ذکر فرمایا جس کے خطبہ میں اور شاہد کیا،

ترکت القشور و اخذت الباب و جنتہ حاتمہ
 بہ و جاع او کذاب۔

میں نے اس کتاب میں پوست چھڑ کر خالص مغزیہ
 اور اسے ہر ایسی حدیث سے بچا یا جسے تنہا کسی وضع
 یا کذاب نے روایت کیا ہے۔

لے لسان المیزان حرف العین ترجمہ العباس بن کثیر مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۴۲/۳
 نوٹ: جن کتابوں کا اعتراف ہے وہ نہ ملے کی وجہ سے اس کتاب سے حوالہ دیا ہے۔ نیز احمد
 لے الجامع الصغیر مع بعض التقدیر و خطبہ کتاب مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۲۰/۱

اما ابن النجار فاخرجہ من طریق محمد بن
مہدی المرقی و فی انساب ابویشر بن سیار
المرقی حدیث العباس بن کثیر المرقی عن یزید
ابن حبیب قال قال فی مہدی بن یحیی
وحدث علی سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی
اللہ تعالیٰ عنہم و هو یحدثہ فقال فی یا ابا ایوب
الا احد ثلث بعد یتحجہ و تحمله و ترویہ
ہذا کرمہ و قال لا یزالون یصلون علی اصحاب
العباس حق تعالیٰ الشمس قال الحافظ فی
اللسان هذا حدیث مسکون موضع و لم
اسألہ عن بن کثیر کرا فی الغریب لا بہت
یونس ولا فی دینہ لا بن الطحان و اما ابو
بشیر بن سیار فلو یذکرہ بر احمد بن محمد
فی الکفی و ما عرفت محمد بن مہدی الشریک
ولا مہدی بن یحیی عن الراوی لہذا الحدیث
من سالم و لیس ہو ابی بصری المخرم فی
الصحیحین و ذلک لیکفی ابی یحیی و لا ادری
معن الافة اھ

ابن نجار نے اسی کی تخریج اس سند سے کی ہے کہ محمد
بن مہدی مروزی بیان کرتے ہیں کہ میں ابویشر بن
سیار رقی نے خبر دی وہ کہتے ہیں میں عباس بن کثیر
رقی نے زید بن ابی حبیب کے حوالے سے حدیث بیان کی
کہا مجھے مہدی بن یحییٰ نے بتایا کہ ایک دفعہ میں
سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس
گیا تو وہ عمامہ باندھ رہے تھے انہوں نے مجھے فرمایا
اے ابویوب! میں تجھے ایک حدیث نہ بیان
کروں جسے تو محبوب رکھے حاصل کرنے کے بعد اسے
بیان کرے، پھر انہوں نے اسی طرح کی حدیث بیان
کی اور فرمایا کہ فرستے عمامہ باندھنے والوں پر غروب
آفتاب تک صلوٰۃ پڑھتے ہیں حافظ نے لسان میں
فرمایا یہ حدیث مشکوکہ موضوع ہے اور میں نے جس
بن کثیر کا ذکر ابن یونس کی غریب میں اور اس کے حاشیہ
لابن حبان میں نہیں پایا اور ابویشر بن سیار کا تذکرہ
ابو احمد حاکم نے الکفی میں نہیں کیا اور نہ ہی میں محمد بن
مہدی مروزی اور اس سند میں سے راوی
مہدی بن یحییٰ کو جانتا ہوں اور یہ وہ بھری بھی نہیں

مسلم و بخاری کے راوی ہیں ان کی کیفیت ابویحییٰ ہے اور نہ میں اس کی آفت سے آگاہ ہوں۔ دت۔

اقول حافظ پر اللہ تعالیٰ رحم کرے اس روایت
میں وضع کو کہاں سے لئے ہیں؟

اقول رحم اللہ الحافظ من ایت
یا تہ النوضم و لیس فیہ ما یحیلہ عقل ولا

لکھ لسان میزان حرف العین ترجمہ العباس بن کثیر مطبوعہ دائرۃ المعارف النظامیہ جدید آباد دکن ۲۴۲/۳
نوٹ، یہ حوالہ بھی اصل کتاب نہ ملنے کی وجہ سے لسان المیزان سے ذکر کیا ہے۔ تذریر احمد
لکھ لسان میزان حرف العین ترجمہ عباس بن کثیر مطبوعہ دائرۃ المعارف النظامیہ جدید آباد دکن ۲۴۲/۳

الاعمال والتعريف عن الآداب في حاضرة
الله وليس فيه ما يجله الشرح ولا العقل
بل ولا فيه احد من رواية الموضوعات
كبابي عقاب وكيف يتجه الحكم عليه بالظنون
بل الموضوع بمجرّد كون بعض من رواية صحت
لم يعرفهم لم يحفظوا ولم يذكروا ولم يخلطوا
ولا في اعلاى ممدى بن ميمون حسدى
وهم من بعض من رواية اسى الحارلان عيسى
بن يونس عند ابى يعيم وسفيان بن زياد
عند الديلمى اسير ورواية عن العباس عن
يزيد عن ميمون بن مهران كما تقدم و
ميمون هو ابو ايوب الجزرى الرقى ثقة
فقيه مت من رجال مسلم والاربعة كما
قاله الحافظ في التقریب الاحرم لم يسمع
كلام الحافظ هذا خاتم الحافظ السيوطى
عن ابى داود عينا و عن بتزيمه عن الموضوع
اما قول تلميذه الحافظ المسحاوى حديث
صلوة بخاتم تعدل سبعين صلوة بعير
خاتم هو موضوع كما قال شيخنا وقد امدوا
الديلمى عن حديث ابن عمر مرفوعا بلطف
صلوة بعامة الحديث الصن كود و صحت
حديث الترمذى مرفوعا الصلوة فى العمامة
تعدل بعشرة الا ان حسنة اه فليذكر وجهه

موضوع فعل کرتا ہے جو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے بالکل بیان نہیں کیا لہذا کسی صورت میں بھی
اس سے استدلال نہیں کیا جاسکتا اور امام ذہبی
نے بزان میں کہا یہ باطل ہے۔ اور خودی فطابری جرح
نے اس روایت کے بارے میں کہا یہ روایت ضعیف
اعمال سے متعلق ہے اس میں اللہ کی راہ میں جہاد
کی ترغیب اور شوق دلایا گیا ہے اس میں البسی رقی
بات نہیں جسے عقل و شرع محال قرار دیتی ہو لہذا بعض
اس لئے اسے باطل قرار دینا کہ اس کا راوی ابو قتال
ہے قابل ثقت ہیں۔ اور امام احمد احادیث احکام میں
قد نہیں لیکن احادیث فضائل میں تسامح سے کام لیتے
ہیں ان کا یہ طریقہ مودف ہے اور میری کج سے باہر ہے
کہ یہی قول راوی حدیث میں کیوں نہیں کیا گیا حالانکہ
یہ حدیث بھی فضائل اعمال سے متعلق ہے اور اس سے
بارگاہ النبی کے ادب پر شوق دلایا گیا ہے اور اس میں
بھی کوئی ایسی بات نہیں جسے شرع و عقل محال قرار
دیتی ہو بلکہ اس میں کوئی راوی بھی ایسا نہیں جسے
ابو قتال کی طرح موضوعات کا راوی قرار دیا گیا ہو تو اس
روایت پر بطلان بلکہ موضوع ہونے کا حکم بعض اسی بنا پر کہ
بعض روایات کا ایسے راویوں سے ہونا جن کو حافظ ابن حجر
نہیں جانتے یا فلاں فلاں سنے ان کو ذکر نہیں کیا
کیسے درست ہو سکتا ہے، علاوہ انہیں میرے
نزدیک ابن نجار کے بعض رواۃ میں سے

و انما تبعه شيعه وقد علمت ما فيه وكذا
 حديث انس انما فيه ايات متروكة وشروك
 الراوى لا يقصى موضع الحديث كما بيته
 في الهادى الكاف في حكم الضعاف والله
 تعالى اعلم

ممدی بن یحییٰ کے بارے میں وہم ہوا ہے، کیونکہ
 ابوالقیم کے نزدیک جیسی بن یونس اور دینار کے نزدیک
 سفیان بن یزید دونوں نے عباس سے انھوں نے
 یزید سے انھوں نے یحییٰ بن مہران سے روایت
 کیا ہے جیسا کہ گزرجکا اور یحییٰ سے مراد ابوالیوب

جزری اسی ہے جو نہایت ثقہ اور قیہ ہے اور مسلم اور چاروں سنن کے رواۃ میں سے ہے جیسا کہ حافظ نے یہ
 بات تقریب میں لکھی ہے، بلاشبہ حافظ بن جرکی یہ گفتار قائم الحفاظ سیوطی کی اس روایت کو الجامع الصغیر
 (جس کے بارے میں انھوں نے وعدہ کیا تھا کہ اس میں موضوع روایت ذکر نہیں کر دیں گا، میں نقل کرنے سے
 مانع نہیں رہا) ان کے شاگرد رشید حافظ سخاوی کا قول کہ حدیث "انگوٹھی کے ساتھ نماز سترہ مری بغیر انگوٹھی الی
 نمازوں کے برابر ہے" یہ موضوع ہے جیسا کہ ہمارے استاد محترم نے فرمایا، اور اسی طرح وہ حدیث جس کو دینار نے
 حضرت ابن عمر کی حدیث سے مراد حاصلہ ہمارے حدیث مذکور کے الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے، اور حضرت انس سے
 مراد حدیث کے الفاظ یہ ہیں: "ہمارے نماز دس ہزار تکوں کے برابر ہے" اہل انہوں نے اسے موضوع بننے کی وجہ بیان
 نہیں کی صرف اپنے شیخ کی اتباع میں ایسا کر دیا ہے، یاد نہ آئے کہ آپ اس کے قبل طرح سے پر آگاہ ہو چکے۔ اسی طرح حدیث
 انس میں صوف ابان راوی متروک ہے اور ایک راوی کا متروک ہو یا حدیث کے موضوع ہونے کا فیصلہ نہیں ہو سکتا،
 یہ تفصیلی گفتار میں نے "الہادى الكاف فی حکم الضعاف" میں کی ہے واللہ تعالیٰ اعلم، (ت)

جابل اگر حدیث کو محض ہوا سے نفس موضوع کے واجب التقریر ہے اور کتب معتبرہ فقہیہ کو نہ ماننا جہالت و
 ضلالت اور اس حدیث کے بیان کرنے والے پر غفلت کا اطلاق خود اس کے لئے سخت آفت کہ حکم احادیث صحیحہ جو لغت
 غیر مستحکم پر کی جاتی ہے کرنے والے پر پڑتی آتی ہے والیاء باللہ تعالیٰ اور مسلمانوں کے عامے قصداً اتروا و بنا اور اسے
 ثواب و جانا قریب ہے کہ ضروریات دینی کے انکار اور سخت قطعیت متواترہ کے استحقاق کی مدد تک پہنچے ایسے شخص پر فرض
 ہے کہ اپنی ان حرکات سے توبہ کرے اور سر نو کلام اسلام پڑھے اور اپنی عورت کے ساتھ تجدید نکاح کرے، حدیث
 کہ جامع العزم میں وہ حدیث لستم مذکور کے قریب قریب ہے اور تعدیر تعدیر تہہ بد نہ ہو تو اسی کی نقل بالحق ہے، یہ فقہ حنفیہ المصلیٰ
 نہیں مگر فقہ الدین بریل، ابن ابی منصور عرقی استاد زاجہ کی حیرۃ العنا حس کی غلطی فقہ سے واللہ بحمدہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۳۳ از کالج محمد ما محمد ریم گلی چرامین در مسئلہ مصطلح ۲۶ شعبان ۱۳۴۷ھ

عالم نبیل فاضل حلیل و فقہ اللہ الجمیل بتا جعہ یتہ الابیاء صاحب الکوش والسیبیل السلام علیک ورحمۃ اللہ
 وکرمہ ورضی خدمت ہے کہ قبل اس کے ایک عریضہ دربارہ حصول قوی مسئلہ دلی روانہ کیا تھا جواب سے

مشرف نہیں ہوا منہم ہوں امید کرتا ہوں کہ امر حق ظاہر کرنے میں توقف نہ فرمائیے گا اور سند کے استغماص و حسن حق تعالیٰ کی واسطے بدنگاہ خدا ہو جائیے گا۔ مسئلہ پاک دہیں کی طہارت میں قطعی یقین حاصل ہو جیسے نیا، جو تاپہن کر کوئی سی نماز نوافل یا فرائض ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ فقہ و حدیث کی مطابقت کا حوالہ دیں تو بہت خوب ہے۔

الجواب

جناب میں! وحیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ۔ اس سے پہلے کا سٹیج سے یہ سوال بصورت دیگر مرسل عباد اللہ حان کا آیا اور جرائدے گیا اب اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اگر جو تاپہن بالکل غیر استعمالی ہو کہ صرف مسجد کے اندر پہنا جائے اور پنجہ اتنا سخت نہ ہو کہ سجدہ میں انگلیوں کا پیٹ زخمی پر نہ بچنے دے تو اس سے نماز میں کچھ حرج نہیں بلکہ بہتر ہے، اور یہی امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی سنت ہے کہ دو جوڑے رکعت ایک راہ میں پہنتے اور سبب کن راہ مسجد پر آتے اُسے اتار کر غیر استعمالی کو پہن لیتے اور اگر استعمالی جو تاپہن سے پہن کر مسجد میں جانا ہے اپنی ہے اور غیر مسجد میں بھی نماز میں اتار دیا جائے اور اگر پنجہ اتنا سخت ہے کہ کسی انگلی کا پیٹ زخمی پر نہ بچنے دے گا تو نماز ہی نہ ہوگی کما حقہ فی فتاویٰ (جیسا کہ اس کی تحقیق ہم نے اپنے فتاویٰ میں کی ہے۔ ت۔ و اللہ تعالیٰ اعلم۔)

مسئلہ از دام نکر معلیٰ فی مال مسئلہ عایت اللہ حال اپنی پوسٹ ماسٹر ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۱۲ھ

قبلہ و کعبہ داری دام ظلم! کلمہ طیبہ شریف جب درود کر کے پڑھا جائے تو اس میں ہر کلمہ پر جب نام نامی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آدھے درود پڑھنا چاہیے یا ایک مرتبہ جبکہ وہ جلسہ ختم کرے؟ بیہودا تو جڑوا۔

الجواب

جواب مسئلہ سے پہلے ایک بہت ضروری مسئلہ مسلم کیجئے سوال میں نام پاک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بجائے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حکم لکھا ہے۔ یہ جہالت آج کل بہت جلد بازوں میں رائج ہے کوئی معلوم نکتہ ہے کوئی حق کوئی؟ ادبیہ سبب بیہودہ و مکروہ و سخت ناپسند و موجب محرومی شدید ہے اس سے بہت سخت احتراز چاہئے اگر تحریر میں ہزاروں نام پاک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آئے ہر جگہ پورا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھا جائے ہرگز ہرگز کہیں معلوم وغیرہ نہ ہو علماء نے اس سے سخت مخالفت فرمائی ہے یہاں تک کہ بعض کتابوں میں تو بہت شدت حکم لکھ دیا ہے، علامہ طحاوی حاشیہ درخشاں میں فرماتے ہیں،

وینکۃ الرمزیہ بالصلوة و الترضی بالکتابۃ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جگہ وغیرہ اور رضی اللہ
بل یکتب دلت حکمہ بکمالہ و فی بعض المواضع
تعالیٰ عنہ کی جگہ رکھنا مکروہ ہے بلکہ اسے کامل طور پر

من التمس حامية من كتب عليه السلام
بالهجرة والميم يكفر لانه تخفيف و تخفيف
الابنية كهر بلا شك ولعله ان هو النقل
فهو مقيد بقصد ولا يظهر انه ليس بكفر
وكون لا شر الكفر كغير ابعث تسليم كونه
مذاهباً محتسماً محله اذا كان اللزوم شيئاً
لعمد الاحتياط في الاحتراز عن الازمها و
الشيعة

لکن پڑھا جائے تاکہ غازیہ میں بعض جگہ پر سب جس نے
درود و سلام ہمزہ (۶) اور ہم (۷) کے ساتھ لکھا اس
نے کفر کیا کیونکہ یہ عمل تخفیف ہے اور انبیاء علیہم السلام
کی بارگاہ میں یہ عمل بلاشبہ کفر ہے۔ اگر یہ قول
صحیح کے ساتھ منقول ہو تو یہ مقید ہوگا اس بات کے
ساتھ کہ ایسا کرنے والا قصد ایسا کرے، ورنہ
ظاہر یہ ہے کہ وہ کافر میں باقی لازم کفر سے کفر
اس وقت ثابت ہوگا جب اسے مذہب حق تسلیم
کیا جائے اور اس کا محل وہ ہوتا ہے جہاں لازم بیان شدہ اور ظاہر ہوا البتہ احتیاط اس میں ہے کہ ایسا م اور شیعہ
سے اقرار کیا جائے۔ (د)

اب جو پ مسئلے کے نام پاک حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مختلف جلسوں میں جتنے بار سنے
یا سنے ہر بار درود شریف پڑھا واجب ہے اگر نہ پڑھے گا گنہگار ہوگا اور سخت سخت وعیدوں میں گرفتار، ان
اس میں اختلاف ہے کہ اگر ایک ہی جلسہ میں پانچ نام پاک لیا یا سنا تو ہر بار واجب ہے یا ایک بار کافی اور ہر بار
مستحب، بہت علماء قول اول کی طرف گئے ہیں ان کے نزدیک ایک جلسہ میں ہزار بار کلمہ شریف پڑھے تو ہر بار درود شریف بھی
پڑھنا جائے اگر ایک بار بھی چھوڑا گئی رہا محض وہ مختار و غیر جماعی اس قول کو مختار واضح کیا۔

في الدر المختار اختلاف في وجوبه على
السامع والذاكر كلما ذكر صلي الله تعالى
عليه وسلم والمختار تكرار النوح كذا ذكر
وفواتح المجلس في الاصل اه بتلخيصه.

در مختار میں ہے کہ اس بارے میں اختلاف ہے کہ
جب بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم گرامی
ذکر کیا جائے تو سامع اور داکر دونوں پر ہر بار
درود و سلام عرض کرنا واجب ہے یا نہیں، اصح
مذہب پر مختار قول یہی ہے کہ ہر بار درود و سلام واجب ہے اگرچہ مجلس ایک ہی ہو اور خلعت نہ (د)
دیگر علمائے بنظر آسانی امت قول دوم اختیار کیا ان کے نزدیک ایک جلسہ میں ایک بار درود
ادائے واجب کے لئے کفایت کرے گا زیادہ کے ترک سے گنہگار نہ ہوگا مگر ثواب عظیم و فضل جہیم سے بیشک
محروم رہے گا، کافی و قنید و غیر جماعی اسی قول کی تصریح کی۔

منه عاشية المظن على الدر المختار مقدرة الكتاب مطبوعه دار المعرفه بيروت
سنة ۱۳۸۲ فصل و اذا اراد الشروع في

فی رد المحتار صحیحہ الراہدی فی السجۃ
لکن صحیح فی الکافی وجوب الصلوۃ مرة فی
کل مجلس کسجود التلاوة للخرج الا انه
انه یندب تکریر الصلوۃ فی المجلس
الواحد بخلاف السجود فی الفقیۃ قیل
یکفی فی المجلس مرة کسجدة التلاوة وبہ
یعنی وقد حرم ہذا القول المحقق است
الہمام فی زاد الفقیر اہ ملقطا۔

رد المحتار میں ہے کہ اسے زایدی نے الجنبہ میں صحیح قرار
دیا ہے لیکن کافی میں ہر مجلس میں ایک ہی دفعہ دو
کے وجوب کو صحیح کہا ہے، جیسا کہ سجدۂ تلاوت کا
حکم ہے تاکہ مشکل اور تنگی لازم نہ آئے۔ البتہ مجلس
واحد میں تکرار درود مستحب منہ بسہے تلاوت سجدۂ
تلاوت کے۔ فقیر میں ہے ایک مجلس میں ایک ہی دفعہ
درود پڑھنا کافی ہے جیسا کہ سجدۂ تلاوت کا حکم ہے
اور اسی پر فتویٰ ہے۔ ابن ہمام نے زاد الفقیر میں اسی
قول پر جرم کیا ہے اہ ملقطا (د)

بہر حال مناسب یہی ہے کہ برابر اصل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کتابت جائے کہ ایسی چیز جس کے کرے میں، اتفاق
بڑی بڑی برکتیں ہیں اور نہ کرنے میں بڑا شبہ بڑے فضل سے محرومی اور ایک مذہب قوی پر گناہ و محصیت
عادل کا کام نہیں کہ اسے ترک کرے وہ اللہ التوفیق۔
مسئلہ ۲۲۵ ۶۔ جادی اردی ۱۰۳۰

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص وظیفہ پڑھتا ہے اور نماز نہیں پڑھتا یہ جائز
ہے یا ناجائز؟ بیروا الزہودا۔

الجواب

جوہ وظیفہ پڑھے اور نماز نہ پڑھے غاسق و فاجر مرکب کیا تو ہے اُسی کا وظیفہ اس کے منہ پر مارا جائے گا
ایسوی ہی کو حدیث میں فرمایا،
لن یصل من قادی یقرآن القرآن ینسئ۔
بہتر ہے قرآن پڑھتے ہیں اور قرآن انہیں لعنت
کرتا ہے۔
والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

مسئلہ از کلمہ نگارہ ۱۹ محرم الحرام ۱۳۱۱ھ

بسم الله الرحمن الرحيم نحمدہ وفضل علی ومولہ الکریم

چونکہ فرمایند علامہ دین و مفتیان شریعتیں اندریں مسئلہ کہ در ملک بنگالہ یک گروہ نو پیدا شد کہ آں را جمادوی گویند و ایشان یک شاخ غیر متعین اند لیکن از اہل طائفہ و رچند امور زائد اہل یکہ می گویند کہ بعد نماز مناجات خواستی درست نیست بلکہ نسبت بدتش می کنند علم فقہ و اصول و غیرہ ایں قوم تسلیم نمی کنند بلکہ دشنام می دهند و فتنہ سازانہ می گویند و گویند کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا کر دہ پس اگر ایشان از قرآن شریف و صحاح ستہ استحضار مسائل کردہ فرستند نہایت خوب خواہد شد والسلام

علامہ دین و مفتیان شریعتیں کی اس بارگاہ میں کیا رائے ہے کہ بنگالہ کے علاقے میں ایک گروہ پیدا ہوا ہے جنہیں جمادو کہا جاتا ہے یہ غیر متعین کی ایک شاخ ہے لیکن چند امور میں یہ ان سے آگے بڑھ گئے ایک یہ کہتے ہیں کہ نماز کے بعد دعا کرنا درست نہیں بلکہ ہرعت ہے یہ علم فقہ و اصول فقہ و غیرہ کو تسلیم نہیں کرتے بلکہ اسے برا بھلا کہتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی دعا نہیں کی اگر قرآن شریف اور صحاح ستہ کے واسطے سے اس مسئلہ کے استخراج پر دوئل منہ ام فرمائیں تو بہت خوب ہوگا والسلام

الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم

حمد لك اللهم يا عظيم صل على نبيك الكريم والہ وصحبہ اولی التکریم و مجتہدی دینہ النقیوم اھلین المکرّمہ سلسلہ سخن دراز ست و در فیض الہی باز حامہ اگر تفصیل گراید بمانان نامہ مرد آوردن باید لاجرم ایک آیت و ہفت حدیث بسند دومی نماید یہ قال اللہ عز و جل فاذا فرغت من نصب والی مریت فامسح بک قول اصح در تفسیر آیت کریمہ قول سلطان المفسرین ابن علم النبی صلی اللہ علیہ

اسے اللہ! حمد تیری ہے اے عظیم! اپنے کریم نبی پر رحمتیں نازل فرما ان کی صاحب شرف آل و اصحاب اور دینی قریم کے ہم دین پر بھی آمین۔ الحمد للہ اگر اس پر تفصیلی گفتگو کی جائے تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بات بڑی طویل ہوگی بحال اس سلسلہ میں یہاں ایک آیت اور سات احادیث سے سند ذکر کی جائیں گی آیۃ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: پس جب تم نماز سے فارغ ہو تو دعائیں عزت کرو اور اپنے ہی

و سلم عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ست کہ فرائض
فرائض از نماز و نصب نصب در دو عاست یعنی چوں از نماز
فرائض شوی در دو عاست مشقت نماز و بسوئے پروردگار
نور بزاری و تضرع گرائی تعسیر الجلالین فاذا
فرغت من الصلوة فانصب اقب في الدعاء
والى ربك فامر غيب تضرع بعد خطبة او ست هذا
في تكملة الامام جلال الدين المحلى على
نسطه من الاعتماد على اسجحة لا قوال وترك
الطويل يذكر اقول غير مرضية له ملخصا
علامه زرقانی در شرح المراسم لزمین فرمایدهو الصحیح
فقد اقتصصر عليه الجلال وقد التزم الاقتصار على الزيادة
الاقوال

رب کی طرف رغبت کرو۔ اس آیت پر یکہ کی تفسیر میں راجح
قول حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چار زاد حضرت
عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہے کہ فرائض
فرائض از نماز و نصب نصب در دو عاست یعنی جب تم
نماز سے فارغ ہو جاؤ تو دعائیں خوب محنت کرو اور
بارگاہ خداوندی میں آدہ وزاری کے ساتھ رغبت کرو۔
جلالین میں ہے جب تم نماز سے فارغ ہو تو دعائیں
کوشش کرو اور اپنے رب کی طرف آدہ وزاری کرو۔
جلالین کے خطبہ میں یہ بھی ہے کہ جلال الدین محلی کی
تفسیر کا کلمہ انہی کے طریقت پر ہے اور ان
کا طریقہ یہ ہے کہ وہ مختار و راجح را اعتماد کرتے ہیں اور ایسے
اقوال کا ذکر کرتے ہیں، ترک کرتے ہیں یا تحفیفاً علامہ زرقانی

نے شرح المراسم میں فرمایا بھی صحیح ہے کیونکہ اس پر جلال الدین نے اقتضایہ کیا اور انہوں نے مختار و راجح
قول کے ذکر کا التزام کر رکھا ہے۔ (ت)

حدیث اول: مسلم، ابوداؤد و ترمذی و
نسائی و ابن ماجہ و احمد و دارمی و بزار و طبرانی و ابن
برجہ و ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطلقاً صحراۃ میں
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روایت کنند قال
کان من رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اذا انصرف من صلاته استعصر ثلاثا وقال
اللهم انت السلام و ملک السلام تبارکت

پہلی حدیث: مسلم، ابوداؤد، ترمذی،
نسائی، ابن ماجہ، احمد، دارمی، بزار، طبرانی و
ابن السنی ان تمام نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ
خادم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا،
کہ جب حضور سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ
علیہم اجمعین نماز سے رنج انور پھرتے اسلام کہتے،
تو تین دفعہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے اور یہ

۱۔ تفسیر جلالین زیر آیت المذکورہ سورہ الم نشرح
۲۔ خطبہ کتاب
۳۔ شرح المراسم للزرقانی المقصد ثانی کینتہ صلی اللہ علیہ وسلم دار المعرفۃ بیروت
۴۔ ۱۰/۴
۵۔ ۵۰۰
۶۔ ۲
۷۔ ۱۰/۴

یا ذالجلال والاکرام یعنی چوں حضور سید المرسلین
صلوات اللہ وسلامہ علیہ وسلم اجمعین از غار بر گشتے
وسلام دادے سربار از حق سبحانہ و تعالیٰ مغفرت
خواستے و این دعا گفتے خدایا توئی مسلم (کہ هیچ عیب
نقحے را اگر دسر پرده عز و جلال تو ہا ز نیست، و از قست
مسلم (کہ سلامت ما بندگان از ہر آفات و بلیات ہیں
بعثت و ارادت و لطف و رحمت قست، برکت و حکمت
متر است اسے صاحب بزرگی و بزرگی دسے یارب
مگر این حدیث در صحاح مشہور و متداول نیست
یا از خدا طلب مغفرت و سوال سلامت دعا نباشد
آرے جل بلا نیست نہ سہل و چون مرکب شود و اسے
نذار و العیاذ باللہ تبارک و تعالیٰ۔

۵ دعا کرتے اللھم انت السلام و منک السلام تبارکت
۵ یا ذالجلال والاکرام (اے اللہ! تو سلام ہے یعنی
تیری ذات جل جودہ کی طرف کوئی عیب یا نقص نہ نہیں
پاسکتا، اور تیری طرف سے سلام (کہ ہم بندوں کی
تمام مصیبتوں اور بلیات سے سلامتی تیری قدرت،
ارادے، مہربانی و دکر م سے ہے، برکت و حکمت
تیرے ہی لئے ہے اسے صاحب بزرگی اور بزرگی
حفاظ فرمائے و اسے یارب۔ کیا یہ حدیث صحاح
میں مشہور و متداول نہیں یا مغفرت کی طلب سلامت
کا سوال دعا نہیں ہوتا۔ جہالت ایسی مرض ہے کہ
اس کا علاج آسان نہیں بعد جب یہ مرکب ہو جائے
تو اس کا کوئی علاج ہی نہیں و العیاذ باللہ تبارک و
تعالیٰ۔

حدیث دوم و سوم و چہارم بخاری و مسلم و
ابوداؤد و نسائی و ابویزید ابی نعیم و ابوالقاسم طبرانی
از مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و بزار و طبرانی از
عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما و نیز بزار و ابی جابر
بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کنند
و ہذا حدیث المعیروۃ و اللفظ للنسائی قال کتب
معیروۃ الی مغیرۃ بن شعبۃ اخبرنی بشئ
سمعتہ عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم قال کان رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم اذا قضی الصلاۃ قال لا الہ

علیہ وسلم کا یہ معمول مبارک تھا کہ جب نماز سے فارغ
ہوتے تو یہ پڑھتے لا الہ الا اللہ وعدہ لا شریک
لہ لعلہ الملک ولہ الحمد وهو علی کل شئ
قدیر اللہم لا مانع لما اعطیت ولا معطل لما
منعت ولا ینفع ذال الجبد منک (اللہ کے
سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ویکتا ہے اس کا کوئی
شریک نہیں حکمت بادشاہی اور حمد اسی کے لئے ہے
اور وہ ہر شئی پر قادر ہے اے اللہ! جو تو عطا کرے
اسے کوئی روک نہیں سکتا جسے تو روک لے اسے کوئی
دے نہیں سکتا کسی کا بخت و دولت تیرے قہر و
خشب سے اسے نفع نہیں دے سکتا اللہم لا مانع
لما اعطیت الخ یہ کلمات دعا نہیں تو کیا ہیں؟ بلکہ
لہ الحمد تو بہترین دعا ہے۔ ترمذی، نسائی،
ابن جہان اور حاکم نے اول بطور تحقیر اور آخری بطور
تبیح حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
روایت کیا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
فرمایا سب سے افضل ذکر لا الہ الا اللہ ہے
اور سب سے افضل دعا الحمد للہ کتنا ہے۔

(د)

پانچویں حدیث سنن نسائی میں مطاہر بن ابی مرثد
سے ان کے والد گرامی کے حوالے سے مروی ہے کہ
حضرت کعب اجار نے ابو مروان کے سامنے قسم اٹھائی

ان الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد
وهو على كل شئ قدير اللهم لا مانع لما اعطيت
ولا معطل لما منعت ولا ينفع ذال الجبد منك
الجد یعنی امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرغیرہ بن شعبہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ راغوشت کہ مرا آگئی وہ بکیر سے
کہ از رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شنیدہ یا بشی
مغیرہ گفت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چون نماز ختم
نمودے چنان فرمودے یکس منزائے پر نقش نیست
جو حدائے کتائے بے بجا مرا راست پادشاهی و مرا راست
سناش و او بر هر چه که خواہد تو ایست خدا یا ایچہ لظہارہ
نیست چیزے را کہ تو ہی و هیچ و چند نیست چیزے را
کہ تو بازوری و سودندہ خدا نہ تخت و دولت را از قہر
و عذاب تو آن بخت و دولتش اللہم لا مانع لما اعطیت
اگر دعا نیست آخر چیست بلکہ لہ الحمد خود بہترین
دعاست ترمذی و نسائی و ابن جہان و حاکم و ابی یوسف
آخر تبیح از جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما آئند کہ
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودہ افضل الذکر
لا الہ الا اللہ و افضل الدعاء الحمد للہ بہترین
ذکر لا الہ الا اللہ و بہترین دعا الحمد للہ گفتی ست۔

حدیث پنجم و سنن نسائی از عطار ابن ابی مروان
از پدرش مروی ست ان کعبا حلف لہ باللہ الذی
ملک البصر لہ و می انا لجد فی التوراة انت

داؤد نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تھا اذا
 انصرف من صلاته قال اللهم اصلح لی دینی
 الذی جعلت لی عصیة واصلاح لی دنیا ی
 التی جعلت فیہا معاشی اللهم الی اعود ورجو
 من سخطک و اعود یعنی بعفوک من نعمتک
 و اعود بک منک لا مانع لما اعطیت ولا معطى
 لما سعت ولا یفقد الی الجد منک الی الجد قال
 وحدثنی کعب ابن صہیب حدیثہ ان محمد اصلی
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یقولون عند انصرافہ
 من الصلوة یعنی کعب ابن صہیب ارجو ان یجوز
 گفت کہ سو گندہ بخدا نیک دربارا ہر موی علیہ الصلوٰۃ و
 السلام شگافت ہر آئینہ ما بتر زینت مقدس می یابیم
 کہ داؤد نبی اکملیہ الصلوٰۃ والسلام چون از نماز برگشتے
 ایں دعا کرد سے اے نبی بیار بہر من دین مرا اور اہ پناہ
 من کردہ و بیار بہر من دنیا کے مرا کہ درو سامان
 زندگی میں نہادہ خدا یا پناہ می برم بخوشنودی تو از
 خشم تو و پناہ سے برم و دنیا کلا گفت کہ معیش پنہا باشد
 بہرگز شستی تو از سخت گرفت تو و پناہ می برم بہر از تو بیج باز
 دارند نیست دادہ ترا و زہنتہ باز داشتہ ترا و سود نکند
 بختر و راز تو بخت او ابو مردان گوید کہ کعب بن حدیث
 گفت کہ مصیب رضی اللہ عنہ اورا تہریت کرد و خبر داد
 کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نیز ایں دعا دم برگستن
 از نماز سے کرد۔

اس اللہ کی قسم جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے
 سمندر کو پھاڑ دیا کہ یقیناً ہم نے تورات مقدس میں
 یہ تحریر پائی ہے کہ اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ
 والسلام جب نماز سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے تھے
 اللهم اصلح لی دینی الذی جعلت لی عصیة واصبح
 لی دنیا ی التی جعلت فیہا معاشی اللهم الی
 اعود ورجو منک من سخطک و اعود یعنی بعفوک
 من نعمتک و اعود بک منک لا مانع لما اعطیت
 ولا معطى لما منعت ولا یفقد الی الجد منک
 الی الجد (اے اللہ! میرے دین کو میرے لئے بہتر بنا دے
 تو نے میرے لئے محافظ بنایا ہے اور میرے لئے اسی
 دنیا کو بہتر فرما جس کو تو نے میری معاش کا ذریعہ بنایا
 ہے۔ اے اللہ! میں تیری رضا کے ساتھ تیرے
 غضب سے پناہ مانگتا ہوں اور میں (اس جگہ جو
 نیکو کام ہے اس کا معنی یہ بنتا ہے) اے اللہ! تیری
 معافی کے ساتھ تیری سخت گرفت سے پناہ مانگتا ہوں
 اور میں تیری ذات کے ساتھ تجھ سے پناہ مانگتا ہوں
 تیری عطا کو کوئی روک نہیں سکتا اور مجھے تو روکے اسے
 کوئی عطا نہیں کر سکتا اور کسی بے تیر کو اس کا بخت
 تجھ سے فسخ نہیں دے سکتا اور پھر حضرت ابو مردان
 نے کہا کہ کعب نے مجھے حدیث بیان کی کہ مصیب نے
 ان کو خبر دی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی نماز سے
 فارغ ہونے کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ (ت)

چھٹی حدیث صحیح مسلم میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب جم بنی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تو ہمیں آپ کے دائیں طرف کھڑا ہونا زیادہ محبوب ہوتا تھا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چڑھنا اور ہماری طرف پھیری، لہذا پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی بتاتے ہوئے سنا کہ سب قنقن عذابک یوم تفتت او تجتمع عبادک (اے میرے رب! مجھے اپنے اس دن کے عذاب سے محفوظ فرما جس دن تو اپنے تمام بندوں کو اکٹھا کرے گا)۔ (ت)

ساتویں حدیث براء نے مسند، طبرانی نے معجم الاوسط، ابن السنی نے کتاب عمل ایوم واللیلہ اور خطیب بنہادی نے تاریخ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز ادا کر کے فارغ ہوتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے سر پر پھرتے اور پڑھتے بسم اللہ الذی لا الہ الا هو الرحمن الرحیم اللہم اذهب عنی الهم والحزن (اللہ کے نام سے جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ رحمن و رحیم ہے اے اللہ! مجھ سے غم و حزن دور فرما دے)

حدیث ششم صحیح مسلم از براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت است گفت کنا اذا صلینا خلف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجینا ان نکون عین یمینہ یقبل علینا بوجہہ قل فسمعتہ یقول سب قنقن عذابک یوم تجتمع عبادک بودیم کہ چون پس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز می گزاردیم دوستی می داشتیم کہ از دست راست او پا بستیم تا پس از سلام دادن دو سہ مبارک شوسے مانگد پس مشنیدم اور اگر سے گفت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اے پروردگار من نگاہ را مرا از عذاب خودت روزیکہ برانگیزی یا فرمود گرد آری بدگان خود را۔

حدیث ہفتم براء نے مسند و طبرانی معجم الاوسط و ابن السنی در کتاب عمل ایوم واللیلہ و خطیب بنہادی در تاریخ از انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت دارند کہ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا صلی وخرج من صلوٰتہ مسح بیمینہ علی ساسہ و قال بسم اللہ الذی لا الہ الا هو الرحمن الرحیم اللہم اذهب عن الهم والحزن۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چون از نماز فارغ شدے دست راست بر سر مبارک خود شس سوسے دایں دعا نمودے

بنام خدا نیکو جزا و بیکس ہزارے پرستیدن نیست
 بخشا شد مہربان خدا یا پریشانی و غم از من بکن طرفہ
 آنکہ ایس ہوشمندان را از قول امام وقت و مجتہد العصر
 صاحب الزمان خود شای خبر سے نیست تا بدر کہ
 احادیث و ادراک و اہل پر رسد مولوی عبدالحی صاحب
 لکھنوی نہ بھیں در ثبوت و عابکہ و اثباتہ رفع یدین از
 برائے دعا بعد از نماز قرائتے نوشت امام ایناں میاں
 نذیر حسین دہلوی کہ بر قولش ایماں آوردہ اند وین
 را بگوئے لشکرند و فقہ و فقہ را دشنام و ہند تصدیق
 و تائید او کرد حدیثے حبیب لکھنوی آوردہ بود حدیثے دیگر
 ایس کس افزودہ قوی نیست چہ می فرمایند ملائکہ وین
 اندرین مسئلہ کہ رفع یدین و ردعا بعد نماز چنانکہ معمول
 ائمہ دیارست ، ہر چند فقہا مستحسن می نویسند و اسرار
 و مطلق رفع یدین و دعا نیز وارد ویرن مخصوص ہم حدیثے
 داروست یا نہ بنیوا تو جہودا۔ ہوا الم محبوب
 ویرن مخصوص نیز حدیثے داروست حافظ ابو بکر احمد
 بن محمد بن اسحق ابن السنی در کتاب عل الیوم واللیل
 سے نویسنده ثنی احمد بن الحسن حدیثنا
 ابو یعقوب اسحاق بن خالد بن یزید ابوالحسنی
 حدیثنا عبد العزیز بن عبد الرحمن العزیزی
 عن خصیف عن انس عن النبی صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم ، انه قال ما من عبد بسط
 کفہ فی دبر کل صلوۃ ثم یقول اللہم الہی
 والہ ابراہیم واسحق و یعقوب والہ جبرئیل
 و میکائیل و اسرافیل علیہم السلام سئل ان تسجیب

اور طرفہ تریہ کہ ان عقلمندوں کو اپنے امام وقت اپنے دہ
 اور زمانے کے مجتہد کی خبر تک نہیں چہ جائیکہ یہ احادیث
 اور اہل سے آگاہ ہو سکیں مولوی عبدالحی لکھنوی
 نے صحت ثبوت دعا ہی نہیں بلکہ نماز کے بعد باتھا تھا کہ
 دعا کرنے پر فتویٰ جاری کیا ان کے امام میاں نذیر حسین
 دہلوی (جی کے قول پر لیا جانے لکھتے ہیں حالانکہ وہ دین الہی
 کے اندر کو کسی شمار میں نہیں لاتا ، فقہ اور فقہاء کو گاہا
 دیتا ہے) انہوں نے فتویٰ میں حبیب لکھنوی کی حدیث
 کا کہ لکھنوی کی تائید و تصدیق کی ہے دوسری حدیث کا
 اس سے خود انکار کیا ہے ، وہ فتویٰ یہ ہے کیا کیا
 ہیں ملائکہ وین اس مسئلہ میں زمانہ کے بعد دعا
 کے لئے باتھا تھا نا جن کا اس علاقے کے ائمہ میں
 معمول ہے کہ ، ہے ، اگرچہ فقہانے اسے مستحسن لکھا و
 مطلق باتھا تھا اور دعائیں قرائت موجود ہیں کیا اس
 عمل خاص در رفع یدین ، پر بھی کوئی حدیث ہے ؟
 جواب غایت کروا جہاد ہے ، وہی جواب کی توفیق
 دینے والا ہے خاص اس بارے میں بھی حدیث موجود
 ہے ، حافظ ابو بکر احمد بن محمد بن اسحق ابن السنی نے
 اپنی کتاب عل الیوم واللیل میں لکھا ہے مجھے احمد بن
 حسن نے انہیں ابو یعقوب اسحاق بن خالد بن یزید
 ابوالحسنی نے انہیں عبد العزیز بن عبد الرحمن العزیزی
 نے خصیف سے انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ
 سے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
 جس شخص نے بھی ہر زمانہ کے بعد دعا کے لئے باتھا کیا
 اور عرض کیا اے اللہ میرے مہربان اے ابراہیم امی ،

دعوتِ قافی مضطر، و تعصمتی فی دینی قافی
 مبتلی، و تنالنی بر حجتک قافی مدتب، و تنقی
 عن العقر قافی متمسکن، الاکای حقا علی
 الله عز و جل ان لا یزید یہ تعابثتین و الله
 قافی اعلم **ابوالحسنات محمد عبدالحی**
 حاصل ایں حدیث کہ حدیث ہمیشہ ہر شتم باشد آنست
 کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امت را
 دعائے می آموزد کہ ہر کہ بعد ہر نماز ہر دو دست خود
 برداشتہ ایں دعا کند بر حضرت بل و علا حق باشد
 دستہائے اورا فرمید باز نکر داند باز تصدیق امام
 الطائفة خود بینید می سرائے الجواب صحیح و
 یؤیدہ حاشیاء ابوبکر بن ابی شیبہ فی
 المصنف عن الاسود العاصری عن ابی قال
 صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم الفجر فلما سلم انصرف و دفع ید ید یہ
 و دعا الحدیث ثبت بعد العبوة المفروضة
 رفہ الیدین فی الدعاء عن سید الامبیاء و
 اسوة الاتقیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کما لا یخفی عن العلماء الاذکیا **سید محمد حسین**
 لیکن ایں حدیث ہمیشہ کہ ابوبکر بن ابی شیبہ

اور یعقوب کے معبر! لے جبریل، میکائیل اور اسرافیل
 علیہم السلام کے معبر! میری عرض ہے کہ میری دعا
 قبول فرما کہ پریشانی ہوں میری دین میں حفاظت
 فرما میں ابتلا میں ہوں مجھے اپنی رحمت سے
 نواز میں گنہگار ہوں مجھ سے میرے فقر کو دور
 فرما میں مسکین ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کم
 یاسہ کہ اس کے ہاتھ خالی نہیں ٹانگہ و اندھنہ لعل
ابوالحسنات محمد عبدالحی اسی حدیث ابو کہ
 آنحویں حدیث ہے کا حاصل یہ ہے کہ حضور
 رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امت کو علا دعا کی
 تعلیم دی ہے اور فرمایا جو شخص اس طرے دعا عاکر بعد نماز
 دعا کرے گا اللہ تعالیٰ بل و علا نے اپنے ذکر کم میں
 پاسہ کہ اسے تائید نہیں فرمائے گا۔ پھر اپنے امام
 کی تصدیق ہی دیکھتے تو بات واضح ہو جاتی، وہ
 کہتے ہیں یہ جواب صحیح ہے اور اس کی تائید اس
 روایت سے ہوتی ہے — — —
 جسے ابوبکر بن ابی شیبہ نے مصنف میں اسود عاصری
 سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ سے بیان کیا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم کے ساتھ فجر کی نماز ادا کی جب آپ نے سلام

لہ کتاب عل ایوم والیلہ باب ما یقول فی دبر الصلوة مطبوعہ دارۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد دکن ۱/۳۸
 لہ مصنف ابن ابی شیبہ من کان یستحب اذا سلم ان یقول او یخوف مطبوعہ دارۃ القرآن العلوم الاسلامیہ کراچی ۲/۳۰۲
 نوٹ: اس حوالے کے لئے بڑی کوشش کی ہے لیکن جو حوالہ ہے اس کے الفاظ استے ہیں صلیت مع رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم الفجر فلما سلم انصرف و دفع ید ید یہ۔ یہاں پر دفع ید ید یہ و دعا کے الفاظ ہیں ہیں۔ تیز ترجمہ سید

کہا، رُخِ اَنورِ بھرا، ہاتھ اٹھائے اور دعا کی (الحديث)
 اس حدیث کے متعلق ان کا امام کہتا ہے کہ اس سے
 فرض نماز کے بعد دعائیں پڑھنا خود سید الانبیاء
 اسوۃ الاتقیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت
 ہے جیسا کہ علامہ اذکیہ پر فنی نہیں سید محمد نذیر حسین
 میں کتابوں میں تحریر ہے جہتہ دل کی بیماری کا علاج
 کیا ہو سکتا ہے؛ تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے جو
 اہل السنۃ کو لڑائی کے لئے کافی ہے۔ میں نے
 سات احادیث کا وعدہ کیا تھا جو میں نے پورا کر دیا،
 اس لئے کہ سات کا عدد افضل اعداد میں سے ہے اور
 مذکورہ فتویٰ کے حوالے سے دو احادیث کا حریذ ذکر آگیا،
 اب میں چاہوں گا کہ ایک اور حدیث ذکر کر دوں تاکہ
 اس کے ساتھ تین مشق کا وعدہ مکمل ہو جائے
 وبالله التوفیق۔ (د ت)

وصولی حدیث امام احمد نے سند، لسانی نے
 محبتی، ابن جہان نے صحیح میں مارث بن مسلم سے،
 ابو داؤد سے سنن میں اس کے والد مسلم بن حارث
 رضی اللہ عنہ سے (اور یہی صواب ہے جیسا کہ حافظ
 منذری نے ترمذی میں ذکر کیا ہے) روایت کیا کہ
 نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے منبر یا
 جب تم فجر کی نماز ادا کرو تو لوگوں سے پہلا سلام پڑھو
 پہلے سات دفعہ یہ دعا پڑھو اللھم اجرنی من
 النار (اے اللہ! مجھے دوزخ کی آگ سے آزاد فرما)
 اب اگر تو اس دن فوت ہو گیا تو اللہ تعالیٰ تجھے
 جہنم سے آزاد و عطا فرمائے گا اور جب مغرب کی

مصنعت از اسود عامری از پدر او رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت
 کردہ است کہ میں با حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم نماز فجر گزارہم چلے سلام داد برگشت و برود
 دست پاک برداشتہ و عاقرمود امام ایساں گوید کہ
 پس خود از سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد
 نماز فریضہ دست بہر دعا برداشتہ ثبوت پرست
 چنانکہ بر علمائے اذکیہ پوشیدہ نیست، می میگویم
 مگر مجتہدین انبیاء شمار اور ماں چسیت الحمد للہ
 کفی اللہ اهل السنۃ ان قتال ہفت حدیث را
 وعدہ کردم و بجا آوردم کہ ہفت از افضل اعداد بود
 سالہ تقریب ذکر ایں فتویٰ و حدیث دیگر مذکور
 شد می خواہم کہ حدیث دیگر خوانیم و عدد بہ تلافی عشر
 کاملہ رسانیم وبالله التوفیق۔

حدیث و حکم امام احمد در سند و لسانی در مجتبے
 و ابن جہان در صحیح از مارث بن مسلم و ابو داؤد و در
 سنن از پدرش مسلم بن حارث رضی اللہ عنہ و ہو
 الصواب کما افاد الحافظ السنذری قہ
 الترمذی روایت کنند سید عالم صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم را و عاقرمود اذا صلیت المغرب فقل
 قبل ان تتکلم احدا من الناس اللھم اجرنی
 من النار سبع مرات فانک ان مت من
 یومک دلت کتب اللہ لک حوارا من النار
 و اذا صلیت المغرب فقل قبل ان تکلم
 احدا من الناس اللھم اجرنی من النار

سیدہ صرأت فانك ان صحت من ليلتك كتب الله
لك جوارا من الملائكة ياتي نماز باعد ادا كنك پشش
از آنكه بلكه سخن گوئی هفت بار ای دعا كن خدا یا مزار
دوزخ پناه ده كه اگر آن روز میری حق عمل و عبادت
تو پناه از دوزخ نویسد و چون نماز شام گزاری بخن
كن اگر آن شب میری بخن شود اللهم اجونا من
النار بر رحمتك یا عری یا عفار و حبلى الله تعالى
على نبیه المختار و الله الاطهار و بارك
وسلم و الله سبحانه و تعالى اعلم۔

فاز پڑھو تو لوگوں سے گنہگار سے پہلے سات دفعہ یہ
دعا پڑھو اللهم اجرني من النار (اے اللہ مجھے
جہنم کی آگ سے بچا لے) اگر اس رات تجھے موت آگئی
تو اللہ تعالیٰ تجھے جہنم سے آزادی عطا کرے گا۔
اے اللہ! ہمیں بھی اپنی رحمت سے جہنم کے عذاب سے
آزاد فرما یا عزیز یا غفار و صلی اللہ
تعالیٰ علی نبیہ المختار و اللہ
الاطهار و بارك وسلم۔ و الله سبحانه
و تعالى اعلم۔

مسئلہ از تہی پارسی علاقہ ریاست گو ایار گوتا پوریلو سے ڈاک خانہ بدی ذکر مرسلہ سید کرامت علی
صاحب محمد علی محمد امین صاحب شکیہ ریو سے مذکور ۳ رمضان المبارک ۱۳۲۵ھ

بخدمت فیض و رحمت مولانا و مرشد نامرلوی محمد احمد نساخان صاحب دام اقبالہ السلام مدیک
دافع رائے شریف ہو کہ بوجہ چند ضروریات کے آپ کو تکلیف دیتا ہوں کہ بنظر قہر بزرگانہ جواب سے معزز نہ
فرمایا جاؤں۔ وغیرہ یاد و شریف بندہ بدعا مست بہت یا میں ان معاملات میں کچھ شبہ ہے اور کچھ دلیل
بھی ہوتی ہے لہذا دریافت کی ضرورت ہوئی۔

الجواب

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ درود شریف خواہ کوئی وظیفہ یا دوزخ نہ پڑھا جائے جبکہ
اُس کے باعث کسی نمازی یا سوتے یا مریض کی ایذا ہو یا ریائے کا اندیشہ اور اگر کوئی محذور نہ موجود ہو نہ
منظوق تر عنہ التفتیس کوئی حرج نہیں تاہم اخفا افضل ہے لہذا فی الحدیث خیر الذکر الخفی (جیسا کہ
حدیث شریف میں ہے ذکر خفی بہتر ہے۔ ت) واللہ سبحانه و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از میرٹھ دفتر طلسمی رئیس مرسلہ مولوی محمد حسین صاحب تاجر طلسمی رئیس ۱۳ رمضان ۱۳۲۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر ہر کے لوگ جمع اور عصر میں بعد سلام اول قیامات پڑھ کر دعا مانگتے ہیں اور وہاں
بعد سلام فوراً دعا، ان میں کون سا طریقہ سنت ہے اور کیا ثبوت ہے،

الجواب

نماز کے بعد دعائے ثابت ہے اور تسبیح تحفہ ستول زہر راضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی صحیح حدیثوں میں مذکور ہے۔

صبح اور عصر کے بعد سنتیں نہیں اُن کے بعد ذکر طویل کا موقع ہے مگر مسلمانوں میں رسم یہ پڑ گئی ہے اور ضرور محمود ہے کہ بعد سلام امام کے ساتھ دعا مانگتے ہیں اور اگر وہ دعائیں دیکر کئے غفلت رہتے ہیں اُن کے ساتھ دعا مانگنے کے بعد متفرق ہوتے ہیں اس حالت میں قسبیات کی تقدیم اگر غرض تحقیق ثابت ہو کہ اُن میں کسی ایک فرد پر بھی ثقیل نہ ہوگا تو کچھ حرج نہیں ورنہ یہی بہتر ہے کہ خیف دعا مانگ کر فارغ کرے پھر جس کے جی میں آئے قسبیات میں شامل رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۲۹ ازراہ ملک کون ضلع چٹاگانگ مدرسہ عزیز مرسلہ سید مفیض الرحمن

۱۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۲۹ھ

درد و شریف با بھر پڑنا جائز ہے یا نہیں بر تقدیر ثانی مطلقاً ناجائز ہے یا جواز مع انکراہت اور کراہت تحریمی ہے یا تنزیہی!

الجواب

درد و شریف ذکر ہے ذکر بالہر جائز ہے جبکہ نہ ریا ہو نہ کسی نمازی یا مریض یا سوتے کی ایذا نہ کسی اور مصلحت شرعیہ کا خلاف، یونہی درد و شریف ہر جائز و مستحب ہے جس کے جواز پر دلیل اجماع کی قرار است حدیث و ذکر نام اقدس میں مطلقاً صحت تمام مرویات و سنن میں شریف و سیر و سیر اسی آواز سے کہتے ہیں جتنی آواز سے قرائت حدیث و کلام کر رہے ہیں اور یہ صریح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۳۰ از بریلی محلہ بہاری پور جناب فواب مولوی سلطان احمد خاں صاحب م صفر المظفر ۱۳۳۰ھ جس فرض کے بعد سنت ہے اس فرض کے بعد مناجات کرنا درست ہے یا نہیں؟ یا بغیر مناجات کے سنت ادا کرے یا مختصر مناجات کے بعد سنت شروع کرے؟ دلیل حدیث یا فقہ کی کتاب سے مع جہالت ہوئی چاہے مع نشان باب و نام کتاب۔ جینا تو جروا۔

الجواب

جائز و درست تو مطلقاً ہے مگر فصل طویل کردہ تنزیہی و خلاف ادنیٰ ہے اور فصل قلیل میں اصلاً حرج نہیں، درمختار فصل صغیر الصلوٰۃ میں ہے:

یکون تاحید السنۃ الا بقدر اللہم انت
السلام وقال الحلوانی لا یاسی بالقصر
سنتوں کو توڑ کرنا مکروہ ہے مگر اللہم انت
السلام الخ کی مقدار۔ حلوانی نے کہا اوراد اور

بالا اور اسے اختصاراً مکمل قال الحلیبی
ان اسرید بالکراهة التزیمیة اس رفع
الخلافت قلت وفي حفظی حملة على التقييد
ختم ہو جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں مجھ پر آتا ہے کہ علوانی نے اسے اور اقلید پر محمول کیا ہے۔ (د ت)
فتح القدر میں ہے :

قول الحنوائی لا یاس الخ والمشہور فی هذه
العبارة كون خلافة اولى فكان معناها ان
الاولی ان لا یقصر ای الاوراد قبل السنة
ولو فعل لا یاس الخ منتهی نقله الشامی
ثم قال وتبعه علی ذلك تلخیص فی الحلیة
وقال فتحمل الکراهة فی قول ابقالی علی
التزیمیة لعدم دلیل التعمیمیة حتی
یوصلها بعد الادرا وقعة سنة مران کن
لا فی وقتها المسنون
حق کیا اگر کسی شخص نے اور اس کے بعد سنتیں ادا کیں تو وہ ادا ہی ہوں گی البتہ وقت مسنون میں ادا نہیں ہوئیں گی۔
رد المحتار میں ہے :

مسلم والترمذی عن عائشة رضی اللہ
تعالی عنہا کان رسول اللہ صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم لا یقعد الا بمقدار ما یقول
اللهم انت السلام الخ قال وقول عائشة
بمقدار ما لا یفید انه کانت یقول
مسلم اور ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی
عنہا سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ
وآلہ وسلم (نماز فرض کے بعد) اللهم انت السلام الخ
کی مقدار ہی بیٹھتے تھے۔ شامی نے کہا کہ حضرت
عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے قول بمقدار سے

سہ در مختار باب صفة الصلوة مطبوعہ مجتبائی دہلی ۴۹/۱
سہ فتح القدر باب النوافل مطبوعہ زریں دہریہ سکھر ۳۸۲/۱
سہ رد المحتار باب صفة الصلوة مطبوعہ مصطفیٰ البابا مصر ۳۹۲/۱

ذلك بعينه بل كان يقعد بقدر ما يسعه
ونحوه من القول فقريباً فلا يتألف في
الصحيحين من أنه صلى الله تعالى
عليه وسلم كانت يقول دبر كل مكتوبة
لا اله الا الله وحده لا شريك له له
الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير
اللهم لا مانع لما أعطيت ولا
معطى لما منعت ولا ينفع ذا الجند منك
الجند وتما منه في شرح المنية و
كذا في الفتوح من التوسو
التواخل آله مختصراً.

یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ اس وقت میں بعینہ یہی
کلمات پڑھتے تھے بلکہ مقصد یہ ہے کہ آپ اتنا وقت
بیٹھتے جس میں تقریباً یہی دعا یا اسی طرح کی کوئی
دوسری دعا پڑھی جاسکتی تھی۔ لہذا ان کا یہ قول
بخاری و مسلم کی اس روایت کے منافی نہ ہوگا کہ
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد یہ
دعا پڑھتے: لا اله الا الله وحده لا شريك له
له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير
اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطى لما منعت
ولا ينفع ذا الجند منك الجند (اللہ کے سوا
کوئی معبود نہیں وہ وحدہ لا شریک ہے ملک اس کا
حمد اس کی اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔ اے اللہ! تیری عطایں کوئی رکاوٹ نہیں بن سکتا، جو تو نہ دے
وہ کوئی اور دے نہیں سکتا اور کسی کو اس کا ست و دہشت تیرے قہر و ذاب سے بچا نہیں سکتا، اس کی
تفصیل شرح المنیہ اور اسی طرح فتح القدیر کے باب الزود والنوازل میں ہے اہ اختصاراً۔ (ت)

غیر میں ہے،

و كذا ما روى مسلم وغيره عن عبد الله بن
الزبير رضي الله تعالى عنهما كان رسول الله
صلى الله تعالى عليه وسلم اذا سلم من
صلوته قال بصوته الاعلى لا اله الا الله
وحده لا شريك له له الملك وله الحمد
وهو على كل شيء قدير ولا حول ولا قوة
الا بالله ولا نعبد الا اياه له النعمة وله
الفصل وله الثناء الحسن لا اله الا الله

اسی طرح وہ حدیث (یعنی حضرت عائشہ کا قول اس
حدیث کے بھی منافی نہیں) ہے جس کو مسلم وغیرہ
نے حضرت عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے
روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم جب نماز سے سلام پھیرتے تو بلند آواز سے
کہتے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکہ ہے کسی کا کوئی
شریک نہیں، سلطنت اسی کی، حمد اسی کے لئے،
اور وہ ہر شے پر قادر ہے، برائی سے پھیرنا نیکی کی

مخلصین لہ الدین ولو کفر الکافرون لان
المقداس المذکور من حیث التقرب
دون المتحدید قد یسیر کل واحد من نحو
هذه الاذکار لعدم التفاد التکثیر بینہما
دین کو اگرچہ کافرا سے ناپسند کریں کیونکہ مقدار مذکور تقریبی اعتبار سے ہے نہ کہ تحدیدی اعتبار سے، اس
مقدار میں ان اذکار میں سے ہر ایک پڑھا جاسکتا ہے کیونکہ ان کے درمیان زیادہ تفاوت نہیں ہے الخواتم
اشتمع الطمات شرح مشکوٰۃ باب الذکر بعد الصلوٰۃ میں ہے :

پایہ دانست آنست کہ تعظیم روایت منافی نیست
بحدیثے را کہ در باب بعض ادعیه و اذکار در احادیث
واقع شدہ است کہ بخواند بعد از نماز فجر و مغرب وہ بار
لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ لہ المثلث
ولہ الحمد و هو علیٰ کل شئی قدیر (مختصر)
وہ یکتا ہے ذات و صفات میں کس کا کوئی شریک نہیں، عظمت اسی کی ہے، حمد اسی کی ہے اور وہ
ہر شے پر قادر ہے (مختصر)۔ (ت)

یہاں سے ظاہر ہو کہ آیۃ الکرسی یا فرض مغرب کے بعد دنس یا رکعہ توحید پڑھنا فصل قبیل ہے
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۵ از شہر کتبہ محلہ روہیلہ قولہ مسئلہ مولوی رحیم اللہ ۱۹ رجب المرجب ۱۳۳۰ھ
زید بعد ہر نماز جماعت فریضہ قبل از مانگنے دعا روز ایک مرتبہ کلمہ توحید روز بعد مانگنے دعا کلمہ طیبہ
تین مرتبہ اور ایک مرتبہ کلمہ شہادت با و از بلند بنیت مع حاضرین جماعت پڑھا کرتا ہے یہ فعل اس کا
جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

جائز ہے مگر حاضرین کو ان کی خوشی پر رکھا جائے مجبور نہ کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

باب القراءة (قرأت کا بیان)

۴۵۲ھ از بریلی مسئلہ سید احمد علی ساکن زادہ شیخانی ۳ صفر ۱۳۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تلاوت کلام مجید مصلحتی یا غیر مصلحتی پر با ترتیب پڑھنا
فرض ہے یا واجب یا مستحب؟ اور امام نمازیں بے ترتیب سورہ پڑھے تو اس پر کیا حکم ہے؟
الجواب

نماز ہو یا تلاوت بطریق معتد بہ دونوں میں لانا ترتیب واجب ہے اگر عکس کرے گا گنہگار
ہوگا۔ سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایسا شخص خوف نہیں کرتا کہ اللہ
عز وجل اس کا دل الٹ دے۔

ہاں اگر غارح نماز ہے کہ ایک سورت پڑھ لی پھر خیال آیا کہ دوسری سورت پڑھوں وہ پڑھ لی اور یہ
اس سے اوپر کی تھی تو اس میں حرج نہیں۔ یا مثلاً حدیث میں شب کے وقت چار سورتیں پڑھنے کا ارشاد
ہوا ہے۔ یسین شریف کہ جو اسے رات میں پڑھے گا صبح کو بخشا ہوگا اٹھے گا۔ سورہ دخان شریف کہ جو اسے
رات میں پڑھے گا صبح اس حالت میں اٹھے گا کہ ستر ہزار فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے ہوں گے۔ سورہ
واقعہ شریف کہ جو اسے ہر رات پڑھے گا محتاجی اس کے پاس نہ آئے گی۔ سورہ تبارک الذی شریف کہ جو آگے
ہر رات پڑھے گا غائب قبر سے محفوظ رہے گا۔

ای سورتوں کی ترتیب یہی ہے مگر اس فرض کے لئے پڑھنے والا چار سورتیں متفرق پڑھنا چاہتا ہے
کہ ہر ایک مستقل جہدِ عمل ہے اسے اختیار ہے جس کو چاہے پہلے پڑھے جسے چاہے چوتھے پڑھے۔
امام نے سورتیں بے ترتیبی سے سہواً پڑھیں تو کچھ حرج نہیں، قصداً پڑھیں تو گنہگار ہوا، نماز
میں کچھ غلط نہیں واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ السلام وعلیہم السلام۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مقتدی کو امام کے پیچھے قرات سورہ فاتحہ یا اور کسی سورت کی جائز ہے یا نہیں۔ بیہودہ اٹو بجو ۱۔

الجواب

مذہب حنفیہ دربارہ قرات مقتدی عدم ایاحت و کراہت تحریر ہے۔ نماز سری میں روایت، استجاب کہ حضرت امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف نسبت کی گئی محض ضعیف
کیا بسط المحقق علی الاطلاق فقیہ النفس مولد کمال اللہ
مولد کمال اللہ والیدین محمد مرجمہ اللہ
تعالیٰ صفا قالہ فی الدرر المختار۔
جیسا کہ محقق علی الاطلاق فقیہ النفس مولد کمال اللہ
والیدین محمد (ابن ہمام) رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس پر
تصنیف گفتگو کی ہے۔ جیسا کہ ذکر نماز میں بیان
کیا گیا ہے۔ (دست)

خود تصانیف امام محمد میں جا بجا عدم ہوا از مصرع آثار میں فرماتے ہیں یہی مذہب ہمارا مختار اور اسی پر
عامہ حدیث و اخبار واردہ اور فرمایا ایک جماعت صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین قرات مقتدی کو مفید نماز
کہتی ہے اور اقویٰ الدینین پر عمل کرنے میں احتیاط ہے۔

مولانا میں بہت آثار روایت فرماتے ہیں سے عدم ہوا از مصرع آثار میں فرماتے ہیں یہی مذہب ہمارا مختار اور اسی پر
عبد الحق المحدث الدہلوی قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز فی المسعات (یہ بات شیخ محقق حضرت
مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز نے اس وقت لکھی تھی جب کہ وہ اپنے اس وقت کے
تصریحات نام ایک روایت مرحومہ سے نماز سری میں جواز خواہ استجاب قرات ان کا مذہب ٹھہرا تاہم فرقہ
حنفی میں اس کا وجود کچھ محض باطل و وہم مآطل۔ ہمارے علمائے محتمدین بالاتفاق عدم جواز کے قائل ہیں اور
یہی مذہب جمہور صحابہ و تابعین کا ہے حتیٰ کہ صاحب جلیہ امام علامہ برہان اللہ والیدین مرغینانی رحمۃ اللہ تعالیٰ
نے دعویٰ اجماع صحابہ کیا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ اعادیرث و آثار کہ اس باب میں وارد بیحد شمار
یہاں بحرف طوالت بیان بعض پر اقتصار۔

حدیث ۱: صحیح مسلم شریف میں سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی روایت عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اذا صليتم فاقبوا صوفكم ثم ليؤمكم احدكم فاذا اكبر فكبروا واذا اقروا فاصتوا۔ یعنی جب تم نماز
کرتے ہو تو اپنے صوف کو اٹھاؤ اور آپس میں ایک دوسرے کو اٹھائو اور جب کہ ایک دوسرے کو اٹھائو تو
دوٹ، مسلم میں حدیث کے آخری الفاظ واذا اقروا فاصتوا۔ اسی جگہ پر قنادہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی
کہ حدیث میں ہیں۔ تذاہر احمد سعیدی

پڑھو اپنی صفیں سیدھی کرہ پھر تم میں کوئی امامت کرے پس جب وہ تکبیر کے تم بھی تکبیر کو اور جب وہ قرأت کرے تم چپ رہو۔

حدیث ۲: ابو داؤد و نسائی اپنی سنن میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اَمَّا الْاِمَامُ لِيُؤْتِيَ بِهِ فَاِذَا كَبِرَ فَكَبِرُوا اِذَا قَرَأَ مَا نَصَبْتُمْ اَلاَ هَذَا الْفَخْرُ النَّسَائِيُّ۔ یعنی امام تو اس لئے ہے کہ اس کی پیروی کی جائے پس جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کو اور جب قرأت کرے تم خاموش رہو یہ نسائی کے الفاظ ہیں۔ امام مسلم بن حجاج نیشاپوری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی صحیح میں اس حدیث کی نسبت فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک صحیح ہے۔

حدیث ۳: ترمذی اپنی جامع میں سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی: مَنْ مَضَى رَكْعَةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بَابَ الْقِرَامَتِ فَلَمْ يَصِلْ اِلَّا اَنْ يَكُونَ وِرَاءَ الْاِمَامَةِ یعنی جو کوئی رکعت سے سورہ فاتحہ کے پڑھنے اس کی نماز نہ ہوئی مگر جب امام کے پیچھے ہو۔ ہکذا امرواۃ مالک فی موطاء موقوفہ اسی طرح اس حدیث کو امام مالک نے موطا میں موقوفہ روایت کیا ہے۔ (ت) اور امام ابو جعفر احمد بن سلاطین راوی: رَمَعَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ نَعْمَ اَلْاَنْبَیَآءِ اِسْمَہُ رَاشِدَاتٍ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قرار دیا، واللہ تعالیٰ اعلم۔ حافظ ابو یونس ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ سیدنا امام اللہ مالک اللہ الذمہ سر لک اللہ کاشف اللہ امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوئی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن مقلدہ با حسان روایت فرماتے ہیں،

حدیث ۴: حدیثنا ابوالحسن موسیٰ بن ابی عائشۃ عن عبد اللہ بن شداد بن الیہاد عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ قال من مضى خلف الامام فان قراءۃ الامام لم یقرأ یعنی حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کا پڑھنا اس کا پڑھنا ہے۔

فقیر کہتا ہے یہ حدیث صحیح ہے رجال اس کے سب رجال صحاح ستہ ہیں ورواہ محمد ہکذا

سلف سنن النسائی "تأویل قولہ عز وجل واذا قرأ القرآن" / حدیث ۹۲۳ مطبوعہ المکتبۃ السلفیہ لاہور ۱۱۲/۱
سلف جامع الترمذی باب ما جاء فی ترک القراءۃ خلف الامام اذا جہرا بالقراءۃ مطبوعہ امین کمپنی دہلی ۴۲/۱
سلف مسند امام الاعظم کفایۃ قراءۃ الامام عامر مطبوعہ محمد کادخانہ تجارت کتب کراچی ص ۹۱

صرفوعاصی طریق آخر (اس کو امام محمد نے مرفوعاً و مری سند سے روایت کیا ہے۔ ت) حامل حدیث کا یہ ہے کہ مقتدی کو پڑھنے کی ضرورت نہیں امام کا پڑھنا اس کے لئے کفایت کرتا ہے۔ ہذا مروی عند محمد بن حماد اللہ تعالیٰ مختصراً و رواۃ الامام قاسمۃ اخری مستوحیاً (حدیث ۵) قال صلوا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا ناس فقر ارجل خلفہ فلما قضی الصلوۃ قال ایکم قرأ خلفی ثلاث مرات فقال ارجل انا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من خلف الامام فان قرأ الامام لم یقرأ قرآنہ فلا تدری مضمون یہ ہے کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھانی ایک شخص نے حضور کے پیچھے قرأت کی سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہو کر ارشاد فرمایا کسی نے میرے پیچھے پڑھا تھا، اگں بسبب خوف حضور کے خاموش ہو رہے، یہاں تک کہ تین بار بتکرار یہی استفسار فرمایا، آخر ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں نے۔ ارشاد ہوا کہ جو امام کے پیچھے ہو اس کے لئے امام کا پڑھنا کافی ہے۔

حدیث ۱۲۱ ابو حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن حماد بن ابی اسحاق عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ لم یقرأ خلف الامام الا فی المکعبین الاولین ولا فی غیرہما یعنی سیدنا جد امیر بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام کے پیچھے قرأت نہ کی۔ پہلی دو رکعتوں میں نہ ان کے طہر میں۔

فقیر کہتا ہے جد امیر بن مسعود اور کون جد امیر بن مسعود جو افاضل صحابہ و مومنین سابقین سے ہیں حضور سفر میں ہمراہ رکاب سعادت القصاب حضور رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رہتے اور بارگاہ نبوت میں بے اذن لپٹے جانا ان کے لئے جائز تھا بعض صحابہ فرماتے ہیں ہم نے راہ و روش سرور انبیاء علیہ التیۃ و الثناء جو پال ڈھال ابی مسعود کی مٹی پائی کسی کی نہ پائی، خود حضور اکرم الاولین و الآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں،

لے منہ الامام الاعظم کفایت قرأت الامام الاولین مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۶۱
لے الموطا للامام محمد باب القراءة فی الصلوۃ خلف الامام مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ص ۱۰۰
نوٹ، مجھے جد امیر بن مسعود کا تشہد مسند امام اعظم سے نہیں ملے اس لئے موطا امام محمد سے نقل کی ہے جو کتب میں آکر ہے الفاظ یہ ہیں لا یصلی اللہ بن مسعود کان لا یقرأ خلف الامام فیما یجہد فیہ و فیما یخافت فیہ فی الاولین و لا فی الاخرین و اذا صلی وحده قرأ فی الاولین بقائتہ الكتاب و سورۃ و لم یقر فی الاخرین شیئاً۔
نور محمد سعیدی

مرضیت کا معنی ما مرہی لہا ابن ام عبیدہ
کہتے لائق ما کہ لہا ابن ام عبدہ۔
میں نے اپنی امت کے لئے وہ پسند کیا جو عبد اللہ بن مسعود
اس کے لئے پسند کرے اور میں نے اپنی امت کے لئے
نا پسند کیا جو اس کے لئے عبد اللہ بن مسعود نا پسند کرے۔

گویا ان کی رائے حضورِ راہِ کی رائے اقدسی ہے۔ اور معلوم ہے کہ جناب ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مقتدی
ہوتے فاتحہ وغیرہ کچھ نہیں پڑھتے تھے اور ان کے سب شاگردوں کا یہی دتیرہ تھا۔

حدیث ۷: محمد بن موطا عن طریق سعید بن مسعود عن منصور بن المعتمر و قال
الشری ما منصور و هذا لفظ ابن عیینة عن منصور بن المعتمر عن ابی وائل قال سئل
عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النضر بن الحنفیة قال قلت لابی
الصلوة لعلک ینکح ذلک لایام خلاصہ یہ کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دربارہ قرأت
مقتدی سوال ہوا فرمایا خاموش رہا کہ نماز میں مشغولی ہے یعنی بیکار باتوں سے باز رہنا عنقریب تجھے اہل اس
کام کی کفایت کر دے گا یعنی نماز میں تجھے لا فائز باتیں دہانیں اور جب امام کی قرأت بعینہ اس کی قرأت
ٹھہرتی ہے تو پھر مقتدی کا خود قرأت کرنا محض لغو ناشائستہ ہے۔

فقیر کہتا ہے یہ حدیث اعلیٰ درجہ صحاح میں ہے اس کے سب رواۃ ائمہ کبار و رجال صالح ستہ ہیں۔
حدیث ۸: ما حدیث الامام عن ابن مسعود فوصلہ محمد بن احمد بن ابان بن صالح
القرشی عن حماد عن ابراہیم النخعی عن علقمة بن قیس ان عبد اللہ بن مسعود کان
لا یقرأ خلف الامام فیما یجہر و فیما ینہی فیہ فی الاولیین و لا فی الاخریین و اذا وصل
و حده قرأ فی الاولیین بھا تحۃ الکتاب و سورۃ و لہ یقرأ فی الاخریین شیتا حاصل یہ کہ حضرت
ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مقتدی ہوتے تو کسی نماز میں حمیرہ پڑھا یا سریرہ پڑھتے تھے نہ پہلی رکعتوں
میں نہ پہلی میں۔ ہاں جب تنہا ہوتے تو صرف پہلیوں میں الحمد و سورت پڑھتے۔

آخر ۱: ابو حنیفہ عن حماد عن ابراہیم انہ قال لہ یقرأ علقمة خلف الامام حوفا لا فیما
یجہر فیہ القرأۃ و لا فیما لا یجہر فیہ و لا قرأ فی الاخریین یا ما الکتاب و لا غیرہا خلف الامام

لے مجمع الزوائد باب ما جاز فی عبد اللہ بن مسعود
لے موطا امام محمد باب القرأۃ فی الصلوۃ خلف الامام
لے
مطبوعہ دار الکتاب بیروت
آفتاب عالم پریس لاہور
۲۹۰/۹
ص ۱۰۰
" " " " " " " "

ولا اصحاب عبد الله جميعا یعنی علقمہ بن قیس کہ بارہ تابعین و اعلاظم مجتہدین اور افضل علماء مدینہ نبویہ ابن مسعود ہیں امام کے پیچھے ایک حرف نہ پڑھتے پہلے جہر کی قرأت ہو چاہے آہستہ کی اور نہ پچھل رکعتوں میں غائظ پڑھتے اور نہ اور کچھ جب امام کے پیچھے ہوتے اور نہ کسی نے حضرت کے اصحاب عبد اللہ بن مسعود سے قرأت کی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اثر ۲ : محمد بن الموطا اخبارنا بکیر بن عامر ثنا ابراہیم التميمي عن حليمة بن قيس قال لاني اعلم على جملة احب الي من ان اقرا خلف الامام یعنی حضرت علقمہ بن قیس فرماتے ہیں البتہ آگ کی چٹکاری میں نہیں لینا مجھے اس سے زیادہ پیاری ہے کہ میں امام کے پیچھے قرأت کروں۔

اثر ۳ : محمد بن ايضاً اخبارنا اسراييل بن يونس ثنا منصور بن ابراهيم قال ان اول من قرا خلف الامام رجل اتهم يعني ابراهيم بن سعيد الغنوي نے کہ روئے سائے تابعین و ائمہ دین متین سے ہیں تھریٹ و نقابست ان کی آفتاب نیمروز سے فرمایا پچھلے جس شخص نے امام کے پیچھے پڑھا وہ ایک مرد متہم تھا۔ حاصل یہ کہ امام کے پیچھے قرأت ایک بدعت ہے جو ایک بے اعتبار آدمی نے احدث کی۔

فقیر کہتا ہے رجال اس حدیث کے رجال صحیح مسلم میں

حدیث ۹۱ امام مالک اپنی موطا میں انامہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں :
وهذا سباق مالك عن نافع ان عبد الله بن عمر رضي الله تعالى عنهما كان اذا سئل هل يقرأ احد خلف ادم قال اذا صلى احدكم خلفت الامام فحسبه قراءة الامام في اذا صلى وحده فليقرأ قال وكان عبد الله بن عمر رضي الله تعالى عنهما لا يقرأ خلف الامام. یعنی سیدنا ابن سیدنا عبد اللہ بن امیر المؤمنین عمر فاروق اہل علم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جب دوبارہ قرأت مقتدیہ سرال ہوتا فرماتے جب کوئی تم میں امام کے پیچھے نماز پڑھے تو اسے قرأت امام کافی ہے اور جب اکیلا پڑھے قوت نہ کرے۔

نافع کہتے ہیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خود امام کے پیچھے قرأت نہ کرتے۔ فقیر کہتا ہے

۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰																																																		

ہی خدا جہی خدا آجہ حاصل یہ کہ جس نے کوئی نماز بے فاتحہ پڑھی وہ ناقص ہے ناقص ہے ناقص ہے۔
 اس کا جواب بھی بعینہ مثل اول کے ہے نماز بے فاتحہ کا نقصان مسلم اور قرأتِ امام قرأتِ امام
 سے معنی۔ خلاصہ یہ کہ اس قسم کی احادیث اگرچہ کھول ہوں تھیں اس وقت بکار آمد ہوں گی جب ہمارے
 طور پر نماز مقتدی ہے اُمّ الکتاب رہتی ہو وہو ممنوع (اور یہ ممنوع ہے۔ ت) اور آخر حدیث میں
 قول حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اقرا بھا فی نفسک یا خاں ہی (اپنے دل میں پڑھ اسے
 فوری۔ ت) کہ شافعیہ اس سے بھی استناد کرتے ہیں فقیر تو فقی النبی اس سے ایک جواب حسن طویل
 الذیل رکھتا ہے جس کے ذکر کی یہاں گنجائش نہیں۔

تیسری دلیل حدیث جہادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ لا تفعلوا الا باہام القرآن
 امام کے پیچھے اور کچھ نہ پڑھو سوائے فاتحہ کے۔

آدھار یہ حدیث ضعیف ہے اُن صحیح حدیثوں کی جو ہم نے مسلم اور ترمذی و نسائی و مولائی امام مالک
 و موطائے امام محمد و غیرہ اصحاح و معتبرات سے نقل کیں کب مقاومت کر سکتی ہے، امام احمد بن حنبل و غیرہ
 حفاظ نے اس کی تضعیف کی، یحییٰ بن معین جیسے ناقد جن کی نسبت امام مہدوح نے فرمایا جس حدیث کو
 یحییٰ نہ پہچانے حدیث ہی نہیں ذراستے میں سنیں گے فاتحہ غیر محفوظ ہے،
 ثانیاً خود شافعیہ اس حدیث پر دو دہرے سے غل نہیں کرتے،

ایک یہ کہ اس میں ماورائے فاتحہ سے نہی ہے اور ان کے نزدیک مقتدی کو ضم سورت
 بھی جائز صریح ہے لامعاہ النووی فی شرح صحیح مسلم (امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں اس کی
 تصریح کی ہے۔ ت)

دوسرے یہ کہ حدیث مذکور جس طریق سے ابو داؤد نے روایت کی یا داؤد بلند منادی کہ مقتدی کو
 جہر آفاقہ پڑھنا روا اور یہ امر بالا جماع ممنوع صریح ہے الشیخ فی اللغات و فیئیدہ الکلام النووی
 فی الشیخ (شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لغات میں اس بات کی تصریح کی ہے اور امام نووی کا کلام

۱۶۹-۷۰/۱	مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی	باب وجوب قرأت الفاتحہ الخ	سلہ الصبح مسلم
۱۶۹/۱	"	"	"
۳۲۲/۵	دار الفکر بیروت	حدیث جہادہ بن صامت	سلہ مسند احمد بن حنبل
۳۱۸/۱	نشر السنۃ طہان	باب وجوب قرأت ام الکتاب الخ	سنن الدارقطنی

شرح میں بھی اس کا فائدہ دیتا ہے۔ (ت) پس جو حدیث خود اُن کے نزدیک متروک ہم پر اُس سے کس طرح احتجاج کرتے ہیں۔

باجملہ ہمارا مذہب مہذب بحمد اللہ صحیح کا فہم و دلائل و اقیہ سے ثابت، اور مخالفین کے پاس کوئی دلیل قاطع ایسی نہیں کہ اُسے معاذ اللہ باطل یا مضحکہ خیز کرے مگر اس زمانہ پُر فتن کے بعض جہال بے لگام جنوں نے ہونے نفس کو اپنا امام بنایا ہے اور انتظام اسلام کو درہم برہم کرنے کے لئے عقیدہ ائمہ کرام میں خدشات و ادبام پیدا کرتے ہیں جس ساز و سامان پر ائمہ مجتہدین حصہ فرما امام امامت حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عن مقلدین کی مخالفت اور جس بضاعت مزاجات پر ادعا ہے اجتہاد و فتاوت ہے عقلائے منصفین کو معلوم اصل مقصود ان کا اغوائے عوام ہے کہ وہ پیار سے قرآن و حدیث سے ناواقف ہیں جو ان دھیان خام کار نے کر دیا انہوں نے مان لیا اگرچہ خواص کی نظر میں یہ باتیں موجب ذلت و باعث فضیلت ہوں، اللہ سبحانہ و تعالیٰ وہاں شیطان نے مان پکھے، امین ہذا و اللہ اعلم و اھب العلوم العالمہ کل سر حکوم (اسے قبول فرما اور حقیقی علم اس ذات کے پاس ہے جو تمام علوم عطا فرمائے والا ہے اور تمام غنی رازوں سے واقف ہے۔ ت۔

۲۵۴ حکم کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو حافظ نماز میں اس طرح قرآن مجید پڑھتا ہو کہ نہ تو صحیح اعراب کا دیان رکھتا ہے اور نہ اوقات لازمہ پڑھتا ہے اور نہ منیٰ مع تسکیم کے صیغے ایسے ادا کرتا ہے کہ سامعین کو جمع نمونہ غائب کا شبہ ہوتا ہے اور اکثر جملہ حروف و کلمات بھی فرو گزشت ہو جاتے ہیں تو اس کے سننے میں کچھ ٹوٹاپ کی امید ہے یا بالکل نہیں اور نماز اس کی پیچھے درست ہے یا نہیں اور یہ عذر ترک جماعت کے لئے مقبول ہوگا یا نہیں یا وہ سری مسجد میں جماعت کے لئے جائز ضروری ہے یا صرف فرض جماعت سے ادا کرے باقی نماز مکان پر پڑھے جیسو اتو جبروا (بیان کرو اور اجر پاؤ۔ ت)

الجواب

خطائی اعراب یعنی حرکت، سکون، تشدید، تخفیف، قصر، مد کی غلطی میں علمائے متاخرین رحمہم تعالیٰ علیہم اجمعین کا فتویٰ قویہ ہے کہ علی الاطلاق اس سے نماز نہیں جاتی۔

فی الدار المختارہ رولۃ القاسری لوفی اعراب لا تقصد وان غیر المعنی بہ یفحق۔ برازیہ۔
در مختار میں ہے کہ قرأت کرنے والے کی غلطی اگر اعراب میں ہو تو نماز فاسد نہیں ہوگی اگرچہ اس سے معنی بدل جائے اسی پر فتویٰ ہے، برازیہ (ت)

رد المحتار میں ہے :

لا تقصد في الحلال و به يفتي بزازير و خلاصہ۔
ان تمام صورتوں میں نماز فاسد نہ ہوگی اور اسی
پر فتویٰ ہے بزازیر و خلاصہ (ت)

اگرچہ صما کے متقدمین و خود ان کے مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہم در صورت فساد معنی فساد نماز مانتے ہیں اور یہی
من حیث الدلیل اقویٰ اور اسی پر کمال احوط و اذری۔

في شرح منية الكبير هو الذي صرح به
الصحيحون و فرغوا عليه الفرج فاعل بما تختار
و الاحتياط اولي سبيحا في امر الصلوة ، لست
هل اول ما يحاسب العبد عليها (مختصا)

اور وقف و وصل کی غلطی کرتی چیزیں یہاں تک کہ اگر وقف لازم نہ پڑے مگر نماز نہ گئی۔
فتاویٰ عالمگیری میں ہے اگر قاری نے وہاں وصل

کے بعد دوبارہ وقف نہ کیا تو وہ اصحاب التماس
وصل بقولہ الدین یحسبون انہ یشرکون لا تقصد
تکذہ قلبیہ کذا فی الخلاصہ۔

تو نماز فاسد نہ ہوگی البتہ یہ غلط ہے۔ خلاصہ میں
اسی طرح ہے۔ (ت)

طیہ میں ہے :

صوم غیر واحد منهم صاحب الذخيرة
على ان الفتوى على عدم الفساد بكل حال
لا في مراعاة الوقف و الوصل و الابتداء

متعدد علماء جن میں صاحب ذخیرہ بھی ہے
اس بات کی تصریح کی ہے کہ ہر حال میں عدم فساد
پر فتویٰ ہے کیونکہ وقف و وصل اور ابتداء کی

رد المحتار باب ما يقصد الحلو
من فنية المستشرق في الأصل فاء من زلة القاري
من فناء في هدية الفصل الخامس في زلة القاري
مطبوعه مطبعة البابي مصر ۲۶۷/۱
مبہل اکیڈمی لاہور ص ۲۹۳
مطبوعه نورانی کتب خانہ پشاور ۸/

ایقاع الناس في الحرج خصوصاً في حق العوام
والحرج مد فوع شوعاً۔

یوں ہی ظہیر نامیں الف مسروح نہ ہونا مقصد نہیں۔

لما صرح به القنية ان من العرب يكسفي
من الالف بالفتح والياء بالكسرة والموا
بالضمه تقول اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مَكَانِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ قُلْتُ
وَعَلَيْهِ يَخْرُجُ مَا صرح به في القنية ان حذف
الياء من قل في تعالیٰ جد مہینا لا نفسہ
اتفاقاً۔

رعایت لازم کرنے سے لوگوں خصوصاً عوام پر تنگی
لازم آئے گی اور شرعاً تنگی مرفوع ہے۔ (ت)

کیونکہ قنیہ میں تصریح ہے کہ بعض عرب الف کے عوض
فتح، یاء کے عوض کسرہ اور واو کے عوض ضمہ پر
اکتفا کرتے ہیں جیسے تو کہے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ کی جگہ
اَعُوْذُ بِاللّٰهِ پڑھے۔ میں کہتا ہوں قنیہ کی تصریح سے
بھی یہی مستفاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد تعالیٰ جد
مہینا میں تعالیٰ کی یاء حذف کرنے سے بالاتفاق ناز
خاسد نہ ہوگی۔ (ت)

اسی طرح حروف و کلمات کا فرد گزاشت ہو جانا بھی دواماً موجب فساد نہیں ہوتا بلکہ اسی وقت
کہ تفسیر معنی کرنے کا ہوا ضابطہ الامتہ المتقد میں ملاحظہ اللہ تعالیٰ (جیسا کہ ائمہ متقدمین رحمہم اللہ
تعالیٰ کا مسئلہ ضابطہ ہے۔ ت)

بآئجلہ اگر حافظہ کو رے وہ خطائیں جو مسجد نمازیں، اربع نہیں ہوتیں تو نماز اس کے پیچھے درست،
اور ترک جماعت کے لئے یہ حذر نا مسروح، اور اگر نطایا سے مضبوط صادر ہوتے ہیں تو بیشک وہ نماز نمازی
نہیں، نہ دیان ثواب کی گنجائش بلکہ حیا ذی اللہ عکس کا خوف ہے نہ اہل محلہ کو دوسری مسجد میں جانے کی حاجت
کہ یہی مسجد جو ان پر حق رکھتی ہے ہنوز محتاج نماز جماعت ہے، نماز خاسد کا تو قدم و وجود شرعاً یکساں،
پس اگر ممکن ہو تو دوبارہ جماعت وہیں قائم کہے ورنہ آپ ہی مسجد میں تنہا پڑھ لے کہ حق مسجد ادا ہو،

كما اعادة في الفتاوى الثمانية وفيها ايضاً مؤد
بمسجد لا يحضر مسجد واحد قالوا
يوذنت هو ويقيم ويصلي وحده
والله احب من ان يصلي
جیسا کہ فتاویٰ خانیہ میں اس کا افادہ کیا ہے اور اس
میں یہ بھی ہے کہ کسی ایسی مسجد کا مؤذن جہاں کوئی
اور نمازی نہیں آتا تو مؤذن اذان دے، بکبیر کہے اور
تنہا نماز ادا کرے، اور یہ اس کے لئے دوسری

سہ حلیہ
سہ قنیہ

باب فی حذف الحرف والزيادة

مطبوعہ مشرقیہ بالمہاندیہ

فی مسجد آخری

مسجد میں نماز ادا کرنے سے بہتر ہے دت

اور اگر یہ صورت ہو کہ حافظہ کو فرضوں میں قرآن مجید صحیح پڑھنا ہے اور خطایا سے مفید صرف تراویح تراویح میں بوجہ غفلت و بے احتیاطی واقع ہوتی ہیں تو فرض میں اس کی اقتدا کرے تراویح میں وہی حکم ہے ورنہ در صورت فساد فرضوں میں بھی اقتدار درست نہیں کمالا یحییٰ (جیسا کہ ظاہر ہے۔ ت۔ واللہ تعالیٰ اعلم)

مسئلہ ۵۵۵ ۴ روایت الاقرء ۱۳۰۰

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر امام یا منفرد تیسری یا چوتھی رکعت میں کچھ قرأت جہر سے پڑھ جائے تو سجدہ سہو واجب ہو گا یا نہیں؟ جہنوا تو جروا۔

الجواب

اگر امام ان رکعتوں میں جن میں آہستہ پڑھنا واجب ہے جیسے ظہر و عصر کی سب رکعات اور عشاء کی پہلی دو اور مغرب کی تیسری اتنا قرآن عظیم جس سے فرض قرأت ادا ہوئے (اور وہ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب میں ایک آیت ہے) قبول کرنا اور پڑھ جائیگا تو بلا مشبہ سجدہ سہو واجب ہو گا، اگر بلا مذہب تیسری سجدہ نہ کیا یا اس قدر قصد آباد پڑھا تو نماز کا پھیرنا واجب ہے اور اگر اس مقدار سے کم مثلاً ایک آدھ کلمہ یا اربینہ جل جلالہ آہستہ پڑھا تو جہر میں کچھ حرج نہیں۔ رد المحتار میں ہے،

الاسرار یجب علی الامام والمنفرد حیثما یسوفیہ وهو صلوة الظهر والعصر والثالثة من المغرب والاخريان من العشاء وصلوة الکسوف والاستسقاء کما فی البحر الرقعی۔

سری نمازوں میں امام اور منفرد دونوں پر اسرار (سرا قرأت) واجب ہے اور وہ نماز ظہر، عصر، مغرب کی تیسری رکعت، عشاء کی آخری دو رکعات، نماز کسوف اور نماز استسقاء ہیں۔ جیسا کہ بحر میں ہے الخ (دت)

در مختار میں ہے،

تجب سجدة ثان بترك واجب سہو كالظہر فیما یخاف فیہ وعكسہ والاصح تقدیرہ بقدر ما تجوش بہ العتلة

سہو ترک واجب سے دو سجدہ سے لازم آتے ہیں مثلاً سری نماز میں جہراً قرأت کر لے یا اس کا عکس اور اصح یہی ہے کہ دونوں صورتوں میں اتنی قرأت

فی الفصلین آٹھ ملخصاً۔

سے سجدہ لازم ہو جائے گا جس سے نماز ادا ہو جاتی
ہو اور ملخصاً۔ (ت)

غزیر میں ہے،

صحیح ظاہر روایت ہے اور وہ اتنی مقدار ہے کہ اس کے
ساتھ نماز بغیر کسی تفریق کے جائز ہو جائے کیونکہ سر کی
جگہ جہر قلیل معاف ہے (ت)

الصحيح ظاهر الرواية وهو التقدير بان تجوز
به الصلوة من غير تفرقة لان اقليل من
الجهر في موضع الصلوة عفو عنه۔

حاشیہ شامی میں ہے،

اس کو ہایہ، کح، جبین اور غیر میں صحیح کہا ہے (ت)
اور اس میں تفصیل لکھ کر ہے۔ (ت)

صححه في الهداية والفتح والتبيين
الصنية آت وتعامه فيه۔

تشریح انصار میں ہے،

فمن القراءة آية على المذهب (مذہب مختار کے مطابق ایک آیت

کی قرأت فرض ہے۔ ت)

بحر الرائق وعلکیری میں ہے،

عمدہ ترک وابتی، سجدہ سہو واجب نہیں کیونکہ اس کے
نقصان کو پورا کرنے کے لئے نماز کا اعادہ ضروری ہے

لا يجب السجود في العمود ولا يجب
جبر لنقصانه۔

یہ حکم امام کا ہے اور منفرد کے لئے بھی زیادہ احتیاط اسی میں ہے کہ اس فعل سے عذاب کے اور سہو واقع
ہو تو سجدہ کرے۔

یہ حکم امام کا ہے اور منفرد کے لئے بھی زیادہ احتیاط اسی میں ہے کہ اس فعل سے عذاب کے اور سہو واقع
ہو تو سجدہ کرے۔

اور یہ اس لئے ہے کیونکہ اس میں علل کا شدید اعتقاد
ہے بعض منفرد پھر پھر نمازیں سر آقرا کے واجب قرار
نہیں دیتے جیسا کہ جہری نمازیں بالاتفاق جہراً

وذلك لان علل اختلفوا فيه، اختلافا
شدیدا فمتنهم من لم يوجب عليه
الاسرار فيما يسركما لا يجب عليه

۱۰۲/۱	مطبوعہ مجتہاتی دہلی	باب سجدہ السہو	ملہ در مختار
۴۵۸ ص	مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور	فصل فی سجدہ السہو	ملہ غنیۃ المستملی شرح غنیۃ المصلی
۵۴۸/۱	مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر	باب سجدہ السہو	ملہ رد المحتار
۸۰/۱	مطبوعہ مجتہاتی دہلی	فصل یجبر الامام	ملہ در مختار
۱۲۶/۱	مطبوعہ کتب خانہ پشاور	ابواب الثانی عشر فی سجدہ السہو	ملہ فتاویٰ ہندیہ

البحر فیما یجهر بالاتفاق وعلیه مشی
فی الهدایة والمحیط والتاسر خانیتا
وغیرها ونص فی النہایة والكفایة و
العنایة ومصارج الدرایة وغیرها من
شروح الهدایة والذخیرة وجامع الرموز
شرح النقایة وفی کتب اخر یطول عددها انه
هو ظاهر السوایة والذخیرة سوایة
النوادر ومنهم من جعله فیما یسرک لادام
به حزم فی الحلیة والمنیة والبحر والنهر
والمنع والملتی الا بحر والیه اشار فی
کنز الدقائق ونور الایضاح وصححه
فی البدائع والتبیین والفتح والدرر
والهندیة وقال فی البحر والدرر
المذهب یظهر کل ذلك بالمرآة للبعض
الی سرد المحت مر ولعنه الخرائی ماسیحا
من الاسف مر فكان الاحوط ما قلنا والله
تعالی اعلم۔

قرأت لازم نہیں، اور یہی ہدایہ، محیط اور تاسر خانہ
وغیرہ میں ہے۔ ہدایہ کی شروح نہایت، کفایت،
عنایت اور مستدرج الدرایہ وغیرہ میں
اور ذخیرہ اور جامع الرموز شرح النقایہ اور دیگر
کتب جن کا شمار طویل ہے
میں اسے طلب ہر الروایہ کہا ہے اور اس کے
مخالفت روایت کو نادر الروایہ کہا ہے اور بعض
نے سری ناز میں منع ذکر امام کی طرح قرار دیا ہے
علیہ، غیہ، بحر، نھر، منج اور ملتی الذکر میں
اسی پر حرم ہے، کنز الدقائق اور نور الایضاح
میں بھی اسی طرف اشارہ ہے۔ بدائع، تبیین،
فتح، درر اور ہندیہ میں اسی کو صحیح قرار دیا گیا ہے
تو اور در میں ہے کہ مذہب یہی ہے۔ اس
مذکورہ گفتگو کا بعض حصہ رد المحتار سے واضح
ہے اور دوسرا حصہ دیگر معتبر کتب سے جن کا
نام ہم نے ذکر کیا ہے پس اوطا وہی ہے جو ہم
نے بیان کیا، واللہ تعالی اعلم (ت)

مسئلہ مستورہ جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب دوم جمادی الاولی ۱۳۰۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص جسے لوگوں نے مسجد جامع کا امام معین
کیا ہے بعد وجہات میں گروہ مسلمین کی امامت کرتا ہے اور سورہ فاتحہ شریفین میں بجائے الحمد والرحمن و
الرحیم کے الحمد والرحمن والرحیم پڑھتا ہے، ایسے شخص کو امام بنانا جائز ہے یا نہیں اور
اس کے پیچھے نماز درست ہوتی ہے یا نہیں؟ یندوا تو جروا۔

الجواب

اُسے امام بنانا ہرگز جائز نہیں اور نماز اس کے پیچھے نا درست کہ اگر وہ شخص ح کے ادا پر
بالفعل قادر ہے اور باوجود اس کے اپنی بے خیالی یا بے پروائی سے صحت مذکورہ میں ہرگز پڑھتا ہے

تو خود اس کی نماز عاصد باطل، اوروں کی اس کے پیچھے کیا ہو سکے، اور اگر بالفصل ح پر قادر نہیں اور سیکھے پر جان لڑا کر کوشش نہ کی تو بھی خود اس کی نماز محض اکارت، اور اس کے پیچھے ہر شخص کی باطل، اور اگر ایک ناکافی زمانہ تک کوشش کر چکا پھر چھوڑ دی جب بھی خود اس کی نماز پڑھی بے پڑھی سب ایک سی، اور اس کے صدقہ میں سب کی گئی، اور برابر صدقہ کی کوشش کے جاتا ہے مگر کسی طرح ح نہیں نکلتی تو اس کا حکم مثل اُتی کے ہے کہ اگر کسی صحیح پڑھنے والے کے پیچھے نماز مل سکے اور اقتداء نہ کرے بلکہ تنہا پڑھے تو بھی اس کی نماز باطل، پھر امام ہو نا تو دوسرا دور ہے، اور پر ظاہر ہے کہ اگر بالفرض عام جماعتوں میں کوئی درست خواں نہ ملے تو جمعہ میں تو قطعاً ہر طرح کے بندگان خدا موجود ہوتے ہیں پھر اس کا ان کی اقتداء نہ کرنا اور آپ امام ہونا خود اس کی نماز کا باطل ہونا اور جب اس کی گئی سب کی گئی۔

بہر حال ثابت ہوا کہ نہ اس شخص کی اپنی نماز ہوتی ہے نہ اس کے پیچھے کسی اور کی، تو ایسے کو امام بنانا حرام، اور ان سب مسلمانوں کی نماز کا وبال آپہ سر لیتا ہے والیاء باللہ تعالیٰ البتہ اگر ایسا ہو کہ تا حد ادنیٰ امید کہ یہ شخص ہمیشہ ہمیشہ برابر ات دن تقیم صرف میں کوشش بلینے کے جائے اور باوصف بقائے امید واقعی محض طول مدت سے گھبرا کر نہ چھوڑے اور واجب الحمد شریف کے سوا اول نماز سے آخر تک کوئی آیت یا سورۃ یا ذکر وغیرہ اصلاً ایسی چیز مگر پڑھے جس میں ح آتی اور اسے ہٹ پڑھنے سے نہ زجاتی ہو بلکہ قرآن مجید کی دو سو تیس احتیاد کرے جن میں ح نہیں جیسے سورۃ کافرون و سورۃ ناس اور ثنا و تسبیحات رکوع و سجود و تشہد و درود وغیرہ کے کلمات میں جن میں ایسی ح آتی ہے اُن کے مرادفات و مقامات سے بدلے مثلاً بجائے سبحانک اللہم و بحمدک لک اللہم مثلیا عذیت و علیٰ هذا القیاس اور اسے کوئی شخص صحیح خواں ایسا نہ ملے جس کی اقتداء کرے اور جماعت بھر کے سب لوگ اسی کی طرح ح کو ہٹ پڑھنے والے ہوں تو البتہ جب تک کوشش کرتا رہے گا اس کی بھی صحیح ہوگی اور اُن سب اس کے مانندوں کی بھی اس کے پیچھے صحیح ہوگی اور جس دن باوصف تنگ آکر کوشش چھوڑی یا صحیح القراءۃ کی اقتداء ملتے ہوئے تنہا پڑھی یا امامت کی اُسی دن اس کی بھی باطل، اور اس کے پیچھے سب کی باطل، اور جبکہ معلوم ہے کہ یہ شرائط متحقق نہیں تو حکم وہی ہے کہ جمعہ وغیرہ کسی میں نہ اس کی نماز درست نہ اس کے پیچھے کسی کی درست۔ یہ جو کچھ مذکور ہوا یہی صحیح ہے یہی راجح یہی مختار یہی مفتی بہ اسی پر عمل اسی پر اعتماد و تلقہ ایہ دی الی سبیل الرشاد۔

در مختار میں ہے،

لا یصح اقتداء غیر اللشغ بہ و حرم غیر قتلے کی اقتداء قتلے کے پیچھے درست نہیں (الشم اس

العلیٰ وابن الشحنة انه بعد بذل جهده
دائما حقا كالأمر فلا يؤمر الا مشله ولا تعمر
صلواته اذا امكنه الاقتداء بمن يحسنه
او تركه جهده او وجد قدر الغرض مما
لا يشغ فيه هذا هو الصحيح المختار في
حكمه الا لشغ وكذا من لا يقدر على التلفظ
بالحرف من الحروف اده ملقطا .

ہن کے پڑھ سکتا ہے ان صورتوں میں کسی نماز درست نہ ہوگی۔ توتے کے متعلق یہی مختار اور صحیح حکم ہے اور اسی
طرح اس شخص کا بھی یہی حکم ہے جو حروف تہجی میں سے کوئی حرف نہ بول سکے یعنی صحیح تلفظ پر قادر نہ ہو اور لفظاً
فتاویٰ محقق علامہ ابو جہد محمد بن عبد اللہ غزنی ترمذی میں ہے ،

الراجع المصنفی بد عدم صحة امامة
الانشاء لغيره ^ت
رد المحتار میں ہے ،

من لا يقدر على التلفظ بالحرف من الحروف
كالرهنن الرحيم واليشتان الرحيم و
الآلمين و اياك نابذ و اياك نستعين السوات
انقضت فكل ذلك حكمه ما مر من بذل
الجهن دائما والا فلا تصح الصلوة بيه
ملخصها -

انقضت پڑھتا ہے ، ان تمام صورتوں میں اگر کوئی ہمیشہ درست ادائیگی کی کوشش کے باوجود ایسا کرتا ہے
تو نماز درست ہوگی ورنہ نماز درست نہ ہوگی ۔ ملخصاً ۔ (دت)

۸۵/۱	مطبوعہ مجتہائی دہلی	باب الامامة	سلسلہ در مختار
۴۳۰/۱	مصحف ابیانی مصر	مطلب فی التلغ	سلسلہ رد المحتار بحوالہ فتاویٰ امام غزنی
۴۳۱/۱	" "	" "	سلسلہ

حاشیہ لمطالعہ میں زیر قولہ بذل جہدۃ دانشا ہے ،

قوله دانشا ای اناء اللیل و اطراف النهار
کما صرحن القهستانیؒ

ان کے قول دانشا کا مطلب یہ ہے کہ وہ رات کے

حقول اور دن کے اطراف میں بھرپور کوشش کرے

جیسا کہ قہستانی کے حوالے سے گزرا۔ (ت)

رد المحتار میں ہے ،

قوله دانشا ای فی اناء اللیل و اطراف

النهار فسادا مرفی التصحیح و التعلم

ولم یقتد رعلیہ فصلاتہ جائزۃ و

ان ترک جہدۃ فصلاتہ فاسدۃ کما فی

المحیط وغیرہ قال فی الذخیرۃ و انه

مشکل عندی لان ما کان خلقۃ فالجہد

لا یقتد رعلی تغیرہ اھ و تمامہ فی شرح

المنیۃؒ

غنیہ میں ہے ،

قال صاحب المحیط المختار للفتویٰ انه

ان ترک جہدۃ فی بعض عمرہ لا یسعه ان

یتروک فی باقی عمرہ ولو ترک قصد صلواتہ

قال صاحب الذخیرۃ اھ مشکل عندی الا

و ذکر فی فتاویٰ الحبیۃ ما یوافق المحیط

فانہ قال حل جواب الفتاویٰ الحسامیۃ

ماداموا فی التصحیح و التعلم باللیل

لہ حاشیہ الطحاوی علی الدر المنیر باب الامارۃ

لہ رد المحتار مطلب فی الاشیخ

مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت

مصحف البانی مصر

۲۵۱/۱

۴۳۱/۱

17

17

شرط کے متقنی کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ
خزانہ الکمل میں فتاویٰ ابو الیث سے نقل کرتے
ہوئے کہا اگر نمازی نے الحمد للہ یا کل هو اللہ
احد پڑھ لیا تو جائز ہے بشرطیکہ وہ اس کے غیر پر
قادرت ہو یا اس کی زبان میں رکاوٹ (کنت)
ہو۔ فقیر (ابو الیث) نے کہا اگر اس کی زبان میں
رکاوٹ (کنت) نہ تھی لیکن اس کی زبان پر یہ چیز
ان خود جاری ہو گئی تو نماز فاسد نہیں ہوگی انتہی پس انہوں نے یہ شرط ذکر نہیں کی اگرچہ اس کے بعد والی
ابو یحییٰ بن یوسف اور حسین بن مطیع کے حوالے سے ذکر کی ہے۔ (ت)

فی خزائنة الکمل فی سیاق النقل عن فتاوی
ابی الیث لو قال الحمد لله او کل هو الله احد
جانراذ لم یقعد علی غیر ذلک او بسانه عقلة
قال انقیه فان لم تکن بسانه عقلة وکنت
جری علی سانه ذلک لا یفسد انتهی قلویذکر
هذا الشرط وان کان بعد ذلک ذکره عمت
ابو اھیم بن یوسف و المحسین بن مطیع۔

از خود جاری ہو گئی تو نماز فاسد نہیں ہوگی انتہی پس انہوں نے یہ شرط ذکر نہیں کی اگرچہ اس کے بعد والی
ابو یحییٰ بن یوسف اور حسین بن مطیع کے حوالے سے ذکر کی ہے۔ (ت)

ابھی آپ نے پڑھا کہ اس شخص کے لئے کوشش کرنے
کی شرط لگانا مناسب نہیں جس میں وہ چیز خلعت
(قطرہ) ہو یا ایسے مایہ کی وجہ سے ہو جو عادت
ذاتی نہیں ہوتا۔ (ت)

قد مضی انفاذہ لایستعی اشتراطہ الاجتہاد
فی ذلک لمن ہو فیہ خلعة او لہ امرض لیس
مما یزول عادتاً۔

طحاوی حاشیہ مراقی الفلاح میں ہے :

کلام ابن امیر الحاج یفید ان هذا الشرط فیہ
خلاف والا حکثر لم یذکر لان فیہ حرجا
عظیما اذ اقول و رأیتنی کتبت علی ہامش
حاشیتہ علی المراق ما نصہ اقول مرجا کان
خلعة یتبدل بالثکف و رب ما لا یتوقم یا ق
الجمہد فیہ بالفرج ، و لعل القول الفصل

ابن امیر الحکام کے کلام سے پتا چلتا ہے کہ اس شرط
میں اختلاف ہے اور اکثر علماء نے اس کا ذکر
نہیں کیا کیونکہ اس میں حرج عظیم ہے احد میں کتابوں
مجھے یاد آ رہا ہے کہ مراقی الفلاح پر طحاوی کے حاشیہ
پر میں نے حاشیہ لکھا ہے جہاں بت یہ ہے میں کتابوں
بعض قدر ایسا ہوتا ہے کہ جو چیز خلعت و قطرہ ہو اسے

سہ علیہ التحلی شرح نیاہ لصلی

سہ ایضاً

سہ حاشیہ الطحاوی علی مراقی الفلاح باب الامتہ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی ص ۱۵۸

ایجاب الجہد ما کان یجی العلم ولو سراجاً
 ضعیفاً ، فاذا ائیس تحقیقاتہا وسعہ الدلہ
 لا یكلف الله نفساً الا و سہا و فیہ رعایۃ
 الجاہلین و یؤید عدم اشتراط اداۃ
 الجہد ما فی بحیۃ عن خزائۃ الاکمل ادا
 قرأ مکان الفاء صداد او مکان الفاء ضا
 فقال القاضي المحسن الا حسن یقال ان
 تعمد ذلك یبطل ہلوتہ عالما کانت او
 جاہلا وان جاری علی لسانہ اولہ یکن یمیز
 بین الحر و بین فظن انہ ادى الکلمۃ کما صح
 جائزۃ صلاتہ و هو قول محمد بن حاتم
 و بہ کان یفتی الشیخ اسمعیل الزاہد لان
 السنۃ الاکرام و اہل السواد و لا تراث
 غیرہ ثلث فی مخارج ہذا الحروف و قلب
 ذلک حرج عظیم و انظہر ان ہذا الجمیل
 ما فی جمیع الفتاوی اھ یا ختصار ، فقد
 عذرہم لجهزہم و لم یلزمہم اداۃ جہد
 و لن تنبعت فہلک تجد شواہد بوضوح
 و کثر و الله یحب الیسر و یقبل العذر و هو
 سببہ و قد فی العلم۔

متکلفہ لا جا سکتا ہے بعض غیر متوقع چیزوں کو آسانی سے کہا لایا جاسکتا
 شاید قول فیصل یہ ہو کہ اس وقت تک کوشش واجب
 ہے جب تعلم کے ذریعے تبدیلی کی امید ہو اگرچہ ضعیف
 سی امید ہی سی ، اور جب یقیناً ناامیدی ہو جاتے
 تو اب ترک کی گنجائش کا نہ ہونا زیادتی ہے ، اللہ تعالیٰ
 کسی ذات کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں
 دیتا ، اور اس میں جاہلین کی رعایت ہے اور دائمی
 طور پر کوشش کا واجب نہ ہونا بھی اس کی تائید کرتا
 ہے ۔ حلیہ میں خزائۃ الاکمل کے حوالے سے ہے کہ ظاہر
 کی جگہ ضا دیا ضا د کی جگہ ظا پڑھا تو قاضی محسن نے
 کہا ہے کہ احسن یہ ہے کہ اگر ایسا عہد کیا ہے تو کہا
 جائے نماز مطلق ہو گئی خواہ وہ شخص عام ہو یا جاہل
 اور اگر بدن پر خود جاری ہو گیا یا وہ اپنی دونوں طرف
 کے درمیان اختیار نہیں کر سکتا کہ وہ بگھر رہا ہے کہ کہ
 اسی طرح ادا ہو گیا ہے جس طرح ہونا چاہئے تھا تو
 اس کی نماز درست ہو گی ، اور یہی محمد بن مقاتل کا
 قول ہے ، اور اسی پر شیخ اسمعیل الزاہد نے فتویٰ جاری
 کیا ، کیونکہ کرد ، اہل سواد (عراق) اور ترک لوگوں کی
 زبانیں ان حروف کے مخارج کی صحیح ادائیگی نہیں
 کر سکتیں ، اور اس میں حرج عظیم ہے اور ظاہر یہ
 ہے کہ یہ تمام فتاویٰ کے بیان کا اجمال ہے اور مختصر آپس ان کو ججز کے پیش نظر مندرگردانا اور ان پر دائمی کوشش
 لازم نہیں کی ، اگر آپ محنت سے تلاش کریں گے تو بہت اسکے شواہد آپ کو مل جائیں گے ۔ اللہ تعالیٰ
 آسانی کو پسند کرتا ہے اور عذر قبول فرماتا ہے ، اور وہ پاک ذات ہی سب سے زیادہ جانتے والی ہے ۔ (ت)

صغیری میں ہے :

لو قرأ الحمد لله بالهاء مكان الحاء المحكم
فيه كالحكم في الاشارة على ما ياتي قريباً اهـ
ملحوظاً۔

پھر فرمایا :

المحتار في حكمه انه يجب علي من بذل الجهد
والثاني تصحيح لسانه ولا يعذر في تركه وان
كان لا ينطق لسانه فان لم يجد آية ليس
فيها ذلك الحرف الذي لا يحسنه تجوز
صلاته به ولا يؤم غيره فهو بمنزلة الامي
في حق من يحسن ما يجزئ هو عنه واذا امكنه
اقتداً بما يحسنه لا يجوز صلته منفرداً
وان وجد قدر ما تجوز به الصلاة بما ليس
فيه ذلك الحرف الذي يجزئ عنه لا تجوز صلته
مع قرأاً ذلك الحرف لانه جواز صلته
مع التلحظ بذلك الحرف ضروري فينعدم
بانعدام الضرورة هذا هو الصحيح في
حكم الاشارة ومن يصدقه صحت تقدم
انفاؤه

نماز کا دہر دہی نہ ہو گا۔ تو تے اور اس جیسے شخص کے لئے یہی حکم ہے اور یہی صحیح ہے۔ (ت)

دوا الجیر میں ہے :

ان كان يمكنه ان يتخذ من القرأت

اگر کوئی حاء کی جگہ ہائے کہتے ہوئے الحمد لله
پڑھے تو اس کا حکم تو تے کے حکم کی طرح ہے جیسا کہ
عنقریب آئے گا اور خلاصاً (ت)

حقاری میں ہے کہ اس پر صحیح زبان کے لئے ہمیشہ کوشش
کرنا ضروری ہے اور اس کے ترک پر معذور نہیں
سمجھا جائے گا اگرچہ اس کی زبان کا اجزاء درست نہ ہو
پس اگر وہ ایسی آیت نہیں، تا جس میں ایسا حرف نہ ہو
جس کو وہ اپنی طرح ادا نہیں کر سکتا تو اب اس کی
نماز اس آیت سے درست ہوگی البتہ وہ غیر کی
امامت ذکر وائے پس وہ صحیح ادا کیلئے کرنے والے
کے حق میں ان کی طرح ہو گا اس آیت میں جس سے
عاجز ہے اور جب مذکورہ شخص کو ایسے آدمی کی اقتدا
تھیں ہو جو صحیح ادا کر سکتا ہے، تو اس کی تنہا نماز
نہ ہوگی اور اگر وہ ایسی آیت پر قاصر ہے جس میں مذکورہ
حرف نہیں تو اس حرف والی آیت پڑھنے کی وجہ سے
نماز نہ ہوگی کیونکہ اس حرف کا درست پڑھنا نماز
کے لئے ضروری تھا جب وہ تعاضلاً معہوم ہے تو

اگر تو تے کے لئے قرآن مجید کے دیگر مقامات سے

آیات میں فیہا تملک الحروف یتخذ الا فاتیحة
الکتاب فانہ لا یمدح قرأتها فی الصلوة انتہی
اقول ولا منشأ لاستثناء العاتحة الا لاختلاف
فی مرکبیتہا فیتراوی فی تفسیر ذلک فی الکتاب
بالاولیین حتی لو قرأ فی اخرین فسدت
واللہ تعالی اعلم۔

آیات کا پڑھنا ممکن ہوجن میں ایسے حروف نہیں تو وہ
انہیں پڑھ لے ماسوا فاتیحہ کے، کیونکہ اس کی قرأت
نماز میں ترک نہیں کی جاسکتی انتہی۔ میں کہتا ہوں یہاں
فاتحہ کا استثناء اس لئے ہے کہ اس کی رکبیت میں
اختلاف ہے۔ پس مجھ پر یہ بات واضح ہوتی ہے کہ
کہ اسے فرض کی امتدائی دو رکعتوں کے سب تو مقید

کرنا ضروری ہے حتی کہ اگر آخری دو رکعتوں میں پڑھے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۴۵۷ از سہرام مرشد مولوی محمد نور صاحب ولایتی ۱۳۰۹ھ

غلام فتویٰ مرشد مولوی صاحب مذکور کہ بہر تصدیق نزد فقیرہ آید

ماہرین شریعت پر پیشیہ نہ ہے کہ ضاد کا شُبہ الصوت ہونا ساتھ ظا سے مجھ کے جملہ کتب تفسیر وفقہ
و صرف و تجوید سے ثابت ہے کہ بخلاف دال کے کہ ضاد اور دال میں سات صفتوں کا فرق ہے اور قاعدہ کلیہ
جملہ کتب فقہیہ کا یہ ہے کہ جن دونوں حروف میں فرق باسانی ممکن ہے اُس کے بدل جانے سے نماز فاسد ہوتی ہے
اور اگر فرق دو حرف میں مشکل ہے تو اکثر کا مذہب یہ ہے کہ نماز فاسد نہیں ہوتی اور یہی مذہب متاخرین کا
مستدل و پسندیدہ ہے اور مذہب متقدمین کا یہ ہے کہ ضاد کے ظا پڑھنے سے بھی نماز فاسد ہوتی ہے پس لفظ
ولا الضالین کی جگہ والین پڑھنے سے سب کے نزدیک نماز فاسد ہوتی ہے اور ظا پڑھنے سے اکثر کے
ز نزدیک فاسد نہیں ہوتی اور اسی پر فتویٰ ہے۔ حاصل یہ کہ جس شخص سے مخرج ضاد کا نہ آوے وہ ظا پڑھے
هذا الحق والصواب تر مسلموں کو چاہئے کہ بہت جلد اس کے عامل ہوجائیں واللہ اعلم بالصواب
فی الواقعہ مذہب متاخرین ضاد کی جگہ ظا پڑھے گا یا ذال نماز فاسد نہ ہوگی واللہ اعلم

ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنوی

الجواب

اللہم ھدایۃ الحق والصواب۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس قدر تجویز جس کے باعث حرف کو حرف سے امتیاز تو نہیں و تبدیل سے احتراز حاصل ہو و اجبات
میں فیہ و اہم مہمات وغیرہ سے آدمی پر صحیح مخارج میں سہمی تام اور ہر حرف میں اُس کے مخرج سے ٹھیک ادا کیے گا

قصہ و اہتمام لازم کہ قرآن مطابقی ما انزل اللہ تعالیٰ پڑھنے نہ معاذ اللہ بدعت و بے پروائی کہ آج کل کے عوام
ملکہ یہاں کے کثیر بلکہ اکثر خواص نے اپنا شمار کر لیا، فقیر نے بگویش خود بعض مولوی صاحبوں کو پڑھتے سنا نقل ہوا اللہ
اھد ما لکد نہ ہرگز اللہ اھد نے اھد فرمایا نہ امین وحی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اھد پہنچایا نہ صاحب قرآن
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اھد پڑھایا، پھر اسے قرآن کیونکر کہا جائے فان اللہ وانا الیہ راجعون عاشا فتویٰ
مٹاخرین پروا نہیے پروائی نہیں، یاد صحت قدرت تعلیم تعلیم نہ کرنا اور براہ سہل انگاری غلط نوائی قرآن پڑھنا و تہادی
رہنا کون ہائز رکھے گا، اتعاق شریف میں ہے:

من المهمات تجوید القرآن وهو إعطاء
الحروف حقوقها ورد الحروف الى مخارج
واحد ولا شك ان الامة كلها متجدون
بفهم معاني القرآن واقامة حدودهم
متجدون بتصحيح الفاظه واقامة
حقوقه على الصفة المتفق عليها عند القراءة
المتصلة بالحقبة النسيوية وقد علم
القراءة لغير تجوید لخصا۔
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے، اور علماء نے تجوید کے بغیر قرآن پڑھنے کو غلط پڑھنا قرار دیا ہے (ت)
اور احسن الفتاویٰ فتاویٰ بزازیرہ وغیرہ میں ہے، ان اللحن حرام ہلا خلافت غلط پڑھنا
بالجماع حرام ہے۔

ولذا ائمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ آدمی سے اگر کوئی حرف غلط ادا ہوتا ہو تو اس کی تصحیح و تعلم میں
اس پر کوشش واجب بلکہ بہت علانیے اس سعی کی کوئی حد مقرر نہ کی اور حکم دیا کہ ہر بھر روز و شب ہمیشہ جسد
بکے جائے کسی اس کے ترک میں معذور نہ ہوگا علامہ ابراہیم علیہ غنیہ میں فرماتے ہیں،
يجب عليه بذل الجهد دائما في
تصحيح لسانه ولا يعذر في
رہنا ضروری ہے ترک کی صورت میں معذور نہیں

سے اتعاق فی علوم القرآن الفصل الثانی من المهمات تجوید القرآن مطبوعہ معیطفے ابا بی مصر ۱۰۰/۱
لکھنؤی بزازیرہ علی حاشیۃ الفتاویٰ الہندیۃ الثانی فی العبادۃ من کتاب الکواہیۃ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۲۵۴/۹

ترکہ

بجایا جائے گا (یعنی اس میں جہد کو ترک کرنا قابلِ عقاب نہیں)

تہستانی و طحاوی وغیرہ میں ہے :

قولہ دائماً ایاماء اللیل واطراف النہار

دائماً سے رات کا کچھ حصہ اور دن کے اطراف

مراد ہیں۔ (ت)

اسی طرح اہل کتب کثیرہ میں ہے، تو کیونکر جائز کہ جہد و سعی بالاسئے طاق سرے سے حرف منزل فی القرآن کا قصد ہی نہ کریں بلکہ عمدتاً سے متروک و مہجور، اور اپنی طرف سے دوسرا حرف اس کی جگہ قائم کر دیں۔ فقیر کہتا ہے غفر اللہ تعالیٰ لہ جس اس کے کہ عرش تحقیق مستقر ہو چکا کہ قرآن اسم نظم و معنی جمیعاً بلکہ اسم نظم من حیث الارشاد الی المعنی ہے اور نظم نام مروف علیٰ الترتیب المعروف المعروف باجم قباہین اور تبدیل جزو قطعاً مستلزم تبدیل کل کلمات من مباحث یقیناً غیر مؤلف من مباحث آخر ہے۔ میں نہیں جانتا کہ اس تبدیل عمدی اور تحریف کلام اللہ میں کتنا تغذات مانا جائے گا۔ لاجرم امام اجل ابو بکر محمد بن الفضل فضل و امام برہان الدین محمد بن الصمد السید وغیرہما اجل کرام نے تو یہاں تک حکم دیا کہ جو قرآن عظیم میں عمدتاً حق کی جگہ خط پرشے کا فر ہے۔

اقول ولا حاجة الی استثناء
 دو ماہو علی العیب لغیب، فان ههنا
 ایستثناء کی حاجت نہیں ہے کیونکہ اس مقام پر ضاد کی جگہ
 ظا کو رکھنا نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ مقام ضاد کے ساتھ
 ہی مخصوص نہیں بلکہ دونوں کا مقام ہے کیونکہ قرآن میں
 یہ لفظ دونوں قراتوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ یہ ان
 الفاظ کی طرح ہے صراط اور سراط، بسطة اور بسط،
 یسط اور یسط، مضیط اور مضیط، اور ان کی طرح
 دوسرے الفاظ بخلاف ضالین کی جگہ ضالین اور ضیل
 کی جگہ محیل کے کیونکہ یہاں تبدیل ہے۔ (ت)

مل غنیۃ المستمل شرع فیہ المصلی فصل فی زرع القاری مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۲۸۳

نوٹ، غنیۃ کی عبارت جو مجھے ملی ہے وہ اس طرح ہے : یجب علیہم الجہد دائماً وعلو تہم

جائزۃ ماداً ہو علی الجہد۔ اور اس سے کچھ قبل یہ الفاظ ہیں : ینبغی ان یجتہدوا ولا یحسدوا

فی ذلک الخ۔ المبتدع صغیری شرح غنیۃ المصلی مطبوعہ دہلی میں یعنی یہی الفاظ تین ص ۲۵۰ پر موجود ہیں۔ نیز احمد سعیدی

ملک حاشیۃ الطحاوی علی الدار المختار باب الامامة مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۲۵۱/۱

کہ جو خلاف قصد ہے اختیاری نہیں اور جو اختیاری نہیں اس پر حکم جاری نہیں اور اگر اپنی طرف سے خاص ارادہ اور
الاعطال کا حکم دیکھتے تو یہ وہی تہہ غلط ہے کہ یقیناً ممنوع و لذت اعلا و شامی قدس سرہ السامی نے عبارت
تأثر غائبہ

اذا لم يكن بين المحرفين اتحاد المخارج
ولا قرب به الا ان فيه بلوى العامة كالذال
مكان الضاد والزاء المحض مكان الذال و
الف و مكان الضاد لا تفسد عند بعض الشائخ
لعل كركه فرمایا،

عبد و حرفوں کے درمیان اتحاد و مخرج اور قرب و مخرج نہ ہوگا
اس سورت میں جب عام بلوی ہو مثلاً ذال ضاد کی جگہ
یا ز ذال کی جگہ اور زاء ضاد کی جگہ پڑھا تو بعض
مشائخ کے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی۔ (ت)

قلت فينبغي على هذا عدم العاد في ابدال
الثاء سيناء الفات همزة كما هو لغة
عوام نرها ما هانهم لا يميزون بينهما و
يصعب عليهم جدا كذا ذال مع الزاء و لا
سيما على قول القاضى ابو حنيفة و قول
الصار و هذا كله قول المتأخرين
قد ثبت انه اوسع وان قول المتقدمين
احوط قال في شرح المسية وهو الدف
صحة المحققون و هو عوا عليه فاعمل
بما تختار و الاحتياط اولى فيه في امر
الصلوة التي هي اول ما يجب بالعباد
عليها .

میں کتابوں اس کے مطابق ان صورتوں میں فساد
نہیں ہونا چاہئے جبکہ کوئی شخص ثاء کی سین، فائ
کی جگہ ہمزہ پڑھے جیسا کہ ہمارے دور کے عوام کی
زبان سے وہ ان کے درمیان کوئی امتیاز نہیں کرتے
اور یہ ان پر مسائت و شواہ ہے جیسا کہ ذال اور ز
میں فرق کرنا خصوصاً قاضی ابو حنیم اور صفار کے
قول پر، اور یہ تمام متاخرین کا قول ہے اور آپ
جان چکے کہ اس میں کافی وسعت ہے اور متقدمین
کا قول احوط ہے، شرح فیہ میں فرمایا اسی کہ
محققین نے صحیح کہا اور اسی پر انھوں نے تفسیر بھائی
پس مختار پر عمل کرو، اور احتیاط اولیٰ ہے خصوصاً
نماز کے معاملات میں کیونکہ بندہ سے اسی کے
بارے میں سب سے پہلے سوال ہوگا (ت)

اسی تحقیق اینق سے ظاہر ہوا کہ تہہ نہ غلط و کا جائز نہ دُوا و کا کہ نہ وہ غلط ہے نہ دال مخم اور بعد
قصص و ارادہ حرف صحیح و استہالی مخرج معین براہ غلط جو کچھ ادا ہو تیسیراً صحت نماز پر فتویٰ لتھور

المرمی وتكثر البلوی هذا عندی فتنطی نفس ما اذا تری (کیونکہ ادائیگی مشکل اور استعمال زیادہ ہے یہ میری رائے ہے پس تمہاری رائے اس میں کیا ہے اس پر غور و غوض کرو۔ ت) ہندیہ و علیہ وقرآنہ الاکمل میں ہے،

ان جری علی لسانہ اولایعرف التسمیہ
لا تقصد هو المختار۔
اگر زبان پر از خود جاری ہو گیا یا امتیاز کی معرفت نہیں تو
نماز قاسد نہ ہوگی یہی مختار ہے۔ (ت)

وجیز کردی میں ہے،

هو اعدل الا قادیل وهو المختار۔
والله سبحانه وتعالى اعلم وعلمه جل مجددا
اتعدوا حکم عن شانہ احکم۔
یہ سب سے معتدل قول ہے اور یہی مختار ہے (ت)
اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ سب سے بہتر جانتے
والا ہے اس کا علم سب سے کامل اور اس کی
شان عاکیت سب سے اعلیٰ و مستحکم ہے (ت)

مسئلہ ۲۵۸۔ جناب نواب مولوی سید سلطان احمد خاں صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ اذ بریل

۳ رمضان المبارک ۱۳۱۰ھ

چھ فرماہند ملائے کرام دریں مسئلہ کو درصور
ذیل حکم نماز چہیت عام از انکہ فرض ہو یا نقل
کہ در ہر رکعت ہماں سورت تکرار کردی۔
دین ویل سال کی نماز میں ملائہ کی کیا رائے ہے
خواہ نماز فرض ہو یا نقل کہ ہر رکعت میں ایک
سورت کا تکرار کرنا کیسا ہے؟

الجواب

بغیر ضرورت ورفرائض مکروہ تنزیہی است پس
نشاہد در اولی قرأت ناسخ بالحد کردن تا حاجت
بتکرار نیفتد اما اگر خواند لبہو یا عمہ ناچار در ثانیہ
تیر ہوں باید خواند کہ قرأت معکوسہ سخت تر از تکرار
است بخلاف نتم کنندہ قرآن عظیم کہ اورا باید در
رکعت اولی تا ناسخ خواندن و در ثانیہ از
بغیر ضرورت ورفرائض میں مکروہ تنزیہی ہے، پس
پہلی رکعت میں سورۃ الناس عہدا نہیں پڑھنی
چاہئے تاکہ تکرار کی ضرورت نہ پڑ جائے اگر سہواً
یا عہداً پڑھ چکا تو اب دوسری رکعت میں بھی وہی
سورت یعنی سورۃ الناس دوبارہ پڑھے، کیونکہ
ترتیب بدل کر پڑھنا تکرار سے بھی سخت ہے بخلاف

۱/ ۴۹ فتاویٰ ہندیہ الفصل الخامس فی زلۃ القاری

۲/ ۴۹ فتاویٰ ہندیہ علیٰ ہمش القادی ہندیہ الثانی عشر فی زلۃ القاری۔ نورانی کتب خانہ پشاور

الحد ثا مفلحون لحد یث الحال الصراحت علی
کذا فی النہر ورد المحتار اقول وانہ مراد
انیت کہ بحالت ختم فسر آن مجید ایں خود بخود
عکس نیست بلکہ از سرگرتن باشد چنانکہ لفظ حال
مترعل نیز بر آن دلیل است فافہم واللہ تعالی
اعلم۔

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، منزل میں اترنے والا اور کپڑا کرنا یعنی جو شخص قرآن شریف ختم کرے فوراً شروع کرے اسے
یوں ہی کرتا رہے، جیسا کہ نہراورد المختار میں ہے۔ میں کہتا ہوں اس سے مراد یہ ہے کہ ختم قرآن کی
صورت میں یہ عکس اور ترتیب کا بدلنا نہیں بلکہ قرآن کو نئے سوسے سے شروع کرنا ہے جیسا کہ لفظ حال
مترعل ہی اس پر دلیل ہے فافہم واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ در یک رکعت چند سورت خواند (ایک رکعت میں متعدد سورتیں پڑھنا کیسا ہے؟)۔ ت

الجواب

در رکعت زیادہ بریک سورت خواندن درہر اثن
نباید اما اگر کند مکروہ نہ باشد بشرط اتصال سورت
اگر سورت متفرقہ در رکعت جمع کند مکروہ باشد کما
فی الغنی ثم رد المختار اقول و بحالت امامت شرط
دیگر نیز است و آن عدم تشکیلی بر مقتدی و رد نکات
تقریری است۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وہ یہ کہ مقتدی اسے بوجہ سوسے نہ کرے ورنہ کراہت تفسیری ہوگی واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ یک سورت فرد گزاشت خواندن (ایک سورت چھوڑ کر پڑھنا کیسا ہے؟)۔ ت

الجواب

سورت متروکہ اگر عید است کہ بر تقدیر قرائت در
ثانیہ اطاعت ثانیہ بر اول لازم آید پس از ان گزشتہ
اگر متروکہ سورت اتنی لمبی ہے کہ اس کی قرات سے
دوسری رکعت پہلی رکعت سے طویل ہو جائے گی تو

سورت ثانیہ خواندن یا کے ندارد چنانکہ در اولی و الثانی و در ثانیہ قدس و در ذوق فرائض مکررہ چنانچہ نص و اخلاص و اگر دوسورت در میان باشد مضائقہ نہ ہو نص و خلق - واللہ تعالیٰ اعلم۔
اور سورہ اخلاص کا پڑھنا اور اگر در میان میں دو سورتیں ہوں تو پھر کوئی مضائقہ نہیں مثلاً سورہ نص و سورہ خلق - واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ حکم در یک رکعت یک سورت یا یک آیت چند بار خواندن (ایک رکعت میں کسی سورت یا آیت کا تکرار کے ساتھ پڑھنا کیسا ہے ؟ - ت)

الجواب

چون تکرار یک سورت و دو رکعت و دو سورت و دو رکعت ہر دو در فرائض ناباستہ بود تکرار یک سورت و یک رکعت اولیٰ ناباستہ باشد و ہمچنین تکرار آیت خاصہ موجب اطاعت نہ بر اولیٰ باشد و کل ذلک خلاف المأمور بالتواضع فی نفسہ و فاعا کر است تحمیر او بچہ نیست جز در فائزہ کہ دو رکعتیں اولین پیش از قرات سورۃ اعادہ کل یا اکثر او کند اقول تسنویت واجب الضم پس اگر عادی است اعادہ کند و اگر سہمی است سجدہ سہو بخلاف تکرار فائزہ در آخرین اقول لعدم الضم فیما یا بعد سورت و در اولین اقول لبحصول الضم من قبل و لا یجب المکرر انما السورة بل کلمات من القرات کان لہ ان یتلوہ اقول و از صورت تشہیل بر تقدیر غافل نباید بود کہ یک سورت زائد بر قدر مستون است پس اگر گرائی آر و مطلقاً ناجائز و مکروہ تحریمی باشد و ای حکم عام است مرفوضہ و نافلہ سجدہ و پس ہر جا از

جب فرائض کی دو رکعتوں میں ایک سورت کا تکرار یا ایک رکعت میں دو سورتوں کا مناسب نہیں تو ایک رکعت میں ایک سورت کا تکرار بطریق اول مناسب نہ ہوگا اسی طرح کسی قسم میں آیت کا تکرار دوسری رکعت کے پہلی رکعت کے طویل ہونے کی وجہ سے ہو سکتا ہے ، اور یہ تمام باتیں فرائض کے بارے میں منقول ماثور کے خلاف ہیں لیکن اس کو مکروہ تحریمی قرارینے کی کوئی وجہ نہیں ماسوائے پہلی دو رکعات میں قرات سورت سے پہلے کل سورہ فاتحہ یا اکثر کا اعادہ کرنا کیونکہ یہ مکروہ تحریمی ہے ۔ میں کہتا ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ سورت کا ملانا واجب تھا ، اعادہ کی صورت میں وہ فوت ہو جاتا ہے ، پس اگر کسی شخص نے عذر ایسا کیا تو اعادہ لازم کرے اور اگر سو کیا تو سجدہ سہو کا بخلاف آخری دو رکعات میں سورۃ فاتحہ کے تکرار کے ۔ میں کہتا ہوں کیونکہ ان میں ضم سورت واجب نہیں یا ضم سورت کے بعد پہلی دو رکعات میں کیونکہ

صورت جواز مستثنیٰ بایض فحید واللہ تعالیٰ اعلم۔
 ختم سورت (واجب) پہلے حاصل ہو چکا اور سورت کے
 بعد رکوع فحید واجب نہیں ہوتا بلکہ جب تک نمازی تلاوت کرنا چاہے کر سکتا ہے۔ میں کتابوں مقتدی پر بوجہ ہونے
 کی صورت سے غافل نہیں ہو جانا چاہئے کیونکہ مشوقہ مسنون قرأت سے زائد اگر نمازی بوجہ محسوس کرتا ہے تو ایسی صورت
 مطلقاً ناجز اور مکروہ تحریمی ہے اور یہ حکم ہر مقام پر ہو گا خواہ نماز فرض ہو یا نفل، البتہ ہر جا صورت جواز کو مستثنیٰ سمجھ
 لینا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۹۸ کلمہ از یک سورۃ طویلہ آیات متفرقہ در رکعت
 خواندن مثلاً در اولی آیت الکرسی و در ثانیہ امن
 طویل سورت سے مختلف رکعات میں متفرق
 آیات پڑھنا کیسا ہے؟ مثلاً پہلی میں آیت الکرسی
 اور دوسری میں آمن الرسول۔

الجواب

ایں چنی قرأت در دو رکعت جائز است و کرا
 نذر و بشرط آنکہ میان ہر دو موضع فصل کم در دو رکعت
 نباشد قاطباً بتر آنست کہ بے ضرورت ایں ہم نمکند
 لکنہ یوہم الا محراض عن البعض والعیب اذ
 باللہ تعالیٰ و اگر ہمیں فصل یک آیت است یا در رکعت
 دوسرے ضرورت ارتکاب ایں معنی کر دکر وہ است اگرچہ
 فصل چندی آیات باشد اقول و گمان دارم کہ
 نفل دین باب مختلف فرض نباشد لہذا ذکر فی فتح
 القدیر من قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 لبطل رہنی اللہ تعالیٰ عنہ اذا ابتدأت
 بسورۃ فاتمہا علی نحوہا قالہ حین سبغہ
 ینتقل فی التہجد من سورۃ الی سورۃ حکما
 مرواۃ ابوداؤد وغیرہ فقول صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم ہذا کما کان نہیا حمت
 یہ قرأت دو رکعت میں بلا کراہت جائز ہے بشرطیکہ
 دونوں قرأت کے درمیان دو آیات سے کم مقدار
 نہ ہو اور بہتر یہ ہے کہ بغیر ضرورت ایسا بھی نہ کرے
 کیونکہ بعض آیات سے اعراض کا وہم ہو گا العیب اذ
 باللہ تعالیٰ، اگر یہ فاصلہ ایک آیت کی مقدار ہو یا
 ایک ہی رکعت میں بغیر ضرورت کے ایسا کرے ترک وہ
 ہے اگرچہ فاصلہ متعدد آیات کا ہو۔ اقول (میں
 کتابوں) میں یہ سمجھتا ہوں اس معاملہ میں نوافل
 قرآن کے مختلف نہیں کیونکہ فتح القدیر میں ہے
 نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا جب تو کوئی سورۃ
 شروع کرے تو اسے مکمل کر۔ آپ نے یہ اس وقت
 فرمایا جب انھیں مسجد میں ایک سورت سے دوسری
 سورت کی طرف منتقل ہوتے ہوئے سنا، جیسا کہ

الانتقال من سورة الى سورة كذلك افاد النہی
عن الانتقال من آية الى اخرى ايضا بالاول
ولكن في فيه كلام مياتي والله تعالى اعلم۔
دال ہے اسی طرح ایک آیت سے دوسری آیت کی طرف انتقال کے منع ہونے پر بھی بطریق اولی دال ہے، لیکن
اس میں مجھے کلام ہے جو مقرب اور ہے واللہ تعالیٰ اعلم (ت)
مسئلہ سورۃ مائدہ کس خواندن (الٹی سورت پڑھا گیا ہے؟) (ت)

الجواب

بالقصہ جائز و ممنوع است در حدیث برائی تہ یہ شیعہ
فرمودہ اند و اگر سہوا باشد چنانکہ در اولی نص و خواندہ
در ثانیہ قصد قتل داشت کہ بجائے قتل اعدا ذکر قتل
یا بربزبان رفت انگاہ ہمیں سورت کا فروع با تمام رساند
و نگذایں را اگر اشتہ بسورت دیگر قتل مشق سببہ و بت
مکروہ است پس ای رجوع باشد ارجع را بہت
بگاہ بہت دھوکہ دہی یعنی گفتنی بلانہ از انکہین منی در نفل
ہم مکروہ باشد یا غیر در مختار بہت نص صریح را و
چیز سے چند از جنس ایں را کہ در فرائض کراہت اشت
ذکر کردہ میگوید و لایکروہ فی النفل شنی من ذلک
اما امام محقق حیث اطلق فرمودہ ہندی فی ہذا
الکلیۃ نظر ملا علی قاسمی درجم در مسئلہ دائرہ بریں
کلیہ مقرر عرض آمد کہ قرأت مشکوکس بیروں نماز مکروہ
و ممنوع است در نفل چنان مکروہ نباشد اقول دھو
حسن ظاہر و ما اجاب عنہ العلامة الطحطاوی
واقرا العلامة الشامی و ما لجملة فالاحوط
الاحتراز و اللہ تعالیٰ اعلم و علیہ جل مجدہ اتم و احکم۔
کہا کہ الٹی قرأت نماز سے باہر جب مکروہ و ممنوع ہے تو نوافل میں کیوں نہ مکروہ ہوگی۔ اقول (میں کہتا ہوں)

ارادۃ ایسا کرنا ممنوع و ناجائز ہے حدیث میں اس پر
سخت و عید ہے اگر یہ سہواً یا جیسا کہ پہل رکعت میں
سورہ نصر پڑھی دوسری میں سورہ نفل پڑھنے کا قصد تھا مگر
قتل اعدا کی جگہ زبان پر قتل یا ایہ لکھن و جاری
ہو گیا تو ایسی صورت میں سورہ کا فروع مکمل کرے
اسے پوز کر دوسری کی طرف نہ جائے، کیونکہ
بغیر ضرورت کے ترک مکروہ ہے، پس یہ عدم کراہت
سے کراہت کی طرف رجوع ہوگا اور وہ اسی طرح
جس طرح تم جانتے ہو اب اس معاملہ میں یہ
گفتہ گزشتہ گئی کہ کیا نفل میں بھی ایسا کرنا مکروہ ہے
یا مکروہ نہیں بلکہ درست ہے کہ در مختار میں خلاصہ
کی اتباع کر دیتے ہوئے اسے اور اس کے علاوہ ہی
طرح کی چیزیں جو فرائض میں مکروہ ہیں ذکر کر کے منسرایا
البتہ ان میں سے کوئی شے بھی نوافل میں مکروہ نہیں،
لیکن امام محقق علی الاطلاق نے اخبار کرتے ہوئے
کہا مجھے اس کلیہ میں اعتراض ہے۔ علامہ علی قاسمی
نے بھی مذکورہ مسئلہ میں اسی کلیہ پر اعتراض کیا، اور
کہا کہ الٹی قرأت نماز سے باہر جب مکروہ و ممنوع ہے تو نوافل میں کیوں نہ مکروہ ہوگی۔ اقول (میں کہتا ہوں)

یہ ہی بہتر ہے۔ اور علامہ طبری نے ان کی طرف سے اس کا جواب نہیں دیا، اور علامہ شامی نے اسے ثابت رکھا لغرض اس طرح قرأت سے احتراز ہی بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ عمل مجتہد ائمہ و احکم۔ (ت)
مسئلہ ۳۶۴ کی دہشی در قرأت رکعات کردن (در رکعتوں میں قرأت کی کی بیشی کیسی ہے؟)۔ (ت)

الجواب

احاطت ثانیہ بر اولیٰ در قرآن مضبوطہ است بالاتفاق و در نوافل علی الاصح و عکس آں را در نوافل کراہت نیست و در صبح نیز جائز است بالاتفاق و الاطلاق یعنی ہر چہ تطویل کند باک نہ باشد و بعد ثلث خود مستحب است و بعضی تا نصف گویند و زیادہ برآں با نصف جواز خلاف اولیٰ است و در غییر فجر از قرآن اختلاف است نزد امام محمد مبرجہا اطاعت اولیٰ باید و شیخی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بہ تسوید رفتہ اند و فتویٰ مختلف است و باید کہ از جمیع دوہر قول شیخین باشد فان کلام الامام امام الکلام واللہ تعالیٰ اعلم۔

شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما برابری کی طرف مائل ہیں بعد فتویٰ بھی مختلف ہے لیکن شیخین کا قول راجح ہوتا مناسب لگتا ہے کیونکہ کلام امام امام کلام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۶۵ پس سورت اسمائے الہی منم کرد (سورت کے ساتھ اسمائے الہیہ کا ملنا کیسا ہے؟)۔ (ت)

الجواب

در قرآن مضبوطہ است بحکم سوال و استعاذہ نزد آیات ترغیب و ترہیب و در نوافل نیز تغیر نظم الصلوٰۃ و انچہ وارد و ثابت باشد کہ فی صلوٰۃ التسمیۃ قال فی رد المحتار و الطعن فی ندبہا بان فیہ تصیر لا نظم الصلوٰۃ انما یتأقی علی ضعف حدیثہا فاذا اسرقق الی درجۃ

قرآن میں مکروہ ہے اسی طرح آیات ترغیب و ترہیب میں رحمت کا سوال اور عذاب سے پناہ مانگنا بھی مکروہ ہے اور یہ نوافل میں بھی مکروہ ہے کیونکہ ایسے عمل سے نظم نماز میں تبدیل آجاتی ہے اور جو معمولات کے بارے میں احادیث میں وارد نہ ہیں جیسا کہ نماز تسمیہ میں ہے۔ رد المحتار میں کہا اس کے

الحسن اُبتہا وان کان فیہا ذلک اھ واللہ تعالیٰ اعلم۔
مستحب ہونے پر یہ اعتراض کہ نظم نماز میں تبدیلی ۵

باحث نہیں گئے تب ہو سکتا ہے جب اس کی حدیث ضعیف ہو، پس جب اس کی حدیث درجہ حسن پر فائز ہو چکی تو اس کا اثبات ہو گیا اگرچہ اس میں وہ معمولات ہوں (جو اس نماز میں مذکور ہیں) اھ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۲۸ ربیع الآخر ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شریعت میں اس مسئلہ میں کہ یہ کوستری صاحب اور اہل محلہ نے جو نماز پڑھنے مسجد میں آتے ہیں امام کیا اور زیرہ حروف کو مخارج سے ادا کرتا ہے اب اس میں چند آدمی یہ کہتے ہیں کہ تم ضاد نہیں پڑھتے بلکہ ضاد کو مشابہ ظار کے پڑھتے ہو، اور زیرہ کہتا ہے کہ میں مخارج سے، کرتا ہوں اور تم لوگ زبان کو دانتوں سے نکال کر نکالتے ہو وہ "د" ہے اور میں ڈاٹھ سے زبان کی نوک نکال کر نکالتا ہوں وہ ضاد ہے اور ایک شخص کہی نماز پڑھا دیتا ہے ضاد کو مخارج "د" سے ادا کرتا ہے آیا ان میں کس کے پیچھے نماز جائز ہوگی صاف صاف فرمائیے کلام اللہ وحدیث رسول اللہ سے بیخودا تو جروا۔

الجواب

ظاد اور ذوالو دونوں محض نندہ ہیں اور اس کا مخارج بھی نہ زبان کو دانتوں سے نکال کر ہے نہ زبان کی نوک کو دانتوں سے نکال کر بلکہ اس کا مخارج زبان کی ایک طرف کی کروٹ اُسی طرف کی بالائی دانتوں سے مل کر رازی کے ساتھ اور ہونا اور زبان اوپر کرنا ٹھکرتا ہوئے ملنا اور دانتوں میں خفی و قوت ہونا ہے اس کا مخارج سیکھنا مثل تمام حروف کے ضروری ہے، جو شخص مخارج سیکھ لے اور اپنی قدرت تک اس کا استعمال کرے اور خط یا د کا قصد نہ کرے بلکہ اسی صفت کا جو طرز و محل کی طرف سے اُترتا ہے پھر کوئی نکلے بوجہ آسانی صحت نماز پر فتویٰ دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۹ فرماتے ہیں علمائے دین میں اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص نماز میں ضاد کو مشتبہ بظار پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ اور اس شخص کا کیا حکم ہے؟ بیخودا تو جروا۔

الجواب

اللہم ھدایۃ الحق والصواب

یہ حرف دشوار تریبی حرف ہے اور اس کی ادھر صرماً غم پر کہ ان کی زبان کا حرف نہیں سخت مشکل،

مسلمانوں پر لازم کہ اس کا حرف صحیح سے ادا کرنا سیکھیں اور کوشش کریں کہ ٹھیک ادا ہو اپنی طرف سے نہ غلطی کا قصہ کریں۔ زوداد کا کہ دونوں محض غلط ہیں اور جب اس نے حسب وسیع و طاقت جہد کیا اور حرف صحیح ادا کرنے کا قصد کیا پھر کچھ نکلے اس پر مواخذہ نہیں لایکلف اللہ نفساً الا وسعاً واللہ تعالیٰ کسی ذی نفس کو اس کی طاقت سے بڑھ کر مکلف نہیں ٹھہراتا۔ ت، خصوصاً ظار سے اس حرف کا جہد کرنا تو سخت مشکل ہے پھر ایسی جگہ ان سخت حکموں کی گنجائش نہیں تکفیر ایک امر عظیم ہے لایخرج الانسان من الاسلام الا وجود ما ادخله فيه (انسان کو اسلام سے خارج نہیں کرتی مگر جب اس چیز کا انکار کرے جس سے دین میں داخل کرتی ہے)۔ اور جمہور متاخرین کے نزدیک فساد نماز کا بھی حکم نہیں

فی رد المحتار ان کات الخطأ باہد ال حرور
بحرف فان ممکن الفصل بینہما بلا کلفة
کالضاد مع الطاء فاتفقوا علی انه مفسد و
ان لو یکن الا بمشقة کالطاء مع الضاد
فاکثرہم علی عدم الفساد لعدم البدوی
اد مخصصا فی الدرر المختار لا یشیق
تعمیذ کالضاد والطاء فاکثرہم لعدم الفساد
میں ہے مگر جن حروف میں امتیاز نہ مشکل ہو جیسے ضاد اور ظار، تو اکثر کے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی۔ اور ائمہ متقدمین بھی علی الاطلاق حکم فساد نہیں دیتے جب کی بات ہے کہ ابنا سے زمانہ ان باتوں میں بے طور جھگڑتے اور ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہیں حالانکہ اصول ایمان و اہمات اعتدائیں جو فتنے طوائف جدیدہ پھیلا رہے ہیں ان سے کام نہیں رکھتے اور لطعت یہ ہے کہ وہ جہال جن سے سہل حرف بھی ٹھیک ادا نہیں ہوتے ضاد اور زوداد پر کئے مرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم اہل اسلام کو نیک توفیق عطا فرمائے۔ ہاں اگر کوئی معاند بد باطن بقصد تغیر کلام اللہ و تبدیل وحی منزل من اللہ اس حرف خواہ کسی حرف کو بدلے گا تو وہ بیشک اپنے اسی قصد غیث کے سبب حکم کفر کا مستحق ہوگا، اس میں ظاد و دوداد

رد المحتار میں ہے اگر ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدل کر خطا کرے تو اگر ان دو کے درمیان بغیر مشقت کے امتیاز ممکن ہو جیسا ضاد اور ظار کے درمیان تو سب کا اتفاق ہے کہ نماز فاسد ہو جائیگی اور اگر امتیاز کرنے میں مشقت ہو مثلاً ظار اور ضاد تو کثرت میں رکے راستے یہی ہے کہ عموم بدوی کے پیش نظر نماز فاسد نہ ہوگی اح طحطا اور در حقاہ میں ہے مگر جن حروف میں امتیاز نہ مشکل ہو جیسے ضاد اور ظار، تو اکثر کے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی۔ اور ائمہ متقدمین بھی علی الاطلاق حکم فساد نہیں دیتے جب کی بات ہے کہ ابنا سے زمانہ ان باتوں میں بے طور جھگڑتے اور ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہیں حالانکہ اصول ایمان و اہمات اعتدائیں جو فتنے طوائف جدیدہ پھیلا رہے ہیں ان سے کام نہیں رکھتے اور لطعت یہ ہے کہ وہ جہال جن سے سہل حرف بھی ٹھیک ادا نہیں ہوتے ضاد اور زوداد پر کئے مرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم اہل اسلام کو نیک توفیق عطا فرمائے۔ ہاں اگر کوئی معاند بد باطن بقصد تغیر کلام اللہ و تبدیل وحی منزل من اللہ اس حرف خواہ کسی حرف کو بدلے گا تو وہ بیشک اپنے اسی قصد غیث کے سبب حکم کفر کا مستحق ہوگا، اس میں ظاد و دوداد

۳۶۶/۱	مصطفیٰ البانی مصر	۲۸۶/۲	سہ القرآن
۹۱/۱	مجتبائی دہلی	باب ما یفسد الصلوۃ	سہ رد المحتار
		مطلب مسائل زلۃ القاری	

۸ و سین سادسب برابر ہیں و هذا هو محمل التعمد المذكور في كلام الامام الفاضل رحمه الله
 ۸ تعالیٰ علیہ (امام فضیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام میں مذکور تعمد کا محمل یہی ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم
 مسئلہ ۲۶۸ ۱۶ جنوری ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام مغرب میں رکوع لقد صدق اللہ ورسولہ
 پڑھ رہا تھا جب فی الانجیل تک پڑھ لیا آیت پارہ ۲۲ کا متشابہ لگا اُس کے بعد یہ آیت انما یزید
 اللہ لیذہب تک پڑھی پھر جب یاد آیا اُسے چھڑ کر مقام اصل سے شروع کیا اور نماز ختم کی اور سجدہ سہو
 نہ کیا اس صفت میں نماز ٹوٹی یا نہیں۔ بینا تو جردا۔

الجواب

نماز ہو گئی اور سجدہ سہو کی بھی حاجت نہ تھی اگر بعد ادا سے رکعت سوچتا نہ رہا ہو، ہاں اگر بھولا
 اور سوچنے میں اتنی دیر غامض رہا جس میں کوئی رکعت نماز کا ادا ہو سکتا ہے تو سجدہ سہو لازم آیا کہ فی
 الدار المختار وغیرہ (جیسا کہ در مختار وغیرہ میں ہے۔ ت) اگر نہ کیا تو نماز جب بھی ہو گئی مرکز ناقص
 ہوئی پھر ناجواب ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۶۹ ۹ شعبان المعظم ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ امام جب نماز میں کھڑا ہو کر قرأت
 شروع کرے اگر اس وقت بعد یعنی قرأت بند ہونے کی وجہ سے گلا صاف کرنے کے لئے کھانسا تو نماز
 جائز ہو جائے گی عمر کہتا ہے کہ نہیں خواہ کسی حالت میں ہو یا عذریا بلا عذر اگر پے درپے تین مرتبہ کھانسا تو نماز
 باطل ہو جائے گی، اس مسئلہ میں کون حق پر ہے۔ بینا تو جردا۔

الجواب

صورت مذکورہ میں نماز میں اصل کا کچھ غلط نہ آیا کھانسا کھنکھارنا جبکہ بعد یا کسی غرض صحیح کے لئے ہو
 جیسے گلا صاف کرنا یا امام کو سہو پر متنبہ کرنا تو مذہب صحیح میں ہرگز مفسد نماز نہیں۔

فی الدار المختار فی المفسدات (دال المتعذر)	در مختار کے باب نماز کے مفسدات میں ہے (اور
بلا عذر) اما یہ بان نشأ من طبیعه	بغیر عذر کے کھانسا، ہاں اگر عذر کی بنا پر ہو مثلاً طبیعاً
فلا (او) بلا (غرض صحیحہ) فلو لم یحین	ایسا ہوا تو فاسد نہیں (یا) بغیر (غرض صحیح کے ہو)

مہوتہ اولیٰ ہتدی امامہ اولاد علامہ انہ ف
 الصلوٰۃ فلا خدا علی الصبیح واللہ تعالیٰ
 پس اگر تمہیں آواز یا امام کی رہنمائی یا اس اطلاع پہلے
 کھنسا کہ نماز میں ہے تو صحیح یہی ہے کہ نماز فاسد
 نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ مرسلہ جناب حافظ مولوی امیر القاد صاحب ۲۳ شعبان ۱۳۱۵ھ

بیضاوی میں قرأت مضنین کو بتایا اور فساد کا خرما اور ظار کا اس سے محشی اشارہ بتاتا ہے قرأتین
 واحدہ کی جائیں اس کے متعلق جو جو عا شیے یا شرع ہوں ان میں سے یہ بات بتائی جائے کہ کوئی باوجود مخرب
 جدا ہونے کے اور استعلا و اطلاق میں ایک ہونے کے مشتبہ الصوت کون کون بتاتا ہے اور اس قضیہ کا کیا
 حال ہے صرف مشتبہ الصوت مان لینے سے ظواہ یا دوا صیح ہو سکتا ہے فقہانے دوا مخم اور ظواہ دوا مشتبہ
 کا صریح حکم کیا بتایا ہے بینوا تو جروا۔

الجواب

ص و ظ قدرے مشتبہ الصوت ہونا یقینی ہے یہاں تک کہ تیز و شوار مگر نہ یہ ظ جو عام حوام کاتے
 ہیں یہ ذ مخم ہے، ظ جب اپنے خرما سے صیح طور پر برعایت استعلا و اطلاق لسان ادا کی جائے گھر در مشابہ
 الصوت بعض ہوگی یہاں تک کہ اگر استعلا و اطلاق جو ص ہو جائے دوا مشتبہ سے نہ مشتبہ بلکہ محض ظواہ
 اسی طرح دوا اور صیح ظواہ بھی نہیں فقہانے کو ام سب کا ایک حکم دیتے ہیں کہ بحالت فساد معنی نماز فاسد
 جیسے منقلب اور مخدوب اور بحالت صحت معنی صیح جیسے ظالین دوا لیں حکما فی الغنیۃ وغیرہا
 (جیسا کہ غنیہ وغیرہ میں ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔)

مسئلہ از شہر کنگ ضلع آگرہ بخشی بازار مرسلہ شیخ طاہر محمد بن عثمان ۲۵ رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متنبی اس مسئلہ میں کہ آنرییری مجسٹریٹ کی امامت جائز ہے یا نہیں؟
 اور جو تزیل سے نہ پڑے اس کی امامت جائز یا ناجائز اور نیز تزیل کی حد معلوم ہو۔ بینوا تو جروا۔

الجواب

تزیل کی تین حدیں ہیں ہر حد اعلیٰ میں اس کے بعد کی جدا خود و طوطا ہے
 حد اولیٰ یہ کہ قرآن عظیم ٹھہر ٹھہر کر یا ہستی تلاوت کرے کہ سامع پاس ہے تو ہر گاہ کہ جدا جدا گئی سکے

کہا قاتل تعالیٰ درمندانہ ترتیل آئی اور لٹا نجا نجا
 علی حسب ما تجدوت الیہ روح جات العباد
 ومثلہ قولہ تعالیٰ وقرانا قرناہ لتقرأ علی
 الناس علی صکت ونزسا لتعیدلہ
 جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ورتلناک ترتیلہ
 یعنی ہم نے اسے بندوں کی ضروریات کے مطابق
 تھوڑا تھوڑا نازل فرمایا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کا
 یہ فرمان ہے ہم نے قرآن کو تھوڑا تھوڑا کر کے نازل
 فرمایا تاکہ آپ لوگوں پر پڑھیں ٹھہر ٹھہرا دیں ہم نے اسے تدریجاً
 نازل فرمایا۔ (ت)

الفاظہ تفہیم ادا ہوں حروف کو ان کی صفات شدت و جہر و امثالہا کے حقوق پورے دے جائیں انہار و اخفاد
 تفہیم و ترتیل وغیرہ محسنات کا لحاظ رکھا جائے یہ مستوی ہے اور اس کا ترک محروہ و ناپسند اور اس کا اہتمام
 غرض و اجابت میں تراویک اور تراویک میں نقل مطلق سے زیادہ جلالین میں ہے، مرتل انقرآن تثبت فی
 تلاوتہ (مرتل انقرآن کا معنی قرآن کی ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرنا ہے۔ ت) کمالین میں ہے،
 ای تن و اقرأ علی تودہ ص غیر تعجد بحیث
 یشکل السامع من عدایاتہ و کلماتہ
 یعنی قرآن مجید کو اس طرح آہستہ اور ٹھہر کر پڑھو کہ
 سننے والا اس کی آیات و الفاظ سنے سکے۔ (ت)

آفاق امام سیوطی میں ہر زبان، ہم رکش ہے
 کمال الترتیل تفہیم العاظہ والابانۃ ص
 حروفہ وان کایدہم معرف فی حرف وقیل
 ہذا اقدہ۔
 کمال ترتیل یہ ہے الفاظ میں تفہیم (حرف کو پڑکے پڑھنا)
 اور حروف کو جدا جدا کر کے پڑھا جائے، ایک حرف کو
 دوسرے حرف میں نہ ملا یا جائے۔ بعض نے کہا یہ
 ترتیل کا کم درجہ ہے۔ (ت)

اُسی میں ہے

یس الترتیل فی قرأۃ القرآن قال اللہ تعالیٰ

سۃ القرآن ۳۲/۲۵

سۃ القرآن ۱۰۶/۱

سۃ تفسیر جلالین زیر آیۃ و مثل القرآن الخ

سۃ کمالین علی ما تفسیر جلالین زیر آیۃ مذکورہ

سۃ او تعان فی علم القرآن النوع الخی مس و امثالہا ثلثون فی آداب تلاوتہ الخ

۴۷۶/۱

۴۷۶/۲

۱۰۶/۱

مطبوعہ معتبائی دہلی

" " "

" " "

در مختار میں ہے :

يقرأ في الفرض بالترتيل حرفاً حرفاً وفي التراويح
بين بين وفي النفل ليلاً له ان يسرع بعد ان
يقرا احكاماً يعهد به
فرض نماز میں اس طرح تلاوت کیے کہ جدا جدا ہر حرف
بکھڑکے، تراویح میں متوسط طریقے پر اور رات کے نفل
میں اتنی تیز پڑھ سکتا ہے جسے وہ سمجھ سکے۔ (ت)
اُس کے بیان تراویح میں ہے : ویجتنب هذه القراءة (اور جلدی جلدی قرات سے اجتناب
کرے۔ ت)

دوم مد وقت و حمل کے ضروریات اپنے اپنے مواقع پر ادا ہوں کھڑے پڑے کا لحاظ ہے حروف
مذکورہ جن کے قبل نوک یا میم ہوں کے بعد فتح نہ آئے اناضفاً کہ ان کئی یا اتناں کثاں نہ پڑھا جائے یا وجم
ساکنین جن کے بعد ت ہوں بشت ادا کئے جائیں کہ پ اور ح کی آواز نہ دیں جہاں جلدی میں ابرار و مجتہدین کو
پتہ اور مجتہدین پڑھتے ہیں حروف مطبوعہ کا کسر و ضم کی طرف مائل نہ ہونے پائے۔ جہاں جب مراد وقت طعنے میں
ہوں و ط اطلاق کہتے ہیں حرکت تابع حرف ہو کر کسر و مشابہ ہو جاتا ہے کوئی حرف بے محل اپنے جوار کی رنگت
نہ پکڑے ت و ط کے اجتماع میں مثلاً قسطی صحت لا تقطع فی خیالی کرنے والوں سے حرف : بھی مشابہ طا ادا
ہو تا ہے بلکہ بعض سے متوہم بھی ہو رہے ہیں دوسرا کہ بڑا بڑا پیدا ہوتی ہے : بعد کوئی حرف و حرکت بے محمل
دوسرے کی شان اخذ نہ کرے نہ کوئی حرف چوٹ جائے نہ کوئی اجنبی پیدا ہو نہ محدود و مقصور ہو نہ محدود و وسی
زیادت اجنبی کے قبیل سے ہے وہ ان جو بعض جہاں استبقاب جاء دعوا الله وقال الحمد لله ذاقا النجوة
کے قیاس پر کت احسنین قید ادخلوا النار میں نکالتے ہیں ماف کہ یہ محض خاصہ زبایدات باطل و کاسد
واجب و اجتماعی مد متصل ہے منفصل کا ترک جائز و لہذا اس کا نام ہی مد جائز رکھا گیا اور جس حرف مد کے
بعد سکون لازم ہو جیسے جنالیین، الله وہاں بھی مد بالاجماع واجب اور جس کے بعد سکون عارض ہو جیسے
العالمین، الرحیم، العبد، یوقون بحالت وقف یا قال الله ثم بحالت ادغام وہاں مد و قصر دونوں
جائز، اس قدر ترتیل فرض واجب ہے اور اس کا تارک گنہگار، مگر فرائض نماز سے نہیں کہ ترک مفسد صلاۃ
ہو۔ مدارک التنزیل میں ہے :

ومثل القرآن ان ترتیلا ای اقرأ علی تسوۃ
قرآن کو آہستہ اور ٹھہر کر پڑھو، اس کا معنی یہ ہے

بتدیس الحروف وحفظ الوقوف واشتباع
الحركات ترتیلہ ہو تا کید فی ایجاب الامر
به وانہ لا ید منه تلف سری
کہ الطینان کے ساتھ حروف جدا جدا وقف کی
صفاقت اور تمام حرکات کی ادائیگی کا فاس خیال
رکنا ہے ترتیلہ " اسی مسئلہ میں تاکید پیدا
کر رہا ہے کہ یہ راست تلاوت کرنے والے کے لئے نہایت ہی ضروری ہے ۔ (ت)

رواۃ میں ہے :

یصد اقل صد قلہ القراء والاحرم لتوك
الترتیل المصور بہ شرع طر
اسے تھوڑا لمبا کر کے پڑھا جائے قرآن کا یہی قول
ہے ورنہ مامور بہ ترتیل کی خلاف ورزی ہوگی اور
یہ شرعاً حرام ہے طرنت

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک شخص کو قرآن عظیم پڑھا رہے تھے اس نے
انہما الصدقت للفقراء کو بغیر مد کے پڑھا، فرمایا، ما ھکذا، اقرا نیھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم (جے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یوں نہ پڑایا، عرض کی، آپ کو کیا پڑھایا؟
فرمایا، انہما الصدقت للفقراء مد کے ساتھ اور اگر کے بتایا سداۃ سعید بن منصور فی سننہ و
الطبرانی فی الکبیر و بسند صحیحہ (اسے سعید بن منصور نے اپنی تفسیر دار امام طبرانی نے المعجم الکبیر
میں صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے ۔ ت)
اتقان میں ہے :

قد اجمع الفقراء علی مد فوی المتصل و
ذی الساکن، الا انہم وان اختلفوا فی مقدار
واختلفوا فی التدریج الاخریین وھا المتصل
و ذی الساکن العارضین و فی قصور ھما
تمام قرارہ متصل کی دونوں مد متصل اور ساکن پر
متفق ہیں اگرچہ ان کی مقدار میں انہوں نے اختلاف
کیا ہے مد آخری دو انواع میں اور وہ مد متصل اور ساکن
عارضین اور ان دونوں کی قصر میں بھی ان کا اختلاف
ہے ۔ (ت)

۳۴/۴	۳۰/۱	۹۶/۱	۹۴/۱
۳۴/۴	۳۰/۱	۹۶/۱	۹۴/۱
۳۴/۴	۳۰/۱	۹۶/۱	۹۴/۱
۳۴/۴	۳۰/۱	۹۶/۱	۹۴/۱

پہنچنے میں ہے :

اذا وقف في غير موضع الوقف او ابتداء في غير موضع الابتداء ان لم يتغير به المعنى تغيرا فاحشاً نحو ان يقرأ اى الدين اهلوا وعلموا الصلوات ووقف ثم ابتداء بقوله اولئك هم خير البرية لا تفسد بالاجماع بين صلواتنا هكذا في المحيط ، وكذا ان وصل في غير موضع الوصل كما لو لم يقف عند قوله اصحاب الناس بل وصل بقوله الذين يحملون العرش لا تفسد لكنه قبيح هكذا في الخلاصة وان تغير به المعنى تغيرا فاحشاً نحو ان يقرأ اشهد الله انه لا اله ووقف ثم قال لا اله لا تفسد صلاته عند عامة علماءنا وعند البعض تفسد صلاته والنقوى على عدم الفساد بكل حال هكذا في المحيط.

جب کسی نے غیر وقف کی جگہ وقف کیا یا مقام ابتداء کے غیر سے ابتداء کی تو اگر معنی میں فحش تبدیلی نہیں ہوئی ، مثلاً پڑھنے والے نے ان الذین امنوا وعملوا الصالحات پڑھ کر وقف کیا پھر اولئك هم خير البرية سے ابتداء کی تو ہمارے علماء کا اتفاق ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی ، محیط میں اسی طرح ہے ، اسی طرح اگر وصل کی جگہ کے علاوہ میں وصل کر لیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے قول اصحاب الناس پر وقف نہ کیا بلکہ اسے الذین يحملون العرش کے ساتھ ملا لیا نماز فاسد نہ ہوئی لیکن ایسا کرنا سخت ناپسند ہے ، خلاصہ میں اسی طرح ہے : اور اگر معنی جس فحش تبدیلی ہو مثلاً کسی نے اشهد الله انه لا اله پر وقف کر کے پڑھا "الا هو" تو ہمارے علماء کے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی اور بعض کے ہاں فاسد ہو جائے گی اور فتویٰ اس پر ہے کہ ہر صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی محیط میں اسی طرح ہے ۔ (ت)

جو شخص اس قسم ترتیل کی مخالفت کرے اس کی امامت نہ چاہئے مگر نماز ہو جائے گی اگرچہ بکراہت عالمگیر میں ہے :

من يقف في غير مواضعه ولا يقف في مواضعه لا ينبغي له ان يؤمر وكذا من يتنحصر عند القراءة كثيراً

سلفہ فتاویٰ ہندیہ الفصل الخامس فی زلۃ القاری
الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماماً لغيره
۸۱/۱
۸۶/۱

سوم جو حروف و حرکات کی تصحیح ا، ح، ط، ث، ص، ح، ذ، ن، ظ وغیرہ میں تمیز کے
 فرض پر نقص و زیادت و تبدیل ہے کہ مفسد معنی ہو اور تازیہ بھی فرض ہے اور علی التفصیل فرض نماز سے بھی ہے
 کہ اس کا ترک مفسد نماز ہے جو شخص قادر ہے اور بے خیالی یا بے پروائی یا جلدی کے باعث اسے چھوڑتا ہے
 یا سیکھے تو آجائے مگر نہیں سیکھتا ہمارے اندر کرام مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک اس کی نماز
 باطل اور اس کی امامت کے بطلان اور اس کے پیچھے اوروں کی نماز فاسد ہونے میں تو کلام ہی نہیں علمائے
 متاخرین نے بظہر قیصر جو تو سیمیں کیں وہ عند الحقیق صورت لغزش و غلط سے متعلق ہیں کہ صحیح جانتا ہے اور
 صحیح پڑھ سکتا ہے مگر زبان سے بہک کر غلط ادا ہو گیا نہ کہ معاذ اللہ قوی بے پروائی و اجازت غلط خوانی و
 ترک قلم و کوشش، جیسا کہ عوام زمانہ بلکہ اکثر خواص میں بھی وہاں عالمگیر کی طرح پھیلا ہوا ہے اور نہ بھی سہی
 تو وہ عوام کی نمازیں ہیں نہ کہ غلط خوانوں کو امام بنانے کے لئے وہی علماء جو وہ توسیعات کہتے ہیں بطلان
 امامت کی تصریح فرماتے ہیں اور جو قادر ہی نہیں کوشش کرتا ہے محنت کرتا ہے مگر نہیں بخلا جیسے کی زبان و ہا
 گنوار کہ قاف کو کاف، ذال کو زیم پڑھیں۔ صحیح مذہب میں صحیح خواں کی نماز ان کے پیچھے بھی نہیں ہو سکتی تفصیل
 اس مسئلہ جلید کی جس سے آج کل نہ صرف عوام بلکہ بہت علماء و مشائخ تک غافل ہیں۔ فقیر خفرا اللہ تعالیٰ
 لہ کے فتاویٰ میں ہے در مختار میں ہے،

لا یصح اقتداء غیر لاشعہ ای بالاشعہ علی الاصح
 کہ فی البحر عن المجتبی و حرم
 الحلبي و ابن التحنة انه بعد
 بذل جهدہ و انما احتیاجا کلامی فلا یؤمر
 الا مشد ولا یصح صلاتہ اذا
 امکنہ الاقتداء بمن یحسنہ
 او ترک جہدہ او وجد قدر الفرض
 مما لاشعہ بہ فیہ هذا هو الصحیح
 المختار فی حکم الاشعہ و کذا عن
 لا یقدر علی التلفظ بحروف من
 الحروف

لہ در مختار باب الامامة مطبوعہ مجتبیٰ دہلی ۸۵/۱

اور غیر تو تے کی اقتدار تو تے کے پیچھے اصح قول کے
 مطابق درست نہیں جیسا کہ البحر اربع میں لکھتے
 سے منقول ہے (الشعہ بر وزن افضل اس شخص
 کہ کہتے ہیں جس کی زبان سے ایک حرف کی جگہ
 دوسرا نکلے مثلاً رک بگزل بگزل) حلبي اور ابی شعثہ
 نے تنقیح کی ہے کہ تو تلاپن رکھنے والے شخص ہمیشہ
 صحت حروف کے لئے کوشاں رہے، اس کے
 بعد وہ اتنی کی طرح ہے یعنی وہ اپنے ہم مثل کا
 امام بن سکتا ہے اس کی نماز صحیح نہ ہوگی جب آ
 صحیح پڑھنے والے کی اقتدار ممکن ہو یا اس نے
 کوشش ترک کر دی ہو یا بعد فرض قرأت کی وہ

رسالہ نعم الزاد لروم الضاد (ضاد کے پڑھنے کا بہترین طریقہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
۱۶۶۲ھ از ریاست رام پور محلہ کندہ متصل مسجدیاں گاماں مسئلہ مولوی محمد یحییٰ صاحب
۲۳ شوال محرم ۱۳۱۵ھ

علمائے شریعت متین اس بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ
غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کے پڑھنے
میں کچھ لوگوں کا اختلاف ہے اکثر رسائل اور فتاویٰ
اس بارے میں مختلف ہیں بعض لوگ قوارش ہیں انسان
(محمول) کو دلیل بناتے ہوئے ضاد کو وال کے ساتھ
پڑھنے کا کہتے ہیں اور بعض اسے ظا اور ز کے ساتھ
تبدیل کے قائل ہیں اور آواز میں مشابہہ ہونے کی
دلیل پیش کرتے ہیں قاری عبد الرحمان مرحوم پانی پتی نے
کہا کہ رسائل اور فتاویٰ میں اس بارے میں غلام
تحقیق یوں بیان کیا گیا ہے کہ ضاد کی جگہ وال یا کوئی

چرے فرمایند علمائے دین و مفتیان شریعت متین وریں
باب کہ در قرأت غیر المغضوب علیہم ولا الضالین
در چند اشخاص نزاع ہے مانند اکثر رسائل و فتاویٰ وریں
باب مختلف ہستند بعضے خواندن ضاد را بدالی تو را است
ہیں انسان وریں سے آواز و بعضے برائے تبدیل ظا و
زا انشاء برصوت دلیل سے گردانند و قاری عبد الرحمان مرحوم
پانی پتی در رسائل و فتاویٰ خلاصہ تحقیق بدین نحو رقم کرده
اند کہ بجائے ضاد وال یا حرفے خواندن بمنہ غلط است
ہر حرفت خصوصاً ضاد را از خروج خود مع صفاتش ادا کردن
بر ہر شخص واجب است وریں ہنگام شور و شغب

لغے خواص و عوام سند خواندی دال از شرح کبیر بیان
کرده اند از استانش در چند امور غلطی واقع گردید ترجمہ
از علمائے ماہرین و معتبرین کہ از جواب رافع غلطان احقاق
حق و ابطال باطل فرمایند اجر کمال اللہ تعالیٰ فی قلب
الداہمین امور چند موجب اشتباہ و غلطان مخصوص
اد سے ضاد شبیر بدال مطلقاً یا کلمہ دریافت طلب
از علمائے دین۔

اد حرف پڑنا محض غلط ہے، ہر حرف خصوصاً ضاد کو
اپنے مخرج سے اس کی صفات کے ساتھ ادا کرنا
ہر شخص پر لازم ہے، اس معاملہ میں بڑا اختلاف اور
شور ہے بعض خواص و عوام اسے دال پڑھنے پر
شرح کبیر سے سند ذکر کرتے ہیں، اس معاملہ میں چند
امور سے غلطان واقع ہو رہا ہے ماہرین شریعت پانے
جواب سے انہیں رفع کریں تاکہ حق ثابت ہو اور باطل کا
بطلان ہو جائے، اللہ تعالیٰ دایں میں تجھے اجر سے نوازے، ضاد کو دال یا ظا پڑھنے کی صورت میں بن امور
میں اشتباہ و غلطان واقع ہو رہا ہے وہ علماء سے دریافت طلب ہیں (وہ یہ ہیں)۔

اول فصل زلۃ قاری کہ در کتب فقہ طبرہ
ذیل حکم قرأت فی الصلوۃ مرقوم شدہ آیا حکم مسائل
آن مخصوص بہاں صورت است کہ از قاری بلا قصد
ارادہ حرفے بجائے حرفے فجاءت بر زبان جاری شدہ
باشد یا علی العموم است قاری و تالی بالقصد و
ارادہ حرفے بجائے حرفے خواندہ باشد بر تقدیر تسلیم
لشئ عموم ہر گاہ حکم قرأت بالارادہ نرسختہ شدہ باشد
معنوی کہ در فیصل ہر زلۃ القاری چھیست حالانکہ
در زلۃ کہ معرب لغزش است ارادہ مفقود است۔

اول کتب فقہ میں نماز کی قرأت کے ضمن میں
زلۃ القاری (قاری کا پھسلنا) کی جو فصل قائم کی گئی ہے
اس کے مسائل کا حکم صرف اسی صورت کے ساتھ
مفسوس ہے جب قاری سے بلا قصد و ارادہ ایک حرف
کی جگہ دوسرا حرف اچانک زبان پر جاری ہو جائے
یا حکم عام ہے خواہ قاری اور تلووت کرنے والا عداً
اور قصد کسی حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھ لے اگر
عموم حکم وال (شئ) تسلیم کر لی جائے تو جب اس میں قصد
قرأت کا حکم بھی تحریر ہوا ہے تو پھر اس فصل کا عنوان
زلۃ القاری کیوں رکھا گیا، حالانکہ فضا زلۃ لغزش سے مراد
ہے جس میں قصد و ارادہ مفقود ہوتا ہے۔

دوم در صورت عموم صرف بر اتحد
مخرج و تشابہ است عموم و سہولت لدا اکتفا کردہ
خواہ شد یا لیاظا معنی ہم داشتہ خواہ شد و
بصورت تبدیل معنی و فساد آن حکم فساد نماز و ارادہ
خواہ شد و دریں صورت کسیکہ در ابدال ضاد

دوم عموم کی صورت میں صرف اتحاد و مخرج یا
قرب مخرج اور تشابہ کی صورت میں عام و آسان
ادائیگی پر اکتفا کر لیا جائے گا یا معنی کا بھی خیال رکھنا
ضروری ہے اور بصورت تبدیل معنی و فساد حکم فساد
نماز کا ہوگا اس صورت میں جو شخص ضاد کو ذال سے

بذاتی تو رشتہ میں ان سے رابطہ دلیل گردانیدہ توجیہ صحت
تولش چرچا ہوا شد۔

صوم چنانکہ صاحب غنیۃ المستملی شرح غیہ
در فصل زلۃ قاری بمقام حکم ابدال حرفے بحرے مدار
بر صحت و فساد معنی داشتہ بصورتیکہ معنی صحیح از بدل معنی
حکم صحت نماز نہ نکاشتہ و چنانکہ از بدل فساد معنی شدہ
حکم فساد نماز داده ہیں حکم در ابدال فساد ابدال مصلحت ہم
جاری خواہد بود و بہر جا کہ فساد ابدال مصلحت فساد معنی لازم
است حکم فساد نماز داده خواہد شد یا نہ اگر شق اول
مسلم است پس ابدال فساد ابدال مصلحت و بصورت دال
خواندن علماء و مطلقاً چگونہ صحیح خواہد شد و اگر شق ثانی
است فخصص آن موجب تخصیص کلام دلیل است۔

بدل کر پڑھنے پر مطلقاً لوگوں کے معمول کو دلیل بنانا ہے
اس کے قول کی صحت کی توجیہ کیسے ہوگی؟

صوم جس طرح صحت غنیۃ المستملی نے شرح غیہ کی
فصل زلۃ القاری میں ایک حرف کو دوسرے حرف
سے بدلنے کی صورت میں مدار معنی کی صحت و فساد پر
رکھا ہے تو جس صورت میں تبدیلی حرف سکے باوجود معنی
درست ہو گا نماز کی صحت کا حکم دیا جائے گا اور جہاں
تبدیلی حرف کی وجہ سے معنی فاسد ہو گا وہاں نماز کے
فاسد ہونے کا حکم جاری ہو گا اور جب فساد کو دال
پڑا جائے تو پھر بھی یہی حکم جاری ہو گا جہاں فساد کو
دال پڑنے سے فساد معنی لازم ملے وہاں نماز کے فساد کا
حکم جاری ہو گا یا نہیں؟ اگر شق اول مسلم ہے تو فساد
کیسے صحیح ہو گا اور اگر دوسری شق ہے تو اس کا فخصص

اور موجب تخصیص کون ہے؟

چهارم کسیک از عبارت شرح کبیر
ولا الضامین بالظار المبرر او الدال المصلح لا نفسہ
خواندنی دال بجائے فساد بدون لما مخالف و تباہ معنی
علی العموم قیاس کردہ قیاس فساد خواہ شد یا نہ زیرا
کہ ویرسی یہ کہ یہ حمل منہ حکم علی س جمل الخ صاحب
شرح کبیر از بدل قرب معنی ثابت کردہ و حکم صحت نماز
داده و ممکن است کہ بزرگ مقام از ابدال فساد ابدال
فساد معنی شود معنی آن خواہد شد تباہ شوند یا در
اکواب موجود کہ بمعنی بہ ترتیب جدیدہ شدہ است
ہر گاہ مود و عنوانہ شود معنی آن پدر و کردہ شدہ
خواہد شد کہ مشعر بر انقطاع آن است علی ہذا بسیار

چهارم جس شخص نے شرح کبیر کی عبارت
ولا الضامین بالظار المبرر او الدال المصلح لا نفسہ
سے ضام کی جگہ دال پڑنا بغیر لما و مخالفات تباہ معنی علی العموم
قیاس کیا ہے وہ قیاس فساد ہے یا نہیں؟ کیونکہ
آیہ کریمہ حمل منہ حکم علی س جمل الخ میں صاحب
شرح کبیر نے تبدیلی سے قرب معنی ثابت کیا ہے اور
صحت نماز کا حکم دیا ہے اور ممکن ہے کہ دوسرے
مقام پر فساد کو دال سے بدلنے سے فساد معنی لازم
آئے اور اس کا معنی یہ ہو گا کہ وہ تباہ ہو گئے، یا
اکواب موضوع میں اس کا معنی ہے وہ برتن جو ترتیب سے
رکھے گئے ہوں، اگر اسے مود و قدر پڑ جائے جس کا

معنی یہ بنے گا نصت کیا ہوا، یہ معنی دہ ہے جو اس کے انقطاع کی طرف مشعر ہے علیٰ ہذا التیاس بہت سی آیات قرآنی ہیں جن کا حال پر صاحب مطالعہ اور باتر شخص سے غمی نہیں ہیں پس اس صورت میں یقیناً نماز کے فساد کا حکم ہی دیا جائے گا جب فساد کو ظاہر اور ال سے بدل کر پڑھنے میں نماز کی صحت و فساد کے حکم کا لحاظ دے۔ اس شرح کبیر کی تحریر کے مطابق صحت معنی و فساد معنی کی تبدیلی پر ہے، تو پھر علوم بلوی کی بنیاد پر عوام کے حق میں عدم فساد نماز کا قول جس کی وجہ یہ ہے کہ صحت لفظ اور تبدیلی معنی کا فرق عوام نہیں کر سکتے اسی طرف خواص جو ہر قسم کا فرق کر سکتے ہیں تو کیا ان پر بھی یہ حکم جاری ہو گا یا نہ؟

چونکہ جب امام جزی کی تمہیدی عبارت، شیخ الاسلام زکریا انصاری کی شرح مقدمہ جزی اور شرح علی قاری میں ہے کہ لوگوں کی زبانیں ضاد کی ادائیگی میں مختلف ہیں بعض نا، بعض دال، بعض ذال اور بعض اسے زاکا بوسہ کر پڑھتے ہیں اور یہ تمام حضرات قرآن عرب میں شمار ہوتے ہیں اس صورت میں ضاد کو دال مطلق پڑھنے پر قارث کا دعویٰ کیسے تسلیم کیا جاسکتا ہے؟ جیسا تو جروا۔

آیات ہستند کہ عائشہ بر شفقش بغیر پوشیدہ نخواہد شد پس در ای صورت لا محالہ حکم فساد نماز دادم خواہ شد و برگاہ مدار حکم صحت و فساد نماز بصورت ابدال ضاد بظاہر و دال خود حسب تحریر صاحب شرح کبیر بر صحت و فساد معنی بدل شدہ چگونہ قیاس نہ کور بسبیل عموم بلوی بخصوص عدم فساد صلاۃ چنانکہ در حق عوام است کہ هیچ امتیاز در صحت لفظ و فرق معنی نمیدارند چنانچہ در حق خواص کہ امتیاز ہرگز نہ دارند جاری خواہ شد یا نہ۔

چونکہ جب برگاہ از عبارت تمہید جزی و شرح شیخ الاسلام زکریا انصاری بر مقدمہ جزی و شرح علی قاری ہاں ثابت است کہ امتیاز ادب ضاد و تلفات بعض طائے معروضہ بعض دال مطلق بعض ذال مطلق و بعضہ غیر با شہام زائے معجزے خوانندہ این ہمہ حضرات از قراء عرب معدودند و دریں صورت دعویٰ قارث ادائے ضاد بصورت دال مطلق چگونہ قابل تسلیم خواہ شد۔ مینوا تو جروا۔

الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم

تمام حمد اللہ کے لئے جس نے اپنے ہی پر حق (قرآن عظیم روشن عربی زبان میں) نازل کیا اور صلوٰۃ و سلام اس ذات پر جس نے حق کو فصیح زبان سے ادا کیا (قرآن کی تلاوت سب سے اعلیٰ فرمائی) اور آپ کی آل و

الحمد لله الذي انزل على نبيه ص و الصلوٰۃ والسلام على افصح من نطق بصر و على ابله و صحبه الذين اقتدوا به و هو لسفرا الحق تبارك و تعالیٰ و بارك و سلمو عليه و

عالمی ہونا حق جل و علا و تبارک تسوآن عظیم
 بلسان عربی سین بر بنی عربی قرشی علی
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرستاد و برائے تلاوت و
 استماع و استفادہ و انتفاع عباد آں صفت کریم
 قدیر خود را بکسوت حروف و اصوات بجل و ادب عالم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما انزل الیہ بعبارہ کرم شریفہ
 و صحابہ بتابعین و تابعین بر تبیح و بچیاں قرنا بعترنا
 و طبقہ فطیقہ ہر ہر حرف و حرکت و صفت و ہیئت
 براقصہ غایات تو اترکہ ما فوق آن تصور نیست بما
 رسیدہ الحمد للہ العلی الجید و ذلک قولہ تعالیٰ انا
 نزلنا الذکر و انا لہ لحفظونہ
 پس بکہ اللہ چنانکہ درایتی کلمات کریمہ اشش
 اصلا محل تو بکے نیست کہ شاید کہ سے الحمد للہ
 نازل شدہ باشد پچن ہشت مولیٰ عز و جہل
 و ربیع حرفے از دون طیارش زہار جائے تردد سے
 نیست کہ شاید بکل لام قرینیم قرین بودہ باشد پس
 نہجیکہ بقیقین قاطع میدانیم کہ اوست و ق در زبان عربی
 جدا گانہ است و در مستزآن عظیم الاء علا و غلا بر معانی
 مختلف بر ہاں وجہ یقین جازم می شناسم کہ حق و ظ
 و د نیز در بلسان عرب سہ حرف قباہین است و
 در فرقان کریم ضل و ظل و دل و دل و کلمات متخالفہ پس
 ض را ظ یا د خوانند بعینہ یہاں مانہ کہ کئے ارا
 ع یافت خوانند و کئے تورش در اداسے د بکئے

صحاب بہنہوں نے آپ کی اقتداء کی جبکہ وہ سفر
 آرتب کلمے سامان میں۔ اللہ جل جلالہ رحمتیں برکتیں
 در سلامتی آپ پیاہن سب پر نازل فرماتے اور
 زیادہ کئے۔ قرون عظیم مدشن عربی زبان میں اللہ عزوجل
 سے اپنے عربی قریشی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا
 اور اس کی تلاوت و سماعت اور اس سے استفادہ و
 نفع کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت کریمہ قدیمہ کو حروف و
 تہجیل و صولت کا لباس پہنا کر اپنے بندوں کو غایت فرمایا
 نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ تک قرآن پاک کو اسی
 طرح سننی دیا جس طرح وہ نازل ہوا تھا صحابہ نے تابعین تک
 تابعین تک تابعین تک اسی طرح بردہ اور طبقہ میں میں گزشتہ
 ہر حرکت ہر صفت احد بیست تو اترکہ اعلیٰ درجہ کے
 ساتھ ہر حرکت بہ کراہی بڑھ کر تو اترکہ تصور
 بھی نہیں ہو سکتا۔ حمد ہے اللہ کے لئے جو بلند
 بزرگی والا ہے اسی سے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد
 عزامی ہے بلاشبہ ہم نے اس ذکر کو نازل کیا ہے
 اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ الحمد للہ قرآن مجید کے
 کلمات میں سے کسی ایک کلمہ کے بارے میں بھی ہرگز
 کسی قسم کا دہم نہیں کیا جاسکتا کہ شاید الحمد کی جگہ
 الشکر نازل ہوا تھا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا شکر ہے
 کہ مستزآن کے کسی حرف کے بارے میں کوئی شک
 تردد نہیں کہ شاید الف لام کی جگہ قرین کے لئے نیم
 نازل ہوا تھا جس طرح میں ظنی یقین ہے کہ اوست

صحنہ سخن است پس غلط و پر بیگزہ - تو ارش
اگر در علمائے معتبرین قرأت مقتضی خود باطل و
مردود و اگر در عوام ہند مراد از یہی چہ کثرت
سکات سورۃ فاتحہ از حد ہا سال در عامیاں
رایج است و جسد براسے توجیہ آنہا
ہفت نام شیطان در دے تراشیدہ اند
دل ہوب کیونکہ کس تعلی بعدی
و بعض دیگر مرموزہ صما و مصما و
و کذلک کانت ینبغی علی مزعومہم
شدت تحفظ ایشان بری سکات بیشتر و
فرد تر از تحفظ بر واجبات اجماع توجیہ
سمرینم، و ہر کہ مراعات آنہا نکند این
نادانان اور از توجیہ متہ آن مایل، عامل
دانند فانظر کیف ہما فیہم
المعروف منکر و المنکر
معروف۔ ای اخراعاتہ باطلہ
حقیقت بیش از ان نیست کہ امت
الا اسماء سمیتہا۔ علماء
یہ سکات باطلہ را تعبیہ کردہ اند و
بطان آنہا تصریح، علامہ ابراہیم حلبی
در غنیۃ المستمل فراید قال فی فتاوی
الحجۃ المصلی اذا بلغ فی
الفاصلۃ ایالک نعبد و ایالک
نستعین لا ینبغی امت یقف علی
تولہ ایالک ثم یقول نعبد

عربی زبان میں جدا جدا حروف ہیں اور قرآن میں الا،
علا و غلا کے الگ الگ مختلف معانی ہیں، اسی طرح ہم
اس رسم کی تین کہیں کہتے ہیں کہ ض، ظ اور ذ زبان عرب
میں آپس میں قبائلی تین حروف ہیں اور فرق ان عظیم میں
ض، ظ اور ذ کے معانی مختلف اور قبائلی ہیں پس
ض کو بعض ظ یا د پڑھنا اسی طرح ہے جیسے کئی الفاظ
عین یا فا پڑھا کرے باقی اس تواریث کا دعوی کہ
ض کی جگہ ذال ہے سمت غلط ہے کیونکہ اس تواریث
سے مراد قابل اعتماد قرآن کا تفسیر ہو یہ از خود باطل و مردود
ہے دودہ لوگ ایسی بات کیسے کر سکتے ہیں، اور اگر مراد
عوام ہند کا تواریث ہے تو اس سے منصف کیسے حاصل
ہو سکتا ہے، عوام کا حال تو یہ ہے کہ سہ ہا سال سے
سورۃ فاتحہ میں سات سکات رایج ہیں اور جاہل ان
کی توجہ میں سات شیاطین کا نام لیتے ہیں ذل، حذ،
کیو، کس، تعل، تعل، اور بعض ان دونوں
تھا اور مصرعہ کا اضافہ کرتے ہیں کہ زعم انہیں نہیں کہ سکات نظر
اپنے غلط علم کے مطابق ان سکات کا تفسیر توجیہ اجماعی
واجبات سے بڑھ کر کرتے ہیں، اور جو ان کی پابندی نہیں کرتے
یہ فرق ان سے توجیہ قرآن سے جاہل اور غافل قرار دیتے
ہیں آج سے دیکھیں کیسے عوام کے ہاں معروف منکر اور
منکر معروف بن چکا ہے۔ ان خرافات باطلہ کی کوئی
حقیقت اس سے زیادہ نہیں کہ یہ ان کے خود ساختہ
نام اور تصورات ہیں اہل علم نے ان باطل سکات کی
سخت تعبیہ کی ہے اور ان کے باطل ٹخنے کی تصریح کی ہے
علامہ ابراہیم حلبی غنیۃ المستمل میں فرماتے ہیں فتاویٰ الحجۃ

واما الاولی والاخری امت یصل
ایاک نعبد وایاک نستعین انتهم
فلا احتیاس بموت یفصل ذلك
السکت من الجهال المتفقهین
بغیر علم آھ۔

کہ جب نمازی فاتحہ میں ایاک نعبد وایاک نستعین پر
پہنچے تو وہ یہ نہ کہے کہ ایاک پرک جائے پھر فہم کہ
بلکہ اوئی امد اصبح ہی ہے کہ ایاک نعبد وایاک نستعین
کو متصل کر کے پڑھے انتھی اگر بعض جاہل ان پڑھ لوگ
بغیر کسی دلیل کے سسکتہ کرتے ہیں تو ان کا ہرگز اعتقاد
نہیں کیا جائے گا آھ۔

علامہ علی قاری علیہ رحمۃ الباری درمنہ الفکر
بعد از ادجارت فتاویٰ الحجۃ سے فرماید اقول و
ما اشتہر علی لسان بعض المحدثین
من القرات فی سورۃ
الفاتحۃ فی طمان کذا من
الاسماء فی مثل هذه التراکیب
من البناء فخطاء واحش و
اطلاق قبیح شر سکتہ عن نحو
دال الحمد وکاف ایاک و امثالها
خطہ صریح علامہ محمد بن عمر بن منالہ
قرشی حنفی در رد ایں مزعوم رسالہ مستقلہ نوشت
کما ذکرہ کشف الظنون فی ذکر
الرسائل من فیرور عن غوان امر غوم پیش از
وقوف بریں کلمات ایں سکتات باطلہ را ابطال می کرد
و منشأ اختراع انسانی و انم کہ اگر غرابت سخن مانع بود
بقلم می سپردم علماء کہ اختلاف السنن ناشی از اختلاف بیان فرمودند

علامہ علی قاری علیہ الرحمۃ الباری منہ الفکر
میں فتاویٰ الحجۃ کی عبارت ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں
میں کہتا ہوں بعض جاہل لوگوں کی زبان پر یہ جو
مشہور ہے کہ قرآن کی سورۃ فاتحہ میں اس ترکیب سے
شیطان کے نام میں یہ بات مراد غلط ہے اور اس کا
قیح بالطلاق ہے، اور پھر ان کے سکتوں سے مراد
الحکمۃ و امد ایاک کا کاف ہے امد ان کی مثل
دوسرے مقامات میں جو نہایت ہی غلط امد باطل
ہیں علامہ محمد بن عمر بن خالد قرشی حنفی نے اس باطل
خیال کے رد میں ایک مستقل رسالہ لکھا جس کا ذکر
صاحب کشف الظنون نے رسائل میں کیا ہے
فیر نے اپنے ابتدائی دور میں علماء کے مذکورہ ارشاد
پر اطلاع نہ ہونے کے باوجود ان سکتوں کا رد کیا
اور ان خرافات کے خشا سے بھی آگاہی حاصل ہے اگر
غلطی سخن مانع نہ ہوتی تو میں اسے احاطہ تحریر میں
ضرور لاتا۔ علماء ضد کی ادائیگی میں لوگوں کی مختلف

حاشا مراد نہ آنت کہ اس طبعی اداستہ
عرب است بلکہ مقصود بیان غلط و خطائے عوام و
اداسے ایں حرف و تنبیہ ربط و تخریر از آیت
جہارت مولانا قاری و شرح مقدمہ حسنہ یہ
زیر قول ما تن والاضاد باستطالة و خروج میز من
الظاہر و کلماتی فی الظعن طیل ظہر عظم
الحفظ و ایقظہ انظر عظم ظہر اللفظ
پہنایست قد انظر والاضاد بالاستطالة
حققی متصل بخروج اللام لہا فیہ من
قوة الجہر والاطباق والاستعلاء
ولیس فی الحروف ما یسر علی اللسان
مثله و لستہ الناس فیہ مختلفہ فہمہ من
یخرجہ فاء و صہم من یخرجہ دالا مہمہ و
معجمہ و مہمہ من یخرجہ طہ
مہمہ کالمصری و مہمہ من
یشہہ ذال و مہمہ من یشیر بہا
بالفاء المعجمہ لکث لکات
تمییزہ عن الطاء مشکلا بالنسبۃ الی
غیرہ امران ظہر بتمییزہ عنہ نطقا ثم
بین ما جاء فی القسرات یا فاء لفظاً
ایں شدت تحفظ علما است برتلیز حروف و
آنچن کہ امام ناظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے
کلمات متہ آنیہ واروہ بطائے مجملہ راضی

زبانوں کا جو تذکرہ کیا ہے اس سے مراد یہ ہرگز نہیں ہے
کہ قرآن عرب کی ادائیگی کا یہ طبع لیتہ ہے بلکہ اس
سے مقصود صرف اسی حرفت کی ادائیگی کے واسطے
میں عوام کی غلط اور غلطی کی نشان دہی کرنا ہے اور اس کے
بطریق پر تنبیہ اور اس پر سیر پر متوجہ کرنا ہے جیسا کہ علی بن ابی
شریحہ مقدمہ جزیریہ میں مانت کے اس قول "فہا دیں
استطالہ ہے اور اس کا خروج ظاہر سے الگ ہے اور
ظاہر تمام میں ہے انظر، ظن، ظل، ظہر، عظم الحفظ
ایقظ، انظر، عظم، ظہر اللفظ کے تحت یہی کوضاد
استطالہ میں منفرد ہے حتی کہ وہ لام کے خروج کے ساتھ
متصل ہے کیونکہ اس میں کوئی جہر، اطلاق اور استطالہ
پایا جاتا ہے اور حروف میں کوئی حرف ویسا نہیں جس
کی ادائیگی صاد کی طرح مشکل ہو اس کی ادائیگی میں لوگوں کی
زبان مختلف ہے بعض اسے فاء، بعض ال یا ذال کے خروج
سے اور بعض ظا کے خروج سے پڑھتے ہیں جیسے مصر کی
لوگوں اور بعض اسے ذال کی بودیتے ہیں بعض ظا سے
ظا کر پڑھ دیتے ہیں لیکن چونکہ اس کا امتیاز دیگر
حروف کی نسبت ظا سے مشکل ہے اس لئے ناظم
دامن نے مراۃ اس سے قضا کرنے کی بات کی
پھر وہ مقامات بیان کئے جہاں قرآن مجید میں ظا غلط
استعمال ہوا ہے ان پر شدت حروف کے امتیاز
کے تحفظ و علما کے کا بند ہونے کے لئے ہے اور وہ
جو امام ناظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے کلمات قرآنی ذکر کئے

فرمودہ تابدا نند کہ ایں صفت بقرآن عظیم در میں مراد است
 و آنچه غیر اینهاست ہمہ بضاد است همچنان فاضل
 ادیب حریری در مقام جلید عامر لغات عربی و لغات
 را مضبوط نموده چنانکه فرمود ایها السائل عن
 الضاد والظاء ۴ و لکیلا قصیدہ الالفاظ
 است حفظ الظاء آت یغنیک فاسمعها
 استماع امری لند استیقاظ غیر طائفة
 فی مقام جمیع هذه الحروف و فی
 ذلک شرح عظیم و الظواهرات
 هذا مجمل ما فی جمیع الفتاوی
 باز فرمود شعر فی الخزانة ایض لوقراً
 ولا الضالین بالظاء فسدت
 مملوته و علیس اکثر لائنة منهم
 ابو مطیع و محمد بن مقاتل و محمد بن
 سلام و عبد الله بن الاثریری و علی
 هذا القیاس فی جمیع القرائ و لوقراً
 بالظاء مکان الضاد تضاد صلاته الا
 فی قوله تعالی و ما هو علی الغیب یحیی
 بالظاء و الضاد فہما قرأت متبیین
 پر قدر تصور روشن است کہ ایں تبیین
 از یک معنی زبانی با سہ گروہاں و ترکیباں و
 دہقانیاں کو فرمود و غیر جمعی و الجماع است و لئند

میں جن میں خلا ہے تاکہ ہر کوئی جان لے کہ قرآن کریم
 میں خلا کے ساتھ یہی کلمات ہیں اور ان کے علاوہ
 میں ضاد ہے اسی طرح فاضل ادیب حریری نے
 مقام جلید میں خلا کے الفاظ عربی ذکر کرتے ہوئے کہا
 جس جگہ کہلے ضاد اور خلا کے بارے میں پوچھنے
 والے تاکہ الفاظ میں غلط ملط نہ ہو، اگر تو ظاہر
 کے تمام مقامات محفوظ کرے تو بے نیاز ہو جائیگا
 پس اب تو انہیں خوب سے سن جس طرح ایک بیدار
 آدمی سنتا ہے، ایک گروہ ان حرف کے فوائد میں تفریق
 تبدیل کیا ہے اور اس میں حرف عظیم ہے اور ظاہر
 پر ہے کہ تمام فتاوی کا اجمال ہی ہے، پھر فرمایا کہ
 خزائن میں بھی ہے کہ اگر وہ الفالین میں ظاہر ہی
 تو نماز فاسد ہو جائے گی، اکثر ائمہ اسی پر ہیں
 ان میں سے ابو مطیع، محمد بن مقاتل، محمد بن سلام
 عبد اللہ بن الاثریری بھی ہیں اسی پر قیاس کرتے
 ہوئے کہا کہ تمام قرآن میں ضاد کی جگہ اگر ظاہر ہی
 تو نماز فاسد ہو جائے گی البتہ اللہ تعالیٰ کا
 قول و ما هو علی الغیب بضیعین مستثنیٰ ہے کیونکہ
 اس میں ظا اور ضاد دونوں کے ساتھ دو قراتیں آتی
 ہیں آپ نے دیکھا کہ کس قدر واضح تصریحات ہیں
 کہ یہ تبدیلی کر دو، ترک اور کوفہ کے باور نشینی وغیرہ عام
 ادبی و کون کی زبانیں گنڈ ہونے کی وجہ سے یہی وجہ کہ

اکثر علمائے متاخرین کہ در محل مشقت و در تعبیر کردہ اند
 اس ترخیص را ہم بکنی عامیاں مقصود استند باز حکم
 جمهور انکہ نفسی کہ بریں ابدال بنجام فساد معنی
 حکم بفساد نماز فرمودند و ہمیں است مذہب
 ائمہ ثلاثہ سیدنا الامام الاظم و امام ابی یوسف و
 امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین علی خلاف
 بینہم فی ما اذا کانت مشلہ فی
 القرأت او لاحکما فصلہ فی الغنیۃ
 با حسن تفصیل فانہ یجزیہ الجزاد
 الجلیل و رخانہ و خلاصہ و بزازیرہ و غنیہ و
 حلیہ و خزائنہ و غیرہ یا کتب معتدہ مذہب بکثر
 فروغ یں تبدیلیا است کہ دروے حکم بفساد نماز
 داده اند من شاء علیہا جمعہ ما سب ف
 نقلہا طولا کعبیرا و عمود علامہ قاری و شریع
 جزیریہ فرمود (وان تلاقی) اعی الضیاد
 والاد (البیان) ای فیما کل مہما لاشہ
 ولا یجوز الا دغامر لبعد مخرجہما
 قال الیمنی فلو قرأ یا کلا دغامر تفسد
 الصلوة وقال ابن المصنف و تبعہ
 الرومی و لیت حرم من عدم بیانہما
 فانہ لو ابدل ضیاد ابطاء او بالعکس
 بطلت صلاتہ لفساد المعنی و
 قال المصری فلو بادل ضیاد ابطاء
 فی العاتحۃ لم تصح قرأتہ
 بتلک (مکتبہ) یا زکلام ابن الہمام و کلام مذکورہ

اکثر علمائے متاخرین جو مشقت کے مقام پر آسانی
 کی طرف گئے ہیں انہوں نے بھی اس رخصت کو حرام
 کے حق میں جائز رکھا ہے پھر جو براءتہ کا حکم دیکھو انہوں نے
 اس تبدیلی پر ساد معنی کے وقت فساد نماز کا حکم دیا ہے
 اور بھی مذہب ائمہ ثلاثہ سیدنا امام اظم
 امام ابی یوسف اور امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا
 ہے اس اختلاف کے ساتھ کہ اس کی مثل قرآن مجید
 میں ہے یا نہیں اس کی پوری اور عمدہ تفصیل غنیہ میں
 ہے پس اللہ تعالیٰ انہیں بزازیرہ و غنیہ و حلیہ و خزائنہ و غیرہ
 دیگر کتب معتدہ مذہب میں ایسی تبدیلی کے متعدد
 جزئیات کا ذکر کر کے نماز کے فساد کا حکم بیان کیا گیا
 جو کس تفصیل پاتا ہے ان کی طرف رجوع کرے
 کیونکہ ان تمام کے نقل کرنے میں طوالت کا خدشہ ہے
 خود علامہ علی قاری شرح جزیریہ میں فرماتے ہیں (اور
 اگر یہ دونوں اکٹھے ہوں) یعنی ضیاد و ابطاء تو ہر ایک
 کا اعیاد ضروری ہے، ان کے بعد مخرج کی وجہ سے
 ادغام جائز نہیں یعنی نے کہہ کہ اگر کسی نے بدلم کر کے
 پڑھا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ ابن مصنف اذان
 کی اتباع میں رومی نے کہا ان دونوں کے عدم اختیار
 سے احتراز چاہئے، کیونکہ اگر ضیاد کو طاء سے بدلایا
 اس کا حکس کہا تو فساد معنی کی وجہ سے نماز باطل
 ہو جائے گی، اور مصری نے کہا اگر کسی نے فاتحہ میں
 ضیاد کو طاء سے بدل کر پڑھا تو اس کلمہ کی قرأت
 درست نہ ہوگی، پھر ابن الہمام اور حلیہ کی مذکورہ

اقول وباللہ التوفیق بتحقیقنا ہذا
ظہر لك انخصاف ما ترعم بعض النخاة وهو
ابن النمرانی اسکو فی حیث كان يقول جازنی فی
كلام العرب انت يعاقبوا
بیت الضاد و الطاء فلا يحط
من يجعل هذا فی موضع هذا
وینشد

الى الله اشكو من خلیل اودى
ثلث عدل حلهالى غانض
بالضاد .

و يقول هكذا سمعته من فصحاء العرب
نقله ابن خلكان فی وفیات الاعیان .
ذلك لانه لو كان ما ترعم صحيح لما
حكم ائمة الفقه وهو ما هم فی جميع
فنون العربية وغيره من العلوم الدينية
بمسار الصلوة فی غیر المقضوب وامثاله
ما يفسد به المعنى ولما فرقوا بينه وبين
ظنين وظنين فاجت هذا مما مر
عن الخلية عن الخزانة عن الاثمة
ان فی جميع القرآن ان تفسد به الصلوة
ما خلا ظنين ومن سوغ فانما نظر الى
التيسير على العوام لانه صحيح فی جميع
الكلام اما البيت فلا حجة له فيه فقد يكون

اقول (میں کتابوں) اللہ تعالیٰ کی توفیق و
حنایت سے جو ہم نے تحقیق کی ہے اس سے ایک غوی
ابن الاعرابی کوئی کے اس قول کی کزوری بھی واضح ہوتی
ہے جو اس نے کہا تھا کہ ضاد اور طاء کو ایک دوسرے
کی جگہ کلام عرب میں پڑھا جاسکتا ہے جو ایک کی جگہ
دوسرے کو پڑھ دے اسے غلط دار نہیں کہا جائیگا
اور اس نے یہ شعر پڑھا،

اثر کے دل ہی میری شکایت ہے اپنے محبوب دوست
کے تین حادثوں کی جو سب مجھے ناپسند ہیں ۔
(اس شعر میں غانض ضاد کے ساتھ ہے)

اور یونہی میں نے فصحاء عرب سے سنا ہے، اسے بن سلمان
نے وفیات الاعیان میں نقل کیا ہے اور یہ اس لحاظ سے
کہ اگر ان قوں درست ہو تا تو یہ تمام اگر فقہ عظیم
و فقیہ اور فحولہ عرب کے باہر ہیں غیر المغضوب اور
اس جیسے دیگر الفاظ جن میں فساد معنی لازم آتا ہے
نماز کے فاسد ہونے کا حکم جاری نہ کرتے اور ظنین و
ظنین اصغر لفظ کے درمیان فرق نہ کرتے، یہ
اس میں سے کہاں ہے جو علیہ سے قرآن سے ان کے ہونے
سے گزرا کہ ظنین کے علاوہ تمام قرآن میں (جب
فساد معنی ہو) تو نماز فاسد ہو جائے گی، اور جو لوگوں
نے اسے جائز قرار دیا تھا انہوں نے عوام پر آسانی
کی خاطر ایسا کیا ہے یہ نہیں کہ ایسا کرنا فی الواقع فصیح
کلام میں صحیح ہے، رہا معاملہ شعر کا وہ اس سلسلہ

من عاضه اذا نقصه قال الاسود بن
يعمره

اماترینی قد غنیت وعاضنی

فامیل من یعمری ومن اجلادی

قال ف تاج العروس معناه نقصنی

بعد تمام و هذا ابن

العربی قد انشد بنفسه

ولو قد عاض معطسه جویری

نقد لانت حرکتہ و خاصا

ونسه فقال اشرفی انفسه حتی یذل

وقد قال ابن سیدہ فی ذلك البیت

یجوز عندی ان یکون خائف

غیر بدل و لکنه من عاضه

نقصه و یکون معناه حیث ان

یقصنی و یتهمسنی نقلها فی التاج

ایضا و عن هذا حکم علیا و تا بعد الفساد

فیہ لو قرأ فیض بهم الکفار یا لفساد

مکان الظاء کما فی الخانیة قال ف

العنیة لان معناه مناسب ای لنقص

بهم الکفار و کذا قال فی قوله

تفلف قد موتوا بغیظکم و

تاج العروس فصل العین من باب المضاد

سک فادی قاضی خان فصل فی قرأ القرآن خطا

سک فنیة المستملی شرح فنیة المصلی فصل فی زلة القاری

سک فادی قاضی خان فصل فی قرأ القرآن خطا

میں ان کی محنت نہیں بن سکتا تو کبھی یہ خاصہ سے آتا ہے

اس وقت اس کا معنی نقص ہوتا ہے چنانچہ امون یعفرہ کہا

کیا تو دیکھتی نہیں کہ میں قتا ہو چکا ہوں اور میری آنکھیں

اور اعضاء کے حواسات نے مجھے ناقص کر دیا ہے۔

تاج العروس میں ہے: اس کا معنی یہ ہے کہ اس نے

مجھے کماں تک پہنچنے کے بعد ناقص کر دیا، اور اس

ابن امرابی نے خود یہ شعر کہا:

اگر جبری نے اس کی ناک کو کاٹا ہے تو ضرور اس

کی ناک کی ہڈی نرم اور ناقص ہوگی۔

اور اس کی شرح کو سنئے ہوئے کہا کہ اس نے اس کی ناک

کو داغدار کر دیا حتیٰ کہ وہ ذلیل ہو گیا۔ اور ابن سیدہ

نے اس (پختہ) شو کے متعلق کہا کہ اس میں "خائف"

خائف سے نہیں بدلا بلکہ وہ خائف سے ہے جس کا معنی

نقص ہے، لہذا اب معنی یوں ہوگا اس نے مجھے ناقص

کر دیا، اس کو تاج العروس نے بھی نقل کیا ہے اور

اسی بنا پر ہمارے علماء نے فرمایا کہ اگر کسی نے

لیغیظ بهم الکفار میں غار کی جگہ ضاڈ پڑھا

تو نماز فاسد نہ ہوگی جیسا کہ خانیہ میں ہے۔

غیر میں ہے کہ اس کا معنی مناسب ہی رہتا ہے

یعنی ان سے کافروں میں نقص و اضطراب ہوا

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ارشاد دگر می قتلہ موتوا

مطبوعہ احیاء التراث العربی ۶۵-۶۴/۵

مطبوعہ فوٹو کثور کھنہ ۶۸/۱

مطبوعہ سیل انڈیا لاہور ص ۴۸

مطبوعہ فوٹو کثور کھنہ ۶۹/۱

بالجملة مخالفه لا یؤخذ من قول نحوی
خالف نصوص الاشارة بل الانصاف عند
من توسل الله بهمیرته فقد یح
قولهم علی اقوال النحاة فی العربیة
ایضا فان الاجتهاد لا یتأقی
الامتصاع لمذهب معتدوف فی قلبه
نور الالهی فاحرف ذلك فانه نفیس
مهمو آدے مارا انکار نیست کہ در کلام
عرب معاقبہ میان ضرب و خطا صفت
نیامد کلمات صیغہ بہرہ درجہ وارد شدہ چون
عقل الحرب والزمان وعقل الزمان جنگ گزیہ
وگزند رسانید و تماضوا و تماظرا باہم بجنگ
افتادند و بریک دیگر زبانی گفتند کہ
فاض فلاں و فاظ مرو و بط الضارب اوتارہ
و بعض چنگ زن اوتار را برائے زدن جنبانید
و مہیا نمود و تفتیرید و تفتیر یعنی درج کردن
بعض و بیض خایہ مور و بخر و بخر و سہ الی
غیر ذلک مما عداہ ابن مالک فی کتاب
الاعتصاد فی معرفۃ اشیاء الضاد اما این معنی
مستلزم آن نباشد کہ ہر جا ابدال روا بود
چنانکہ میان لام و را جا یا معاقبہ است
و در مجمع بحار الانوار آورد و فیہ کان
یکرا تعطر النساء و تشبہن
بالرجال انما عطرنا یظہر و یحہ
کما یظہر عطر الرجل و قیل اراد تعطل

بغیظ کو میں کہا، بالجلدین وقتہ، مسئلہ نحوی کے ایسے
قول سے نہیں لیا جاسکتا جو ائمہ کی تصریحات کے خلاف
ہو، بلکہ ہر شخص جسے اللہ تعالیٰ نے نور بصیرت سے
نوازا ہے وہ ائمہ کے اقوال کو فرائض عربیہ میں بھی نجات
کے اقوال پر مقدم رکھے گا کیونکہ اجتہاد وہ کر سکتا ہے
جس میں اس کی کامل صلاحیت ہو اور اس کا دل
نور الہی سے پر ہو اسے اچھی طرح محفوظ کر لو کیونکہ یہ
نہایت ہی اہم اور قیمتی تحقیق ہے، البتہ ہمیں اس
بات سے ہرگز انکار نہیں کہ کلام عرب میں ضاد اور ظا
ایک دوسرے کی جگہ آہی نہیں سکتے بہت سے کلمات
ان دونوں حروف کے ساتھ ملا ہیں مثلاً علف الحوب
و الذمان و عطف زمان دونوں کا معنی یہ ہے کہ
بجنگ نے کاتارہ و کایف پہنچائی تھا ضوا اور نماظو
آپس میں جنگ و غیرہ کرنا اور ایک دوسرے پر زبان
کھولنا "فاض فلاں" اور "فاظ مرو" فلاں فوت ہوا
الضارب اوتارہ اور بن صاحب برسیقی کاتارہ کو بجانے
کے لئے حرکت دینا۔ تقریظ اور تقریض قریض کرنا۔
بعض اہل بیض مور کا لٹہ۔ بخر و بخر عورت اور
شرمگاہ الی غیر ذلک وہ ہیں جنہیں ابن مالک نے
"کتاب الاعتصاد فی معرفۃ اشیاء الضاد" میں شمار
کیا ہے لیکن یہ اس بات کو مستلزم نہیں کہ ابدال
ہر جگہ جائز ہوگا مثلاً لام اور را کئی مقام پر ایک دوسرے
کی جگہ آتے ہیں۔ مجمع بحار الانوار میں ہے کہ اس حد
میں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواتین کے
خوشبو لٹکانے اور مردوں کے ساتھ مشابہت کرنے کو

النساء باللام وهي من لاحت علیها
ولا نصب واللام والراء يتعاقبان
وزنهما جائز بود کہ ہر جا قرار بند یکے بجائے دیگر سے
نوائند، علامہ تصریح فرمودہ اند کہ دریم تہی السرائر
سراطل یا دریم ترجعت الارض والجبالی بجائے جبال
جبار و اند نماز فاسد شود کما فی الثانیة و
الثنیة وغیرہما باز ایں جملہ کہ گفتہ آید ہم
در خصوص غائے مجہ است و حاشا کہ جاچے
و کیزے و دہتقائے از عرب بجائے غن
دیاطا مصتبی یا ذیبا نہ مجتبی بر زبان راند
سخن من و عرب خالص است نہ در قوسے
کہ بالعجم مخالف مشہد و در زبان نیز خاطر و
مخالط مشہد رجعت قمری را شہری و مسند
و ثلثہ عشر و ثلثہ عشر و ثلثہ عشر و ثلثہ عشر و ثلثہ عشر
و دال مملۃ الی غیر ذلک من التفرات المملۃ و
ہا بعضے از اعراب و اطراف یمن طاقی مشہد
کہ کذا را بجای گفتند و منک خطاب بانہی
را منجیم فارسی و بعضے دیگر ویدم کہ جیم را
کاف فارسی مسجد را مسکد و جمال را کمال
سے گفتند قال الرضف الباء اللق
کالفاء قال السیراف حم
کثیرة فی لغة العجم و اظن

نا پسند فرماتے تھے، یہاں عطر سے وہ خوشبو مراد ہے
جو اس طرح محکم دار ہو جو مرد لگاتے ہیں۔
بعض نے کہا کہ یہاں را کی جگہ لام ہے یعنی تعطل
الفساد لام کے ساتھ، یعنی عورت کا بغیر زیور اور
جمندی کے ہونا مراد ہے کہ لام اور را ایک دوسرے
کی جگہ مستعمل ہوتے ہیں (یہ اگر ہ جائز ہے) مگر یہ بعض
مقام پر جائز نہیں ہوتا کہ جہاں پار میں ایک کو
دوسرے کی جگہ پڑھ لیں۔ علامہ نے تصریح کی ہے
کہ یہ وہ تہی السرائر کی جگہ سرائر یا
یوم ترجعت الارض والجبالی میں جہاں کی
جگہ حصار پڑھنے سے نماز فاسد ہو جائے گی، جب
کہ غائیہ اور غیہ وغیرہ میں ہے، پھر یہ تمام گفتگو جو
میں نے لی ہے یہ صرف علامہ کے لئے فاسد ہے ہو سکتا
ہے کوئی جاہل، لوندی یا دیہاتی از عرب فساد کی جگہ
دال، طاء، وال یا را اپنی زبان پر حساباری
کرے کیونکہ ہماری گفتگو عرب خالص میں ہے نہ کہ
اس قوم میں جو عجم کے ساتھ ملی ہو اور اس کی
زبان خلط ملط ہو گئی ہو مثلاً رجعت قمری کی جگہ
رجعت گمری اور ثلثہ عشر کی جگہ ثلثہ عشر، خد کذا کو
خد کدا، خد کدا کاف کے کسرہ اور دال کثا تھ پڑھتے ہیں
ان کے علاوہ دیگر بے مقصدہ یعنی تغیرات یا بعض
ایسے بدوی اور عجمی لوگوں سے طاء ہوں جو کذا کو بجای می

پڑھتے تھے موتش کو خطاب کرتے ہیں منک کی جگہ منچ
پڑھتے ہیں، بعض دیگر ایسے لوگ بھی ہیں نے دیکھے کہ حج کو
گات کے ساتھ مثلاً مسجد کو مسجد، جمال کو جمال بولتے
ہیں۔ رخصی نے کہا وہ بار جو فاء کی طرح ہے سیرتی کتا،
یہ لغت عجم میں کثرت کے ساتھ مستعمل ہے اور میرا
گمان ہے کہ عرب نے عجم سے اخلاط کی وجہ سے یہ
اختہ کیا ہے پھر خدا کی جگہ خاصاً یا اشمازا پڑھنے کے
بار میں جاہل لوگوں نے علماء کے کلام سے جو کچھ نقل
کیا ہے وہ بھی محفوظ نہیں البتہ جن بعض عوام زبان
سے تشابہ صوت سنایا ہے کہ وہ ض کی جگہ ظار
پڑھنا چاہتے ہیں اور بعض دوسرے لوگ ادائیگی کی
طاقت نہ رکھتے ہوئے بھی کوشاں رہتے ہیں خدا
اور نل کے درمیان پڑھتے ہیں یہ لوگ بہتر اور اوسط راہ
پر ہیں، ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ہر
معاملہ حقیقی حق پر چلنا نصیب کرے (آمین)
باجملہ حق واضح یہی ہے کہ تمام حروف صفت
آپس میں تباہ اور ان کے مخارج الگ الگ
ہیں لہذا خدا کا کسی بھی حرف کے ساتھ بدل کر
پڑھنا مردود اور ناجائز ہے۔ اس حرف (خدا)
کو اللہ تعالیٰ نے آستہ جدا پیدا کیا ہے کہ
کوئی حرف بھی اس کا قریبی نہیں گردانا جاسکتا اسی لئے
سیبویہ نے کہا اذہ رجب کہا اگر صا میں اطلاق
نہ ہو تو وہ سین بن جائے، اگر ظار میں نہ ہو تو

انت العرب انما اخذوا ذلك
من لعجم لسخالتهم اياهم
باز اسناد از مرعور بجائے حسب خاصاً
یا اشمازا در کلام علماء نقلش از عوام
بہ سال نیز یاد نیست البتہ بعض
عامیاں زبان کہ تشابہ صوت شنیدہ اند
بجائے ض ظ بر آوردن سے خواہند
و بعض دیگر کہ تحفظ کنند و نتران
چیز سے بن الفساد و انظار برمی آند
و اولئک امثلہم طریقتاً
فسأل اللہ انت یونہ قننا
العتق فی کل باب
تحقیقاً۔

باجملہ حق واضح ہیں است کہ اس بہ
حروف ہا هم تباہ است و
بر ہم عسجد جدا ابدال ض باہر حرفیکہ
ہا شد مردود و نادرہ این حرفے است
کہ حق جبل و عطا او را تنہا آفرید
و بیح حرفے را قریش نگر دانید و
لہذا سیبویہ گفت و در صفت نوکلا
الاطباق فی الصاد لکان سینا و فی القطا

كان دالاً وفي الطاء كان دالاً وخرجت
 الضاد من الكلام لانه ليس
 شيء من الحروف من موضعها
 غير هذا احد من الهمزة انما ازقاري پانی پت نقل کر۔
 اقول تحقیق آنست کہ در صفات حروف
 بعضی صفات لازم است کہ فقدانش مستلزم فقدان
 ذات باشد چنانچہ الباق در ط و الفتح و در ت
 او قطعاً واجب المرافقة است و بعضی زچنان است
 اگر چنانچہ ذات حرف در ہم خورد و چون متووع در
 ہمزہ و تفتیش و در ش و هو کما فی المسح انتشار
 المعصوت عند خروجها حتی تتصل
 بحروف طووف اللسان منها
 مخرج الطاء المثالية والحال
 ان مخرجها حافة اللسان
 من تحت ذامت وسطی
 پس مراعات صفات مطلقاً واجب نیست
 بلکہ از صفات حروف آنست کہ ترکش واجب
 است و آن صفت تکریر در رائے مخفف مطلقاً
 در مشعلہ بیش از یک معنی ہاں صفت در رائے آنست
 کہ قابل تکرار است نہ آنکہ تکرارش باید بایں
 معنی توفیق اللہ تعالیٰ بخاطر عدم خطور کردہ
 بود کہ قصور کشش در کلام مؤلفینا

وہ زال ہی جائے اگر طاء میں نہ ہو تو وہ دال ہی جائے۔
 ضاد کلام سے ہی خارج ہو جائے کیونکہ اس کے متبادل
 کوئی حرف ہی نہیں اور اسے نقل کیا اور جو انہوں
 نے قاری پانی پتی سے نقل کیا ہے۔ اس کے
 بارے میں کہتا ہوں تحقیقی بات یہ ہے کہ حروف کی صفات
 میں بعض ایسی صفات لازم ہیں جن کے فقدان سے حرف
 کی ذات کا فقدان لازم آتا ہے مثلاً "طاء" میں الباق
 اور "تاء" میں انفتاح اس کی تنگ نہایت ہی ضروری
 ہے اور بعض حروف ایسے نہیں یعنی گراہیں ان صفات
 سے ادا کر کیا جائے تو ان کی ذات ختم نہیں، مثلاً ہمزہ
 میں متووع اور شین میں تفتیش، یہ وہی ہے جو کتب میں ہے
 کہ اس کے خروج کے وقت آواز کا اس طرح
 اعتبار ہے۔ تک ہو کہ حروف کے ساتھ طرف لسان متصل
 ہو جائے، ایسے حروف میں سے طاء کا مخرج بھی ہے
 حالانکہ اس کا اصل مخرج اس کے محذات وسط سے
 اور حافظ زبان ہے پس صفات حروف کی رعایت ہر
 جگہ لازم نہیں بلکہ بعض حروف کی صفات ایسی ہیں جن کا
 ترک ضروری ہے اور وہ رائے مخفف میں مطاعت
 اور رائے مشعلہ میں ایک بار سے زائد تکرار ہے یعنی ر
 میں اس صفت کی موجودگی کا معنی یہ ہے کہ قابل تکرار
 ہے یہ نہیں کہ اس میں تکرار ضروری ہے یہ معنی اللہ تعالیٰ
 کی توفیق سے میرے ذہن میں آیا اور اس کی تصدیق

علی قاری چہرہ کشود حدیث قال تحت قول العاتق
والراء بتکریر جعل بمعنی قولهم ان
الراء مکرر هو انت الراء له قبول
التکرار لا من تعاد طرف التمام به
عند التلفظ کقولهم لغير الضاحک
انسان ضاحک یعنی انه قابل
للضحک وفي جعل اشارة الى ذلك
وتکریرہ لحن فیجب معرفة التحفظ
عنه لتعظیبه کمعرفة السحر
لیتجنب عن تفسیرہ وبعرف
وجه رفعه قال الجعیری وطریقة
السلامة انه یلحق اللفظ بظہر لانه
یا علی عنک لعمری محکما مرة
واحدة ومتى امر تعد حدث من
محل مرة مراد قال مکب لا یبد
فی القسرة من اخفاء التکریر و
قال واجب علی القاری ان ینحی
تکریرہ ومتی اظهر فتی جعل من
الحرف المشدد حروفه من المحذف
حرفین ^۱ اذ بعض اختصار ودر وجوب ادا
ازخارج بر معنی کہ مسلم است جلد حروف متساوتہ
الاقدام است بیج خصوصیت من رانیست بلکه
توان گفت کہ چون ادائے صلوٰۃ در اعمر

مرود تا علی قاری کے اس کلام میں ظاہر ہوئی جو انہوں
نے مانتی کے قول "والراء بتکریر جعل" کے تحت کی
ہے کہ قراء کے قول "را" میں تکرار ہے "کا معنی یہ ہے
کہ راء تکرار کو قبول کرتا ہے کیونکہ اس کے تلفظ کے
وقت طرف زبان حرکت کرتی ہے جیسا کہ غیر ضاحک
کو انسان ضاحک کہنا جائے کہ وہ ضحک
کے قابل ہے، اس جعل میں اسی طرف اشارہ ہے
اور اس کا تکرار غلط ہے، پس اس کے ساتھ تلفظ
کے لئے اس سے پہلے کی معرفت ضروری ہے تاکہ غلطی
بچا جاسکے، جیسا کہ جادو کا علم اس لئے حاصل کیا جائے
تاکہ اس کے نقصان سے بچا جائے اور اس سے
دفاع کی معرفت جو علی اور اس کو اٹھایا جائے جعیری
نے لکھا سلامتی کا طریقہ یہ ہے کہ تلفظ کرنے والا اپنی زبان
کے اوپر دے جسے کو تالو کے بلند حصے کے ساتھ ایک دفعہ
مضبوط طریقہ سے طے اب جب وہ حرکت کرے گی تو
ہر دفعہ راپید ہوگا۔ مگر نے کہا ہے قرأت میں اختصار تکریر
ضروری ہے اور فرمایا قاری پر لازم ہے کہ اس کے تکرار
میں اختصار کرے اور جب اظہار کرے گا تو حرف مشدد
میں کئی حروف پیدا کرے گا اور محذوف میں دو حروف سے کرے
احادیث عبارت کچھ اختصار کے ساتھ ہے اور ہر حرف کو
اس کے خروج سے اس طرح ادا کرنے کا وجوب اس معنی
پر ہے کہ تمام حروف کا تساوٰی الاقسام ہونا
مسلم ہے اس میں صادی کی کوئی خصوصیت نہیں بلکہ یہ

از جملہ حروف است حکم و جوب بعارض مشقت در و
 نسبت سائر حروف وند تخفیف است فان
 المشقة تجلب التيسير وما خاف امر
 الاتساع ولا يكتف الله فضلا ولا وسعها وما
 جعل عليكم في الدين من حرج يريد
 الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر
 والحمد لله رب العالمين آری خصوصیت
 هن دو جو حصر را در شست احتیاج یا تمام در آن
 تحفظ و تيقظ در او اسے آفتست ۔

کہا جا سکتا ہے کہ جب اس کی صحیح ادائیگی دیگر حروف کی
 نسبت زیادہ مشکل ہے تو اس مشقت کے پیش نظر
 دیگر حروف کے اعتبار سے اس کے حکم و جوب میں تخفیف
 ہوگی کیونکہ مشقت آسانی لاتی ہے ۔ ہر مشکل معاملہ میں
 گنجائش ہے اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی طاقت سے
 بڑھ کر حکم تکلیف نہیں دیتا ، اللہ تعالیٰ نے تم پر دین کے
 معاملے میں تنگی نہیں رکھی ، اللہ تعالیٰ تم پر آسانی کا
 ارادہ رکھتا ہے اور تنگی کا ارادہ نہیں فرماتا ، اور تمام خوبی
 اللہ تعالیٰ کے لئے جو تمام جانوں کا رب ہے ، ہاں
 خدا میں تنگی کی وجہ سے اس کی ادائیگی کے لئے خوب ہتمام
 اور تحفظ ہونا چاہیے اور ادائیگی میں سوش سے کام لیا جائے دت

الْجَامِ الصَّادِعُ عَنْ سُنَنِ الضَّادِ^{۱۳}

(ضاد کے طریقوں سے روکنے والے کے منہ میں لگام دینا)

مسئلہ اردو محنتی عملہ تمہیل خج ڈاک خانہ ہر اسرا سے فرسہ مولوی محمد حسین صاحب
۱۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ان اطراف بنگالہ وغیرہ میں کچھ لوگ ایسے پیدا ہوئے ہیں کہ
حنبل مجاہد کو قصداً ظہر یا ذبلکہ شہ بھارت پڑھتے ہیں اور اسی کا واسطہ کو امر کرتے ہیں اور عام عوام ہندوستان
میں جس طرح یہ عرفہ ادا کیا جاتا ہے جس سے بوسے دال مہلہ پیدا ہوتی ہے اُس سے نماز مطلقاً فاسد و باطل بتاتے
ہیں اور اپنے دعووں کی سند میں اہل نہ وہ وغیرہ سنیدیاں زمانہ کے چھ فتوے دکھاتے ہیں جن کا خلاصہ کلام و محصل مہرم
نماز میں حنبل کو مشابہ و مہلہ پڑھنے پر حکم فساد اور اس پر ان دو وجہ سے استناد ہے۔
اولاً فی فتاویٰ قاضی خانؒ

ولو قرأ الظالمین یا نطاء و بالذال لا یفسد	اگر الظالمین کو الظالمین یا لذالین پڑھا تو نماز
صلواتہ ولو قرأ الذالین بالذال	فاسد نہ ہوگی اور اگر الذالین دال کے ساتھ پڑھا
تفسد۔	تو فاسد ہو جائے گی۔ (دست)

ثانیاً ضاد و شاد پر ظاہر کیا کہ ذال کے بیان ضاد و ذال کے صفتوں کا فرق ہے جب ضاد و ذال میں صوتاً
تغایر ہے تو فصل اُن میں بلا مشقت ممکن۔

فتویٰ ندوہ کی عبارت یوں ہے، ایسی صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی کہ ضاد و ذال دو حرف متغایر المعنی
ہیں جن میں امتیاز بلا مشقت ممکن اور ایسی صورت میں فقہاء فساد نماز کو لکھتے ہیں شامی میں ہے :

اذا ذكر حرف مكان حرف وغير المعنى انت
الحسن الفصل بينهما بلا مشقة فساد والا
يمكن الا بمشقة كالظاء مع الضاد قال
اكثرهم لا تفسد له (مبعضاً)
جب کسی حرف کی جگہ دوسرا بلا جائے اور معنی بدل جائے
اگر ان کے درمیان امتیاز بغیر مشقت کے ممکن ہو
تو نماز فاسد اور اگر امتیاز بغیر مشقت ممکن ہو جیسا کہ
ظا اور ضاد کا معاملہ ہے، تو اکثر علماء نے کہا ہے
کہ نماز فاسد نہ ہوگی۔ (ت)

پانچ فتوؤں کا حاصل تو صرف اس قدر ہے اور ایک یعنی پانچویں میں اتنا بیان اور ہے کہ خط آئین پڑھنا بھی
غلط ہے لیکن چونکہ ان میں تشابہ صوتی ہے اور امتیاز متعزز اکثر فقہاء کے نزدیک نماز فاسد نہیں ہوتی لیکن قہر
یہاں بھی مفسد ہے، یہی مذہب مختار ہے کما فی المسزاشریۃ (جیسا کہ تازیہ میں ہے۔ ت)، ان فتوؤں کا
کیا حال ہے اور یہ ان لوگوں کے برقی و مریہ میں یا نہیں اور جو لوگ سنن ہن کا قصد کریں اور حق سمجھ کر پڑھیں مگر
برجہ عدم قدرت صاف ادا نہ ہو اور سننے میں ذال سے مشابہ ہو تو ان کی نماز ہوگی یا نہیں؟ اور جو قصداً حق
کو نہ پڑھے اُس کی نماز کا کیا حکم ہے؟ اور ہنگام تغیر حرف و تفاوت معنی میں جو حکم فساد ہے وہ صرف
حق و د و ظ ہی سے خاص ہے یا باقی حروف مثل ا، ح، ت، ط، س، ث، ص، ج، کا
کو بھی عام ہے اگر عام ہے تو آج کل یہ جگہ اسی حرف میں کیوں ہے جو اب مختصر ہو کہ حوام مطول کو نہیں
پڑھتے۔ جیسا تو جبروا

الجواب

اللهم هداية الحق والصواب

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي نزه سبيل الرشاد عن تحريف كل حد وادع بالاعذاب من عاد
وضاد والصلوة والسلام على الكريم الجواد على مولى العباد مولى المراد والاله الاسياد و
صحب الامجاد ما املت الصاد واعجمت الضاد كشف حجاب واليضاح جواب كوجده محل سبل

لہ رد المحتار مطلب مسائل زکاة القاری مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱/۴۹۸

ملفوظ ہیں،

اول من خلذ من مجامات سب حروف قبائنه متعارفہ ہیں ان میں کسی کو دوسرے سے تلاوت قرآن میں قصداً بدلنا اس کی جگہ اُسے پڑھنا نماز میں جو خواہ بیرونی نماز حرام قطعی و گناہ عظیم، اختراع علی اللہ و توفیق کتاب کریم ہے۔ فقیر نے اپنے رسالہ فضل الزاد لروم الصناد میں اس پر دلائل قاطعہ و باہر قائم کئے ہیں یہاں تک کہ امام اجل ابو بکر محمد بن الفضل فضل و امام برہان الدینی محمود صاحب ذخیرہ وغیرہ و علامہ علی قاری مکی رحمہم اللہ تعالیٰ تصریح فرماتے ہیں کہ جو قصداً من کی جگہ ظ پڑھے کافر ہے، محیط برہانی میں ہے۔

مسئل اکامام الفضل عن یقرأ الظاء
المعجزة مکان الضاد المعجزة او علی
العکس فقال لا یجوز امامتہ ولو تعدد
یکفر۔ (ملخصاً)

امام فضلی سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے ضاد کی جگہ ظ یا ظا کی جگہ ضاد پڑھا تو منہ نہ دیا اس کی امامت جائز نہیں اور اگر اس نے قصداً ایسا کیا تو یہ کفر ہے۔ (ت)

منع الروض الاذہر میں ہے، اما کون تعدد کفر فلا یستلزم فیہ (عمداً ایسا کرنا کفر ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ ت) عامگیری میں من کی جگہ ظ عمداً پڑھنے کو کفر لکھا

حيث قال مسئل عن یقرأ لزم مقدر
الضاد وقرأ اصحاب الجنة مقام اصحاب
النار قال لا یجوز امامتہ ولو تعدد
یکفر۔ في النسخة الهندية الضاد
المعجزة في المصرية الضاد وکلاهما
محتمل والحکم واحد لا یتبدل۔

جہاں یہ سوال کیا گیا کہ کوئی ضاد کی جگہ ظ اور اصحاب النار کی جگہ اصحاب الجنة پڑھے تو کیا حکم ہے؟ فرمایا اس کی امامت جائز نہیں اور اگر اس نے ایسا عمداً کیا تو اسے کافر مسترار دیا جائے گا اور اس فتاویٰ کے ہندوستانی نسخہ میں ضاد اور مصری میں ضاد ہے اور ان دونوں کا احتمال ہے حکم ایک ہی ہوگا اس میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ (ت)

اس طائفہ حادثہ کا حکم تو یہی ہے ظاہر ہو گیا۔

منع الروض الاذہر شرح فقہ اکبر، بحر محیط فصل فی القراءة والصلوة مطبوعہ مطبع قیومی کانپور ص ۲۰۵
منع الروض الاذہر شرح فقہ اکبر فصل فی القراءة والصلوة مطبوعہ مطبع قیومی کانپور ص ۲۰۵
منع فتاویٰ ہندیہ باب التاسع فی احکام المرتدین مطبوعہ نرمانی کتب خانہ پشاور ۲۸۱/۲

ووم قاری سے بے قصد تبدیل اگر حق مشاہدہ بلکہ عین دہوا تو اس پر مطلقاً فساد نماز کا حکم
غلط و فاسد ہے، عبارت اہم قاضی میں اگر ذکر ہے تو حرف ایک لفظ کا نہ کہ برہنہ کے تہا بن صوت و سہولت
تیسرے حکم مطلق ہنغیر کرام کا اصل مذہب یعنی مذہب عہد امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ جاہلہ تحقیقی نے اس کی
تفسیر کی اس پر اعتماد فرمایا خود واضح و آشکار کہ اس میں صرف صلاح و فساد معنی پرہنا کے کار و قرب جہاں
ص کی جگہ د پڑھ جانے سے معنی نہ بگڑیں فساد ہرگز نہ ہوگا

مثلاً افسد و ابتضین معنی الفت والافحام
فی قولہ تعالیٰ افیضوا علینا من الباء
و مثلاً اکواب مودوعة موضع موضوعة
ورادیة مودیة مکان ماضیة موضیة
کہا بیٹا کافی لہم الزاد۔

یہ علمائے متاخرین کہ حوام کی ہر آسانی کے لئے عسر و یسر تمیز کا لحاظ رکھتے ہیں کیا آسانی تمیز کی حالت
میں مطلقاً حکم فساد میں آئے اگر پرستی مقرر ہو یہ اصل مذہب سے آسانی ہوئی یا اور شدت و گرائی
نہیں، ان کا حکم قطعاً اس صورت میں مقصور جہاں معنی بگڑیں اور ان حرفوں میں تمیز آسان ہو دیکھنے والے
اگر کلمات علما پر نظر رکھتے اس امر کے نفوس واضح ہیں، یہی امام اجل قاضی خان اپنے اس فتاویٰ میں
فرماتے ہیں،

اذا اخطأ بذاکھ حرف مکان حرف و کلمة وله
یتعیر المعنی بان قرأ ان المسلمون
ان الظلمون وما اشبه ذلك لم یفسد
صلوۃ لانه لا یضیر المعنی، و ان
ذکر حرفا مکان حرف و غیر المعنی فان
امکن الفصل بین الحرفین من غیر
مشقة كالطاء مع الصاد فقرأ
الطاحات مکان الہدخت تفسد
صلوۃ عند الكل وان کان لا یمکن

جب غلط ایک حرف کی جگہ دو سرائف ایک کلمہ میں پڑیں
لیکن معنی میں تبدیلی واقع نہ ہوئی مثلاً المسلمون
المسلمون اور الظالمون اسی کی طرح دیگر مقامات
تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ اس سے معنی متغیر نہیں
ہوتا اور اگر ایک حرف کی جگہ دو سرائف پڑنے سے
معنی میں تبدیلی آجائے تو اگر دونوں صوف کے
درمیان بغیر مشقت کے امتیاز ممکن تھا جیسے ط
اور صا و معنی صالحات کی جگہ طاحات پڑھا
تو تمام کے نزدیک اس کی نماز فاسد ہو جائیگی اور اگر

الفصل بین الحرفین الا بمشقة قال اکثرهم
لا تقصد صلوتہ اھ مختصراً۔
دونوں حرفوں کے درمیان مشقت کے بغیر امتیاز
نہ تھا تو اکثر علماء کا قول یہی ہے کہ نماز فاسد
نہ ہوگی اور اختصاراً۔ (ت)

اسی طرح فتاویٰ ہندیہ میں فتاویٰ خانیہ سے منقول ابن امیر الحاج علیہ شرح فیہ میں فرماتے ہیں،
فی الخانیة والخلاصة انه ان لم يتخير المعنى
جاءه مطلقاً وان تغير المعنى فانت له
يشق التمييز بين الحرفين قصدت عند
الكل وان شق فاکثرهم لا تقصد
خانیہ اور خلاصہ میں ہے اگر معنی میں تبدیلی نہیں آتی
تو نماز (مطلقاً) ہر حال میں جائز، اولاً اگر معنی
میں تبدیلی آجائے تو اب ان دونوں حروف کے
درمیان امتیاز مشکل نہیں تو تمام کے نزدیک نماز
فاسد، اور اگر امتیاز میں مشقت ہے تو اکثر کے
دیکھ فاسد نہ ہوگی۔ (ت)

موسم قطع نظر اس سے کہ دال و مشابہ دال میں فرق بدیہی دہوی میں یہ تھا اور سند میں وہ۔ اور
قطع نظر اس سے کہ جبارت غلامی میں اگر حال مہملہ ہے تو مستدل کے صریح خلاف اور مجرہ ہے تو مہملہ کا ذکر اصلاً
نہیں، تو سند دہوی سے بے علاقہ صاف ہیں جبارت قاضی خاں سے بحث کرتے ہیں جس سے فتویٰ مذکورہ سننے
بھی استناد کیا اس جبارت میں دال و ذال کے صوف اسماں لکھے ہیں انہیں صفت مہملہ و مجرہ سے مقید نہ فرمایا اور
تقریر خصوصاً مطالب میں نقاط کا تیز کوئی نئی بات نہیں مگر علامہ محقق ابراہیم علی نے بغیر شرح فیہ اور علامہ محقق ملا علی قاری
کی نے منہ فکر یہ شرح مقدمہ حزیہ میں یہی جبارت قاضی خاں بتصریح اہمال و اہمال لعل فرمائی جس میں صراحت مذکور کہ
ضالین کی جگہ دالین پر دال مہملہ پڑے تو نماز نہ جائے گی اور دالین پر ذال مجرہ پڑے تو جائز رہے گی، اول نے
فرمایا ہے،

هذا فصل وهو يدل على ان هذه الاحرف
الثلاثة هي الضاد والظاء والذال من غير
ظنوم وما ذكر في فتاویٰ قاضی خاں من هذه
القبيل قرأ ولا الضالين بالظاء المعجمة
او الذال المهملة لا تقصد لوجود لفظها
من فتاویٰ قاضی خاں فصل فی قرأة القرآن خطأ
له حجة المحلی شرح فیہ المصلي
اس کی تفصیل یہ ہے کہ ان تین حروف یعنی ضاد، ظاء
اور ذال کو کسی دوسرے حرف سے تبدیل کر کے پڑھنا
اس سلسلہ میں فتاویٰ قاضی خاں میں جو کچھ بیان ہوا
اس کا عنقریب ہم تذکرہ کرتے ہیں اگر ضالین کی جگہ
ظالین اچھا یا دالین اچھا پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ ان
مطبوعہ فکشدور لکھنؤ ۶۸/۱

فی القرآن وقرب المعنى ولو قرأ بالذال المعجمة تفسد بعد معناه ملقطاً۔
 دونوں کا وجود قرآن میں ہے اور معنی بھی قریب ہی ہے،
 اسی طرح ذال کے ساتھ پڑھا تو نماز فاسد ہوگی
 کیونکہ اس کے معنی میں بعد ہے ملقطاً (دست)

ثانی نے فرمایا،

فی فتاوی قاضی خان ان قرأ غیر المضمویہ
 بالنظر او بالذال تفسد صلاته ولا الضالین
 بالنظر المعجمة او بالذال المهملة لا تفسد
 ولو بالذال المعجمة تفسد۔
 فتاوی قاضی خان میں ہے اگر کسی نے غیر المضمویہ کو
 نظر یا ذال کے ساتھ پڑھا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور
 ولا الضالین کو نظر یا ذال کے ساتھ پڑھا تو نماز
 فاسد نہ ہوگی اگر ذال کے ساتھ پڑھا تو نماز فاسد
 ہو جائے گی۔ (دست)

اب اس سے استناد کرنے والے دیکھیں کہ عبارت قاضی خان ان دونوں اکابر کی نقل پر ان کے حریک غنی لغت و
 حکس مراد ہے، نہ کہ دارالافتاء اپنا مبلغ علم دکھائے ورنہ تحقیق باطل و تحقیق باطل کے لئے کچھ اٹھ نہ اٹھے
 فقیر کا رسالہ نعم الزادہ ہے۔

چہارم ض و ط میں دشواری تیز اس حدیث کو اسطہ معید میں وہ ایک گروہ متاخرین کے نزدیک
 ہنگام لغزش و غلط جیل آسانی ہے نہ کہ معاذ اللہ قصد تبدیل کلام اللہ کی دستاویز جو بالیقین مضمویہ کی جگہ
 مضمویہ، مضمویہ، مضمویہ پڑھے اس کی نماز جو شبہ فاسد اور وہ پڑھنے والے مضمویہ و مضمویہ، تو یہ سب
 فتوی اس کے حق میں بیکار و نامرید۔ علامہ خطابی حاشیہ مراۃ الفلاح میں فرماتے ہیں،

محل الاختلاف فی الخطأ والنسيان اما
 فی العمد فتفسد به مطلقاً بالانقطاع اذا
 كان مما يفسد الصلاة اما اذا كان ثناء
 فلا يفسد ولو تعد ذلك افاده اجماع امير
 الحاج يكتفـ تو نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ عمداً ہو، ابی امیر الحاج نے اس طرح بیان کیا ہے۔ (دست)

سہ غنیۃ المستمل شرح فیہ المصلی فصل فی احکام ذلک القاری
 سہ المنع الفکرۃ شرح مقدمہ جزیریہ باب التذکیرات
 سہ حاشیۃ الخطابی علی امراتی باب ما یفسد الصلوۃ
 مطبوعہ سیل الیٹمی لاہور ص ۷۷
 تجارت الکتاب ممبئی ص ۳۳
 نور محمد کتب خانہ کراچی ص ۱۸۹

تغیر میں ہے،

ثم ما سئل عن الخلاف من المتقدمين
والتأخرين في هذا على ما في الخاتمة ينبغي
ان يكون محله ما اذا لم يتعمد فتنه له.

پھر اس مسئلہ میں ہم متقدمین و متأخرین کا جو اختلاف
تغییر کے حوالے سے بیان کریں گے اس کا محل و
مقام اسی صورت میں ہے جو عمدہ نہ ہو، تو اس پر
توجہ کرو (ت)

پانچویں فتویٰ کی عبارت سوال میں مذکور اس میں تو عداوت و تعصّب پر حکم فساد مسطور، پھر اسے مفید سمجھنا
کس قدر عقل و فہم سے دور، اس خاص جزئیہ کی عبارتیں بکثرت ہیں علیہ میں خزائن الفسادی وغیرہ سے منقول:
اگر غیر المفسد و المفسدین کو ظلم کے ساتھ، ان الظالمین
کو ذال یا ضا کے ساتھ پڑھا تو بعض علماء کی رائے
یہ ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی ان کے اسما یہ ہیں
ابو القاسم الصفار، محمد بن سہل اور متعدد مشائخ نے
حکم بلوی کی وجہ سے اسی پر فتویٰ دیا ہے کیونکہ عوام
مجاہد حروف سے گاہ نہیں ہوتے اور امام
ابو الحسن اور قاضی امام ابو القاسم نے کہا اگر ایسا عمدہ
کیا تو نماز فاسد ہوگی اور اگر زبان پر از خود جاری
ہو گیا یا دونوں حروف میں احتیاز کرنے والے نہیں
تو نماز فاسد نہ ہوگی اور یہی مختار ہے۔ (ت)

اسی میں خزائن الاکل سے ہے،

اذا قرأ مكان الظاء ضادا او مكان الضاد
ظاء فقال القاضي المحسن الاحسن
ان يقال ان تعمد ذلك تطل حمله على
كان او جاهلا اما لو كان محطضا اراد الصواب

جب کسی نے ظاء کی ضاد یا ضاد کی جگہ ظاء پڑھا تو قاضی
حسن نے کہا احسن یہ ہے کہ اگر اس نے عمدہ ایسا کیا
تو کہا جائے کہ نماز باطل ہے خواہ وہ عالم ہو یا
جاہل، لیکن اگر خطا ایسا ہو یعنی درست پڑھنے

لہ علیہ النسخ شرح نیت المصلی
صلیہ ایضاً

فجری هذا على لسانه اولم يكن ممن يميز
بين الحرفين فظن انه ادى الكلمة كما هي
فقط بجانرت صلوتة وهو قول محمد بن
مقاتل وبه كان يفتي الشيخ اسمعيل الزاهد
وهو احسن لان السنة الاكراة واهل السواد
والاكثر انك غير طائفة في مخارج هذه
الحروف وفي ذلك حرج عظيم والظاهر
ان هذا مجهول ما في جميع الفتاوى.

اقول انما يشير الى اطلاق الضاد
في العمد انه مطلق انطاس هم جميعا
والا فاطلاق عدمه في الخطاء لا يمكن
ان يجعل عليم ما في جميع الفتاوى فان
منهم من يفصل بعسر الفصّل ومنهم من
يفرق بقرب مخرج
غير من ہے

اما اذا قرأ مكان الذال ظاء او مكات
الضاد ظاء او على القلب فتفسد صلوتة
وعليه اكثر الائمة وروى عن محمد بن
سلمة رحمه الله تعالى انها لا تفسد
لان العجم لا يميزون بين هذه الحروف
وكان القاضي الامام الشهيد المحسن
يقول الاحسن فيه ان يقول ان جبرى

کا ادا وہ تھا مگر زبان پر از خود جاری ہو گیا یا وہ ان دون
حرفوں میں امتیاز نہ کرنے والا ہو اور اس کا گمان یہی
ہو کہ اس نے گرج لگا لیا ہے لیکن درحقیقت غلط تھا
تو اس کی نماز ہو جائیگی۔ یہی محمد بن مقاتل کا قول ہے
اور شیخ اسمعیل الزاہد نے اسی پر فتویٰ دیا ہے اور
یہی احسن ہے کیونکہ کرد، عراقی اور ترکی لوگوں کی
زبانیں ان حروف کی صحیح ادائیگی پر قادر نہیں اور اس
میں بہت تنگی ہے، اور ظاہری یہ ہے کہ تمام
فتاویٰ جات کی کثرت کا اجماع بھی یہی ہے۔ (ت)
میں کہتا ہوں یہ جو مطلق فساد کی طرف اشارہ
ہے یہ قصد کی صورت میں ہے کیونکہ ان تمام کے آراء
کا کلی یہی ہے کہ غلطی کے نتیجے میں دم فساد کا اطلاق ہوگا اور اس
پر اس کے کلام و تحریر نہیں کیا جاسکتا کیونکہ بعض ان
میں سے عسر امتیاز کے ساتھ اور بعض قرب مخرج
کی بنا پر فرق کرتے ہیں۔ (ت)

جب کسی نے ذال کی جگہ ظاء یا ضاد کی جگہ ظاء یا
اس کا عکس کیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور
اکثر ائمہ اسی پر ہیں۔ محمد بن مسلمہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے
مدوی ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ عجمی لوگ ان
حروف میں امتیاز نہیں کر سکتے، اور قاضی امام
الشہید المحسن فرمایا کرتے تھے کہ احسن یہ ہے کہ
یہ کہا جائے کہ اگر زبان پر اس طرح از خود جاری ہو گیا

عن لسانہ ولعلیٰ یکن صبیحاً ذوقی فی حمدہ انہ
ادی الکلمۃ علی وجہہا لا تقصد و کذا
روى عن محمد بن عقیل والشیخ الامام
سبحانہ علیہ السلام

اور وہ اختیار کرنے والا نہ تھا اور اس کا گمان یہی
تھا کہ اس نے کلمہ کو صحیح طور پر ادا کیا ہے تو نماز فاسد
نہ ہوگی، محمد بن عقیل اور شیخ امام اسماعیل الزاہر
سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ (ت)

بزازیریہ و بارہ مقنوب و ذالین و ظالین ہے۔

قال القاضي ابو الحسن والقاضي ابو عاصم
ان تعمد فسد وان جرى على لسانه اذ كان
لا يعرف التمييز لا يفسد وهو اعمد ل
الاقاويل وهو المختار.

قاضی ابوالحسن احمد قاضی ابوعصام نے کہا کہ اگر
ایسا عمد کیا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر زبان
پر از خود اس طرح جاری ہو گیا یا وہ امتیاز نہ
کر سکتا تھا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور یہ تمام اقوال
میں معتدل ہے اور یہی مختار ہے۔ (ت)

اسی طرح ہندیہ میں اس سے منقول۔

اقول والظاهر ان هذه
الاختصاصات ترجع الى شق الحواش عند
الخطأ اما الفساد عند العمد فيستبقي
الاتفاق عليه كما تقدم ما يفيد لا حاشي
الحاشية والتعويض به عن الخطأ و
هو معنى استظهار الاكمل انه مجمل
ما في جميع النواوي كيف واذ جعلوا التعمد
من الرادة فما بقاء الصلوة هذا واضح
جدا.

اقول (میں کہتا ہوں) ظاہر یہ ہے
کہ تمام اختلافات میں مختار اقوال جواز کی طرف اسی
صورت میں راجع ہوتے ہیں جب ایسا معاملہ
خطا نہ واقع ہو۔ رہا معاملہ عمد آکا تو اس صورت
میں فساد نماز پر اتفاق ہے جیسا کہ علیہ کے حوالے
سے افادہ کے طور پر گزرا۔ اور خطا و ی کی تصریح
بخاری اور اکمل کا بطور استظهار گناہ تمام فتاویٰ
کا اہل البیہ ہے۔ کا معنی بھی یہی ہے اور یہ کیسے نہ ہو
حالانکہ انہوں نے عمد ایسا کرنے سے ارتداد کا
حکم لگایا ہے تو نماز کے باقی رہنے کا کیا معنی! اور
یہ نہایت ہی واضح ہے۔ (ت)

لہ غیۃ المصلیٰ فصل فی زلۃ القاریٰ مطبوعہ مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ص ۴۱۴
لہ فتاویٰ بزازیریہ علی حاشیۃ فتاویٰ ہندیہ فصل فی زلۃ القاریٰ مطبوعہ فورانی کتب خانہ پشاور ۴/۴۲

چشم ضاد و دال میں فرق صفات کا ذکر نمود و فضل اور عمل بحث سے یکسر معزول، متقدم میں کامسک معلوم ہے کہ ان کے یہاں تشابہ و عدم تشابہ پر اصلاً نظر نہیں اور متاخرین قرب فزج یا عسر تیز پر لحاظ کرتے ہیں صفات سے انھیں بھی بحث نہیں نہ صفات خواہی نہ خواہی آسانی تیز کو مستلزم ہند ان کا تشارک و شوری پر حاکم ط معطل دال مطلق سے سوائے اطباق کے کچھ فرق نہیں اور فرق تیز کی آسانی میں اور تاسے شنا سے متعدد صفات میں تباین تام اور شوری فصل منصوص اعلا مخط مجرورہ و مستعلیہ مطبقة قطعہ ہے اور ت مہر مستقل منضمہ بے قطعہ غایرہ خلاصہ و جلیہ و ہندیہ و رد المحتار وغیرہ میں ہے ۱

ان کان لا یملک الفصل بین المحرفین الا
بمشقة كالطاء مع التاء الخ۔
اگر دو حرفوں کے درمیان مشقت کے بغیر امتیاز ممکن نہ ہو جیسے طاء اور تاء الخ دت۔

شرح جزیریہ میں ہے ۱

قال السمرانی وغیرہ لولا الاطباق لعمارت
الطاء والالانہ لیس میںہما فرق الا
الاطباق۔
رمانی وغیرہ نے کہا ہے کہ اگر اطباق نہ ہو تو طاء
دال ہو جائے گی اس لئے کہ اطباق کے علاوہ
ان دونوں کے درمیان کوئی فرق ہی نہیں۔ (ت)

ششم فتویٰ نہ دی کا قول کہ ضاد و دال دو حرف متغیر بالمعنی عجیب الفاظ متغیر المعنی ہیں
اگر کسی مراد تو ان کے لئے معنی کہاں، مجھ بتائیے تو کہ مجرد حرف حق کے کیا معنی ہوتے، اور اگر اسما مقصور
یعنی حدود دال کو نہ دو حرف نہ ان میں متعال، شاید یہ کہنا چاہا اور کہنا نہ آیا کہ ض و د دو حرف جدا گانہ ہیں
کسی کلمے میں ان کا تغیر معنی کے لئے مستلزم تقابلیہ معنی فی البطن اگر مقصود بھی ہوں تو اولاً اطلاق ممنوع
ثانیاً ہر تغیر میں تغیر کبر فساد و فزع ہر کلمہ ضالین و دالین میں کس قدر تغیر معنی ہے مگر محقق جلی نے تغیر نہ مانا
و هذا بعد اہتد غنی عن ابانۃ زیہات بدیعی ہونے کی وجہ سے محتاج بیان نہیں۔ (ت)

مفہم دو حرفوں میں تغیر صوت ہرگز سب کے لئے سہولت تیز کو مستلزم نہیں ح و خ کی آوازیں
کتنی جہاں ہیں مگر ترک کو ان میں تیز سخت و شرار۔ غنیہ میں ہے ۱

ذکر محمد بن الفضل فی فتاواہ ان الترتک
لا یملکہ اقاصم الحاء الا بمشقة الخ۔
محمد بن فضل نے اپنے فتاویٰ میں تحریر کیا کہ ترک لوگوں کیلئے
حاء کی ادائیگی مشقت کے بغیر ممکن نہیں الخ دت۔

رد المحتار مطلب مسائل زلۃ القاری
مطبوعہ مطبعۃ البانی مصر ۱/ ۴۶۶

المنہج الکبریٰ شرح المقتدرۃ الجزیریہ مطلب بیان ان الاسنان علی اربعۃ اقسام مطبوعہ تجارۃ کتب علی محلہ بمبئی ص ۱۵
تہ فنیۃ لتسلی شرح نیتہ المصلیٰ فصل فی احکام زلۃ القاری مطبوعہ سیل اکیڈمی لاہور ص ۸۲-۸۱

ان سے زیادہ ہمزہ وقف کی آوازوں کا تباین ہے مگر علامہ رشاشی فرماتے ہیں ہمارے زمانے کے عوام پر ان میں تیز کمال مشکل ہے۔ رد المحتار میں ہے ۱

فی المتناسخانية ادا اليك بين الحروفين
اتحاد المخرج ولا قربة الا انه فيه بلوى
العامة كالذال مكان الصاد وظاء مكان
الفوق ولا تفسد عند بعض المتأخرين قلت
فينبغي على هذا عدم الفساد في ابدال القاف
همنزة حكما هو لغة عوام زماننا فانهم
لا يميزون بينهما ولعمري عليهم جدا
كالذال مع المزاء وهذا قول المتأخرين
نہیں کر سکتے تھے ذال اور زاء کے درمیان فرق کرنا ان پر نہایت ہی دشوار و مشکل ہے، یہ تمام متاخرین
کے قول پر ہے اور باختصار (ت)

ان عبارات سے واضح ہو کہ دشواری تیز میں ہر قوم کے لئے اس کا حال معتبر ہے۔ قرب مخرج یا
تشابہ وغیرہ کو ضرور نہیں تو عوام ہند اگر ض و د میں تیز پر قادر نہیں تو وہ ان کے لئے اسی مشقت فصل کی
فصل میں جس میں ض و ظ و ط کا شمار ہوا اب جہارت تشامی منعقد فتویٰ ندوہ اور اس کے
مثل تمام جہارت بحث سے محض بیگانہ بلکہ استناد کرنے والوں کے صریح خلاف مراد ہوں گی اور دالین پر
بطور متاخرین حکم جواز دیا جائے گا اور قصداً مضطرب پڑھنے والے پر باتفاق متقدمین و متاخرین حکم
بطول نماز۔

ہشتم یہاں تک مدارک ابنائے عصر پر کلام تھا مگر جان برادر عربی جہارت میں جن علل فی کا
ترجمہ لکھ لینا اور بات ہے اور مقاصد و مراد و مرام علامتے اعلام تک رسائی اور سے

ایں سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خداے بخشندہ

مشقت جس سے فتویٰ ندوہ نے استناد کیا اس بحث سوال سے اصلاً متعلق ہی نہیں علماء کا وہ قول صورت

خطا و زلت میں ہے کہ فزیشی زبان سے باء وصف قدرت ایک حرف کی جگہ دوسرا نکل جائے اور یہاں صاف صورت مجز ہے کہ یہ ظالمین یا اس کے مشابہہ والین پڑھنے والے ہرگز ادا سے حق پر قادر نہیں جس طرح قرآنہ، لکھل و حلیہ کی عبارت گزری کہ

ان السمة الاكراد واهل السواد والا تراك
غيره ثمة في مخارج هذه الحروف

فتاویٰ امام قاضی خان وغیرہ کی عبارت اور گزری کہ اس قول کو اذہا خطا ین کو حرف مکان
حرف (یعنی اگر ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف خطا زبان سے نکل گیا۔ ت) میں ذکر فرمایا اب محقق علی الاطلاق
کا ارشاد اجل و اجلے سینے، فتح میں فرماتے ہیں،

اصالحروف فاذا وضع حرفا مکان غیره فاما
خطا واما مجزا فالاول ان لم یغیر المعنی
لا تقصد وان غیر فسدت فالعبرة فی عدم
الفساد عدم تغیر المعنی، و حاصل هذا
ان كان الفصل بلا مشقة فسد وامت
كان بمشقة قيل فسد واکثر هم لا تقصد
هذا علی ساری هو لا المشائخ، ثم لم
تنضبط فروعهم فاورد فی الخلاصة ما ظاهره
التبانی للفت مل فالاولی قول المتقدمین
والثانی وهو الا قامة مجزا كالحم، لله
الرحمن الرحیم بالله، وحبها العرب بالجملة
الصمد بسین ان كان یجهل الدلیل و
النہا سانی تصحیحہ ولا یقدر فصلوته
جائزاً ولو ترك جهده ففاسدة ولا

رہا معطر حروف کا، تو جب ایک حرف کو کسی دوسرے
حرف کی جگہ رکھ دیا جائے تو یہ خطا نہ ہو گا یا مجزاً
پہل صورت میں اگر معنی نہیں بدلاتو نماز فاسد
نہیں ہوگی اور اگر معنی بدل گیا ہو تو نماز فاسد
سو جائے گی پس نماز کے عدم فساد میں معنی کے
تبدیل نہ ہونے کا اعتبار ہے، اس کلام کا حاصل
یہ ہے کہ اگر حروف میں امتیاز بغیر مشقت کے
ممکن ہو تو نماز فاسد ہوگی اور اگر اس میں مشقت
ہو تو بعض نے کہا نماز فاسد ہوگی لیکن اکثر کے
نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی، یہ ان مشائخ کی رائے
کے مطابق ہے، پھر ان کی تمام فروعات و جزئیات
کو منضبط نہیں، پس خلاصہ میں ایسی چیز کو وارڈ
کیا گیا ہے جو بظاہر صاحب خود و فکر کے ہاں ملتی ہے،
پس متقدمین کا قول اولیٰ ہے اور دوسری صورت

لہ ملۃ الحل شرح غیۃ المصل

لکھنؤ قاضی خان فصل فی قرآۃ القرآن خطا ۱۲ مطبوعہ نوکشتورنگی

یسعہ ان یتک فی باقی حصہ آہ مختصرا۔ کہ یہ عمل مجزاً بوشی الحمد للہ، الرحمن الرحیم میں

ہا کے ساتھ، احوذ میں دال کے ساتھ اور الصمد میں سین کے ساتھ پڑھتا ہے، اس صورت میں اگر اس نے تصحیح کے لئے شب و روز محنت کی اور قادر نہ ہو سکا تو اس کی نماز درست ہوگی اور اگر جہد و جدت کر دی تو نماز فاسد ہوگی اور اس کے لئے باقی عمر میں جہد و جدت کرنے کی گنجائش نہیں اور اختصار آدیت

دیکھو غلطاء مجزہ کو صاف دو صورتیں متقابل قرار دیا اور وہ فرق مشقت کا قول صرف صورت خطا میں کر کیا صورت مجزہ میں اس فرق کا اصف نام نہ لیا بلکہ سن و ص و د و ذ کی مشاوں سے حروف متشابه الصوت و غیر متشابه دونوں کا یکساں حکم ہونا صراحتاً ظاہر فرمادیا تو بحالت مجزہ مضبوط مندوب بلکہ بالفرض مشکوک مغرب سب کو قطعاً ایک حکم شامل اور حروف و دو حرف کا فرق باطل۔

تھم مانگہ نہ ظاہر طائفہ جدیدہ کی تصدیق پر نظر پڑتی نہ دال عوام پر نہ اقوال علماء میں فرق مجزہ و غلطاء فیہ پر اور باتجربہ بعض علماء نے متاخرین ارشاد اقدس اصل امر مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہم صحیح و مختار جمہور حقیقی بھی پسند نہ آیا یہ سب مسلم متاخرین کا صرف ایک ہی قول تفرقہ مشقت نہ تھا متعدد اقوال تھے از انجملہ امام قاضی ابوجامع و امام محمد ابن متاکل و امام تمیمیل ناہ و غیر ہم اکابر اجداد کا قول بہت باقوت تھا جس پر امام زاید نے فتویٰ دیا، امام محمدی و صاحب حرر لائل نے احسن کی حراۃ، العنای و غیرہ حراہیں متاثر بنایا، و جیز کروری و ہندیہ و غیرہا میں اعتدال اقوال قبول فرمایا کہ یہ سب عبارات زیر امر چارم گزیر یعنی اگر غلطاء ایک حرف کی جگہ دوسرا زبانی سے نکل گیا یا تیز نہیں جانتا تو نماز فاسد نہیں، اس قول میں مشقت و غیرہ کا کچھ تفرقہ نہ تھا صاحب غلطاء یا عدم تیز پر حکم ہے اس تقدیر پر واجب تھا کہ غلطاء کا ایک حال بواجب حال عدم قصد صحت نماز پر فتویٰ دیا جائے کون سی فقہی نظر موجب ہوتی کہ قول متاخرین ہی لینا تھا قریرہ قول جلیل نہ لیا جائے حالانکہ اس کی قوت جلیلہا نے وارد، پھر جس مصلحت کے لئے قول امر متقدمین سے عدول ہوا یعنی حرام پر آسانی، وہ بھی اسی میں اتم و ازید، ہاں اگر منطوق یہ ہو کہ وہاں غیر مطلقہ وعدی کے برادران ممکن کی نماز میں درست پائیں اور عوام اہلسنت کی نماز میں برباد جائیں، اس لئے وہ قول تفرقہ اختیار کیا تو اختیار ہے۔

دوہم جگہ یہاں ایک اور قول باقوت تھا جسے امام ابوالعاسم صفارہ و امام محمد بن سہیل و غیرہما اجتہاد نے اختیار فرمایا اور بہت مشائخ نے اس پر فتویٰ دیا کہ نظر علوم بلوی پر ہے جہاں ابتلائے عام جو صحت پر فتویٰ دیں گے اسی مشائخ میں ہیں تھا،

وفي الناس خاتية عن الحماوى حكى عن
الصفار انه كان يقول الخطاء اذا دخل في
الحروف لا يفسد لان فيه بلوى عامة الناس
لا يفسد لا يقيمون الحروف الا بمشقة اه
وفيها اذا لم يكن بين الحرفين اتحاد المخرج
ولا قرينة الا ان فيه بلوى العامة لا تفسد
عند بعض المشائخ اه مختصرا وقد مر
تمامه -

ظاہر میں ہے ،

قال بعضهم لا تفسد منهم ابو القاسم
الصفار ومحمد بن سلمة وكثير من
المشائخ افتوا به لعموم البلوى فانس
العوام لا يهرفون محاسن الحروف

تمام غایہ میں ہادی سے منقول ہے کہ امام صفار کہا کرتے
تھے کہ حروف میں خطا ہو جائے تو نماز سب سے نہیں ٹوٹی کیونکہ
اس میں عوام الناس کو شدید ضرورت ہے
کیونکہ وہ مشقت کے بغیر ان حروف کو ادا نہیں کر سکتے
اہ ، اسی میں ہے جب دو حرفوں کے درمیان اتحاد
مخرج اور قرب مخرج نہ ہو البتہ اس میں ٹم ٹم بلوی ہو تو
بعض مشائخ کے ہاں نماز فاسد نہ ہوگی اہ اختصار
اور تمام جہات پہنچے گزر چکی ہے ۔ دت ،

بعض علماء نے کہا کہ نماز فاسد نہیں ہوگی ، انہی میں
سے شیخ ابو القاسم الصفار اور محمد بن سلمہ ہیں ، اور
کثیر مشائخ نے ضروریات عامہ کی بنا پر اسی پر فتویٰ
دیا ہے کہ نہ خواہ مخواہ حروف سے واقفیت
نہیں رکھتے ۔ دت ،

اس قول پر تو صراحتاً عکس مراد ہوتا تھا۔ یہاں غلط خاص طائفہ قلیلہ ذلیلہ و بلیہ پڑھتے ہیں اور دیا
مشابہہ میں عام ابتداء خود انھیں فتوؤں سے سائل نے نقل کیا کہ ایک بلا عام اس زمانے میں یہ ہو گئی ہے کہ
حنی کو بصورت پڑھتے ہیں اب تو لازم تھا کہ ان ظاہریوں نہویوں کے بھائیوں کی نماز فاسد کرتے اور عامہ
عوام کی نماز میں الحمد لله ثلاث عشرة کاملہ وقد بقى خبايا في نروا يا لولا ان السائل اوصف
بالاجمال لا يتناها تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے یہ دیکھ کر دلائل مکمل ہیں ، ابھی کچھ دلائل
نفا کے گوشے میں رہ گئے ہیں اگر سائل نے اجماع دیکھنے کا نہ کہا ہوتا تو ہم ان کا بھی تذکرہ کر دیتے ۔ ت ، یہاں
تک ان فتوؤں کی حالتیں ظاہر ہو گئیں اور یہ بھی کہ وہ اس طائفہ حادثہ کو مفید اصلاً نہیں امور مسئلہ میں صرف اس
کا جواب دیا کہ یہ نزاع خاص اس حرف میں کیوں ہے کمال اور حرام اہل سنت کے جہلا کا علم حن کا دشوار ترین

شریکہ نظیر ہے پاک نرا اور اھد کے معنی معاذ اللہ بزدلی کمزوری فی القاموس الاھد الجبان نراذ فی مساج
الھموس الضعیف (قاموس میں ہے الاھد بزدل، تاج العروس میں کمزور کا اضافہ کیا ہے۔ ت)

بہیں تفاوت رہا از کجاست بجھا

(ان میں بڑا فرق ہے یہ کہاں اور وہ کہاں)

لاجرم اس قدر تجویز کہ ہر حرف و دو سوسہ سے متاثر اور تبدیل و تبدیلی سے احتراز ہو ہر مسلمان پر لازم ہے تصحیح مخارج و
اقاۃ حروف کا اہتمام فرض مستحکم بخلائے متاخرین کا فتویٰ معاذ اللہ پروا نہ ہے پروائی نہیں کہ قرآن کو کھیل بنائے
اور خلاف ما انزل اللہ جو جی میں آئے پڑھ لینا مناسب با وصف قدس تکلم بقول نہ کرنا اور اس امر اہم کو ہلکا
سمجھنا غلط خوانی قرآن پر جے رہنا کون جائز کہے گا، اس سہل انگاری کی ایک نظیر سن چکے اللہ کو احمد ماننا یہی
اسلام اور معاذ اللہ اھد کہنا صریح دشنام، مانا کہ تمہیں قصہ دشنام نہیں پھر اس سے کیا ہوا کفر سے بڑے گئے
بات کی شناخت کیا جاتی رہے گی، تعریف کیجئے اور اسی کا قصہ ہو مگر غلط وہ نکلیں جو صریح ذم ہوں کیا علیٰ متنازعی
اسے حلال بنا گئے ہیں! کلا، واللہ، حاشا اللہ صیح حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
اذا نكس احدكم و هو یصلی فلیرقص حتی ینزھ عنہ الشورفان احدکم و اھم
وھو ناعس لا یدری فعلہ ینزھ ینزھ لیستغفر
فیسب نفسہ۔ سواک مالک و البخاری و
مسلم و ابوداؤد و الترمذی و ابن ماجہ
عن اھل المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت
کیا ہے۔

جب اونگھتے ہیں نمانے سے منع کیا کہ احتمال ہے شاید اپنے لئے دعا سے بد نکل جائے اگر قصہ دعا ہے تو خود
جانتے ہیں خود اللہ عز و جل کی شان میں سخت گستاخی کا کلمہ نہ فقط احتمال بلکہ تجربہ بار یا منہ سے نکالنا کیونکر حرام
ہو سکے اگر قصہ دشنام ہے۔ اتھالی شریف میں ہے،
عن الھدات تجوید القرآن وھو اھل
تجوید قرآن اہم امور میں سے ہے اور وہ حروف کو

لے تاج العروس شرح قاموس فصل الحار من باب الدال مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۴۴/۲
لے توطا امام مالک ماجا فی صلوۃ القیل
صحیح بخاری باب الرضو من التزم
میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۱۰۰
قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۴/۱

الحروف حقوقها وورد الحروف الى مخارجہ
و اصلہ ولا شك ان الامة كما هم متعبدون
بعلم معاني القرآن واقامته واداءه
متعبدون بتفصيح الفقه واقامته
حروفه على النسخة المتعلقة من الامة
القرآنة المتعلقة بالحضرة النبوية وقد
عد العلماء القرآنة بغير تجويد لحناً ملخصاً۔

ان کے حقوق دینا اور ہر حرف کو اس کے مخارج اور اصل
کی طرف لٹانا ہے، بلاشبہ امت مسلمہ جس طرح
معانی قرآن کے فہم اور اداء و قرآنی کے نفع اور فہم
پابند ہے اسی طرح وہ قرآن کے الفاظ کی تفصیح اور انھیں
اسی طریقت و صفت پر ادا کرنے کی بھی پابند ہے جس
طرح ان کو قرأت کے ائمہ نے ادا کیا جن کا سلسلہ سند
نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہے اور علما
نے بغیر تجوید کے قرآنی پڑھنے کو ممن قرار دیا ہے غرضات،

دیکھو کیسی تصریح ہے کہ علمائے کالم قرأت بے تجوید کو طعی بتاتے ہیں اور احسن الفتاویٰ فتاویٰ بزرگ فرمایا
ان الملحون حرام بلا خلاف طعی سبب کے نزدیک حرام ہے۔ ولہذا لائمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ آدمی سے
کوئی حرف غلط ادا ہوتا ہے تو اس کی تصحیح و تعلم میں اس پر کوشش واجب، اگر کوشش نہ کرے گا معذور نہ کہیں گے
اور نماز نہ ہوگی، بلکہ مجبور علما نے اس سبب کی کوئی حد مقرر نہ کی اور حکم دیا کہ تا عمر شبانہ روز ہمیشہ جہد کئے جائیں
اس کے ترک میں معذور نہ ہوگا۔ یہی قول امام ابراہیم ابن یوسف و امام حسین بن مطیع کا ہے غلط میں اسی کو
مفت رافضی فرمایا، خانہ و خلاصہ و فتح القدر و مراۃ الفلاح و فتاویٰ الحجۃ و جامع الرموزہ و رہنما و رد المحتار
و غیرہ میں اسی پر جزم کیا، علامہ ابن السخنی نے اسی کو محرم بتایا، علامہ ابراہیم علی نے فقیہ میں اسی کو مستند فرمایا،
اگرچہ امام برہان محمد نے ذخیرہ میں اس کو مشکل بتایا، امام ابن امیر الحاج نے اسی پر قبول کی، علامہ خطاوی نے
ما شیعہ مراۃ الفلاح میں اسی طرف میل کیا کما بین حطال ذلت فی فتاویٰ (جس کا یہ سارے کا سارا ہمارے
فتاویٰ میں بیان کیا گیا ہے) لاکیر نہ کر جائز کہ جہد و سعی بالاسنے طاق ہر سے سے حلف منزل من القدر ان کا
قصہ ہی نہ کریں بلکہ خدا سے متروک و مجبور اور اپنی طرف سے دوسرا حرف اس کی جگہ قائم کر دیں ہذا اصفا
لا یدبیحہ شریع ولا دین والہیاذ باللہ سرہ العالمین (شریعت اور دین اس کی ہرگز اجازت نہیں دیتے
اللہ تعالیٰ کی پناہ جو تمام جانوں کا پالنے والا ہے۔ ت)

فقیر کہتا ہے غفر اللہ تعالیٰ ذنبہ اس کے کہ عرض تحقیق مستقر ہو چکا کہ قرآن نظم و معنی جیسا بلکہ نظم و

علی المعنی کا نام ہے اور نظم یہ حروف ہر ترتیب معروف اور باہم قبائیل اور تبدیل جز مستلزم تبدیل کل فان المولف من مبائن مبائن مولف من مبائن اخر (ایک مبائن حروف کا مجموعہ دوسرے مبائن حروف کے مجموعے کے مبائن ہوتا ہے۔ ت) میں نہیں جانتا کہ اس تبدیلی قصدی و تحریف کلام اللہ میں کیا تفاوت مانتا جائے گا۔ یہی منشا ہے امام فضل و امام محمود و علامہ مرقی وغیرہم کے اُس حکم کا کہ جو قرآن مجید میں ضحیٰ عداظ سے پہلے کا فر ہے۔

اقول ولا حاجة الى استثناء وما هو على الغيب بغنين فان ههنا ليس اقامة الخفاء مقام الضد لان المكان ليس مكابها خاصة بل مكانهما جميعا على التوارد حيث قرئ بهما في القرآن فكان مثلهما و سراط و بسطة و بصطة و يسط و مبسط و مضطرب و مضطرب و بخلاف سجیل و عجیل فانہ تبدیل۔

اقول میری رائے یہ ہے کہ وہاں ہو علی الغیب بغنین کو مستثنیٰ کرنے کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ یہاں ضاد کو خدا کی جگہ رکھنا لازم نہیں آتا کیونکہ یہ صرف ضاد ہی کا مقام نہیں بلکہ یکے بعد دیگرے دونوں کی جگہ ہے کیونکہ ان دونوں حروف کے ساتھ قرأت قرآنی ثابت ہے جیسے سراط اور سراط، بسط اور بصط، مضطرب اور مضطرب، مضطرب اور مضطرب اور مضطرب اور مضطرب۔

اس کے ہم شکل دیگر الفاظ بخلاف مضطرب اور مضطرب سے درج ذیل مضطرب اور مضطرب کے کیونکہ یہاں تبدیل ہے۔ (ت)

پس جزاً لازم کہ ہر حرف میں خاص حرف منزل میں اللہ ہی کا قصد کریں اور اسی کے مخرج سے اسے نکالنا چاہئے مخرج ضاد زبان کی دہنی یا بائیں کروٹ ہے یوں کہ اکثر پہلے زبان حلق سے نکل کے قریب تک اس جانب کی ان بالائی دائروں کی طرف جو وسط زبان کے محاذی ہیں قریب طمق ہوتا ہوا پکلیوں کی طرف دراز ہو یہاں تک کہ شروع مخرج لازم تک بڑھے زبان کی کروٹ دائروں سے متصل ہوتی باقی زبان اس حرکت میں اوپر کو میل کر کے تاؤ سے نزدیک پائے دائروں یا زبان کی نوک کا اُس میں کچھ حصہ نہیں وہ ان قوی حروف میں ہے بواہر اہوتے وقت اپنے مخرج پر اعتماد قوی مانگتے ہیں جس قدر سانس ان کی آواز میں سینے سے باہر آتی ہے سب کو اپنی کیفیت میں رنگ لیتے ہیں کہ کوئی پارہ سانس کا اُن کے ساتھ جُدا چلتا معلوم نہیں ہوتا جب تک اُن کی آواز ختم نہ ہوئے سانس بند رہے گی ایسے حروف کو مجموعہ کہتے ہیں اور ان کے ضد کو مجموعہ جن کا جامع فَحْشٌ شَخْصٌ مَسْكَةٌ ہے یا سَقَشْ شَقْشَقْ خَضْرَاءٌ مَثَلًا اُنْے مثلاً کو مکرر کر کے بولے شَقْشَقْ تو آواز اُن کے ساتھ ایک حصہ سا کہ کا جُدا معلوم ہو گا نفس بند نہ ہوا مجموعہ میں ایسا نہیں بلکہ تمام سانس جو

تصویر تلفظ کے وقت موجود ہوا نہیں کی کہ آواز سے بھر جاتی ہے اور جب تک اُس کا تلفظ ختم ہو دوسری ہوا نہ آتی جیسے نثر غرضیہ میں غلط فہمی یہ امر قوت اختیار کر لے گا کہ وہ ہوا یا معلق کے کسی حصے پر اس قدر قوی ہے کہ آواز بھی مابین دم سے کھلا دینا چاہی جب اس جگہ سے اس طور پر حرف نکلے گا تو وہ ہوا ہی ہوگا نہ اُس کا بغیر۔ فرق جو پڑتا ہے اُس کا منشا انہیں سے کسی بات کا رد جاننا ہے مثلاً زبان انگلی دانتوں کو لگی یا زبان کی نوک سے کام لیا کہ وہ آغاز مخرج لام کی طرف جھکی۔ پسوئے زبان کا وسط و اطراف کی جانب خلافت کو چلا حالانکہ اُن کی طرف میل درکار تھا یا زبان تا نو کی طرف نہ اٹھائی یا اٹھانا چاہی مگر حرف کی دشواری و غراست آواز سے آتی کہ زبان دھب گئی کما شیبی اطلاق نہ ہوا جس طرح لڑائی میں نا تجربہ کار کا ہاتھ ہوا صفت قصہ بھگ کر دھما پڑتا ہے یا اعتماد میں ضعف رہا یا مخرج لام تک استطاعت نہ ہو یا یہ بیان دل پر لکھنے اور دل میں رکھنے کا ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ صحت اور اس میں بہت مددگار ہے و باللہ التوفیق اب بعد اس کے کہ آدمی حرف منزل میں اللہ ہی کا قصد کرے اور اس کا مخرج و طریقہ استعمال جان بھی لے ادا کرنے والے مشابہت دے سے تو اس تقریر آخری کا خیال کر کے نہ سکتے ہیں اور اگر آدمی تا آخر جو کچھ ہم نے فحورہ صفات میں بیان کیا اُس سب کے مراعات ٹھیک طور پر ہو جائے تو یقیناً اب جو حرف نکلے گا وہ خالص صمیم و فصیح ہوگا اگرچہ ناواقف سننے والا اپنی نامشنائی کے باعث اسے کچھ عجیب یا کچھ عجیب اور بدتر کہے گا۔ اُس کے برتنے میں کمی بھی نہ کرے تو اب جو کچھ بھی ادا ہوگا صحت نماز کا فتویٰ دیں گے کہ عشر متقی ہو یا اور قدر و اہم ہو چکا اور عمر جانب یسر ہے۔

قال الله تعالى لا يفتن الله نفسا الا وسعها
وقال الله تعالى يريد الله بكم اليسر ولا
يريد بكم العسر وقال تعالى ما جعل
عليكم في الدين من حرج وقال صل
الله تعالى عيسى وسمو يسروا ولا
تعبوا بشروا ولا تنفروا وداة الشيطان
من انس مرضى الله تعالى عنه -

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے اللہ تعالیٰ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔ دوسرا فرمان ہے اللہ تعالیٰ تم پر آسانی پسہا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا۔ تیسرے مقام پر فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔ چہاں اگر تم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے آسانی پیدا کرو، مشکل میں ڈالو، محبتیں پیدا کرو، نفرت نہ ڈالو۔ اسے بخاری و مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے (ت)

پھر ایسی حالت میں عند الانصاف مشترک صفات خواہ اشتباہ اصوات کسی کی تخصیص نہیں ہو سکتی کہ براہ مجزہ ہے
 اختیاری نہیں اور غیر اختیاری پر حکم جاری نہیں کیا قد صدق جعل الاتراك المحاذ خاذا و عوام عصر العداۃ الشامی
 القاف حمزة (جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا کہ ترک لوگ حار کو خا اور عدا مرثیٰ کے زمانہ کے لوگ ق کو حمزہ بناتے ہیں) مت
 واضح ہوا کہ یہ طائفہ جدیدہ جس نے قصد اخلا و پڑھنا ٹھہرا لیا ان کی نماز تو باجماع ائمہ متقدمین و اتفاق اقوال
 مذکورہ متاخرین کیسے و لا الضالین تک نہیں پہنچے پاتی پہلی ہی رکعت میں مضروب کی جگہ مغلوب پڑھا اور نماز
 رخصت ہوئی اب افعال بے معنی کئے جاؤ۔ اسی طرح اگر کوئی جاہل حرف منزل ضح کا قصد نہ کرے بلکہ عدا اس
 کو وال خواہ کوئی حرف پڑھنا ٹھہرا لے اس کی نماز بھی مضروب سے آگے نہ چلے گی تعلیم مخرج و طریق ادا و قصد صحیح
 بقصد قدرت ہر شخص کو لازم ہو چکا ادا ہو افتویٰ تیسیر صحت پر حاکم۔

نسأل الله تيسير كل عسير انه وليه وعليه
 قد يروى عن النبي صلى الله تعالى على البشير والنذير
 والہ وصحبہ۔

ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں وہ ہر مشکل کو آسان
 فرمادے کیونکہ وہی مالک ہے اور اس پر وہ قادر
 ہے، اللہ کی رحمتیں نازل ہوں اس ذات اقدس پر
 جو البشیر و النذیر ہے آپ کی آل اور اصحاب پر بھی۔ (ت)
 بالحدیث انما یا دار دونوں زام یہ قصد کرے کہ یہی سے ضح یا د پڑھوں گا ان کی نماز بھی تمام
 فاتحہ تک بھی نہ پہنچے گی مضروب مغلوب کہتے ہی بلاشبہ فاسد و باطل ہو جائے گی اور جو حرف منزل ہی کا
 قصد کھتا اور اسی کو ادا کرنا چاہتا ہے پھر اگر ایسی جگہ غلطی پڑے جس سے معنی نہ بدلے تو نماز فاسد نہ ہوگی
 اور اگر معنی بدل گئے تو دو حال سے خالی نہیں یا تو یہ شخص ادا سے حرف پر قادر تھا براہ لغزش زبان یا جھٹ
 یا سہواً زبان سے نکل گیا تو جہاں سے مذہب سیدنا امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ و محمد مذہب سیدنا امام محمد
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک نماز مطلقاً فاسد اور اگر یہ بدلا ہوا کلمہ قرآن مجید میں نہیں تو امام ابو یوسف
 رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھی اتفاق ہو کہ اجماع ائمہ متقدمین کی نماز باطل ہے اور متاخرین کے اقوال کثیرہ و
 مضروب ہیں۔

مسئلہ از دیر گنج پر گنجہاں آباد ضلع پٹی بھیت مرسلہ خلیفہ النبی بخش ۱۸ رجب ۱۳۱۰ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثر جملہ قواعد تجوید سے انکار ہے اور ناحق جانتے ہیں۔

الجواب

تجوید نہیں قطعی قرآن و اخبار متواترہ سید الانس و الجن علیہ و علی آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام و اجماع تمام
 صحابہ و تابعین و سائر ائمہ کرام علیہم الرضوان المستدام حتی و واجب لہ علم دین مشرع الہی ہے قال اللہ

تعلانی و رتل القرآن ترتیلًا (اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔ ت) اسے مطلقاً حق
بتانا مکلف کفر ہے والیعا ذب اللہ تعالیٰ۔ ہاں جو اپنی نادانگی سے کسی قاعدے پر انکار کرے وہ اس کا جہل ہے آگاہ
و متنبہ کرنا چاہئے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۹ از بریل محلہ ذخیرہ مرسلہ محبت حسین یکم ربیع الاول ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اکثر نمازی معنی نماز کے نہیں جانتے
ہیں اور نہ کلمہ شریف کے معنی جانتے ہیں پس جاننا معنی کلمہ شریف اور نماز کلمہ اور ٹھل کرنا بہت ہی ضرور ہے پس
اگر اہل عرب اور عربی جانتے والے عربی میں پڑھیں اور باقی اہل زبان اپنی زبان میں عربی کا ترجمہ کر کے پڑھیں
تو نماز درست اور صحیح ہے یا نہیں یعنی انگریزی خواں انگریزی میں اور ناگری والے ناگری میں اور اردو والے اردو
میں پنجگانہ نماز پڑھیں بتینوا تو جبروا (بیان کردادہ جبرپاؤ۔ ت)

الجواب

گراہی کہہ کر نہیں آتی، گراہی کا پہلا پھاٹک یہی ہے کہ آدمی کے دل سے ابتداء سبیل مومنین کی قدر
نکل جائے تمام امت پر حرم کو بر قوت جانے اور انسانی رائے مانگ جائے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
زمانہ آدھس میں یہی عجیب و غریب مشرف باسلام ہوئے حضرت جبریل حبشی تھے حضرت مسیح ربوہی، حضرت سلیمان
قاری و ابوبکر و غیر ہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمیعاً اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں جو ہزاروں بلا و غم
فتح ہوئے انھوں نے عجیب مشرف باسلام ہوئے کہیں بھی حکم فرمایا، کہ تم لوگ اپنی زبان میں نماز پڑھا کرو، اب تیرو سو
ہر س کے بعد یہ مصیبت بعض ہندی بے علموں کو ٹو بھی بس قدر کا ملاحظہ اتنا سمجھنے کو کافی ہے کہ یہ الہام ربی
نہیں بلکہ وسوسہ شیطانی ہے، قرأت قرآن فرض ہے اور وہ خاص عربی ہے غیر عربی میں اور نہ ہوگی اور نماز
نا درست ہوگی اور اس کے بارہا میں گنہگاری ہے، ہاں جو عاجز محض ہو تو مجبوری کی بات چدا ہے واللہ سہ بخندہ
تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۰ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نزدیک عادت ہمیشہ نماز مغرب میں باقرات ایک یا نصف
رکوع یا سورۃ الفاتحہ یا الفکر یا الشمس حاجت امامت میں پڑھنے کی ہے بعض مقتدی اس کو ناپسند کرتے ہیں اور بعض
اس طریقہ کو ناپسند جو یہ خواتین ایسی صورت میں امام اپنی عادت کے موافق کرے یا مقتدیوں کی تابعداری اختیار
کرے اور یہ سورتیں ایسے وقت میں کچھ زیادہ تو نہیں ہیں، ایک روز نماز مغرب میں زید نے ۱۶ پارہ کا ۳ رکوع

احسب الذین کفروا اور دوسری رکعت میں ۲۹ پارہ کا آخری رکوع ان المتقین فی ظنلہا اس سے زیادہ پڑھنے پر مقتدی نہایت شاکر ہوئے، اور ایک مریض صاحب نے فرمایا کہ یہ امام گنگوہار ہوتے ہیں اتنا بڑا رکوع پڑھنے سے ایسی صورت اور ایسے وقت میں نہیں چاہئے منع کیا ہے، پست بہت مقتدیوں کی شکایت شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور امام صاحب پر شرعاً کیا الزام اور گناہ ہے؟ سو آدمی کی جماعت میں وہ مقتدی علیل پرانہ سالی کی وجہ سے زیادہ شکایت اور امام کو بڑا جانیں وہ بھی الزام دینے سے گنگوہار ہیں یا نہیں!

الجواب

نماز مختصر یعنی غیر سفر میں چار سے ائمہ سے تین روایتیں ہیں،
 اول فجر و ظہر میں طوالت مفصل سے دوسریں پوری پڑھے ہر رکعت میں ایک سُورۃ اور عصر و عشاء میں اوساط مفصل سے دوسریں اور مغرب میں قصار مفصل سے۔ مفصل قرآن کریم کے اس حصہ کو کہتے ہیں جو سورۃ ہجرات سے اخیر تک ہے اس کے تین حصے ہیں ہجرات سے بدع تک طوالت، بدع سے لم یکن تک اوساط، لم یکن سے تا کن تک قصار۔

دوم فجر و ظہر میں سورۃ فاتحہ کے علاوہ دونوں رکعت کی مجموعہ قرأت چالیس پچاس آیت ہے اور ایک روایت میں ساٹھ آیات سے سو تک۔ اور عصر و عشاء کی دونوں رکعت کا مجموعہ پندرہ بیس آیت اور مغرب میں مجموعہ دس آیتیں۔

سوم کچھ مقررہ رکعے جہاں وقت و مقتدیوں و امام کی حالت کا مقتضی ہو ویسا پڑھے، مثلاً نماز فجر میں اگر وقت تنگ ہو یا مقتدیوں میں سے کوئی شخص بیمار ہے کہ بقدر سنت پڑھنا اس پر گراں گزرے گا یا بوجہ ضعف ناتواں یا کسی ضرورت والا ہے کہ دیر لگانے میں اس کا کام حرج ہوتا ہے اسے نقصان پہنچے گا اندیشہ ہوگا تو جہاں تک تخفیف کی حاجت سمجھے تخفیف کرے، خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز فجر میں ایک پچھلے کے رونے کی آواز سُن کر اس خیال رحمت سے کہ اُس کی ماں جماعت میں حاضر ہے طوالت قرأت سے اُدھر بچھڑکے گا اور حرام کا دل چمپیں ہوگا صرف قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس سے نماز پڑھا دی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اکبر و اصحاب و بارک و سلم اجمعین، اور اگر دیکھے کہ وقت میں وسعت ہے اور نہ کوئی مقتدیوں میں بیمار نہ ویسا کامی تو بقدر سنت قرأت ان روایات میں پہلی اور تیسری روایت مختار ہو جائے ہے و اما قول لا خلاف بینہما و انما الثالثہ تفتید الاولیٰ کما لا ینخفی (میری رائے میں ان دونوں روایات کے درمیان کوئی تعارض نہیں تیسری پہلی کو مقتید کر رہی ہے جیسا کہ واضح ہے۔ ت) تو حاصل مذہب مقتدیر قرار پایا کہ جب گنجائش بوجہ وقت خواہ بیماری و ضعف و حاجت مقتدیان کم دیکھے تو قدر گنجائش

پر عمل کرے ورنہ وہی طرالیہ و اسلاد و قصار کا حساب ملحوظ رکھے اور قلت گنجائش کے لئے زیادہ مقتدیوں کا ناتواں
یا کام کا ضرورت مند ہونا و کار نہیں بکھڑے ایک کا ایسا ہونا کافی ہے یہاں تک کہ اگر ہزار آدمی کی جماعت ہے اور
صبح کی نماز ہے اور غروب و صبح وقت ہے اور جماعت میں ۹۹۹ آدمی دل سے چاہتے ہیں کہ امام بڑی بڑی سورتیں
پڑھے مگر ایک شخص بیمار یا ضعیف ہو رہا یا کسی کام کا ضرورت مند ہے کہ اس پر تعویل بار ہوگی اسے تکلیف پہنچے گی
تو امام کو حرام ہے کہ تعویل کرے بلکہ ہزار میں اس ایک کے لحاظ سے نماز پڑھائے جس طرح مسیطی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے صورت اس عورت اور اس کے بچے کے خیال سے نماز فجر مؤذنین سے پڑھا دی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اور معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تعویل میں سخت ناراضی فرمائی یہاں تک کہ رضا رہا کہ شدت جلال سے
سرخ ہو گئے اور فرمایا،

افتان انت یا معاذ افتان انت یا معاذ	کیا تو لوگوں کو فتنہ میں ڈالنے والا ہے، کیا تو لوگوں
افتان انت یا معاذ کما فی الصحاح وغیرہا	کو فتنہ میں ڈالنے والا ہے کیا تو لوگوں کو فتنہ میں
وفی الہدایۃ مرفوعاً لقولہ علیہ الصلوۃ	ڈالنے والا ہے اسے معاذ! جیسا کہ صحاح وغیرہ میں
والسلام من امر قوما فیصل بہم	ہے اور بدانتہی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی
صلوۃ اضعفہم فان فیہم لیس یصل	ہے کہ جو شخص کسی قوم کا امام بنے وہ انہیں ان کے
انکبیر و ذالہاجۃ ۲	ضعیف کے اعتبار سے نماز پڑھائے کیونکہ ان میں

مریض، بوڑھے اور صاحب حاجت بھی ہوں گے، دت،
اس بیان سے واضح ہوا کہ امام کا مغرب میں سورۃ والشمس یا والنہی یا اول میں انھیں
الذین کفروا دوسری میں ان المتقین یہ دونوں رکعت پڑھنا خلاف سنت اور تینوں سے الگ ہوا کہ نہ یہ
قصار مفصل سے ہے نہ دونوں رکعت میں صرف دس آیت نہ یہی کہ مقتدیوں پر گراں نہ گرا، ایسی حالت میں
مقتدیل کی شکایت برجل ہے اور امام پر ضرور الزام ہے ہاں المفک کہ التکاثر ایک رکعت میں اور اس سے پہلی
میں اقامۃ یا دوسری میں والعصر پڑھا مطابق سنت ہے یہاں مقتدیوں کی شکایت حاجت ہے
مگر اس حالت میں کہ کوئی بیمار یا بوڑھا نہ ہو تو اس قدر کا تکمل نہ رکھتا ہو تو وہاں اس سے بھی تخفیف کا حکم ہے
فی فتح القدیر قد بحثنا ان التھویل هو فتح القدیر میں ہے ہم نے اس پر بحث کی ہے کہ قراۃ

الزيادة على القراءة المسنونة فانه صلى
الله تعالى عليه وسلم نهى عنه وكان
قراءته هي المسنونة فلا بد من كون
ما نهى عنه غير ما كان دأبه الا لفروقة
او باقى ما ذكرنا من المسائل معروفة
فى الدر المنثور ورد المختار وغيرهما
من الكتب المتداولة فلا حاجة بايراد
العبارات۔

والله سبحانه وتعالى اعلم۔

مسئلہ ۲۷ شوال ۱۳۱۸ھ

میں طوالت وہ زیادتی ہے جو قرأت مسنونہ پر ہو
کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسی ہی زیادتی
سے منع فرمایا ہے اور آپ کی قرأت قرأت مسنونہ
ہی تھی لہذا جس سے آپ نے روکا وہ اس مسنونہ
کے علاوہ ہوئی مگر ضرورت کے وقت اور دیگر
مسائل جو ہم نے ذکر کئے وہ در مختار، رد المحتار اور
دیگر متداول کتب میں معروف ہیں اس لئے تمام
جہارات کے تذکرے کی ضرورت نہیں۔ (ت)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے نمازیں بعد الحمد للہ اور تین یا زائد آیتوں کے
کہا قال رسول اللہ پھر رکوع کر دیا یا قرآن مجید اور تلاوت کی تو اس صورت میں نماز ہوئی یا نہیں ؟ اور
سجدہ سہو کی حاجت ہے یا نہیں جینا ترجمہ اور۔

الجواب

اگر اس لفظ سے اُس نے کسی شخص کی بات کا جواب دینے کا قصد کیا مثلاً کسی نے پوچھا فلاں حدیث
کس طرح ہے اُس نے کہا قال رسول اللہ اور نماز کا خیال آگیا غامض ہو رہا یا ابتداء کسی سے غلط
کا ارادہ کیا مثلاً کسی کو کوئی فعل منوع کرتے دیکھا اسے حدیث مافقت سنائی چاہی اس کے خطاب کی نیت
سے کہا قال رسول اللہ پھر یاد آگیا آگے نہ کہ اتوان دو صورتوں میں ضرور نماز فاسد ہو جائے گی
کہ نصوا علیہ فیما ہو ذکر و ثناء محض
کذلک لا اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ و
انا الیہ راجعون وغیر ذلک اذا قصد
بہ الجواب او الخطب فکیف ما لیس
کذلک۔

جیسے کہ فقہاء نے ان الفاظ کے بارے میں تصریح
کی ہے جو کہ فقط ذکر و ثناء ہی ہیں مثلاً لا اللہ الا
اللہ، لا حول ولا قوۃ الا باللہ اور انا اللہ ونا لہ راجعون
دیگر کلمات جب ان سے مقصد کسی کا جواب یا کسی کو
خطاب ہو تو ان کلمات کا کیا حال ہوگا جو محض ذکر و ثناء نہیں۔

اور اگر یہ جو تیس نہ تھیں تو اس کا جزئیہ اس وقت نظر میں نہیں اور ظاہر کلام ملائے کلام سے یہ ہے کہ اگر یہ شخص محدثی کا عادی تھا اس عادت کے مطابق زبان سے قال رسول اللہ نکلا تو نماز فاسد ہو گئی لانہ من کلامہ و لیس ثناء او دعاء بیل اخیار (کیونکہ یہ اس کا اپنا کلام ہے ثناء اور دعائیں بلکہ خبر دینا ہے۔ ت) اور اگر ایسا نہ تھا تو نماز فاسد نہ ہو گی کیونکہ یہ کلمہ کا کلمہ ہے قال اللہ تعالیٰ معاذ اللہ رسول اللہ ناقصہ اللہ وسقیہ (اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے تو ان سے اللہ کے رسول نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ناقد اور اس کی پیٹنے کی باری سے بچو۔ ت) بجز الراجی و در مختار وغیرہ میں ہے،

لو جری علی لسانہ نعم ان کان هذا الرجل یعتد فی کلامہ نعم تفسد صلواتہ و ان لم یکن عادی لہ لا تفسد لان هذا الکلمۃ فی القرآن فتجعل صدقہ

اگر کسی کی زبان پر لفظ نعم جاری ہو گیا تو اگر وہ آدمی ایسا ہے جو اپنے کلام میں لفظ نعم کو اکثر لاتا رہتا ہے تو نماز فاسد ہو گی، اور اگر اس کلمہ کو ذکر کرنا اس کی عادت نہیں تو نماز فاسد نہ ہو گی

کیونکہ یہ کلمہ قرآن پاک میں موجود ہے لہذا اسے کلام کی بجائے قرآن پاک کا حصہ ہی سمجھا جائے گا۔ (ت) اور سجدہ سو کی کسی حالت میں حاجت نہیں مگر یہ کہ صورت اخیر پانی نمی ہو جس میں جواز نماز ہے اور جو سہواً اتنی دیر تک چپکا کچھ سوچتا رہا ہو جس قدر وہ یہیں ایک رکعت اور اس کے تو اس سکوت کے باعث سجدہ سہواً لازم آئے گا کما فی التنبیہ (تنبیہ میں اسی طرح ہی ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں،

- (۱) اللہ کے اللہ کو حذف کر کے پڑھے تو جائز ہے یا نہیں؟
- (۲) اللہ کے لام کو پُر کرنا سنت ہے یا نہیں؟
- (۳) اللہ اللہ کو تکبیرات میں کچھ دراز کر کے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟
- (۴) قعدہ اولیٰ میں شک ہو اگر یقین نہیں اور سجدہ سو کا کیا تو نماز جائز ہے یا نہیں؟
- (۵) جس نماز میں سہو نہ ہو اور سجدہ سو کا کیا تو نماز جائز ہے یا نہیں؟
- (۶) ہاتھ ملا کر دعا پڑھنے یا علیحدہ علیحدہ کہنے۔ بیعتنا تو جبر و۔

سہ القرآن ۱۳/۹

سکھ البحر الزاکی باب یفسد الصلوۃ الخ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۸/۴

الجواب

- (۱) نماز جائز ہے مگر قصد اکبر سے تو حرام و گناہ۔
- (۲) ہاں سنت متوارثہ ہے جبکہ اس سے پہلے فقہ یا ضمیمہ ہو۔
- (۳) تھوڑا دراز کرنا تو مستحب ہے اسے بڑے تعظیم کہتے ہیں اور زیادہ دراز کرنا کہ حد اعتدال سے خرچ فاش ہو کر وہ اور اگر صاف اللہ تان کے طور پر ہو کہ کچھ حروف زوائد پیدا ہوں مثل ا ا تو مقصد نماز ہے۔
- (۴) جائز ہے۔
- (۵) بے حاجت سجدہ سہو نماز میں زیادت اور منوع ہے مگر نماز ہو جائے گی۔ ہاں اگر یہ امام ہے تو جو مقتدی مسبوق تھا یعنی بعض رکعات اُس نے نہیں پائی تھیں وہ اگر اس سجدہ بے حاجت میں اس کا شریک ہوا تو اس کی نماز باقی رہے گی لانه اقتدی فی محل الافراد (کیونکہ اس نے محل افراد میں اس کی اقتدا کی۔ ت)

(۶) دونوں ہاتھوں میں کچھ فاصلہ ہو۔

فی البدن والصلوات سبب یسبب یہ حد ادھن
 نحو السماء لانها قبلة المریء ویکون
 بینہما فرجة فی سہو المختار ای وامت
 قلت قدیة فی واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔
 مسئلہ از شہر کندہ بالنس بر علی کا کر ٹولہ ۱۳۱۹ھ

نماز چار رکعت میں نیزہ اس طرح پڑھتا ہے اول رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ سورۃ یس شریف دوسری میں سورۃ دخان شریف تیسری میں سورۃ تنزیل، چوتھی میں سورۃ ملک، اس طرح سے یہ نماز پڑھنا خلاف ترتیب ہو گا یا نہیں اور تنزیل سے کون سی سورۃ مراد ہے؟ بیّنوا التوجہ۔

الجواب

یہ نماز اسی ترتیب سے حدیث میں حفظ قرآن کے لئے ارشاد ہوئی ہے، جامع ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے سورۃ تنزیل سورۃ الم تنزیل السجدہ ہے۔

روایت ترمذی میں بھی پورا نام آیا ہے اس میں خلاف ترتیب اصدقی نہیں کہ نفل کا ہر شفع نماز جدا گانہ ہے اور شک نہیں کہ ترتیب قرآن عظیم میں تسبیح شریف ہم الدعاء سے مقدم ہے اور تنزیل المسجد سورہ ملک سے ، تو روایت ترتیب ہر شفع میں ہوگی اگر چاروں کے لحاظ سے سب میں پہلے تنزیل المسجد ہے پھر تسبیح پھر دعاء پھر ملک یہ مخالف ترتیب نہیں کہ ہر شفع صلاۃ علیہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۸۹ ۲ رمضان المبارک ۱۳۳۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص نماز میں سورہ فاتحہ میں لفظ نستعین اور مستقم کی جگہ سعید اور مستقیم بدو تاء کے پڑھے تو اس کی نماز باطل ہوگی یا مکروہ یا نہیں ، جواب دیکھئے موجب جواب ہے۔

الجواب

نماز ہو جائے گی لا جمل الادغام (ادغام کی وجہ سے۔ ت) مگر کراہت ہے لا جمل الاحداث فلا ادغام صحیفہ فی الف تحۃ کما نص علیہ فی غیث النفع (کیونکہ اس نے یہ خود ایجاد کیا دیکھئے فاتحہ میں ادغام نہیں ہے جیسا کہ غیث النفع میں اس پر تصریح موجود ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۹۰ ربیع الاول شریعہ ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرح تین ان مسائل میں کہ سورہ فاتحہ سے ایک آیت کا تلاوت کرنا نماز میں فرض ہے یا اس کے ما سوا دوسری صورت میں سے ایک آیت پڑھنا فرض ہے مثلاً زید نے نماز پڑھی اور فقط الحمد للہ رب العالمین پڑھ کر بھول گیا اور رکوع و سجود کیا سو کیا مسلم پھر اس حالت میں نماز زید کی ہوئی یا نہیں ؟ اور نیز دوسری صورت یہ ہے کہ امام صاحب نے نماز پڑھائی اور وہ تشہد کرنا اولیٰ کا بھول گئے اور مقتدی نے دو مرتبہ کھڑے ہونے امام سے پیشتر کہا التھیات فہم کر امام صاحب کھڑے ہو گئے اور قرات بالپھر پڑھی اور فقط سورہ فاتحہ پڑھ کر رکوع کیا اور سجود سو کیا اس صورت میں مقتدی کی نماز میں کوئی نقصان آیا یا نہیں ؟ اور نیز اس صورت میں کہ امام صاحب قرات میں بھول گئے اور مقتدی نے لقمہ دیا اور امام صاحب نے نہیں لیا تو نماز مقتدی میں کوئی نقصان آیا یا نہیں ؟ اور وقت ظہر میں اگر جماعت ہو رہی ہو تو شریک ہو جاوے اور چار رکعت سنت جو رہیں ان کا پڑھنا کس وقت اولیٰ ہے آیا دو پہلے پڑھے یا چار ؟ بیہودہ و جبروا۔

الجواب

قرآن مجید کی ایک آیت سورہ فاتحہ سے ہو خواہ کسی صورت سے پڑھنا فرض ہے نہ خاص فاتحہ کی تخصیص ہے نہ کسی صورت کی ، جو فقط الحمد للہ رب العالمین پڑھ کر بھول گیا اور رکوع کر دیا نماز کا فرض ماقہ ہر جائز

محرمانہ قصہ ہوئی کہ واجب ترک ہوا الحمد شریف تمام و کمال پڑھنا ایک واجب ہے اور اس کے سوا کسی دوسری صورت سے ایک آیت بڑی یا تیس آیتیں چھوٹی پڑھنا واجب ہے اگر الحمد شریف مجہول تھا اور واجب اول کے ادا کرنے سے باز رکھا گیا تو واجب دوم کے ادا سے عاجز نہ تھا فقط ایک ہی آیت پرقناعت کو کہ رکوع کر دینے میں قصداً ترک واجب ہوا

عن ما هو الظاهر وترتيب السورة على الفاتحة
واجب ثالث كما ان ترك الفصل بين ما باجنبي
واجب رابع فاستقل وجوب السورة للفصل
عن الفاتحة لا يظهر فيه يظهره الله تعالى
اعلم -
جیسا کہ واضح ہے فاتحہ اور سورۃ میں ترتیب تیسرا واجب
جس طرح ان کے درمیان اجنبی کے ساتھ ترک فصل
چوتھا واجب ہے پس بظاہر فاتحہ سے عاجز نہ آنا
وجوب سورۃ کے استقامت کا سبب نہیں بن سکتا
والله تعالى اعلم (د)

اور جو واجب قصداً چھوڑا جائے سجدہ سہرا اس کی اصلاح نہیں کر سکتا تو واجب ہے کہ نماز دوبارہ پڑھے،
ہاں اگر ایسا مجہول کہ ترتیب فاتحہ و آتا ہے نہ قرآن عظیم سے کہیں کی آیتیں اور تاہم رکوع کر دیا اور جیسے میں جلتے تک
فاتحہ و آیات یاد نہ آئیں تو اب سجدہ سہرا کافی ہے اور اگر سجدہ کر جانے سے پہلے رکوع میں خواہ قرعہ رکوع میں یاد
آجائیں تو واجب ہے کہ قرأت پوری کرے اور رکوع کا پورا حصہ فرسہ کر قرأت پوری نہ کی تو اب پھر قصداً ترک
واجب ہوگا اور نماز کا عہدہ کرنا پڑے گا اور اگر قرأت بعد از رکوع پوری کر لی اور رکوع دوبارہ نہ کیا تو نماز ہی
باقی رہی کہ فرض ترک ہوا

وذلك لان الركوع يرتفع بالعود الى المقرأ
لانها فرضية وكل ما يقرأ أو لو القراء العظیم
كله فانما يقع فرضاً كما نصوا عليه -
اس لئے کہ قرأت کی طرف لوٹنے کی وجہ سے رکوع
ختم ہو گیا کیونکہ قرأت فرض ہے اور قرأت جتنی بھی
کی جائے خواہ تمام قرآن پاک کی قرأت ہو اس سے
ایک ہی فرض ہوا ہوگا جیسا کہ اس پر فقہانے تصریح کی ہے

(۳) جبکہ امام پہلا قعدہ قبول کر آئے کہ ہوا اور ابھی سیدھا نہ کھڑا ہوا تھا تو مقتدی کے بتانے میں کوئی حرج
نہیں بلکہ بتانا ہی چاہئے، ہاں اگر پہلا قعدہ چھوڑ کر امام پورا کھڑا ہو جائے تو اس کے بعد اسے بتانا جائز نہیں اگر
مقتدی بتائے گا تو اس کی نماز باقی رہے گی اور اگر امام اس کے بتانے پر عمل کرے گا تو سب کی جائے گی کہ پورا
کھڑا ہو جانے کے بعد قعدہ اولیٰ کے لئے لوٹنا حرام ہے تو اب مقتدی کا بتانا محض یہاں تک حرام کی طرف نہ بلانا اور بلا ضرورت
کلام ہو اور وہ منفسد نماز ہے قرأت میں صحیح لقمہ دینا مطلقاً جائز ہے نماز فرض ہو خواہ فصل امام تین آیات زیادہ پڑھ چکا ہو
خواہ کم تو اس صورت میں لقمہ دینے سے مقتدی کی نماز میں کچھ نقصان نہیں، ہاں اگر وہ غلطی کہ امام نے کی مغیر معنی منفسد نماز

تھی اور مقتدی نے بتایا اور اس نے نہ لیا اسی طرح غلط پڑ کر آگے چل دیا تو امام کی نماز جاتی رہی اور اس کے سبب سے سب مقتدیوں کی بھی گئی اور اگر غلطی مقصد نماز نہ تھی تو سب کی نماز ہو گئی اگرچہ امام غلطی پر قائم رہا اور نعتہ نہ لیا اور امام نے صبح پڑھنے مقتدی کو دھوکا ہوا کہ اُس نے غلط بتایا تو اس مقتدی کی نماز ہر طرح جاتی رہی پھر اگر امام نے نہ لیا تو امام اور دیگر مقتدیوں کی نماز صحیح رہی بعد اگلے لیا تو سب کی گئی۔ ظہر کی پہلی سستیں نہ پڑھی ہوں تو علماء کے دونوں قول ہیں اور دونوں باتوں میں ایک یہ کہ فرض کے دو سستیں پہلے پڑھے پھر وہ چار پڑھے اور دوسرے اس کا عکس کہ فرض کے بعد پہلے چار پہلی پڑھے پھر وہ، اور پہلا قول زیادہ قوی ہے لمطابقہ لفظ الحدیث الصحیح (کیونکہ وہ حدیث صریح کے الفاظ کے مطابق ہے۔ ت۔ واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔)

مسئلہ ۲۹۹
ماہ شوال ۱۳۴۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نماز فجر و عشا میں سورہ طوال پڑھنا مسنون ہے یا نہیں؟ اور اگر ایسے وقت کہ ابتدائی وقت ہو اور طوئی یا سانی پڑھی جائے گی اور النہم تو وغیرہ سے پڑھا دے اور مقتدی جماعت سے محروم رہیں تو جماعت خلاف سنت اور مخالفت سے جماعت مکروہ ہوگی یا نہیں؟ بینہما تردد

الجواب

قرآن عظیم سورہ جرات سے آدھ تک مفصل کہتا ہے اس کے تین حصے ہیں جرات سے ہر دو تک طوال مفصل، ہر دو سے لم یکن تک اوسا مفصل، لم یکن سے ناس تک قصار مفصل۔ سنت یہ ہے کہ فجر و ظہر میں ہر رکعت میں ایک پوری سورت طوال مفصل سے پڑھی جائے اور عصر و عشا میں ہر رکعت میں ایک کامل سورت اوسا مفصل سے اور مغرب کے ہر رکعت میں ایک سورت کاملہ قصار مفصل سے۔ اگر وقت تنگ ہو یا جماعت میں کوئی مریض یا بوڑھا یا کسی شدید ضرورت والا شریک جس پر اتنی دیر میں ایذا و تکلیف و حرج ہوگا تو اس کا نماز کرنا لازم ہے جس قدر میں وقت مکروہ نہ ہونے پائے اور اس مقتدی کو تکلیف نہ ہو اسی قدر پڑھیں اگرچہ صبح میں ۱۱ احصین و قل هو اللہ احد ہوں یہی سنت ہے اور جب یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو اس طریقہ مذکورہ کا ترک کرنا اور صبح یا عشا میں قصار مفصل پڑھنا ضرور خلاف سنت و مکروہ ہے مگر نماز ہو جائے گی واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۰۰
۲۱ ربیع الآخر ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ امام کے پیچھے مقتدی لفظ آمین کو کس قدر آواز سے کہے اگر برابر والے نمازی جو اس سے دوسرے یا تیسرے درجے پر ہیں سنیں تو کوئی حرج ہے یا نہیں؟

(۲) سوئے لفظ آمین کے اور جو کچھ پڑھے ترکس قدر آواز سے پڑھنا چاہئے؟

(۳) حقہ، تمباکو پینے والے کے منہ کی جو نمازیں دوسرے نمازی کو معلوم ہوئی تو کوئی قباحت تو نہیں ہے؟
بیّنوا توجروا۔

الجواب

(۱-۲) آمین سب کو آہستہ کہنا چاہئے امام جو خواہ مقتدی خواہ اکیلا یہی سنت ہے، اور مقتدی کو سب کچھ آہستہ ہی پڑھنا چاہئے آمین جو خواہ بکیر، خواہ سبیح جو خواہ التیات و درود، خواہ یسکب اللہم وغیرہ۔ اور آہستہ پڑھنے کے یہ معنی ہیں کہ اپنے کان تک آواز آنے کے قابل ہو اگرچہ جو اس کے کہ یہ خود بہر اسے یا اس وقت کوئی غل شور ہو رہا ہے کان تک نہ آئے اور اگر آواز اصف پیدا نہ ہوئی صرف زبان ہی تو وہ پڑھنا ہو گا اور فرض واجب و سنت و مستحب جو کچھ تمنا وہ ادا نہ ہو گا فرض ادا نہ ہوا تو نمازی نہ ہوئی اور واجب کے ترک میں گنہگار ہوا اور نماز پکیر نا واجب رہا اور سنت کے ترک میں عتاب ہے اور نماز مکروہ اور مستحب کے ترک میں ثواب سے محرومی۔ پھر جو آواز اپنے کان تک آنے کے قابل ہوگی وہ غالب یہی ہے کہ برابر والے کو بھی پہنچے گی اس میں عرج ضعیف یہی آواز آتی چاہئے جیسے راز کی بات کسی کے کان میں منہ دکھ کر کہتے ہیں ضرور ہے کہ اس سے ظاہر ہو جیسا ہو وہ بھی سنے گا مگر اسے آہستہ ہی کہیں گے، وادئہ تہا لے اہل

(۳) منہ میں بند ہوئے کی حالت میں نماز مکروہ اور ایسی حالت میں مسجد میں جانا حرام ہے جب تک منہ صاف نہ کر لے اور دوسرے نمازی کو ایذا پہنچی تو اس سے اور دوسرا نمازی نہ بھی موقوفہ ہوئے بلکہ کو ایذا پہنچی ہے، حدیث میں ہے:

انہ المملکۃ تتادی بسایۃ ذی بہ بنو آدم۔ کیونکہ ملائکہ ہر اس شے سے اذیت پاتے ہیں جس سے واللہ تعالیٰ اعلم
یعنی آدم اذیت پاتے ہیں۔ (ت)

مسئلہ ۹۵ الحمد شریف قرآن شریف سے ہے نماز میں کیوں واجب کی گئی؟ اور سورت کا ملانا کیوں فرض رکھا گیا؟ اور اگر مصلیٰ الحمد قبول جائے تو اس پر سجدہ سہو واجب ہوتا ہے اور آیتیں پڑھنا قبول جائے تو نماز جاتی رہتی ہے اس کے بدلے میں سجدہ سہو نہیں رکھا گیا اس کی وجہ ہے اور الحمد واجب ٹھہری اور مقتدی بیچے امام کے الحمد نہیں پڑھتا؟ اور الحمد کے نہ پڑھنے سے سجدہ سہو لازم آتا ہے تو اس مقتدی کی نماز بغیر سجدہ سہو کئے ہوئے کیونکر صحیح ہو جاتی ہے؟
بیّنوا توجروا۔

الجواب

سورۃ طہ بھی فرض نہیں، نہ اس کے ترک سے نماز جائز ہو بھی مثل فاتحہ واجب ہی ہے اور اس کے ترک کی بھی سجدہ سہو سے اصلاح ہو جاتی ہے جبکہ جنوں کو سہو، یہی حال فاتحہ کا ہے۔ تو یہ مسئلہ ہی مسائل کو غلط معلوم ہے جس کی بنا پر طالب فرق ہے۔ فرض صرف ایک آیت کی تلاوت ہے سورۃ فاتحہ سے جو یا کسی سورت سے۔
 قال اللہ تعالیٰ فاتحہ او احادیث سورۃ من القرآن ^۱ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے قرآن سے جو آسان ہو وہ پڑھو۔
 سورۃ فاتحہ اور فرضوں کی پہلے دو رکعتوں میں ضم سورت کا وجوب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی موافقت اور بعض احادیث احاد قولیہ سے ثابت ہو رہا ہے وجوب ہمارے ان کے نزدیک صرف امام و منفرد پر ہے مقتدی پر نہیں تو لزوم سجدہ کی کوئی وجہ نہیں نہ ترک قصدی میں نہ سہو مقتدی سے اس پر سجدہ لازم آئے گا اگرچہ دس واجب ترک ہوں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۹۶ صفر ۱۳۱۰ھ

امام نے نماز جمعہ میں ایک آیت پر مبنی سبب ٹھہرا جانے کے اس کو دوسری بار پڑھ کر دوسری آیتوں کی طرف منتقل کیا ایسی صورت میں نماز مکروہ تحریمی یا جائزہ کراہت یا سجدہ لازم ہے یا نہیں؟ بینوا تو جہود!

الجواب

جبکہ مجبوری سہو تھا کچھ کراہت نہیں اور اگر آیت کے یا کلمے میں بقدر کن ساکت نہ رہا تو سجدہ سہو بھی نہیں ورنہ سجدہ لازم ہے کما فی الدر المنخت ^۲ (جیسا کہ در مختار میں ہے۔ مت)، واللہ تعالیٰ اعلم
 مسئلہ ۲۹۷ کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ نماز میں مثل سورہ وائیل کے درمیان چھوڑ کر پڑھنا اگرچہ سہو ہو کیا ہے مثلاً رکعت اولیٰ میں وائیل اور رکعت ثانیہ میں وائیل پڑھے۔

الجواب

فرضوں میں قصداً چھوٹی سورت پنج میں چھوڑ دینا مکروہ ہے اور سہو آصل کراہت نہیں وائیل و الشمس سے پانچ آیت زائد ہے ایسی صورت میں کراہت نہیں،
 فی الدر المنخت دیکھو الفصل بسورۃ قہصیرۃ ^۳ در مختار میں ہے کہ چھوٹی سورت کے ساتھ فاصدہ

ملہ القرآن ۲۰/۷۳

۱۰۲/۱

مطبوعہ مجتہبی دہلی

باب سجود السہو

۱۰۲/۱

۸۱/۱

" " "

فصل دیگر اہام

۸۱/۱

فی سہد المحدث را ما بسوق طویلۃ بحیث یلزم منه
اطالة الركعة الثانية فلا یکره شرح المنیة
ان فی السہد اطالة الثانية عن الاول یکره
تدریجها اجماعا ان شدت آیات ان تعسرت طولا
وقصر او الا اعتبار الحروف والكلمات واعتبر
الحمل فحش بطول لاعداد الایات، واستثنی
فی الجہود ما وردت به سنة واستظهر فی التعلیل عدم
الکراهة مطلقا وان باقل لا یکره لانہ حمل
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصلى بالمعوضة تسبیح
واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

(چھوڑ دینا) مکروہ ہے اور دلالت میں ہے کہ اگر وہ
چھوڑی جائے والی سہرہ اتنی بڑی ہے کہ اس سے
دوسری رکعت کا پہلی رکعت سے نہایت ہی طویل ہونا
لازم آتا ہو تو پھر مکروہ نہیں شرح المنیۃ ائمہ در مختار میں
دوسری رکعت کو پہلی پر مین آیتوں کی مقدار نبا کرنا بلا جہد
مکروہ تنزیہی ہے اگر دونوں رکعتوں کی آیتیں بڑی اور
چھوٹی ہونے میں قریب قریب ہوں اگر گہٹیں ایک سی
نہ ہوں تو حرمت اور کلمات کا اعتبار ہوگا۔ اور حملی نے
فحش طول کا اعتبار کیا ہے نہ کہ آیتوں کے شمار کا۔ اور
بحر الرائق میں ان سورتوں کو مستثنیٰ کیا ہے جن کے متعلق

حدیث وارد ہے (یعنی ان کے پڑھنے میں کراہت نہیں ہے) اور نفلوں میں مطلقاً (یعنی اس کے متعلق حدیث
وارد ہو یا نہ ہو) عدم کراہت کو ترجیح ہے اگر دوسری رکعت کی زیادتی بین آیات سے کم ہو تو مکروہ نہیں، کیونکہ
سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود تین سے فجر کی عمار پڑھائی ہے وائد بحمدہ تعالیٰ اعلم (ت)
مسئلہ ۹۹ اس میں کیا حکمت ہے کہ فرضوں کی دو رکعت خالی اور دو رکعت بھری پڑھی جاتی ہے اور سنت اور نفلوں
میں پادوں بھری۔

الجواب

نماز میں صرف دو ہی رکعت ہیں تلاوت قرآنی مجید ضرور ہے سنت و نفل کی ہر دو رکعت نماز ہدایا گز ہے لہذا ہر رکعت
میں قرأت لازم ہو کر پادوں بھری ہو گئیں واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۹۹ زید نے اول وقت نماز پڑھی اور بعد فراغ سنتی مغرب سے دو رکعت نفل جماعت سے بالجہد سو پائے سے
پڑھے پھر اس کے متعلق نماز عشاء کا وقت آیا یہ دو نفل نفل جو مابین عشاء و مغرب باجماعت بھر سے پڑھے جائز ہیں
یا نہیں؟

الجواب

اگر اس جماعت نفل میں صرف دو یا زیادہ سے زیادہ تین مقتدی تھے اور ان میں کسی پر اتنی قرأت

۴۰/۳

مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر

فصل و بکیر الامام

سہد و المختار

۸۰/۴

مطبوعہ محمد مجتبیٰ دہلی

-

سہد و المختار

طریق قرآن تکلیف دہ نہ تھی تو یہ جماعت و قرائت جائز نہ منع و کراہت ہوئی ورنہ مکروہ و ممنوع، بحر الرائق میں ہے،
 قال شمس الامثة الحلواني ان كان سوى
 الامام ثلثة لا يكتفى بالافتراق وفي الامام بم
 اختلاف المشايخ والاصح انه يكره ان يركع
 في شروح المعاني -

اُسی میں ہے،

والظاهر انها في تطويل الصلوة كراهة تحريم
 للاصرار بالتخفيف وهو لا يوجب الاصرار ولا دخول
 الضرر على العيثار والله تعالى اعلم -

ظاہر یہی ہے کہ نماز میں طالت مکروہ و تحریمی ہے کیونکہ
 تخفیف کے لئے امر و اور دہے جو کئے صارف کے
 اور اس لئے کہ یہاں غیر کو نقصان ہوتا ہے لہذا

تعالیٰ اعظم (ت)

منتہی از بنارس تھانہ ہلوپورہ محلہ اعظم روہیلہ مدرسہ عبد الرحمن روضہ ۲۸ محرم ۱۳۲۶ھ
 حضرت کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ اذاجاء کے آخر میں جو رکع کرتے تھے انہ کا ان تو اب کے پاس پڑھاتے
 تھے مگر اب اچھل صاحب تو وہ ذرا سا کٹ گیا کہ فقہ -

الجواب

مستحب طریق یہ ہے کہ آخر سورہ میں اگر نام الہی ہے جیسے سورہ اذاجاء میں انہ کا ان تو اب اس پر
 وقف نہ کرے بلکہ رکوع کی تعمیر اللہ اکبر کا ہمزہ وصل و اگر اس سورہ کا آخری حرف لام اللہ سے ملے جیسے
 اذاجاء میں تو امان اللہ اکبر اب قیام کی حالت میں کے اور دونوں لام سے ملتا ہوا رکوع کے لئے چھکے کی حالت
 میں اس طرح کہ رکوع پورا نہ ہونے تک اکبر کی منقطع ہو جائے تو نہی سورہ والستین میں احکم الحاکمین کے
 ن کو زبردستی کہ اللہ اکبر کے لی میں ملا دے، اور جس سورہ کے آخر میں نام الہی نہ ہو اور کوئی لفظ نام الہی کے
 مناسب بھی نہ ہو وہاں یکساں ہے چاہے وصل کرے یا وقف، جیسے اللہ فاشور میں ہا من غلب اللہ اکبر
 اور جہاں کوئی لفظ اسم الہی کے نامناسب ہو جیسے سورہ کوثر کے آخر میں ہوا لا یتر وہاں فصل ہی چاہئے وصل نہ چاہئے۔
 واللہ تعالیٰ اعلم -

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین؟ اس مسئلہ میں کہ صبح کی نماز طلوع آفتاب سے کس قدر پہلے ہونا چاہئے اور کتنی آیتیں پڑھ چاہئے اور اگر کوئی خرابی نماز میں ہو جائے تو کیا اسی آیت کو جو کہ پہلے پڑھی گئی اُس کی مقدار پڑھنا چاہئے یا کم،
بینوا تو جہروا

الجواب

نماز صبح میں جہاں گنجائش وقت و عدم عذر پالیس سے ساٹھ آیت تک پڑھنا چاہئے اور طلوع آفتاب سے اتنے پہلے ختم ہو جانا چاہئے کہ اگر نماز میں کوئی خرابی ظاہر ہو تو پالیس آیتوں سے قبل طلوع ادا وہ ہر کے اور اس کے لئے دس منٹ کافی ہیں اور اگر وقت کم رہ گیا اور خرابی ظاہر ہوئی تو بعد گنجائش وقت آیات پڑھے اگرچہ سورہ کوثر و اخلاص جو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین؟ اس مسئلہ میں کہ نذر نے نماز پڑھائی واللعصر ان الا انسان نفی خبر الا الذین میں آلا پڑھ کے وقت کیا پھر الا الذین امنوا سے آخر تک ختم کیا نماز درست ہے یا نہیں و قیل من (سکتہ) مراق وظن انه العراق میں سکتہ کیسا ہے اور لفظ من کے نون کو مراق کی مرا میں ادغام نہ کرنا کیسا ہے؟

الجواب

نماز ہو گئی ہر آیت پر وقف جائز ہے اگرچہ آیت لا جو ہماری یعنی امام خاص کی قرأت میں نون پرکتہ ہے کہ دغام سے کلر واحد نہ مفہوم جو۔ مراق بدرون براق اور تمام باقی قرار ادغام کرتے ہیں، تو وہ نون ہیں مگر یہاں حوام کے سامنے ادغام نہ کرے کہ وہ معترض نہ ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین؟ اس مسئلہ میں کہ نذر نے نماز پڑھائی واللعصر ان الا الذین میں آلا پڑھ کے وقت کیا پھر الا الذین امنوا سے آخر تک ختم کیا نماز درست ہے یا نہیں و قیل من (سکتہ) مراق وظن انه العراق میں سکتہ کیسا ہے اور لفظ من کے نون کو مراق کی مرا میں ادغام نہ کرنا کیسا ہے؟

ض را مشابہ صوت فظ مجمل باید خواند یا محامل صوت
وال مملہ، و ہر کہ وال محض خواند نماز نشی ردال بود
یا نہ و دریں ملک را تقریباً ہمہ خواص و حوام مشابہ
وال می خوانند و خوانندہ ض مشابہ فظ از لبس
قلیل بینوا تو جہروا۔
ض کو ظا ر مجمل کی آواز یا دال مملہ کی آواز کے مشابہ
پڑھنا چاہئے اور جو اسے محض دال پڑھے اس کی
نماز درست ہوگی یا نہ؟ ہمارے ملک میں تقریباً
تمام خواص و حوام اسے دال کے مشابہ پڑھتے ہیں
ظا کے مشابہ بہت قلیل لگ پڑھتے ہیں جواب دے کر

اجبیر پاؤ۔ (ت)

الجواب

صوت این حرف را خالق عزوجل از ہر حرفت جدا
والہ تعالیٰ نے اس حرفت کی ادائیگی اور آواز کو دوسرے

آفریدہ است حقیقۃً بیچ حرف مشابہت فرض قطعی
آنست کہ مخبرش آموز و طرز ادائش یا دیگر دو قصد
حرف منزل من اللہ کند و از پیش خویش نہ ظاہر خواند
نہ والی کہ بر دو مباین اوست و شبانہ روز سعی بر فور
بجائے آورد تا آنکہ می گوشتد برچہ بر آید روا باشد و یکلف
اللہ نفساً الا و سبھت فاما اگر بر صبح قادر نہ شود امامت
بیچ نتوان کہ در رفتار وی خیرہ است امامت الشیخ
بالفصح فاسدہ فی راجح الفصح و براد فرض باشد کہ
تا پس صبح خواندن نماز توان یافت تنہا نہ گزارد کہ
در اقتدای قرأت بے نیاز باشد و آنکہ خروج نیا موقت
یا در صبح موسمی نہ کرد اگر از بانہش ظاہر یا دال ادا شود
برچہ با فساد معنی شود نماز فاسد شود و نہ سلفہ اگر بہرہ
فساد معنی نہ نماید چنانکہ مغلوبہ فساد و ب بہرہ و فساد
شود این ہم آنگاہ بہست کہ قصد حرف منزل من اللہ کند
و نہاں یاوری شود ظاہر دال ادا شود چنانکہ صورت اخیرہ
در حرام ہندہ بنکار است و اگر بالقصد بجائے او حرف
دیگر نشاندن خواهد حکم اوخت تر شود زیرا کہ تبسیر علی
کلام اللہ می کند چنانکہ بعضی نامقلدان تصریح کردہ اند کہ
فساد توان ظاہر خواند امام اہل ابوبکر محمد بن الفضل رحمہما
تجائے عبیدہ وین صورت حکم کفر فرمودہ است کافی من الرد
الازہر و ما را درین مسئلہ رسالہ ایست مختصر جامعہ
الجامع الصاد عن کسین الفصاد آنجا درین رابطہ تفصیل

تمام حروف سے جدا پیدا فرمایا ہے حقیقی طور پر کوئی بھی
اس کے مشابہ نہیں اس لئے فرض قطعی یہ ہے کہ اس
کا خروج سیکھا (جانا) جائے، اس کی ادائیگی کا طریقہ
یاد کیا جائے اور اس حرف کا رد یہ کیا جائے جو اللہ کی طرف
سے نازل ہے، اپنی طرف سے نہ اسے ظاہر چاہئے
اور نہ ہی دال، کیونکہ یہ دونوں اس کے مخالفت ہیں
شبانہ روز کی محنت و کوشش کے بعد جو پڑھا جاسکے
وہ درست ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی جان پر بوجہ نہیں
ڈالت مگر اس کی طاقت بھر۔ اگر حرف کی صبح ادائیگی
پر قادر نہ ہو اگر اس کو امامت کرانا درست نہیں،
فساد ہی خیر یہ میں ہے کہ قوتے کا فصح کی امامت کرنا
راجح اور صبح مذہب میں فاسد ہے اور ایسے شخص پر
فرض ہے کہ وہ کسی صبح کی اقتدار میں نماز ادا کرے
اگر اقتدار ممکن ہو تنہا نہ پڑھے کیونکہ اقتدار کی صورت
میں وہ قرأت سے بے نیاز ہو جائے گا، اور وہ
شخص جس نے حق کا خروج نہ سیکھا یا اس کی صحت
کے لئے کوشش نہ کی ہو اگر اس کی زبان سے ضاد کی
جگہ ظاہر دال ادا ہو جس کے ساتھ فساد معنی ہو گا اس
سے نماز بھی فاسد ہوگی اور جس کے ساتھ فساد معنی نہ ہوگا
اس سے نماز ہو جائے گی اگر وہ دونوں صورتوں میں فساد
معنی ہو شل مغلوب اور مغلوب تو دونوں صورتوں
میں نماز فاسد ہوگی۔ یہ تمام اس وقت سہجہ جیساں سے

واوہ ایم و باللہ التوفیق واللہ تعالیٰ اعلم۔ قصہ اسی حرف کا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کر دیا

ہے مگر زبان معاون نہ تھی اور ظاہر والی آواز ہو گیا جیسے کہ عوام اہل ہندو بنکار کا معاملہ آخری صورت میں سی طرح ہے اور اگر قصداً اس کی جگہ کوئی دوسرا حرف پڑھا تو اس کا حکم شدید ترین ہو گا کیونکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کے کلام میں تبدیلی کرنا ہے جیسا کہ بعض غیر متقلدین نے تصریح کی کہ خدا کو نہ پڑھا جائے تو ظ پڑھے۔ امام ابو بکر محمد بن فضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مذکورہ صورت میں کفر کا حکم جاری فرمایا ہے جیسا کہ مجمع المومنین الاذہر میں موجود ہے، ہم نے اس موضوع پر ایک مختصر مگر جامع رسالہ لکھا ہے جس کا نام لہجہ اللہ الصادع سنن لہجہ ادرکھا ہے۔ اس مسئلہ کی تفصیل وہاں خوب کی ہے و باللہ التوفیق واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ازراہی پور گجرات قریب احمد آباد مرسلہ حکیم محمد میاں صاحب ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

جمہ کی اذان کے بعد بہت آدمی مسجد میں جمع ہو کر سورۃ کھف پڑھتے ہیں بلند آواز سے اور بغیر پڑھے جو رک ہیں یعنی ان پڑھ نمازی بھی جوستے ہیں جن کو کلام مجید پڑھنا ہی نہیں آتا وہ نمازی سورۃ کھف شوق سے سنتے ہیں اور بعض نمازی جو دیر سے آتے ہیں وہ نفل پڑھ کر سنتے ہیں نفل پڑھنے والے کہتے ہیں سورۃ کھف بلند آواز سے مست پڑھ رہا ہے نفل میں غرابی آتی ہے نفل کا ثواب زیادہ ہے یا سورۃ کھف پڑھنے کا بعد ختم ہونے سورۃ کھف کے تمام نمازی سنتیں پڑھتے ہیں مولوی مذکور فرماتے ہیں۔ اور۔۔۔ ہرگز مست پڑھ نفل نماز میں غرابی آتی ہے آیا سورۃ کھف کو بلند آواز سے پڑھیں یا نہیں یا نفل نماز کو چھوڑ دیں؟

الجواب

حدیث صحیح میں قرآن مجید بآواز ایسی جگہ پڑھنے سے جہاں لوگ نماز پڑھ رہے ہوں ممانعت فرمائی ہے اور قرآن عظیم نے حکم دیا ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے گا نہ لگا کہ سنو اور چپ رہو، تو ایسی جگہ ہر سے پڑھنا ممنوع اور دو یا زیادہ آدمیوں کا بآواز پڑھنا حدیث یہ ممنوع کہ نفل حکم قرآن اور قرآن عظیم کی بے حرمتی ہے ان لوگوں کو جابہ کہ آہستہ پڑھیں اور نفل پڑھنے والے نفل سے نہیں روکے جاسکتے نفل نماز مستحب تلاوت سے افضل ہے کہ اُس میں تلاوت بجا کر کو سجود بھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از کھنڈرہ ڈاک خانہ خاص ضلع ہوشیار پور مرسلہ امجد علی خاں صاحب معرفت مولوی شفیق احمد صاحب مستطعم مدرسہ اہلسنت ۱۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۶ھ

زید کہتا ہے کہ مخارج حروف معلوم کرنا اور ان سے حروف تکان فرض سببناں باوجود کوشش کے اگر

یا شبی ادا نہ ہوئے تو اس قدر میں محذور رہیگا اور اگر مخارج ہی نہیں معلوم یا معلوم ہیں نکالتا نہیں تو نماز ہرگز نہ ہوگی اگر صحیح ہے تو اگر مسلمان فرض کو چھوڑ دیں یا کسی حرام کے مرکب ہوں تو ان کے اس فعل سے ساقط یا حلال نہ ہو جائے گا یوں تو اکثر مسلمان نماز ہی نہیں پڑھتے اور جو پڑھتے ہیں ان میں اکثر موافقت نہیں کرتے سو میں نہ مانوں یا اس کے قریب طبیعت سے پرہیز نہیں کرتے تو قول زید صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب

زید کے اقوال مذکورہ سب صحیح ہیں سوائے اتنے لفظ کے کہ اگر مخارج معلوم نہیں تو نماز صحیح نہ ہوگی مخارج معلوم ہونا ضرور نہیں حروف صحیح ادا ہونا ضرور ہے بترسہ ہیں کہ کس سن کر صحیح پڑھتے ہیں اگر ان سے پوچھا جائے تو مخارج بتا نہیں سکتے اردو زبان والے ہر جاہل اپنی زبان کے حروف ٹھیک ادا کرتا ہے اور مخارج نہیں بتا سکتا۔ وہ اللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از بریلی مسئلہ حضرت محمد میاں صاحب مدظلہ العالی

یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی اس قدر تجدید کہ ہر حرف اپنے غیر سے ممتاز ہے فرض میں ہے کتب فقہ میں مذکور ہے اگر ہے تو کس کتاب میں کس جگہ؟ جناب کی نظر میں بارہ میں صریح تصریح کس کتاب کی ہے؟ اور اگر کوئی حدیث اس بارہ میں اس وقت پیش نظر ہو تو اس کا ارشاد ہو۔

الجواب

تمام کتابوں میں تصریح ہے کہ ایک حرف کی جگہ دوسرے سے تبدیل اگر عجزاً ہو تو مذہب صحیح و معتدل میں اور غلطاً ہو تو ہمارے اکثر مذہب کے نزدیک مفسد نماز ہے بلکہ مفسد معنی ہو یا امام ابی یوسف کے نزدیک جبکہ مذکور فقہ قرآن کریم میں مذکور اور اس سے پہلے تعلیم تیار حروف ناممکن اور فساد نماز سے پہلے فرض میں ہے قال اللہ تعالیٰ ولا تظلو اعمالکم (اللہ تمہارے کاموں سے تم اپنے اعمال باطل نہ کرو۔ ست) مقدمہ امام بزرگوری میں ہے،

اذ واجب علیہم محکم قبل الشروع اذ لا ان یسموا محاسن او حروف و الصفات، قرآن پاک میں شروع ہونے سے پہلے اذ یا قاریان قرآن پر حروف کے مخارج و صفات (ذاتیہ و عرضیہ) کا جاننا قطعاً ضروری ہے تاکہ قاریان قرآن صحیح ترین نفاذ کے ساتھ قرآن پاک کا نقل کر سکیں (یعنی پڑھ سکیں۔ دت)

سلف القرآن ۳۳/۴۷

مقدمہ بزرگوری خلیۃ الکتاب مطبوعہ مسجد کتب خانہ قصہ خوانی بازار پشاور ص ۴

مسئلہ ازاد ہر مصلو ضلع ایندو گاہ شریف مرسلہ صاحبزادہ حضرت سید شاہ محمد میاں صاحب دامت برکاتہم والانا میں متعلق تجوید ارشاد جناب ہے دو ایک حرف کہ دو سو سے تبدیل اگر بڑا ہو تو مذہب صحیح و معتد میں مفید نماز ہے جبکہ مفید معنی ہوا امام ابنی یوسف کے الفاظ میں اس میں یہ تامل ہے کہ الشخ کی نماز صحیح ہے جبکہ وہ اپنی سنی و کوشش اور صحیح حرف نکالنے میں کوتاہی نہ کرتا ہو اس کوشش کے بعد کوئی تعینہ مفید معنی یا غیر مفید معنی کی خود جناب نے بھی اپنے اصلاح رسالہ مباحث امامت میں نہیں زائد فرمائی۔

الجواب

الشخ کی نماز جہی تو صحیح ہے کہ وہ تصحیح حرف میں کوشش کئے جاسے یہ بھی بے تعلیم صحیح نامکن یہی تعلیم تجویز ہے تو اس کی فرضیت قطعاً ثابت، اگر صحیح کو نہ سیکھے یا سیکھے اور اس کے بعد کرنے کی کوشش نہ کرے تو نماز ضرور باطل ہوگی تو علم و عمل دونوں فرض ہوئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ازاد ہر مصلو ضلع ایندو گاہ شریف مرسلہ صاحبزادہ حضرت سید شاہ محمد میاں صاحب دامت برکاتہم

حرف ضاد کو بصوت دواد یعنی وال پر پڑتے ہیں یہ صحیح ہے یا غلط؟ اگر غلط ہے تو نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں؟ اور اکثر لوگ ضاد غلط میں بسبب سونے مشابہت کے فرق نہیں کر سکتے ان کی نماز درست ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب

یہ حرف نہ د ہے نہ ظ صورتیں تین ہیں،

(۱) قصد اعراف منزل میں اللہ کی تبدیل کہے یہ دواد والوں میں نہیں وہ اپنے نزدیک ضاد ہی پڑتے ہیں نہ یہ کہ اس سے ہٹ کر وال غم اس کی جگہ بالقصد قائم کرتے ہیں البتہ ظاد والوں میں ایسا ہے ان کے بعض نے تصریح لکھ دیا کہ ض کی جگہ ظ پڑو اور سب مسلمانوں اس پر عمل پیرا ہو جائیو یہ لام قطع ہے اور ارشاد ائمتہ کبیرہ بلکہ امام اجل ابو بکر فضل وغیرہ اکابر ائمہ کی تصریح سے کفر ہے کافی منہ والہ وض الامنا ہر والضاوی العمدگیوریہ وغیرہما (جیسا کہ منہ الرض الا زہر، فتاویٰ عالمگیری اور دیگر کتب میں ہے۔ ت) ان کی نماز پہلی ہی بار مغلوب پڑتے ہی ہمیشہ باطل ہے۔

(۲) خطا تبدیل ہو یعنی اداسے ض پر قاور ہے اسی کا قصد کیا اور زبان بہک کر وال یا ظ ادا ہوتی اس میں متاخرین کے اقوال کثیرہ و مضطرب ہیں اور ہمارے امام مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ مذہب ہے کہ اگر فساد معنی ہو تو نماز فاسد و نہ صحیح۔

(۳) یہ کہ عجزاً تبدیل یعنی قصد تو ض کا کرتا ہے مگر ادا نہیں کر سکا دیا ظ ادا ہوتی ہے اور ہندوستان

میں اکثر دواؤں والے ایسے ہی ہیں ان پر فرض عین ہے کہ من کا مخرج اور اس کا طریقہ اور سیکس اور مشہد نہ روز
حد و سہ کی کرشمش اُس کی نصیح میں کریں جب تک کوشاں رہیں گے اُن کی نماز صحیح کی جائے گی، جبکہ صبح خواں کے
پہچے اقد پر قادر نہ ہوں اور اس وقت تک امثال کی امامت بھی ہو سکے گی اور جب کرشمش آگیا کر چھوڑیں یا
یا سوسے سے کوشاں نہ ہوں اُن کی اپنی بھی باطل اور ان کے پیچھے امدوں کی بھی باطل، یہی حکم ظاہریوں کا ہے جبکہ
قدر تبدیل نہ کرتے ہوں یہ خلاصہ حکم ہے اور تفصیل چار سے رسالہ الجہام العباد عن حسن النضاد میں ہے
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از جرودہ ضلع میرٹھ مسئلہ سید صاحب بریلوی صاحب
کیا سورۃ تبت کا نماز میں پڑھنا بہتر ہے؟

الجواب

سورۃ تبت کے پڑھنے میں استغفر اللہ اصلاً کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ از شہر ربی محلہ سوداگران حدسہ منظر الاسلام مولوی محمد افضل صاحب
۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۷ھ

چرمی فریاد علمائے دین و دین سوسہ کہ تبت بعد
منہ الا نضر خواندہ شد لکھا، نماز شد بغیر
کراہت یا نہ؟
اس سوسہ میں علمائے دین کی کیا رائے ہے کہ ایک
شخص نے تبت بعد لکھا، الا نضر میں لکھا
شد کے ساتھ پڑھا نماز بغیر کراہت کے درست
ہوگی یا نہیں؟

الجواب

نماز درست یا شد و بحال سہو زلت کراہت
نیت و منہ جزا برائے ولایت بر غلت شائش
شائع است قال اللہ تعالیٰ قلنا اسلمنا و تسلہ
لجبین و نادینہ ان یا ابراہیم جوا ذکر فرمود
ہمنا ایں جا تاویل شود کہ وان منها صایکوی
منہ شئی عجیب لکھا تبت بعد منہ الا نضر بالجہ
نماز درست ہوگی، مجول اور پھسل جانے
کی صورت میں کراہت نہیں، اس کی علت شای
کے پیش نظر جزا کا حذف مشہور و معروف ہے، اللہ
تعالیٰ کا ارشاد ہے قلنا اسلمنا و تسلہ لجبین
و نادینہ انت یا ابراہیم یہاں جزا کو ذکر نہیں
فرمایا اسی طرح مذکورہ مقام میں تاویل ہو سکتی ہے کہ

دریں صورت فسادِ معنی نیست۔ واللہ تعالیٰ اعلم ان میں سے بعض وہ ہیں جن سے شئی عجیب صادر ہوتی ہے کہ جب وہ پھٹتے ہیں تو اس سے نہریں جاری ہوتی ہیں، الغرض اس صحت میں فسادِ معنی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (د)

مسئلہ ازالہ آباد محلہ نخاس کہنہ بر مکان دھوم شاہ صاحب مرحلہ محمد ناظم آزاد حقانی مظفر پوری مقیم حال الد آباد ۱۱ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متبیین اس مسئلہ میں کہ نماز جمعہ میں امام الحمد کی تین آیتوں سے زیادہ پڑھ چکا ہو اور قمرت سے رک رک گیا ہو پچھنے سے کبھی مقتدی نے فقر دیا اس نے بجائے فقر لینے کے خود سورت کو ادا کیا جس آیت پڑھا تھا اس آیت کو نکال کر سورت کو پورا کیا بعد ازاں دو رکعت وغیرہ کیا بعد میں فقر دینے والے مقتدی سے امام نے کہا کہ تمھاری نماز باطل ہو گئی، اب سوال یہ ہے کہ اس صورت میں مقتدی کو فقر دینا چاہئے یا نہیں؟ اور ایسی صورت میں امام کو فقر لینا جائز ہے یا نہیں؟ اور صورتِ مسئلہ میں مقتدی کی نماز ہو گئی یا نہیں؟

الجواب

مقتدی و امام سب کی مار ہو گئی۔ مقتدی فقر دے سکتا ہے اگرچہ امام سو آیتیں پڑھ چکا ہو یہی صحیح ہے، امام نے جس خیال پر نماز مقتدی باطل مانی امام کی خود کب ہوئی، اگر وہ خیال صحیح ہو تو امام کی بھی باطل ہوتی کہ فقر دینا کلام ہے اور وہ باجائز شرع جائز رکھا گیا، اگر تین آیتوں کے بعد اجازت شرع نہ تھی تو مقتدی کی نماز گئی اور اس کے فقر دینے سے امام کو یاد آ گیا تو اس نے خارج از نماز سے تعلیم پاکر آیت پڑھی اور شروع سورت کا احوال کرنا اس یاد دہانی کو باطل نہیں کر سکتا تو امام کی اپنی بھی گئی اور اس کے سبب سے سب کی گئی۔ رہا یہ کہ صرف اس مقتدی کی نماز باطل ہوئی امام و جماعت کی ہو گئی یہ محض باطل ہے اور صحیح وہ ہے کہ سب کی ہو گئی، ورنہ مختار میں ہے۔

فتحہ علی امامہ فانہ لا یفسد مطلقاً لہا حق و أخذ بکل حال الا اذا سمعہ الموقر من غیر موصول ففتح بہ تفسد مطلقاً لکل کلمۃ
مقتدی کا اپنے امام کو فقر دینا نماز کے لئے مطلقاً ہر حال میں فاسد نماز نہیں ہوتا، مطلقاً کا مطلب یہ ہے کہ نہ فقر دینے والے کی نماز ٹوٹی ہے اور نہ لینے والے کی، اور ہر حال میں اس کا مطلب یہ ہے برابر ہے امام اس قدر بڑھ چکا ہو جس سے نماز درست ہوتی ہے یا نہ پڑھ چکا

البتہ اس صورت میں تمام کی نماز فاسد ہو جائے گی جب مقتدی نے کسی غیر نمازی سے سنا اور اپنے امام کو
 لقمہ سے دیا اور امام نے بے لیا۔ (ت)
 رد المحتار میں ہے :

قوله بكل حال ای سواء قرا الامام ما تجاوز
 به الصلاة ام لا استقلال الی آية اخری
 ام لا فکرس الفتوح امر لا هو الاصح فہر، قوله
 الا اذا سمع الموقر ان فی البحر عن القنیة
 یجب ان تبطل صلاة الكل لان التلقین من
 حاسر جہ واقرا فی التہذیب واللہ تعالی اعلم۔
 صورت میں خارج نماز شخص سے تلقین پائی گئی،
 مقتدی کے قول "بكل حال" سے مراد یہ ہے کہ خواہ
 امام نے اتنی قرات کر لی ہو جس سے نماز ہو جاتی ہے
 یا نہ کی ہو وہ کسی دوسری آیت کی طرف منتقل ہو گیا یا
 نہ، خواہ لقمہ بار بار دیا گیا ہو یا نہ، اصح یہی ہے تھ۔
 اس کا قول "الا اذا سمع الموقر" بحر میں تلقین سے
 ہے کہ تمام کی نماز باطل ہو جانا ضروری ہے کیونکہ من
 اور اسے تھ میں ثابت دکھایا، واللہ تعالی اعلم (ت)

مسئلہ ۵۱۲ از منہ سیرت پیر محمد قاضی قریب مسوہ خفیہ مسئلہ طور الحسن طالب علم
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ تجوید سے پڑھنا فرض ہے کیونکہ قرآن کا
 صحیح طور سے پڑھنا فرض ہے قرآن پڑھنا بغیر تجوید کے ایسی چیزیں سننا تو ایسی چیز سے تجوید بھی فرض ہے بتائیے کہ
 کون حق پر ہے؟ فقط محمد طور الحسن طالب علم

الجواب

بلاشبہ ہر اتنی تجوید جس سے صحیح حروف ہو اور غلط خوانی سے بچے فرض میں ہے، بزازیر وغیرہ میں
 اللہ عزوجل ہر امر بلا خلاف نہ (من بلا خلاف حرام ہے۔ ت) جو اسے بدعت کہتا ہے اگر جاہل ہے اُسے
 سمجھا دیا جائے، اور دانستہ کہتا ہے تو کفر ہے کہ فرض کو بدعت کہتا ہے۔ واللہ تعالی اعلم
 مسئلہ ۵۱۳ جو شخص حافظ ہو قاری ہو اور اب میں فعلی کرتا ہو یعنی زیر کا زیر جیسے غیر المضبوط کے غ پر زیر
 پڑھتا ہو اور ایک کے کاف پر زیر پڑھتا ہو نماز مکروہ تحریمی ہو سکتی ہے یا نہیں اور منی بدعت میں نہیں اور اگر منی بھی کرا تا ہے
 اور مغرور و متکبر ہو جس کا پر کھڑا زیر ہو جیسے سبب اس کی آیت آجائے پر وقفہ کے وقت میں بدعت پڑھے یا سبب۔

الجواب

ایاتک نعبد وایاتک نستعین میں اگر کاف کو زیر پڑھے گا معنی فاسد ہوں گے اور نماز

رد المحتار باب ما یفسد الصلوۃ الخ مطبوعہ مصطفیٰ ابراہیمی مصر ۱/۶۹
 فتاویٰ ہندیہ بحوالہ برزنیۃ الباب الرابع فی الصلوۃ قد تسبیح وقرآۃ القرآن الخ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۵/۳۱۶

باطل، غیر المغضوب کے مع کو لوگ زیر پرستے بلکہ صحیح ادا پر قادر نہ ہونے کے سبب بوسے کسرو پیدا ہوتی ہے اور یہ مفسد نماز نہیں۔ اور اسی کتروانے والے کو امام بنانا گناہ ہے اور اس کے تیجے نماز مکروہ تحریمی، اور مقروہ مشکک اس کے بعد ہو جیکہ وہ علی الاعلان تکبر سے معروف و مشہور ہو۔ وقعت کی حالت میں سربید پڑھا جائے گا اور مرتبہ کوئی چیز نہیں، اور مرتبہ میں سنت یہ ہے کہ محض کسر نہ ہو بلکہ خفیف بوسے یا پیدا ہونہ یہ کہ بالکل ی، اس کا فرق اذان بان سے سن کو معلوم ہو سکتا ہے تحریر میں آنے کا نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۱۵ از شہر رسول احسان علی طالب علم مدرسہ نظر الاسلام ۵ شوال ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ پارہ دوم نوای رکوع تیسری آیت یعنی کان الناس ائمة و اجدادہ میں واحدۃ کو باظہار تنزین پڑھنا چاہئے یا ولف کے ساتھ یعنی واحدۃ یا واحدک۔

(۲) اول رکعت میں ایک بڑی آیت اور دوسری رکعت میں دو تین چار چھوٹی آیتیں پڑھ سکتے ہیں یا نہیں جیسے آیت مذکور کو پوری اول رکعت میں پڑھا اور دوسرے میں امر حسبہم ان تدخلوا الجنة سے دو آیتیں وما تفضلوا من غیر فان الله به علیہم تک، تو جائز ہے یا نہیں۔ بیوا تو جروا

الجواب

دونوں صورتیں جائز ہیں یہاں علامت وقف ہے اور وصل اولی ہے۔

(۲) بیشک جائز بلا کراہت ہے اور یہ صورت خاصہ ان خاص آیتوں سے کہ سورۃ میں ٹکئی میں عدل ہے کہ یہ دو آیتیں انس آیت کے تقریباً بالکل مساوی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۱۶ از شہر ربیع مدرسہ نظر الاسلام مولوی احسان علی صاحب ۱۱ شوال ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آیت یا کوز بہ الصلوۃ کتنی مقدار ہے؟

الجواب

وہ آیت کہ چھ حرف سے کم نہ ہو اور بہت سے انس کے ساتھ یہ بھی شرط لگائی کہ صرف ایک کلمہ کی نہ ہو تو ان کے نزدیک صدھاتنی اگرچہ پوری آیت اور پھر حرف سے زائد ہے جو از نماز کو کافی نہیں، اسی کو علیہ و تہمیر یہ و سراج و بیح و فتح التذیر و البحر الرائق و در مختار وغیرہ میں اصح کہا اور امام اجل اسمعیلی و امام حاکم العلماء ابو بکر مسعود کاشانی نے فرمایا کہ ہمارے امام احکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک صرف صدھاتنی سے بھی نماز جائز ہے اور اس میں اصل ذکر خلاف نہ فرمایا اور مختاریں ہے۔

اقلچاستہ احرف ولو تعدیہرا کلمہ یلذد اس آیت کے کم از کم چھ حروف ہوں اگرچہ وہ

الاذا كانت كلمة فالاصح عدم الصلوة ^۱ لفظانہوں بلکہ تقدیر انہوں مثلاً لحدید (کہ اصل میں لحدید تھا) مگر اس صورت میں کہ جب وہ آیت صرف ایک کلمہ پر مشتمل ہو تو اصح عدم صحت نماز ہے (ت) ہندیہ میں ہے ،

الاصح انہ لا یجوز کذا فی شرح المجموع لا بست ملک، وهكذا فی التعلییر فی السراج الوہاج وقتہ القدیر ^۲ فتح تقدیر میں ہے ،

لو كانت كلمة اسنادا وحرفا معومدا مشا حق فان هذه آیات عند بعض القراء اختلف فيه على قوله والاصح انہ لا یجوز لانه یسبى عاد الاقاربا۔ کیونکہ ایسے شخص کو قاری نہیں کہا جاتا بلکہ شمار کرنے والا کہا جاتا ہے۔ (ت) بکر الرانی میں اسے ذکر کے فرمایا ،

کذا ذکر المشاکون وهو مسلم فی حدیث صحیح اصابی حدھا مشا فن ذکر الاسبیجانی وحباب المدائمه یجوز علی قول ابی حنیفہ من غیر ذکر خلاف بین المشاکون ^۳ شامی نے اسے یوں ہی بیان کیا ہے اور یہ بات صحیحہ میں تو مسلم ہے مگر حدھا مشا کے بارے میں اسبیجانی اور صاحب بدائع نے کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے قول کے مطابق یہ جواز نماز کے لئے کافی ہے اور انہوں نے مشاکون کے درمیان کسی اختلاف کا ذکر نہیں کیا (ت) بدائع میں ہے ،

فی ظاہر الروایۃ قد مر ان فی المفسر وہو ^۴ ظاہر الروایۃ کے مطابق فرض قراءۃ کی مقدار کم از کم ^۵ ^۶ ^۷ ^۸ ^۹ ^{۱۰} ^{۱۱} ^{۱۲} ^{۱۳} ^{۱۴} ^{۱۵} ^{۱۶} ^{۱۷} ^{۱۸} ^{۱۹} ^{۲۰} ^{۲۱} ^{۲۲} ^{۲۳} ^{۲۴} ^{۲۵} ^{۲۶} ^{۲۷} ^{۲۸} ^{۲۹} ^{۳۰} ^{۳۱} ^{۳۲} ^{۳۳} ^{۳۴} ^{۳۵} ^{۳۶} ^{۳۷} ^{۳۸} ^{۳۹} ^{۴۰} ^{۴۱} ^{۴۲} ^{۴۳} ^{۴۴} ^{۴۵} ^{۴۶} ^{۴۷} ^{۴۸} ^{۴۹} ^{۵۰} ^{۵۱} ^{۵۲} ^{۵۳} ^{۵۴} ^{۵۵} ^{۵۶} ^{۵۷} ^{۵۸} ^{۵۹} ^{۶۰} ^{۶۱} ^{۶۲} ^{۶۳} ^{۶۴} ^{۶۵} ^{۶۶} ^{۶۷} ^{۶۸} ^{۶۹} ^{۷۰} ^{۷۱} ^{۷۲} ^{۷۳} ^{۷۴} ^{۷۵} ^{۷۶} ^{۷۷} ^{۷۸} ^{۷۹} ^{۸۰} ^{۸۱} ^{۸۲} ^{۸۳} ^{۸۴} ^{۸۵} ^{۸۶} ^{۸۷} ^{۸۸} ^{۸۹} ^{۹۰} ^{۹۱} ^{۹۲} ^{۹۳} ^{۹۴} ^{۹۵} ^{۹۶} ^{۹۷} ^{۹۸} ^{۹۹} ^{۱۰۰} ^{۱۰۱} ^{۱۰۲} ^{۱۰۳} ^{۱۰۴} ^{۱۰۵} ^{۱۰۶} ^{۱۰۷} ^{۱۰۸} ^{۱۰۹} ^{۱۱۰} ^{۱۱۱} ^{۱۱۲} ^{۱۱۳} ^{۱۱۴} ^{۱۱۵} ^{۱۱۶} ^{۱۱۷} ^{۱۱۸} ^{۱۱۹} ^{۱۲۰} ^{۱۲۱} ^{۱۲۲} ^{۱۲۳} ^{۱۲۴} ^{۱۲۵} ^{۱۲۶} ^{۱۲۷} ^{۱۲۸} ^{۱۲۹} ^{۱۳۰} ^{۱۳۱} ^{۱۳۲} ^{۱۳۳} ^{۱۳۴} ^{۱۳۵} ^{۱۳۶} ^{۱۳۷} ^{۱۳۸} ^{۱۳۹} ^{۱۴۰} ^{۱۴۱} ^{۱۴۲} ^{۱۴۳} ^{۱۴۴} ^{۱۴۵} ^{۱۴۶} ^{۱۴۷} ^{۱۴۸} ^{۱۴۹} ^{۱۵۰} ^{۱۵۱} ^{۱۵۲} ^{۱۵۳} ^{۱۵۴} ^{۱۵۵} ^{۱۵۶} ^{۱۵۷} ^{۱۵۸} ^{۱۵۹} ^{۱۶۰} ^{۱۶۱} ^{۱۶۲} ^{۱۶۳} ^{۱۶۴} ^{۱۶۵} ^{۱۶۶} ^{۱۶۷} ^{۱۶۸} ^{۱۶۹} ^{۱۷۰} ^{۱۷۱} ^{۱۷۲} ^{۱۷۳} ^{۱۷۴} ^{۱۷۵} ^{۱۷۶} ^{۱۷۷} ^{۱۷۸} ^{۱۷۹} ^{۱۸۰} ^{۱۸۱} ^{۱۸۲} ^{۱۸۳} ^{۱۸۴} ^{۱۸۵} ^{۱۸۶} ^{۱۸۷} ^{۱۸۸} ^{۱۸۹} ^{۱۹۰} ^{۱۹۱} ^{۱۹۲} ^{۱۹۳} ^{۱۹۴} ^{۱۹۵} ^{۱۹۶} ^{۱۹۷} ^{۱۹۸} ^{۱۹۹} ^{۲۰۰} ^{۲۰۱} ^{۲۰۲} ^{۲۰۳} ^{۲۰۴} ^{۲۰۵} ^{۲۰۶} ^{۲۰۷} ^{۲۰۸} ^{۲۰۹} ^{۲۱۰} ^{۲۱۱} ^{۲۱۲} ^{۲۱۳} ^{۲۱۴} ^{۲۱۵} ^{۲۱۶} ^{۲۱۷} ^{۲۱۸} ^{۲۱۹} ^{۲۲۰} ^{۲۲۱} ^{۲۲۲} ^{۲۲۳} ^{۲۲۴} ^{۲۲۵} ^{۲۲۶} ^{۲۲۷} ^{۲۲۸} ^{۲۲۹} ^{۲۳۰} ^{۲۳۱} ^{۲۳۲} ^{۲۳۳} ^{۲۳۴} ^{۲۳۵} ^{۲۳۶} ^{۲۳۷} ^{۲۳۸} ^{۲۳۹} ^{۲۴۰} ^{۲۴۱} ^{۲۴۲} ^{۲۴۳} ^{۲۴۴} ^{۲۴۵} ^{۲۴۶} ^{۲۴۷} ^{۲۴۸} ^{۲۴۹} ^{۲۵۰} ^{۲۵۱} ^{۲۵۲} ^{۲۵۳} ^{۲۵۴} ^{۲۵۵} ^{۲۵۶} ^{۲۵۷} ^{۲۵۸} ^{۲۵۹} ^{۲۶۰} ^{۲۶۱} ^{۲۶۲} ^{۲۶۳} ^{۲۶۴} ^{۲۶۵} ^{۲۶۶} ^{۲۶۷} ^{۲۶۸} ^{۲۶۹} ^{۲۷۰} ^{۲۷۱} ^{۲۷۲} ^{۲۷۳} ^{۲۷۴} ^{۲۷۵} ^{۲۷۶} ^{۲۷۷} ^{۲۷۸} ^{۲۷۹} ^{۲۸۰} ^{۲۸۱} ^{۲۸۲} ^{۲۸۳} ^{۲۸۴} ^{۲۸۵} ^{۲۸۶} ^{۲۸۷} ^{۲۸۸} ^{۲۸۹} ^{۲۹۰} ^{۲۹۱} ^{۲۹۲} ^{۲۹۳} ^{۲۹۴} ^{۲۹۵} ^{۲۹۶} ^{۲۹۷} ^{۲۹۸} ^{۲۹۹} ^{۳۰۰} ^{۳۰۱} ^{۳۰۲} ^{۳۰۳} ^{۳۰۴} ^{۳۰۵} ^{۳۰۶} ^{۳۰۷} ^{۳۰۸} ^{۳۰۹} ^{۳۱۰} ^{۳۱۱} ^{۳۱۲} ^{۳۱۳} ^{۳۱۴} ^{۳۱۵} ^{۳۱۶} ^{۳۱۷} ^{۳۱۸} ^{۳۱۹} ^{۳۲۰} ^{۳۲۱} ^{۳۲۲} ^{۳۲۳} ^{۳۲۴} ^{۳۲۵} ^{۳۲۶} ^{۳۲۷} ^{۳۲۸} ^{۳۲۹} ^{۳۳۰} ^{۳۳۱} ^{۳۳۲} ^{۳۳۳} ^{۳۳۴} ^{۳۳۵} ^{۳۳۶} ^{۳۳۷} ^{۳۳۸} ^{۳۳۹} ^{۳۴۰} ^{۳۴۱} ^{۳۴۲} ^{۳۴۳} ^{۳۴۴} ^{۳۴۵} ^{۳۴۶} ^{۳۴۷} ^{۳۴۸} ^{۳۴۹} ^{۳۵۰} ^{۳۵۱} ^{۳۵۲} ^{۳۵۳} ^{۳۵۴} ^{۳۵۵} ^{۳۵۶} ^{۳۵۷} ^{۳۵۸} ^{۳۵۹} ^{۳۶۰} ^{۳۶۱} ^{۳۶۲} ^{۳۶۳} ^{۳۶۴} ^{۳۶۵} ^{۳۶۶} ^{۳۶۷} ^{۳۶۸} ^{۳۶۹} ^{۳۷۰} ^{۳۷۱} ^{۳۷۲} ^{۳۷۳} ^{۳۷۴} ^{۳۷۵} ^{۳۷۶} ^{۳۷۷} ^{۳۷۸} ^{۳۷۹} ^{۳۸۰} ^{۳۸۱} ^{۳۸۲} ^{۳۸۳} ^{۳۸۴} ^{۳۸۵} ^{۳۸۶} ^{۳۸۷} ^{۳۸۸} ^{۳۸۹} ^{۳۹۰} ^{۳۹۱} ^{۳۹۲} ^{۳۹۳} ^{۳۹۴} ^{۳۹۵} ^{۳۹۶} ^{۳۹۷} ^{۳۹۸} ^{۳۹۹} ^{۴۰۰} ^{۴۰۱} ^{۴۰۲} ^{۴۰۳} ^{۴۰۴} ^{۴۰۵} ^{۴۰۶} ^{۴۰۷} ^{۴۰۸} ^{۴۰۹} ^{۴۱۰} ^{۴۱۱} ^{۴۱۲} ^{۴۱۳} ^{۴۱۴} ^{۴۱۵} ^{۴۱۶} ^{۴۱۷} ^{۴۱۸} ^{۴۱۹} ^{۴۲۰} ^{۴۲۱} ^{۴۲۲} ^{۴۲۳} ^{۴۲۴} ^{۴۲۵} ^{۴۲۶} ^{۴۲۷} ^{۴۲۸} ^{۴۲۹} ^{۴۳۰} ^{۴۳۱} ^{۴۳۲} ^{۴۳۳} ^{۴۳۴} ^{۴۳۵} ^{۴۳۶} ^{۴۳۷} ^{۴۳۸} ^{۴۳۹} ^{۴۴۰} ^{۴۴۱} ^{۴۴۲} ^{۴۴۳} ^{۴۴۴} ^{۴۴۵} ^{۴۴۶} ^{۴۴۷} ^{۴۴۸} ^{۴۴۹} ^{۴۵۰} ^{۴۵۱} ^{۴۵۲} ^{۴۵۳} ^{۴۵۴} ^{۴۵۵} ^{۴۵۶} ^{۴۵۷} ^{۴۵۸} ^{۴۵۹} ^{۴۶۰} ^{۴۶۱} ^{۴۶۲} ^{۴۶۳} ^{۴۶۴} ^{۴۶۵} ^{۴۶۶} ^{۴۶۷} ^{۴۶۸} ^{۴۶۹} ^{۴۷۰} ^{۴۷۱} ^{۴۷۲} ^{۴۷۳} ^{۴۷۴} ^{۴۷۵} ^{۴۷۶} ^{۴۷۷} ^{۴۷۸} ^{۴۷۹} ^{۴۸۰} ^{۴۸۱} ^{۴۸۲} ^{۴۸۳} ^{۴۸۴} ^{۴۸۵} ^{۴۸۶} ^{۴۸۷} ^{۴۸۸} ^{۴۸۹} ^{۴۹۰} ^{۴۹۱} ^{۴۹۲} ^{۴۹۳} ^{۴۹۴} ^{۴۹۵} ^{۴۹۶} ^{۴۹۷} ^{۴۹۸} ^{۴۹۹} ^{۵۰۰} ^{۵۰۱} ^{۵۰۲} ^{۵۰۳} ^{۵۰۴} ^{۵۰۵} ^{۵۰۶} ^{۵۰۷} ^{۵۰۸} ^{۵۰۹} ^{۵۱۰} ^{۵۱۱} ^{۵۱۲} ^{۵۱۳} ^{۵۱۴} ^{۵۱۵} ^{۵۱۶} ^{۵۱۷} ^{۵۱۸} ^{۵۱۹} ^{۵۲۰} ^{۵۲۱} ^{۵۲۲} ^{۵۲۳} ^{۵۲۴} ^{۵۲۵} ^{۵۲۶} ^{۵۲۷} ^{۵۲۸} ^{۵۲۹} ^{۵۳۰} ^{۵۳۱} ^{۵۳۲} ^{۵۳۳} ^{۵۳۴} ^{۵۳۵} ^{۵۳۶} ^{۵۳۷} ^{۵۳۸} ^{۵۳۹} ^{۵۴۰} ^{۵۴۱} ^{۵۴۲} ^{۵۴۳} ^{۵۴۴} ^{۵۴۵} ^{۵۴۶} ^{۵۴۷} ^{۵۴۸} ^{۵۴۹} ^{۵۵۰} ^{۵۵۱} ^{۵۵۲} ^{۵۵۳} ^{۵۵۴} ^{۵۵۵} ^{۵۵۶} ^{۵۵۷} ^{۵۵۸} ^{۵۵۹} ^{۵۶۰} ^{۵۶۱} ^{۵۶۲} ^{۵۶۳} ^{۵۶۴} ^{۵۶۵} ^{۵۶۶} ^{۵۶۷} ^{۵۶۸} ^{۵۶۹} ^{۵۷۰} ^{۵۷۱} ^{۵۷۲} ^{۵۷۳} ^{۵۷۴} ^{۵۷۵} ^{۵۷۶} ^{۵۷۷} ^{۵۷۸} ^{۵۷۹} ^{۵۸۰} ^{۵۸۱} ^{۵۸۲} ^{۵۸۳} ^{۵۸۴} ^{۵۸۵} ^{۵۸۶} ^{۵۸۷} ^{۵۸۸} ^{۵۸۹} ^{۵۹۰} ^{۵۹۱} ^{۵۹۲} ^{۵۹۳} ^{۵۹۴} ^{۵۹۵} ^{۵۹۶} ^{۵۹۷} ^{۵۹۸} ^{۵۹۹} ^{۶۰۰} ^{۶۰۱} ^{۶۰۲} ^{۶۰۳} ^{۶۰۴} ^{۶۰۵} ^{۶۰۶} ^{۶۰۷} ^{۶۰۸} ^{۶۰۹} ^{۶۱۰} ^{۶۱۱} ^{۶۱۲} ^{۶۱۳} ^{۶۱۴} ^{۶۱۵} ^{۶۱۶} ^{۶۱۷} ^{۶۱۸} ^{۶۱۹} ^{۶۲۰} ^{۶۲۱} ^{۶۲۲} ^{۶۲۳} ^{۶۲۴} ^{۶۲۵} ^{۶۲۶} ^{۶۲۷} ^{۶۲۸} ^{۶۲۹} ^{۶۳۰} ^{۶۳۱} ^{۶۳۲} ^{۶۳۳} ^{۶۳۴} ^{۶۳۵} ^{۶۳۶} ^{۶۳۷} ^{۶۳۸} ^{۶۳۹} ^{۶۴۰} ^{۶۴۱} ^{۶۴۲} ^{۶۴۳} ^{۶۴۴} ^{۶۴۵} ^{۶۴۶} ^{۶۴۷} ^{۶۴۸} ^{۶۴۹} ^{۶۵۰} ^{۶۵۱} ^{۶۵۲} ^{۶۵۳} ^{۶۵۴} ^{۶۵۵} ^{۶۵۶} ^{۶۵۷} ^{۶۵۸} ^{۶۵۹} ^{۶۶۰} ^{۶۶۱} ^{۶۶۲} ^{۶۶۳} ^{۶۶۴} ^{۶۶۵} ^{۶۶۶} ^{۶۶۷} ^{۶۶۸} ^{۶۶۹} ^{۶۷۰} ^{۶۷۱} ^{۶۷۲} ^{۶۷۳} ^{۶۷۴} ^{۶۷۵} ^{۶۷۶} ^{۶۷۷} ^{۶۷۸} ^{۶۷۹} ^{۶۸۰} ^{۶۸۱} ^{۶۸۲} ^{۶۸۳} ^{۶۸۴} ^{۶۸۵} ^{۶۸۶} ^{۶۸۷} ^{۶۸۸} ^{۶۸۹} ^{۶۹۰} ^{۶۹۱} ^{۶۹۲} ^{۶۹۳} ^{۶۹۴} ^{۶۹۵} ^{۶۹۶} ^{۶۹۷} ^{۶۹۸} ^{۶۹۹} ^{۷۰۰} ^{۷۰۱} ^{۷۰۲} ^{۷۰۳} ^{۷۰۴} ^{۷۰۵} ^{۷۰۶} ^{۷۰۷} ^{۷۰۸} ^{۷۰۹} ^{۷۱۰} ^{۷۱۱} ^{۷۱۲} ^{۷۱۳} ^{۷۱۴} ^{۷۱۵} ^{۷۱۶} ^{۷۱۷} ^{۷۱۸} ^{۷۱۹} ^{۷۲۰} ^{۷۲۱} ^{۷۲۲} ^{۷۲۳} ^{۷۲۴} ^{۷۲۵} ^{۷۲۶} ^{۷۲۷} ^{۷۲۸} ^{۷۲۹} ^{۷۳۰} ^{۷۳۱} ^{۷۳۲} ^{۷۳۳} ^{۷۳۴} ^{۷۳۵} ^{۷۳۶} ^{۷۳۷} ^{۷۳۸} ^{۷۳۹} ^{۷۴۰} ^{۷۴۱} ^{۷۴۲} ^{۷۴۳} ^{۷۴۴} ^{۷۴۵} ^{۷۴۶} ^{۷۴۷} ^{۷۴۸} ^{۷۴۹} ^{۷۵۰} ^{۷۵۱} ^{۷۵۲} ^{۷۵۳} ^{۷۵۴} ^{۷۵۵} ^{۷۵۶} ^{۷۵۷} ^{۷۵۸} ^{۷۵۹} ^{۷۶۰} ^{۷۶۱} ^{۷۶۲} ^{۷۶۳} ^{۷۶۴} ^{۷۶۵} ^{۷۶۶} ^{۷۶۷} ^{۷۶۸} ^{۷۶۹} ^{۷۷۰} ^{۷۷۱} ^{۷۷۲} ^{۷۷۳} ^{۷۷۴} ^{۷۷۵} ^{۷۷۶} ^{۷۷۷} ^{۷۷۸} ^{۷۷۹} ^{۷۸۰} ^{۷۸۱} ^{۷۸۲} ^{۷۸۳} ^{۷۸۴} ^{۷۸۵} ^{۷۸۶} ^{۷۸۷} ^{۷۸۸} ^{۷۸۹} ^{۷۹۰} ^{۷۹۱} ^{۷۹۲} ^{۷۹۳} ^{۷۹۴} ^{۷۹۵} ^{۷۹۶} ^{۷۹۷} ^{۷۹۸} ^{۷۹۹} ^{۸۰۰} ^{۸۰۱} ^{۸۰۲} ^{۸۰۳} ^{۸۰۴} ^{۸۰۵} ^{۸۰۶} ^{۸۰۷} ^{۸۰۸} ^{۸۰۹} ^{۸۱۰} ^{۸۱۱} ^{۸۱۲} ^{۸۱۳} ^{۸۱۴} ^{۸۱۵} ^{۸۱۶} ^{۸۱۷} ^{۸۱۸} ^{۸۱۹} ^{۸۲۰} ^{۸۲۱} ^{۸۲۲} ^{۸۲۳} ^{۸۲۴} ^{۸۲۵} ^{۸۲۶} ^{۸۲۷} ^{۸۲۸} ^{۸۲۹} ^{۸۳۰} ^{۸۳۱} ^{۸۳۲} ^{۸۳۳} ^{۸۳۴} ^{۸۳۵} ^{۸۳۶} ^{۸۳۷} ^{۸۳۸} ^{۸۳۹} ^{۸۴۰} ^{۸۴۱} ^{۸۴۲} ^{۸۴۳} ^{۸۴۴} ^{۸۴۵} ^{۸۴۶} ^{۸۴۷} ^{۸۴۸} ^{۸۴۹} ^{۸۵۰} ^{۸۵۱} ^{۸۵۲} ^{۸۵۳} ^{۸۵۴} ^{۸۵۵} ^{۸۵۶} ^{۸۵۷} ^{۸۵۸} ^{۸۵۹} ^{۸۶۰} ^{۸۶۱} ^{۸۶۲} ^{۸۶۳} ^{۸۶۴} ^{۸۶۵} ^{۸۶۶} ^{۸۶۷} ^{۸۶۸} ^{۸۶۹} ^{۸۷۰} ^{۸۷۱} ^{۸۷۲} ^{۸۷۳} ^{۸۷۴} ^{۸۷۵} ^{۸۷۶} ^{۸۷۷} ^{۸۷۸} ^{۸۷۹} ^{۸۸۰} ^{۸۸۱} ^{۸۸۲} ^{۸۸۳} ^{۸۸۴} ^{۸۸۵} ^{۸۸۶} ^{۸۸۷} ^{۸۸۸} ^{۸۸۹} ^{۸۹۰} ^{۸۹۱} ^{۸۹۲} ^{۸۹۳} ^{۸۹۴} ^{۸۹۵} ^{۸۹۶} ^{۸۹۷} ^{۸۹۸} ^{۸۹۹} ^{۹۰۰} ^{۹۰۱} ^{۹۰۲} ^{۹۰۳} ^{۹۰۴} ^{۹۰۵} ^{۹۰۶} ^{۹۰۷} ^{۹۰۸} ^{۹۰۹} ^{۹۱۰} ^{۹۱۱} ^{۹۱۲} ^{۹۱۳} ^{۹۱۴} ^{۹۱۵} ^{۹۱۶} ^{۹۱۷} ^{۹۱۸} ^{۹۱۹} ^{۹۲۰} ^{۹۲۱} ^{۹۲۲} ^{۹۲۳} ^{۹۲۴} ^{۹۲۵} ^{۹۲۶} ^{۹۲۷} ^{۹۲۸} ^{۹۲۹} ^{۹۳۰} ^{۹۳۱} ^{۹۳۲} ^{۹۳۳} ^{۹۳۴} ^{۹۳۵} ^{۹۳۶} ^{۹۳۷} ^{۹۳۸} ^{۹۳۹} ^{۹۴۰} ^{۹۴۱} ^{۹۴۲} ^{۹۴۳} ^{۹۴۴} ^{۹۴۵} ^{۹۴۶} ^{۹۴۷} ^{۹۴۸} ^{۹۴۹} ^{۹۵۰} ^{۹۵۱} ^{۹۵۲} ^{۹۵۳} ^{۹۵۴} ^{۹۵۵} ^{۹۵۶} ^{۹۵۷} ^{۹۵۸} ^{۹۵۹} ^{۹۶۰} ^{۹۶۱} ^{۹۶۲} ^{۹۶۳} ^{۹۶۴} ^{۹۶۵} ^{۹۶۶} ^{۹۶۷} ^{۹۶۸} ^{۹۶۹} ^{۹۷۰} ^{۹۷۱} ^{۹۷۲} ^{۹۷۳} ^{۹۷۴} ^{۹۷۵} ^{۹۷۶} ^{۹۷۷} ^{۹۷۸} ^{۹۷۹} ^{۹۸۰} ^{۹۸۱} ^{۹۸۲} ^{۹۸۳} ^{۹۸۴} ^{۹۸۵} ^{۹۸۶} ^{۹۸۷} ^{۹۸۸} ^{۹۸۹} ^{۹۹۰} ^{۹۹۱} ^{۹۹۲} ^{۹۹۳} ^{۹۹۴} ^{۹۹۵} ^{۹۹۶} ^{۹۹۷} ^{۹۹۸} ^{۹۹۹} ^{۱۰۰۰}

</

الجواب

اگر قبول کر لیا گیا نماز میں ۵ نہیں اور سجدہ سو نہ چاہئے تھا اور قصد ایسا کیا تو گنہگار ہو گا نماز ہو گئی سجدہ سو واجب بھی نہ چاہئے تھا قہر کرے، پہلی میں اگر سورۃ ناس پڑھی تھی تو اسے لازم تھا کہ دوسری میں بھی سورۃ ناس ہی پڑھتا کہ فرض کی دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت پڑھنا صرف خلاف اولیٰ ہے اور ترتیب الٹا کر پڑھنا حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۳۸ از بیگانہ بار و از محلہ ہمدان مرسلہ قاضی تمیز الدین صاحب ۹ ربیع الاول شریف ۱۳۳۸
میں نے ایک معلم صاحب کی زبانی سنا ہے کہ نماز میں تین آیت شریف سے کم مضمون پڑھا جائیگا یعنی دو آیت شریف پڑھی جائے گی تو نماز نہیں ہوگی اگر غلطی سے پڑھی گئی تو نماز کو دہرانا چاہئے، ایک امام نے پہلی رکعت میں ایک رکوع پڑھا دوسری رکعت میں وان یکاد الذین کفر والیٰ الذین کفر بابصہم لما صہوا الذکر ویقولون انه لمجنون وما هو الا ذکر للظالمین ترقبہ وکعبہ یہ دوسری رکعت میں جو پڑھا گیا وہ میں نے لکھا ہے یہ صرف دو آیت شریف ہیں آیا نماز صحیح ہو گئی یا نہیں یا دہرانا پڑے گی۔
بینوا قوجہروا۔

الجواب

نماز میں ایک آیت پڑھنا فرض ہے مثلاً الحمد للہ رب العالمین اس کے ترک سے نماز نہ ہوگی اور پوری سورۃ فاتحہ اور اس کے بعد متصل تین آیتیں چھوٹی یا چھوٹی یا ایک آیت کہ تین چھوٹی کے برابر ہو پڑھنا واجب ہے اگر اس میں کمی کرے گا نماز تو ہو جائے گی یعنی فرض ادا ہو جائے گا مگر وہ تحریمی ہوگی قبول کرے تو سجدہ سو واجب ہوگا اور قصد ہے تو نماز پھیرنی واجب ہوگی اور بلا عذر ہے تو گنہگار بھی ہوگا مثلاً تین آیتیں یہ ہیں ثم نظر ثم عبس ثم ادبر واستکبر یا یہ الرحمن ۵ علو القرات ۵ خلق الانسان ۵ ظاہر ہے کہ وہ دو آیتیں وان یکاد الذین کفر والیٰ الذین کفر اس میں کی پہلی ہی آیت ان تین چھوٹی آیتوں سے بڑی ہے تو نماز صحیح واجب ادا ہو گئی دہرانے کی حاجت نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۵۳۸ ربیع الاول شریف ۱۳۳۸
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں؟

(۱) امام کو قرأت میں مغالطہ لگا اور امام ایک آیت کلاں یا ایک چھوٹی تین آیت سے زیادہ پڑھ چکا ہے یا جو اس کے کوئی مقتدی امام کو نقد دے اور بتا دے تو امام کو نقد لینے میں یا مقتدی کو نقد دینے میں کوئی نماز میں فساد یا نقصان نہ آوے گا؟

(۲) امام کو تشابہ لگا اور اوپر کی دو ایک آیت کو لوٹا یا اور دہرایا تو اس صورت میں دہرانے سے نماز میں کچھ غلط تو نہ آئے گا؟ اور آئے گا تو کیا سجدہ سہو کرنے سے جبر نقصان ہو جائے گا یا نہیں؟

الجواب

کسی کے نماز میں صبح بتانے سے کچھ فساد نہ آئے گا اگرچہ ہزار آیتیں پڑھ چکا ہو دہرانے سے کچھ نقصان نہیں، ہاں اگر تین بار سبحان اللہ کہنے کی قدر چکا کھڑا سوچتا رہا تو سجدہ سہو آتا، واللہ تعالیٰ اعلم۔ مسئلہ ۵۲۱ از ریاست رام پور دکان ملا قیہ محلہ کٹہہ مرسلہ محمد اسد الحق صاحب ۱۳ رمضان ۱۳۲۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قتل ہوا اللہ بعد میں والی پر تنویر ہے اس کو کسر و صے کرنا بعد سے وصل کے نماز میں پڑھے ہوگی یا نہیں؟ اور گناہ تو نہیں؟ ضروری ہے یا جائز یا منہی؟

الجواب

فون تنویر کو کسر و صے نہ کرنا میں جائز ہے کوئی حرج نہیں۔ اس سے نماز میں کوئی غلطی، اور یہاں وقت بھی جگہ کا ہے جو وصل کی اجازت دیتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۲۲ از سرانے پھیلیدہ ضلع ملہ شہر مرسلہ راحت اللہ امام مسجد جامع ۱۹ رمضان ۱۳۲۸ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام قرأت میں صاف قلاو اذکان عند اللہ وجیہا کی جگہ دکان الخ پڑھ جائے تو نماز درست ہوگی یا نہیں مگر قول صاف قلاو پڑھا پھر خیال ہوا کہ کا خوا ہے۔

الجواب

نماز ہر طرح ہوگی کہ فساد معنی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم مسئلہ ۵۲۳ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہاں راجکٹ میں المرحمن پڑھتے ہیں اور ۲ رکعت تراویح سورہ رحمن میں ہی ختم کرتے ہیں پہلی رکعت میں چار آیات اور دوسری میں وہ آیات تو اس سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب

یوں سولہویں رکعت میں یہ دونوں آیتیں واقع ہوں گی قباۃ الاہل مرکبما تکذبان ذواتا افسان بہتر یہ ہے کہ ان کے ساتھ ایک آیت اور ملائی جائے کہ ان میں صرف ستائیس حرف ہیں اور رد المحتار میں

کم از کم تین حروف در کار بتائے وان کان فیہ کلامہ بیناۃ علی ہامشہ مع ان المقصودات فیہما ثلثون
(اگرچہ اس میں کلام ہے جیسے ہم نے شیعہ روایات میں تحریر کیا ہے علاوہ ان آیات میں مقروآت تیس ہیں۔)
واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۲۵ از شہرہ تحصیل جامعہ ضلع دیہہ خازنوں مسئلہ عبد الغفور صاحب ۴ محرم ۱۳۲۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نماز ظہر و عصر میں جو قرأت بالجہر نہیں پڑھی جاتی باقی شام اور
عشاء اور فجر کی نماز میں بالجہر پڑھی جاتی ہے اس کی وجہ اور وجوہات سے مطلع فرمائیے؟

الجواب

یہ احکام ہیں بندہ کہ حکم ماننا چاہئے حکمت کی تلاش ضرور نہیں۔ اس کے دو سبب بتائے جاتے ہیں
ایک ظاہری کہ کفار قرآن عظیم گنہگار ہوئے بکا کہتے ظہر و عصر دونوں وقت ان کی بیداری و بیکاری کے تھے اس لئے
ان میں قرأت خفی ہوئی کہ وہ سن کر کچھ بکس نہیں، فروع شام کے وقت وہ سوئے ہوتے تھے اور مغرب کے وقت گنا
میں مشغول، لہذا ان میں قرأت بالجہر ہوئی، مگر یہ سبب چنداں قوی نہیں۔ دوسرا سبب صحیح و قوی باطنی وہ ہے
جو ہم نے اپنے رسالے انہماک الانوار میں ذکر کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۲۶ از شہرہ محلہ کاندھلویہ مسئلہ محمد علی صاحب ۱۵ محرم ۱۳۲۹ھ
قرأت کتنی فرض ہے اور واجب اور سنت اور مستحب کہاں تک؟

الجواب

قرأت ایک آیت فرض ہے اور الحمد اور اس کے بعد اس کے متصل ایک آیت بڑی یا تین آیتیں
چھوٹی پڑھنا واجب، اور فروع ظہر میں جہرات سے بروح تک دونوں رکعتوں میں دو سورتیں ۱ اور عصر و عشاء
میں بروح سے لم یکن تک، اور مغرب میں لم یکن سے ناس تک سنت یا ان کی مقدار دوسرے مقام سے،
اور جماعت میں کوئی مریض یا ضعیف وغیرہ ایسا ہو کہ تطویل سے مشقت ہوگی تو اس کے حالت کی رعایت خواہ
اور نوافل میں جس قدر تطویل اپنے اور شاق نہ ہو مستحب ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۲۷ از شہرہ محلہ ملوکپورہ مسئلہ شفیق الحق صاحب ۲۶ محرم الحرام ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہر نماز میں کتنی مرتبہ اور کس کس
مقام پر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا چاہئے؟

الجواب

سورہ فاتحہ کے شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم سنت ہے اور اس کے بعد اگر کوئی

سورت اول سے پڑھے تو اس پر بسم اللہ کتنا مستحب ہے اور کچھ آیتیں کہیں سے پڑھے تو اس پر کتنا مستحب نہیں اور قیام کے سوا کوئی دوسرا قعود کسی جگہ بسم اللہ پڑھنا جائز نہیں کہ وہ آیت قرآنی ہے اور نماز میں قیام کے سوا اور جگہ کوئی آیت پڑھنی منوع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مشتملہ از مشہر مکتبہ سوداگران مسلولہ مولیٰ احسان علی مرحوم طالب علم مدرسہ منظرہ اسلام

۱۸ صفر ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اول رکعت میں ایک رکوع یا سورہ پڑھی دوسری رکعت میں اگر اس سے مقدم کی سورہ یا رکوع زبان پر سہوا جاری ہو جائے تو اس کو پڑھے یا تو فرقی سورہ یا رکوع پڑھے اس کو چھوڑے اگر پڑھ کر نماز تمام کر لی تو بیہوشی یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب

زبان سے سہوا جس سورہ کا ایک کلمہ نکل گیا اسی کا پڑھنا لازم ہو گیا مقدم ہو خواہ مکرر، ہاں قصداً تبدیل ترتیب گناہ ہے اگرچہ نماز بربط بھی ہو جائے گی، واللہ تعالیٰ اعلم

مشتملہ از تحصیل اترولی صلح علی گڑھ مسلولہ محمد حسین غریب جوڈیشل ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم، محمد ﷺ و اہل علی و آلہ السلام

ایک مسئلہ پر بحث درپیش ہے اور آپس میں مباہلہ لفظی سہوا ہے وہ یہ کہ امام نے بوقت نماز مغرب رکعت اول میں سورہ دھرقرات کی اور اس قدر پڑھا اور سہوا پھر رکوع کر دیا و بطاف علیہم بالنبیۃ من قصۃ و اکواب کانت قواں یراء قواں یراء من قصۃ نشانی آیت پر حرف کا موجود ہے امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں اس قدر قرات پڑھنے سے نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب

نماز بے تکلف بلا کراہت ہوگی، یہی آیات کی قدر سے واجب ادا ہو جاتا ہے اور یہ تو پندرہ آیتیں ہو گئیں بلکہ مغرب میں اتنی تطویل مناسب بھی نہ تھی کہ اس میں قصار مفصل یعنی لعین کے آخر تک ہر رکعت میں ایک سورت پڑھنے کا حکم ہے یہ اس سے زائد ہو گیا، تنویر و درمختار میں ہے،

یسن فی الحضر و لا محذور و منفرد طوال	(مقیم ہونے کی صورت میں امام و منفرد دونوں کی)
المفصل فی الغجر و الظہر و ادسا طہ	نماز فجر اور ظہر کی نماز میں طوال مفصل اور عصر
فالعصر و العشاء و قصار	عشاء میں ادسا مفصل اور نماز مغرب میں
فالمغرب اے ف حکل	قصار مفصل پڑھنا مستحب ہے یعنی ہر رکعت میں

۲ رکعت سورۃ ۔
 ایک سورۃ ان سورتوں میں سے جو مذکور ہوئیں پڑھے دت
 در مختار میں ہے :

من الحجرات الى آخر المروج ومنها الى آخر
 لم يكن اوسط طه وهاقيه قصارۃ والله
 تعالى اعلم ۔
 حجرات سے آخر مروج تک طوال مفصل ،
 مروج سے لم يكن کے آخر تک اوسط مفصل
 اور سورتوں کا بقید حصہ قصار مفصل کہلاتا ہے ۔
 واللہ تعالیٰ اعلم دت

مسئلہ ۵۳۱ از شہر محلہ سوداگران مدینہ منظر الاسلام ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۲۹ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام کو تین آیتوں کے بعد غلطی ہوئی معنی بگڑ گیا جبکہ
 سورۃ یوسف شریف میں چار آیات کے بعد ترایتھو کی جگہ ترایتھو پڑھا اس حالت میں نماز ہو گئی
 یا نہیں ؟

الجواب

فساد معنی اگر ہزار آیت کے بعد ہو نماز جاتی رہے گی ، مگر یہاں محض تین آیتوں میں ت کا ز پر ضنا
 مفسد نماز نہیں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۳۲ از پردہ مسئلہ محمد علی ۹ رجب المرجب پنجشنبہ ۱۳۲۹ھ
 قبلہ و کعبہ جناب مولوی صاحب دام اظلالکم ، السلام علیکم بعدا وائے آداب دست بستہ تسلیات
 گزارش خدمت میں یہ ہے کہ نماز جمعہ عصر کے وقت امام کے پیچھے مقتدی کو حسب معمول پڑھنا چاہئے یا سکوت
 واجب ہے ؟

(۲) نماز مغرب و عشا کے فرضوں کی ادائیگی میں مقتدی کو چاروں رکعتوں میں سکوت لازم ہے یا اول کی
 دو میں اور آخر کی دو میں نہیں ؟ بیجا تو جہد

الجواب

مطلقاً کسی نماز کی کسی رکعت میں مقتدی کو قرأت اصلاً جائز نہیں قطعاً خاموشی کھڑا ہے ، صرف
 سبحنک اللہم شامل ہوتے وقت پڑھے جبکہ امام نے قرأت بکھر شروع نہ کی ہو ۔ در مختار میں ہے :
 الموقوم لا یقرأ مطلقاً ولا العاتحة فی مقتدی مطلقاً قرأت ذکر سے نہ جہری نماز میں نہ

السرية، اتفاقاً بل یستمع ۱۳۱ ہجری وینصبت
اذا اسر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سری نمازیں اور نہ ہی سری نمازیں خاتم ہوا اتفاق
یعنی اس پرانے ٹکڑے کا اتفاق ہے، بلکہ جب امام
جہاز پڑے تو مقتدی نے اور جب امام بڑا پڑے تو
مقتدی چپ رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

۵۳۲ھ ازہر از ضلع بلہ از اشیش بسوہ متعلق ملکہ پر مسئلہ سراج الدین ۱۳ رمضان ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ :

- (۱) آیت قرآن شریف کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے نمازیں پڑھنے کے متعلق شرع شریف میں کیا حکم ہے !
- (۲) سورہ نیس شریف میں مسئلہ قول کی بجز سلام و قولا پڑھنا یا سلام پر آیت کرنا صحیح کس طرف پر ہے !

الجواب

- (۱) سائل نے صاف بات نہ کہی کہ ٹکڑے کرنے سے کیا مراد ہے، اگر آیت بڑی ہے اور ایک سانس میں نہیں
پڑھ سکتا تو جہاں سانس ٹوٹ جائے مجبوراً وقف کر کے گا موقیع موقیع پر پھرتا ہوا چلا جائے گا ۲۰ یا بلا فرق
بے موقیع پھر تا خلاف سنت ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) دونوں صحیح اور دونوں جا رہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۳۳ھ ازہر ازہر از اشیش بسوہ متعلق ملکہ پر مسئلہ سراج الدین ۱۳ رمضان ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ٹکڑے ٹکڑے کر کے نمازیں پڑھنے کا حکم کیا ہے؟
قدر کھینچتے ہیں کہ اس کی وجہ سے نمازیں نقصان واقع ہوتا ہے اللہ اکبر کی را کو اس طرح غاری کرنا کہ عام لوگ
بجائے اس کے ۱۰ محسوس کریں کیسا ہے ؟

الجواب

اکہو میں اس کو د پڑھنا مفید نماز ہے کہ فساد معنی ہے اسی بات کہ وہ مر پڑھتا ہے اور سب
سننے والے د سنتے ہیں بہت بعید ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۳۴ھ ازہر ازہر از اشیش بسوہ متعلق ملکہ پر مسئلہ سراج الدین ۱۳ رمضان ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اول رکعت میں سورہ کھنہون پڑھی دوسری میں

کدھن کی ایک آیت پڑھی پھر اس کو چھوڑ کر اخلاص پڑھی، ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور نماز میں کچھ غلط واقع ہو گیا یا نہیں؟ بینوا تو جبردا

الجواب

نماز تو ہو گئی مگر ایسا کرنا جائز تھا، جس صورت کا ایک لفظ زبان سے نکل جائے اُسی کا پڑھنا لازم ہو جاتا ہے خواہ وہ قبل کی ہو یا بعد کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۲۴ ازمانہ دار کا خطیہ اثر مسئلہ ما سترائیل صاحب ۲ سوال ۱۳۲۹

نماز میں قرآن شریف اس طرح پڑھنا کہ اول میں الھوتو، دوسری میں قل ھو اللہ، تیسری میں لایلف، چوتھی میں پھر قل ھو اللہ مکروہ تنزیہی ہے یا نہیں حالانکہ الھوتو کے بعد لایلف اور پھر ترتیب وار بھی پڑھ سکتا ہے۔

الجواب

زائل میں مکروہ نہیں کہ اس کی ہر دو رکعت نماز علیحدہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۲۵ ازجمعی پور ضلع سیڑی مسئلہ مستقیم خاں ۲۴ رمضان المبارک ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی حافظ مسجد میں تراویح میں کلام مجید صبح پڑھتا ہو اور اپنا کلمہ اس کے پیچھے دوسرا کوئی حافظ اس کو بکالے کر آجائے تو ایسا کرنا اور نماز میں اگر فساد ڈالنا جائز ہے یا ناجائز؟ بینوا تو جبردا

الجواب

اگر فی الواقع اس نے دھوکا دینے اور نماز خراب کرنے کے لئے قصداً غلط بتایا تو سخت گناہ ظہیم میں مبتلا ہو اور شرعاً سخت سزا کا مستحق ہے، ایسے لوگ جو مسجد میں اگر فساد ڈالیں اور ناجائز فعل چھپائیں اور بلا وجہ فوجداری پر آمادہ ہوں جیسا کہ سائل نے بیان کیا موذی ہیں اور موذی کی نسبت حکم ہے کہ اُسے مسجد میں نہ آنے دیا جائے کہنا لھن علیہ الصلاۃ البدور العیدنی فی عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری و عمدۃ فی الدر المنختار وغیرہ (جیسا کہ علامہ عبد الدین عینی نے عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں تصریح کی ہے اور اس کے حوالے سے درمختار وغیرہ میں بھی مذکور ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چرمی فرمایند جو ہر شہ سالانہ نکات فرمائی وہ قیقہ قرآنی نکات اور حبیب خدا کے ارشادات عالیہ سے رسالہ علم حبیب رحمانی اندریں باب کرام و قرأت نماز آگاہ دو واقف اہل علم و دانش اس بارے میں کیا

مسئلہ ۵۲ مسئلہ مستند امام احمد شاہ صاحب از موضع نگر یا سادات ضلع بریلی یکم ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ
اگر امام نماز پڑھتا ہو اور وہ کسی صورت میں درمیان کے دو ایک لفظ چھوڑ گیا ہو تو وہ نماز صحیح ہوگی یا
نہیں؟ جینا تو جروا

الجواب

اگر ان کے ترک سے معنی نہ بگڑے تو صحیح ہوگی ورنہ نہیں، پھر اگر یہ سورۃ سورۃ فاتحہ ہے تو اس میں
مطلقاً کسی لفظ کے ترک سے سجدہ سہو واجب ہوگا جبکہ سہو ہر وقت احادہ۔ اور اگر کسی سورت سے اگر لفظ یا
الفاظ مترک تھوئے اور معنی فاسد نہ ہوئے اور تین آیت کی تحدید پڑھ لیا گیا تو اس ٹھوٹ جانے میں کچھ عرج نہیں
واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۳ مسئلہ مولوی عبد الجلیل صاحب مرقطی بنکال ۱۵ صفر ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے دو رکعت فجر کی فرض پڑھائی بعد الحمد شریف کے ضم سورت
میں کسی لفظ کو تین مرتبہ تکرار کیا پھر مرتبہ ہونے کے اب اس کی نماز شرعاً درست ہے یا نہیں؟ اگر اس کا بقول
فقہیہ احادہ کیا جائے اگر اور لوگ اگر اقتدا کریں بعد ان کی نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب

لفظ کے تکرار سے نماز میں فساد نہیں آتا احادہ میں جو سنئے لوگ طیس گئے اُن کی نماز نہ ہوگی لانہما
مطلقاً ضنون خلاف متفق (کیونکہ وہ فعل پڑھنے والے کے پیچھے فرض ادا کر رہے ہیں۔ تہا واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۵۴ از جنوبی افریقہ زفسال مقام کروگر کس دروپ تکس ۳۴ مسئلہ ایم ایم داؤد احمد موسیٰ بی ساہوکی
۱۴ رمضان ۱۳۲۶ھ

اولاً تقریر حال ملک زفسال کرتا ہوں کہ مسئلہ ذیل کے جواب میں سہولت ہو یہاں پر حکومت کفار ہے
اور یہاں کے باشندے بھی کفار ہیں، ہاں کچھ لوگ سلطان شافعی الذہب بھی ہیں باقی مسلمان انڈیا کے تاجرو وغیرہ ہیں مگر
مجموعہ مسلمان کفار کی نسبت بہت کم ہیں، گاؤں کا تو میں ذکر نہیں کرتا مگر اس ملک کے شہروں میں تحفینا مفصل ذیل
تعداد ہوگی کسی جگہ دس بیس کسی جگہ تیس چالیس کسی جگہ اسی تو سو اسے ایک شہر کے میرے خیال کے موافق کہیں
چاند سو پانچ سو کا مجمع نہ ہوگا، مساجد کا یہ حال ہے کہ کہیں تو گراہ میں مکان یا ہوا ہے اور اس میں نماز جمعہ و
عید ادا کی جاتی ہے اور کسی جگہ مسجد ہے مگر وجہ قلت وہ بھی نہیں بھرتی البتہ ایک جگہ تین مسجدیں ہیں اور مسلمانوں کی
جماعت بڑی ہے تحفینا پانچ سو سے کم نہ ہوگی نماز جمعہ و عید سب جگہ ادا کی جاتی ہے
عید کے موقع پر گاؤں کے مسلمانان قہ شریک نماز ہو کر تعداد بڑھا دیتے ہیں میرے علم میں یہاں
کبھی اسلامی حکومت نہیں چلی اور حکام کی طرف سے کوئی حکم شریعی یہاں جاری نہیں مگر نماز جمعہ و عید کو
منع نہیں کرتے جس جگہ کے لئے یہ تحریر کی جاتی ہے وہ بھی شہر ہے اور ایک مسجد بھی ہے تعداد مسلمانان

ساتھ شتر سے زیادہ نہیں مسجد نہیں بھر سکتی مگر عید کے موقع پر گاؤں والے شریک ہوتے ہیں اور مسجد بھر جاتی ہے۔

- (۱) جمعہ کی ادا کے لئے شہر شرط ہے یا نہیں؟
- (۲) شہر کس کو کہتے ہیں اکبر مساجد کی تعریف روایت مذہب ہے یا نہیں؟
- (۳) جب قدرت اجزائے محدود شرط ہے اور بالفعل ضرورہ نہیں تو توانی کی وجہ سے تعریف مذکور کا اختیار کرنا اور ظاہر مذہب کو ترک کرنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے؟
- (۴) علمائے حنفیہ کے اختلاف کی وجہ امتیالی ظہر تجویز ہوئی مگر جہاں حنفی مذہب کے موافق تحقق شروط نہ ہو اور دیگر مذاہب کے موافق ہو وہاں کیونکر جائز نہیں۔ خروج اختلاف کی علت دونوں جگہ موجود ہے احنی وہاں بھی جمعہ اور امتیالی ظہر پڑھ لینا چاہئے؟
- (۵) کل موضعہ لہ امید و قاضی (۱) (برودہ مقام جہاں کوئی ایسا امیر اور قاضی ہو الخ۔ ت) سے استدلال عدم جواز جمعہ دارحرب پر ہو سکتا ہے یا نہیں؟
- (۶) کیفیت مذکور کی رو سے کہاں جمعہ جائز ہے اور کہاں نہیں؟
- (۷) جہاں ناجائز ہے انہیں منع کیا جائے یا نہیں، اور ان کی تلہ کا کیا حکم ہے؟
- (۸) جہاں بادشاہ مسلمان نہ ہو وہاں جمعہ کا کیا حکم ہے اور سکوت کفار میں جمعہ کیوں ناجائز؟
- (۹) یہ ملک دارحرب ہے یا نہیں؟
- (۱۰) دارحرب کی کیا تعریف اور کس طہر سے دارحرب دار اسلام بنتا ہے اور دار اسلام دارحرب؟
- (۱۱) جہاں شروط جمعہ نہ پائے جائیں وہاں عید کی نماز کا کیا حکم، اگر جائز نہیں تو پڑھ لینے سے کیا خرابی ہے اگر اپنے مذہب کے طور پر واجب نہیں تو دوسرے مذہب مثل شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے تو واجب ہے اور خروج عن الاختلاف ہو جائے گا،
- (۱۲) جاری بلکہ شہر گنا جاتا ہے اور ایک مسجد سے متصل باشندے اسے بھر نہیں سکتے، یہاں جمعہ کا کیا حکم ہے؟

جینا تو جردا۔

الجواب

جمعہ کے لئے ہمارے ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اتفاق و اجماع سے شہر شرط ہے شہر کی صحیح تعریف مذہب حنفی میں یہ ہے جو خود امام مذہب سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمائی، وہ آبادی جس میں متعدد محلے اور دواخی بازار ہوں اور وہ ضلع یا پرگنہ ہو اس کے متعلق دیہات ہوں اور اس میں کوئی حاکم یا اختیار ایسا ہو کہ اپنی شوکت اور اپنے یا دوسرے کے علم کے ذریعہ سے مظلوم کا انصاف ظالم سے لے سکے۔

امام علاء الدین سمرقندی نے تحفۃ الفقہاء اور امام ملک العلماء ابو بکر مسعودی نے بدائع میں اسی کی تصریح مندرجہ ہے
غنیۃ شرح غنیۃ میں ہے :

صريح في تحفة الفقهاء عن أبي حنيفة
رضي الله تعالى عنه أنه بلدة كبرى
ليها سلك واسواق ولها رساتيق وفيها
وال يقدر على انصاف المظلوم من الظالم
بمحنته وعلمه او علم غيره يرجع الناس
اليه فيما يقع من الحوادث وهذا
هو الامير.

تحفۃ الفقہاء میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
حوالے سے تصریح ہے کہ بڑے شہر سے مراد وہ بڑی
آبادی ہے جس میں سبیل اور بازار ہوں، اس کے
متعلق کچھ دیہات ہوں، وہاں کوئی ایسا با اقتدار
شخص ہو جو اپنی شہمت اور علم یا دوسرے کے علم کے
ذریعے مظلوم کو ظالم سے انصاف دلا سکے اور لوگ
حوادث کی صورت میں اس کی طرف رجوع کریں اور
یہی امیر ہے۔ (ت)

کتب جلیلہ معتدہ میں ظاہر الروایہ یعنی مذہب سننی سے بالا الفاظ مختلفہ جتنی بقول ہیں سب کا
مال یہی ہے شقہ بلا بدلتی کثرت میں فرمایا،

هو كل موضع له اميره قاض ينفذ الاحكام
ويقوم الحد و الذم
برؤۃ مقام جہاں کوئی ایسا امیر یا قاضی ہو جو احکام
نافذ کر سکے اور حدود کا اجرا کر سکے۔ (ت)

اس میں سبیل و اسواق و رساتیق کا ذکر نہیں اور عبارت آتیہ خیالہ میں بجائے سبیل جماعات
ہیں اور رساتیق ذکر نہیں، اُسی کی دوسری عبارت میں فتاویٰ سے رساتیق کا ذکر فرمایا سبیل اسواق
کو ترک کیا کہ

في الفتاوى لوصلي الجمعة في قرية بغدير
مسجد جامع والقريه كبرى لها
قري وفيها والى حاكمها جازات الجمعة
بنوا المسجد او لم يجنوه وامن كان
بخلاف ذلك لا يجوز وهذا قول ابي القاسم

فتاویٰ میں ہے اگر کسی نے قریہ میں بغیر جامع مسجد
جمہر چھوڑ دیا تو نماز جماعت کی دیہات ہوں اور اس میں کی گئی نماز
والی بھی موجود ہو تو نماز جماعت درست ہوگی خواہ وہ
مسجد بنائیں یا نہ بنائیں، اور اگر اس کے خلاف
ہو تو جماعت درست نہ ہوگا یہ شیخ ابو القاسم الصغیر

ملہ غنیۃ المستمل شرح غنیۃ المصلی فصل فی صلوة الجمعة
ملہ کنز الدقائق بابہ صلوة الجمعة
مطبوعہ مہمل اکیڈمی لاہور
ایک ایم سیہ کمپنی کراچی
ص ۵۵
ص ۴۷

الصفاً وهذا أقرب الأقوال إلى الصواب
کے قول کے مطابق ہے اور تمام اقوال میں سے یہ سب سے
صواب کے زیادہ قریب ہے۔ (ت)

اور محصل ایک ہے کہ عادتہ والی وقاضی ایسی ہی جگہ ہوتے ہیں جس میں آبادی کثیر ہو اور اسے تعدد محلہ و وجود اسواق
و لازم اور ہر گاؤں میں نیا عالم مقرر کرنا نہ محمود ہے نہ متیسر بلکہ گرد و پیش کے دیہات آبادی کیسے کے عالم کے متعلق کرنے
جائے جس سے ضلع یا کم از کم پرگنہ ہونا لازم غنیہ میں ہے،

صاحب الہدایۃ ترک ذکر السکک والرسایق
بناء علی الغالب اذ الغالب ان الامیر والقاضی
شانہ القدرة علی تنفیذ الاحکام واقامة
الحدود لایکون الا فی بلد کذا فالحاصل ان
اصغر الحدود ما ذکر فی التبعة لحد قحلی
مکة والمدینۃ وانہما الاصل فی اعتبار
المصنوعۃ۔
صاحب ہدایہ نے محلوں اور بازاروں کا ذکر اس لئے
ترک کیا ہے کہ غالب یہی ہے کہ ایسے عالم اور قاضی
جو احکام کا نفاذ اور حدود کا قیام کر سکتے ہیں وہ ایسے شہر
میں ہی ہوتے ہیں جو بڑا ہو، حاصل یہ ہے کہ تحفہ میں
بیان کردہ شہر کی تعریف اس میں ہے کہ نہ کہ وہ مکہ اور مدینہ
پر صادق آتی ہے اور شہر ہونے میں یہ دونوں اصل
ہیں۔ (ت)

پھر ظاہر ہے کہ ان کتب میں تنخیر و اقامت سے قدرت مراد ہے کہ عالم کا غلوب حکم کرنا شہر کو شہر
ہونے سے خارج نہیں کرتا، لہذا اعلام مرتضیٰ ابراہیم علی نے اسی سے پہلے غنیہ میں فرمایا،

المحدود صحیح ما اختارہ صاحب الہدایۃ
الہدی لہ امیر وقاضی ینفذ الاحکام ویقیم
الحدود والمراد القدرة علی اقامة الحدود
ما عرر بہ فی تحفة الفقہاء عن ابی حمیظہ
مرضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
صحیح تعریف وہ ہے جسے صاحب ہدایہ نے اختیار کیا ہے
وہ یہ ہے کہ ایسا شہر جو جس میں عالم وقاضی ہر دو احکام
کا نفاذ اور حدود کا قیام کرے اور اس سے مراد قیام
حدود پر قدرت ہے، جیسا کہ تحفۃ الفقہاء میں امام
ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

امام الکمل نے عنایہ میں فرمایا، المراد بالامیر والی یقدر علی انصاف المظلوم عن الظالم (ایر)

۳۹ ص	مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ	باب الحجۃ وشرائطها	سہ فتاویٰ غیاثیہ
۵۵۱ ص	مطبوعہ سیل اکیڈمی لاہور	فصل فی صلۃ الحجۃ	سہ غنیۃ المستملی شرح نیتہ المصلی
۵۵۰ ص	" " " "	" " " "	" " " "
۲۴/۲	مکتبہ نوریہ رضویہ سکسٹر	باب صلۃ الحجۃ	سہ النایۃ مع فتح القدر

ایسا دالی مراد ہے جو فاقم سے مظلوم کو انصاف دہانے پر قادر ہو۔ ت اسی طرح درختدار میں باغیہ یقین دہانے کا اور خود
فصل امام مذہب سے اس کی تصریح گزری۔ لہذا امام شمس الازہر غفرلہ نے مبسوط میں یوں تعبیر فرمایا:

ظاہر المذہب (عندنا) ان یکون فیہ سلطان وقاضی لا قامة الحدود وتنفيذ الاحکام۔
(مصر جامع کی تعریف میں) چارے ہاں ظاہر مذہب کے مطابق وہاں اقامت حدود اور احکام کے نفاذ کے لئے کسی حاکم یا قاضی کا ہونا ضروری ہے (ت)

پھر آیہ وغیرہ میں امیر وقاضی اور مبسوط میں سلطان وقاضی دو لفظ ہیں کہ عادت والی شہر اور ہوتا ہے اور وہ قاضی مقرر کرتا ہے اور مقصد فیصلہ مقننات ہے۔ لہذا امام مذہب نے ذکر دالی پر اکتفا فرمایا اور وہی سلطان سے مراد اس پر اس حدیث سے استناد اس بعد الی الولاۃ مہا الجمعۃ (چاہے پھر مکرانوں کی ذمہ داری ہے ان میں سے ایک جگہ ہے۔ ت) جو اہر اخلاطی وغیرہ میں نائب دالی بھی اضافہ فرمایا کہ وہیہا وال ادنا شبہ یقین دہانے انصاف المظلوم الی قولہ وهو الاصل (دلیاں والی یا اس کا ایسا نائب ہو جو مظلوم کو انصاف دہانے پر قادر ہو، آگے چل کر فرمایا اور یہی امیر ہے۔ ت) اور علامہ قاسم نے تصحیح القدوری پھر علامہ مصطفیٰ نے درمستی پھر علامہ شامی نے رد المحتار میں کیا یکتبی: قاضی عن الامیر (امیر کی جگہ قاضی ہی کا ہے۔ ت) یہاں قاضی کے ساتھ کسی کی شرط نہ کی کہ ان ناموں میں قاضی نہ ہوتے مگر علامہ رد المحتار میں ہے:

لہذا ینکر المعقبات کتھا بذکر القاضی لا بالقضاء
فی المصدر الاول کاں وظیفۃ المجتہدین
ذکر قاضی پر اکتفا کرتے ہوئے معنی کا ذکر نہیں کیا کیونکہ
صدر الاول میں قضاء بلا فیصلہ کرنا، اگرچہ بہترین کی ہی ذمہ داری
ہوتی تھی۔ (ت)

اور بعض نے شرط معنی اضافہ کی۔ جامع الرموز میں ہے:

ظاہر المذہب ان ما فیہ جماعات الناس
ظاہر مذہب یہ ہے کہ شہرہ جس میں کچھ محلے

۲۳/۲	مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت	باب صلوۃ الحجۃ	لہ مبسوط سرخسی
۲۵/۲	"	"	لہ
۲۲ ص	غیر مطبوعہ نسخہ	فصل فی صلوۃ الحجۃ	لہ جو اہر اخلاطی
۵۹۰/۱	مطبوعہ مطبعۃ البانی مصر	باب الحجۃ	لہ رد المحتار
"	"	"	لہ

وجامع واسواق ومفت و سلطان اوقاض
يقيد الحدود وينفذ الاحكام وقريب منه
ما في المصبرات وفيه انما الاصل

جامع مسجد، بازار، مفتی، حاکم یا ایسا قاضی ہو جو
حدود کا قیام اور احکام کا نفاذ کر سکے۔ مصبرات کے
الفاظ بھی اسی کی تائید کرتے ہیں اور اسی میں ہے کہ
یہی اصح ہے۔ (د ت)

اکابر نے اس کی یہ توجیہ فرمائی کہ حاکم عالم نہ ہو تو عالم کا ہونا بھی لازم۔ خیال میں ہے
قال الشمس الاثمة السرخصی ظاهر المذهب
ان المصراحي مع ما فيه جماعات الناس
واسواق التجارات و سلطان اوقاض يقيد
الحدود وينفذ الاحكام اي يقدر على ذلك و
يكون فيه مفت ان لم يكن القاضي او
السلطان بنفسه مفتياً

شمس الائمہ سرخصی فرماتے ہیں کہ ظاہر مذہب یہ ہے
کہ جامع شہر وہ ہوگا جس میں کچھ محلے ہوں اور
بازار تجارت، سلطان یا قاضی جو حدود کو قائم اور
احکام کو نافذ کرے یعنی اس میں ان کے قیام اور نفاذ
کی قدرت ہو اور اگر قاضی یا سلطان خود مفتی نہ ہوں
تو وہاں کسی دوسری مفتی کا ہونا بھی ضروری ہے (د ت)

امام ظاہر بکری نے فرمایا

قال امام السرخصی في ظاهر المذهب
حينئذ ان يكون فيه سلطان وقاض
لا قامة الحدود وتنفيذ الاحكام ويشترط
المفتي اذا لم يكن القاضي او الوالي
مفتياً

امام سرخصی نے فرمایا ہے کہ ظاہر مذہب میں ہمارے
ہاں یہی ہے کہ وہاں اقامت حدود اور تنفیذ احکام
کے لئے قاضی یا سلطان کا ہونا ضروری ہے اور جب
قاضی یا والی خود مفتی نہ ہو تو وہاں امام سرخصی نے
مفتی کا ہونا شرط قرار دیا ہے۔ (د ت)

امام مذہب نے اس طرف خود ہی اشارہ فرمایا تھا کہ لعلہ و علو طیرہ (وہ قاضی خود عالم ہو یا
عالم اس کا معاون ہو۔ ت) فتح میں فرمایا

اذا كان القاضي يفتي ويقيد الحدود واعتفى عن
المحدد

جب قاضی خود فتویٰ دیتا ہو اور حدود نافذ کرتا ہو تو
وہاں اگر مفتی کا ہونا ضروری نہیں۔ (د ت)

۲۶۲/۱	مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ تبصرہ قلمی ایران	فصل صلوۃ الحجۃ	سہ جامع الرموز
ص ۳۸	مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ	باب الحجۃ و شرائطها	سہ فتاویٰ خیالہ
۲۰۶/۱	مطبوعہ مکتبہ جدیدہ کوئٹہ	الفصل الثالث والعشرون في صلوۃ الحجۃ	سہ خلاصۃ الفتاویٰ
۲۵/۲	مطبوعہ مکتبہ نور بہ رضویہ سکھر	باب صلوۃ الحجۃ	سہ فتاویٰ القیوم

بالجملہ عبادات مختلف ہیں اور مقصود اصدان تمام عبادات اور ان کے امثال صدق اور خود نفس صریح
 امام مذہب سے جس طرح جمعہ کے لئے استراحت مقرر فرمائی حکام و حدود و حقی کے الحفاظ اور ان کی تقاریع مذکورہ کتب
 مذہب سے دشمن کہ شہر سے یقیناً اسلامی شہر اور ہے نہ یکہ مثلاً بیت پرستوں کا کوئی شہر جو بادشاہ بت پرست اور
 دوسرے کی آبادی سب پرست، چار پانچ مسلمان وہاں تاجرانہ جائیں اور پندرہ بیس دن ٹھہرنے کی نیت کریں
 اور ان پر وہاں جمعہ قائم کرنا فرض ہو جائے جبکہ وہ بادشاہ مانع نہ آتا ہو ہرگز شرع مطہر سے اس کا کوئی ثبوت نہیں
 ثبوت تھا اجماعاً مخصوص ہیں اور ظاہر الروایہ و اصل مذہب کی تعریضات یقیناً اسلامی شہر سے خاص بلکہ وہ
 ضعیف روایت اور مردہ و مجبورہ کا لایسہ اکبر صاحبہ اہلہ (اس مقام کی سب سے بڑی مسجد وہاں
 عظیم لوگوں کے لئے ناکافی ہو۔ تہذیب حقیقی کے نزدیک اصلاً جو صحت نہیں رکھتی اور بعد توفانی فی الحدود اس کے
 اختیار کی رہ اسی ارادہ قدرت سے مسدود اور ظاہر الروایہ و نفس صریح امام اعظم صلیح و مرجع کے ہوتے ہوئے
 روایت نو اور کی طرف ترجیح برزہ ممنونہ و مرفوعہ کا حقیقتاً محکم ذلک فی فتاویٰ و فتاویٰ و فتاویٰ
 میں اس کی تحقیق کر دی ہے۔ تہذیب اس سے زیادہ افسوس کی غلطی کیا ہوگی کہ اس پر مکتبہ و مدینہ طیبہ ہی گاؤں برہما
 ہیں اور ان میں زمانہ اقدس سے آج تک جمعہ تار و باطل قرار پاتا ہے مجمع الانہر میں ہے۔

قد لواء ہذا الحد غیر صاحب حدیثی
 یا شہرہ نہایت محققین کے نزدیک صحیح ہیں بات،
 فقیر میں ہے۔

الفصل فی ذلک ما مکة والمدینۃ مہرمان
 تقام بہما الجمعة من غیر منہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم الی الیوم فکل موضع کان مشد
 احدہما فهو معروض کل تفسیر لا یصدق علی
 احدہما فهو غیر معتبر حتی الذی اختار
 جماعۃ من المتأخرین وهو
 ما لواء اجتماع اہلہ فی اکبر
 ما جیدہ لا یصحہم قانہ منقوض
 بہما واد مسجد محکم منہما یصح
 اس میں تفصیل یوں ہے کہ مکتبہ اور مدینہ وہ نون شہر
 ایسے ہیں جن میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کی ظاہری حیات سے ملے کر آج تک جمعہ دایا جائے
 رہا ہے تو جس جگہ اس طرح کے انتظامات ہوں گے
 وہ شہر ہے اور جو تعریف ان میں سے کسی ایک پر
 صادق نہیں آئے گی وہ معتبر نہیں ہو سکتی حتیٰ کہ
 متاخرین کی ایک جماعت نے جو اختیار کیا ہے شہر
 کی تعریف یہ ہے کہ وہاں کے لوگ سب سے بڑی
 مسجد میں اگر جمع ہوں تو وہ مسجد لوگوں کے لئے کافی

اہلہ و عریادۃ -

نہ ہو، یہ درست نہیں کیونکہ مکہ اور مدینہ دونوں کی مساجد وہاں کے لوگوں اور حزیب دوسرے لوگوں کے لئے کافی ہیں۔

اسے ابن حجر عسقلانی نے امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت کیا، ہذا میں تعریف ظاہر الروایۃ بیان کر کے فرمایا۔

هذا عند ابی یوسف من حمہ اللہ تعالیٰ وعنه انہم اذا اجتمعوا فی اکبر مساجدہم لم یسعم واکلاول ختی من الکوخی وهو الظاہر والثانی احتیاس الشلیحی۔

یہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے اور انہی سے مروی ہے کہ جب وہاں کے وہ لوگ جن پر عہدہ قرض ہے سب سے بڑی مسجد میں جمع ہوں تو وہ مسجد ناکافی ہو، پہلے قول کو امام کرخی نے پسند فرمایا اور یہی ظاہر ہے اور دوسرے کو امام عسقلانی نے پسند فرمایا۔

خود امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے الفاظ کہ امام ملک العلماء نے بدائع پھر امام ابن امیر الحامی نے علیہ میں ذکر کئے یہ ہیں کہ فرمایا۔

اذا اجتمع فی قریۃ من لایسعم مسجد واحد بنی لہم جامعاً ونصب لہم من یصلی بہم الجمعة۔

جب کسی قریہ کے لوگ ایک مسجد میں جمع ہوں اور وہ مسجد ان کے لئے کافی نہ ہو تو ان کے لئے جامع مسجد بنائی جائے اور وہاں کوئی ایسا شخص مقرر کیا جائے جو انہیں جمع پڑھائے۔ (دست)

ہر یہی ہے کہ بنی اور نصب کی تفسیر سلطان اسلام کی طرف میں اور اسی پر وہ حدیث ناطقہ جیسی سے طبقۃ فطریقہ ہمارے ائمہ و علماء اسی باب شرائط جمعہ میں استدلال فرماتے رہے کہ لہ اہام عادل او جائز (اس کے لئے امام عادل یا ظالم ہو۔ دست) بشرط امام سرحدی میں ہے۔

لنا ما روینا من حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولہ اہام جابر عادل فقد شرط رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ہماری دلیل وہ روایت ہے جو حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اس کے لئے امام ظالم یا عادل کا ہونا ضروری ہے تو ہی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۵۵۰ ص	مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور	فصل فی صلوة الجمعة	ملہ غنیۃ المستقل شرح غنیۃ المصلی
۱۳۸/۱	المنکبۃ العربیۃ کراچی	باب صلوة الجمعة	ملہ البدایۃ
۲۵۹/۱	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	فصل فی بیان شرائط الجمعة	ملہ بدائع الصنائع

الامام لا لحاقه الوعيد بتارك الجمعة -
 علیہ وسلم نے مذکور جمعہ پر وعيد کے لائق ہونے کو امام
 کے ساتھ مشروط فرمایا ہے۔ (ت)

فتح القدیر میں ہے :

الحديث مراد ان ما جاء من غير حجة
 شرطي لنزولها الا ما كفا يفيد القيد
 الجملة الواقعة حالا -
 اس حدیث کو ابن ماجہ وغیرہ نے روایت کیا ہے اس
 میں جمعہ کے فرض کے لئے امام کا ہونا شرط قرار دیا ہے
 جیسے کہ اس کا فائدہ بطور حال واقع ہونے والے
 جملہ کی قید سے حاصل ہو رہا ہے۔ (ت)

غرض جو وہ ظاہر ہوا کہ محلیت جمعہ کو اسلامی شہر ہونا لازم ومن ادعی خلافہ فعلیہ البیان (اور جو
 شخص اس کے خلاف کا دعویٰ ہے اس پر دلیل کا لانا ضروری ہے۔ ت) شہر کی نسبت عرفاً بھی باعتبار آبادی
 ہوتی ہے یا بلحاظ سلطنت، مثلاً جس شہر میں نہ سید آباد ہیں نہ اُس میں سیدوں کی عمارت ہے یہ بھی اُسے
 سیدوں کا شہر نہیں کہہ سکتے، یونہی جبکہ وہاں عام آبادی کفار ہیں اور اسلامی سلطنت نہ اب ہے نہ کبھی تھی تو اگرچہ اس
 بنا پر کہ حکام کی طرف سے مسلمانوں کو پناہ اور نماز وغیرہ کی اجازت ہے انھیں ان کے شہر کیسے مگر مسلمانوں کے شہر
 نہ کہلاتیں گے تو اہم فتویٰ ہے چرچا سے اخص، لہذا محل جمعہ وعیدین میں ہو سکتے، عیدین کے لئے بھی سوائے خطبہ
 وہی شرائط ہیں جو جمعہ کے واسطے تنزیل البصائر ودر مختار باب العیدین میں ہے :

تجب صلا تہما علی من تجب علیہ الجمعة
 بشرائطها المقدمة سوى الخطبة
 عیدین کی نماز جمعہ کی سابقہ شرائط کے ساتھ سوائے
 خطبہ کے انہی لوگوں پر واجب ہے جن پر نماز جمعہ
 واجب ہے۔ (ت)

ہاں جہاں ثابت ہو کہ پہلے کبھی اسلامی سلطنت تھی مسلمانوں کا آزاد خود مختار شہر تھا اور وہ نوز صدیوں میں غیر مسلم
 نے مسلط ہو کر شعائر اسلام بند نہ کئے وہ بدستور اسلامی شہر و ملک رہے گا جیسے تمام بلاد ہندوستان، اور
 وہاں حسب سبب سابق جمعہ فرض اور عیدین واجب رہیں گے لیکن جمعہ وعیدین کی اقامت کو یہ ضرور ہے کہ بادشاہ
 یا والی خود اقامت فرمائے یا دوسرے کو ان نمازوں میں اپنا نائب مقرر کر امام بنائے، جہاں یہ صورت میسر نہ ہے

۲۵/۲	مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت	باب صلوۃ الجمعة	صلوۃ شرط شرعی
۲۴/۲	• فوریر رضویہ سکھر	"	صلوۃ فتح القدیر
۱۱۳/۱	• مطبع مجتہدانی دہلی	باب العیدین	صلوۃ در مختار

وہاں ضرورت مسلمان جمع ہو کر جسے ان تین نمازوں کا امام مقرر کریں گے پڑھائے گا اور یہ فرض و واجب ادا ہو جائیگا،
تین گز نہیں ہے، شرط ادا تھا السلطان ادا تائبہ (جمہور کی ادائیگی کے لئے حاکم یا اس کے نائب کا ہونا شرط
اور ضروری ہے۔ ت) غنیہ میں ہے :

الشرط الثاني كون الامم فيها السلطان
او من اذن له السلطان
جامع الرموز میں ہے :

اقامة الجمعة حق الخليفة الا انه لم يقدر
على ذلك في كل الامصار فيقدم غيره نيابة
جمہور کا قیام خلیفہ وقت کی ذمہ داری ہے چونکہ وہ تمام
شہروں میں امامت پر قادر نہیں ہو سکتا لہذا اس کے حکم پر
اس کا کوئی نہ کوئی نائب ہونا چاہئے۔ (ت)

در مختار میں ہے :

وذهب العامة الخطيب غير معتبر
وجود من ذكر، لما سمع عد مهم في جواز
للضرورة
اشخاص مذکورہ کے ہوتے ہوئے عوام کا خطیب مقرر
کرنا معتبر نہیں، ہاں اگر اشخاص مذکورہ (خلیفہ وقاضی
یعنی سلطان یا قاضی) ہوں تو ضرورتاً عوام کا خطیب
مقرر کر لینا جائز ہوگا۔ (ت)

جامع الفصیح میں ہے :

كل معروفه وال من مسلم من جمعة
لكفاس تجوز فيه اقامة الجمعة والاعباد
واما في بلاد عتيق ولا كفاس فيجوز للمسلمين
اقامة الجمعة والاعباد (مختصا)
ہر وہ شہر جہاں کافروں کی طرف سے مسلمان الی مقرر
ہو وہاں جمعہ اور عیدین قائم کرنا جائز، رہا معاملہ ان
شہروں کا جہاں کافر حاکم ہوں تو وہاں عامۃ المسلمین
جمعہ اور عیدین کی نمازیں قائم کر سکتے ہیں۔ (ت)

ایسی ہی جگہ جہاں تحقیق بعض شرائط میں مشبہ ہو احتیاطی رکعتیں رکھی ہیں نہ برہائے مراعات خلاف

۳۸ ص	مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب صلوۃ الجمعۃ	سلۃ کنز الدقائق
۵۵۲ ص	سمیل اکیڈمی لاہور	فصل فی صلوۃ الجمعۃ	شہ غنیۃ المستملی شرح غنیۃ المصلی
۲۶۳/۱	مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاسم ایران	فصل صلوۃ الجمعۃ	مکمل جامع الرموز
۱۰/۱	مطبوعہ مطبع مجتبیٰ دہلی	باب الجمعۃ	مکمل در مختار
۱۲/۱	اسلامی کتب خانہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی	الفصل الاول فی الغضار الخ	شہ جامع الفصیحین

فی المنہب کافی و غیرہ علیہ میں ہے ،

فی کل موضع وقع الشك فی جواز الجمعة
لو وقع الشك فی المصروف غیرہ واقام اهل
الجمعة ینبغی ان یصلوا بعد الجمعة اس بعد
مرکعات الخ ۔

فتح القدر و بحر الرائق میں ہے ،

قد وقع شك فی بعض قرى مصر مما ینسب
فیہا والى وقاضى نائرا لان بہا بل لها قاضى مسی
قاضى الناحية وهو قاضى یولی الحكومة
باصحاب فی القرية احیاناً فیفصل ما یمسح
فیہا من التعلقات ینصرف وال كذلك
هل هو مصر نظراً الى ان لها والیا وقاضیاً
اولاً نظراً الى حد مہما بہ ، اذا اشتبه علی
الانسان ذلك ینبغی ان یصلی اس بعد
الجمعة الخ

برہہ مقام جہاں شہر وغیرہ کسی شرط کے ہونے میں شک کی
بنیاد پر جواز جمعہ میں شک ہو اور وہاں کے لوگ نماز جمعہ
پڑھتے ہوں تو وہاں کے لوگوں کو چاہئے کہ جمعہ کے بعد
چار رکعت (غنت ظہر) ادا کریں الخ (دت)

شک واقع ہوا ہے مصر کے بعض علاقوں میں جہاں
والی اور قاضی مستقل نہیں بلکہ ان کے لئے ایک عارضی
قاضی ہو جسے قاضی ناخیرہ کہا جاتا ہے یعنی وہ بالاصل
ضلع کا قاضی ہے جو اس قریہ میں کبھی آتا ہے اور
جمع شدہ معاملات کے فیصلے کر کے واپس چل جاتا ہے
اسی طرح کا والی ہے کیا انھیں شہر کہا جائے گا؟ اس
سبب کہ ان کا والی اور قاضی ہے یا شہر نہیں کہہ
جائے گا؟ اس بنا پر کہ وہ دونوں یہاں رہتے نہیں ،
لہذا جب اس طرح کا کسی انسانی پر اشتباہ پیدا
ہو جائے تو اسے وہاں جمعہ کے روز چار رکعت (غنت
ظہر) ادا کرنی چاہئیں الخ (دت)

شہر میں متعدد جگہ ہوں اور سابق نامعلوم تو اس میں احتیاطی رکعات کا حکم جنہوں نے دیا وہ بھی مجرد رعایت
خلاف کے لئے نہیں کہ ایک امر مستحب ہے بلکہ شدت قوت خلاف کے باعث جس کے سبب برارۃ عمدہ بالیقین نہیں
ان کے نزدیک یہاں احتیاط اسکی ہے جلیہ میں ہے ،

قد یقع الشك فی صحة الجمعة
بسبب فقد شرطہا وصفت ذلك
بعض اوقات شرائط جمعہ نہ پاسے جانے کی وجہ سے
صحت جمعہ میں شک واقع ہو جاتا ہے ان میں یہ صورت

ما اذا تعددت في المصبر الواحد وجعل
 سبق او علمت للمعية على القول
 بعد جواز التعدد وهو واقعة
 اهل يترد في فعل ما فعلوه قال
 المحقق امرتهم باداء الامور بعد
 بعد الجمعية حتى الاحتياط

غیر میں ہے :

اما من حيث جواز التعدد وعدمه
 فالاول هو الاحتياط لامر قسیمی
 قوی اذ الجمعية جامعة للجماعات
 ولو تكن في زمن السلف تصل الى موضع
 واحد من المصبر وكون المصبر جواز تعدد
 للضرورة للفتوى لا يمنع شریعة الاحتياط
 للتقویٰ

منہ الخالی میں ہے :

هر منی علی ان ذلک الاحتياط ای المختار وج
 عن العهد یقتضی تصویحه بامر
 العدة اختلاف العباد فی جوازها اذا تعددت
 وفيه شبهة قوية

یہی ہے کہ ایک شہر میں متعدد مقامات پر جمع ہونا ہے اور
 سب سے پہلے ہونے والے سے آگاہی نہیں دیا میت
 کا علم ہے لیکن اس قول پر ہے جس میں متعدد مقامات
 پر جمع جائز نہیں اور اہل مرو کا معاملہ اسی طرح کا ہے
 پس آدمی انہی کی طرح کرے۔ محسن نے فرمایا کہ ایسی
 صورت میں جمع کے بعد چار رکعت کی ادائیگی ان کے لئے
 احتیاطاً ضروری ہے۔ (ت)

وہ مسئلہ جواز تعدد اور عدم جواز تعدد کا تو پہلے قول میں
 احتیاط ہے کہ اس میں قوت ہے کیونکہ بعد نام ہے
 تمام جماعتوں کے جمع کرنے کا، اور زمانہ اسلاف میں
 شہر میں فقط ایک ہی جگہ جمع ہوا کیا جاتا رہا ہے فرقہ
 کے لئے متعدد جگہوں کے جواز پر فتویٰ کا صحیح ہونا اس
 بات سے مانع نہیں کہ تقویٰ کے پیش نظر شرعاً احتیاط
 چار رکعت کا ادا کرنا جائز نہ ہو۔ (ت)

وہ اسی احتیاط پر مبنی ہے یعنی آدمی کے لئے سے فریضہ
 بالیقین ساقط ہو جائے کیونکہ ان کی تصریح ہے کہ اس
 کی علت متعدد مقامات پر جوار جمع ہوں علماء کا اختلاف ہے
 اور اس میں اشتباہ قوی ہے۔ (ت)

ظاہر عیدین کی نماز نہ ہو امام شافعی میں سر سے واجب ہی نہیں نہ شہر میں نہ گاؤں میں اگرچہ

لہ حلیہ لمحل شرح غیۃ المصلی

لہ غیۃ المستملی شرح غیۃ المصلی

لہ منہ الخالی مع البحر الرائق

فصل فی صلوۃ الجمعة

باب صلوۃ الجمعة

مطبوعہ سہیل انڈیا پری لاہور

ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

ص ۵۵۲

۱۳۳/۲

اسلامی ہوا ہاں سنت ہے ، اور غیر اسلامی آبادی اُن کے نزدیک بھی محلِ جمعہ و عیدین نہیں ، اور سب سے قطع نظر جو تو رعایتِ خلافت وہاں تک ہے کہ اپنے مذہب کا مکروہ لازم نہ آئے نہ کہ فاسد و ناجائز محض ۔ ایک گناہ تو یہ ہوا ، پھر مجاہد کہ صحیح نہیں نقل بداعی ہوئے اور یہ بدعت ہے ، پھر وہاں ظہر فرض ہے اور جماعت واجب اگر جمعہ کے سبب ظہر اصلاً نہ پڑھیں تاہم ایک فرض ہوں ، اور نہ تھا تنہا بلکہ بذریعہ رکعات احتیاطی پڑھیں تو ترکِ جماعت کے موجب تارک واجب کہ اول ہر بار اور ثانی بعد تکرار کبیرہ ہے ۔ در مختار میں ہے :

یُندب للفرج عن الخلاف لكن بشرط عدم
لزمہ اس تکاب مکروہ اصل ہے ۔
یہ ہے کہ وہاں ایسی چیز کا ارتکاب لازم نہ آئے جو
اسی کے اپنے مذہب میں مکروہ ہو ۔ (ت)

ہاں ہم اپنا یہ مسلک ہے کہ ایسی جگہ عوام جس طرح بھی اللہ و رسول کا نام لیں روکا نہ جائے نہ خود شرکت
کی جائے اگر عدم شرکت میں فقرہ ہو ورنہ نہایت نقل مشارکت ممکن کہ اختار اھونہما (دونوں میں سے آسان کا
اختیار رکھا گیا ہے ۔ تا در مختار میں ہے :

کونہ تحریم وکل ما لا یجوز مکروہ فحلاً مع
شروع الا العوام فلا یمنعون من دعوت
لانہم یتروکونہا والاداء الحدیث عند البعض
اولی من الترتیب کما فی القنیۃ وغیرہا ۔
علامہ کے نزدیک بالکل چھوڑ دینے سے بہتر ہے ، جیسا کہ قنیۃ وغیرہ میں ہے ۔ (ت)
روا مختار میں ہے :

و عزاء صاحب المصطفی الی الامام حمید الدین
عن فیضہ الامام السجستانی و الی شمس
الائمة الحلوانی و عزاء فی القنیۃ الی الحلوانی
والتسفیۃ
صاحب مصنفی نے اس قول کی نسبت امام حمید الدین کی طرف
کہتے ہوئے کہا کہ انہوں نے اسے اپنے استاد امام سجستانی
کے حوالے سے بیان کیا ہے اور شمس لا کر حلوانی کی طرف بھی آئے
غروب کیا ہے اور قنیۃ میں اسے حلوانی اور تسفی کی طرف سے
غروب کیا ہے ۔ (ت)

۲۷/۱	مطبوعہ مجتہبی دہلی	کتاب الطہارۃ	سنہ در مختار
۶۱/۱	"	کتاب الصلوۃ	سنہ "
۲۶۳/۱	مصطفیٰ البانی مصر	"	سنہ در المختار

نیز در مختار باب العیدین میں ہے،

لا یکبر فی طریقہا ولا یتصدقہا مطلقا وکذا
بعد ہاقی معہا ہا ہا نہ مکروہ بعد العیۃ
وہذا المختار اصل الامور علی ما یستحقون صحت
تکبیر ولا تنقل اصلا نقطۃ من غنیمۃ فہ
الخیرات بحروفی ہا مشہ بہ خط ثقتہ ان علیا
مرضی اللہ تعالیٰ عنہ مایں جلا یصلی بعد
العید فقیل انہ تمنعہ یا امیر المومنین
فکان الخوف ان ادخل تحت الوعد قال اللہ
تعالیٰ ارایت الذی یمشی بعد اذا احتق۔

نماز عید کے لئے عید گاہ کو جاتے ہوئے راستے میں حکیرات
نہ کیے اور اس سے پہلے نفل نہ پڑھے کیونکہ اکثر علماء کے
نزدیک مکروہ ہیں اور یہ معاصر خواص کا ہے، رہا حمام کا
معاطرہ انہیں نہ تکبیر سے روکا جائے اور نہ ہی نعلین
پڑھنے سے کیونکہ بھلائی میں ان کی رغبت بہت کم ہوتی ہے
بجز اور اس کے حاشیہ میں ثقتہ تو یہیں ہے کہ حضرت علی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو عید کے بعد نماز ادا
کر کے ہوئے دیکھا تب سے وہ منہ کیا گیا اسے امیر المومنین
اسے آپ میں کیوں ہیں، تھے، آپ نے فرمایا اے مجھے
خوف آتا ہے کہ کہیں میں اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ اس وجہ کے تحت داخل نہ ہو جاؤں، شاید ہی تعالیٰ سے دیکھا آپ نے
اس کو نہیں دیکھا جو بندے کو نماز پڑھنے سے منع کرتا ہے۔ (دست)

دار الحرب حکومت اسلام سے دور رہ سگام پر پاتی ہے اور عید نہ نہ نفس کے لئے فقہ حکومت کفر کا نہیں
بلکہ شر ہے کہ وہ جگہ کسی طرف دار الحرب سے متصل ہو اور کوئی مسلم یا ذمی پہلے امان پر نہ رہے اور شعار اسلام جس سے باطل
بند کر دے جائیں والعیاذ باللہ تعالیٰ جب شعار اسلام سے کچھ بھی باقی ہے بدستور دارالاسلام رہے گی تو یہیں ہے،
دارالاسلام اس وقت دار الحرب بننا ہے جب وہاں کفار
شرک جاری ہوں (یعنی معاذ اللہ وہاں شعار اسلام
پاکل ختم کر دے جائیں، اور وہ جگہ کسی طرف سے
دار الحرب سے متصل ہو اور وہاں کوئی مسلمان اور ذمی
پہلے امان پر نہ رہے اور دار الحرب اس وقت دارالاسلام
بننا ہے جب وہاں احکام اسلام جاری ہوں اگرچہ وہاں
کافر اصلی موجود ہوں اور اگرچہ وہ کسی طرف سے دارالاسلام کے ساتھ متصل بھی نہ ہو۔ (دست)

راہ در مختار شرح تخریر الالبصار باب العیدین

ث در مختار فصل فی استیمان الکافر

مطبوعہ مطبعہ مجتہدی دہلی ۱۱۴۱ھ

۳۶۸/۱

لا خلاف ان دار الحرب یہ ہیں دار الاسلام باجراہ
بعض احکام اسلام میں وہاں احادیث و روایات
دار الحرب لہود باللہ منہ ففندہ بشرط
احدھا اجراء احکام الکفر اشتہاراً
بہن یمکوالا کہ بہ حکمہم ولا یرجعون
الی قضۃ المسالین کما فی الحسیرۃ و
الثانی الاتہال بداس الحرب والثالث
ذوال الامان الاول وقال شیخ الاسلام
والکلام لا سبب فی ان الدار محکومۃ
بدار الاسلام ببقاء حکم واحد فیہا کما فی
العمادی وغیرہ

مطہادی علی الدرر ہے،

ذکر الاستروشنی فی فصولہ عن ابی الیسو
ان دار الاسلام لا تصیر دار الحرب مالہ
یمطل حمیم مابہ صامت داس
الاسلام، ذکر فی احکام المرتدین
و ذکر لا سبب فی فی مبسوطہ ان دار
الاسلام محکومہ بکونہ دار الاسلام یبقی
ہذا الحکم بقاء حکم واحد فیہا ولا
تصیر داس حرب الا بعد زوال
القرائن و دار الحرب تصیر داس
الاسلام بزوال بعض القرائن و ہوا

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ بعض احکام اسلامی کے اجرا
سے دار الحرب دار الاسلام بن جاتا ہے لیکن دار الاسلام
کا نود باللہ دار الحرب بننے کے لئے امام صاحب کے
ہاں کچھ شرائط ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ احکام کفر
اعلیٰ جاری ہوں مثلاً حاکم کفر کے مطابق فیصلہ کرے
اور لوگ مسلمان قاضیوں سے رجوع نہ کر سکیں جیسا کہ
خیرۃ میں ہے، دوسری یہ کہ وہ جگہ دار الحرب کے ساتھ
متصل ہو، تیسری یہ کہ پہلی امان ختم ہو جائے شیخ الاسلام
اور امام سیبجانی کہتے ہیں اگر وہاں ایک حکم بھی اسلام کا
باقی ہے تو اسے دار الاسلام ہی کہا جائے گا جیسا
کہ عمادی وغیرہ میں ہے۔ (ت)

شیخ استروشنی نے اپنی فصول میں شیخ ابوالیسوی بیان
کیا ہے کہ دار الاسلام اس وقت تک دار الحرب
نہیں بن سکتا جب تک وہ تمام احکام باطل نہ ہو جائیں
جن کی وجہ سے وہ دار الاسلام بنا تھا اس کو احکام
مرتدین میں ذکر کیا ہے اور اسبجانی نے اپنی قبضہ میں
ذکر کیا ہے کہ دار الاسلام اس وقت تک دار الاسلام
ہی رہے گا جب تک اس میں کوئی ایک حکم اسلام
موجود ہو اور وہ تمام قرائن اور شرائط کے زوال کے بعد
ہی دار الحرب بنے گا لیکن دار الحرب بعض قرائن کے
زوال سے دار الاسلام بن جاتا ہے وہ اس طرح کہ

تجری فیہا احکام اہل الاسلام و ذکر
الاسلامی و واقعاتہ انہا صامتہ دار السلام
یہذا الاعداء الثلثۃ فلا تصیروا
حرب ما بقی شیئ منہا و ذکر الامام
ماہر الدین فی المنشوران دار الحرب
صامتہ دار الاسلام یا حیواء احصیاء
الاسلام قما بقیت علقۃ من علاقت
الاسلام یتتبعہا جائب الاسلام انتہی
واللہ الحمد و اللہ تعالیٰ
اعلم۔

مشتملہ از قندچہ ضلع علی گڑھ مستور مقبول احمد صاحب ۴ رمضان ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک حافظ صاحب نے نماز میں پڑھا درجۃ التوہین ولا یزیل
نون کو ساکن پڑھا لہ سانس توڑ دی پورا وقت کیا یہ خیال تھا کہ یہاں آیت ہے پھر اپنے لئے پھر ار کیا، دو صوبے صاحب نے
کہا یہاں لا ہے وصل ضرور تھا حافظ صاحب نے خیال نہ کیا انہوں نے نماز کا اعادہ کیا حافظ صاحب نے کہا اعادہ
درست نہیں گو عدا غلط پڑھا لیکن معنی میں کچھ فساد نہیں ہوا نماز میں سے انہوں نے کہا عدا کا یہ مطلب نہیں ہے
کہ قرآن کہہ کر غلط پڑھو یہ تو سخت گناہ ہو گا، حافظ نے کہا گناہ ہو گا لیکن نماز میں سے ارشاد فرمائیے کہ اعادہ درست
ہو یا وہی نماز صحیح ہے جس کتاب سے سند ہو اس کا پورا پاتا تحریر ہو۔ بینوا تو جرد!

الجواب

وقت وصل میں اتباع بہتر ہے مگر اس کے نہ کرنے سے نماز میں اصل کچھ خلل نہیں آتا خصوصاً ایسی
جگہ کہ کلام تام ہے قصد وقت میں بھی حرج نہیں اعادہ محض بے معنی تھا ہاں قصد مخالفت البتہ گناہ جگہ بعض صورتوں
میں سب سے سخت تر حکم کا مستوجب ہو گا مگر وہ مسلمان سے متوقع نہیں بلکہ کفر میں ہے؛

اذ وقت فی غیر موضعہ الوقت او ابتدا
فی غیر موضعہ کا ابتدا انت لہ

جب ایسی جگہ وقف کیا جو وقف کی جگہ نہ تھی یا وہاں
سے شروع کیا جو شروع کا مقام نہ تھا، اگر معنی میں

تراویح کی دو یا زائد جاہیں ایک مسجد میں ایک وقت میں جبکہ ایک کی آواز سے دوسرے کو اشتباہ نہ ہو ،
 دور دور فاصلے پر ہوں جیسی کہ مسئلہ مسجد الحرام شریف میں ہوئی ہیں جائز ہیں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 مسئلہ ۵۵۹ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے نماز میں آخر سورۃ بقرہ پڑھا
 اور بچائے سر بسا لا تو اخذنا مہینا ولا تو اخذنا یعنی مازید و حرف ولو سہواً پڑھ گیا تو نماز اس کی ہوئی
 یا نہیں ؟

الجواب

ہوئی لانہا لم توثر خلا فی المعنی (کیونکہ اس سے معنی میں خلل واقع نہیں ہوتا ۔ ت) واللہ
 تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۵۶۰ امام نے غیر المغضوب پڑھا اور علیہ حد ازادہ سو چھوٹ گیا نماز صحیح ہوئی غاصد ؟

الجواب

نماز صحیح ہو گئی فرض اگر کیا نصیحة المعنی فان حذف اشغال الصلوات شائع کثیرا ومنہ المعصوم
 المغفور لہ کما فی طہارۃ فی حدیث عن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (معنی درست بخنے
 کی وجہ سے کیونکہ صلہ کا حذف مشہور و کثیر ہے اسی طرح لفظ مغفور ہے اصلہ مغفور لہ ہے جیسا کہ طہارہ میں ہے
 بلکہ میں نے یہ اس حدیث میں بھی دیکھا ہے جو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ۔ ت) مگر جواب
 کہ قرأت سورۃ فاتحہ بتامہ تھی اس کی ہوا میں قصور ہوا سجدہ سوچا ہے تھا اگر نہ کیا اعادۃ نماز چاہئے ۔ رد المحتار میں غلام
 رحمۃ سے ہے ۔

بتلك شئ منها لایة اواقل ولو حرفا لایكون اتيا
 فاحتملہ کوئی آیت چھوٹ گئی یا اس سے کم اگرچہ ایک
 حرف ہو تو ایسے شخص کو تمام فاتحہ (جو واجب تھی) کا
 پڑھنے والا قرار نہیں دیا جاسکتا ۔ (ت)

واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۶۱ ۱۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس لفظ کے بارے میں کہ اگر یوزن قلم کو یوزن کو پڑھا جائے تو کیا خرابی اور
 کس قسم کا گتہ کار ہوگا ، خطبہ ہوئی میں مکھا ہے یوزن قلم اور قاری صاحب پڑھتے ہیں یوزن کو اس لئے میں غلطی پڑا ہوں
 اس میں اگر میرا قصور ہو تو میں تسلیم کروں اور قاری صاحب کی غلطی ہو تو ان پر کیا ؟ لفظ فاطمۃ الزہراء مد پار الف

قاری صاحب نے ہے ہر کے ادا کیا کیا یہ لفظ میں خطا ہے؟ اس کے اول لفظ شدائد میں چار الف اس نے دراز نہیں کیا اس میں کیسا ہے؟

الجواب

اگر خطبہ میں اس نے یونہی حکم کی جگہ یونہی کو بتا دیا کہ یہ کاف پڑھا تو ضرور غلط پڑھا اور گرفت صحیح ہے مگر خطبہ میں ایسی غلطی کا اثر نماز پر نہیں پڑتا نماز ہو جائے گی اور یونہی کتبہ تشدید کاف پڑھا تو غلطی بھی نہیں کہتو لہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ عنک من ماء صہین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ یہ متصل ہے اور متصل واجب ہے تلاوت میں اس کا ترک حرام ہے کما نص علیہ فی رد المحتار دیکھیں کہ رد المحتار میں اس پر تصریح ہے۔ تاکہ خطبہ کا حکم تلاوت کا سا نہیں ہو سکتا وہ ایک بات چیت ہے کہ امام مقتدیوں سے کرتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۶۹ از ہر نماز اگر سرکل مدار المہام مسئلہ مولیٰ امیر الدین صاحب ۲۰ ربیع ۱۳۱۶ھ

ایک مسجد کا امام آیہ الذین لا یؤدوا للصلوة من یوم الجمعة کو جموعۃ مع الاوصاف پڑھتا ہے اور فی لیلة القدر کو فی لیلة الکھدر صاف پڑھتا ہے اب نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ اور ایسے شخص کو امام بنانا چاہئے یا نہیں؟ بینوا تو جہو!

الجواب

پرسوال دو مسئلوں پر مشتمل:

مسئلہ اولیٰ اشباع حرکات کہ ان سے حرکات پیدا ہو جائیں مثلاً فتح سے الف، ضم سے واو، کسر سے یاء۔ اس میں متاخرین سے وہ آیات مختلف ہیں۔ عین اللہ کریم سی و چار اللہ زعمشری نے کہا اگر والصلوات کی جگہ والصلوات پڑھا نماز فاسد نہ ہوگی۔ عین اللہ نے کہا فومن کو تو زمین پڑھنے میں فساد نہیں۔ زعمشری نے کہا ہدایت کو ہادیت پڑھا مضہ نہیں اور انھیں عین اللہ نے کہا لم یلذ کو لم یالذ پڑھا تو اعادۃ نماز احوط ہے، انھیں نے کہا اگر فشکرت یا نکضرک یا نزلک میں اشباع کر کے فشکوک، نکضوک، متزوک پڑھا نماز کا اعادہ کرے۔ فقیر میں ہے:

عین اللہ کریم سی و چار اللہ زعمشری نے کہا کہ اگر کسی نے والصلوات کی جگہ والصلوات پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی، عین اللہ نے کہا اگر کسی نے فستیک اور زمین بلک پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ چار اللہ نے کہا اگر ہدایت کو ہادیت پڑھا تو اس میں نماز فاسد

عنک وجہاں اللہ والصلوات لا تقصد عنک ولو قرأت استعینک او توہمین بلک لا تقصد چار اللہ یوقر فی صنف ہادیت لا تقصد لانه اشباع للفتحۃ عنک فی الاخبلاص لہو بالذی فالاعادۃ احوط وقف

قوله تشكروك ونكفرك ونستعرك يعني
 نہ ہوگی کہ اگر اس میں حرکت فتح کا اشباع ہے۔ عین الانکہ
 انتہی مختصراً۔

اعادۂ نماز اس طرح ہے اور اگر کوئی تشکروك، نكفرك اور نستعرك پڑھے تو وہ اعادہ کرے انتہی مختصراً (ت)
 اور ہمارے ائمہ متقدمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قصیدہ مذہب پر تفصیل ہے اگر وہ عمل محل اشباع ہے جیسے
 مقامات وقت مثلاً نعبدک یا بکر لعیلاً (الحرف و ہاں وقت نہ ہو جیسے اللہ اکبر میں اللہ یا شبارح ہاں وقت و وصل
 کی تبدیلی اصل مقصد نہیں کما فی الہمدیۃ والندرا المختار وغیرہما) جیسا کہ ہندید، درمذہب اور دیگر کتب میں ہے
 یا لہ، عنہ، منہ، یدخلہ، تشکروہ وائے میں اشبارح ہاں تو قطعاً مقصد نہیں ورنہ اگر اشبارح سے معنی
 بتغیر فاحش تغیر ہو جائیں جیسے ربنا کی جگہ ربنا یا اللہ اکبر میں کہ بدلت کے عوض اللہ یا اکبر کی جگہ اکبر یا
 قل اص میں اکبر یا کہ محل ہر جائے جیسے یا سے نعبد یا غلبو یا الحمد کی جگہ الحمد بسکون میم تو فساد
 ہے ورنہ نہیں، ثانیہ میں ہے۔

لوقرأ یا لک نعبد واشہد ضم الدال حتی یصیر
 واو المع تصد صلاتہ۔
 اگر کسی نے یا لک نعبد کو اس طرح پڑھا کہ ضمہ وال میں
 اشبارح کیا حتی کہ وہ واو ہو گیا تو اس کی نماز فاسد
 نہ ہوگی۔ (ت)

وجیز کردہی میں ہے۔

لوحش ادھر فالایحیر المعنی لا تصد عند ہما
 وعین الیٰی روایتان کما لوقرأ وانہن عنہ
 المتکون زیادۃ الیاء او انما رادہ والیک زیادۃ واو
 اور و دھا علیٰ زیادۃ الواو او یصح حد و دہ
 ید غلہ ناسراً وان غیر افسد لہ
 یا س و دھ علیٰ میں واو کی زیادتی کے ساتھ یا یصح حد و دہ ید حلہ و ناسراً میں ید دخلہ کی لاکے بعد واو تدری کہ
 پڑھا اور اگر معنی بدل جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی الخ (ت)

ملہ قفیر، فتاویٰ قفیریہ باب فی الحدیث والزیادۃ المطبعتہ المشہورہ بالمناذیرۃ
 ملہ فتاویٰ قاضی خاں فصل فی قرأۃ القرآن خطرا الخ مطبوعہ نوکشتوریکشتو
 ملہ فتاویٰ جازیریہ مع الفتاویٰ الصندیۃ الثانی عشر فی زکات اعاری مطبوعہ فورنی کتب خانہ پشاور ۴۵/۴

رد مختار میں ہے :

کعب بالحدیث اذا دعا احدا للهمزتين مفسد و
 قصد الكفر وكذا الياء في الاصل
 کسی ایک کو لمبا کرنا نماز کو فاسد کر دیتا ہے اور اگر عہ آلمبا کرتا ہے تو کفر ہے ، اور اصح قول کے مطابق اگر
 میں بار کو لمبا کرنا بھی مفسد نماز ہے ۔ (ت)

رد المحتار میں ہے :

السمد في الله فان كانت في
 اوله لم يفسد به شأنا و افسد
 الصلوة لو لم يشأنا هذا السد في
 وسطه كسرة وفي اخره فهو حط
 ولا يفسد ايضا السمد في اكبر
 في اوله مفسد وفي وسطه
 افسد و قال الصمد والشميد
 يفسد وفي اخره قد قيل
 يفسد كذا في الحلية مخلصا
 اقول وينبغي الفساد بعد الهاء
 لانه يفسد بجمع لاء كما صرح
 به بعض الشافعية كما مثل
 اه ما في رد المحتار مخلصا و
 رأيت في كذا على قوله قد قيل
 يفسد ما نصحه ۔

اقول لا يظلم الفرق بين

لفظ الله میں مد کا محاط یوں ہے کہ اگر اول میں ہو تو
 اس سے نماز شروع کرنے والا نہ ہوگا اور وہ نماز کو
 فاسد کر دے گا اگر ایسا دوران نماز ہو ۔ اور اگر مد
 لفظ اللہ کے درمیان میں ہو تو مکروہ ہے اور لفظ آخر
 کے آخر میں ہو تو وہ خطا ہے اور وہ نماز کو بھی فاسد
 نہیں کرتا ، اگر مد لفظ اکبر میں ہو اگر مد ابتدا میں
 ہو تو نماز فاسد ، اور اگر وسط میں ہو تو وہ نماز کو
 فاسد کر دے گا ۔ اور صمد الشہید کہتے ہیں کہ نماز
 صحیح ہوگی اگر مد آخر میں ہو تو کہا گیا ہے کہ نماز فاسد
 کر دے گا کذا فی التحیۃ تخیضا ، میں کہتا ہوں ہارک
 جسے بھی فساد نماز ہونا چاہیے کیونکہ اس صورت میں
 وہ لاء کا جمع ہو جاتا ہے جیسے کہ اس پر بعض شوافع نے
 تصریح کی ہے اچھی طرح غور کرو اور یہ رد المختار کی جہاد
 کا خلاصہ ہے مجھے یاد آ رہا ہے کہ میں نے اس کی جہاد
 قد قیل یفسد پر یہ حاشیہ لکھا ہے انفاذ یہ ہیں ،
 اقول (میں کہتا ہوں) اکبر کی راسک

مد الرأى من أكبر والهاء من الجلالة
وقد قال في البحر عن المبسوط لومدهاء
الله فهو خطأ لغة وكذا المومد
مرادة اھـ

اقول وبیضاء ما یاتی فی الدون
المفسدات عن البیضاء شرعا
لأن القراءة بالاحكام تفسد
ان غیر المعنی والا لا اھـ وکتبت
على قوله تأمل ما نصه
فانه خلاف المثل عندنا
كما علمت وغایتہ امت میكون
مترددا بین الاشیاع وهو غیر
مفسد للمعنی كما قد منبأ عن
الخانیة و بین جمع اللاهم و
هو مفید و بالاحتمال لو ثبتت
التغیر كما تدل علیه فروع
جمة لا تکاد تعین و سیمصرح به
المحشی فی المفسدات معیت یقول
عند الاحتمال ینتفی الفساد لعدم تیقن
الخطأ اھـ فالوجه ما هو
المنقول -

اُس میں ہے ،

مد اسم جلالت کی ہا میں مد کے درمیان کوئی فرق
ظاہر نہیں ہر دو بحر میں مبسوط کے حوالے سے ہے
اگر لفظ اللہ کی ہا میں مد کی تویہ لغت غلط ہے اگر
اکبر کی را میں مد کی تو اس کا معاذ بھی یوں ہی ہے
اقول دین کہتا ہوں ، شرعی طور پر اس
کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے جو برازیہ کے حوالے
در مختار میں نازکے مفسدات میں آرہا ہے کہ الحان کے ساتھ
قرأت نازک کو فاسد کر دیتی ہے اگر معنی میں تبدیلی
آجائے ورنہ نہیں اھـ اور میں نے ان کے لفظ تامل
پر یہ حاشیہ لکھا جس کے الفاظ یہ ہیں یہ ہائے نزدیک خلافت
منقول ہے جیسا کہ آپ جان چکے زیادہ سے زیادہ اس
میں تردید پیدا ہوتا ہے درمیان اشباع کے ، اور
اشباع کی صورت میں معنی میں فساد پیدا نہیں ہوتا
جیسا کہ ہم غانیہ کے حوالے سے بیان کر چکے ہیں اور
درمیان لاہی کی جمع کے اور مدحیر المعنی ہے ، مگر
محض احتمال کے ساتھ تبدیلی ثابت نہیں ہو جاتی
جیسا کہ اس پر بے شمار جزئیات دال ہیں اور عنقریب
محشی آگے مفسدات نازک میں اس بات کی تصریح کرے گا
ہیں ، عبارت یہ ہے احتمال کے وقت فساد نازک ہوگا
کیونکہ غلطی کا یقین نہیں اھـ پس بہتر وہی ہے جو
منقول ہے -

قولہ بالاحاط ای بالصفات وحاصلہا کما
فی الفتح اشباع الحركات لیس احاطت النعم
(قوله ان غیر المعنی) کما لو قرأ الحمد لله
مررب العبدین واشبع الحركات حق اقی بواو
بعد الدال و بیاء بعد اللام والهاء
و ہائے بعد الراء ومثله قول المبلغ مرابنا
لک الحاصد بالانف بعد الراء لان الراء
هوی وجر الهم کما فی الصحاح و
القاموس ۱۰

اس کی عبارت بالاحاط سے مراد صفات ہیں اور فتح کے
مطابق اس کا حاصل یہ ہے فقرہ کی رعایت کرتے ہوئے
حرکات میں اشباع پیدا کرنا اور اس کی عبارت ۱۰ انت
غیر المعنی سے مراد یہ ہے جیسا کہ کسی نے الحمد لله
مررب العبدین پڑھتے ہوئے حرکات میں اتنا اشباع کیا
کہ دال کے بعد واو، لام اور ہاء کے بعد یاء اور راء کے
بعد الف بڑھا دیا اسی طرح کسی مبلغ (آواز پہنچانے والے)
نے مرابنا لک الحاصد پڑھا یعنی راء کے آگے الف
بڑھا دیا کیوں کہ مراب کا معنی ماں کے شوہر کے ہیں،
جیسا کہ صحاح اور قاموس میں ہے ۱۱ دت۔

اقول ذکر اتیان الواو بعد الدال
وايلاء بعد الهاء وقع في غير موقع لما علمت
انهما محل الاشباع، ولا يتعير به المعنى
وانما معنى المعنى رحمه الله تعالى علم
ما علم سابقا في اشباع هاء الجلالة وقد
علمت انه خلاف المقصود۔

اقول (میں کہتا ہوں) یہاں دال کے بعد
واو اور ہاء کے بعد یاء کا تذکرہ اس محل و مقام کے مناسب
نہیں کیونکہ ان دونوں حرفوں میں اشباع ہے مگر معنی
تبدیل نہیں ہوتا۔ محشی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے سابقہ
لکھان پر چلے ہیں جو انھیں اسم جلال کی ہاء کے بارے
میں ہوا تھا اور آپ نے جان دیا کہ یہ حذف مقصور ہے۔

منازعتین قول اکثر متقدمین ہے کہ اینہ فی الغیۃ (جیسا کہ غنیہ میں بیان کیا ہے۔ ت) اور ظاہر
لفظ جموعۃ شئی ثانی سے ہے کہ اس کے معنی معلوم نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ثانیہ حروف کو کچی زبان سے ادا کرنا یا اگر ایسی جگہ ہر کہ فساد معنی لازم نہ آئے جیسے لا تقهر کی
جگہ لا تکهر تو امام اعظم و امام محمد کے نزدیک مطلقاً مفسد نہیں ورنہ معتد اکثر مذہب مطلقاً فساد ہے اور پت یا
حق یا گ بولنے میں فساد ظہر کہ یہ حروف کلام اللہ تو کلام اللہ کلام عرب ہی میں نہیں۔ قنیہ میں،

سألت استاذنا برهان الأئمة المظهر زک
عن قرأ فی جملۃ کلمۃ فیہ جیم بالجیم

میں نے اپنے استاذ برہان الائمہ المظہری سے اس
قصر کے بارے میں پوچھا جو نماز میں جیم کی جگہ ج یا

بار کی جگہ پار پڑھتا ہے کیا اس کی نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟ انہوں نے بڑے غور و فکر کے بعد اپنی اس پختہ رائے کا اظہار کیا کہ یہ لحن ہے جو مفسد نماز ہے، میں کہتا ہوں اس صحت میں نماز فاسد نہیں ہوتی چاہئے جیسا کہ متاخرین نے اس بنا پر اسے اختیار کیا ہے کہ جب غناسی قریب ہوں تو لحن مفسد نہیں ہوتا، لہٰذا غناسی قریب ہونے سے فتاویٰ میں ہے اور عامراً لہٰذا غناسی قریب ہی ہے کہ اس کی مامت صحیح نہیں اور نماز اس کے نیچے فاسد ہے۔

اداباً پاء ھل تفسد فتا ھل فیہ کثیراً
ثم تقریر ما یلہ علی انہ لحن مفسد قلت
یسفی ان لا تفسد علی ما احتسارہ المتأخرون
انہ اذا تفسد بالمخرج لا یکون لحن مفسداً
الحن ملحقاً بہ۔

فتاویٰ خیر میں ہے کہ الشیخ (توتلا) کا صحیح پڑھنے والے کا امام ہونا رائج اور صحیح قول کے مطابق فاسد ہے،
(یعنی درست نہیں)۔ (ت)

فی الخیر فی امامۃ الانشیء بالفصحیۃ فاسدۃ فی
المراجعۃ الفصحیۃ۔

ترہ فی لیلة الکدر پڑھنے والے کے نیچے صحیح نواں کی نماز باطل ہے اور اسے امام کرنا حرام، ہذا جسدہ الکلام
والتفصیل غیرہ لدی من المتأخر (یہ فقہ حرام ہے اور تفصیل کے سے اس کے علاوہ مقام ہے۔ (ت)
واللہ سبیلہ و تعالیٰ اعلم۔

باب الامامة

(امامتہ کا بیان)

مسئلہ ۱: امام رفیع الدین کرتا ہے اور آپس پکا داتا ہے اور حسب مقتدی حنفی المذہب ہیں کہ ایمین بالجہور اور رفیع الدین نہیں دیتے درمندی سس کی امامت سے پناہ مانگتے ہیں مگر وہ عاز جبراً پڑھتا ہے اور کہتا ہے کہ میں اس فعل کو برز میں جبراً مانگا خواہ میرے دیکھے کوئی نماز پڑھے اور علم بھی رکھتا ہے پس ایسے امام کے واسطے کیا حکم ہے اس کے دیکھے نماز ہوگی یا نہیں کیا حکم شرعی دیتی ہے؟

الجواب

ای بلا میں ایمین بالجہور رفیع الدین والے غیر مقتدین ہیں اور غیر مقتدین گمراہ بدین اور ان کے دیکھے نماز ناجائز، کما حقہ فی الذہن الاکید عن المصلوۃ وراہ عدی المتقلید (اس کی پوری تحقیق ہم نے اپنے مسئلے الذہن الاکید عن المصلوۃ وراہ عدی المتقلید میں کی ہے۔ ت) (جو آگے آرہا ہے) اور اگر باغرض کوئی مستحیج العقیدہ شافعی المذہب بھی آگیا ہو تو اسے ہرگز حلال نہیں کہ کہہ سکتا ہے جماعت و نفرت جملہ مقتدیان کے ساتھ بالجبر ان کی امامت کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اتین شخصوں کی نماز ان کے کافروں سے بالشت بھراؤ پر نہیں اُٹھتی یعنی مردود ہے قبول بارگاہ کی طرف بلند نہیں کی جاتی واحد منہم من امر قوما وھم لہ کارھون ان میں ایک دیکھ جو لوگوں کی امامت کرے اور وہ ناراض ہوں۔ (دوسرا وہ غلام ہے جو اپنے آقا سے بھاگ جائے، تیسری وہ عورت ہے جو رات اس طرف گزارے کہ اس کا شوہر اس پر غضبناک رہے۔

مسئلہ ۲: ایک شخص حافظ قرآن ہے مگر اوصی کر لا الہ الا اللہ پڑھتا ہے اور خود ولی بن کر عورتوں مردوں کو نصف

نکڑ پڑھاتا ہے اور محمد رسول اللہ بطا ہر اس کی زبان سے نہیں سُنا جاتا ہے اور وہ امامت بھی کرتا ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز مُت محمد یہ حنفیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی درست ہے یا نہیں؟

الجواب

صوفیہ کرام نے تصفیۂ قلب کے لئے ذکر شریعت لا الہ الا اللہ رکھا ہے کہ تصفیۂ حرارت پہنچانے سے ہوتا ہے اور نگر طیبہ کا یہ فقرہ گرم و جلائی ہے اور وہ سراج و کریم سرد و خشک بجمالی ہے، اگر ایسے ہی موقع پر صرف لا الہ الا اللہ کی تلقین کرتا ہے تو کچھ حرج نہیں اور اگر خود نگر طیبہ پڑھنے میں صرف لا الہ الا اللہ کافی سمجھتا ہے اور محمد رسول اللہ کہنے سے احتراز کرتا ہے تو اس کی امامت ناجائز ہے کہ یہ ذکر پاک محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے معاذ اللہ ہے پر وہی پر دلیل ہے اور اگر واقعی اسے محمد رسول اللہ کہنے سے انکار ہے یا یہ ذکر کریم اُسے مکروہ و ناگوار ہے تو صریح کافر و مستوجب تخلید فی النار، والیما ذبا اللہ تعالیٰ، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۶۱ م جادی الاخریٰ ۱۳۱۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اگر امام نماز پڑھتا ہے جماعت کی اور اللہ آواز سے کہے اور اکبر نہ کہے کہ کسی حنفی کو دستائی دے جائز یا ناجائز؟

الجواب

اللہ اعلم پر ربابا و از کنا مسنون ہے سنت ترک ہوئی نماز میں کراہت تفریحی آئی مگر نماز ہو گئی، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۶۲ از در ضلع غنمی تال ڈاک خانہ کچا مرسلہ عبد العزیز خاں م رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اسی مسئلہ میں کہ ایک شخص نے رباعی نماز سے ایک رکعت آخری پائی اور وہ شخص قعدہ اولیٰ کے واسطے دوسری رکعت میں قعدہ کرے گا، یا اس کو چاہیے کہ دوسری میں قعدہ کرے یا تیسری میں اور اگر تیسری میں قعدہ اولیٰ کیا تو اس پر جہاد سہرا سے گایا نہیں؟ بینوا قوجو دا۔

الجواب

قول اربع میں اسے یہی چاہئے کہ سہم امام کے بعد ایک ہی رکعت پڑھ کر قعدہ اولیٰ کرے پھر دوسری بلا قعدہ پڑھ کر تیسری پر قعدہ اخیرہ کرے، درختار میں ہے،

يقضى اول صلاته في حق قراءة
واحرها في حق تشهد
فمد يد من غير فجباق
مسبق قرائت کے باب میں اپنی نماز کا اول اور تشهد
کے باب میں اپنی نماز کا آخر پڑھے (یعنی فوت شدہ نماز
کو قرائت کے حق میں شروع نماز سمجھے اور تشهد کے

برکعتین بفا تحة وصورة وتشهد بينهما
وبابحة السرياعی بفا تحة فقط ولا یقعد
قبلها ۱۱

حق میں امام کے ساتھ پڑھی ہوئی کو بھی ملائے، پس
نماز فجر کے علاوہ ایک رکعت پانے والا دو رکعات میں
فاتحہ اور سورت دونوں پڑھے اور ان کے درمیان
تشمید بیٹھے اور چار رکعتوں والی نماز کی چوتھی رکعت میں صرف فاتحہ پڑھے اور چوتھی رکعت سے پہلے تشمید نہ بیٹھے۔
مگر اس کا عکس بھی کیا کہ دو پڑھ کر بیٹھا پہلی پر قعدہ نہ کیا پھر تیسری پر قعدہ اخیرہ کیا تو یوں بھی نماز جائز
ہوگی سجدہ سہو لازم نہ آئے گا۔ رد المحتار میں ہے،
قل فی سورة المنية ولو لم یقعد جالس
استحسانا لا قیسا ولو یلزمه معبود السهو
لکون الم رکعة اولی صحت وجہ۔

شرح المنیہ میں ہے کہ اگر وہ پہلی رکعت پر قعدہ
نہ بیٹھا تو استحسانا جائز ہے قیسا نہیں اور چونکہ
یہ من وجہ پہلی رکعت ہے لہذا اس پر سجدہ سہو لازم
نہ ہوگا۔ (ت)

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) یہ فیصلہ بعینہا فتویٰ سیدنا محمد بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے
کہ ذکرہ محرم المذہب محمد رحمہ اللہ تعالیٰ صیحا کہ محمد بن امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ
لے ذکر کیا ہے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔
۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۷ھ

کی فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک اندھا ہے لیکن حافظ قرآن اور قاری ہے اور
مسائل روزہ نماز سے بھی اچھی طرح واقف ہے اور نیز آیات قرآن مجید کا ترجمہ کر سکتا ہے اور بہت سی حدیثیں
بھی جانتا ہے اور اس بیباقت کا کوئی شخص اس محلہ میں نہیں ہے اس کے چچے نماز درست ہے یا نہیں؟
بیوا قوحدہ۔

الجواب

مجماعت میں سب سے زیادہ مستحق امامت وہی ہے جو ان سب سے زیادہ مسائل نماز و طہارت
جانتا ہے اگرچہ اور مسائل میں یہ نسبت دوسروں کے کم علم ہو مگر شرط یہ ہے کہ حروف اتنے صحیح ادا کرے کہ نماز میں
فساد نہ آئے پائے اور خاس و بد مذہب نہ ہو، جو شخص ان صفات کا جامع ہو اس کی امامت افضل، اگرچہ

انہا ہوں کہ زیادتِ علم کے باعث کراہتِ نابینائی زائل ہو جاتی ہے، ہاں فاسق و بد مذہب کی امامت بہر حال مکروہ اگرچہ سب عاصریں سے زیادہ علم رکھتے ہوں۔ یوں ہی اگر حرفِ ایسے غلط ادا کئے کہ نماز گئی تو امامت جائز ہی نہیں اگرچہ عالم ہی ہو۔ درمختار میں ہے،

الاحق بالامامة الا علمه باحكام المصنوعة
فقط صحیحہ وفاد بشرط اجتنبہ لنفواحش
انظارہ اہل علم خاصا

امامتِ نماز کے زیادہ لائق وہ شخص ہے جو فقط اسکا
نماز مشقِ صحت و فسادِ نماز سے متعلق مسائل سے
زیادہ آگاہ ہو بشرطیکہ وہ ظاہری گناہوں سے
بچنے والا ہو اور تخلیصاً (ت)

کافی میں ہے،

الاعلم بالسنة اولى الا ان يطعن عليه
فی دینہ۔

جو شخصی سنت سے زیادہ واقف ہو وہ امامت کے لئے
سب سے بہتر ہوتا ہے، مگر اس صحت میں نہیں
جب اس کے دین پر اعتراض ہو۔ (ت)

بکرا زائق میں ہے،

قيد كراهة امامة، الا علم في المحيط وغيره
بان لا يكون افضل القوم في نكاح افضلهم
فهو اولى به

محمّد دیر میں تصحیح امامت اہل کی کراہت اس بات سے
مقیہ کی ہے کہ جب وہ قوم سے افضل نہ ہو، اگر
وہ افضل ہو تو اس کا امام بننا بہتر ہے (ت)

رد المحتار میں ہے،

اما العاسق فقد عدلوا كراهة تقديره بانه
لا يهتم لامر دينه، وبان في تقديره للاهمة
تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعا
وذا يخطئ انه اذا كان اعلم من غيره لا تزول
اصلة فانه لا يؤمن ان يعطى بهما

فاسق کی امامت کے مکروہ ہونے کی فقہاء نے یہ علت
بیان کی ہے کہ وہ اپنے دین کی تعظیم و اہتمام نہیں کرتا
اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ امامت کے لئے اس کی
تقدیم میں تعظیم ہوگی حالانکہ شرعاً لوگوں پر اسکی اہانت کا
حکم ہے۔ واضح رہے کہ جب فاسق دوسروں سے زیادہ

بغیر ہمارے فہم کا مستند نہ ہوگا۔ اہل بیت کے ہر جہاں کی ہر جگہ ہر حال میں
حال الخ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بدعتی کی طرح ہے جس کی امامت ہر حال میں مکروہ ہے الخ واللہ تعالیٰ اعلم (د ت)
مسئلہ ۱۶۹: ازبچہ وئی کا مٹی ضعیف ناگہر مرسلہ عافہ محمد نقی الدین صاحب رضوی ۱۹ شعبان ۱۳۰۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جن مسجدوں میں کئی درجے ہوں اور ہر درجہ سے درجہ پنی درجہ
امام کو ان کی ہر محراب و در میں کھڑا ہونا مکروہ ہے یا صرف اندرونی محرابوں یا وسطانی دروں میں۔ بینوا متوجروا

الجواب

محرمیں وہی ہیں جو وسط میں قیام امام کی علامت کے لئے بنائی جاتی ہیں باقی جو فرجے کدستون کے
درمیان ہوتے ہیں وہیں اور امام کو بلا ضرورت تنگی مسجد ہر محراب و در میں کھڑا ہونا مکروہ ہے، پھر اطراف کے
دروں میں قیام نافی کرہت نہیں بلکہ بسا اوقات اور کراہتوں کا باعث ہوگا کہ امام راتب کو محراب چھوڑ کر اور اوس در
کھڑا ہونا مکروہ ہے اور اگر مسجد کی صفت پوری ہوئی تو اس صورت میں امام وسط صفت کے محاذی نہ ہو گا پھر
امام کے لئے مکروہ ہے اگرچہ غیر راتب ہو، تویر الایضار میں ہے، مکروہ قیام الامام فی المحراب مطلقاً
ام مخصص الامام کا محراب میں کھڑا ہونا علت کرباً نہ تزییلاً است، بحر رائق میں ہے، حقیقی ظاہر لروایۃ
الکراہۃ مطلق (ظاہر الروایۃ کا تعاضلی ہے کہ یہ مطلقاً مکروہ ہے۔ ت) رد المحتار میں ہے،

فی معراج الدرایۃ من باب الامامۃ الاصل
ما روی عن ابی حنیفۃ انه قال اکسرة
للامام ان یقوم بین الساریتین
اوثر اویۃ او ناحیۃ المسجد او الی
ساریۃ لانه بخلاف عمل الامة
وفیه یضرب السنۃ ان یقوم الامام
ازاد وسط الصفت الاثری ان المحاسن

معراج الدرایۃ کے باب الامامت میں ہے کہ امام صاحب
سے جو کچھ مروی ہے اس میں اصح یہ ہے کہ امام کا دو
ستونوں کے درمیان یا مسجد کے کسی گوشے میں یا
مسجد کی کسی ایک جانب یا کسی ستون کی طرف کھڑا ہو
مکروہ ہے کیونکہ یہ امت کے عمل کے خلاف ہے اور
اور اس میں یہ بھی ہے کہ امام کا وسط صفت میں کھڑا ہونا
ہے کیا آپ نہیں دیکھتے کہ محراب مسجد کے درمیان میں

۱/۴۳	مطبوعہ معصومی دہلوی مصر	باب الامامت	رد المحتار
۱/۹۲	مطبع مجتہدانی دہلی	باب ما یفسد الصلوۃ	رد مختار مشرح تویر الایضار
۲/۲۹	ایک ایم سعید کمپنی کراچی	- - -	رد مختار

ما نصبت الاوسط المساجد وهي قد عيذت
لنقد الامام اه وفي التماس خاشية ويكره
ان يقوم في غير المحراب الا لضرورة اه
ومقتضا ان الامام لو ترك المحراب وقام
في غير يكره ولو كان قيامه وسط الصف
لانه خلاف عمل الامة وهو ظاهر في
الامام الواجب دون غيره والمتفرد
فاحتم هذه الفاشدة اه

اُسی میں ہے :

عن المصريح عن الحلواني عن ابن الميث
لا يكره قيام الامام في الطبق عند الضرورة
بان صاق المسجد على النجوم اه والله سبحانه
وتعالى اعلم .

معارض سے وہ عزائی سے امام ابو الیث کے حوالے
سے فرماتے ہیں کہ امام کا ضرورت کے وقت طاق میں
کھڑا ہونا مکروہ نہیں مثلاً اگر مسجد نمازیوں کے لئے تنگ
ہو تو ایسا کیا جاسکتا ہے اور اللہ بخیرہ تعالیٰ اعلم .

مشکلہ از پتلی بصیرت مسجد جامع مدرسہ مولوی اسماعیل صاحب ۳۰ رجب ۱۳۰۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کو کہ نہ حافظ قرآن ہے نہ مسائل دان نہ علم قرأت ہے
واقف ایک مٹرنی اردو و غران جگہ بازار میں کتب فروشی و تعلیم فروشی کی دکان کرنے والا ہے ایک مسجد کا امام بننا
چاہتا ہے حالانکہ دو عالم متقی و محتاط اسی مسجد میں اور بھی موجود ہیں اور مستم مسجد و اکثر نمازی اس شخص کی امامت سے
راضی نہیں اس صورت میں ایسے امام کے حق میں کیا حکم ہے اور ان علماء کی اقتدار کی نسبت کیا ارشاد ہے ؟
بینوا و اتقوا جبروا .

الجواب

صورت مسئلہ میں اس شخص کو امام بننا جائز نہیں اگر امامت کرے گا گنہگار ہو گا کہ جب لوگ اس کی
امامت اس وجہ سے ناپسند رکھتے ہیں کہ اس سے زیادہ علم والے موجود ہیں تو اسے امامت کرنا شرعاً منہی ہے

در مختار میں ہے،

لو امد قوما و هم له كاس هون ان الكراهة
فصاد فيه ولا نهوا حق بالامامة منه كره
له ذلك تحريماً

اگر کوئی کسی قوم کا امام بنا حالانکہ وہ لوگ اس کو برا جانتے
ہیں تو اگر ان کی نفرت امام کے اندر کسی خرابی کی وجہ سے
سب یا اس وجہ سے کہ وہ لوگ بہ نسبت امام مذکور کے
امامت کے زیادہ مستحق ہیں تو اس شخص کو امام ہونا مکروہ
تحریماً ہے (د)

پس شخص مذکور ہرگز امامت نہ کرے بلکہ جو شخص صحیح العقیدہ غیر فاسق کہ حروف بقدر صحت نماز ٹھیک
ادا کرتا اور وہاں کے نمازیوں میں سب سے زیادہ مسائل نماز کا علم رکھتا ہو اسی کو امام کیا جائے کہ حق صاحب حق کو
پہنچے اور مقتدیوں کی نماز بھی غیبی و خوش اسلوبی پائے۔ حدیث شریف میں ہے،

ان سرکم ان تقبل صلوٰتکم فلیؤمکم علیٰ ذلکم
سواک الطبرانی فی الکبیر عن مرقد العنوی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ و فی الباب عن ابی عمر
عن ابی امامۃ الباہلی مرسی اللہ تعالیٰ عنہ

اگر تمہیں اپنی نماز مقبول ہونا منظور ہے تو چاہئے کہ
تمہارے علماء، تمہاری امامت کریں۔ اس کو طبرانی نے
المعجم الکبیر میں حضرت مرقد العنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت کیا ہے اور اس مسئلہ کے بارے میں حضرت
ابن عروا اور حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی
حدیث بیان کی گئی ہے۔

کیا یہ شخص جس کے جمل کے باعث اکثر نمازی اس کی امامت سے ناراض ہیں اسی مفت دھیدوں سے خوف نہیں
کرتا جو ایسے امام کے حق میں تائیں، حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ثمة لا یقبل اللہ منهم صلوٰۃ من تقدہ
قوما و هم له کاس ہون۔ اخروجہ ابو داؤد

تھی شخص ہیں جن کی نماز اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا ایک
وہ چار لوگوں کی امامت کرے اور وہ اسے ناپسند رکھتے

سے در مختار باب الامامة مطبوعہ مطبعہ مجتبیٰ دہلی ۸۳/۱

سے مجمع الزوائد المطبوعہ المطبعة الفیصلیہ بیروت ۶۴/۲

المعجم الکبیر، اسند مرقد العنوی مطبوعہ المكتبة الفیصلیہ بیروت ۳۲۸/۲

نوٹ: المعجم الکبیر میں فلیؤمکم علماء کہ کی جگہ فلیؤمکم خیار کہ ہے اور مجمع الزوائد فلیؤمکم علماء کہ
ہے اس لئے مجمع الزوائد سے حوالہ نقل کیا ہے (ذرا احمد سعیدی)

سے سنن ابی داؤد باب الرجل یؤم القوم و ہم له کاس ہون مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۸۸/۱

واجب حاجۃ عن عبد اللہ اجت عمر
عن ابن عباس وعن عمر واجت حارث
وعن جنادة بن امية وعن ابی امامة الباهلی
راضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

دوسری حدیث میں ہے :

عن امر قوما وفيهم اقلیٰ لکاتب اللہ منہ و
اعلواہ یزل فی سفال فی یوم القیامة۔ اخرجہ
العقيلي عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۲ ربيع الاول شریعت ۱۳۱۹ھ

ہوں۔ اس کو ابو ذؤاد اور ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ
بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اور اس
بارے میں حضرت ابن عباس، حضرت عمر بن حارث،
حضرت بنادہ بن امیر اور حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ
تعالیٰ عنہم سے بھی حدیث مروی ہے۔

جو کسی قوم کی امامت کرے اور ان میں وہ شخص موجود ہو
جو اس سے زیادہ قاری قرآن و ذی علم ہے وہ قیامت
تک فسق و خواری میں رہے گا۔ اس کو تحقیق نے ابن عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے۔

کیا فرماتے ہیں علما کے دین اس مسئلہ میں کہ زید ایک مسجد میں ہمیشہ سے امامت کے واسطے معین ہے اور
ایک شخص اس سے افضل کسی شہر سے آیا چند دیروں سے پانچ گنا شمس حاصل ہے اس وقت کی عازمی پر چمکے،
امام قدیم سے پوچھا کہ آپ کی اجازت ہے یا نہیں؟ اس نے انکار کیا، مگر چند آدمیوں نے اس مسافر کو کھڑا کر دیا
یہ لوگ اور مسافر امام قدیم کے تراخزدہ وار ہوئے یا نہیں۔ بیٹو اتوجروا۔

الجواب

اگر امام قدیم مثل غلط خوانی قرآن بجا فساد نماز یا بد مذہبی مثل وہابیت وغیر مقلدی یا فسق ظاہر باشندہ
شراب نوشی و زنا کاری کوئی فعل ایسا نہ ہو جس کے باعث اسے امام بنانا شرعاً ممنوع ہو تو اس مسجد کی امامت
اُسی کا حق ہوتی ہے اس کے ہوتے وہ سرے کو اگرچہ اس سے زیادہ علم و فضل رکھتا ہو بلکہ اسی کی اجازت کے امام بننا
بنانا شرعاً پسندیدہ و خلوف حکم حدیث و فقہ ہے، حضور پر فرسید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
لا یؤمن الرجل فی سلطانة من واکا احمد و مسلم
عن ابی مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
امام مسجد کی موجودگی میں کوئی دوسرا شخص امامت نہ
کرسکے۔ اس حدیث کو امام احمد اور امام مسلم نے تحریر
ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے (ت)

۱۔ کتاب النسخہ فی البکیر ترجمہ نمبر ۱۹۹۳ء المیزان بن عقاب کوئی مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲۵۵/۲

۲۳۶/۱

۲۔ صحیح مسلم باب من اتى بالامانة مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

دوسری حدیث میں ہے :

من شرا من قومنا خلاؤ مہم و لیؤ مہم من اجل
عنہم من وانا احمد و ابو داؤد و الترمذی
و النسائی و عت مالک ابن الحویرث
ما فی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جو شخص کسی قوم کا مہمان ہے وہ ان کی امامت نہ کر دے
بلکہ اس قوم میں سے کوئی شخص اس کا امام بنے۔ پس
کو احمد، ابو داؤد، ترمذی اور نسائی نے حضرت
ماکب بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کیا ہے۔ (ت)

در مختار میں ہے :

صاحب البیت و مشدہ امام المسجد
الراتب اولی بالامامة من غیرہ مطلقاً
و المختار میں ہے :

صاحب خانہ اور مقرر امام مسجد کا امامت کروانا دوسرے
لوگوں سے مطلقاً بہتر ہے الخ (ت)

عدان کانت خیرہ من الخ خیرین
صفت ہو اھلہ و اقراھنہ

یعنی اگر پر حاضرین میں سے کوئی شخص اس گھر والے
یا مقرر کردہ امام مسجد سے زیادہ عالم اور تری
و دست

پس صورت متصور میں اگر اس امام قدیم میں اس قسم کا کوئی غلط نہ تھا تو بلاشبہ ہا و صفت اس کی
مخالفت کے اس مسافر کا امام بننا ناقص کے حق میں دست اندازی کرنا جھوٹا اور یہ خود اور وہ چند آدمی جنہوں نے ایسی
حالت میں اسے امام بنایا، جتنا سے کہ بہت مخالفت حکم شریعت ہوئے۔ واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم
مسئلہ شکہ از سبتا چور محلہ تاس کی مرسلہ حضور نور العارفین صاحب و ام اللہ العین
۱۹ دین الاول شریعت ۱۳۰۹ ہجری

بخدمت علمائے قہرین طمس بول مثل کوئی لڑکا کہ عمر اس کی تیرہ یا چودہ برس کی ہے اور وہ قرآن شریف
پڑھا ہے لیکن کبھی نماز نہیں پڑھتا اور باوجود ہونے متصل مسجد مکان کے بیٹھا رہتا ہے اور نماز جمعہ کی قصداً نہیں
پڑھتا اور بالغ ہے اور اپنے گھر کی عزت کو لے کر میلہ بنو میں جیسے کہ میلہ گنبد اور میلہ دنا وغیرہ میں جاتا ہے

۸۸/۱	مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور	باب امامۃ الزائر	سہ شنی ابو داؤد
۸۳/۱	مطبع مجتہبی دہلی	باب الامامۃ	سہ در مختار
۴۱۳/۱	مصطفیٰ البابا مصر	"	سہ رد المختار

اور عورتیں اُس کے گھر کی دھو بلا پوش میں اور پرستش رسم ہنود کی کرتی ہیں، اُس کے بچے نماز پڑھنا درست سے یہ نہیں اور اگر ایسا لڑکا نماز جنازہ پڑھائے تو درست ہے یا نا درست؟ مینوا تو جروا۔

الجواب

اگر فی الواقع اس کے یہاں کی عورت غیر خدا کو پوجتی ہیں یعنی حقیقتہً دوسرے کی عبادت کہ شرک حقیقی ہے نہ صرف وہ بعض رسوم جاہلیت یا افعال جہالت کہ حد فست و گناہ سے تجاوز نہیں گواہل تشدد و اخلیں بنام شرک و پرستش غیر تعبیر کریں، اور وہ اس شرک حقیقی پر مطلع اور اس پر راضی ہے تو خود کافر و مرتد ہے خالص اس حد بان کفر کفر (کیونکہ کفر کے ساتھ رضامندی بھی کفر ہے۔ ت) اس تقدیر پر وہ بالغ ہو خواہ نابالغ کسی بچے کی بھی کوئی نماز اس کے پیچھے صحیح نہیں ہو سکتی نہ اس کے پڑھنے سے نماز جنازہ کا فرض ساقط ہو فوات انکافریس من اهل العبادۃ اھلا (کیونکہ کافر عبادت کا ہرگز اہل نہیں۔ ت) اور اگر ان عورتوں کے افعال حد کفر تک نہیں یا ہیں مگر یہ اُن پر راضی نہیں تو مسلمان ہے پس اگر فی الواقع نابالغ ہے تو نابالغین کی نماز اُس کے پیچھے صحیح نہیں اگرچہ نماز جنازہ ہی ہو، ہاں جنازہ میں امامت کو سے کا تو ظاہراً نماز فرض کفایہ بھی ادا ہو جائے گی کہ گو اہل کی نماز اس کے پیچھے نہ ہو اس کی اپنی تور تو ہو گئی سقوط فرض کے لئے اسی قدر بس ہے کہ نماز جنازہ میں جماعت شرط نہیں، و ہذا میں عورت کی امامت سے بھی فرض ساقط ہو جاتا ہے۔

فی الدر المختار لا یصح قتل امرأۃ مع رجل بامرأة
و غنثی و صبی مطلق و لو جن ترقة۔
در مختار میں ہے کہ کسی مرد کا کسی عورت، غنثی یا بچے
کی اقتداء کرنا صحیح نہیں، اگرچہ وہ نماز جنازہ ہی
کیوں نہ ہو۔ (ت)

اُسی کے صلوٰۃ الجنائز میں ہے

لو امر بدو طہارۃ و القوم بها اھیدمت و
بعکسہ لا کمالوا مت امرأۃ و لو اھمۃ
لسقوط فرضہا بواحد۔
اگر امام نے بغیر طہارت کے نماز پڑھائی اور قوم با طہارت
تھی تو نماز ٹوٹائی جائے گی اگر اس کے برعکس ہو تو نہیں
جیسا کہ کسی عورت نے امامت کرائی خواہ وہ لونڈی
ہی ہو کیونکہ شخص واحد سے فرض ساقط ہو گیا۔ (ت)

رد المحتار میں ہے

۸۴/۱	مطبوعہ مطبع مجتہبی دہلی	باب الامارۃ	ماتہ در مختار
۱۲۱/۱	" " "	باب صلوٰۃ الجنائز	" "

قال الامام الاسترغوثي في كتاب الاحكام
الصغار الصبي اذا غسل الميت جانبا ادا
يسقط به الوجوب فسقوط الوجوب بهملاته
على الميت اولى لانها دعاء وهو اقرب
للاجابة من المكلفين۔

اسی میں ہے :

نقل في الاحكام عن جامع الصاوي، سقوطها
بفعله كره السلام اه وتمام تحقيقه فيه
مت الامامة ومن الجنازة۔

امام استرغوثی نے کتاب احکام الصغار میں تصریح کی
ہے کہ بچہ اگر کسی میت کو غسل دے تو جائز ہے یعنی
اس سے وجوب ساقط ہو جائیگا لہذا میت پر بچے
کی نماز سے وجوب نسبت بطریق اولیٰ ساقط
ہو جائے گا کیونکہ نماز جنازہ دعاء ہے اور بالغ لوگوں
کی نسبت بچے کی دعاء جلدی قبول ہوتی ہے۔ (دست

لیکن احکام میں جامع الصاوی سے منقول ہے کہ
بچے کے نماز جنازہ پڑھانے سے اس کا سقوط ہو جاتا
ہے جیسا کہ بچہ اگر سلام کا جواب دے تو اس کے
سلام کا جواب دینا درست ہے اور اس بارے میں
تمام تحقیق باب الامامة اور باب الجناز میں ہے (تتبع)
اور اگر بالغ ہے تو بری زبان تک نہ دے جس سے بھی اس کے پیچھے نہ ہو تو جائیں گے کہ وارثی اور بچہ شرط
صحت امامت نہیں بلوغ و نکاح ہے اور وہ ظہور آثار مثل اختتام وغیرہ سے لڑکوں میں بارہ برس کی عمر سے ممکن
لیکن جبکہ وہ تارک الصلوٰۃ اور بلا تاویل تارک ہے اور بے حذریم ترک مسجد اور ہنود کے میلوں میں جانے اور اپنی
حورات کو لے جانے کا عادی ہے تو بوجہ کثیر فاسق ہے کہ ان میں سے ہر امر فاسق کے لئے کافی، تو اس کے پیچھے
نماز مکروہ ہے کہ پڑھی جائے تو شرعاً اس کا اعادہ مطلوب۔

جیسا کہ فقہانہ اس بات کی تصریح کی ہے کہ فاسق کے
پیچھے نماز مکروہ ہے، اور ہر وہ نماز جو کراہت حکما تو
ادا کی جائے تو مکروہ تحریمی کی صورت میں اس کا لوٹنا
واجب اور توبہ کی صورت میں لوٹنا مستحب ہے اور
محقق حلی نے اقتداء فاسق کے مکروہ تحریمی ہونے
کو مختار قرار دیا ہے اور یہی دلیل کا قاضی ہے خصوصاً جبکہ

لما صرحوا به من كراهية الصلوة
خلف الفاسق وان فعل صلوة اذيت مع
كراهية فانها تعاد وجوبا لوتحریمه و
ندبا لوتنزیهه وقد اختار المحقق
الحلی كراهية التحريم في الفاسق
وهو قضیه الدلیل لاسیما اذا كانت

محدث -

وہ فاسق معلن ہو۔ (ت)

اور نماز جنازہ میں اسے امام کرنا اور بھی زیادہ معصوب کہ یہ نماز بفرض و دعا و شفاعت ہے اور فاسق کو شفاعت کھٹے مقدم کرنا حماقت، تاہم اگر پڑھائے گا تو جواز نماز و سقوط فرض میں کلام نہیں کمالا یہ خفی (جیسا کہ مخفی نہیں ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم یا مصواب۔

مسئلہ ۲۷ ریح الاول شریف ۱۳۰۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جس نے امام کے ساتھ کچھ رکعتیں نہ پائیں بعد سلام، امام وہ اپنی رکعات باقیہ ادا کر لے اس صورت میں کسی نے اس کی اقتدا کی تو اس اقتدا کرنے والے کی نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ بینوا تو جہودا

الجواب

نہ۔ فی تنویر الابصار، المصبوب منقض دقیا یقضیہ الا فی اسبغ لا یجوز الا اقتداء بہ (تنویر ابصار میں ہے مصبوب منقوض ہے اس نماز میں کہ قضا کر لے یعنی وہ نماز و امام کے ساتھ نہیں ملی اس کے پڑھنے میں منقوض ہے مگر چار مسئلوں میں کہ وہ مثل مقتدی کے، اول مسئلہ یہ ہے کہ اس کی اقتدا رجا نہ نہیں ہوتا واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۸ حکم جمادی الآخری ۱۳۰۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سود خور کے بیچے نماز کا کیا حکم ہے؟ اور اسے امام مقرر کرنا چاہئے یا نہیں؟ بینوا تو جہودا

الجواب

سود خور فاسق ہے اور فاسق کے بیچے نماز ناقص و مکروہ اگر پڑھ لی تو پھیری جائے اگرچہ مدت گزری ہو، و لہذا اسے ہرگز امام نہ کیا جائے جہاں امامت کرتا ہو بشرط قدرت معزول کر کے امام متقی صحیح العقیدہ صحیح القراءۃ مقرر کریں، اگر قدرت نہ پائیں تو جمعہ کے لئے دوسری مسجد میں جائیں، یوں ہی پنجگانہ میں خولہ اپنی دوسری جماعت میں کر لیں۔ صفیری میں ہے، یکراہ تقدیم الفاسق کراہۃ تہریر (فاسق کی تقدیم (یعنی امامت) مکروہ تحریمی ہے۔ ت) مراۃ المفاریع میں ہے،

لہ درمنا و شرح تنویر ابصار باب الامامۃ
لہ صفیری شرح غنیۃ المصلی

مطبوعہ مطبع مجتہبی دہلی
براستہ امامت مطبوعہ مطبع مجتہبی دہلی ص ۲۶۲

تحریر بعد ماعتناہ یا موردینہ و تہاہلہ
فی الایات ملو از مہ فلا یجد منہ الا خسلال
بعض شروط الصلوۃ وفعل ما ینافیہا بل ہو
العالم بالنظر الی فسقہ ولذا لہ تجز الصلوۃ
خلعہ اصلا عند ما نلت وروایۃ عن احمد
واللہ تعالی اعلم۔

و جرسہ کہ امام مہک اور ایک روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک فاسق کے پیچھے نماز قضا
جائز نہیں ہے واللہ تعالیٰ اعلم (د)

مسئلہ مسئلہ مرزا باقی بیگ صاحب رام پوری م صفر ۱۳۰۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام کو درمیں یعنی دوستوں کے بیچ میں کھڑا ہونا کیسا ہے ؟
بینوا توجروا ۔

الجواب

۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲

مکروہ ہے ۔

فی مکروہات الصلوۃ من رد المختار حسن
معراج الدرایۃ باب الامامۃ الاصح
ہاروی عن ابی حنیفہ اہ قال اکوۃ للامام
ان یقوم بین الناس یتین (الی قولہ) لانہ
یخلون عمل الامۃ انتہی۔

رد المحتار کے مکروہات صلوۃ میں معراج الدرایۃ کے باب
الامامت کے حوالے سے ہے کہ امام ابو حنیفہ سے صحیح
طور پر یہی مروی ہے کہ میں امام کے دوستوں کے
درمیان کھڑے ہونے کو مکروہ جانتا ہوں (اگے میں کہ
فرمایا) کیونکہ یہ عمل امت کے خلاف ہے انتہی (د)

واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از اربعین گرایار مسئلہ مولوی یعقوب علی خان ۱۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۰۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان سنت و جماعت اس مسئلہ میں کہ زید مساکلی فقہ سے محض ناواقف
اور نہ مجرب حدیث و تفسیر، باوجود ان اوصاف کے باوجود اہل شریعہ بیان کرے کہ جو مرد اپنی بی بی سے قربت کرے

سنة غیة المستقلى شرح غیة المصلی فصل فی الامامة مطلب مکروہات الصلوۃ
مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۳
مصحف ابی ابی نصر ۴۷۸/۱

اور جب تک نہ نماز سے مورد لعنت ہے اور نہ کہ جو شخص دروازہ مسجد کو بکھنا تخت مسجد بعد نماز عشا مقفل کرے اس مسجد میں نماز قطعی حرام ہے وہ آدمی سنگسار کیا جائے اور بغیر علم احادیث و تفسیر ترجمہ قرآن عید کرے اور فرض کو سنت اور واجب کو مستحب بیان کر کے چھوٹے حوالے کتاب کے دے اور بعد پوسنے نماز جنازہ بارہ دویم تکبیر پانچ منسوختہ سے نماز جنازہ پڑھاوے اور بدوقفیت مسائل و ارکان نماز پیش امامی کرے نماز اس کے پیچھے جائز ہے یا نہیں؟ اور جائز کو ناجائز کہ اس کے حق میں اور اس کے عہد معاون کے حق میں شرعاً کیا حکم ہے؟ احکمو اللہ بحوالہ الکتب (اللہ تعالیٰ کا حکم بیان کر دحوالہ کتاب کے ساتھ۔ ت)

الجواب

زیر جاہل نخت جری ایسا کہ ہے۔

اولاً اس کا علی الاطلاق کہنا کہ جو اپنی بی بی سے قربت کرے جب تک نہ نماز عشا مقفل کرے اور لعنت ہے شریعت مطہرہ پر حمت افزائے ناپاک ہے حکم صرف اس قدر ہے کہ مہمعا احکمن (جتنا جلدی ممکن ہو۔ ت) نہائے ہیں تعمیل مندوب و محبوب ہے اگر نہ نماز عشا کو ضرر کرے کہ جہاں جنب ہوتا ہے وہاں فرشتے آنے سے احتراز کرتے ہیں مگر غسل میں تعمیل نہ کرنے والا معاذ اللہ مورد لعنت ہونا درکنار سرے سے گنہگار بھی نہیں سمجھا جاتا تاخیر باعث فوت نماز یا دخول وقت کراہت تحریمی نہ ہو اور صاحب شریعت علیہ السلام نے تعلیم ہمارے لئے بعض اوقات بلکہ خاص شبہائے ماہ مبارک رمضان میں میں تک تاخیر عمل فرمائی ہے کہ حضور پروردہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فعل سے امت کو دو مسئلہ تخفیف و رحمت معلوم ہوں ایک یہی عمل میں تعمیل کو بہتر ہے پر واجب نہیں نماز تک تاخیر کا اختیار رکھتا ہے دوسرے یہ کہ بجا کثرت عبادت صبح کو نہ سے روزے میں کوئی خلل یا نقص نہیں آتا۔ احمد و بخاری و مسلم ام و مؤمنین صدیقہ و ام و مؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی،

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یصوم جنباً من جماع ثم یغتسل ویصوم
سواء فی سوا یة فی رمضان
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (بعض اوقات) جماع
کا وجہ سے جنبی حالت میں صبح کرتے پھر غسل کرتے اور
روزہ رکھتے تھے، ایک روایت میں رمضان کا بھی

انما فرسے۔ (ت)

صحیح بخاری	باب الصائم صحیح جنباً	مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی	۲۵۸/۱
صحیح مسلم	باب صومہ صوم من طلع علیہ الفجر	-	۲۵۲/۱
مسند امام احمد بن حنبل	مروی عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	مطبوعہ دار الفکر بیروت	۲۱۲/۶

ثانیاً و ثالثاً مسجد میں خدا و رسول پر دوا قرآن اور کئے ایک یہ کہ اس مسجد میں نماز حرام، دوسرا یہ کہ وہ آدمی سنگسار کیا جائے۔ پہلے افراسے وہ ان لوگوں میں داخل ہوا جنہیں قرآن عظیم نے فرمایا،
 ومن اظلم ممن منع مسجد الله ان يدخله
 فيها اسمه ومعنى في خيرا بها۔
 یا اللہ! ہونے سے روکے اور ان کی ویرانی میں کوشش کرے۔ (ت)

اور دوسرے سے وہ ہے گناہ مسلم کے نافرمانی قتل کا فتویٰ دینے والا ہوا اظہار صاف اجازت دیتے ہیں کہ حاجت کے وقت غیر اوقات نمازیں حفاظت کے لئے دروازہ مسجد بند کرنا جائز ہے۔

كبر الخلق باب المسجد لا يخوف على صاحبه
 به يفتي در مختار۔
 مسجد کے سامان کو چوری سے محفوظ کرنے کے لئے مسجد کو بند رکھنا جائز ہے ورنہ بلا ضرورت مسجد کو بند رکھنا

مکروہ ہے۔ اسی پر فتویٰ ہے۔ (در مختار، ت)
 هذا هو الصحيح تبين المحقق والمسألة
 في التمسح والبحر والنهر وغيرها عامة
 كتب المذهب۔
 یہی صحیح ہے، تبیین المحقق۔ اور یہ مسئلہ فتح، بحر، شہر اور دیگر مشہور کتب مذہب میں نہیں مذکور ہے۔ (ت)

ہاں بے حاجت یا غیر وقت حاجت خصوصاً اوقات نمازیں بند کرنا منوع اور بند کرنے والا گناہگار مگر نہ ایسا کہ سنگسار کرنے کے قابل اور یہ سخت جماعت فاحشہ دیکھنے کو اس مسجد میں نماز حرام۔ لیکن اللہ! اس نے ترکیب اور وقت دروازہ بند کیا یہ ہمیشہ کو تینا کئے دیتا ہے وہ سنگسار کرنے کے قابل ہوا یہ کسی سزا کے لائق ہوگا
 رأبها علم وفهم ترجمہ قرآن مجید میں دخل دینا گناہ کبیرہ ہے، خود قرآن مجید فرماتا ہے،

امرتقولون على الله ما لا تعلمون
 یا تم! اللہ کے بارے میں وہ بات کہتے ہو جو تم نہیں جانتے۔
 حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من قال في القرآن بغير علم فليتبوأ مقعده من
 جہنم غیر علم کے مستعان میں زبان کھولے وہ اپنا گھر

سبح القرآن ۱۳/۶

سبح در مختار باب ما يفيد الصلوة الخ مطبوعہ مطبع مجتہدی دہلی ۹۳/۱

تبیین الحقائق فصل کرہ استقبال القبلة بالفرج الخ۔ المطبوعہ الکبریٰ الامیریہ بلاق مصر ۱۶۸/۱

سبح القرآن ۱۰/۶

ابن عمرؓ - رواہ الترمذی و صحیحہ شعب
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما -
جہنم میں بنائے۔ اسے حمزہؓ نے حضرت عبداللہ بن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کر کے صحیح قرار دیا۔

خاصاً نساء و سائباناً بے کچے بوجھے مسائل شرعیہ میں داخلت کرنا غلط سلسلہ جو منہ پر آیا
فرض کو سنت، واجب کو مستحب، ناجائز کو جائز بتا دینا بھی گناہ عظیم ہے۔ حدیث شریف میں ہے حضور سید عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اجروکم علی الفیاء اجروکم علی النصارۃ
اخرجہ الدارمی عن حمید اللہ بن
جو تم میں فتویٰ پر زیادہ بیباک ہے آتش دوزخ پر
زیادہ جری ہے۔ اسے کو دارمی نے عبید اللہ بن الجعفر
سے مرسلہ ذکر کیا ہے۔

ثامن تاسعاً عاشراً کتابوں کے جملے دینا کذب و افتراء اور وہ بھی علماء پر لکھ دے بھی
اور یہی ہیں، یہ سب سخت گناہ ہیں۔ مسائل میں علماء پر افتراء، شرع پر افتراء اور شرع پر افتراء پر افتراء۔
قل اللہ تعالیٰ لا تقولوا ما تصفونہ المنتکم
انکذب ہذا احلال و ہذا احرام فتفتروا
علی اللہ انکذب ان الذین یفترون علی
اللہ الکذب لا یفدھون۔
ارشاد بانی ہے اور نہ کوا سے جو تمہاری زبانیں جھوٹ
بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ تعالیٰ
پر جھوٹ باندھو، بے شک جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ
باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا۔ (ت)

اور جنازہ کی نماز جب ایک بار ہو چکی تو چار سے عمامے کرام کے نزدیک اس کا اعادہ جائز نہیں مگر یہ کہ
صاحب حق یعنی ولی میت کے لئے اذن دینے عام لوگوں سے کسی نے پڑھا دی اور ولی شریک نہ ہوا تو
اُسے اعادہ کا اختیار ہے پھر بھی جو پہلے پڑھ چکے اب نہ طیس کر اس کی تکرار مشروع نہیں۔

فی الدار المستشار فان علی غیر الولی حرام
لیس لہ حق التقدم علی الولی و لہو
یتبعہ الولی اعادہ ولو علی قبرہ ان
شاء لا حل حقہ لا لاسقاط الصریح
در مختار میں ہے اگر نماز جنازہ ولی کے علاوہ کسی لیے
شخص نے پڑھا دی جس کو ولی پر مقدم ہونے کا حق
نہ تھا اور ولی نے اس کی متابعت نہ کی تو ولی اگر
چاہے تو قبر پر بھی اعادہ کر سکتا ہے یہ اعادہ اس کے

ملہ جامع الترمذی باب ما جاز فی الذی یفسر القرآن برأیہ
ملہ سنن الدارمی باب الفیاء و ما فیہ من الشدة
مطبوعہ کتب خانہ رشیدیہ این کمپنی دہلی ۱۱۹/۲
نشر السنۃ ثمان ۵۲/۱

ولد اقلنا ليس لمن صلى عليها ان يعيد صوم
الولي لان تكرارها غير مشروع وامن صلى
من له حق التقدير مراد من ليس له حق التقدم
وتابعه الولي لا يعيد وان صلى الولي بحق بات
لغيره حضور من يقدم عليه لا يصلى غيره بعده
اه مدغصا۔

ولی نے شرکت کرنی تو پھر جنازہ کا اعادہ نہیں کیا جاسکتا اور اگر ولی نے اپنے استحقاق کے بموجب جنازہ پڑھ لیا یا اس
طور کہ وہاں اور کوئی صاحب حق تقدم نہیں تھا تو اس کے بعد کوئی دوبارہ جنازہ نہیں پڑھ سکتا (د ت)

اور پانچ تکبیریں تو چار سے ائمہ بلکہ ائمہ اربعہ بلکہ جمہور ائمہ کے نزدیک منسوخ ہیں بلکہ امام ابو عمر یوسف بن
عبد البرکاتی نے فرمایا چار پر اجماع منعقد ہو گیا ولہذا ہمارے علماء کرام حکم فواتے ہیں کہ امام پانچویں تکبیر کے وقت قری
ہرگز ساتھ نہ دیں خاموشی کھڑے رہیں، یہی صحیح ہے اور بعض روایات میں تو یہاں تک ہے کہ وہ تکبیر و تکم کے تو
پر سلام پھیر دیں کہ اتباع منسوخ کا رد خوب واضح ہو جائے۔

في الدار المختار لو كبر معه جماعة لم
يتبع لانه منسوخ فيكث الموتى حتى يسلم
معه ادا سلو به يفتي به
اور کیا میں ہے مقتدی کے امام نے پانچویں تکبیر کو تو
وہ امام کی اتباع نہ کرے کیونکہ یہ منسوخ ہے پس
مقتدی ٹھہرا ہے امام کے ساتھ سلام پھیرے
اسی پر فتویٰ ہے۔ (د ت)

رد المحتار میں ہے :

وروي عن الامام انه يسلم للرجال ولا
ينظر تحقيق المسئلة ط۔
امام عظیمؑ یہ بھی مروی ہے کہ مقتدی فی القبر سلام
کہ دسے امام کا انتظار نہ کرے تاکہ کُل عزافت
ہو جائے ط۔ (د ت)

زیر کی یہ حرکت بھی وہی جمل و جرات ہے یا غیر مقلدی کی آفت و علت۔ بہر حال اس کی اقوال مذکورہ سوال

۱۶۱/۱	مطبوعہ مطبع مجتہبی دہلی	باب صلوۃ الجنائزۃ	سہ درختار
۱۶۲/۱	" " "	"	سہ "
۶۲۵/۱	مطبوعہ ابائی مصر	"	سہ رد المحتار

شاہد عدل کہ وہ فاسق و بیابک ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تا کہیں و خراب ہوئی ہے۔

مصرح بہ فی الغنیۃ شرح الغنیۃ والیہ اشار
فی فتاویٰ الحجۃ و من صاحب الیہ فی
مد المحتار و اوضحنا فی مسائلنا النہی
الاکید عن الصلوۃ و راء عدی التقلید۔

رسائل النہی الاکید عن الصلوۃ و راء عدی
التقلید میں کی ہے۔ (ت)

پس حتی الامکان ہرگز اس کی اقتداء نہ کریں اور جتنی غازیں اس کے پیچھے پڑھ چکے ہوں سب پھریں اور ان
ہاتوں پر اس کے حمد و سادق میں وہ بھی جرم و گناہ میں اُس کے شریک ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا گناہ اور عد سے بڑھنے میں ایک دوسرے
کی مدد نہ کرو۔

واللہ تعالیٰ اعلم و علیہ جن مجدد اتعوا حکم۔

مشتملہ ۱۸ محرم الحرام ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مصیبات شرعیہ میں اس مسئلہ میں کہ زیہ ما فہو قرآن ہے مگر نوکری خانہ ماں
(ہیرا) گیری کرتا ہے اب اس نوکری سے اس نے توبہ کی اور اب اس کے پیچھے لوگ نماز پڑھنے سے کراہت کرتے ہیں
آیا کراہت کرنا ان لوگوں کا جاسے ہے یا یہاں ہے، صاف صاف کتاب اللہ و حدیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سے فرمائیے۔ بینوا توجروا

الجواب

اگر صرف اس وجہ سے کراہت کرتے ہیں کہ اس نے وہ نوکری کی تھی، اگرچہ اب توبہ کر لی تو ان کی کراہت
یہاں ہے کہ کوئی گناہ بعد توبہ باقی نہیں رہتا۔ حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
لنائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہو جاتا ہے
جس نے کوئی گناہ نہ کیا ہو۔ (ت)

واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم و علیہ جن مجدد اتعوا حکم۔

ملہ القرآن ۲/۵

ملہ سستی ابن ماجہ باب ذکر التوبہ

مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ص ۳۲۳

۱۹؎ از علی گڑھ کاغذ مرسلہ حافظ عبداللہ صاحب محکمہ دار ۶ جادی الاولیٰ ۱۳۱۱ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کوئی مولوی مقلدین حنفیہ کو ذریعۃ الشیطان اور کتاب و سنت
 کا منکر ٹکے اور غیر مقلدی کی اشاعت میں ہر تن مصروف ہو اور مسائل خلافیہ مقلدین کا سخت مخالفت اور غیر مقلدین کا
 حامی اور معاون ہو اور مسائل حنفیہ کو مثلاً آئین باغیچہ کو اپنی تحریرات میں خرافات ٹکے اور بعض اوقات کسی
 مصلحت دنیوی سے اپنے آپ کو حنفی المذہب ظاہر کرے ایسے شخص کی اقتدار اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز
 ہے یا نہیں؟ اور ایسے شخص کو حنفی کہا جائیگا یا نہیں؟

دوم جس امام شہر سے شہر کے مسلمان بویہ شرعی ناراض ہوں اور اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں تو اس
 حالت میں اس کا امام بننا جائز ہے یا نہیں؟ جینا تو جروا

الجواب

اللهم انما نعوذ بك من الشيطان الرجيم

جو ذریعۃ الشیطان کتاب و سنت کا منکر حنفیہ کرام خصم اللہ تعالیٰ باللطف والاکرام کا نام رکھتا ہے پر ظاہر کہ
 وہ گمراہ خود کا ہے کہ حنفی ہونے لگا اگرچہ کسی مصلحت دنیوی سے براہ قیہ شیعہ اپنے آپ کو حنفی المذہب کہے کہ اس کے افعال
 و اقوال مذکورہ سال انس کی صریح تکذیب پر دل منافی ہیں تو بیان سے کہتے تھے، تشهد انک لرسول اللہ ہم
 گواہی دیتے ہیں کہ حضور اللہ کے رسول ہیں۔ مگر ان طائفہ کے گفتار و کردار اس جھوٹے اقرار کے بالکل خلاف
 تھے، قرآن عظیم نے ان کے اقرار ان کے منہ پر مارا،

واللہ یعلم انک لرسولہ واللہ یشہد انہ
 المتحققین تکذبون۔
 اللہ خوب جانتا ہے کہ تم جیسا کہ اس کے رسول ہر اور
 اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق جھوٹے ہیں۔

ایسے شخص کی اقتدار اور اسے امام بنانا ہرگز روا نہیں کہ وہ جہتہ گمراہ بد مذہب ہے اور بد مذہب کی
 شرعاً ترین و واجب اور امام کرنے میں عظیم تعظیم تو اس سے اعزاز لازم۔ علامہ طحاوی حاشیہ در مختار میں نقل
 فرماتے ہیں،

من شذ عن جمهور اهل الفقه والعلوم
 السواد الاعظم فقد شذ فيما يدخله في
 یعنی جو شخص جمہور اہل علم و فقہ و سواد اعظم سے جدا ہو جائے
 وہ ایسی چیز میں تنہا ہوا جو اسے دوزخ میں لے جائیگی

النار فليكن معاشر المؤمنين بالتباعد
العرقۃ الناجیة المسماة یا هبل
السنة والجماعة فان نصح الله تعالی و
حفظه وتوفيقه فی موافقتهم وحذ لانه وخطه
ومقتہ فی مخالفتهم وهذه الطائفة الناجیة قد
اجتمعت الیوم فی مذاہب اربعة وهم الخنثیون
والماکیون والشافعیون والحنثیون وحبهم الله
تعالی ومن كان حاسرا جاعنا هدى لا اربعة ف
هذا الزمان فهو من اهل البدعة والنار

قرآنہ کے دو مسلمان! تم پر فرقہ ناجیہ اہلسنت وجماعت
کی پیروی لازم ہے کہ خدا کی مدد اور اس کا حافظہ
کا رستہ رہنا مراقت اہلسنت میں ہے اور اس کا
پھوڑ دینا اور غضب فرمانا اور دشمن بنانا سنیوں کی نصیحت
میں ہے اور برنجات و خط و الحاکم وہ اب چار مذہب میں
جمع ہے شعی، مالکی، شافعی، حنبلی، اللہ تعالیٰ ان
سب کی رحمت فرمائے۔ اس زمانہ میں ان چار سے باہر
کون سے واقف رہتی جہنمی ہے۔

اور ای دگر کے چرچی ہونے کا دشمن بیان ہم نے اپنے رسالہ النہی الاکید میں لکھا من شاء فلیرجع
الیہا (جو شخص تفصیل چاہتا ہے وہ چار سے اس رسالہ کا مطالعہ کرے۔ ت) اور حدیث میں ہے حضور پر نور سید عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من وقر صاحب بدعة فقد عان علی عدم
الاسلام۔ م واہ ابن حاکم و ابن عدی عن
احد المؤمنین الصدیقة وابو نعیم فی الحلیة
والحسن بن سفین فی مسنده عن معاذ بن
جہد والتجری فی الابانۃ عن ابن عمر وکان
ہدی عن ابن عباس والطبرانی فی الکبیر و
ابو نعیم فی الحلیة عن عبد اللہ بن بسر
رضی اللہ تعالیٰ عنہم موصولا والبیہقی فی
الشعب عن ابراہیم بن مسیرۃ المکی التابی
الثقة مرسل۔

جو کسی چرچی کی تفریق کرے اس نے دین اسلام کے دھانے
میں مدد کی۔ اس کو ابن حاکم اور ابن عدی نے حضرت
ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اور ابو نعیم نے
علیہ میں حسین بن سفین نے اپنی سند میں حضرت معاذ بن
جہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بخبر کیا ہے ابانۃ میں حضرت
ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، اور مالک ابن عدی کے حضرت
حضرت ابن عباس سے، اور طبرانی نے کبیر میں، ابو نعیم
نے علیہ میں حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
متصلا روایت کیا ہے اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں ابراہیم
بن مسیر کی تابعی تفسیر سے اسے مرسل روایت کیا ہے۔

تو ایسے شخصوں کو امام کرنا گویا دین اسلام ڈھلنے میں سعی کرنا ہے البتہ اللہ تعالیٰ سنسن ایہ ماجہ میں جا رہا ہے
جہد اللہ معنی اللہ تعالیٰ غم سے مروی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لا یؤمنن ہاجر مومن الا ان یقہرہ بسلطانہ
یعنی ہاجر مومن کو ایمان نہ آئے گا جب تک کہ اس کی امامت نہ کرے مگر یہ کہ وہ
اسے اپنی سلطنت کے زور سے مجبور کر دے کہ اس کی
قوار یا تازیانہ کا ڈر ہو۔ (دست)

صغیری شرح غیر میں ہے :

یکون تقدیم الفسق کراہۃ تحریمہ وعند
مالک لا یجوز تقدیمہ وھو روایت عن
احمد وکذا المبتدئ

فاسق کی تقدیم مکروہ تحریمی ہے اور امام مالک رحمہ اللہ
تعالیٰ کے نزدیک فاسق کی تقدیم جائز ہی نہیں ،
امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے بھی ایک روایت اسی طرح
ہے ، بڑی شخص کا حکم بھی یہی ہے۔ (دست)

مرآۃ الفلاح میں ہے :

فتجب اہانتہ شرعاً فلا یعظم بتقدیمہ
للإمامۃ واذا تعدی رتبہ ینتفع بہ الے
غیر مسجدہ بالجمعة وغیرہا۔

شرعاً فاسق کی اہانتہ لازم ہے پس امامت کے لئے
مکروہ اس کی تعظیم نہ کی جائے ، اگر اس کی تقدیم
روکنا وشرار ہو تو مجبور اور دیگر نمازوں کے لئے کسی
دوسری مسجد کی طرف چلا جانا چاہیئے۔ (دست)

حاشیہ طحاوی علی الدر المختار میں ہے ، انکراہۃ فی الفاسق تحریمۃ علی ما سبق (۱۱) اور فاسق
میں کہ بہت تحریمی ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ (دست) تحقق علی الاطلاق قطع میں فرماتے ہیں ،

دوی محمد عن ابی حنیفۃ وابی یوسف رحمہما
اللہ تعالیٰ ان الصلوۃ خلف اہل الاہواء
لا تجوز
امام محمد نے امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ
تعالیٰ سے نقل کیا ہے کہ اہل بدعت کے کچھ نماز
جائز نہیں۔ (دست)

سنن ابن ماجہ	باب فرض الجملۃ	مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور	ص ۴۴
صغیری شرح نیت المصلی	مباحث الامارۃ	مطبع مجتہائی دہلی	ص ۲۶۲
مرآۃ الفلاح شرح نور الایضار مع حاشیۃ الطحاوی	فصل فی بیان الاحق بالامارۃ	مطبوعہ نور محمد کتب گرجی ص ۱۲۵	
حاشیۃ الطحاوی علی مرآۃ الفلاح			
فتح القدیر	باب الامارۃ	مطبوعہ مطبع نور بدین ضویہ سکھ	۳۰۴/۱

غیاث الحق پھر مفتاح السعادة پھر شرح فقہ اکبر میں سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے،

لا تجوز خلف المبتدع (بدعتی کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ ت)

فقیر خضر اللہ تعالیٰ نے ان حضرات غیر معتدین کے پیچھے نماز جائز و ممنوع ہونے کے باب میں ایک مفصل رسالہ

مستی بہ النہی الاکید عن الصلوة دراء حدی الثقلید لکھا اور اس میں مقولات مذکورہ کو اس وجہ پر تحقیق اور متعدد دلائل قاطعہ سے ان کے پیچھے نماز ممنوع ہونے کا ثبوت دیا۔

از انجملہ یکہ اُخرون نے نماز و طہارت وغیرہ کے مسائل میں آرام نفس کی خاطر وہ باتیں ایجاد کی ہیں جو نہ آ
ابو عمرو مذہب مذہب حنفی خصوصاً کے بالکل خلاف ہیں مسیح سر کے عوض پگڑی کا سن کافی مانتے ہیں، ٹوٹے بھر پانی
میں تولہ بھر پیشاب پڑ جائے اُس سے وضو جائز ٹھہراتے ہیں کہ یہ مسائل اور ان کے اشغال ان کی کتب میں مخصوص ہیں،
پھر دین میں ان کی بیباکی و سہل انگاری و سبب احتیاطی و آرام جوئی مشہور و مشہود و عام گروہ اہل حق بالخصوص حضرات
حنفیہ کے ساتھ ان کا تعصب معروف و معروف تو ہرگز مقلون نہیں کر رہے رعایت مذہب حنفیہ اپنے ان مسائل پر عمل
سے بچیں بلکہ بحالت امامت بنظر تعصب و عداوت اس کا خلاف ہی مقلون۔ پھر جوہر اللہ کرم ارشاد فرماتے ہیں کہ شافعی
الذہب کی اقتدار بھی اسی حالت میں صحیح ہو سکتی ہے کہ وہ بعض خلاف میں مذہب حنفیہ کی رعایت کرتا ہو حنفیہ سے
بعض نہ رکھتا ہو ورنہ اصلاً جائز ہیں تو یہ بد مذہب کہ چاروں مذہب سے خارج و مہجور اور رعایت مذہب حنفیہ
سے سخت نفور اور بغض و تعصب میں معروف و مشہور، اسی کے پیچھے نماز کو نہ کر دیا ہو سکتی ہے۔ فتاویٰ ملگیری میں ہے
الاقتدار بحث فی المذہب انما یصح اذا
کان الامام یتحای مواضع الخلاف بافت
یتوضاً من الخادرج النوح من غیر السبیلین
کا تفہم ولا یكون متعصباً ولا یتوضاً فی الماء
الراکد القلیل وان یفصل ثوبه من المني
ویضو فی الیابس منه ویمسح من بعد من اسه
هكذا فی النہایة والکفایة ولا یتوضاً
بالماء القلیل الذی وقعت فیہ النجاسة
کذا فی فتاویٰ قاضی خان رحمہ اللہ

فتاویٰ قاضی خان میں اسی طرح ہے اور تلخیصاً (ت)

مشئلہ از بدایین مروجی محلہ مدرسہ شیخ محمد حسین صاحب ۹ جہادی الاقری ۱۳۱۱ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو شخص حنفی ہو کر مسیح میں امام شافعی
 رحمہ اللہ تعالیٰ کا طریقہ عمل میں لے لے یعنی چند بال چھو لینے پر اکتفا کرے اُس وقت میں کہ چٹری باندھے ہو تو اُس
 کی نماز اور اس کے پیچھے نماز کیسی ہے؟

الجواب

صورت متفسرہ میں اگر شخص واقعی شافعی ہو تا نا ہم حنفیہ کی نماز اُس کے پیچھے محض باطل تہی ذکر ایسے
 آزاد لوگ کہ کسی ہی میں نہیں،

فی الہندیۃ الاقتداء بشافعی المذہب
 انہ یصح اذا کان الامام یتحالی مواضع
 الخلاف بان یسجد من بعد مراسہ ہکذا
 فی النہایۃ والکفایۃ ولا یتوضا بالسجود
 التقلیل الذی وقعت فیہ النحاسۃ کذا
 فی فتاویٰ قاضی خان ولا یابعد المستعمل
 ہکذا فی السراجیۃ المملوۃ
 ہندیہ میں ہے شافعی المذہب امام کی اقتداء تبجارت
 ہے کہ وہ مواضع خلاف سے بچنے والا ہو مثلاً چوتھائی
 سر کا مسح کرے۔ اسی طرح نہایہ اور کفایہ میں ہے
 اور اس قلیل پانی سے وضو بھی ذکر کرتا ہو جس میں
 نجاست واقع ہوئی ہے فتاویٰ قاضی خان میں
 اسی طرح ہے اور نہ ماہ مستعمل سے وضو کرتا ہو
 سر آجریہ میں یہی ہے المملوۃ (د)

اور اس کی اپنی نماز بھی ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے طور پر تو ظاہر کہ محض باطل ہے اور ہم بلاشبہ
 یہی حکم دیں گے،

فانا انما نفق بحد ہبنا وان کان من مذہب
 غیرنا ما کان کما نص علیہ فی الخلاصۃ
 والاشیاء فی الدر المختار ورد المحتار
 وغیرہا من الاسقام۔
 ہم تو اپنے مذہب کے مطابق ہی فتویٰ دیں گے اگرچہ
 غیر کا مذہب جیسا بھی ہو یہی تصریح خلاصہ، اشیاء،
 در مختار اور رد المحتار وغیرہ معتبر کتب میں
 ہے۔ (د)

مگر یہاں اور مذہب پر بھی غیر نہیں سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ہماری ہی طرح باطل ہی
 فرمائیں گے کہ ان کے یہاں پورے سر کا مسح فرض ہے، یوں ہی سیدنا امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ اُن سے
 بھی اظہار آیات قریشیت استیغاب ہے کما نقلہ الامام المولیٰ الاجل القطب سیدی عبد الوہاب

ہوتی پگڑی کے پیچ ذرا سست ہو جانا دشوار۔ اللہ عزوجل ہدایت بخشنے۔ واللہ سبحنہ تعالیٰ اعلم وعلیہ
جل مجدۃ اتم و حکمہ عز شانہ احکم۔

مسئلہ از شہر کونہ بریلی ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نزدیک شوق قرآن و حدیث کا ہدایت درجہ کا ہے مگر بسبب فکر
معاش کے نہیں ہو سکتا ہے اور اقرار کرتا ہے کہ اگر خداوند کریم میری اس فکر کو دور کر دے تو میں اس شوق کو بھر
نہیں چھوڑوں گا اور کبھی بچپن سے شوق راگ و غیرہ کا اس نزدیک نہیں تھا اور اب جس وقت سے ایک بزرگ کامل یعنی
مولوی فضل الرحمن صاحب سے مرید ہوا ہے اس درجہ کا شوق راگ و غیرہ کا اس کو ہو گیا ہے کہ بیان سے باہر یعنی
رنڈی اگر ناچتی ہو تو وہاں کھڑا ہو جاتا ہے اور رات کا اس قدر شوق ہے کہ رات کے ۹ بجے فرصت ہوتی ہے فکر
معاش سے تو اس وقت سے لے کر ۲ بجے رات تک بلکہ بعض روز تمام رات ستار بجاتا ہے، اور اگر منع کر دے تو کہتا ہے
میرے واسطے دعا کرو تاکہ خداوند کریم مجھے اپنی محبت عنایت کرے، اور اگر دریافت کرے کہ جناب مولوی صاحب نے یہ
چیزوں کا حکم تم کو دیا ہے؟ تو کہتا ہے کہ نہیں ہے

مہادیح دل بے عشق بازی

اگر باشد حقیقی یا مجازی

(خدا کرے کہ کوئی دل بغیر عشق کے نہ رہے)

خواہ عشق حقیقی ہو یا مجازی

اور قرآن مجید اچھا جانتا ہے حمد جانتے ہیں شک نہیں بلکہ اس کے مقابلے میں اس جگہ پر لوگ غلط پڑھتے ہیں ایسے
شخص کے پیچھے نماز صحیح ہے یا نہیں؟ بینوا تو جودا

الجواب

نہ اس شخص کے پیچھے اگرچہ بنا شبہ صحیح ہے۔

لما تقر رفقہا و حدیثا و کلاما صحت جواز کیونکہ فقہی، حدیثی اور کلامی طور پر ثابت ہو چکا ہے

الصلوۃ نصف کل بروقا جریۃ کہ ہر نیک اور فاجر کے پیچھے نماز چارز ہے (ت)

مگر کراہت رکھتی ہے لہذا دوسرے شخص کو جو ایسے امور سے خالی اور باوجود اس کے سنی صحیح العقیدہ و قاری صحیح
القرآن ہر امام مقرر کر لیں، ہاں اگر یہ بیان سچ ہے کہ وہاں اس شخص کے علاوہ سب غلط خراں ہیں یعنی مردوں میں

تیز نہیں رکھتے اور قرأت میں وہ غلطیاں کرتے ہیں جس سے نماز فاسد ہوتی ہے جب تک کوئی سُنی صحیح القرات نہ ملے
اسی شخص کی اقتدار کریں فان تصحیح الصلوٰۃ اہم من دفع الکمرہۃ (کیونکہ نماز کی تصحیح دفع کراہت
سے اہم ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال مکرر

مکرمہ یکہ چونکہ سائل نے یہ سوال اپنے ہاتھ سے لکھا ہے لہذا بعض امور پر مشیدہ کیا وہ یہ کہ اس شخص کے
حقانہ بھی کچھ ٹیک نہیں یعنی عقیدہ غیر مقلدیہ وغیرہ کا کتابہ سُنی صحیح العقیدہ نہیں ہے اس میں جو حکم ہر تحریر فرمائیے
کہ نماز اس کے پیچھے پڑھیں یا نہیں اور یہ جو اس نے لکھا ہے وہاں لوگ قرآن غلط پڑھتے ہیں تو ایسے سب نہیں ہیں کہ
اسی غلطی کریں کہ نماز نہ ہو، ہاں قاری پورے طور سے نہیں جیسا کہ حق قاری ہونے کا ہے۔

الجواب

فاسق العقیدہ کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے خصوصاً غیر مقلد کہ اُن کی طہارت وغیرہ کسی بات کا کچھ اعتبار نہیں
توان کے پیچھے نماز محض ناجائز ہے کہا حقیقتہً فی رسالتنا النہی الاکید عن الصلوٰۃ وراہ عدی
التقلید (جیسا کہ اس کی تحقیق ہم نے اپنے رسالے النہی الاکید عن الصلوٰۃ وراہ عدی التقلید میں کی ہے۔ ت)
پس اگر حال یوں ہے تو صورت تفسیر میں مسلمانوں پر واجب قسطی کہ اس شخص کو مامت سے معزول کریں اور
اس کے پیچھے ہرگز ہرگز اپنی نمازیں براہِ نہ کریں واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۸۲ از موضع بکہ جیسی دلائل علاقہ جاگل تھانہ بری پور ڈاک خانہ نجیب اللہ خاں مرسلہ مولوی شیر محمد صاحب
۲۳ رمضان المبارک ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مولوی حافظ ہو کر روزہ نہ رکھے اس کے پیچھے
نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

جو بے عذر شرعی روزہ نہ رکھے فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تراویح دوسرے شخص متقی کے
پیچھے نماز مل سکے تو اس کے پیچھے نہ پڑھے یہاں تک کہ جُمعہ بھی۔ لانہ بسبیل عن التحوّل کما افادہ المولی
المحقق حیث اطلق فی الہتہ (کیونکہ ایسی صورت میں دوسری مسجد کی طرف منتقل ہونا جائز ہے جیسا کہ
فاضل محقق نے فتح میں بیان کیا ہے۔ ت) ورنہ پڑھ لے۔ فانہ اولیٰ من الانفس اذ کما ف

مراد المختار یہاں بقول من یقول ان الکراہۃ فیہ تغزیۃ (کیونکہ اقتدار تنہا نماز ادا کرنے سے اولیٰ ہے جیسا کہ وہ اختاریں ہیں) تاکہ اس کے قول پر عمل ہو جائے جو اسے مکروہ تحریمی کہتا ہے۔ ت۔ اور پڑھ کر پھر پڑھ لے لہذا ذہب الیہ کثیر من العلماء ان الکراہۃ فیہ تحریمیۃ و هو الادی حقیقہ فی تعذیرہ و غیرہ و هو الاظهر کما بینہ فی قادات (کیونکہ اکثر علماء کے نزدیک اس میں راست تحریمی سے جیسا کہ تغذیر و تنسیہ پاس ثابت ہے اور یہی مختار ہے اسے ہم نے اپنے فتاویٰ میں بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔ ت۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۸۱ از کلتہ و حرمتہ۔ مسئلہ جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب ۲۶ صفر ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین میں مسئلہ میں کہ اگر امام شافعی المذہب ہو اور معتدلی حنفی تو ان امور میں جو حنفی کو جائز نہیں جیسے آئین بالجہر کہنا اور رفع یدین اور قمر میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا امام کی متابعت کرے یا نہ کرے؟ اور ایسے ہی معتدلی شافعی المذہب کو اپنے مذہب کے خلاف امور میں امام حنفی المذہب کی متابعت چاہئے یا نہیں؟ اور اگر متابعت کرے تو اس کی نماز کا کیا حال؟ بینوا تو جودا۔

الجواب

حنفی جب دوسرے مذہب والے کی اقتدار کرے جہاں اس کی اقتدار جائز ہو کہ اگر امام کسی ایسے امر کے ترکیب ہو جو ہمارے مذہب میں ناقض طہارت یا فاسد نماز ہے جیسے قلیل تنفس یا مستعمل سے طہارت یا چرتائی سے کم کا مسح یا ٹخنوں پر زعم و ستم و غیرہ یا نجاسات غیر سبیلین پر چھون کر نایا قدر درم سے زائد مٹی آلود کپڑے سے نماز پڑھنا یا صاحب ترتیب ہو کر بلا وصف یا فائتہ و وسعت وقت ہے قصائے فائتہ نماز وقتی شروع کرنا یا کوئی فرض ایک بار پڑھ کر پھر اُسی نماز میں امام ہو جانا تو ایسی حالت میں تو حنفی کو سرے سے اس کی اقتدار جائز ہی نہیں اور اس کے پیچھے نماز محض باطل،

کہ نص عیسر فی عامۃ کتب المذہب بل فی لغنیۃ امام الاقترار بالمدخلات فی الفروع کا تشافہ فی جواز ما لم یعلم منه ما یفسد الصلاۃ عن اعتقاد المقتدی علیہ الاجماع انما اختلفت فی کراہۃ

جیسا کہ اس پر عام کتب مذہب میں تصریح ہے بلکہ غنیۃ میں ہے فروعات میں محالفت مثلاً شافعی المسک کی اقتدار اس وقت جائز ہوگی جب اس سے ایسے عمل کا علم نہ ہو جو اعتقاد معتدلی میں مفسد نماز ہو جو از پر اجماع ہے البتہ کراہت میں اختلاف ہے (ت)

غرض جب وہ ایسے امور سے بری اور اُس کی اقتدا صحیح ہو اس وقت بھی ان باتوں میں اس کی متابعت ذکر سے بچانے مذہب میں یقیناً ناجائز و نامشروع قرار پانے کی ہیں اگر متابعت کرے گا تو اُس کی نماز اس نامشروع کی مقدار کراہت پر مکروہ تحریمی یا تنزیہی ہوگی کہ پیروی مشروع میں ہے نہ غیر مشروع میں۔ رد المحتار میں ہے،
 تكون المتابعة غير جائزة اذا كانت في فعل بدعة او مفسوخ او مالا تعلق له
 فعل بدعة او مفسوخ او مالا تعلق له
 في جازئ نہیں جس کا تعلق نماز سے نہ ہو۔
 بالصلوة۔
 (ت)

پھر قرآن الاسرار پھر حاشیہ شامی میں ہے، انما يتبعه في مشروع دون غير ذلك (امام کی متابعت مشروع میں جائز لیکن غیر مشروع میں جائز نہیں۔ ت) مجمع الانہر و حاشیہ طحاوی میں ہے، ما كان مشروعاً يتابعه فيه وما كان غير مشروعاً لا (ہر مشروع عمل میں امام کی متابعت ہوگی مگر غیر مشروع میں نہیں۔ ت) اسی طرح ترک سقوت میں امام کی پیروی نہیں بلکہ وجوب اسامت و کراہت سے اگر وہ چھوڑے مقتدی بجالائے جبکہ اس کی بجا آوری سے کسی واجب فعل میں امام کی متابعت نہ چھوڑے و لہذا علماء فرماتے ہیں اگر امام وقت تحریر، رفع یدین یا تسبیح رکوع و سجود یا تکبیر انتقال یا ذکر قمر ترک کرے تو مقتدی نہ چھوڑے
 كما نص عليه في نظم الزند و لمسي و الخاتبة
 و الخلاصة و البزازیة و الهندیة و خزانة
 المفتی و فتح القدير و الفیحة و الدر المختار
 و حاشیة الدرر لعلامة شرنبلالی و غیرہ
 و هذا نص البزازیة من مصلحة اشیا
 اذا ترك الامارات بها المأمور من رفع الیدین
 فی التحریة و تکبیرة الركوع او السجود او
 التسبیح فیہما او التسمیة الخ۔
 فقہ نسبی، حاشیہ، غزالی، بزیہ، ہندیہ، قرآنہ الفقیہ
 مع القدير، غنیہ، در مختار اور حاشیہ درر لعلامة شرنبلالی
 اور دیگر کتب میں اس پر تصریح ہے۔ عبارت بزیہ
 کا خلاصہ یہ ہے کہ نو ایسی اشیا ہیں جن کو امام ترک
 کر دے تو مقتدی ان کو بجالائے، تکبیر تحریر کے موقع
 پر ہاتھوں کا اٹھانا، رکوع یا سجود کے لئے تکبیر یا
 ان دونوں میں تسبیح یا تسمیہ (سمیع اللہ لمی عمرہ
 کنا، الخ) (ت)

۳۴۸/۱	مطبوعہ مصطفیٰ الیابی مصر	مطلبہ ہم فی تحقیق متابعتہ الامام	رد المحتار
۳۴۹/۱	"	"	"
۲۸۱/۱	دار المعرفۃ بیروت	باب الترتیب والنوافل	حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار
۵۸/۴	مطبوعہ نوری کتب خانہ پشاور	نوع من و ثانی علی المغرب	مکمل فتاویٰ بزازیہ مع الفتاویٰ الغنیۃ

یوں ہی تکبیراتِ عیدین میں رفع یدین فی الدر یوفع یدینہ فی التردا ملل ان لہو براعہ دلتک، لہذا درمقد
میں ہے تکبیراتِ نہوائے میں اپنے ہاتھ بلند کر کے خواہ امام اس عمل کو جائز نہ سمجھتا ہو (ت) اور اگر رکوع و سجود میں
ایک ہی تسبیح کہہ کر سر اٹھائے تو مقتدی بھی ناچار سنتِ تثلیث ترک کرے ورنہ قمر و جلسہ کی متابعت میں مثل آئینہ
ہو الصحیح کیا فی الخبیۃ والمخلصۃ والمخزاتۃ
والوجیز والفتح والنجو وغیرہا من الاسفار
الغریبۃ وھذا النعم البدانہ مما یستفی علی لزوم
المتابعۃ فی الارکان انہ لورفع الامام ماہما من
المرکوع والسجود قبل ان یتم النہا وھو التبیہات
الثلاث وجب متابعتہ۔

یہی صحیح ہے جیسا کہ غانیہ، خلاصہ، خزائن، وغیرہ
فتح، بحر وغیرہ معتبر کتابوں میں ہے، درمختار کے
الفاظ یہ ہیں ارکان نماز میں امام کی پروردی لازم ہونے
پر یہ مسئلہ جتنی ہے کہ اگر امام نے اپنا سر رکوع و سجود
سے مقتدی کی تین تسبیحات مکمل ہونے سے پہلے اٹھالیا
تو مقتدی پر متابعت امام لازم ہے۔ (ت)

شرح فیہ ظہر ابراہیم علی وحاشیہ مستدین عابدین میں ہے :

الاصول عند مذہب المتابعۃ فی السنن فصلا
فکذا ترکا وکذا الواجب القوی الذی لا یلزم
من فعلہ المخالفة فی واجب فعلی کالتشہد
وتکبیر التشریق بخلاف القنوت وتکبیرات
العیدین اذ یلزم من فعلہا المخالفة فی الفعل
وھو القیام مع رکوع الامام لولہ ملخصا۔

اصل یہ ہے کہ کسٹن میں امام کی متابعت میں طرح فعل
لازم نہیں اسی طرح ترکا بھی لازم نہیں، یہی حکم اس
واجب قرآنی کا ہے کہ جس کے بجالانے سے کسی واجب
فعل کی مخالفت لازم نہ آئے مثلاً تشہد اور تکبیرات
تشریق بخلاف دعا قنوت اور تکبیرات عید کے کیونکہ ان
کے بجالانے سے فعل میں مخالفت لازم آتی ہے، یعنی
ایسی صورت میں امام رکوع میں ہوگا اور مقتدی حالت قیام میں ہوگا (ت) احذ فیہ صحت۔ (ت)

بیب رسول معلوم ہونے تو ای تینوں فروع کا حکم بھی انھیں سے نکل سکتا ہے رکوع وغیرہ میں
رفع یدین ہمارے اللہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک فسوخ ہو چکا ہے اور فسوخ پر عمل نامشروع، تو
اس میں متابعت نہیں۔ امام حکم العلماء ابو بکر مسعود کا ششائی قدس سرہ الربانی پرائے میں فرماتے ہیں :
لواقتی یمنی یوفع یدین یہ عند المرکوع
او بمن یقنت فی الفجور او بمن یری خمس

اگر کسی نے ایسے امام کی اقتدا کی جو رکوع کے وقت
رفع یدین کرتا ہے یا نماز فجر میں قنوت پڑھتا ہے

۱۱۶/۱	مطبوعہ مطبع مجتہائی دہلی	باب العیدین	لہ درمختار
۷۵/۱	" " "	فصل واذا اراد الشروع	لہ "
۵۶۸	مطبوعہ سہیل انسٹیٹیوٹ لاہور	فصل فی الامانہ	سہ غنیۃ المستطی شرح نیتہ الصلی

تکبیرات فی صلوٰۃ الجنائزۃ لا یتابعہ لظہور
خطیئۃ یمیقن لان ذلک کلمۃ منسوخۃ لہ نقد
فی عید ذوالحجۃ۔

یا تکبیرات جنازہ پانچ کہتا ہے تو مقتدی اس کی اتباع
ذکر ہے کیونکہ اس کا غلطی پر ہونا یقینی ہے کیونکہ
یہ تمام منسوخ ہیں اور اہل حقار کے باب المید میں
اس کو نقل کیا ہے۔ (ت)

جلالی پھر شرح المتقدمۃ الکیما ینہ مقتدی پھر جنازہ شیعہ شامی میں ہے،
لا تجوز المتابعۃ فی رفع المیدیمت فی
تکبیرات رکوع کے وقت پر امام کے رفع یدین کرنے
کی اتباع جائز نہیں۔ (ت)

تورہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا شافعیہ کے نزدیک نماز فجر کی رکعت اخیر میں ہمیشہ اور وتر کی تیسری
میں صرف نصف اخیر شہر رمضان المبارک میں ہے کہ وہ ان میں دعا سے قنوت پڑھتے ہیں۔ قنوت فہمہ تو
ہمارے ائمہ کے نزدیک منسوخ یا بدعت، بہر حال یقیناً نامشروع ہے۔ لہذا اس میں پیروی منسوخ اور جب
اصل قنوت میں متابعت نہیں تو ہاتھ اٹھانے میں کو اس کی فرج ہے اتباع کے کوئی معنی نہیں مگر اصل تورہ
رکوع فی نفسہ مشروع ہے لہذا وہ جب تک نماز فجر میں قنوت پڑھے مقتدی ہاتھ چھوڑے چپکا کھڑا ہے۔
ورنہ میں ہے۔

یا فی العاموم بقنوت التورۃ ولو بشاھی یقننت
بعد المکروح لانه مجتہد فیہ لا الفجیر لانه
منسوخ بل یقف ساکتا علی الاظہر مرسلا
یبدیہ۔

مقتدی و تروں میں دعا، قنوت پڑھے اگرچہ اس نے
ایسے شافعی المذہب امام کی اقتدار میں نماز شروع
کی تو رکوع کے بعد قنوت پڑھنے والا ہو کیونکہ معاملہ
اجتہادی ہے البتہ فجر میں قنوت پڑھے کیونکہ وہ
منسوخ ہے، بلکہ وہ مقتدی مختار قول کے مطابق ہاتھ چھوڑے خاموش کھڑا ہے۔ (ت)

علامہ شرنبلالی نور الایضاح میں فرماتے ہیں،
اذا اقتدی بمن یقننت فی الفجر قسام
معہ فی قنوتہ ساکتا علی الاظہر

اگر کسی نے ایسے امام کی اقتدا کی جو فجر میں قنوت پڑھتا ہے
تو مختار قول کے مطابق اس کے ساتھ خاموش

۲۷۹/۱	مطبوعہ ایچ ایم سعید کینی کراچی	فصل فی بیان قدر صلوٰۃ العیدین الو	سہ پانچ الصنائع
۳۲۸/۱	مطبع ابابلی مصر	مطلب المراد بالجمہ فیہ	سہ رد المحتار
۹۴/۱	مطبع مجتبائی دہلی	باب التورۃ والنوافل	سہ رد المحتار

ویوسل یدیدہ فی جنبیہ

کھڑا رہے اور اپنے ہاتھ اپنے پہلوؤں کی طرف
چھوڑ دے۔ (ت)

اور نماز وتر میں اگر شافعی کے پیچھے اقامہ باقی رہے (کہ وہ وتر کے دو ٹکڑے کرتے ہیں پہلے تشهد پر سلام پھیر کر بغیر رکعت اکیلی پڑھتے ہیں اگر امام نے ایسا کیا جب تو رکعت قنوت آنے سے پہلے ہی اس کی اقامہ اٹھ بیٹھی اب نہ وہ امام زیر مقتدی، نہ اس کے وتر صحیح کہ اس کی وسط نماز میں عذر اسلام واقع ہوا فی الدار المختارہ ص ۱۰۰ لاقدر فیہ بشافعی لم یفصلہ بسلاہ لان فصلہ علی الاصل اح ملاحظہ (در مختار بیگ وتر میں حنفی کو اس شافعی کی اقامہ درست ہے جو وتر کو سلام کے ساتھ جدا نہ کرے) یعنی دو رکعت پر سلام نہ پھیرے، اگر امام نے وتر کو دو گانہ کے بعد سلام پھیر کر جدا کیا تو اصح قول کے مطابق اس کی اقامہ درست نہیں ہے (اح مختص) جب ایسا نہ ہوا اور اقامہ قائم رہے تو اگرچہ شافعیہ قنوت قرم میں پڑھتے ہیں اور ہمارے مذہب میں اس کا مکمل قبل رکوع، مگر ہمارے علماء نے تمام متون و شروع و فتاویٰ میں مقتدی کو حکم دیا کہ یہاں قنوت میں متابعت کرے اور اس کا مشاویہی کہ اسے بالکل نامشروع نہیں ٹھہراتے والمسئلة منصوص علیہا ہدیلہا فی الہدایۃ والکافی وسانن الشروع (اس مسئلے سے متعلق عبارات بیع دلائل دہایہ، کافی اور دیگر مشروح میں موجود ہیں۔ ت)

رہا یہ کہ مقتدی اس حالت میں اتباع امام کرے یا اتباع مذہب امام یعنی ہاتھ باندھے یا چھوڑے یا دعا کی طرح اٹھائے، کیا کرنا چاہئے، اس کی تصریح نظر فقیر سے نہ گزری، نہ اپنے پاس کی کتب موجودہ میں سے تعرض پایا، ظاہر یہ ہے کہ مثل قیام ہاتھ باندھے تاکہ جب اسے قنوت پڑھنے کا حکم ہے تو یہ قیام ذی مت ازو صاحب ذکر مشروح ہوا اور ہر ایسے قیام میں ہاتھ باندھنا اعتلا و شرعاً سنت اور اعتلا و عرفاً ادب حضرت اور ترک سنت میں امام کی پیروی نہیں،

وقد یؤید ذلك اطلاعهم قاطبة سنية الوضوء
فی حالة القنوت كما فی ملة المکتب المذہب
لیکون مت ولا لہذا القنوت المخصوص
ایضاً۔
اس کی تائید فقہاء کی ان عبارات سے ہوتی ہے جن میں
ہے کہ قنوت کے موقع پر ہاتھ باندھنا سنت ہے
جیسا کہ عام کتب مذہب میں ہے تروہ حکم اس مخصوص
قنوت کو بھی شامل ہو گا۔ (ت)

بلکہ در مختار میں ہے :

هو في الوضوء سنة قيام له قرار فيه ذكر مسنون
فيضع حالة الثناء وفي القنوت لا في قيام بين
ركوع وسجود وتكبيرات العيد ما لم يطل
القيام فيصير سجدة واحدة مخصصة -
(یعنی قمر میں) اور تکبیرات بعد کے قیام میں ہاتھ نہ باندھے جب تک قیام کو طویل نہ کرے ، اگر طویل کرے تو
باندھ دے ، سراجیہ (مختصاً) (ت)
حاشیہ علامہ مظاہری میں ہے :

ظاهره : نعم ای قیام طویل وعلیه فیضع
فی قیام صلوة التسبیح الذی بیعت الركوع
والسجود .
بظاہر اس میں عموم ہے یعنی ہر وہ قیام جو طویل ہو ، تو
اسی عموم کی بناء پر نماز تسبیح کے رکوع اور
سجود کے درمیان ہاتھ باندھ لینے چاہئیں کیونکہ
یہاں قیام طویل ہے۔ (ت)

یوں ہی چارے ائمہ کا اجماع ہے کہ کہیں میں سخت احتیاط ہے اور اس کی کسی دوری میں کام سے کسی واجب فعل
میں محتاحت نہیں تو کیوں ترک کی جائے۔

اقول : بتحقیق المقام علی ما علی
الحدیث السلام ان السنن لا حظ لها
فی المتابعة لا بالتبعية وبذلك لا من
معنى متابعتك غيرك جعلك نفسك
تابعاً له والتبعية انما تنهوا
لشيئين احدهما في نفس ایتام شئ
بمعنى انه ان فعله فعلت وامن تركه
تركت والاخر فوقه فلا تقدم عليه ولا تسبقه
اقول : میں کہتا ہوں ، مانک عمام کی عطا
سے تحقیق مقام یہ ہے کہ سنن میں تبعاً اتباع ہوتی ہے
یا اس کے تیرا غیر کی متابعت کرنے کا معنی یہ ہے کہ کونے
اپنی ذات کو اس کے تابع بنا دیا ہے ، اور یہ متابعت
دو چیزوں وجہ سے متصور ہوگی ، ایک یہ کہ شے
کو بجالانا اس طریقہ سے کہ اگر اس نے کیا تو تو بھی کرے
اگر اس نے ترک کیا تو تو بھی ترک کرے دوسری وقت میں کہ
تو اسی وقت کرے نہ اس سے آگے ہو ، نہ اس سے پیچھے

الیہ وان لم یکن فعلک متوقفا علی فعله ولا متقیدا بتقدمه بل تفعله وان لم یفعل وتبادر الیہ وانت لم یاخذ فیہ بعد فماتت تابع له بل انت مستقل بنفسک غیر تابع ولا متابع وھذا ظاہر جدا واذ قد علمت انت آیات المأموم بالسخت طیر متقید باتیان الامام بل یاقب بہا انت ترکھا کما استعناک علیہ نعیر من الائمة ، ومن لازم ذلك جواز التقدم علیہ مع التذنب الیہ لجواز انت یرحم الامام بعد الترتک الی الفعل کما ادا مرکم مصوب مراسہ وطبق الکفہ او ضم اصابعہ او لقی مہ متا غیر مسبب و المأموم قد فعل کل ذلک بطلب الشرح ثم عاد الامام فموجب واخل وخروج و مسبب فقد تقدم فعل المأموم وهو فیہ غیر مملوم بل الیہ مندوب وهو مشہ مستمد محسوب فقد ثبت ان لا مدخل لتابعۃ فی السنن والمستحبات بل المأموم مستقید فیہا غیر مدخل تحت حکم الامام و لم یتناولہ تحکیمہ ایما علی ذاتہ والقرآنہ انت

اور تیرا ایسا فعل جس کے فعل پر موقوف نہ ہو اور نہ ہی اس کے تقدم کے ساتھ مقید ہو بلکہ آپ اسے کر سکتے ہیں اگرچہ امام اسے نہ کرے ، اسی طرح آپ اس کی طرف ہر جہت سے ہیں اگرچہ امام ابھی تک اس میں شروع نہیں ہوا۔ تو آپ اس میں کسی معنی میں بھی تابع نہیں بلکہ آپ کی اس میں مستقل حیثیت ہے ذکر تابع اور تابع کی ، اور یہ بات نہایت ہی ظاہر ہے اور جب آپ یہ جان چکے کہ مقتدی کا سنن پر عمل امام کے بجالانے کے ساتھ مقید نہیں بلکہ امام کے ترک کی صورت میں مقتدی انہیں بجالا سکتا ہے جیسا کہ ہم نے بہت سے ائمہ کے اقوال سے آپ پر واضح کیا ہے اس کا لفظی تقاضا یہ ہے کہ مقتدی کیلئے امام ہر تقدم جائز جب مقتدی اس عمل کو مستحب بھی بنے ہوئے ہو مستحب ہے کہ امام ترک کے بعد سے بجالائے مثلاً امام نے رکعت میں سرسخت کر دیا ، اپنی دونوں پتیلیاں بسند کر لیں ، یا انگلیاں متصل رکھیں یا تسبیح کے بغیر غار شش ربا حالانکہ مقتدی ان تمام کو بجالایا کیونکہ شرعیہ تمام مطلوب تھیں پھر امام لوٹا اور اس نے سر برابر کیا ، پتیلیوں سے ٹھنڈے پھر گئے ، انگلیوں میں انصاف کیا اور تسبیح گئی تو یہاں اگرچہ مقتدی نے پہلے عمل کیا لیکن یہ غیر مناسب نہیں لہذا اسے طاعت نہ کی جائے گی بلکہ یہ اس کے لئے مستحب ہے اور اس پر اسے ثواب ملے گا ، پس اس سے ثابت ہو گیا کہ سنن اور مستحبات میں متابعت کا کوئی دخل نہیں ، بلکہ مقتدی ان میں مستقل ہے اور وہ امام کے حکم کے تحت داخل نہیں اور نہ ہی اس کی تعلیم اس کی ذات

یصلی بصلاته فیما هو معجور فیہ
عن التقدر علیہ والاستبداد دونہ
وما هو حقیقۃ الا الواجبات الطعیۃ
اذھم موضوع الاقتداء اصالة
کیما نص علیہ فی الفنیۃ واشتار
الیہ فی المرقاة تحت قوله صل الله تعالی
علیہ وسلم وانما جعل الامام لیؤتم
تہ فیہا القدوة حقیقۃ ومنها یسرک
لی غیرھا وان سرک کو حرم ترک
سنة ینلزم من فعلھا مخالفة لامام
فی واجب فعلی فلیس ذلک للمتابعۃ
فی تلك السنة بل فی الواجب المذکور
کعدم حوازم یا قی سس السکوح
قبل رکوع الامام فانه لا یعملھا الا
فی الركوع ولا رکوع له قبل رکوعه فعن
هذا اتمتع تقدیمھا علی رکوعه
لا علی فعیۃ السنن کیما علمت
وهذا معنی قولنا لا یرکعھا من
المتابعۃ الا بالتبعم واذ قد
تبیین هذا والله الحمد ظهر
ان مقتدی یا قی بالسنن
علی مذهب نفسه دون مذهب
الامام فان المستبد انما یعمل

پر جاری ہوگی، رہا یہ معاملہ کہ مقتدی نے امام کی نماز
میں اقتداء کا التزام کیا تھا تو یہ ان امور میں ہر گاہ جن میں
امام پر تقدم منع ہے اور جن میں مقتدی امام کے بغیر مستقل
حیثیت نہیں رکھتا اور وہ امور حقیقۃ واجبات طعیۃ
ہی ہیں کیونکہ اصالت یہی موضوع اقتداء ہیں جیسا کہ اس
پر فنیہ میں تصریح ہے۔ مرقات میں حضور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے اس ارشاد و گرامی امام اس لئے بنایا جاتا
ہے کہ اس کی اتباع کی جائے، کے تحت بھی اسی
طرف اشارہ کیا ہے تو ان واجبات میں اقتداء حقیقۃ
سہ اور ان کے علاوہ میں ان کی وجہ سے ہے مثلاً
اس سنت کا ترک واجب ہر گاہ جس کو بجالانے سے
واجب فعلی میں امام کی مخالفت لازم آئے تو یہ ترک
سنت میں نہ بہت کی بنا پر نہیں ہے بلکہ واجب ذکر
میں مطابقت کی بنا پر ہے جیسا کہ مقتدی سنن رکوع
کو امام کے رکوع سے پہلے ہی نہیں لاسکتا کیونکہ وہ
انہیں رکوع کے علاوہ ادائیگی کر سکتا، اور امام کے
رکوع سے پہلے مقتدی کو رکوع کی اجازت نہیں ہے
تو اس وجہ سے ان سنن کا امام کے رکوع سے پہلے
بجالانا منع ہو گیا، نیز کہ سنن کو بجالانا منع ہے جیسا کہ
تو جان چکا ہے بارے قول کہ سنن میں اتباع امام
تبنا ہی ہے کا معنی یہی ہے۔ الحمد للہ جب یہ چیز
واضح ہو گئی تو یہ بھی واضح ہو گیا کہ مقتدی سنن
کی بجا آوری اپنے مذہب کے مطابق کر کے گزار کر

برائی نفسہ ہذا ینفی التحقیق واللہ
تعالیٰ ولی التوفیق انقض
ہذا فانک لا تجدل فی غیر ہذا
التحریر وہو علم عزیز فی کل
یسیر۔

امام کے مذہب کے مطابق اگر تک مستقل حیثیت
رکھنے والا اپنی رائے کے مطابق عمل کرتا ہے تحقیق کا
حق میں تھا، اللہ تعالیٰ ہی توفیق کا مالک ہے اسے
اچھی طرح بخیرہ کر لو کیونکہ ایسی تحقیق اس تحریر کے عدوہ
تحقیق کہیں نہیں ملے گی، اور یہ آسان ترین کلمات میں
نہایت ہی اعلیٰ علم ہے۔

ولہذا رحمین طیبین زادہما اللہ تعالیٰ شرفاً و تکریماً میں مرئی و مشاہدہ ہے کہ ایک امام کے پیچھے چاروں مذہب والے
نماز پڑھتے اور ان احمد میں سب اپنے مذہب پر عمل کرتے ہیں حنفی امام حنفی کے پیچھے یہ رواف باتھ باغ سے ہے
اُس کے دہنے بازو پر شافعی سینے پر ہاتھ رکھے، باتیں بازو پر مالکی ہاتھ کھولے ہوئے ہے کوئی کسی پر انکار نہیں
کرتا، اور کہیں ہو کہ بعد اللہ ہم چاروں حقیقی بھائی ایک ماں باپ کی اولاد ہیں باپ ہمارا اسلام ماں ہماری سنت
سنیہ سیدہ الانام علیہ علی آبر افضل الصلوٰۃ والسلام، انکار تو ان گزریوں پر ہے جو عقیدہ اللہ کرام رضی اللہ تعالیٰ
عنہم کو معاذ اللہ شرک و حرام بتاتے اور مذہب تقدیر شدہ اہل حق کا نام چوراہہ پر رکھتے ہیں۔ وسیعہم لذیت
ظلموا ای منقلب ینقلبون (عنقریب ظالم جان میں گئے کہ وہ کس کروٹ پٹا کھائیں گے۔ ت)، ولا حول
ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وحسب اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ و صحبہ و علماء
حزبہ اجمعین۔ یہ ایسی صورت میں شافعی کو کیا چاہئے، یہ علماء شافعیہ سے پوچھا جائے، خلاصہ و درختہ
میں ہے۔

ولو قیل للحنفی ما مذہب الا ما راہ فی
فی کذا واجب ان یقول قال ابو حنیفۃ
کذا ۱۱۔

اقول ولا شک ان الرجل
بمذہبہ ادعٰ و امر العتب
امر و ادھب فترک اجترار

اگر کسی حنفی سے سوال کیا جائے کہ امام شافعی کا مسک
فلو مسئلہ کے بارے میں کیا ہے تو جواباً یہ کہنا واجب
ہے کہ امام ابو حنیفہ کا موقف یہ ہے ۱۱۔

اقول (میں کہتا ہوں) اس میں کوئی شک
نہیں کہ ہر آدمی اپنے مذہب کو خوب جانتا ہے اور
فترتی جاری کرنے کا معاملہ نہایت ہی سخت اور دشوار

علیٰ مذہب غیرہ احق و احقریٰ واللہ تعالیٰ اعلم و علیہ اتم و احکم۔
ہے، پس دیگر مذہب پر جرات کا ترک ہی زیادہ مناسب
و لائق ہے، اللہ تعالیٰ سب سے بہتر جانتا ہے

اس کا علم اتم اور سب سے کامل ہے (ت)

مسئلہ ۵۸۱ از ملک آسام ضلع جوہاٹ ڈاک خانہ گنڈکا مقام سرائے بھی مرسلہ سید محمد صفار الدین صاحب
۱۰ ربیع الاول شریعت ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عید البصر کے چپے نماز جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو بھڑا

الجواب

بلاشبہ جائز ہے مگر اولیٰ نہیں مکروہ تنزیہی ہے جبکہ حاضریٰ میں کوئی شخص صحیح العقیدہ غیر مفت سنی
قرآن مجید صحیح پڑھنے والا اس سے زائد یا اس کے برابر مسائل نماز و طہارت کا علم رکھتا ہو ورنہ وہ عید البصریٰ اولیٰ
و افضل ہے جو باوصف صفات مذکورہ باقی حاضریٰ سے اس علم میں زائد ہو۔ ہندیہ میں ہے،

اولیٰ بالامامة اعلمهم باحكام الصلوة
هكذا في التفسيرات ، وهو الظاهر هكذا
في البحوث والفتاوى ، هذا اذا علم من العرف
قد رما تقوم به سنة القراءة هكذا في التبيين
ولو يطعن في دينه كذا في الكفاية ، وهكذا
في النهاية ، ويجنب الفواحش الظاهرة
وان كان غيره اوسع منه كذا في المحيط ، و
هكذا في التراجم ، وان كان متبحرا
في علوم الصلوة لكن لو يكن له حظ في غيره
من العلوم فهو اولیٰ كذا في الخلاصة

امامت کے لحاظ سے بہتر وہ ہے جو احکام نماز کے
زیادہ اشکاء و سختیات میں یہی ہے، اور ممتاز بھی یہی
ہے، جو آرائی میں اسی طرح ہے۔ یہ اس وقت ہے
جب اتنی قرأت سے واقعہ ہو جس سے قرأت مسنونہ
نہ ہو جاتی ہو، جیسے میں اسی طرح ہے۔ کفایہ اور نہیاد
میں ہے کہ اس کے دین پر طعن نہ ہو۔ محیط اور زامدی
میں ہے کہ فواحش ظاہری سے بچنے والا ہو اگرچہ کوئی
دوسرا اس سے زیادہ صاحب درجہ ہو۔ خلاصہ
میں ہے اگر وہ مسائل نماز کے بارے میں نہایت ہی
ماہر ہو لیکن وہ دیگر علوم میں واقفیت نہ رکھتا ہو تو
پھر وہی اولیٰ ہے (ت)

اسی میں ہے،

تجدوہ امامۃ الاعرابی والاعصی والعبید
اعرابی، نابینا اور غلام کی امامت جائز ہے

الا انہ نكروا اعداءكم۔

البتہ محرم ہے اور غصہ (ت)

بحرمی ہے، اگر بہت تنزیہ - خاتمہ میں ہے، غیہ ہم ادنی (ان کے علاوہ کی امامت ادنی

ہے۔ ت)

حضرت عثمان بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ باجائز حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قوم کی امامت فرماتے۔

فی الصحیحین واللفظ المسلمون ابن شہاب
ان محمود بن السبع الانصاری حدثہ انت
عثمان بن مالک وهو من اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع شہد
ہدرا من الانصار اراہ اقی رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال یا رسول
اللہ ائی قد انکرت بصری وانا اصلى لعمری
الحديث فی اتیابہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
الی بیتہ وصلاۃ فیہ لیتخذہ مصلی۔

بخاری و مسلم میں ہے اور مسلم کے الفاظ یہ ہیں ابن شہاب
بیان کرتے ہیں کہ محمود بن السبع انصاری سے مروی ہے
کہ حضرت عثمان بن مالک جو انصاری اور بدری صحابی
رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں وہ رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے
عرض کیا یا رسول اللہ! میری آنکھیں جو اب ڈٹے گی ہیں
حالانکہ میں اپنی قوم کو نماز پڑھاتا ہوں الی آخر ائمہ
آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف
لائے نماز ادا فرمائی تاکہ وہ اس جگہ کو اپنی نماز کی
جگہ بنالیں۔ (ت)

حضرت ابن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سفر کو تشریف لے جاتے وقت
دوبارہ ینہ طیبہ پر نیابت عطا فرمائی کہ باقی ماندہ لوگوں کی امامت کرتے،

عزاه فی لبحوالی صحیحہ ابن حبیب
قلت اخبرہ احمد و ابو داود عن انس رضی اللہ
تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم استخلف ابن ام مکتوم علی
المدينة مرثیت یصلی بہم

بحرمی اس کی نسبت صحیح ابن حبان کی طرف سے ہے
میں کہتا ہوں امام احمد و ابو داود نے حضرت
انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابن مکتوم رضی اللہ
عنه کو دوبارہ ینہ طیبہ میں اپنا خلیفہ مقرر فرمایا

۸۵/۱ مطبوعہ فورانی کتب خانہ پشاور
۲۳۳/۱ - قدیمی کتب خانہ کراچی
۲۴۸/۱ - ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
الفصل الثانی فی بیان من یصلی اماما لغيرہ
باب الرخصة فی التکلف
باب الامامة
سہ قنادی ہندیہ
سہ صحیح مسلم
سہ بحرائق

وہو اعلمیٰ

حالاں کہ وہ نابینا تھے (ت)

۲۷

۲۷

علماء فرماتے ہیں انھیں امام مقرر کرنے کی یہی وجہ ہے کہ حاضرین میں سب سے بھی افضل تھے ہزارائی

میں ہے

فیض وغیرہ میں امامت اعلیٰ کے مکروہ ہونے کے سنے یہ
قید لگائی گئی ہے کہ وہ اعلیٰ اس قوم سے افضل
نہ ہو، اگر وہ دوسروں سے افضل ہے تو وہی بہتر ہوگا
اور حضرت ابن کثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقدیم کو بھی
اسی بات پر محمول کیا جاتا ہے کہ اس وقت مدینہ منورہ
میں ان سے بڑھ کر امامت کا اہل کوئی نہیں تھا، ممکن
ہے حضرت عثمان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی دوسرے
لوگوں سے افضل ہوں۔

قید کراہۃ امامۃ الاعلیٰ فی المحيط وغیرہ
بانت لایکون افضل القوم فان
کان افضلہم فهو اولیٰ علیٰ ہذا یجمل تقدیم
ابن ام مکتوم لانسہ لہریق من الرجال
الصالحین للاصالة فی المدینۃ احد
افضل منہ حیث نذر لعل حباب
بنت مالک کانت افضل من کانت
یومہ ایضاً ۱۱

قلت وقد سمعت انہ کانت

من اصحاب البدرین رضی اللہ تعالیٰ عنہما
عنہم اجمعین فانت لہریکن فی حسن
کان یومہ من شہد ہذا کان افضلہ بالیقین۔
واللہ بہتہ وتعالیٰ اعلم۔

مشہور ہے کہ از شاہجہانپور محلہ بابوزئی مرسلہ شاہ فرخ عالم صاحب قادری ۲۲ ربیع الآخر شریف ۲۳
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس باب میں کہ مسجد میں بحکم وال ملک (زید) جو حافظ قرآن و شریع ہے
قدیم سے خدمت امامت بجالاتا ہے اور اس کی خواہ پاتا ہے لیکن بکر جو دوسرے سرشتہ کا ملازم ہے اور
اس کے پاس باوجودیکہ کوئی حکم نسخ امامت زید کا نہیں ہے اور نہ بکر کو حکم امامت کا والی ملک کے یہاں سے
ملا اور عموماً مقتدیان بکر کی امامت سے بوجہ بات ذیل نارضا مند ہیں،

(۱) یہ کہ بکر بعض اوقات دھن طوائف دیکھ لیتا ہے۔

۱۹۲/۳	مطبوعہ دار الفکر بیروت	لے مسند احمد بن حنبل مروی از مسند انس بن مالک
۸۸/۱	مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور	سنن ابو داؤد باب امامۃ اعلیٰ
۳۴۸/۱	ایچ ایم سعید پبلی کراچی	ملکہ ہزارائی باب الامامۃ

(۲) کفار و مشرکین کے میلوں، میلوں اور دیوانی کی شب جو ہندو میں صورت لہجن کی ہوتی ہے اور خیانت و دغاؤں کی پوجا کی جاتی ہے شریک ہو کر وہ بھی سب کے ساتھ سمورت کار و پیہ چڑھاتا ہے اور عداوت کو اپنی مقررہ کے خلاف علم لوگوں سے نڈر نہ بھی لیتا ہے۔

(۳) مخل میل دینی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اور قیام کو بدعت سمیٹتا ہے اور مخل یا دوم حضرت شب غوث الثقلین محبوب سبحانی کو سنے اور پڑھنے والے کو بدعتی اور گنہگار کہتا ہے اور شیرینی مخل میلہ کو بڑا جانتا ہے۔

(۴) شرقا و نجبا کی توہین اور غیبت کو غفر سمجھتا ہے اور مولوی ابوالمنصور صاحب دہلوی کی نسبت جو امام وقت کہے جاتے ہیں ان کی تصنیف پر جو سب علماء و کلمہ چکے ہیں اور کوئی حرف زن نہیں ہوا مگر بگڑنے لگی کفر کا دے دیا ہے پس مقتدیان و غیرہ کے دلوں میں جو حرکتی طرف سے جو جو بات باوجود کہ است آگئی ہے اس واسطے بگڑ کے ویسے نماز نہ پڑھنے میں کوئی حرج تو نہیں ہے اور بگڑ اپنی امامت کے باعث مقتدیان و غیرہ کو تارک جماعت دیکھتا مگر پھر بھی اپنی امامت نہیں چھوڑتا ہے اور اس کے امام علی کو جس کا ذکر اوپر آچکا امامت کرنے کا موقع نہیں آئے دینا پہلے خود امام بن جاتا ہے تو بگڑ کس گمراہ کا شریک کہا جائے گا، فقط، بینوا اتوجہوا۔

الجواب

صورۃ مستفسر میں بزرگان سنت و جہت کا یہ بڑا بڑا ٹروٹا ہے وہ سر ہونا تو بدعت ظاہر اور اگر لہجن کو وہ پیر معاذ اللہ بطور عبادت بھینٹ چڑھاتا ہے تو قصداً یقیناً مرتد کافر اور اس فعل ملعون کے بدترین فسق و کفر قریب بگڑ ہونے میں تو کلام ہی نہیں بہر حال اس کے ویسے نماز نہ پڑھنے میں کیا حرج ہوتا مگر اقدائیں حرج اور سخت حرج ہے جو اسے امام کہے گا گنہگار ہوگا مسلمان اس فاسق بدوی کے ویسے نماز ہرگز ہرگز نہ پڑھیں جان تک قدرت جو اُسے امامت سے دفع کریں قدرت نہ پائیں تو اپنی جماعت تبدیل کریں اور جبکہ امام معین یعنی زید ادعیا مر اہل مسجد انھیں کے ساتھ ہیں تو جماعت اولیٰ انھیں کی جماعت ہوگی اگرچہ وہ پہلے پڑھ جائے بلکہ جبکہ اس کے اسلام میں شک ہے تو انھیں بدرجہ اولیٰ جائز ہے کہ جس وقت امامت کر رہا ہو اسی وقت اُسی مسجد میں یہ اپنی جماعت قائم کریں اور اگر یہ ایسا کریں تو اس جماعت کے مقتدیوں کو چاہئے فوراً نیت توڑ کر اس میں آئیں اگر ایسا نہ کریں گے تو انھیں اپنی نماز پھر فی ہوگی یوں ہی آج تک جتنی نمازیں لوگوں نے دانستہ خواہ نادانستہ اس کے ویسے پڑھی ہیں سب پھریں، اور اگر مسلمان نہ اُسے امامت سے دفع کر سکتے ہیں نہ اُس مسجد میں اپنی جماعت اس سے پہلے یا ساتھ یا بعد کر سکتے ہیں تو انھیں دعا ہے کہ اس مسجد میں نماز نہ پڑھیں دوسری مسجد میں جا کر شریک جماعت ہوں۔ مراقی الغلام میں ہے،

کفر امامۃ الفاسق العالم بعد من اہتمامہ فاسق کی امامت مکرہ ہے کیونکہ وہ اہتمام دین نہیں کرتا
بالدین متعجب انتہ شریفا فلا یعظم پس شرعاً اس کی اہانت ضروری ہے تو امامت میں

بتقدیمہ الامامة واذ اتخذ رمنعه ينقل عنه
الى غير محدث ولا لجمعة وغيره

تخیر میں ہے ،

في فتوى المحجة الشامة الى انهم لو قد صوا
فاستقيا ثلوثاً لم يلحقها
رد المحتار میں ہے ،

بقی لو کان مقتدیا بمن یکره الاقتداء به
ثم شیع من لا کراهة فيه هل یقطع ویفتی
به استظهره ان الاول لو فاسدا لا یقطع ولو
مخالفاً لشد في مرعاته یقطع اقول والاظهر
العکس لان الثانی کراهته تخریجیه کالاعلی و
الاعرابی بخلاف الفاسق فیہ استظهر فی
شرح المنیة ایها تحریمیة لقولهم انب فی
تقدیمہ الامامة تعظیم وقد وجب علینا
اخذته بل عند مالک وروایة عن احمد
لا تصح الصورة خلفه اه قلت والحکم
فیما نحن فیہ ابین واظهر علی کلا الاستظهارین
کما لا یخفی من حال ذلك الافسق لا طفی .

مقدم کر کے اس کی تعلیم نہ کی جائے اور جب اسے امامت
سے روکنا متعذر ہو تو جو جمعہ وغیرہ کے لئے آدمی کسی دوسری
مسجد میں چلا جائے ۔ (ت)

فتاویٰ الحجہ میں ہے اس سے اشارہ ہے کہ اگر دونوں نے
فاسق کو امام بنایا تو تمام گنہگار ہوں گے اور قطعاً (ت)

باقی رہا یہ معاملہ کہ اگر کسی نے اقتداء کی اس شخص کی
جس کی اقتداء مکروہ تھی پھر ایسے شخص نے نماز مشروع
کی جس میں کراہت نہ تھی تو کیا نماز قطع کر دے
اور دوسرے کی اقتداء کرے ؟ طے ہے اس کو
ترجیح دی ہے کہ اگر اول فاسق ہو (یعنی مخالفت نہ ہو)
تو نہ قطع کرے اور اگر وہ مخالفت ہو اور رعایت نماز
میں شک نہ تعلق کرے میں کہتا ہوں اس کا عکس ہے کیونکہ
دوسری (یعنی مخالفت کی) صورت میں کراہت تنزیہی
ہے جیسا کہ ناجین اور اعرابی کی امامت میں سے جھگڑا
فاسق کے کہ اس کے بارے میں شریعت میں ہے
کہ مختار ہی ہے کہ اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے کیونکہ
فقہاء کہتے ہیں کہ اس کو امام بنانے کی بنا پر اس کی

تعلیم ہوگی حالانکہ ہم پر اس کی امامت لازم ہے بلکہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اور ایک روایت کے
مطابق امام احمد رضی اللہ عنہ کے نزدیک فاسق کے پیچھے نماز جائز ہی نہیں اور قلت (میں کہتا ہوں) جس کے پاس

لہ مراقی الفلاح مع حاشیہ مطبوعہ
لکھنؤ غنیۃ المستمل شرح غنیۃ المصلی
۱۶۵ ص ۵۱۳
۵۱۵/۱

مطبوعہ ذریعہ تجارت کتب کراچی
سہیل ایکڈمی لاہور
مصحف البانی مصر

باب اور اک التقریضہ

رد المحتار

میں ہم گفتگو کر رہے ہیں وہوں مختار اقوال کے مطابق اس کا حکم نہایت ہی واضح ہے جیسا کہ اسی بدتر فاسق اور بدتر باغی کے حال سے آشکارا ہے۔ (د ت)
در مختار میں ہے :

كل صلاة ادیت مع كراهة التحصيل
تجب اعادة قضاها
ہر وہ نماز جو کہ اہستہ تحریر کے ساتھ ادا کی جائے اس کا اعادہ واجب ہوتا ہے۔ (د ت)

بکر جیسا کہ اپنے دیگر اقوال و افعال مذکورہ سوال کے باعث غلطی و بڑے کار اور اس بھینٹ کے سبب بدترین و ناپاک ترین اثر لایں ہیں اس امامت میں بھی کہ بنا راضی مقتدی ان سبب مخالف شرع و گنہگار رہے ۔
حدیث میں ہے حضور رسید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ثلاثة لعنهم الله من تعدوا قوما وهم
له كما هو له وامرأة باتت وزوجها عليها
ساخطا وجعل سمع على الصلاة حتى على
الفلاح فلعن يجمع. مرد و ۱۵ الحاکم فب
المستدرک ۔
تین شخص ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے ایک وہ
کہ دوگوں کی امامت کو کھڑا کر جائے اور وہ اس سے
نافرمان ہو ، دوسری وہ عورت کہ رات گزارے
اس حالت میں کہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہے
تیسرہ شخص کہ جس کی علی الصلوٰۃ وحی علی الفلاح سے اور
نماز کو حاضر نہ ہو۔ اسے حاکم نے مستدرک میں دایت کیا ۔

خصوصاً ایسی امامت تو اور بھی سخت ہے کہ بلا وجہ شرعی امام معین کا منصب چھپی کر جبراً لوگوں کی امامت کرے اللہ دین نے
اسے کبیر و گناہوں میں شمار فرمایا ، ابن حجر کی تذاویر من اقران الکبار میں فرماتے ہیں :

الکبيرة السادسة والثمانون امامة الانسای
لقوم وهم له كما هوون بعد هذا من
انکبائرهم الجزم به وقع لبعض ائمتنا
وكانه نظر الى ما في هذه الاحادیث وهو
بحیب منه ، فامتنع ذلك مسکونه
نعم امتب حملت تلك الاحادیث
چھیا ستیوں کبیر و گناہ یہ ہے کہ آدمی کا ان لوگوں کی
امامت کروانا جو اسے پسند نہ کرتے ہوں اس عمل کو ہمارے
بعض ائمہ نے بالجزم کیا میں شمار کیا شاید انہوں نے
یہ ان احادیث کی روشنی میں کیا ہو ، لیکن یہ عجیب ہے
کیونکہ یہ عمل مکروہ ہے البتہ ایک صورت ایسی ہے
جس میں احادیث کو اس شخص پر محمول کیا جائے جس نے

علی من تعدی علی وظیفۃ اماہ من اتب فصل
 فیہ قہرا علی صاحبہا و علی العاصمین
 امکن ان یقال حیث ذات ذلک کبیرۃ لان
 غصب الذہب اولیٰ ہا کبیرۃ من غصب
 الاموال المصرح فیہ یا نہ کبیرۃ ۱۵ مخلصہ
 واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۵ کلکتہ و حرم لاہور۔ مسئلہ جناب مرزا اعظم قادری صاحب ۵ جمادی الآخری ۱۳۱۲ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو امام نماز پڑھانے پر ناکر ہے اس کی اقتدار کی حد سے یا
 جماعت ترک کی جاسکتی ہے؟ بینوا تو جردا

الجواب

قلنا اقتدار کی جتنے اس مذہب پر ترک جماعت ہرگز جائز نہیں متقدمین کے نزدیک جو اجرت سے کرامت
 کرنے والے کے پیچھے نماز میں کراہت تھی اس بنا پر کہ اُن کے نزدیک امامت پر اجرت لینا ناجائز تھا وہ بھی ایسی
 نہ تھی جس کے باعث ترک جماعت کا حکم دیا جاسکتا ہے کہ قویٰ جواز اجرت پر ہے تو وہ کراہت بھی نہ رہی طحاوی
 میں زیر قول درمنا ترکہ خفف من امر ہا جودہ قصستانی (اس شخص کے پیچھے نماز مکروہ ہے جو اجرت سے
 قصستانی۔ ت) فرمایا،

هذا جلی علی بطای الاستنجاار علی
 انطاعات وحی طریقة المتقدمین والمفق
 بہ جو نہ خوف تعطیل الشعائر علیہ و
 ابو السعود۔

اسی طرح رد المحتار وغیرہ میں ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۶ از ماہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ مسئلہ حضرت سیدہ خدیجہ ربیاء صاحبہ ۱۱ جمادی الآخری ۱۳۱۲ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کو کہتے ہیں کہ وہ نماز پڑھاتا

ملہ الذہاب من اقران الکبار الکبیرۃ السادۃ والثمانون
 ۲۴۰/۱ مطبوعہ دار الفکر بیروت
 ۲۴۴/۱ دار المعرفۃ بیروت
 باب الامارۃ
 شہ مائتہ الخطاوی

ہے مگر اسے کھڑے پڑے مدد و مشورہ وقف رہا و پرچند ان خیال عبور نہیں اپنے لیسان کی وجہ سے مجبور ہے کہ حافظ یا قاری کو سن کر صاف بھی کرتا ہے تاہم بڑے رکوع یا سورت فصاحت و عطف یا کی علم عربی قواعد قرأت کے سبب امور مذکورہ کا خیال نہیں رہتا ہاں چھوٹے رکوعوں سورتوں پر اکتفا کرے تو کسی قدر عبور نہ سکتا ہے مگر صبح و عشا وغیرہ میں جو طویل و سلاط کا حکم ہے اس کی رعایت نہ ہوگی تیسری و صاد میں بھی غلطی کرتا ہے اس صورت میں نزدیک امامت درست ہے یا مکر وہ؟ اور کھڑا پڑا ادا نہ ہونے سے نماز تو مکروہ نہ ہوگی اور اگر ہر نماز میں قصار پر قناعت کرے تو کیا حکم ہے؟ دوسرا شخص بکر ہے جو تمام امر و قرأت حسب قواعد طحاوی لکھتا ہے مگر بوجہ اپنے کسی فعل ناجائز مثل نشہ ممنوع شرعی میں ملوث ہونے کے امامت سے انکار کر کے نزدیک بوجہ غلطی سبب و صاد و عدم رعایت امور مذکورہ معذور ہے امام کرنا چاہتا ہے اہل واد انکار کرتا ہے ایسی صورت میں اس کا اپنی امامت سے انکار اور نزدیک امام کرنا درست ہے یا نہیں؟ ان دونوں میں لائق امامت کون ہے؟ بینوا تو جروا

الجواب

اس مسئلہ میں جواب سے پہلے چند مسائل کا معلوم کرنا ضرور۔

(۱) وقف کی غلطی کہ وصل کی وقف، وقف کی جگہ مل کرے۔ یہ اصل مضبوط نماز نہیں اگرچہ وقف لازم پر مشتمل ہے۔
 کما نص علیہ فی الہندیۃ و فی النہیۃ و تدریجہا
 للعلامۃ الحلبی الوقف فی غیر موضعہ و
 الابتداء من غیر موضعہ لایوجب فساد
 الصلوۃ بحسب عامۃ علما مثلاً الی امت
 قال بعد ذکر الامثلۃ (فالصحیح عدم
 الفساد فی ذلک حکمہ لما تقدّم و لافسہ
 نظم القرآن اھم لمخلصا۔
 میرا کہ یہ ہے۔ نیز اور اس کی شرعاً تعدد علی میں
 تصریح ہے کہ ہمارے اکثر علماء کے نزدیک غیر وقف
 کی جگہ وقف اور غیر شروع کی جگہ شروع کرنے سے
 نماز فاسد نہیں ہوتی (آگے چل کر مثالیں ذکر کرنے
 کے بعد کہا، یہ ہے کہ ان تمام صورتوں میں فساد
 نہیں، اس دلیل کے پیش نظر جو غلطی در اس لئے
 کہ یہ نظم قرآن میں اہم مضمناً (ت)

(۲) جن حروف مد پر مد ہے جیسے جاء، تنوء، جاتی، یا یھا، قالوا لا، فی ایام، وآلہ،
 امیں وہاں مد نہ کرنا بھی اصل مضبوط نہیں،

فان ذلک من محسنات التجوید ولا دخل
 لہ فی المعنی بل فی اللفظ ایضا بحیث یتغیر
 کیونکہ یہ حسن تجوید میں سے ہے اس کا معنی میں بلکہ
 الفاظ میں بھی کوئی دخل نہیں کیونکہ اس کے ترک سے

بترکہ اللفظ فضلاً عن المعنى۔
 الحافظ میں کوئی تبدیلی نہیں آتی چہ جائیکہ معنی میں تبدیلی نہ

۳۱، جن حروف مد یا لعین پر مد نہیں ملتا مثلاً قال يقول قیل قول خیر۔ ان پر مد کرنا بھی موجب فساد نہیں
 بلکہ مد سے زیادہ مد ہوں، ہاں مد سے تجاوز ہو جیسے گانے میں زمر مر کھینچا جاتا ہے تو آپ ہی مطلقاً مفید ہے
 اگر مد ہی کی جگہ ہو،

فی الحاشیة لو قرأ القرآن فی صلواتہ بالاحسان ان
 غیر الکلمة تفسد صلواتہ لما عرفت فان کانت
 ذلک فی حروف المد والمدین وهی الیاء والالف
 والواو لا یغیر المعنی الا اذا فحش الیاء فب
 مد الیاء تمام قوله بالاحسان ای بالانعامات
 وحسنها کما فی الفتحة اشباع المحركات
 لصراعات النغم۔

خامیہ میں ہے اگر نماز میں الحان کے ساتھ قرآن پڑھا
 اگر کلمہ میں تبدیلی آگئی تو نماز فاسد ہو جائے گی جیسا
 کہ معروف ہے پس اگر وہ الحان حروف مد اور لعین میں ہو
 جو کہ یاء، الف، امد و او ہیں تو معنی میں تبدیلی نہیں
 ہوگی البتہ اس صورت میں آئے گی جب وہ مد سے متجاوز
 ہو اور رد الحان میں ہے قولہ بالاحسان یعنی نغمہ کے
 ساتھ پڑھنا اور اس کا ماسل فتح کے مطابق نغمہ کی
 رعایت کی خاطر حرکات میں اشباع کرنا۔ (د ت)

۴۴، کلمہ کو پڑا پڑنا بھی منسہ ہیں۔

فی القنیة قع حم قرأ و تعال جدك یغیر یاء
 لا تفسد و محنت جاس الله مثله لا تفسد العرب
 یکتفی بالفتحة عن الالف اکتفاء هم بالکسرة
 عن الیاء و لو قرأ احد بالله لا تفسد صلواته
 ایضا اکتفاءهم بالضمیة عن الواو۔
 تو بھی نماز فاسد ہوگی کیونکہ اہل عرب واہ کی جگہ ضم پر اکتفاء کر لیتے ہیں۔ (د ت)

عکس و جہار الله و الصلوات لا تصد
 و کذا لو قرأ و طور سنین بحسن من الیاء
 عین الامہ کر جیسی اور جہار الله نہ غلط کرے
 نزدیک اگر کسی نے و الصلوات کی جگہ و الصلوات پڑھا

۵/۱	مطبوعہ ذککشر لکھنؤ	فصل فی قرآۃ القرآن خطاً	لہ قادی قاضی خان
۲۶۶/۱	مصحف البابی مصر	باب ما یفسد الصلوة الا	لہ رد المحتار
ص ۶۳	المطبعة المستنیرة بالہما ندریہ	باب فی حذف الحروف والزیادة	لہ قنیہ قادی قنیہ

لَا تُفْسِدُ عَمَّا كَسَبَ وَلَوْ قُرْآنُكَ نَسِيْتَ اِنَّكَ اَنْتَ وَتُؤْمِنُ بِكَ لَا تُفْسِدُ اَمْ فِي الْقُنْيَةِ اِذَا كَانَ الْحَدَفُ عَلَى وَجْهِ التَّرْخِيمِ الْجَانِزِ فِي الْعَرَبِيَّةِ نَحْوُ اَنْ يَقْرَأَ يَا مَالِكُ بِحَدَفٍ اَكْثَرٍ فَلَا تُفْسِدُ اَجْمَاعًا وَكَذَلِكَ الْعَرَبِيَّةُ مِنَ اَصُولِ الْكَلِمَةِ كَمَا اِذَا قُرِئَ الْوَاقِعَةُ بِغَيْرِهَا وَكَذَلِكَ اِنْ كَانَ مِنَ الْاَصُولِ وَنَحْوِهَا لَمْ يَتَّعِبِ الْعَرَبِيَّ اِنْ كَانَ يَقْرَأُ تَعَالَى جَدَّ سَرِيحًا بِاللَّامِ مِمَّنْ حَذَفَ الْيَاءُ فِي تَعَالَى لَا تُفْسِدُ بِالِاتِّفَاقِ

اور اسی طرح اگر کسی نے وطنی سنین یا ۱۰ کو حذف کر کے پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ عین الانہ کر اسی کے نزدیک اور اگر "نستعینک" یا "تؤمیننک" پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اہل غنیمہ میں ہے اگر حذف بطور تخریم ہو جو اہل عرب کے ہاں جائز ہے مثلاً یا مالک کے کات کو حذف کر کے پڑھا تو بالاتفاق نماز فاسد نہ ہوگی اسی طرح جب وہ حرف کر کے اصل حرف میں سے نہ ہو مثلاً لفظ الواقعہ کو ہاء کے بغیر پڑھا اسی طرح اگر وہ حرف کر کے حرف اصلی میں سے نہ آئے مثلاً تعالیٰ جَدَّ سَرِيحًا میں تعالیٰ کے یا کو حذف کر کے صوف لام کے ساتھ پڑھا تو بالاتفاق نماز فاسد نہ ہوگی اور دت،

ان باتوں سے اگرچہ فساد نماز نہیں مگر احتیاط ضرور ہے کہ آخر قرآن عظیم کا غلط پڑھنا ہے یہاں تک کہ علامتوں سے گمراہ نہ فرمایا، مگر ترک حرام ہے۔ تو کلمہ کو پڑھا پڑھنا بدعت اولیٰ حرام ہوگا کہ اس میں تو ہر لفظ میں کئی ہونگے بخلاف مگر امر نادر تھا

فِي الْمَدِّ عَنِ الْحِجَةِ فِي النِّفْلِ لَيْسَ لَهُ اَنْ يَسْرَعَ بَعْدَ اَنْ يَقْرَأَ كَمَا يَفْهَمُ اَمْ قَالَ السَّيِّدُ الْعَلَامَتَانِ الطَّحطاوِي وَالدَّشَامِي قَوْلُهُ كَمَا يَفْهَمُ اَمْ يَبْعَدُ اَنْ يَسْرَعَ اَقْلَ حِدِّ قَالَ بِهِ الْقُرَّاءُ وَالْاَهْرَمُ لَوْلَا التَّرْتِيلُ اَلْمَأْمُورُ بِهِ شَرْعًا۔

در نماز میں التجز کے خلاف ہے کہ رات کے وقت نوافل میں اتنا تیز پڑھ سکتا ہے کہ پڑھا ہوا سمجھا جائے اسے اور ہمارے وہ نویں سیکڑے خطاوی اور شامی فرماتے ہیں اس کا قول کیا فہم سے مراد یہ ہے کہ مد کی کم از کم مقدار ضروری ہے یہ بات قرآن نے بتائی ہے ورنہ عمل حرام ہوگا کیونکہ اس میں اس ترتیل کا ترک لازم آتا ہے جس کا شرعاً حکم ہے۔ (دت)

۶۳ ص	مطبقة مستنيرة بالهندية	باب في حذف الحروف والزيادة	لے قنیر، فتاویٰ قنیہ
۲۸۵ ص	مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور	فصل فی بیان احکام زلزالہ القاری	سکھ فیضہ المستحلی شرح ختہ المصلی
۸۰/۱	مجتبائی دہلی	فصل ویکبر الہام	سکھ در مختار
۸۰/۱	مطبقة البانی مصر	"	سکھ رد المحتار

یوں ہی تصریح فرماتے ہیں کہ جو شخص وقت و وصل کی رعایت نہ رکھتا ہو اسے امام نہ ہونا چاہیئے۔
 في الهندية عن المحيط من يقف في غير مواضع ولا يقف في مواضعه لا يدين له ان يؤم
 ہندیہ میں محیط کے حوالے سے ہے کہ وہ شخص جو غیر وقت کی جگہ وقت کرے اور وقت کی جگہ وقت نہ کرے اسے

امام نہیں ہونا چاہیئے۔ (ت)

۶۱ پڑے کو کھڑا پڑھنے سے اگر معنی فاسد نہ ہوں جیسے اکل ادعٰی برضہ لم یخش فاما لاتا من عید لا تمش
 یہاں کو اکل ادعٰی برضہ لم یخش و امہ لاتا من علیہ لا تمش یہاں پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

في العنية ان نراه حرفان لم يغير المعنى بانه
 قرأوا صرا سحرف و ابھ عن المسكر بزيادة الالف
 في اللفظ بعد ابھ لا تفسد اللفظ
 غنیہ میں ہے اگر کسی نے ایسے حرف کا اضافہ کیا جس سے
 معنی میں تبدیلی نہ آئے مثلاً و صرا بالمعروف و انھی عن
 انکر میں بار کے بعد الف پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور
 غصا۔ (ت)

ورنہ فاسد

كما قد صحت عن أبي نية وفي الدرر منها اي صحت
 المفسدات انقرأة بالاعراب غير المعنى
 في رد المحتار قوله ان غير المعنى كما لو
 قرأ الحمد لله رب العالمين واشيع الحركات
 حتى اتى بواو بعد الدال وبيا بعد اللام والهاء
 وبالف بعد الراء ومثله قول العبد مرابنا لله
 اخامد بالف بعد الراء لان الراء ههنا ههنا
 الام كما في الصالح والفقير والزوج
 يسمي مرابنا لله
 جیسا کہ پہلے خاتیر کے حوالے سے بیان کر چکے ہیں اور
 درمیں سے مقصد یہ تھا کہ نماز میں سے قرأت بالاعراب
 بھی ہے بشرطیکہ معنی تبدیل ہو جائے اور الف تہیں ہے
 کہ ان کے قول ان غیر المعنی کی مثالیں یوں ہیں کہ
 الحمد لله رب العالمین میں اگر کسی نے حرکات میں
 اشباع کیا وہ یوں کہ دل کے بعد و او لام اور ہار
 کے بعد یا اور ز کے بعد الف پیدا ہو گیا اسی طرح ہے بکر
 کا قول "مرابنا لله الصالح" یعنی رار کے
 بعد الف پڑا کیونکہ مراب مال کے شوہر کو

کہا جاتا ہے جیسا کہ صحاح اور قاموس میں ہے، اور ز وجہ کے جیسے کہ مراب کہا جاتا ہے (ت)

من فتاویٰ ہندیہ الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماماً لغيره مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۶۶
 من غنیۃ المستقل شرح نية المصلي فصل فی بیان احکام ذلہ القاری مطبوعہ سید اکید می لاہور ص ۸۸
 من در مختار باب ما یفسد الصلوة الخ ~ مجتہائی دہلی ۱/۹
 من رد المحتار ~ ~ ~ مصطفیٰ آبادی مصر ۱/۶۶

اقول هذا هو الواجب كلام اصحابنا المتقدمين وقاعدتهم الغير المنخرمة المتخارجة للمحققين فلا عليك مما يوجد من خلاف ذلك في بعض الفروع المنقولة عن المتأخرين نعم ما ذكر في السوابق فحدي فيه وقفة فانه القياس في اسم فاعل الربوبية وان كان في الاستعمال ببعضهم اخروا اهل اللغة لا يذكرون المشتقات القياسية ولا هي موقوفة على السماع والالفاظ لكن قياسية والقياس لا يرد الا بالنقص عن الجواز لا بغيره في تاج العروس هو اسم فاعل من ربه يريه اي تكمل باشره اه و صحته بعدة تعين على احتمال معنى صحيح وليكان ثباته على فاسدة كما هو عليه هو وغيره في السوابق المختار عند الاحتمال ينتهي اليه لعدم تيقن الخطا في الغنية التحقيق فيه الفصل بصفة المعنى بوجه محتمل و حد ما كما قررنا انه قاعدتهم الغير المنخرمة اه فافهم

اقول (میں کہوں) یہ گفتگو ہمارے متقدمین علماء کے کلام اور محققین کے اختیار کردہ ن کے تحتہ ضابطہ کے مطابق ہے ہذا متاخرین سے اس کے خلاف جو جزئیات منقول ہیں آپسہ ان کی طرف متروک نہ ہوں البتہ لفظ سوابق کے بارے میں جو کچھ ذکر ہو اس میں مجھے توقف ہے کیونکہ قیاساً یہ روایت سے اس قدر عمل کا صیغہ ہے اگرچہ کسی دوسرے معنی کے لئے بھی مستعمل ہے اور اہل لغت مشتقات قیاسیہ کا ذکر کرتے ہی ہیں اور نہ ہی وہ سماعت پر توقف ہوتے ہیں ورنہ وہ قیاسی ہی نہ رہیں اور قیاس کو اس وقت رد کیا جاسکتا ہے جب اس کے ترک پر نہیں ہو۔ لاجرم تاج العروس میں ہے کہ سوابق میں یہ بدلہ سے اسم فاعل ہے جس کا معنی دوسرے کے معانی کا لغزیل ہونے کے ہیں اه اور صحت نماز کا اعتبار صحت معنی کے احتمال پر ہوتا ہے اگرچہ وہاں احتمالات فاسدہ بھی ہوں۔ جیسا کہ اس پر شامی وغیرہ نے تصریح کی ہے۔ رد المحتار میں ہے احتمال کے وقت فساد معنی ہو جاتا ہے کیونکہ خطا کا یقین نہیں رہتا اه لہذا یہ میں ہے تحقیق اس مسئلہ میں یہ ہے کہ کسی طرح صحت معنی کے احتمال اور عدم احتمال پر عمل ہوگا جیسا کہ ہم نے فقہا کا وہ ضابطہ بیان کیا ہے جو

ٹوٹنے والا نہیں اه فافهم (ت)

(۷) یوں ہی مشدود کو مخفف، مخفف کو مشدود پڑھنا فساد معنی میں فساد نماز ہے جیسے غلط بتخفيف لام

سہ تاج العروس من جواهر القاموس فصل الزامی باب ابار مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۶۲/۱
سہ رد المحتار مطلب مسائل زلة القاری در مصنف اباباکی مصر ۲۶۸/۱
سہ غنیۃ المستملی شرح غنیۃ المصلی فی بیان احکام زلة القاری در مسیل اکیڈمی لاہور ص ۳۸۷

ایک تشدد کاوت نہیں ورنہ میں جیسے ماورعک تخفیف وال اکبر تشدید راہ،

فی الغنیۃ بتحقیق التشدد والاصل فیہ انہ
ان کان لا یغیر المعنی کان قرأ و قتلوا تعتیلا
لا تشدد وان غیر بیان ترك التشدید فی سرب
الفتن ونحوہ فاختیار علی مد الشانہ انہا
تفسد کذا فی الخلاصۃ وذلك التفصیل علی
قول المتقدمین وتقدم انہ الا حوط و حکم
تشدید المصحف کحکم عکسہ و کذلک اظہار
الصدغم و عکسہ فالجیم فصل واحد
اھ ملخصہ۔

غیز میں ہے کہ جو لفظ مشدد کو مخفف پڑھنے میں قاعدہ ہے کہ
اس کو مخفف پڑھنے سے اگر معنی میں تبدیلی نہیں آتی مثلاً
قتلوا تعتیلاً شد کے بغیر پڑھا تو نافرمانی نہ ہوگی
اھ اگر معنی بدل جاتا ہے مثلاً سرب الفتن وغیرہ میں
شد کو ترک کر دیا تو عام مشائخ کے ہاں مختاریہ ہے
کہ نماز فاسد ہوگی کذا فی الخلاصہ، اور یہ تفصیل
متقدمین کے قول کے مطابق ہے اور پہلے گزر چکا کہ
اسی میں زیادہ احتیاط ہے، مخفف کو شد کے ساتھ
پڑھنا یا مشدد کو مخفف پڑھنا دونوں کا حکم ایک جہت ہے۔ اسی
طرح دیگر کا اظہار یا اس کا عکس ہو تو ان تمام صورتوں کا
ایک ہی حکم ہے اھ ملخصاً (ت)

اقول ہذا فی کتب اخری حکم

الفساد بتخفیف العرب و عندی فیہ وقفۃ
فقد قال فی القاموس قد یخفف اھ و نقلہ
البحاغانی عن اہم الانتخابی و افسد
المفضل ھ

اقول (میں کہتا ہوں اسی طرح دیگر کتب میں
سرب کے مخفف پڑھنے پر فساد نماز کا حکم دیا گیا ہے
اور میرے نزدیک اس میں توقف ہے، کیونکہ قاموس
میں ہے کہ اس میں کبھی کبھی تخفیف کی جاتی ہے اھ
بحاغانی نے ابن الانباری سے نقل کیا ہے اور مفضل
نے یہ شعر کہا ہے اھ

وقد علم الاقوام ان لیس فوقہ

سرب غیر من یعطی العظوظ و یرزق

نقلہ فی لسان العرب وغیرہا کما فی التاج۔

ان اقوام نے یہ جان رکھا ہے کہ ان سے اوپر رب کے
سوا کوئی نہیں جو رزق اور نعمتیں عطا کرے۔

تاج العروس کے مطابق یہ شعر لسان العرب میں غیر مذکور
منقول ہے۔ (ت)

سے غنیۃ المستملی شرح نیت اصلی فصل فی بیان احکام زلۃ القاری مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۸۸

سے القاموس المحیط فصل الرا من باب الرا مصطفی البابی مصر ۷۲/۱

سے تاج العروس من جہاز القاموس فصل الرا من باب الرا مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۶۰/۱

(۸) اس صں وغیرہ حروف کی باجم تبدیل میں بھی فساد معنی ہی پر لٹا ہے بحالت عدم فساد نمازی سد نہیں خصوصاً جب خاص لفظ زبان عرب میں دونوں طرح ہو جیسے صراط و سراط وہ تبدیل کسی قاعدہ عرب کے موافق ہو جیسے وہ ہر کلمہ میں سین کے بعد ط مملہ یا غین مجر یا ق یا خ مجر واقع ہو اس میں سین کو ہوں پڑنا صحیح ہے بعض نے قبل و بعد کی قید نہیں لگائی اور ت کی معیت میں بھی سین اور صاد کی باجم تبدیل دونوں جانب سے جائز بتائی، بعض نے کہا جس کلمہ میں صں کے بعد ط مملہ یا خ مجر یا سین کے بعد ق یا خ مجر ہو وہاں ان میں ہر ایک کے عوض دوسرا در سے مجر بھی جائز، اور جس صں کے بعد مملہ ہو اگر صں ساکن ہے تو اس کی جگہ سے یا نہ روا اور متحرک ہے تو نہ جائز و مفرد نماز، قنہ میں ہے،

صق سالت جاس الله عن قرأ و صطا و داصمخ
او صقر المومصخرات بانصا د مكان السين
فقال لا تفصل لک کل کلمة و تم فیها بعد
السين طاء او غین اوقات او خاء جائز ان
یبدل السين صا و الله

جاء الله سے جب میں پڑھی کہ کوئی شخص وسطاً کو وسطاً،
اصمخ کو اصمخ، سقر کو صقر اور صخرات
کو مصخرات یعنی صں کی جگہ صں پڑتا ہے تو
اس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ
برہہ اگر صں میں سین کے بعد طاء، غین، قاف یا
صا چاہے تو اس میں کو صا کے ساتھ بدلنا جائز ہے۔

اسی طرح قنہ میں اُس سے نقل فرمایا،

و ضبط الحروف فقال کل کلمة و تم فیها بعد
السين طاء مهملة او غین معجمة اوقات
او خاء معجمة جائز ان یبدل فیها السين
صا و الله۔

اور حروف کا صابط اس کے متعلق فرمایا ہر وہ کلمہ
جس میں سین کے بعد ط مملہ یا غین مجر یا ق یا خ
مجر واقع ہو وہاں سین کو صا کے ساتھ بدلنا
جائز ہے۔ (دست)

اُسی میں ہے،

و فی المستفی و من قرأ مكان الصا سین یتخطر
ان كان صا بعد طاء کان صراط و بعد
عین کقولہ و اصمخ او سین بعد طاء ق کقولہ

البتہ میں ہے وہ شخص جس نے صا کی جگہ سین پڑھا
وہاں غریب کیا جائے گا اگر صا کے بعد طاء مملہ ہے
مثلاً صراط، یا اس کے بعد غین مجر ہر مثلاً و اصمخ

سلفوكم اذ بعد ما خا كقولہ یسخرن یحورن
 مكان السين صدادون اء واما التی بعدھا
 دال ان كانت الصاد ساكنة كقولہ یصد یجوز
 بالسين والزاء واما التی تكون متحركة
 كقولہ الصمد لا یجوز قرأتہ بالسين ولو
 قرأ بالسين ففسد صلاتہ و
 علی هذا یخرج كثير من المسائل انتهى
 فاسد ہو جائے گی، اسی ضابطہ پر بہت سے مسائل کی تفسیر کی جاتی ہے (نتیجہ دت)،
 خاتمہ میں ہے،

عن ابی منصور العراقی کل كلمة فیہا عین
 او حاء او قاف او طاء او تاء فیہا سین
 او صاد فقرأ السين مكان الصاد او الصاد
 مكان السين جائزاً

اقول هكذا هو فی الخایة طابع
 ككتة شمله الیلادیة یا همال العین
 والحاء حمیعا وكذا هو فی الغنیة طابع
 استأبول شمله الیهجریة و مثله فی
 الیهجریة طابع ممر شمله وقف
 الخایة طابع ممر من تلك السمة یا نجاء
 الخاء واهمال العین وهو الموافق لمافی
 عنایة القاضی حاشیة العلامة الخفاجی
 عن الیضادی طبع ممر شمله تحت قوله

او منصور عراقی کہتے ہیں ہر وہ کلمہ جس میں عین، حاء،
 قاف، طاء یا تاء ہو اور اس کلمہ میں سین یا صاد ہو
 تو ایسی صورت میں اگر کسی نے صاد کی جگہ سین یا سین
 کی جگہ صاد پڑھا تو جائز ہوگا احداث

اقول (میں کہتا ہوں) خانیہ مطبوعہ مکتبہ ۱۳۵
 میلادیہ میں یوں ہی عین مملہ اور حاء مملہ دونوں کا ذکر
 ہے، اسی طرح غنیہ مطبوعہ استنبول ۱۲۹۵ھ میں
 ہے، اور بزازیہ مطبوعہ مصر ۱۳۱۰ھ میں بھی اسی طرح
 کے الفاظ ہیں، مگر فیض مطبوعہ مصر سنہ مذکورہ میں
 خاء مملہ اور عین مملہ کا ذکر ہے، اور یہ اس کے
 مطابق ہے جو علامہ خفاجی نے عنایة القاضی حاشیہ
 بیضاوی مطبوعہ مصر ۱۲۸۲ھ میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد کریم
 الصراط المستقیم کے تحت لکھا ہے وہ قرأت ہے

سہ علیہ لعلی شرح نیت المصل

سہ قادی قاضی ثانی فصل فی قرآۃ القرآن خطا

مطبوعہ نوکشتور کتب

کفاح ص خان وغیرہ وفقی عوا علیہ الفروع اور اس پر کئی فروعیات کی تخریج کی پس اچھی طرح سمجھ لو
فی فہم توشد۔
تور ہنائی پاؤ گئے۔ (ت)

اگرچہ علمائے متاخرین ان میں بھی کہیں بعض کہیں اکثر بفرض آسانی جانب ہوا نماز گئے در بکثرت فروع
میں ان کے اقوال خود مختلف و مضطرب رہے،

کما یظہر بالمرجوع الی الفنیة والنظر الی
قوالہم المسقولة فی الصادی مسہر
انصراح وردھا الی الاصول۔
جیسا کہ غنیہ کے مطالعہ سے اور ان کے فتاویٰ میں مشہور
اقوال میں طور کر کے سے ظاہر ہوتا ہے باوجود اصول
پر فروعیات کے جاری اور رد ہونے کے۔ (ت)

(۹۱) ص، وغیرہ جہت کی تبدیل جس میں آج کل اکثر عوام مبتلا ہیں جب بطور مجزہ ہو یعنی ص
کہنا چاہیں تو ص ہی ادا ہو ص نہ نکال سکیں جیسا کہ یہاں عوام کا جنہوں نے قواعد ادا نہ سیکھے اور ص فرض
عین کے تارک رہے یہی حال ہے تو اس صورت میں اگرچہ ان کی اپنی نماز ہو جائے پر فتویٰ ہے جبکہ سیکھنے پر
کوشش کئے جاتیں اور جو حرف نہیں نکال سکتے اس سے خالی کوئی سورت یا آیت پاتے ہوئے سوائے فاتحہ ایسا
کلام جس میں وہ حرف آئے ہیں نہ پڑھیں اور صبح خوان کی اقتدا ملتے ہوئے بعد نماز ادا نہ کریں مگر یہ حکم صرف ان کی اپنی نماز
ان شرطوں کے ساتھ جائز ہونے کے لئے ہے یہ خبروں کی امت نہیں کر سکتے نہ اس کی نماز ان کے پیچھے ہوگی یہی مذہب
صحیح ہے اور یہی قول قہورائد ہے جن میں متاخرین بھی شامل ہیں۔ فتاویٰ خیرہ میں ہے ا

المراجع المقتی بہ عدم صحۃ اصاحۃ
الاشغ لطیفہ ص لیس بہ لشغۃ
رائع اور مفتی پر قول یہی ہے کہ الاشغ (توتے) کی امامت
اس شخص کے لئے جائز نہیں جس میں توکل پر نہ ہو۔ (ت)

اسی میں ہے :

اصاحۃ الاشغ للنصیح
فاسدۃ فی المراجع الصحیحۃ
الاشغ (توتے) کی امامت نصیح کے لئے رائج اور صحیح
قول کے مطابق فاسد ہے۔ (ت)

اسی میں ہے :

قدابہ اکثر لاصحاب
لما لغيرہ من الصواب
اس کا اکثر علمائے انکار کیا ہے جبکہ اس کا غیر اس
بہتر و درست پڑھنے والا موجود ہو۔ (ت)

سہ عینہ مستفی شرح فنیۃ المعنی فصل فی بیان احکام زکۃ الفقاری مطبعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۹۳
لکھ تاسہ فتاویٰ خیرہ کتابہ الصلوۃ دار المعرفۃ بیروت ۱۰/۱

بڑا زیر میں ہے :

ان امكس ان يتحد آیات خالية عن تلك
الحروف فعل والاسكت وان وجد آیات
خالية عن لثغته ومع ذلك قرأها فيها لثغته
لا يجوز وعلى قیاس ما ذكرنا في المسئلة الاولى
ان بدلي حروفها بحروف ولا يقدر لا يفسد و
به ناخذ وكذا المستقيم مكافئ المستقيم
الا ان غير لا يقدر على لثغه -

اگر اس کے لئے ممکن ہے تو ایسی آیات پڑھنے جو ان حروف
سے خالی ہوں وہ نہ سکتا رہے اور اگر وہ ایسی آیات
(جن میں اس کو تو تکلیف نہیں ہوتا) پر قادر ہونے
کے باوجود وہ آیات پڑھتا ہے جن میں تو تکلیف ہوتا ہے
تو یہ جائز نہیں، اور پہلے مسئلہ میں ہم نے جو کچھ سیاق
کیا اس پر قیاس کرتے ہوئے اگر اس نے ایک حرف
کو کسی حرف کے ساتھ بدل دیا اور درست پڑھنے پر قادر
نہ ہو تو فساد نماز نہیں آئے گا، اسی پر ہمارا عمل ہے، اسی طرح وہ جس نے مستقیمہ کی جگہ مستقیم پڑھا

مگر کوئی دوسرا اس کی افہام نہ کرے۔ (ت)

فقہ میں محیط، فتاویٰ جہ، فتاویٰ خانیہ وغیرہ کی عبارات نکال کر فرمایا،

الحاصل ان اللثغ يجب عليهم الجهد وانما
وصلوا تهم جائزاً مادامو سب الجهد وكلمهم
بسنن الاصبين في حق من يصحح المعنى
الذي تجزوا عنه لا يجوز اقتداء به
ولا تجوز صلواتهم اذا تركوا لاقتداء به
مع قدرتهم وان تجوز صلواتهم مع قراءة
تلك الحروف اذا لم يقدروا على قراءة ما تجوز
به الصلاة مما ليس فيه تلك الحروف و
اما لو قدروا مع هذا قرأوا تلك الحروف
فصلواتهم فاسدة ايضا هذا هو السدي
عليه الاعتماد

الحاصل تو تکلیف۔ کچھ واسطے پر ہمیشہ تصحیح حروف کی
جہد و جہد کرنا ضروری ہے اور جب تک ایسے لوگ
جہد نہ کرتے ہیں گے ان کی نمازیں درست ہوں گی
اور حروف کو صحیح ادا کرنے والے کے حق میں
اتقی کی طرح ہیں لہذا صحیح ادا کرنے والے کو ان
کی افہام نہیں کرنی چاہئے اور یہ لوگ صحیح پڑھنے والے
کی افہام پر قادر ہونے کے باوجود اگر افہام ترک
کریں تو ان کی نماز نہ ہوگی اور ان کی اپنی نماز ان لوگوں
کی قرأت کے ساتھ صحیح ہوگی جب یہ قرآن کے کسی
استنہ جتھے پر قادر نہ ہوں جتھے میں نماز جائز ہو جائے
اور اس جتھے میں وہ حروف بھی نہ ہوں اور اگر اتنی

قرأت کی قدرت کے باوجود انہی حروف کو پڑھتے ہیں تو بھی ان کی نماز فاسد ہوگی یہ وہ ہے جس پر اعتماد است۔

سنن فتاویٰ بڑا زیر مع الفتاویٰ المنیة الثانی عشر فی ذلہ القاری مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۴/۴۳

سکھ غنیۃ المستعملی شرح غیر المصلی فصل فی بیان احکام ذلہ القاری - سہیل اکیڈمی لاہور ۴۸۳

(۱۰) فرد ظہر میں طواف مفصل، عصر و عشا میں اوساط کا پڑھنا اگرچہ سنت ہے مگر انصاف علیہ فی المتن (جیسا کہ اس پر متون میں تصریح ہے۔ تا) مگر زایا ضروری کہ عذر سے بھی ترک نہ کیا جائے۔ صحیح حدیث سے ثابت کہ ایک بچہ جس کی ماں شریک جماعت تھیں اس کے رونے کی آواز سن کر حضور پر نور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فجر کی نماز صرف سورتین سے پڑھائی۔ علاریہاں مجملہ اذکار طلال قوم و پدر و زوی امام مہمب شمار کرتے ہیں کہ یہ صورت ہو تو چھوٹی سورتوں پر قناعت کرے تاکہ مقتدیوں کو ناگوار نہ ہو۔ در مختار میں ہے،

احتمالی البدل انعم عدم التقدير و انه
يختلف بالوقت والقوم والامام
ہدایہ میں مقدار مقرر کرنے کو پسند کیا ہے اور یہ وقت
امام اور قوم کے باعث قرأت کا حال مختلف
ہو جاتا ہے۔ (ت)

رد المحتار میں ہے،

قوله و الامام اي من حديث حسن موثقه
وقبحه
قوله و الامام اي من حديث حسن موثقه
قوله و الامام اي من حديث حسن موثقه
تقرآن عظیم کو اپنے اغلاط واپسی اور مقتدیوں کی عداوت و فساد سے محفوظ رکھا تو اعظم اعزاز اور ہم کا ہے۔
(۱۱) فاسق کے یکے نماز مکروہ ہے بجز الزانی و در مختار و معراج الدرایہ و مجتبائی وغیرہ میں اس کراہت
کو تنزیہی اور نفیہ و فساد کی خبر و مرآۃ الفلاح و فتح اللہ المعین وغیرہ میں تحریری ٹھہرایا اور یہی کلام امام تبریزی
کا مفاد،

كما بينا في مسالتنا انهم لا يكدون
الصلوة وراي عدی التقليد وغيرها من
تحريراتنا۔
جیسا کہ ہم نے اس کی تفصیل اپنے رسالے
انہی الاکید عن الصلوة وراي عدی التقليد اور
دیگر تحریرات میں کی ہے۔ (ت)

رد المحتار میں ہے،

هو كالمتدع تكراه اما مته بكل حال بل
مشي في شروح المصنف على ان
فاسق بدعتی کی طرح ہے اس کی امامت ہر حال
میں مکروہ ہے، بلکہ شرح المینیہ میں ہے کہ اس

سنت در مختار	فصل و بکبر الامام	مطبوعہ مطبع مجتہدی دہلی	۹۰/۱
سنت رد المحتار	" " "	مطبوعہ ابوابی مصر	۲۰۰/۱

کراہۃ تغذیہ کراہۃ تحریم لما ذکرنا لہ کی تحریم مکروہ تحریمی ہے اس دلیل کی بنا پر تو ہم نے ذکر کر دی۔ (د)

(۱۲) جماعت اہم واجبات اور اعظم شعائر اسلام سے ہے۔ تو فسق امام کے سبب ترک جماعت نہ چاہئے اہل جماعت کے لئے اس کے پیچھے پڑھ لیں اور دفع کراہت کے لئے اعادہ کر لیں۔

فی الفتح عن المحيط وفي البحر عن الفتاویٰ فی القیاس فی خطبہ، بحر میں فتاویٰ سے اور در مختار میں نہر سے
 فی الدر عن التہر عن المحيط، ہبل خلف محیط کے حوالے سے ہے فاسق یا بدعتی کی اقتدا میں نماز
 فاسق او مبتدع نال فضل الجماعۃ آھ فی ادا کرنے سے جماعت کا ثواب مل جاتا ہے اور رد المحتار
 مرد المحت مراہاد ان القبلۃ خلفہما اولیٰ من میں ہے کہ اس سے یہ فائدہ حاصل ہو کہ ان کی اقتدا
 الانفرادیٰ و مثله فی البحر عن السراج میں نماز تنہا نماز پڑھنے سے اولیٰ ہے، لا اور بحر میں معراج
 فی الفاسق فی الفتح، الحق التفصیل بیت کے حوالے سے فاسق کے بارے میں یہی رائے ہے اور
 کون تلك الکراہۃ تحریم فتجب الاعادۃ فی القیاس میں بھی اسی طرح ہے حق یہ ہے کہ اس میں
 او تغزیہ فتستحب۔ تفصیل سے اگر مکروہ تحریمی ہے تو اعادہ واجب اور

اگر تنزیہ ہے تو اعادہ مستحب ہے۔ (د)

بلکہ جب اس کے سوا کوئی امامت کے قابل ہو نہ دوسری جگہ جماعت ملے تو اس کے پیچھے کراہت بھی نہ ہے گی بلکہ جب اس کے سوا کوئی امامت کے قابل ہو نہ دوسری جگہ جماعت ملے تو اس کے پیچھے کراہت بھی نہ ہے گی
 فی الدر ہذا ان وجد غیرہم والا فلا کراہۃ در مختار میں ہے کہ یہ کراہت اس وقت ہے جب ان
 بحر بحثاً قال الشافعی قد علمت انہ موافق کے علاوہ کوئی دوسرا امام ان سے پیشتر ہو ورنہ کوئی
 للمقول عن الاختیار وغیرہ۔ کراہت نہیں، بحر میں اسی طرح بحث ہے امام شافعی

نے فرمایا کہ آپ نے جان لیا کہ یہ اختیار وغیرہ سے منقول کے موافق ہے۔ (د)

سبب یہ مسائل معلوم ہو گئے تو حکم مستند منکشف ہو گیا۔ زید و بحر دونوں کے پیچھے نماز کم سے کم مکروہ تو ضرور ہے، پس اگر کوئی تیسرا قابل امامت خالی از کراہت ملے تو اس کی اقتدا کریں، اور اگر کوئی نہ ہو تو اگر

۴۱۴/۱	مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر	باب الامامة	سنة رد المحتار
۸۳/۱	مطبوعہ مجتبائی دہلی	"	سنة در مختار
۴۱۵/۱	مطبوعہ البانی مصر	"	سنة رد المحتار
۸۳/۱	مطبوعہ مجتبائی دہلی	"	سنة در مختار
۴۱۵/۱	مطبوعہ البانی مصر	"	سنة رد المحتار

چھوٹی چھوٹی بعض شرتیں جو زیرِ کُتوب صاف و صحیح یاد ہوں۔ انھیں پر اکتفا کر سفینِ نرید سے وہ خرابیاں واقع نہ ہوتی ہوں، ان سبب دھما دھیر ہمارے وطن بھی ٹھیک ادا کر لیتا ہو، تو واجبِ بکلام ہے کہ ہمیشہ انھیں سورتوں پر قناعت کرے ان کے سوا اور ہرگز ہرگز نہ پڑھے جن میں کراہت و کنارِ قنوت تا یہ فساد پہنچے اور جب اس ممبر سے وہ خرابیاں زائل ہوں تو اس تقدیر پر نرید ہی کی امامت رکھیں کہ ہر نماز میں چھوٹی سورتوں پر اقتدار ترک سنت سہی مگر بعدِ قوی ہے، اور عذرِ واقع کراہت بخلاف بکر کہ اس کے پیچھے بسببِ فسق کراہت بلکہ سخت کراہت ہے، تو نرید ہی اولیٰ امامت ہے۔ اگر کوئی سورت زید کو صاف نہیں یاد قصار پر قصار میں بھی وہی خرابیاں چسپاتی ہیں اگرچہ کم ہوں تو اسے ہرگز امام نہ کیا جائے، کہ حسبِ پڑے کو کھڑا، محض کو مشدود، مشدود کو محض، میں کو میں، میں کو میں پڑنے کی عادت ہے تو یہ امور ایسی جگہ بھی ضرور واقع ہوں گے جن سے ہمارے ائمہ مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک نماز باطل باطل ہو جائے گی اس کے کوئی معنی نہیں کہ اغلاط کا عادی وہیں غلطی کرے جہاں معنی نہ بدلیں اور جہاں فساد معنی بتو وہاں نہ کرتا ہو، غلط اپنے قصد و اختیار کی ہیں کہ جہاں چاہی نہ چاہی نہ کی نہ ہے علم آدمی یہ سمجھ سکتا ہے کہ کہاں معنی بگڑیں گے کہاں نہیں، خصوصاً جبکہ میں وہیں کی تبدیلی بنائے بجز ہر جائز لاہرم کہیں ٹھیک نہ پڑھے گا، اس تقدیر پر اس کے پیچھے ماز اصل مذہب اللہ تعالیٰ کے تحقیق پر فاسد و باطل ہے اور بحالتِ مجز تو بہر ائمہ کے نزدیک امامت صحیح رہے کہ سببِ قیامت میں بدلیج کے ہوتے ہوئے اس کی خود اپنی نماز نہ ہوگی کہ باوصف قدرت اس نے اس کی اقتدا چھوڑ دی، بخلاف بکر کہ اگرچہ فاسق سہی مگر جبکہ صحیح خواہے تو اس کے پیچھے نماز باطلاق اصحاب صحیح ہے۔ رہی کراہت اس کا علاقہ اعادہ سے ممکن بلکہ سببِ دوسرا کوئی قابلِ امامت نہیں تو کراہت بھی نہیں کہ عذر و ضرورت نافی کراہت ہیں، اور اسی سبب سے احسن و اہم یہ کہ بکر اپنے رب جل و علا سے دُور سے اپنے مال پر نیم کرے فسق و نافرمانی بادشاہِ قہار سے تائب ہو کہ اس کے پیچھے نماز بر وقت مجرب و مناسب ہو اگر بدعت قیامت کا اندیشہ نہیں تو اس مجلسِ اسمیٰ میں عداوت نہ ملنے کی غیرت چاہئے۔ آدمی اگر دنیا والوں کے کسی جلسہ میں جانے تو کوشش کرے کہ کوئی حرکت ایسی نہ ہو جو لوگ اچھی جگہ بٹھانے کے قابل نہ سمجھیں اور اگر کسی مجلس میں صدر کی جگہ سے ہاتھ پکڑ کر اٹھا دیا جائے کس قدر غیرت آئے گی نہ امامت ہوگی تو یہ ائمہ و جل کے وہاں میں صدر مقام ہے۔ یہاں کیوں غیرت کو کام میں لائے کہ کارکنانِ بارگاہِ سلطانی صدر جگہ سے ہاتھ پکڑ کر اٹھانے دیں، اللہ تعالیٰ قویٰ خدائے عطا دے۔ آمین و اللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از ریاست رامپور مولوی امداد حسین برادر مولانا ارشد حسین صاحب ۱۲۹۴ھ

کیا فتنے میں علما نے دیں اس مسئلہ میں کہ اگر امام کوئی مستحب ترک کرے تو کیا مقتدیوں پر اس کا ترکِ کُتوب واجب ہوتا ہے اور دلیل یہ کہ تہمتِ فتنہ ہے اور وہ فعلِ مستحب اور قاعدہ کلیہ ہے نہ

مستحب مزاحم فرض نہیں ہو سکتا۔ بیّنہ ان وجوہ

الجواب

مباحث امام ہر فعل و ترک میں علی الاطلاق فرض و واجب کہا معنی مسنون اور مستحب بھی نہیں بلکہ بعض

صورتیں خلاف اولیٰ اور بعض میں محض ناجائز ہوتی ہے،

فی رد المحتار والفتاویٰ لیست فرضا یصل
تكون واجبة فی الفرائض والواجبات الفعلية
وتكون سنة فی السنن وکذا فی غیرہا عند
معاصرہ سنة وتكون خلاف الاول اذا
عاصمها واجب آخر او كانت فی ترک لا یلزم
من فعله من لفظة الامام فی واجب فعلی
کرمہ السیدین للتحریمية ولفظة و تكون غیر
جائزۃ ادا کا مستفی فی فعل بدعت او مقسومة
او لا یصلح له بالعلاقة، ص ۱۰۰

رد المحتار میں ہے متابعت امام فرض نہیں بلکہ فرائض اور
واجبات فعلیہ میں واجب، سنن میں سنت، اور اسی
طرح ان کے علاوہ میں سنت کے معارض کی صورت میں
اور متابعت خلاف اولیٰ ہے جب اس کے ساتھ
واجب آخر کا معارضہ ہو جائے، یا ایسی چیز کے ترک میں
حس کے فعل سے واجب فعلی میں امام کی مخالفت
لازم نہ آئے مثلاً تحریر کے لئے رطل یدین کرنا اور اس
کی دیگر نصف راہ مخالفت فعل بدعت، ضحیٰ یا
ایسے اعمال سے کہ اس سے کوئی تعلق نہ ہو ناجائز
ہے (۱۰۱) ت۔

پھر اگر اس مستحب متروک امام کے فعل سے کسی واجب فعلی میں مخالفت امام لازم نہ آئے تو اس کا فعل ہی جائز
اور واجب ہوگا۔ اور وہ مستحب درجہ استحباب سے بھی نہ گرے گا، چر جائیکہ بسبب ترک متابعت، حرام یا
بلکہ دسبے کا مکروہ ہی ہو جائے۔ کیا اگر امام ادب نظر کی مراعات نہ کرے تو مقتدی بھی انگلیں پھاڑے دیوار قبہ
کو دیکھتے رہیں، کیا اگر امام بحالت قیام پاؤں میں فصل زیادہ رکھے تو مقتدی بھی ٹانگیں چیرے کھڑے رہیں۔
کیا اگر ایسا نہ کریں تو حکم متابعت تارک ہے واجب و آثم و گنہگار ہوں گے لایقول بہ عاقل فاضل معین
فاصل (اس کا قول کوئی عاقل نہیں کر سکتا چر جائیکہ کوئی فاضل کرے۔ ت) اسی قبیل سے ہے عامر بانہ صا
مسواک وغیرہ کرنا وغیرہ ذلك من الاطاب والمحسنات التي لا یستلزم فعلها من لفظة الامام فی
واجب فعلی (اس کے علاوہ وہ آداب و حسنات جن کے بجالانے سے واجب فعلی میں امام کی مخالفت لازم
نہیں آتی۔ ت) اور یہیں سے ظاہر ہو گئی اس دلیل کی شناخت، امدید قاعدہ مسئلہ تعارض واجب و فرض و
سے رد المحتار مطلب عموم فی تحقیق متابعت الامام مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ۱/ ۳۳۸

مستحب ہانچی فیر سے محض بیگانہ اور اس کلمہ دلیل کے صریح ناقض، نظم زندہ ویسی کی دودھ ایت ہے جسے علامہ ابن امیر الحاج علی نے شرح فیہ میں نقل فرمایا،

حيث قال قسعة اشياء اذا لم يفعلها الا مام
لا يتركها القوم من فعل المدين في التحريمية و
الثناء ما دام الامام في العاتحة وتكبير السكوح
والسجود والتسبيح فيهما والتسبيح وقراءة
التشهد والسلام وتكبيرات التشريفات
(ملخصاً)

ان کی عبارت یہ ہے کہ خواشیاں ایسی ہیں اگر امام
انہیں نہ کرے تو قوم ترک نہ کرے تحریر کے لئے رفع ین
شنا کا پڑھنا بشرطیکہ امام فاتحہ میں ہو، رکوع کی تکبیر
سجود کی تکبیر ان دونوں میں تسبیح، سبحانہ لمن حمدہ
کہنا، قرآنہ تشهد، سلام اور تکبیرات تشریف
مخلصاً۔ (ت)

کہ اگر ہر فعل و ترک میں متابعت امام فرض ہو، تو جس طرح مستحب حرام فرض نہیں ہو سکتا، سنن بھی بلکہ واجبات
بھی صلاحت فراغت نہیں رکھتے تو ان چیزوں میں اتنا کایہ حکم کہ اگر امام نہ کرے جب بھی مقتدی نہ چھوڑیں
کیونکہ صحیح ہوتا قلت والاستقراء منم الحضور والعدول لا ينفذ التنازل والعباسية اخري (میں کتابوں
تبع و تماشائیوں میں حصر کے منافی ہے لیکن عدول، اقل، اکثر کے منافی نہیں اور دوسری طرح گفتگوئوں سے بہت)
متابعت امام صرف افعال نماز میں منظور ہے نماز سے کچھ عادتوں میں رہتی اس میں بھی ضرور ہے۔
بر تقدیر ثانی اگر امام کھجڑے تو مقتدیوں میں بھی غارش پج جائے، یا اگر امام اچھا ٹھنڈی سانس لے تو
مقتدیوں کو بھی دھونکنی لگ جائے۔ اور بر تقدیر اولی کیا ترک مستحب بھی افعال نماز میں معدود ہے جس میں
متابعت حتی مقصود ہے۔

فہر اقول بلکہ اگر نظر دقیق کو رخصتہ دقیق دی جائے تو اس لازم متابعت کی سلب کلیت و رکنار
کلیت سلب واضح اور آشکار۔

لما ذكرنا من انه لا متابعة في ما لا تعلق له
بالصلوة وترك المستحب كذا لك وما يترافى
من النقص بما اذا استلزم فعله مخالفة
الامام في واجب فعل فانه يجب متابعة

اس بنا پر جو ہم نے ذکر کیا کہ ان چیزوں میں متابعت
نہیں ہے جی کا نماز سے تعلق نہیں اور ترک مستحب
بھی اسی طرح ہے مجھے یہ ظاہر ہوا ہے کہ اس صورت
کے ساتھ اعتراض درست نہیں کہ جس کے فعل سے

الامامی ترکہ کا صرح بہ العلما فلیس
 ینقض فی الحقیقۃ لانہا انما فی قصد
 فانک الواجب ولزم من اتیانہ ترک ہذا
 المستحب فلا ہام ترکہ قصداً او سهواً
 والعقیدۃ لا یترکہ لمحض ان الامام
 ترکہ بل لانہ لو فعله لفاقم ما هو اہم و
 الزم لہم قولنا لا یلزم المتابعۃ فی ترک
 المستحب مطلقاً من حیث ہو وہو فاخبرہم
 فانہ اخری بہ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم۔

واجب فعل میں امام کی مخالفت لازم آ رہی ہو کیونکہ
 اس صورت میں امام کی متابعت اس کے ترک
 میں واجب ہوگی جیسا کہ علما نے تصریح کی ہے
 پس یہ حقیقتاً اعتراض ہی نہیں کیونکہ یہ تو فعل
 واجب کی متابعت کا معاہدہ تھا اور اس کے
 بجالانے سے اس مستحب کا ترک ہو، پس امام اگر مستحب
 کو قصداً یا سهواً ترک کرے تو مقتدی محض اس نے
 ترک نہیں کر سکتا کہ امام نے ترک کیا ہے بلکہ وہ اس نے
 ترک کرے گا کہ اگر وہ اس مستحب کو بجا لاتا ہے تو اس

سے جو اہم اور زیادہ لازم ہے وہ غرت بر جاستہ گا، پس ہمارا قول "مستحب بحیثیت مستحب کے ترک میں امام کی
 متابعت لازم نہیں" صحیح نظر اس سے اچھی طرح سمجھ لو کیونکہ یہی اس مقام کے لائق ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم۔ (ت)

مسئلہ کیا فواتے ہیں جس سے دن اس مسئلہ میں کہ دایہ کے پیچھے نہ پڑنا جائز ہے یا نہیں؟ اور
 اگر کسی مسجد کا امام وہابی المذہب ہو تو اس کی اقتدا کرنا مستحب ہے یا اس مسجد کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں نماز پڑھنا
 بینوا تو جبروا۔

الجواب

ان دیار میں وہابی اُن لوگوں کو کہتے ہیں جو اسمعیل دہلوی کے پیرو اور اُس کی کتاب تقویۃ الایمان کے
 معتقد ہیں یہ لوگ مثل شیعہ خارجی معتزلہ وغیرہم اہلسنت وجماعت کے مخالف مذہب ہیں ان میں سے جس شخص کی
 بدعت حد کفر تک نہ ہو یہ اُس وقت تھا اب کبرائے دایہ نے کھلے کھلے ضروریات دین کا انکار کیا اور تم وہابیہ
 اُس میں اُن کے موافقی یا کم از کم اُن کے حامی یا انہیں مسلمان جاننے والے ہیں اور یہ سب صریح کفر ہیں، تو
 اب وہابیہ میں کوئی ایسا ذرہ جس کی بدعت کفر سے گری ہوئی ہو خواہ غیر مقلد ہو یا بظاہر مقلد جس سال اللہ
 العفو والعافیۃ (ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ ت) نماز اس کے پیچھے
 مکروہ تحریمی ہے اور جو اس حد تک پہنچ گئی تو اقتدا اس کی اصلاً صحیح نہیں۔ شرح عقائد نسفی میں ہے:

ما نقل عن بعض السلف من المنع
 عن العبدۃ خلف السیئۃ لم یجوز

بعض سلف سے یہ جو منقول ہے کہ بدعتی کے پیچھے
 نماز متع ہے یہ کراہت پر محمول ہے کیونکہ فاسق

علیٰ انکراہۃ اذلا کلام فی کراہۃ الصلوۃ
 حلف الفاسق والبیعتن هذا الخالد یسود
 الفسق والبدعة الی حد الکفر اما اذا ادعی
 الیہ فلا کلام فی عدم جواز الصلاۃ خلفہ
 اور اسی طرح بخواراتی میں محیط اور خلاصہ اور بقیے سے منقول ہے :

حیث قال وقیدہ فی المحيط والصلوۃ و
 البیعتی وغیرہا بان لا تکفر بہ عتہ تکفیرہ
 فان کانت تکفیرہ فالصلوۃ خلفہ لا تجوز
 اور حسب امام محمد دہانی الذہب بر اور اسے منع کرنے اور امامت سے باز رکھنے پر قدرت حاصل نہ ہو
 تو اس مسجد کو چھوڑ کر چلا جائے اور دوسری مسجد میں جس کا امام ایسے خیانت سے پاک ہو نماز پڑھے۔ بخواراتی
 میں ہے

و ذکر انشراحہ وغیرہ ان الفاسق اذا تعذر
 منه یصلی الجمعة خلفہ فی غیرہا یتقن
 الی مسجد اخر و حل لہ فی العصر ا ج
 بان فی غیر الجمعة یجد اماما خیرہ
 فقال فی فتح القدر مکرر الاقتداء بہ فی
 الجمعة اذا تعددت اقامتها فی العصر
 علی قول محمد هو الفسق بہ قلت فاذا
 کان هذا حکما الفاسقین فی الاعمال فما
 ظلمک بالفاستقین فی العقائد و الله
 شام و میرے ذکر کی ہے کہ حسب فاسق کو امامت
 سے روکنا دشوار ہو تو جمعہ کی نماز اس کی اقتداء میں
 پڑھ لی جائے اور دیگر نمازوں کے لئے کسی دوسری
 مسجد میں چلا جائے، مزاج میں اس کی دلیل یہ
 بیان کی ہے کہ جمعہ کے علاوہ میں دوسرا امام میسر
 آسکتا ہے، اور فتح القدر میں ہے اس بناء پر
 اگر جو شہر میں متعدد جگہ ہوتا ہو تو جمعہ میں بھی اقتداء
 کر دہ ہوگی، اور امام محمد کے قول کے مطابق ایسا کرنا
 جائز ہے اور اسکی پر فرتی ہے قلت (میں

لے شرح عقائد النسفیۃ مسئلہ ان الفاسق یمکن من اہل الاولیۃ مطبوعہ مطبعہ شریک الاسلام دارالافتاء دارالحدیث ۱۵
 باب الامامة مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۲۷۹
 لے بخواراتی لے ایضا

تعالیٰ اعظم۔
 تو عتقاد میں فسق رکھنے والوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہو گا؟ واللہ تعالیٰ اعلم و دت۔

مسئلہ ۵۹ شہر گندہریلی مدرسہ مولوی غلام محمد صاحب پنجابی، شعبان المعظم ۱۳۱۲ھ

ایک جنازہ وقت غروب شمس کے پاس مسجد کے موجود ہوا اور وہ جنازہ اہل سنت و جماعت کا تھا حال یہ ہے کہ وارث میت کے من کل الوجہ جاہل تھے حتیٰ کہ نماز سے اور امام اس مسجد کا پانچوں وقت نماز تاکید سے پڑھاتا ہے اور کتب درسیہ متداولہ میں بھی تعلیم و تعلم رکھتا ہے اور اعلیٰ سنت و جماعت سے ہے اور خاص خفی سے ہے اور اُس امام کا یہ عقیدہ معتقد ہوا ہے خدا ایک ہے مثل اُس کے مقصور نہیں ہو سکتا ہے اور سب انبیاء علیہم السلام صادق ہیں خصوصاً حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بزرگی میں سب سے زیادہ ہیں اور بعد سب انبیاء علیہم السلام کے بزرگی میں سب سے زیادہ حضرت ابوبکر صدیق ہیں پھر حضرت عثمان ہیں پھر حضرت علی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم، اور کرامت اولیاء اللہ کی بھی برقی ہے خلاصہ ج طریقہ اہلسنت و جماعت کا ہے وہ اُس امام میں موجود ہے اور ایک شخص اور ہے کتب درسیہ پڑھے ہے یا نہیں واللہ اعلم بالصواب مگر مولوی ہے اور تعلیم و تعلم بھی کسی کتاب کا نہیں ہے اور اُس شخص کا عقیدہ یہ ہے کہ بزرگی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سب آدمی سے زیادہ ہے حضرت علیؓ، بی بی فاطمہؓ اور حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے زیادہ نہیں ہے بلکہ یہ سب پانچوں بزرگی میں برابر ہیں اور بزرگی حضرت علیؓ کی سب اصحاب سے زیادہ ہے اور وہ شخص نماز پانچ وقت جماعت سے نہیں پڑھتا ہے بلکہ محض جمعہ کے دن جماعت سے پڑھتا ہے اور تعزیر بنائے کر بھی اچھا کہتا ہے وقت جنازہ کے یہ دونوں مولوی مذکور موجود تھے اور دونوں کو دیکھتے میت سے بے لیا تھا اور دونوں کو حکم جنازہ پڑھانے کا کیا اور سوا امام کے دوسرا مولوی امام بن گیا اس وقت امام نے کہا لائق امامت جنازہ کے میں ہوں چونکہ سلطان اور قاضی اس وقت میں نہیں ہیں اور یہی بات تشریح و قیابہ اور ہدایہ اور سب کتابوں میں موجود ہے جارت مسئلہ مذکورہ کی یہ ہے،

والا حق ما لا صلاۃ السلطان ثم القاضی ثم الامت کا زیادہ حق دار سلطان ہے پھر قاضی پھر امام اصحابی ثم المولیٰ کما فی العصبیات۔
 محلہ کا امام پھر ولی، اس ترتیب سے جو عصبیات

میں ہے دت،

اور وہ مولوی اس مسئلہ کو نہ مانا اور امام بنا اور امام اچھی نے اس کے پیچھے نماز پڑھی اس وجہ سے کہ اس نے اس مسئلہ محرمہ کو نہ مانا اور بخاط مفاد مذکورہ محرمہ کے امام اچھی نے اس کے پیچھے نماز ترک کی۔ کیا امام ہونا نماز جنازہ کا امام اچھی مولوی کو لائق تھا یا دوسرے مولوی کو، اور نماز کا ترک کرنا امام اچھی کا ایسے شخص کے پیچھے

منا سب تمنا ہے اور سب نماز میں یعنی نماز پانچ وقتی اور جمعہ کی اور جنازہ کی ان سب نمازوں میں امام ہونا ان دونوں میں سے کوئی لائق ہے؟ بیٹو! قوجو!۔

الجواب

فی الواقع جبکہ ان بلاد میں حکام اسلام سلطان والی وقاضی مفقود ہیں اور سب وہ نہیں قرآن کے نائب کہاں اور اولیائے میت سب تصریح سائل محض جاہل تھے تو صورت مستفسرہ میں امام مسجد کو سب پر تقدیم اور اسی کو امام کرنا مستحب و بہتر تھا۔

تمنیر الالبصار و مرد المحتاسر یقدم فی
الصلوة علیہما السلطان (ثم نائبہ کما فی
الفتح) ثم القاضی (فی الفتح) ثم خلیفۃ
الوالی ثم خلیفۃ القاضی و مثله فی الامداد
عن الزیلعی، ثم امام الہی آئمہ ملتقطا و فی
المدار تقدیم المولا واجب و تقدیم امام الہی
مندوب فقط بشرط ان یکون افضل من
الولی و الا فالولی اولیٰ لہ۔

تنویر الالبصار اور رد المحتار میں ہے نماز جنازہ میں
سلطان مقدم ہے (پھر اسی کا نائب جیسا کہ فتح
میں ہے) پھر قاضی (فتح میں ہے پھر والی کا نائب
پھر قاضی کا نائب اور ادا میں زلیحی کے حوالے سے
اسی طرح ہے) پھر محمد کا امام آئمہ ملتقطا، اور در میں
ہے حکام کی تقدیم واجب اور محمد کے امام کی تقدیم
فقط مسجد ہے بشرطیکہ وہ ولی سے افضل ہو
وہ ولی اولیٰ ہو گا الخ (ت)

شخص دیگر کا ترک جماعت تو صرف گناہ تھا کہ بعد ازاں گناہ کبیرہ موجب فسخ ہوا اور تعزیر مانجہ بنانے
کو بھی جانتا بدعت شیعہ کی تحسین اور حضرت امیر المؤمنین سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو حضرت
حشیش رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل بنانا فرض و بدعت ہی، یہی وجہ اس شخص کے پیچھے نماز کے سخت مکروہ
ہونے کو کافی تھے۔ خلاصہ و فتح القدر و ہندیہ وغیرہ میں ہے، ان فضل علیہما حبیب اللہ (اگر کوئی
شخص سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دونوں خلفاء پر فضیلت دیتا ہے تو وہ بدعتی ہے۔ ت) اور کان الرابع
میں ہے،

اما الشیعة الذین یفضلون علیہا وہ مشیعہ لوگ جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کو
سلہ رد المحتار باب صلوة الجنازہ مطبوعہ مطبعہ ابیانی مصر ۶۴۹/۱
نوٹ: ہلالین کے اندر والی عبارت رد المحتار کی ہے اور یا ہروالی تنویر الالبصار کی ہے جو حاشیہ رد المحتار پر موجود ہے۔
سلہ رد مختار باب صلوة الجنازہ مطبوعہ مطبعہ جتباتی دہلی ۱۲۳/۱
سلہ خلاصۃ الفتاویٰ الفصل الخامس عشر فی الامارۃ الخ مکتبہ حلیہ کوئٹہ ۱۴۹/۱

علی الشیخین ولا یطعنون فیہما اصلاً
 كالزیدیۃ فتجوز علیہم الصلوۃ لکن
 تنکرۃ کراہۃ شد یدۃ۔

شیخین (حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما)
 پر فضیلت دیتے ہیں اور ان پر سرگز طعن و تشنیع بھی
 نہیں کرتے مثلاً فرقہ زیدیہ کے لوگ تو ان کے پیچھے
 نماز جائز ہے لیکن سخت مکروہ۔ (مت)

مگر بیان سائل اگرچہ ہے تو حضرات آل عبا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معاذ اللہ
 ہم سب وہم مرتہ بنانا تو خود کفر صریح اور دوسرا کفر صریح یعنی آل عبا کو انبیاء رب البقین علیہم الصلوٰۃ والسلام پر تفصیل
 کو مستلزم اس تقدیر پر تو امامت کیسی؟ وہ شخص اصلاً و قطعاً کسی نماز میں یا عبادت یا نیک کام کی خود یا وقت نہیں
 رکھتا کہ کفار کا کوئی مسئلہ قبول نہیں بلکہ حقیقتہً ان سے صدور عبادت معقول نہیں اس صورت میں اس کے پیچھے
 ترک نماز صرف مناسب بلکہ فرض قطعی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زیر مسائل غنائم سے جاں اور غنائم و صفات و قواعد قرأت
 سے محض ناواقف اور اس پر غیر عامل ایک بڑی مسجد کی امامت کرتا ہے عقیدہ کا بھی شکنی نہیں ہے بلکہ ان لوگوں
 کی ترویج مذہب میں مصروف رہتا ہے جن میں حقیت ہے اور ان کے مذہب کی ترویج میں ہر قسم کی چالاک و چباکی اور
 حوام کو مضابطہ دی گوار تکاب حرم و شبہ و حجاب اور اس مذہب کے علم و عمائد کی مدح و ستائش اور
 حوام کو ہر طرح ان کی طرف متوجہ اور مائل کرتا ہے اور ان کے مذہبی مشوروں میں شریک ہوتا ہے اُس مذہب والے
 کیسی ہی بات کہہ دیں گے وہ کفر تک پہنچی ہوا اس کو قبول و مسلم اور اس کی ترویج میں بجاں و دل ساسی اور
 اس مذہب کے اہل علم کے پاس مسافت دور و دراز قطع کر کے جاتا ہے اور اگر کوئی شکنی امام مسجد میں وہی
 کے تو ناخوش ہوتا ہے اور اکثر اوقات شریک نہیں ہوتا اور علمائے اہلسنت کی امانت اور ان پر افتراء و بہتان
 اور خلق کو ان کی عقیدت سے باز رکھنا اس کا شیوہ ہے کہ انی حالات سے رفتہ رفتہ صد ہا و ہزار ہا اہلسنت وقف
 ہو گئے ہیں بایں ہر اس فرض سے کہ امامت اور جو منافع دنیویہ اُس سے حاصل ہوتے ہیں قائم رہیں اور نیز
 اس خیال سے کہ شیعوں میں طارہ کہ حوام کو بتدیگ دام میں لائے اور اپنے مذہب کو خفیہ طور پر پھیلانے اس دوجہ
 الفیہ کرتا ہے کہ شیعوں کے جماع و مجالس میں بظاہر شریک رہتا ہے اور شیعوں کے سامنے دوسرے مذہب
 پر تبرہ اور ان کے علماء و عمائد کو خاص مسجد میں فحش گالیاں بر ملا دیتا ہے اور جب کہا جاتا ہے کہ اگر تو فی الواقع
 اس مذہب میں نہیں تو ان کے مسائل تجھے کیوں معلوم ہیں اور ان کے بیان کی حوام کے سامنے کیوں قریف اور

ان کی طرف راغب اور متوجہ کرتا ہے تو کہہ دیتا ہے مجھے تو قال اللہ وقال الرسول سے فرض ہے نہ ان کے مسائل سے گویا اُس کے نزدیک سُستی علماء جو مسجد میں وعظ کرتے ہیں وعظ اُن کا قال اللہ وقال الرسول کے خلاف ہے جو اُسے نہیں سنا اور جب اُن کے مجامع میں شریک ہونے اور اس مذہب کی تائید تقویت سے تعرض کیا جاتا ہے تو کبھی انکار کرتا ہے اور جب انکار سے چارہ نہیں پاتا تو توبہ کرتا ہے مگر افعال مذکورہ بدستور رکھتا ہے چنانچہ ایک سال میں تین بار توبہ کی اور ہر بار اُنھیں افعال کا ترک بار بار، قیسری بار توبہ کے بعد ایک سُستی وعظ کو کہ بعد نماز جمعہ کے وعظ کے لئے منبر پر بیٹھ لئے تھے وعظ سے روکا اور مذہب کے ایک حیار کو ایک شنی پڑھنے کو بٹھا دیا جس کی تصنیف کا باعث حوام کو مخالطہ وہی اور انھیں وام فریب میں لینا اور اپنے مذہب کی طرف گرویدہ کرنا ہے اور اس میں وہ عیاری و چالاک کی ہے جس کی حقیقت حوام اور نادانوں کی کچھ میں نہیں آ سکتی مگر مصنف شنی کو سب اہلسنت پہلے سے اپنا مخالفت مذہب جانتے تھے لہذا وعظ سُستی کو اُٹھا کر اُس شخص کو بٹھانا اور وعظ سے روک کے اسی کی شنی پڑھوانا باعث برہمی اہلسنت کا ہر اور جو لوگ اس کی ظاہری باتوں اور بار بار کی توبہ کے فریب میں تھے اُن پر حال اُس کا منکشف ہو گیا اور نماز اُس کے پیچھے چھوڑ دی اور جو واقعہ ہوتا جاتا ہے اس مسجد میں نماز کو نہیں آتا روز بروز جماعت میں کمی اور مسجد کی ویرانی اور خرابی ہوتی جاتی سے مردہ لوگ کہ احوال واقعی سے آگاہ اور اس کا چالاکیوں اور عیاریوں سے واقف نہیں اُس کے پیچھے نماز پڑھتے تھے یہیں در بعض اشخاص جنھیں نماز سے کام نہ دین سے فرض بعض وجوہ نفسانی سے مسلمانوں کی نماز اور مسجد کی خرابی کو ار کر کے اس کی حمایت بہا اور امت قائم رہنے پر اصرار کرتے ہیں آیا اُس شخص کو سُستی کہا جائے گا یا دوسرے مذہب میں شمار کیا جائے گا یا کسی میں نہیں اور باوجود ان سب امور ات کے اُس کی توبہ کا اعتبار ہو گا یا نہیں اور ایسے شخص کے پیچھے نماز کیا مکرم ہے اور مسلمانوں کو اُسے امامت سے موقوف کر کے کسی شخص سُستی صحیح العقیدہ واقع مسائل و قواعد قرأت کو جس کی امامت پر کوئی فتوہ اور اختلاف اور جماعت کی کمی اور مسجد کی ویرانی نہ ہو اس کی جگہ مقرر کرنا اور اس کی حمایت کرنے والوں کو حمایت سے باز آنا ضرور ہے یا نہیں ؟ بینوا تو جہودا۔

الجواب

جو شخص مسائل نماز سے جا ملے ہو اس کی امامت میں احتمال قوی نماز کے فساد و خرابی کا ہے کہ اس سے اکثر باتیں ایسی واقع ہوں گی جن سے نماز فاسد ہو جائے گی یا اس میں نقصان آئے گا اور وہ بسبب جہالت کے اُن پر مطلع نہ ہو گا اور ان کی اصلاح نہ کر سکے گا اسی طرح جو شخص مخارج و صفات و حروف و قواعد تجوید سے آگاہ نہ ہو مجب نہیں کہ اُس کے پڑھنے میں قرآن میں ایسا تغیر واقع ہو جائے جو بال اتفاق یا ایک مذہب پر موجب فساد نماز کا ہو کیا بل ضرورت ایسے شخص کو امام کرنا نماز میں کہ عماد اسلام و افضل اعمال ہے بل احتیاطی

درام شرع میں مداحنت و سہل انگاری نہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان سرکہ ان یقبل اللہ صلاتکم فلیؤمکم
خیارکم فانہم وفدکم فیما بلیکم وہین سریککم
سرواۃ الحاکم فی المستدرک۔

درمیان۔ اسے حاکم نے مستدرک میں روایت کیا۔ (ت)

نہید کے اکثر افعال مذکورہ فی السؤال فسق و غناہ کبیرہ ہیں اور خدا و رسول کا نافرمانی و نافرمانی کے باعث
خلق خدا کو گراہ کرنا راہ حق سے پھیرنا علمائے اہلسنت کی امانت و تحفیض ان پر افترا و بہتان خدا و رسول جن کی تعظیم
کا حکم دین خلق خدا کو ان کی عقیدت سے باز رکھنا غش گایاں خود کبیرہ میں موجب فسق مسقط شہادت خصوصاً جبکہ مسجد میں
ہوں جہاں دنیا کا مباح کلام بھی نیکیوں کو ایسا کرتا ہے جیسے آگ نرگزی کو کسا و صفی الحدیث عن رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (جیسا کہ حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ ت) وعظ علمائے
ناغشس برنا اور بغض و عناد سے منع کرنا ظلم عظیم ہے، حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے،

ومن اظلم ممن مبعّد اللہ ان ینکر
فیہا امحہ و سبی فی خرابہا۔
کون زیادہ ظالم سے اس سے جو رو کے خدا کی مسجدوں
کو اس بات سے کہ ان میں ذکر کیا جائے اُس کا نام
اور کشتش کرے ان کے دیران ہوسنے میں۔

اسی طرح وعظ علمائے مکروہ کلمہ کے نہ سننا اور دواں سے چلا جانا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

ومن اظلم ممن ذکر یا یات ربہ فاعرض
عنها ونسی ما قد ہت بہا اما جعلنا
اور کون زیادہ ستمگاہ ہے اس سے جو نصیحت کیا گیا اپنے
رب کی آیتوں سے قرآن سے منہ پھیر لیا اور بھول گیا

سہ مستدرک الحاکم کتاب المغازی والسرایا مطبوعہ دار الفکر بیروت ۲۲۲/۲

نوٹ: مستدرک میں "ان یقبل اللہ صلاتکم" کی جگہ "ان یقبل صلاتکم" ہے۔ نذیر احمد سعیدی

سہ احیاء علوم الدین فضیلتہ المسجداً مطبوعہ مطبعۃ المشرف الخسین قاہرہ ۵۲/۱

نوٹ: احیاء علوم الدین سے کئی جہزہ کے بعد یہ حدیث ابن نافع کے ساتھ لی ہے۔ الحدیث فی المسجد یا کل الحسنات
کہ تأصل الیہا ثم الحشیش (مسجد میں دنیاوی گھستگاریوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جس طرح جب نور
گھاس پھوس کھا جاتا ہے)۔ اس حدیث میں آگ، نرگزی کا ذکر نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم نذیر احمد سعیدی

سہ القرآن ۱۱۴/۲

علیٰ قلوبہم اکنسۃ ان یعقروہ فی اذانہم وقرآن

جو آگے بھیجا اس کے ہاتھوں نے، بیشک ہم نے کر نیے

ان کے دلوں پر پڑے اُس کے گھٹنے اور ان کے کانوں پر ٹینٹ۔
مسلمانوں کے ساتھ عیاری و چالاکی اور انہیں دھوکے دینا قریب میں ڈانٹا ایسے افعال کر کے جن کے سبب
لوگوں کی نماز ان کے پیچھے خراب ہو، ان کی تسکین کے لئے بظاہر توبہ کرنا اور انہیں باتوں کا ترکیب رہنا فتنہ ہے کہ
اللہ کے نزدیک قتلِ ناحق سے زیادہ سخت ہے اور عذابِ جہنم کا موجب۔

قل ائتہ تعالیٰ والفتنۃ اکبر موت القتل
وقال اللہ تعالیٰ ان الذین فتنوا المؤمنین
والمؤمنات ثم لم يتوبوا فلہم عذاب
جہنم ولہم عذاب العریق
اللہ تعالیٰ کا ارشاد بگرا می ہے اور فتنہ قتل سے بدتر ہے
اور اللہ تعالیٰ کا یہ بھی فرمان ہے بلاشبہ وہ لوگ جو
مومن مردوں اور عورتوں کو فتنہ میں ڈالتے ہیں
پھر توبہ نہیں کرتے ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے
اور ان کے لئے جلاسنے والا عذاب ہے۔ (ت)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

عجب فاسق کی مدت کی بات ہے، عیش نہ کاٹتا ہے اور حق بنیٰ تعالیٰ اس کی طرف
سے منہ پھیر لیتا ہے۔

مراد ابن ابی الدنیا فی ذم الغیبة و ابو یعلیٰ
فی مسندہ و البیہقی فی شعب الایمان من
انس بن مالک و ابن عدی فی کما مل عن ابن ہریرۃ
مرفوع اللہ تعالیٰ علیہما۔
اس کو ابن ابی الدنیا نے کتاب ذم الغیبة میں،
ابو یعلیٰ نے مسند میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں
حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور
ابن عدی نے کما مل میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ (ت)

حب فاسق کی مدح خدا کو اس قدر ناپسند ہے تو دوسرے اہل بدعت کی تعریف کس قدر موجب
اس کی ناراضگی کی ہوگی بدل اہل بدعت سے محبت و عقیدت سے دور دور سے ان کے پاس جانا ان کی ترویج

سۃ القرآن ۵۷/۱۸

سۃ القرآن ۲۱۷/۲

سۃ القرآن ۱۰/۸۵

سۃ شعب ایمان باب فی حفظ اللسان مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۳۰/۴

مذہب میں سامعی رہنا اور مشنیوں کی تعزیر کو انھیں گالیاں دینا اُس مذہب پر تبراً کرنا ذوالوجہین ہونا ہے جس پر وعید شدید درود، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
ذوالوجہین کو قیامت میں دو زبانیں آگ کی دی جائیں گی۔
قرآن مجید اس حرکتِ مشنیہ کی مذمت سے مشحون ہے۔

قال اللہ عزّ وجلّ یخدعون اللہ والذین امنوا وما یخدعون الا انفسہم وما یشہرون فیہ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا دھوکا دینا چاہتے ہیں خدا اور
مسلمانوں کو اور حقیقت میں نہیں فریب میں ڈالتے
مگر اپنی جانوں کو اور انھیں خبر نہیں۔

اور فرماتا ہے :

اذا نقوا الذین امنوا قانوا اعداء اذا اخلوا الی
شیطینہم قانوا انا معکم انما نحن مستہرکون۔
جب مسلمانوں سے طیس کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں اور جب
اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوں تو کہیں ہم
تمہارا ساتھ ہیں ہم تو یونہی ٹھنڈا کرتے ہیں۔

الغرض نربہ کے خاسق ہونے میں کوئی شبہ نہیں اور نمازِ فاسق کے پیچھے مکروہ ہے۔ علما حکم دیتے ہیں کہ
اُس کے پیچھے نماز نہ پڑھے بلکہ دوسری مسجد میں پڑ جائے اور جہنم کے ردیاب بمصر چند مسجدوں میں جائز نہیں
ہوتا وہ بغیر وقت جمعہ میں اُس کی اقتدار وار کھتے ہیں اگر کسی طرح اُس کا امامت سے روکنا نہ بن پڑے ، امام
علامہ محقق علی ان طلاق کمال الدین محمد بن الہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں جبکہ قولِ مفتی بریہ ٹھہرا کہ جمعہ بھی چند
مسجدوں میں ہو جاتا ہے تو نمازِ جمعہ میں بھی اُس کی اقتدار مکروہ ہے کہ دوسری مسجد میں پڑ جانا بیکسر ہے ،

فی البصر المدنی و ذکر الشامی وغیرہ امت
الفاسق اذا تعدی منعه یصلی
الجمعة خلفہ وفی غیرہا ینقل الی
مسجد اخر و حلّ لہ فی المہراج بان فی
غیر الجمعة یجد اما ما غیرہ فقال فی
بکوالزنی میں ہے شامی وغیرہ نے یہ ذکر کیا ہے کہ
جب فاسق کو امامت سے ہٹانا دشوار ہو تو جمعہ
اُس کی اقتدار میں پڑ لیا جائے البتہ دوسری نمازوں
کے لئے کسی دوسری مسجد میں چلا جانا چاہئے ، اور
مہراج میں اس کی علت یہ بیان کی کہ جمعہ کے مسئلہ

سہ مجمع الزوائد باب فی ذی الوجہین واللسانین مطبوعہ دار الکتاب العربیہ بیروت ۹۵/۸

سہ القرآن ۹/۲

سہ القرآن ۱۴/۲

یہاں تک تو مجرد کراہت تھی اب جبکہ اس کے حالات سے معلوم ہوا کہ اپنا وہ کوئی عقیدہ نہیں رکھتا بلکہ بعض اہل بدعت جو بات کہہ دیں وہ اس کے نزدیک مسلم ہوتی ہے حتیٰ کہ ان کے کفریات کو مسلم رکھتا ہے اور اس کی ترویج میں بجا و دل سائی ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ بدعت اس کی حد کفر تک پہنچی ہے اور انتہا اس کے عقیدہ زائفہ کی نہیں معلوم ہو سکتی بلکہ جب اپنے اُن مشیروں کو بھی گالیاں دیتا اور ان کے مذہب سے تبرک کرتا ہے تو یہ اس کے حال سے یہ ہے کہ وہ محض زندقہ و بدعتیہ ہے جسے کسی خاص کسی مذہب سے غرض نہیں بلکہ مجرد مخالفت دین اسلام و مذہب اہل سنت منظور ہے ایسے شخص کے پیچھے نماز قطعاً باطل و حرام ہے۔

لی البعض الرائق قیدہ فی المحيط والخلاصۃ
والمجتہد وغیرہ بان یشکون بدعتہ تکفیرہ
فان کانت تکفیرہ فاما صلاۃ خلفہ لا تجوز۔
بجرازاۃ میں ہے محیط، خلاصہ، مجتہد وغیرہ میں ہے
اس کی بدعت حد کفر تک نہ پہنچی ہو، اگر اس کی بدعت
حد کفر تک پہنچی ہو تو اس کے پیچھے نماز جائز نہ ہوگی۔

تیسری میں ہے،

انہا یحوش لا اقتداء بہ مع الکراہۃ اذ الہو
یکنہما یعتقدہ یؤدی الی الکفر لہما لو کانت
مؤدی الی الکفر فلا یجوز اصلہ
کراہت کے ساتھ اس کی اقتداء اسی صورت میں
جائز ہے جب اس کا اعتقاد حد کفر تک نہ پہنچے
اگر وہ حد کفر تک پہنچتا ہے تو بالکل اس کے پیچھے نماز
جائز نہ ہوگی۔ (ستہ)

اور بعد امتحان و تجربہ کے ظاہر کہ فریب مسلمانوں کے لئے توہر کرتا ہے اور ان عقائد و مکائد سے باز نہیں آتا ہرگز اس کی توبہ پر اعتبار نہ ہوگا خصوصاً اگر نمازیں کہ تمام اعمال سے افضل و اتم ہے۔ جو لوگ ایسی توبہ پر اعتقاد کرتے ہیں ان سے پوچھا جائے اگر کسی شخص کے چور ہوئے کاتھیں یقین ہو گیا ہو اور وہ بار بار توبہ کر کے پھر چوریاں کرتا ہو آیا اس کی توبہ پر مطمئن ہو کر پھر بھی پناہ مال اسے سپرد کر دو گے افسوس مال دنیوی کہ اللہ کے نزدیک محض حقیر و ذلیل ہے تمہاری نگاہ میں ایسا عزیز و محترم کہ جس امر میں اس کے نقصان کا وہم بھی ہو اس سے پرہیز کرو اور نماز کہ اللہ کو نہایت محبوب اور اس کے نزدیک بس عظیم ہے اس میں یہ مہانت اگر بالفرض اس کی توبہ تھی اور صدق باطن سے ہوتا ہم جب حال اس کا مشتبہ ہو چکا تو خواہ مخواہ اس کے پیچھے نماز پڑھنے کا کس نے فرض و وجوب کیا، کیا ایسا کوئی شخص نہیں ملتا جو ان معائب سے بری اور اس کے پیچھے نماز بلا اشتیاء درست ہو اور

جو لوگ ایسے شخص کی حمایت کرتے ہیں نماز کے دشمن اور مسجد کی ویرانی اور اہل اسلام کے عمدہ شعائر یعنی نماز کی بربادی چاہتے
والسے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۹۵ از رنگون مرسلہ سید اشکام علی صاحب ۵ اذی الحجہ ۱۳۱۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل مسئلہ میں : ایک شخص کا دھنبا ہاتھ لٹ گیا
اس وجہ سے نیت باندھے وقت پڑھا اسکا گوش تک نہیں پہنچا کہ اس کو مس کرے ، اسی سبب سے بعض لوگ
اُس کے پیچھے اُفتد اکہلے سے انکار کرتے ہیں کیا موافق اہل رنگون کے اس کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی ؟

الجواب

خیال مذکور غلط ہے اُس کے پیچھے جواز نماز میں کلام نہیں ، ہاں غایت یہ ہے کہ اس کا غیر ادنیٰ جہت ہے وہ
بھی اُس حالت میں کہ یہ شخص تمام حاضرین سے علم مسائل نماز و طہارت میں زیادت نہ رکھتا ہو ورنہ یہی احق و
اولیٰ ہے۔

فی رد المحتار تحت قولہ تکلیف خلفہ مرد
وسفیہ ومفلوج وابصر۔ لو کذلک اخرج
بقوم ببعض قد مہ فالافتاء سعیدہ اولی
تاتارخ نیتہ وکذا اجذہ بوجہ مذکور
محبوب وحقائق ومن لہ ید واحدۃ ہادی
العبودیتۃ عن التحفۃ اھو فی المدر میکرہ
امامۃ لاعین ان یکون اھلہ القوم فھو
اولیٰ اللہ ملخصہ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

سے یہی ہے اھ اور در مختار میں ہے نابینا شخص کی امامت مکروہ ہے سوائے اس صورت کے کہ وہ قوم میں
سب سے زیادہ عالم ہو تو اس صورت میں وہی امامت کے زیادہ لائق و افضل ہے اھ ملخصاً واللہ
تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۵۹۶ ایک شخص کی جوان بی بی ہے پردہ باہر نکلتی ہے بلکہ بازار میں میوہ کرکچ سودا بیچا کرتی ہے پس اُس

شخص کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب

اگر باہر نکلنے میں اس کے کپڑے خلاف شرع ہوتے ہیں مثلاً باریک کہ بدن چکے یا اونچے کہ ستر سورت
نہ کریں جیسے اونچی گرتی سیٹ کھلا ہوا یا بے طوری سے اوڑھے پٹنے جیسے دوپٹہ سر سے ڈھلکایا کچھ حصہ بالوں کا
کھلا یا زرق برق پوشاک جس پر نگاہ پڑے اور احتمال فتنہ ہو یا اس کی چال و حال بول چال میں آثار بد و خبی
پائے جائیں اور شوہران باتوں پر مطلع ہو کر باوصف قدرت بندہ بست نہیں کرتا تو وہ دیوث ہے اور اس کے
پیچھے نماز مکروہ،

فان الديوث من لا يفار على امرأته او محرمه
كما في الدر المختار وهو فاسق واجب
التعزير في الدر لو اقر على نفسه بالدياثة او
عرف بها لا يقتل ماله ولا يستحل ذريته في
تعزير الخ والفاسق تكراه الصلاة خلفه
اس من فعل في حق من عرفه بمجره
راست نقل نہیں کیا جائے گا جب تک وہ دیوث نہ ہو جائے، لیکن تعزیر میں
میں ممانعت کیا جائے گا اگر او فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ (ت)

اور اگر ان مشناعتوں سے پاک ہے تو اس کے پیچھے نماز میں کوئی حرج نہیں،

فان المرأة نفسها لا تقس بمجردها
تخالط الرجال حتى انها تعدل
معدلة للشهود فلا شنته بذلك على زوجها
في الهندية يقبل تعديل المرأة لزوجها
وغيره الخ كات امرأه برضة تخالط الناس
وتدملهم كذا في المحيط
اسر حشر وبت تعالیٰ علم۔

کیونکہ عورت بذاتہا بے پردہ رہنے اور مردوں سے
اختلاط کی وجہ سے فاسق نہیں ہوتی حتیٰ کہ وہ گواہوں
کی تعدیل اور تزکیہ کی صلاحیت رکھتی ہے تو اس بنا
پر اس کے خاوند پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ ہندیہ میں
ہے کہ اس عورت کی خاوند وغیرہ کے بارے میں
تعدیل قبول کی جائے گی جب وہ ایسی ہو کہ یا پردہ
باہر آئے اور مردوں سے اختلاط اور معاملات
کرسے مجتہد سنی میں اسی طرح ہے و اللہ اعلم (ت)

۵۹۹ھ ازاد ہر وہ مطلوب مسئلہ حضرت میاں صاحب قبلہ حضرت سید شاہ ابوالحسن احمد نوری میاں
رحمہم اللہ ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ :

- (۱) قوتے کے پیچھے نماز کیسی ہے ؟
- (۲) ہکے کے پیچھے نماز کیسی ہے ؟
- (۳) ایک شخص تھوڑی سی ایون بغرض وہ اکھاتا ہے اور اس کی سبب اسے نشہ نہیں ہوتا ایسے کی امامت
مکروہ ہے یا نہیں ؟

الجواب

(۱) مذہب صحیح میں غیر قوتے کی نماز اس کے پیچھے باطل ہے ، تحریر میں ہے : امامۃ الا لشع
بالفصیح فاسدۃ فی المراجعہ الصحیحۃ (قوتے کی امامت فصیح (غیر قوتے) کے لئے رائج اور صحیح
قول کے مطابق فاسد ہے ۔ ت)

(۲) اگر ہکلا نماز میں نہ ہکلائے جیسے بعض لوگوں کا ہکلانا وقت غضب سے مخصوص ہوتا ہے صرف غصہ
میں ہکلانے لگتے ہیں ویسے صاف بولتے ہیں یا جس کا ہکلانا بے پروائی کے ساتھ ہوتا ہے اگر تحفظ و احتیاد کریں
تو کلام صاف ادا ہوا ایسے لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ باتوں میں ہکلاتے ہیں اور اذان و نماز و تلاوت میں اس کا کچھ
اثر نہیں پایا جاتا ایسی صورت میں تو کلام نہیں کہ وہ حق نماز میں خود فصیح ہے اور ہر جگہ ہکلانے اس کی تین
قسمیں ہیں :

ایک وہ کہ ان کی تکرار میں بعض حروف معین ہیں مثلاً کات یا ج یا پ کہ جہاں رکیں گے ان ہی حرف
کی تکرار کریں گے یا گھبرا کر ایس ایس کرنے لگتے ہیں ان کے پیچھے تو فساد نماز بدیہی ہے ۔

دوسرے وہ کہ جس کلمہ پر ٹپکتے ہیں اُسی کے اول حرف کی تکرار کرتے ہیں ، اس صورت میں اگرچہ حرف
خارج نہیں بڑھتا بلکہ اُسی کلمہ کا ایک جز و مکرر ادا ہوتا ہے مگر ازانجہ کہ حرف جو تکرار لغو و مہمل و خارج عن القرآن
رہ گیا ان کے پیچھے بھی نماز فاسد ہے ، درحقیقہ قوتے کے پیچھے فساد نماز کا حکم لکھ کر فرماتے ہیں :

هذا هو الصحيح المختار في حكمه
اللائحة دكدامن لا يقدر على التلفظ
قوتے کے بارے میں مختار اور صحیح حکم یہی ہے اور اس کا
طرح وہ شخص ہو گا جو حرف تہی میں سے کسی حرف کی اوپر

بہر حرف من المعروف اولیٰ یقید علیٰ اخراج
الاولیٰ بتکرارینے

نور الایضاح و مراقی الفلاس میں ہے :
لا یصح اقتداء من بہ التماثلاً بتکرار الفاء
والتمتہ بتکرار التاء فلا یتکلم الا بکلمۃ مطلقاً
ت کو تکرار سے پڑھتا ہو یعنی جب بھی ایسے حرف کو بولتا ہے تو وہ حرف تکرار سے ادا ہوتا ہے (مطلقاً) (ت)
تیسرے وہ کہ بھلاتے وقت نہ کوئی حرف غیر نکالتے ہیں نہ اسی حرف کی تکرار کرتے ہیں بلکہ صرف ایک جاتے ہیں
اور جب ادا کرتے ہیں تو ٹھیک ادا کرتے ہیں ایسوں کے پیچھے نماز صحیح ہے۔ ہندیہ میں ہے :

الذی لا یقید من علیٰ اخراج الحروف الابلجید
ولہرکن لہ تمتمہ او خافاً فاذا اخرج الحرف
اخرجھا علی الصبحۃ لایکرا ان یکون احاسا
ہکذا فی الصحیحۃ
وہ شخص جو کوشش کے بغیر اداسے حرف پر قادر نہ ہو
نہ تو تکرار کرتا ہو اور نہ ہی تکرار کرتا ہو جب حرف
ادا کرتا صحیح ادا کرتا ہے ، تو ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ
نہیں۔ جمیع میں یہی ہے۔ (ت)

دہا یہ کہ کوئی کراہت بھی ہے یا نہیں۔ ہر سہ گراں ہر سہ گراں ہوتا جس میں ایک رکی
ادا کر لیا جائے جب تو کراہت کی کوئی وجہ نہیں اور اگر اتنی دیر ہو تو اگرچہ وہ سہ اس قدر سکوت موجب جہاں سہ ہے
اور بلا مذکر کراہت تحریم کما یظہر من التسمیۃ والحدود الغنیۃ ودد المحتار (جیسا کہ تنویر، در، غنیہ اور
رد المحتار میں اس کا بیان واضح ہے۔ ت) اور اگر ان کا رکنا بعد سے جس طرح جائی یا چھینک یا کھانسی وغیرہ
اذا رک کے باعث بعض اوقات سکوت بقدر اداسے رک ہو جاتا ہے تو ظاہراً یہاں وہ مکرم نہیں، ہاں اس میں شک
نہیں کہ ان کا غیر ان سے ادنیٰ ہے جبکہ بہ سبب حاضری سے اعلم یا حکام طہارت و نماز نہ ہوں واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) نشہ جو ہمارے محاورہ میں مسکروہ تفسیر دونوں کو عام ہے اور نہ ہی حدیث دونوں حرام اس کے یہی معنی نہیں
کہ زمین و آسمان یا مرد و عورت میں اختیار نہ رہے یہ تو اس کی انتہا ہے اور نشہ کی ابتدا انتہا دونوں حرمت میں
یکساں پس اگر اس مایہون کے سبب کچھ بھی اس کی عقل میں فتور یا عواس میں اختلال پیدا ہو تو کسی وقت پینک آتی ہے

سلفہ در مختار باب الاماۃ مطبوعہ مطبعہ مجتہبی دہلی ۸۵/۱
سلفہ مراقی الفلاس شرح نور الایضاح مع الحاشیۃ الطحاویۃ باب الاماۃ مطبوعہ نور محمد تجارتی کتب کراچی ص ۱۵۷
سلفہ فتاویٰ ہندیہ الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماماً لہو نورانی کتب خانہ پشاور ۸۶/۱

بیٹھے بیٹھے اُونکے جاتا ہو یا کسی وقت گردن ڈھکنے یا آنکھیں چڑھ جاتیں اُن میں لال ڈور سے پڑتے ہوں جسے یہ دُک اپنی اصطلاح میں کیفیت دوسرے کہتے ہیں تو یہ سب صورتیں حرام ہیں اور اُن کا مرکب فاسق اور اس کے پیچھے نماز مکروہ بلکہ اگر صرف اتنا ہی ہوتا کہ جس وقت کھائے جمائیں آئیں، اعضا شکنی ہو، دورانِ سر ہو، تاہم حرمت میں شک نہیں کہ ترک پر غار پیدا ہونا صاف بتا رہا ہے کہ استعمالِ بعد وہ انہیں نفس اس کا خوگر ہو گیا ہے اور بلا غرض مرضِ دینی طلب و شوق سے اُسے مانگتا ہے اور یہ صورت خود ناجائز ہے اگرچہ نشہ نہ ہو بلکہ حقیقتاً یہ حالت اُسی کو پیدا ہوگی جس دماغ میں افیون اپنا عمل ناجائز کرتی ہو ورنہ بحرب و دوا کا ترکِ خوار نہیں آتا، ہاں اگر اس سبب حالتوں سے پاک ہے اور واقعی صرف حالتِ مرض میں بقصد دوائی قلیل مقدار پر استعمل کرتا ہے کہ نہ اس کے کھانے سے سرور آتا ہے اور نہ چھوڑنے سے غار تو اس کے پیچھے نماز مکروہ نہیں۔ رد المحتار میں ہے۔

البنجر والافیون استعمال الکثیر المسکو
منہ حرام مطلقاً واما قلیل حالت کانت
للمو حرم وان المتداوی فلا انتہی ملقطاً۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

بنجر اور افیون کا استعمل کثیر کہ اس سے نشہ پیدا ہو
تو ہر حال میں حرام ہے، اگر قلیل ہو تو ہو کے لئے
حرام ہے اور بطور دوائی حرام نہیں انتہی تھیں (انتہی تھیں)

منتقلہ ۲۲ صفر القفر ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک زمین اپنی بنام مسجد وقف کی ایک زمانے تک مہتمم مسجد کے قبضہ میں رہی اور کرایہ مسجد میں خرچ ہوتا رہا پھر باغوا نے بعض بنو زید نے ایک کچری میں کرایہ دار پر ٹوک دیا کہ یہ پالنے کا دعویٰ کیا مہتمم مسجد جس کے متعلق اس زمین کا اہتمام تھا اور ہی مسجد کا امام ہے مسجد کے نام کے کریم نامہ وغیرہ کاغذات اُس کے پاس تھے اس کچری میں موافق مسجد رہا کہ دعویٰ فارغ ہوا زید نے پھر دوسری کچری میں دعویٰ مالکیت کیا اب وہ مہتمم زید سے مل گیا مقدمہ کی پیروی نہ کی نہ مسجد کی طرف سے کاغذات ثبوت پیش کئے عدم پیروی کی وجہ مقدمہ غلط مسجد تجویز ہوا مسلمانوں نے مسجد کی طرف سے اپیل کیا اس کچری میں کاغذات سے مہتمم نے صاف انکار کر دیا کہ زمین قبضہ مسجد سے نکل گئی اس صورت میں مہتمم مذکور مسجد کا مہتمم یا امام رکھے جانے کے قابل ہے یا نہیں، اسے امام مقرر کرنا کیسا ہے؟ اور اب کہ مسلمان اس کی اس حرکت کے باعث ناراض ہیں اسے امام بنانا کیسا ہے؟ جینوا قوجو

الجواب

صورت مذکورہ میں وہ مہتمم خائن مجرم فاسق ہے اسے مہتمم رکھنا حرام، امام بنانا گناہ، اسے امام
ملہ رد المحتار کتاب الاشریہ مطبوعہ مطبعۃ اباباتی مصر ۲۲۵/۵

بنانا جائز، اگر امامت کرے گا اس کی نماز قبول نہ ہوگی، درمختار میں،

یہ نیز وجوہاً بجزائریۃ لو الواقف
 وقف مشہد مال چھیننا واجب ہے کذا فی آئین ازیر
 دوسرے فقیرہ بلا دلف غییر
 اگر واقعہ پر اطمینان نہ ہو یعنی خائن ہو کذا فی الدرر
 حاکمونہ۔
 تو خیانت کی صورت میں غیر واقف سے مال چھیننا بطریق
 اولی جائز ہوگا۔ (ت)

غنیہ میں ہے، لو قد صوفاً سقیا شہوت (اگر لوگوں نے فاسق کو امامت کے لئے، مقدم
 کر دیا تو گنہگار ہوں گے۔ ت) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، تین شخصوں کی نماز قبول نہیں ہوتی
 من اہم قوما وہم لہ کادھون ایک وہ جو کسی قوم کی امامت کرے اور وہ اس کی امامت سے راضی نہ ہوں،
 یعنی جبکہ یہ نافرمانی اس میں کسی نقص شرعی کی وجہ سے ہو جیسا کہ یہاں ہے کذا فی الدرر وغنیہ (جیسا کہ درمختار
 وغیرہ میں ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از مؤلف ضلع بریلی خود محرم الحرام ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ جو شخص رشوت لیتا ہے اس کے پچھے نماز پڑھا کیسا ہے اور
 جو شخص اپنی زوجہ کو باہر نکلنے سے منع نہیں کرتا اور بددین کرتا کس کچھ پچھے نماز پڑھنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب

رشوت لینا حرام ہے اور رشوت لینے والے کو پچھے نماز سخت مکروہ ہے، اور اگر عورت بے ستر نکلی ہے
 جیسے بدو ہندیہ کے ننگے کپڑے اور شوہر اس کا باوصف اطلاع و قدرت باز نہیں رکھتا تو فاسق ہے اور اس کے
 پچھے نماز مکروہ و رد نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از پٹی حجت علامہ میرزاں مرسلہ مراد علی احمد صاحب محدث سودقی

۲۲ ربیع الاول ۱۳۱۳ھ

میں بعد فرضی ظہر مغرب و عشا کے سلام پھیرتے ہی یمن و یسار کی جانب رخ کر کے اللہ
 انت السلام و صلتك السلام پڑھ کر سفتیں پڑھا کرتا ہوں مولوی حبیب الرحمن سہارن پوری نے مجھ سے کہا

۳۸۳/۱	مطبوعہ مطبع مجتہائی دہلی	کتاب الوقف	ملہ درمختار
۵۱۳	سہیل اکیڈمی لاہور	فصل فی الامامة	ملہ غنیۃ المستملی شرح غنیۃ المصلی
۲۸۲/۲	المکتبۃ العیسیویۃ بیروت	جنادۃ بن ابی امیہ ترجمہ ۲۱۵	ملہ المعجم البکیر
۶۳/۱	مطبوعہ مجتہائی دہلی	باب الامامة	ملہ درمختار

کہ فقہاء بعد ان فرضوں کے جن کے بعد تطوع ہے ترک استقبال قبلہ کو منع سمجھتے ہیں بلکہ سمجھتے ہیں کہ ان فرضوں کے بعد اُسی حیثیت پر ہے اور فوراً تطوع میں مصروف نہ ہے اس پر غلیل الرحمن نے یہ کہا کہ تعامل عزمین میں بھی یوں ہی ہے میں نے گتہ یوں ہی دیکھی تو کہیں مخالفت نہ ملے صحت اتنا ملا کہ جن فرضوں کے بعد تطوع ہے مقدار اللہم انت السلام سے زیادہ توقف نہ کرے اس مسئلہ میں جو حضور کے نزدیک جواب ہو افادہ فرمائیے تاکہ میں اس کے مطابق عمل کروں بلکہ مناسب تو یہ ہو گا کہ عربی عبارت میں بطور اختصار اس کو قلمبند فرمائیے۔

الجواب

الحمد لله وحده السنة المتوارثة للامام
من لدن امامنا اذان مرصيد الرسل تكرام
عليه وعيهم افضل العسلوة والسلام
هو الانصوات صحت القبلة لمن اراد
مكثا ما بعد السلام لكل العسلوة في
ذلك متساوية الاقدام و هو سر و
بنك و بکراهية بقا صحت مستقبل
القبلة بعد التمام غير واحد من العلماء
العدل و فالحق معكم و ما نزل من مخالفكم
فقد اقرى فيه على الفقهاء الفخساء
قال البولي المحقق محمد بن محمد بن محمد
الشهير بن امير الحج في الحية شرح
الصنية ناقل عن الذخيرة اذا كانت فرج
الامام من صلاته اجمعوا على انه
لا يملك في مكانه مستقبل القبلة سائر الصلوات
في ذلك من السو و قال وقد صرح غير واحد بان
يكون له ذلك و قد اخرج الامام ابو داود في

سبب تفرعت الله کے لئے جو وحدہ لا شریک ہے امام
الانام سید الانبیاء نبی اکرم علیہ وعلیہم افضل الصلوة و
السلام کی ظاہری حیثیت سے لے کر اب تک امام کے لئے
بطور سنت منقول ہے کہ جو شخص سلام کے بعد کچھ ٹھہرنے کا
ارادہ رکھتا ہو تو وہ قبلہ سے رخ پھیرے۔ قدیم زمانہ سے
یہ حکم تمام نمازوں میں برابر چلا آ رہا ہے اور تکمیل نماز کے
بعد اس کے لئے قدر رخ رہنا مکروہ ہے۔ ان دونوں
باتوں کی تصریح بڑے بڑے علما نے اسلام نے فرمائی
پس حق تمہارا ساتھ ہے، اور تمہارے مخالف نے جہک
کہا ہے وہ تمہارا رلام پر قسمت ہے، ہمارے قسمت
ہی فاضل محقق محمد بن محمد بن محمد المعروف ابن امیر الحاج
علیہ شرح علیہ میں ذخیرہ کے ۱۰۷۱ سے لکھتے ہیں جب
تمام نماز سے فارغ ہو جائے تو سب علماء کا اتفاق ہے
کہ وہ اپنی جگہ پر قبلہ رخ نہ ٹھہرا ہے اور اس حکم میں
تمام نمازیں برابر ہیں اور فرمایا کہ قبلہ رخ رہنے کی کراہت
پر متعدد علما نے تصریح کی ہے اور امام ابو داود
نے سنن میں احکام نے مستند رک میں ابو رمثہ رضی اللہ

سننہ و الحاکم فی المستدرک عن ابی مسعود
رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال صلیت هذه
الصلاة او مثل هذه الصلاة مع النبي صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال وكان ابو بكر و
عمر یقومان فی الصف المقدم من یسینہ
وكان من اجل قد شهد التكبیر الاولی معہ
الصلاة یشفع فوثب الیہ عمر فاخذ
بمكببہ فصرہ ثم قال اجلس فانہ لم
یہلك اهل الكتاب الا انہم لم یكن یبر
صلواتہم فصل فرغم النبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم بصرہ فقال اصحاب اللہ بلینہ
یا بنی خطاب (مخلصاً) قلت فهذا نفس من تنبت
الشریعة صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی
انفصالہ عن القبلة بعد صلوۃ یتبعھا تطوع
فلا وجہ للنہی عنہ وان ملخص بعض کراۃ
المکث مستقبل بالاقوی بعد کما فی
الغنیۃ عن الخلاصۃ واللہ سبحنہ و
تعالیٰ اعلم۔

تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، فرمایا کہ میں نے یہ یا اسکی مثل
نماز نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کی
اور فرمایا کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنہما امام کے پاس صفت اول میں کھڑے ہوتے تھے
اور ایک آدمی جو تکبیر اولیٰ سے نماز میں شامل
ہوا تھا، کھڑے ہو کر دو رکعت نماز ادا کرنی شروع کر دی
حضرت عمر اس کی طرف فی الفور بڑھے اس کے کاہٹے
کو پکڑ کر حرکت دی اور کہا بیٹھ جا، اہل کتاب نہیں
ہلاک ہوئے مگر اس لئے کہ وہ اپنی نمازوں کے درمیان
فاصلہ نہ کرتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے نظر مبارک اٹھا کر دیکھا اور فرمایا: سے بن خطاب
اللہ تعالیٰ نے تیری رہنمائی فرمائی ہے قدرت (میں)
مستحق ہوں۔ یہ صاحب تشریعت صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کی طرف سے اس بات پر نص ہے کہ جس نماز کے
بعد فواصل ہوں اس میں بھی امام قبلہ سے رخ کرے
اور قبلہ رخ سے موڑنے پر کوئی نہی دار نہیں (یعنی اگرچہ)
سے منع کرنے کی کوئی وجہ نہیں، اگرچہ بعض حضرات
نے قبلہ رخ بیٹھنے کی کراہت کو اس صورت کے
ساتھ خاص کیا جبکہ وہ امام بیٹھنے کے بعد کوئی نماز
نہ پڑھنا چاہتا ہو جیسا کہ غنیہ میں غصہ کے حوالہ سے
ہے واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم (ت)۔

مسئلہ ۶۰۳ از تحصیل بل کا دل جائز و ضلع آنولہ ملک برادر مرسلہ حاجی شیخ عبدالرحیم ولد تاج محمد صاحب
۲۱ ربیع الاول شریف ۱۳۱۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مرد میں کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں یعنی جس کا تمام جسم عارضہ
برص سے مفید ہو گیا ہو اس کی امامت کھٹے کیا حکم ہے اور اس ملک دکن میں اکثر لوگ ماہ محرم الحرام میں سواری اپنے
مکان پر بٹھا لیتے ہیں اور اس کو فعل صاحب کی سواری کہتے ہیں اکثر لوگ اس سے غٹیں مانگتے ہیں اور چڑھاوا وغیرہ
بہت کچھ چڑھاتے ہیں کیا ایسے شخص کے پیچھے جو اپنے مکان پر سواری بٹھائے نماز جائز ہے یا نہیں؟ بیّنوا وجودا

الجواب

ایسے برص والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے فی الدار المختلکہ خلع ابوص شیعہ بوصشہ (در مختار
میں ہے ایسے برص والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے جس کا برص پھیل گیا ہو۔ ت) سواری مذکور بٹھانا اور اس سے
غٹیں مانگنا بدعت جہال ہے کہ فسق عقیدہ یا فسق عمل سے خالی نہیں اور اہل بدعت و فساق کے پیچھے نماز سخت
مکروہ ہے فی رد المحتار العاصق کا المستدع تذکرہ امامتہ بكل حال لازماً القمار میں ہے کہ فساق
بدعت کی طرح ہے اس کی امامت ہر حال میں مکروہ ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از بدایین در مستدریہ ۶ جمادی ثانی ۱۳۱۴ھ

کیا فرمایا ہے شرع مطہر نے اس مسئلہ میں کہ بخشش ولد الحوام المؤمن کی ہوگی یا نہیں اور بشرط قابلیت امامت
کے نماز میں امام بنایا جائے گا یا نہیں، اور طریقہ از روئے قواعد طریقت کے با نسبت اور مرتبہ عرفان یا سکتا ہے یا
نہیں؟ اور اختلاف اس طریقہ کا جائز ہے یا نہیں، یعنی شیخ اپنے کا درصورت حصول قابلیت جائز نہیں ہو سکتا ہے
یا نہیں؟ اور شیخ کو منہ خلافت اس کو دینا جائز ہوگا یا نہیں؟ بیّنوا وجودا

الجواب

ہر مومن جس کا خاتمہ ایمان پر ہوا اور مومن عند اللہ وہی قابل مغفرت ہے اور اس کا انجام یقیناً جنت
کما نطقت یہ النصوح واجمعت علیہا علماء السنۃ والجماعۃ (جیسا کہ اس پر لصوص کی تصریح
اور علماء اہلسنت و جماعت کا اجماع ہے۔ ت) ولد الزنا کی امامت مکروہ تخریجی یعنی خلاف ادنیٰ ہے جبکہ وہ
سب حاضرین میں مسائل طہارت و نماز کا علم زائد نہ رکھتا ہو،

فی اللہ والی قولہ الذان یکون اعلو القومۃ و در مختار میں ہے قلام، اعرابی، ولد الزنا کی امامت کو نہ
 ہے، البتہ اس صورت میں منکر وہ نہیں جبکہ وہ دوسری
 قوم سے زیادہ صاحب علم ہو۔ (ت)

پھر یہ بھی اس صورت میں ہے کہ دوسرا قابل امامت موجود ہو اور اگر ماضی میں صرف وہی لائق امامت ہے تو
 اُسے امام بنانا واجب ہوگا مگر یہ عرفان اہل حق کے نزدیک وہی ہے واللہ یختص برحمۃ من یشاء
 (اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے لئے مختص فرماتا ہے۔ ت) ولد الزنا پر خود اس گناہ کا الزام نہیں
 الزام ذاتی اور ذاتیہ پر ہے،

وقد سئل سید الطائفة جنید البغدادی سید الطائفة جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 ما یضی للہ تعالیٰ منہ هل یرقی العارف فاعرف علیہا شہ قال کان امر اللہ قدرا مقدر و را۔
 سے چھپا گیا کیا عارف زنا کر سکتا ہے؟ آپ تطبیق
 کہتے ہوئے چل پڑے اور کہا اللہ کا امر مقدر و مقرر
 ہو چکا ہے۔ (ت)

اس کا استخلاف جبکہ وہ اس کا اہل ہو نظر شیخ عارف بصیر پر ہے اگر مصلحت دیکھے تو مومن نہیں اگر حال اس کا مشہور
 اور عارف ذاتی اس سے نفور ہوں اور بچے کرکار دعوت الی اللہ اور ہدایت خلق کے سبب متفرق تاس متعظم نہ ہوگا تو
 اعتراف فرمائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی ایک بی بی زینب غیر منکوحہ اور دو بیبیاں صفریہ
 کبریٰ منکوحہ ہیں زید عرصہ آٹھ سال سے بی بی زینب غیر منکوحہ سے بلا لحاظ و پاس اس کی عدم منکوحیت اور بلا شرم
 حجاب اپنے ہمسروں اور بچپنوں کے مباشر اور ہم صحبت رہتا ہے اس صورت میں زید کی امامت جائز ہے یا نہیں؟
 بینوا توجہ دے۔

الجواب

اگر اس کا ذاتی ہرنا ثابت و متحقق ہو جب تو اسے امام بنانے کی ہرگز اجازت نہیں کہ ذاتی فاسق ہے اور
 فاسق کو امام کرنا منع ہے، عقیدہ میں ہے،
 لو قد صا فاسقا یا شوع بناء علی ان انکراھۃ
 اگر لوگوں نے فاسق کو امام بنایا تو لوگ گنہگار ہوں گے

تقدیمہ کراہتہ تحریمہ لحد مراعتنا نہ
 باہور دینہ وقساہلہ فی الاتیان بلوانہ
 فدی بعد منہ الاخلال ببعض شروط الصلاۃ
 وفعل ما ینافیہا بل هو الغالب بالنظر الی
 فسقہ لہ

اس لئے کہ اس کی تقدیم برائے امامت مکروہ تحریمی ہے
 کیونکہ وہ امور وغیرہ میں لاپرواہی برتا ہے اور نماز
 کے لوازمات کی ادائیگی میں تساہل سے کام لیتا ہے
 ممکن ہے وہ نماز کی بعض شرائط ادا نہ کرے (یعنی
 پھوڑ دے) یا ایسا عمل کر دے جو نماز کے منافی
 ہو، بلکہ ایسا کرنا اس کے فسق کے پیش نظر اعلیٰ ہے۔

اور اگر وہ لوگوں میں عام طور پر زانی مشہور ہو جب بھی اس کے امام بنانے سے احتراز چاہے کہ اس صورت میں
 لوگ اس کی امامت سے نفرت کریں گے یہ امر باعث تعقیل جماعت ہو گا کہ مقاصد شرع کے خلاف ہے،
 جیسا کہ فقہانے اسی حکمت کے پیش نظر ولد زنا کی
 امامت کو مکروہ قرار دیا ہے اگرچہ گناہ اس کی (اپنی
 ذات کی) طرف سے نہیں ہوتا۔ (د ت)

واللہ تعالیٰ اعلم۔

مستعملہ الگوں کے پور محمد شاہ معروف مکان مولوی محمد مسعود العاقبہ محمد بہار القیوم صاحب مرحوم
 ۲۷ ربیع الاول شریف ۱۴۱۵ھ

بہرے کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب

عدم جواز کی کوئی وجہ نہیں میث لانع، ہاں غیر بہرہ اگر مرجحات راہجات امامت میں بہرے سے کم
 نہ ہو افضل و اولیٰ ہے کہ نماز میں جس طرح حفظ خمارت بدن و ثوب و مصلیٰ و صحیح جہت قبلہ کے لئے عاصد بصر
 کی حاجت ہوتی ہے جس کے سبب بینا کو اندھے بلکہ ضعیف البصر پر ترجیح دی گئی،

فی الدس یکمرہ امامۃ الاعص و
 نحوہ الاعشی فہو فی مرد المحتار
 ہو شی البصر و یلا و نہا رہا
 درختار میں ہے نابینے کی امامت مکروہ ہے، اسی
 طرح اعشی (ضعیف البصر) کی بھی تہر۔ رد المحتار
 میں اعشی کا معنی رات اور دن کو کم دیکھنے والا ہے۔

قاموس فہذا ذکر فی النہر بحثا اخذ اصن تعین الاصلی بانہ لا یتوقی النجاستۃ۔
 قاموس، اس کا ذکر نہر میں اعلیٰ کی علت کی بنا پر کیا گیا ہے کہ یہ بھی نجاست سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔

یوں ہی حاسہ سمیع کی بھی ضرورت پڑتی ہے اگرچہ وہ دانا عکرتا رہے بھی نہیں کہ انسان سے نفسیان ناور نہیں اور وقت سہولت اصلاح مقتدیوں کے بتانے سے ہوتی ہے اور وہ سچ پر وقت جب اس کا حق سامعہ موقوف ہے قرآن صورتوں کا وقوع متوقع ہی میں اس کے نہ سننے کے سبب نماز فاسد یا محروم تحریمی واجب الاعادہ ہو جائے مثلاً قہر اخیرہ چھوڑ کر اٹھا مقتدیوں کا بتانا نہ سننے کا سجدہ کر لیا فرض باطل ہو گئے یا بولی چھوڑا اور بتانے پر مطلق نہ ہو کہ سلام پھیر دیا سجدہ سو کیے بتایا گیا تو سمجھا کہ کوئی کچھ بات کرتا ہے حکم کرینے نماز بوجہ ترک واجب الاعادہ رہی یا قرأت میں وہ غلطی کی جس سے معنی میں تغیر اور نماز میں فساد ہو فتح مقتدی میں سن کر صحیح کا ارادہ کر لیتا تو اصلاح ہو جاتی عن ہادہ کفری الحیۃ من احد القولین وهو اس قول کی بنا پر جو حدیث میں دو قولوں میں سے ایک ہے اسے اور بھی آسان اور نرم ہے جیسا کہ حنفی نہیں (ت)۔

اس نے نہ سنا اور نماز فاسد کر لی اسی غیر ذلک من وجوہ کشیۃ (اس کے علاوہ متعدد وجوہ ہیں۔ ت) تو امامت کے لئے اصل و ادنیٰ وہی ہے جو وجوہ نقص سے خالی ہو لا جرم امام زبلی نے جیسے المتعلق میں فرمایا کل من کان اکمل فہو افضل (جو بھی برائی سے اکمل ہو گا وہی افضل ہو گا۔ ت) دینہ تعالیٰ علیہ۔

مسئلہ ایک شخص کریم الصوت اور بہرا ہے، دوسرا شخص کلام شریف اس سے اچھا پڑھتا ہے اور کریم الصوت نہیں ہے اور بہرا بھی نہیں ہے یعنی ہر اس شخص اس کے صحیح ہیں تو حالت مساوی اعظم ہونے کے ای دونوں میں شرعاً مزین لائق امامت کوئی ہو سکتا ہے بینہما بالبراہین والکتاب قہر و ایوم الحساب (دو قول در اہی اور کتاب اللہ سے بیان کرہ اور در حساب اجر پاؤ۔ ت)

الجواب

اگر اس شخص کے اس سے قرآن مجید اچھا پڑھنے سے مراد کہ یہ حروف مخارج سے صحیح ادا کرتا ہے اور وہ نہیں جیسے آج کل عالمگیرہ باپھیل ہے (ا۔ ح۔ ت۔ ط۔ ث۔ ص۔ ح۔ ذ۔ ن۔ ظ۔ م۔ تیز نہیں کرتے جب تو اس بہرے کے پیچھے نمازی نہیں ہوتی اگر باوصف قدرت کے یکے تو ادا کر سکے مگر نہ سیکھیں غلط پڑھتا ہے جب تو اس کی اپنی نماز ہوئی نہ اس کے پیچھے کسی دوسرے کی اور اگر عاجز ہے جیسے تو تلافی فرمادے

تر اس کی اپنی ہو جائے گی جبکہ کسی صحیح خواں کے پیچھے اقتداء نہ پاسکے نہ ایسی کوئی آیت ملے جسے وہ صحیح پر مبنی ہے اور یہ دونوں بہت نادر ہیں تاہم صحیح مذہب پر صحیح خواں کی نماز اس کے پیچھے کسی طرح صحیح نہیں۔ کما حقہ لا فی فناء ونا (جیسا کہ ہم نے اس کی تحقیق اپنے فتاویٰ میں کی ہے۔ ت) در مختار،

لا تصوم صلاتہ اذا امکنہ الا قناتہ من یحسنہ۔
اور ترک جہد کا وجہ قد رانفرض مما لا یشرع
فیہ هذا هو الصحیح المحتار فی حکم
الانشاء وکذا من لا یقدر علی التلفظ بعرف
من الحروف یل
اس کی نماز اس صورت میں صحیح نہ ہوگی جب اسے ایسے
شخص کی اقتداء ہو جس پر احسن انداز میں قرآن پڑھ
سکتا ہے یا اس نے محنت و کوشش برائے مصت حروف
ترک کر دی یا وہ بقدر فرض قرأت وہ آیتیں حاصل
کر لے جس میں متلانا نہیں پایا جاتا، تو تک کے ہارے
میں یہی صحیح نتیجہ دینی حکم ہے اور اس شخص کا بھی یہی حکم ہے جو حروف قبی میں سے کسی حرف کے صحیح تلفظ پر
قادر نہ ہو۔ (ت)

غیرہ وغیرہ میں ہے۔

الراجح البقی یہ عدم صحۃ امامۃ انشاء
لغیرہ من یس بہ لثقة۔
راجع اور مفتی بہ قول یہی ہے کہ تو تک کی امامت غیر تو تک
کے لئے صحیح نہیں ہے۔ (ت)
اور اگر یہ معنی کہ صحیح وہ بھی پڑھتا ہے مگر اس کی قرأت و تجوید اس سے بہتر ہے تو اس صورت میں اگر اس کی کراہت
اس حد تک ہے کہ لوگوں کو نفرت پیدا کرے تو اس کی امامت مکروہ ہے۔

لان من مسائل کراہۃ الامام مضرۃ
علی هذا الاصل وهو ان من کان فیہ تنفیر
ان من وقلة رغبتہم فامامتہ مکروہۃ
کولدی و ابی و ابرص شاع برصہ وغیرہما۔
کیونکہ کراہت امامت کے بعض مسائل اس ضابطہ پر
مبنی ہیں وہ ضابطہ یہ ہے کہ ہر وہ شخص جس کے ساتھ
لوگوں کو نفرت اور قلت رغبت ہو اس کی امامت مکروہ
ہے مثلاً ولد الزنا اور برص والا ایسا شخص کہ جس کا
مرض برص پھیل گیا ہو وغیرہما (ت)

ولذا تمیز میں فرمایا،

کل من کان اکمل فهو افضل لام
ہر وہ شخص جو ہر لحاظ سے اکمل ہو وہی افضل ہوگا نیز

المقصود كثرة الجماعة ومنفعة الناس - مقصود كثرة جماعت اور اس میں اکثر لوگوں کی
فیه اکثریت

اور اگر یہ بھی نہیں تاہم تساوی علم یہ غیر بہر اس سے اہل و اولیٰ ہے۔
اولاً تجوید قرأت میں اس سے زائد ہے۔ در مختار میں ہے۔

الاحق بالامامة تقدیم مابلی نصب الاعلم بالحکام امامت میں آگے بڑھنے کے بجائے ہمیشہ کے لئے امام مقرر
المصلوۃ ثم الاحسن تلاوة وتجوید بقراءة۔ کرنے میں زیادہ مستحی و طائی وہ شخص ہے جو صحت و قساوت
نماز کے مسائل سے زیادہ آگاہ ہو (علم میں اگر برابر ہوں تو) پھر زیادہ لائق امامت وہ شخص ہے جو تلاوت اور تجوید
قرأت کے لحاظ سے اچھا ہو۔ (دست)

ثانیاً اس کا بہر ہونا بھی اس کی ترجیح کی ایک وجہ ہے کسبیتنا فی المسئلة الاولى (جیسا کہ مسئلہ اولیٰ
میں ہم اسے بیان کر آئے ہیں)

ثالثاً بالنسبة لاس کے غرض آہل و اولیٰ اور زیادہ مرید ہے و لہذا وہ بھی مرجحات امامت سے شمار کی گئی۔
نور لایضاح مراقی الاخلاق میں ہے۔ ثم الاحسن صوتاً و لہذا فی سماعہ و لہذا فی سماعہ (پھر وہ شخص جس کی
آواز جمیع ہو کیونکہ اس کے سننے میں صحت و بصورت پیدائش ہے۔ لہذا اس کے ہوتے ہوئے اس پر سے
کو امام کریں گے شرعاً بڑا کریں گے۔ در مختار میں ہے۔ لوقد صواب غیر الاولیٰ ساء و ابلا ثم (اگر لوگوں نے غیر اولیٰ
کو مقدم (پیش امام) کر دیا تو بے گناہ کے ان لوگوں نے بڑا کیا (یعنی ترک سنت کی وجہ سے بڑا کیا اور گنہگار نہ
ہوئے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مشکلہ از ہر اہم پورہ ۲۱۔ بیع ان فر شریف ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ افیونی کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں، اور اگر اس نماز
کے پھرنے کا حکم ہو تو فقط ظہر و عشا کی پھیری جائے گی یا فجر و عصر و مغرب کی بھی، اور افیون کھانی کیسی ہے افیونی فاسق
و مستحق عذاب ہے یا نہیں؟ بیٹنوا قوجودا

لہ تبیین، الحقائق باب الامامة والحدث فی الصلوة مطبوعہ المطبعة النکیری الامیریہ بولاق مصر ۱۳۴/۱
لہ در مختار باب الامامة - مطبع مجتبائی دہلی ۸۲/۱
لہ مراقی الاخلاق من حاشیۃ الطحاوی فصل فی بیان الاحق بالامامة مطبوعہ نور محمد کاغذ خانہ تجارت کتب کراچی ص ۱۶۴
لہ در مختار باب الامامة مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۸۳/۱

الجواب

ضرور فاسق و مستحق عذاب ہے، صحیح حدیث میں ہے:

نہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
عن کل مسکر و مہتر۔ رواہ الامام احمد
و ابوداؤد عن ام المؤمنین ام سلمة رضى
اللہ تعالیٰ عنہا بسند صحیح۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر چیز کو نشہ
لے اور ہر چیز کو عقل میں فتور ڈالنے حرام فرمائی۔
اسے امام احمد اور امام ابوداؤد نے بسند صحیح ام المؤمنین
حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے۔

اگر اقیوںی چٹیک کے زور میں ہو جب تو اس کی خود غارت باز باطل اور اس کے پیچھے اوروں کی بھی محض ہاتھل۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لا تقربوا الصلوة وانتم سکران حق تعلموا
ما تقولون۔

نماز کے قریب نہ جاؤ اس حال میں کہ تم نشہ میں ہو
یہاں تک کہ جان لو کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ (ت)

اور اگر بوش میں ہو جب بھی اس کے پیچھے نماز ممنوع ہے،
لان الصلوة حلف الفاسق تکرة کراهة تحریر
کما حققہ فی العینة وغیرہ۔

کیونکہ فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے جیسا کہ اس
مسند فقہین نشیہ وغیرہ میں کی ہے۔ (ت)

اگر ٹھہری ہو تو نماز پھر فی ضرور ہے اگرچہ غیر خواہ عصر خواہ مغرب کا وقت ہو،
فان کل صلوة دیت مع کراهة تحريم تعاد
و جوباً کما فی الدرر وغیرہ بل و کذا علی
قول من قال بالتزیه فامث الاعادة
اکمال لا تنفذ کما لا یخفى والله سبحانه و
تعالیٰ اعلم۔

مکبر وہ نماز جو کہ اہست تحریمی کے ساتھ ادا کی گئی ہو اس کا
اعادہ واجب ہوتا ہے جیسا کہ در مختار وغیرہ میں ہے
بلکہ اس کے قول پر بھی یہی حکم ہے جو اسے مکروہ تنزیہی
قرار دیتا ہے کیونکہ اعادہ اکمالی ہے فالتمز اور بیفائدہ
نہیں جیسا کہ واضح ہے واللہ مجز و تعالیٰ اعلم (ت)

سنہ سنہ ابی داؤد کتاب الاشری باب ما جاز فی السکر مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱۶۳/۲

سنہ القرآن ۳۴/۴

سنہ نکتۃ المستقی شرح نکتۃ الصلی فصل فی الامامة الا مطبوعہ سہیل انکیت پی لاہور ص ۵۱۳

سنہ در مختار باب صفة الصلوة مطبوعہ مجتبیٰ دہلی ۴۱/۱

مسئلہ از مکتبہ مسجد وحرم نکلا مرسلہ حافظ محمد عظیم صاحب ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۵ھ
 تسلیم بعد تکریم کے بعد خدمت عالی میں عرض رساں ہوں آپ کے اصنافِ حمیدہ کی تحریر سے بندہ قاصر ہے
 جناب کے خدمت میں نہ عرض کے لائق نہ طاقت چرکہ اس وقت ایک فتویٰ پر آپ کے دستخط اور مہر کی اشد ضرورت
 ہوئی خدمت عالی میں عرض رساں ہوں کہ عند اللہ وعند الرسول اپنے خاص دستخط اور مہر سے زینت بخشیں اس عاجز کو
 آپ کی قدم بوسی کی از حد تناسیب دعا فرمائیں، فتویٰ یہ ہے :

حافظ نکو من حکمہ اللہ تعالیٰ انذریں کہ بامامت کو امام
 شخص اولیٰ است و امامت حرام زائدہ مکروہ تحریمی
 است یا نہ و امامت شخص پر پیدا شدہ قوم مکروہ
 تحریمی است یا چہ اگر کہتے در مسجد از امام جمعی افضل
 باشد بامامت کہ امام اولیٰ است . مینو اتوجروا
 تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو اس مسئلہ کے بارے میں
 آپ کی کیا رائے ہے کہ امامت کے لئے افضل شخص
 کون ہوتا ہے ، تراژدہ کی امامت مکروہ تحریمی ہے
 یا نہیں ؟ جس شخص کو قوم بڑا جائے اس کی امامت مکروہ
 تحریمی ہے یا کیا ہے ؟ اگر تشہد میں محلہ کے امام سے
 کوئی افضل شخص موجود ہو تو امام کس کو بنانا اولیٰ ہے ؟

الجواب

(۱) ہر کہ عالم تر و درست نماز بود در امامت آن اولیٰ
 است پس از آن اقراثم اور عاثم معراست کسا
 فی الہدایۃ والعلمگیریۃ وعلتی الابحدر
 وجامع الرموز .
 " ہر شخص عالم تر و درست نماز میں زیادہ عالم و آگاہ ہے وہ امامت
 کے زیادہ لائق ہے اس کے بعد سب سے اچھا قاری
 پھر سب سے صاحبِ تقویٰ ، پھر زیادہ عذر والا رافقی
 امامت ہے چاہے ، عاثرگیری ، علتی الابحدر اور
 جامع الرموز میں اسی طرح ہے ۔

(۲) اما تراژدہ مکروہ تحریمی است لہذا فی الہدایۃ
 یکرہ تقدیرہ ، العبد والاعرابی والعاسق و
 الاعمی ، ولہذا لذلک لیس لہ
 اب یشفقہ فیقلب علیہ الجہد ولانہ
 فی تقدیرہ ہولاء تنفییر الجماعۃ فیکثرۃ
 وقی العلمگیریۃ و تجوز امامتا لاعرابی
 (۲) تراژدہ کی امامت مکروہ تحریمی است لہذا فی الہدایۃ
 یکرہ تقدیرہ ، العبد والاعرابی والعاسق و
 الاعمی ، ولہذا لذلک لیس لہ
 اب یشفقہ فیقلب علیہ الجہد ولانہ
 فی تقدیرہ ہولاء تنفییر الجماعۃ فیکثرۃ
 وقی العلمگیریۃ و تجوز امامتا لاعرابی

والاعصى والعبد وولد الزنا والفاسق كذا
 فى الخلاصة الا، بها تنكره وفى شرح
 الوقاية لمعاملة بنده واعرابى وفاسق و
 اعصى ومبتدع وولد الزنا جائز بولے مکروہ
 باتند وفى جامع الرموز فان امر عبيد او
 اعرابى وفاسق او اعصى او مبتدع وولد
 الزنا اى وولد يحصل من وطئ حرام
 نجسہ) كره وفى ملحق الا بحد تنكره امامة العبيد
 ولاعرابى ولاعصى ولافاسق والمبتدع وولد الزنا
 (۳) اگرچہ پنداشتیں باعث امر شرعی باشد امامت
 شخص بد پنداشتہ قوم مکروہ قریب است لاف
 العلمگیریہ وقاضی خان سرجل امر قوما
 وهم له کامرہون فان كانت نكراهه بعد
 فيه ادلاہم الحق بالامامة منه كسوة
 له ذلك

عالمگیری میں ہے اعرابی، نابینا، غلام، ولد زنا اور
 فاسق کی امامت جائز ہے اسی طرح خلاصہ میں ہے
 مکرر مکروہ ہے۔ شرع توقایہ میں ہے غلام، اعرابی
 نابینا، بدعتی اور ولد زنا کی امامت جائز مکرر مکروہ ہے
 جامع الرموز میں ہے اگر غلام، اعرابی، نابینا، فاسق،
 بدعتی اور ولد زنا (یعنی وہ پیشا جو طی حرام عینہ سے مل
 ہو، سنے امامت کرائی تو اس کی امامت مکروہ ہے۔
 ملحق الکبر میں ہے غلام، اعرابی، نابینا، فاسق،
 بدعتی اور ولد زنا سب کی امامت مکروہ ہے الخ۔

(۳) اسے بڑا جاننے کی وجہ اگر کسی امر شرعی کے باعث
 ہو تو اس کی امامت مکروہ تحریمی ہوگی، کیونکہ عالمگیری
 اور قاضی خان میں ہے وہ شخص جس نے کسی قوم کی
 امامت کرتی حال مکروہ قوم اسے پسند نہیں کرتی پس
 اگر کراہت اس شخص میں کسی فساد کی وجہ سے ہو
 یا اس وجہ سے کہ اس سے دوسرے افراد امامت کے
 زیادہ لائق ہوں تو ان دونوں صورتوں میں شخص مذکور
 کو امامت کرنا مکروہ ہے۔

۸۵/۱	مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور	المصل الثانی فی بیان من صلیح الامام الخیر	۸۵/۱	مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور
۱۴۵/۱	مطبوعہ المکتبۃ الرشیدیہ دہلی	فصل فی الجہاد	۱۴۵/۱	مطبوعہ المکتبۃ الرشیدیہ دہلی
۱۴۲/۱	مطبوعہ مکتبۃ اسلامیہ تحفہ قاموس ایران	فصل یجبہ الامام	۱۴۲/۱	مطبوعہ مکتبۃ اسلامیہ تحفہ قاموس ایران
۹۲/۱	مطبوعہ توسعۃ الرسالۃ بیروت	فصل حکم الجہاد	۹۲/۱	مطبوعہ توسعۃ الرسالۃ بیروت
۸۶-۸۷/۱	مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور	المصل الثانی فی بیان من صلیح الامام الخیر	۸۶-۸۷/۱	مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور

وف، محیب رحمۃ اللہ علیہ نے شرح وقایہ کی عبارت نقل نہیں کی صوبہ مذکور بہ زبان فارسی ذکر کیا ہے نیز بعد والی عبارت
 میں قوسین کے درمیان جامع الرموز عبارت نقل کی ہے جبکہ قوسین سے باہر والی عبارت نقیضہ یعنی جامع الرموز
 کے متن کی ہے اور شرح وقایہ کی عبارت بھی نقیضہ کی عبارت جیسی ہے۔ (مذیر احمد سعیدی)

جواب سوال دوم و پنجم غلام و دہقان و کور اگر
در حاضری غیر نیاں کے صالح امامت نیست خود واجب
بود تقدیم اینان زیرا کہ اگر نگذشت جماعت از دست رود
واجب فوت شود و این ناروا بود اگر دیگر سے نیز ضرر
است اما اینان در علم مسائل غمازہ طهارت برود و حلال
و زیادت دارند ہم اینان احتی و ادنی امامت باشند
چون جائے کراہت باشد بگذریم دیگر سے باشند
کو کمتر از ایشان است اگر آئی دیگر زایشان
و اما تریا برود و علم مذکور بر پراند آں گاه امامت ایشان
مکروه باشد و از مکرر سے تنزیہی نیست یعنی نکات
ادنی نیست و اگر امام نمایند دعا باشد پاک مذکور و تریا
در مختار است بیکہ تنزیہا امامت عید و اعرابی
و احمی لان یكون ای غیر الفاسق علیہ تقوم
فہو ادنی (و ولد السونا) ہذا ان وجہ
غیر ہم والا فلا کراہۃ بہرحباحت
مختص۔ در کتب اراقی از مجتہ شرع قدوری و
مصرانی ابراہیم شرح جلیہ است ہذا
انکراہۃ تنزیہیۃ لقولہ
فی لاصد امامۃ غیر ہم احب الی
سرد ان باز در فتاویٰ سعید و غیرہ است خلاصہ
اسہ یکہ لہو لاء التقدم و یکوہ الاقتداء
بہم کراہۃ تنزیہیۃ ان وجہ

جواب سوال دوم غلام، دیہاتی اور تاجرانہ کا
حکم بھی یہی ہے اگر حاضری میں سے کوئی دوسرا امامت کے
لائق نہ ہو تو خود بخود ان کو مقدم کرنا واجب ہو گا ورنہ
جماعت فوت ہو جائے گی جو واجب ہے اور جماعت
کو فوت کرنا جائز نہیں اور اگر کوئی دوسرا بھی
لائق امامت حاضر ہو لیکن یہ لوگ مسائل غمازہ طهارت
میں اس پر فوقیت رکھتے ہوں تو پھر بھی ان ہی کو امام
بنانا اولیٰ ہے چنانکہ ان میں کراہت ہو بلکہ ایسی
صورت میں دوسرے کو مقدم کرنا مکروہ ہو گا، کیونکہ
وہ دوسرا ان سے ادنیٰ ہے البتہ اگر دوسرا ان سے
زیادہ و اما اہل صاحب علم ہو یا ذہنی مذکورہ علم میں عہد
اور برابر ہوں تو اس وقت ان کی امامت مکروہ ہوگی
اور یہی مذکورہ تنزیہی اس سے زیادہ نہیں، یعنی
خلافت ادنیٰ ہوگی، اگر ان کو امام بنایا جائے تو جائز
ہے، کوئی عرج نہیں۔ تخریر الہ بشار اور در مختار
میں ہے امامت غلام، اعرابی، تاجرانہ، مکرر و تنزیہی
سب مذکورہ امامت کے افراد فاسق کے علاوہ دوسرے
سے زیادہ صاحب علم ہوں تو یہی لوگ امامت کے
لائق ہیں (اور ولد زنا، یعنی ولد زنا کی امامت بھی
مکروہ ہے مذکورہ افراد کی امامت اس وقت مکروہ ہے
جب ان کے سوا کوئی شخص لائق امامت موجود ہو ورنہ
کوئی کراہت نہیں اس مسئلہ کی بحث بجز اراقی میں

غیرہم ولا فلا کراہۃ در رد المحتار
 از اختیار شرح مختار و شرح الملتقی للہنسی و شرح
 در البہار است لو عد مت ای علة الكراهة
 یا مت کانت الاعرابی افضل من
 المحضوع والعبد من العسر
 وولد الزنا معب وولد المشرقة
 والاعمی من البہریری لحکم بالفضل
 منضمہ در جامع الرموز است فامت ام عبد
 او اعرابی وولد الزنا کراہة ذلك کراہة
 تنزیہہ وفی الاختیار لو کانوا افضل
 من ضمدہم قال حکم بالفضل
 ورفائہ است تجوز اعادة الاعرابی
 والاعمی والعبد وولد المشرقة
 وغیرہم آدنی در شرح نقایہ علامہ برجندی
 است المراد به الكراهة التنزیہیة
 علی ما صرح بہ فی الزاہدی
 در عاشیہ در وغیرہ للعلامة الشریطانی است
 وکراہۃ وولد المراقول الكراهة

۲۲۹/۱	مطبوعہ ایچ ایم سعید پبلی کراچی	باب احوال	لے بزرگانی
۱۰/۱	مطبوعہ طبع غیر مصر	کتاب الصلوة	فتاویٰ اصحیہ
۴۱۴/۱	مطبوعہ مصطفیٰ اہلبائی مصر	باب الاماتہ	نوٹ: اس عبارت کے فوری حصہ یعنی ان وجد احوال
۴۴۲-۴۳/۱	مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران	فصل بکیر الامام	لے رد المحتار
۴۴/۱	مطبوعہ منشور مکتبہ	فصل فی بیع الاقدار الخ	لے جامع الرموز
۱۱۵/۱	- - -	فصل بکیر الامام فی الجمعة الخ	لے فتاویٰ قاضی خان
			لے شرح النقایہ للعلامة البرجندی

میں سے احوال بکیر الامام میں مختصر شرح قدوری اور معراج
 البہار شرح بذیہ سے ہے یہ کراہت کراہت تنزیہیہ ہے
 کیونکہ اصل کتاب میں ان کا قول ہے کہ ان کے علاوہ
 کی امامت مجھے زیادہ پسند ہے، پھر اس کے بعد قدوسی
 آسمانیہ وغیرہ کی عدالت یوں ہے حاصل یہ ہے کہ ان کی
 تعلیم مکروہ ہے اور ان کا غیر موجود ہوتا تو ان کی اقتدار
 مکروہ تنزیہی سے در ذکوئی کراہت نہیں۔ رد المحتار
 میں اختیار شرح مختار، شرح الملتقی للہنسی اور
 شرح در البہار سے ہے اگر عتبات کراہت معدوم ہو جائے
 اعرابی شہری سے، غلام آزاد سے، ولد زنا ولد رشہ
 سے نور تاجین جیسا سے افضل ہو تو حکم اس کے برعکس
 ہوگا۔ جامع الرموز میں سے اگر غلام یا اعرابی یا ولد زنا
 یا عیوب تر مذکورہ تنزیہی ہے۔ اور اختیار میں ہے اگر
 یہ افراد مذکورہ اپنے مخالف سے افضل ہوں تو حکم
 اس کے برعکس ہوگا۔ غایہ میں ہے اعرابی، تاجین،
 غلام اور ولد زنا کی امامت جائز ہے اور ان کے علاوہ
 کی آدنی ہے۔ علامہ برجندی کی شرح نقایہ میں ہے کراہت
 سے مراد کراہت تنزیہی ہے جیسا کہ اس بات کی تصریح زہدی

تنزیہیۃ کما فی البحر وراحشیر علامہ سید احمد
طحاوی براتی الصلاح از شرح علامہ سید محمد
ازہری از علامہ سید احمد حموی است کراہۃ
الاقتداء بالعبید و ما عطف علیہ
تنزیہیۃ امت و جید غیرہم
والافلاک ہا و صفہ ای تصریحات بلیغہ
بکراہت تحریر جسے زوی چن نکادہ دو طریقہ
گنگوئی و غازی پوری پر خلاف رشہ امامت
سرزد باطل محض است و اسے نادر و کامعنا
اخترا یا طلاق انکراہۃ فی الہدایۃ
و غیرہا جاہلین بما صرح بہ
الشراح لب خصوص المصلۃ و غیرہا
مت امت حمل المطلق من المنع
غیر کلی بل کثیرا ما یطلقون والسراد
خصوص التنزیہ و ما یطلقون
والمقصود الاعم اعنی ما یشتمل النوعین
الاترک انہم یسودون مکروہات
المسلۃ سراد وید خلون الکلی
تحت قولہم کسہ و فیہا مت کلا
الشوعین و لذا قال فی الدر
المختار ہذا نعم التنزیہیۃ
القی مروجہا خلافت الاولی قالہما رقی

نے کی ہے۔ حاشیہ درر و غرر للعلامہ شربلانی میں ہے
کہ ولہذا کی امامت مکروہ ہے۔ میں کہتا ہوں اس سے
کراہت تنزیہی مراد ہے جیسا کہ ہم میں ہے۔ مرقی الصلاح
کے حاشیہ میں علامہ سید احمد طحاوی نے شرح علامہ
سید محمد ازہری سے اور انہوں نے علامہ سید احمد حموی
کے حوالے سے لکھا کہ غلام اور اس کے دیگر معظوفات
کی اقتداء کرنا مکروہ تنزیہی ہے بشرطیکہ ان کے علاوہ
کوئی دوسرا ان امامت موجود ہو ورنہ مکروہ تنزیہی بھی
نہیں۔ ان واضح تصریحات کے باوجود کراہت تحریم
کے ساتھ فخری جہدینا مناسب نہیں ہے جیسا کہ دو
مخالفات گنگوئی اور غازی پوری سے درست امامت
کے خلاف جو بیان سرزد و سرادہ باطل محض ہے اس
کی رد اصل میں گریا ہوں نے ہدایہ وغیرہ میں
کراہت کے اطلاق سے دھوکا کھایا اور خصوصاً اس
مسئلہ اور اس جیسے دیگر مسائل کے تحت شارحین
کی ان تصریحات سے جاہل رہے کہ مطلق کا منع پر
عمل کرنا کلی نہیں بلکہ اکثر اوقات مطلق کراہت ذکر
کرتے اور مراد کراہت تنزیہی ہوتی ہے بہت دفعہ
کراہت کو مطلقاً ذکر کرتے ہیں اور اس سے مقصود
تحریمی اور تنزیہی دونوں کا عموم ہوتا ہے کیا آپ نہیں
دیکھتے کہ فقہاء جب مکروہات غازی بیان کرتے ہیں
تو تمام کو وہ لفظ ”کہ“ کے عنوان کے تحت لائے ہیں

لہ حاشیہ درر و غرر للعلامہ شربلانی فصل فی الامامۃ مطبوعہ مطبعۃ احمد کمال النکاتہ فی دار السعادۃ مصر ۱۸۶۷ء
لہ حاشیہ الطحاوی علی مرقی الصلاح فصل فی بیان الاثنی بالامامۃ مطبوعہ فخر محمد کاغخانہ تجارت کتب کراچی ص ۱۶۴

الدلیل قاصد نہیاطغی الخبومت
ولاصرف قحریمیمیة والاقتزیہة
قال الشی نقلا عن البحر المکرم تنزیہا
مرجعه الی ما ترکہ اولی وکثیرا
یطلقونہ کہ ذکرہ فی الحلیة صحیحہ
اذا ذکرہا مکروہا فلا ید من الطرف
دلیلہ ۱۰۔

حال نگاہ میں دونوں عیت کے محرویات ہوتے ہیں،
اسی لئے دور غنائیں گنا کر یہ مکروہ تنزیہی کو شامل ہے
جس کا انجام و مال ترکہ اولی ہوتا ہے، پس ان
دونوں میں فرق دلیل کی بنیاد پر ہوگا، یعنی اگر دلیل
کراہت وہ محالیت شرعی ہو جس کا ثبوت ظنی ہوگا
نہ ہی تحریم سے تنجیہ کی طرف پھرنے والا کوئی امر
ہو تو مکروہ تحریمی و نہ تنزیہی اور امام شافعی نے

بحر سے نقل کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ مکروہ تنزیہی کا مال ترکہ اولی ہوتا ہے اور اثر اوقات اس کو مطلقاً ذکر
کرتے ہیں، علیہ میں اسی طرح کہوئے لہذا جب فقہار کسی مقام پر مکروہ کا ذکر کریں تو اس کی دلیل میں نظر
خائر کرتا ہوتا ہے الخ (ت)

جواب سوال سوم کراہت قوم اگر بوجہ
شرعی ست چنانکہ امامت عالمی صالح راہبیب
بعض منازعات دیوبند و مشائخ مکروہ دانہ یا
امامت مجدد اہل و امثالہا یا بیکہ افضل و احسن
قوم ہا مستند بہ پندار مذنگاہ کراہت ایشان باشد
و در حق امامت اثر نہ ندارد، و اگر بوجہ شرعی است
چنانکہ امام فاسق یا مبستدناست یا بحال عدم
احلیت یکے از اربعہ مذکورین احنی جہد و اعرانی
و ولد از ناد اہل است یا آنکہ در قوم کے مست
بوجہ مرجحات شرعیہ مثل زیادت علم و جودت قرأت
و غیرہما احق و اولی از دست و دریں حالت بچو کس
ر با وصف مکروہ داشتن قوم یا امامت پیش رفتن

جواب سوال سوم اگر قوم کی کراہت شرعی
خدا کے بغیر ہو جیسا کہ صالح اور عالم کی امامت کو اپنے
مصلحت و نیروی تنازعہ کی وجہ سے مکروہ سمجھتے ہوں
یا غلام، تائبینا وغیرہ کی امامت کو مکروہ سمجھتے ہوں تاکہ
وہ قوم سے افضل ہوں، تو ایسی صورت میں قوم کی
اپنی ناپسندیدگی کوئی معنی نہیں رکھتی لہذا ان افراد کی
امامت میں وہ اثر انداز نہ ہوگی، اگر کراہت کسی شرعی
خدا سے ہو مثلاً امام فاسق یا بدعتی ہو یا پھار مذکور
افراد غلام، اعرانی، ولد ناد اور تائبینا دوسروں سے
افضل و اعلم نہ ہوں یا قوم میں کوئی ایسا شخص موجود
ہو جس میں شرعی ترجیحات ہوں، مثلاً علم زیادہ رکھتا
ہے، تجوید و قرأت کا ماہر ہے تو یہ خود امامت کے

ممنوع و مکروہ تحریمی است، در متن محقق غزی و مشرح
 مرقی علائی است و لو ان قوما وهم له کادھون
 انت الکراہۃ لک فیہ اذ لا یہم احق
 بالامامۃ منہ کسہ لہ ذلک تحریراً
 لحدیث ابوداؤد و لا یقین اللہ مسلوناً
 من تقدم قوما وهم لہ
 کاسھون و انت ہو احق بالکراہۃ
 علیہ السلام و مرآۃ الخلل علامہ شربلانی از
 کتاب التجسس و المزید للامام صاحب المذایر است
 لو ان قوما وهم لہ کاسھون
 فہو علی ثلثۃ اوجہ ان کانت الکراہۃ
 لک فیہ او کالوا حق بالامامۃ منہ
 یکرہ و انت کانت ہو احق بہما
 منہم ولا فساد فیہ و مع حد یکرہونہ
 لا یکرہ لہ التقدم و لانت الجاہل
 و الف سبق یکرہ العالم و الصالح
 اقول تحقیق مقام آنست کہ اینجا دو چیز است یکے
 فعل آنکس کہ بخودی خود بنا گواری قوم پیش رفت
 و ایشان را مکروہانہ براقدا سے خود داشت
 دوم نماز الپس او بطلان کہ در صورت مذکورہ حکم بجاہت
 تحریم فرمودہ اند بر اطلاق خودش ناظر بر اول است
 یعنی آنکس را این چنین کردن بد نیست اگر میکند

زیادہ دلائل اور حقا ہے ایسی صورت میں جس شخص کو
 امام بنانا قوم مکروہ جاملے اس شخص کو ایمان ممنوع اور
 مکروہ تحریمی ہے۔ محقق غزی کے متن اور مشرح مرقی
 علائی میں ہے اگر کسی شخص نے قوم کی امامت کی حالانکہ
 وہ لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں تو اگر لوگوں کی نفرت
 امام کے اندر کسی غرائبی کی بنا پر ہو یا وہ لوگ بہ نسبت امام
 کے امامت کے زیادہ حقدار ہوں تو ایسی صورت
 میں اس شخص کا امام ہونا مکروہ تحریمی ہے اس کی دلیل
 حدیث ابوداؤد ہے جس میں فرمایا ہے واللہ تعالیٰ
 اس شخص کی نماز قبول نہیں فرماتا جو لوگوں کا امام بننا
 حالانکہ لوگ اسے ناپسند کرتے تھے۔ اور اگر وہ امام
 ہی امامت کا زیادہ حق رکھتا ہو تو اس پر کراہت
 نہیں بلکہ لوگوں کا نفرت کرنا مکروہ ہوگا۔ علامہ شربلانی
 نے مرآۃ الخلل میں صاحب بیار کی کتاب التجسس و
 المزید کے حوالے سے ذکر کیا ہے اگر کسی شخص نے قوم
 کی امامت کی حالانکہ وہ لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں
 تو اس کی تین صورتیں ہیں (۱) اگر کراہت خود
 امام میں فساد کی وجہ سے ہو (۲) یا دوسرے لوگ
 اس امامت کے زیادہ حقدار اور لائق ہوں تو اس کا
 امام بننا مکروہ ہے (۳) اور اگر امام ہی دوسروں
 سے زیادہ لائق امامت ہو اور بذات خود اس میں کوئی
 فساد بھی نہ ہو اس کے باوجود لوگ اسے ناپسند کرتے

ناہک گارمی شود و نماز خود او خالی از ثواب رود و ہذا معنی
 قرآن کرم کہ لہ ذلک و یکما لہ التقدم و اما فی میں تابع
 اس وجہ شرعی است کہ در آنکس حاصل و ایناں را بر وجہ
 حق برکراہت حاصل است کما عدلنا بعضہ آن
 اگر در نماز موجب کراہت تحریم است کالضیق و البیدۃ
 و غیرہما نماز نیز مکروہ تحریمی باشد و نہ مجرد و تنزیہی
 کما فی العبد و نظرانہ الا تروی
 انہم یصرون بکراہۃ اصامۃ
 هؤلاء تنزیہا و یصلون ذلک اس سال
 ولا یقیدونہ بتقدیمہ و برضی المقوم
 بل یصلونہ بامت فیہ تنفید الجماعۃ
 و انما التصرۃ تنشئ عن کراہتہم ذلک
 قد دل امت الصلاۃ لا تکرہ الا تنزیہا
 و امت کانت التقدم مکروہا لہ
 تحریمہا لانہم کاہون و لو ان التنزیہ
 کانت مقیدہا برضاہم حتی لو
 کمرہوا کمرہت الصلاۃ ایضا تحریمہا
 لکانت کراہتہم السقی نشأت عن وجہ
 شرعی ایضا عائدۃ علیہم بالوبالی حدیث
 وقعتہم فی کتاب ما ثم لم یکن
 لو لم تکن و ہو کما تروی و انما العود
 علیہم فی کراہۃ لا عن مستنہج
 کما علمت بانہ موجب کراہت وہ گونہ است
 یکے ذاتی کہ خود در آنکس وجہ باشد کہ شرعاً
 اہانت و مطلقاً یا در جماعت حاضرہ ممنوع یا خلوات

ہوں تو اس کا امام ہونا مکروہ نہیں کیونکہ جاہل اور فاسق
 عالم بعد صالح افراد کو ناپسند کرتے ہیں الا قول میں
 کتابوں، تحقیق مقام یہ ہے کہ یہاں دو چیزیں ہیں، ایک
 یہ کہ کوئی شخص خود بخود لوگوں کی نفرت کے باوجود آگے
 بڑھے اور لوگوں کو اپنی اقتدائیں نماز ادا کرنے پر مجبور کرنے
 وہ سری چیز ایسے امام کے پیچھے نماز کا معاملہ ہے، علماء
 نے صورت مذکور میں جو مکروہ تحریمی کا حکم لگایا ہے اس کا
 اطلاق پہلے کی طرف لوٹ رہا ہے یعنی اس شخص کے لئے
 ایسا کرنا جائز نہیں، اگر اس نے ایسا کیا تو گناہگار
 ہو گا اور اسکی نماز ثواب سے خالی ہے کیونکہ لہ ذلک و
 الفاظ کورۃ لہ ذلک و یکما لہ التقدم " کا یہی معنی ہے
 دوسری چیز کہ اس شرعی وجہ کے تابع ہے جو اس آدمی
 میں حاصل ہے اور لوگوں کو کراہت پر بطریق حق راضی
 کرتی ہے جیسا کہ ہم نے اس میں سے بعض کا بیان کیا ہے
 اگر یہ وجہ نماز میں کراہت تحریمی کا موجب ہو مثلاً فقی اور
 بدعت وغیرہ تو نماز بھی مکروہ تحریمی ہوگی و نہ مکروہ تنزیہی
 جیسا کہ غلام اور اس کے ہم مثل میں تنزیہی ہے۔ کیا آپ نہیں
 دیکھتے کہ فقہائے ان لوگوں کی امامت کے مکروہ تنزیہی
 ہونے پر تصریح کی ہے اور فقہاء اس میں ارسال و اطلاق
 سے کام لیا اور اسی کے تقدیم کو قوم کی رضا کے ساتھ متعین
 نہیں کیا بلکہ اس کی علت یہ بیان کی اس میں جماعت کو
 متفق کرنا لازم آتا ہے اور نفرت ان کے ناپسند کرنے
 کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اب اس بات واضح کر دیا کہ نماز
 صرف مکروہ تنزیہی ہوگی اگرچہ اس کا امام ہونا مکروہ تحریمی
 تھا کیونکہ لوگ اسے ناپسند کرتے تھے، اگر مکروہ تنزیہی

اولی بود چنانکہ امثلہ اش گزشتہ دوم خارجی و آن مکررہ
پنداشتہ قوم است مرقوم اورا باز ذاتی برد مصنف
ست یکے لختی، شرح چوں فتن و ابتداء و جہل دوم حق
انفیر چون حضور صاحب البیت یا امام الحی یا قاضی یا
سلطان کہ خلوا ینکس انہزیے کہ دیگر سے وارد حاصل
برکہ بہت شدائیں کراہت ذاتی است موصلا و مرعات
حق غیر است پس گویا ایس صنف بدخ است میان
ذاتی و خارجی، نسبت میان اینہا معنی ہر دو قسم تقسیم
اون عموم و خصوص میں وجہ است، ہائے ذاتی یافتہ شود
ذخارجی چون رضائے قوم بقدم غلامے عامی و جائے
بالعکس چون کراہت قوم بقدم عامے تقی را بعد از غلامے
و جاد با مآئید و تاثیر ذاتی در نفس نماز است و از خارجی
بر ذات امام یا قوم نہ ہر نماز، و در ذاتی بر امام
مشروط و بر وجود اولی است حد نہ خود ہر قوم باز گد و بخلاعت
اول کہ تاثیر نفس در نماز موقوف بہ بد ذاتی نیست، اگر
قوم بتقدیم خاص و دلمانہ قابل راضی شوند نماز اگر کراہت
بری نشود بچنان اگر میماناں بر رضائے خود شاں یکے از
ایشان را یا امامت بر گیرند بے رضائے صاحب خانہ
کراہت نہ بعد، و حکم اول متنوع و تحریم و تنزیہ است حکم
دوم در حق امام و نماز تحریم و در منہ فی میشود بر رضائے
قوم لا تغلق العتق بخلاعت اوں کہ در مصنف اول او
رضائے و عدم رضائے کہے و ادخلے نیست لکن وہ
حقا للشرع المطہر آرے در مصنف ثانی
رضائے صاحب حق ثانی کراہت شود مگر رضائے
دیگران نہ است بقولہ صلی اللہ تعالیٰ

ان کی رضا کے ساتھ مقید ہو حتی کہ اگر وہ ناپسند کریں تو
نماز بھی مکررہ تحریمی ہوگی، تو قوم کی وہ کراہت جو کسی
وجہ شرعی کی بنا پر پیدا ہوئی اس کا وہاں بھی انہی پر ہنگام
کیونکہ وہ ان کے گناہ کے ارتکاب کی وجہ بنتی ہے اگر
ایسا نہ ہوتا تو یہ گناہ بھی نہ ہوتا اور جیسا کہ معاملہ
آپ نے دیکھ لیا اور ان پر گناہ کا ٹوٹنا اس کراہت
میں ہے جو مستند دلیل سے ثابت ہے، جیسا
کہ آپ نے جان لیا، الفرض کراہت کا سبب قرح
پر ہے ایک ذاتی کہ اس شخص کے اندر ایسی بات
پائی جاتی ہو کہ شرعی طور پر اس کی امامت مطلقا یا
جماعت خاصہ میں متروک یا مذکورہ اولی ہو، جیسا کہ اس
کی شالیس گریں۔ دوم سبب خارجی ہے وہ یہ کہ قوم
خاص اس کے امامت نہ ناپسند جانتی ہو پھر ذاتی کی دو
صورتیں ہیں ایک حق شرعی کی بنا پر مثلاً عاصی ہونا۔ دینی
ہونا اور باطل ہونا۔ دوم غیر کے حق کی وجہ سے مثلاً صاحب
عام محلہ، قاضی یا سلطان کا موجود ہونا، کیونکہ اس
صورت میں یہ شخص اس اضافی چیز سے خالی ہے جو دیگر
میں ہے لہذا اس وجہ سے کراہت آئے گی اس وجہ
سے یہ ذاتی ہے اور اس کی وجہ حق غیر کی رعایت ہے
گویا یہ قسم ذاتی اور خارجی کے درمیان برزخ کی طرح ہے
اور تقسیم اول کی دو اقسام کے درمیان عموم و خصوص میں وجہ
کی نسبت ہے، ایک جگہ ذاتی جو خارجی نہ ہو مثلاً قوم کا
عام غلام کے تقدیم پر راضی ہونا، اور دوسری جگہ اس کا
عکس ہے مثلاً قوم کا عدالت نفعی کی وجہ سے متقی عالم
کے تقدیم کو ناپسند کرنا، اور بعض مقدمات پر ان دونوں کا

عليه السلام الا يادته وفي رد المحتار عنت
 نقى محاسبة اعيان في دار يريد ان يتقدم
 احد هجر مبني ان يتقدم المالك فان تقدم
 واحدا منهم لعلمه وكبره فهو اخصل
 اعلم هذا التحريم لعلك لا تجد هذه
 التحريم غير هذا التحريم پس اعمى شفا اعلم قوم
 نباشد و قوم هم بتقديم اور ارضی نے انکار تقدم مرورا
 مکروه تحریمی بود و نماز پس او مکروه تنزیہی و اگر قوم بتقديم
 اور ارضی شود کراہت لی ارتفاع شود و ثانیہ باقی و اگر اعظم قوم
 است پس بحال رضا سے قوم هیچ کراہت نیست و حال
 کراہت خود بر کارین است و امام و امامت بری مثله
 في ذلك نظر انه الشك على ما بحثه في البعد
 و ختام في الدرر وقد ثبت مصوصا في التحق
 و لغيره كما مر من حاله في النهج فليس من
 النص لاحد مقال والله تعالى اعلم
 بحقيقة الحال.

اجتماع ہوتا ہے، ذاتی لا اثر نماز پر پڑتا ہے، خارجی کا اثر
 ذات امام یا قوم پر ہوگا نماز پر نہیں نہرجی کا وقوع اثر امام
 پر وجود اول سے مشروط ہے ورنہ خود قوم پر اثر لوٹ
 جائے گا بخلاف پہلی (یعنی ذاتی) کے کہ اس کی تاثیر
 نماز پر و جہاں فی پر موقوف نہیں، اگر کوئی قوم خاسق یا
 جاہل و لد زنا کے تقدم پر راضی ہو جائے سپہ قوت رکھتا
 سے بری دغالی، نہیں ہوگی، اسی طرح اگر محاکم صاحب
 کی رضا کے بغیر اپنے میں سے کسی ایک کو امام بنائیں تو
 کراہت قائم نہ ہوگی۔ پہلی صنف کا حکم قریم و تنزیہی پر منتقسم
 ہے اور دوسری صنف میں امام کے حق میں و اما قریم کا
 حکم سب اور قوم کی رضا مندی پر یہ حکم فروغ ہوگا کیونکہ اس
 حضور میں قوم کی رضامندی سے علت ختم ہو جائے گی بخلاف
 پہلی صنف سے اس میں کسی کی رضا یا عدم رضا کا دخل
 نہیں کیونکہ وہ شریعت مطہرہ کا حق ہے، ہاں دوسری
 صنف میں صاحب حق کی رضا کراہت کے منافی ہو جائیگی
 اگرچہ دیگر لوگ راضی نہ ہوں، کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اس کے اذن سے امام ہو سکتا ہے۔ رد المحتار میں تاثر غائیہ سے ہے کہ کسی گھر میں اگر محاکم کسی کو
 امام بنانا چاہیں تو مناسب یہی ہے کہ صاحب خانہ کو امام بنایا جائے، اگر صاحب خانہ نہ ہو تو اس کے کسی کو علم یا بزرگی کی بنا پر امام بنایا
 تو افضل ہے اور۔ پس اس تفصیل گفتگو کو غنیمت جان، کیونکہ اس تحریر کے علاوہ اس مسئلے سے متعلق تفصیل گفتگو
 کہیں نہیں ملے گی، پھر تاہینا مشائخ قوم سے زیادہ عالم نہ ہو اور قوم اس کے تقدم پر راضی نہ ہو تو اس کا امام بننا
 مکروه تحریمی ہوگا اور اس کے پیچھے نماز مکروه تنزیہی ہوگی، اگر قوم اس کے تقدم پر راضی ہو تو پہلی کراہت ساقط
 دوسری باقی رہے گی۔ اور اگر قوم سے زیادہ عالم ہو تو قوم کی رضا کی صورت میں کوئی کراہت نہ ہوگی، اور اگر قوم ناپسند

کرتی ہو تو کراہت ان لوگوں پر بیٹھتی جو ناپسند کر رہے ہیں اور امام احمد اہمست دونوں اس (کراہت) سے بری ہوں گے، باقی تینوں کا بھی یہی حکم ہے جیسا کہ بحر میں بیان کیا ہے، اور درختار میں اسے پسند کیا ہے، اور اختیار وغیرہ میں اس پر نص موجود ہے جیسا کہ گزرا، اگرچہ نہر میں اس کی مخالفت ہے مگر نص کے مقابل کسی کا قول نہیں چل سکتا اور اللہ تعالیٰ حقیقت حال سے زیادہ آگاہ ہے۔ (ت)

جواب سوال چہارم اگر محلہ کا نام اسباب و وجہ خل سے خالی ہو تو اس کا امام بننا بہتر ہے مگر اس صورت میں جب مسلمانوں کا حاکم، قاضی شریعہ اور والی اسلام موجود ہوں کیونکہ ان حضرات کو امام محلہ پر تقدیم کا حق حاصل ہے۔ اور مختار میں ہے واضح رہے کہ صاحب خانہ اور اسی طہریع مسجد کا مقررہ امام امامت کے لئے ہر حال میں دوسرے لوگوں سے اولیٰ ہیں مگر اس صورت میں کہ سبب صاحب خانہ یا امام معین کے ساتھ سلطان یا قاضی ہو تو بادشاہ اور قاضی کے تصوف و ولایت کے عام ہونے کی وجہ سے ان کو مقدم کیا جائیگا اور حدیثی نے والی کو امام معین پر مقدم کرنے کی تصریح کی ہے، اور علامہ طحاوی نے حاشیہ ہراتی میں فرمایا بنیاد میں ہے یہ حکم زمانہ ماضی میں تھا کیونکہ حکمران (اصحاب اختیار) علماء اور صلحاء جمع تھے، ہمارے دور میں والی اکثر ظالم اور جاہل ہیں اور مجید اور دوسرے اس پر میں نے ملاحظہ کیا ہے جس کی عبارت یہ ہے اقول (میں کہتا ہوں) یہ ٹھیک ہے لیکن فتنہ قتل سے بڑھ کر ہے، ہاں اگر

جواب سوال چہارم اگر امام المحلی از وجہ منہل خالی است ہوں اولیٰ است مگر در حضرت سلطان مسیون قاضی شریعہ والی اسلام کہ ایناں را برو تقدیم است فی اندر المختار و اعلم ان صاحب البیت و مثله امام المسجد الراتب ولی بالامامة من غیره مطلق الا ان یکون معه سلطان او خاص فیقدم علیہ لعموم ولایتہما و بصرح الحدادی بتقدیم والی علی الراتب لہ قال اعلامہ الطحاوی فی حاشیہ سمرانی قال فی البنا یہ ہذا فی الن من الماضی لان الولایۃ کاو اعمیاء و علیہم کاناو اصلحاء و اما فی زماننا ما کثر الولایۃ ملکہ جہلۃ و رأیتنی کتبت علی ہا مشہ ما نصہ اقول نعم و کمن الفتنۃ اکبر من القتل بل انہ مرضوا بتقدیم غیرہم فلا کلام و انہ کاناو علماء صلحاء کما اذا انت صاحب البیت لفیروہ و اللہ تعالیٰ اعلم و ما کتبت علیہ

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔
 اگرچہ یہ حضرت خود علماء و صلحا ہی ہوں جیسا کہ صاحب خانہ اگر اپنے غیر کو اجازت دے دے تو کوئی اعتراض نہیں
 واللہ تعالیٰ اعلم اور میرا شیعہ فقرہ ہوا، واللہ سبحانہ و تعالیٰ۔

مسئلہ ۱۳۱۵۔ مسئلہ حافظ مولوی امیر اللہ صاحب ۲ شعبان ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے حفظ قرآن شریف کیا اور عمر اس کی تقریباً ۵ برس
 کی ہے یعنی ۳ ماہ کم ہیں اور استقام نہ ہونا ظاہر کرتا ہے و لا ینفعہ حکم الملک (اور اکثر کے لئے حکم کا حکم ہوتا ہے ست
 حدیثوں میں داخل ہو کر امامت تراویح بغرض ختم قرآن بجال کر سکتا اور بالغین کی در صورت عدم بلوغ امامت
 تراویح کر سکتا ہے مثلاً زید مذکور کے ولی نے کسی حافظ بالغ کو ذکر رکھا اور بعد کو کہا کہ اس نابالغ کا قرآن شریف
 تراویح میں سن اس اجیر نے بوجہ ائمہ اس نابالغ کے قصد کیا کہ میں تراویح کا اعادہ کروں گا اس جلد سے اس فاضل پر
 کوئی کراہت ہے یا نہیں، اکثر نابالغین امامت تراویح حسب تجویز مشائخ بالغ کرتے ہیں در صورت عدم بلوغ کیا
 ان کا حکم یعنی اسی بادل کا جو تراویح باقہ اسے نابالغ لیا کریں اعادہ ہے یا نہیں؟ در صورت اعادہ اللہ پر کوئی
 اسارت ہے یا نہیں؟ غرض مزید مقتدی حافظ ہو کر جماعت نابالغ کرے بوجہ استاد ہونے کے اور اعادہ کرے تو
 اس پر کیا جہنم و قہر است؟

الجواب

جبکہ ہنوز پندرہ سال کامل نہیں اور وہ اعتلام نہ ہونا ظاہر کرتا ہے تو اس کی تکذیب کی کوئی وجہ نہیں قول
 اس کا واجب القبول ہے اور تحدیدات میں و لا ینفعہ حکم الملک نہیں کہہ سکتے و در تحدید باطل ہو جائے اور آئمہ
 پر اس میں بھی حکم بلوغ ہو کر پندرہ کا اکثر وہ بھی ہے غرض پورے تمام پندرہ دیکھ رہے ہیں ایک دن بھی کم ہو تو بے قرار یا
 ظور آثار حکم بلوغ نہیں ہو سکتا،

فی الحداد المختار فان لم یوجد فیہما شیء فحق
 یتقوا لکل منہما خمس عشرة سنة بعد یفتی
 در مختار میں ہے اگر دونوں (یعنی راکا اور لڑاکی) میں کوئی
 عادت پائی جائے تو ہر ایک کے لئے پندرہ سال عزا
 کال ہونا ضروری ہے اور اسی پر فتویٰ ہے (ت)۔

نابالغوں کی امامت تراویح تو درکنار فرائض بھی کر سکتا ہے،
 فی مردہ لصحتہ غیر البالیۃ قامت کا
 در المختار میں ہے غیر بالغ اگر نہ کر ہو تو اس کی امامت

ذکر اقصیٰ امامتہ لشدہ من ذکر و انتف و درست ہے یعنی اس کا اپنے ہم شکل ذکر انوش اور خمرہ کا
ختمی نہ

مگر بالغوں کی امامت مذہب اصح میں مطلقاً نہیں کر سکتا حتیٰ کہ تراویح و نافلہ میں بھی۔
فی رد المحتار لا یصح اقتداء لرجل بصحبی
مطلقاً ولو فی فعل علی الاصحہ
چاہیے ہے،

المحتار انہ لا یحوز فی الصلوات صحباً۔
مختار قول یہ ہے کہ سب نمازوں میں اس کی امامت
درست نہیں۔ (ت)

اُس عاقل بالغ پر اس جیل میں برہنہ کے مذہب اصح ضرور کراہت ہے لاشتغال بصلایہ صح (بسیب ایسے عمل
میں مشغول ہونے کے جو صحیح نہیں ہے۔ ت) و مختار میں ہے،

صلایہ العید فی القری تکون تحریراً ای لانه
اشتغال بصلایہ صح
دیہاتوں میں عید ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ یہ ایسے عمل
میں مصروف ہونا ہے جو نا درست ہے (ت)

مذہب اصح میں اُن بالغین پر جو دو میں سامت کیا ہو فی ترک اعادہ میں ایسا تہ سب استاذ و غیر استاذ سب
اس حکم میں برابر ہیں، ہاں اگر حافظ صحح حوالہ سوا نابالغ کے نہ ملتا ہو تو باقی مشائخ بلخ سنت ختم حاصل کر لیں فان
الاداعی قولی حیرو من الترتک مطلقاً (کیونکہ ایک قول کے مطابق ادا کرنا مطلقاً ترک کرنے سے بہتر ہے۔ ت)
و مختار میں ہے،

الاداعی انجرت عند البعض اولی من الترتک
بعض کے نزدیک جائز ادا ترک سے اولیٰ ہے،
کما فی القنیۃ وغیرہا۔
جیسا کہ فقیر وغیرہ میں ہے۔ (ت)

پھر مناسب یہ ہے کہ مجاہد مذہب اصح اعادہ تراویح کر لیں لیہ حصول الاحتیاط بالمقدار العیسود (ناکہ بقدر

۴۲۶/۱	مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر	باب الامامۃ	سکھ در مختار
۸۳/۱	مکتبہ فی دہلی	"	سکھ در مختار
۱۰۳/۱	المکتبۃ العربیۃ کراچی	"	سکھ الہدایۃ
۲۴/۱	مطبوعہ مکتبہ فی دہلی	باب العیدین	سکھ در مختار
۹۱/۱	"	کتاب الصلوۃ	سکھ در مختار

آسانی اختیار حاصل ہو جائے۔ (تہذیب و اخلاق فقہی اعلیٰ)

مسئلہ تسلیم کیا فرماتے ہیں علامہ دین اس مسئلہ میں کہ ہندو تہذیب کی بیوی کچھ روز عیہودہ رہی اب اس نے زہد کو چھوڑ کر
بجائے سکاتہ کناچا پا اور اب ہندو تہذیب کے پاس جا کر دھارم روزہ رہی اس سے طلاق نامہ لکھوا لائی اس جگہ کے جو صاحب
پیش امام ہیں اور وہی قاضی بھی ہیں ان کو طلاق نامہ دکھایا پیش امام صاحب نے خود بھی پڑھا اور لوگوں نے بھی پڑھ کر
پیش امام صاحب کو سنایا اور سب نے مع ہندو پیش امام صاحب سے کہا جب تک عدت کے دن پورے
نہ ہوں نکاح نہیں ہو سکتا، پیش امام صاحب نے فرمایا کہ تم لوگ نہیں جانتے ہو ضرور نکاح ہو جائیگا۔ چنانچہ راست کو
مولوی صاحب پیش امام نے جگہ کے خود گھر یا کر نکاح پڑھ دیا بلکہ ہندو کی واقعہ اس نکاح میں بوسنے سے بھی نہیں آئی نکاح
بطریقہ نصیاتی پڑھایا گیا اور پہلے بھی اس قسم کے دو چار نکاح امام صاحب اور پڑھ چکے ہیں۔ امام صاحب مولوی ہیں اور اکثر اس
قسم کے قوت سے بھی دیتے رہتے ہیں مسجد کے اندر جو جو پیپ بوسنے کے پانی کی کثرت سب بازار اور محلہ کے آدمی اپنے گھروں
کے کپڑے دھوتے ہیں پاک ناپاک چھینٹیں مسجد کے گھر سے لے کر فرش مسجد پر پڑتی ہیں دوسرا آدمی کپڑے دھوتے وہ لوگ
منہ کر تہہ تو مولوی صاحب منہ کرنے والے کو برا کہتے ہیں اور مارنے کو اس آدمی کے آمادہ ہوتے ہیں مسجد میں روزمرہ
پہنچ کر گناہ کرتا ہے اکثر لوگ مسجد کے اندر جھینٹیں جھامت بھی بنواتے ہیں مگر مولوی صاحب کسی کے مانع نہیں آتے،
دو برس سے مولوی صاحب اس مسئلہ میں تقریباً چار بیسے اس لئے کہ بتے میں پانی نہ ملتا ہے اور گھروں میں دھو سکتے
ہیں اور اپنی اوگھائی کہتے ہیں فرض یہاں سے بھی پتی تھوڑا سا سال تمام کی لینے ہیں۔ جو کوئی ان سے کہتا ہے کہ مولوی صاحب
پہچے آپ کے یہاں پر نماز پڑھانے والا میسر نہیں آتا ہم لوگوں کو بہت تکلیف ہوتی ہے تو فرماتے ہیں ہم تو ایسے ہی
رہیں گے اس مسجد کی نگوہ میں چشم پر مارتا ہوں۔ اور بھی لوگوں کی عورتیں باہر کی پھر سنے والی ہیں ان کو مولوی صاحب نماز
پڑھانے کی اجازت فرماتے ہیں۔ فقط، جواب سے مشرف فرمائیے۔

الجواب

جس شخص کے ذمہ عبادت و افعال ہوں وہ تراقی ہی نہیں بلکہ کھلا گمراہ بدین ہے۔
عدت کے اندر نکاح ناجائز و حرام قطعی ہے جس کی حرمت پر خود قرآن عظیم ناظم،
قال اللہ تعالیٰ والمطلقات یتربصن بانفسھن
ثلثۃ قروا
اور تہذیب و اخلاق کا فرما ہے وہ عورتیں جو مطلقہ ہو جائیں
وہ اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں۔ (۱)۔
مسلمانوں پر فرض ہے کہ اُس کو مسجد سے معزول کریں، اسے امام بنانا گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز کم از کم سنت

مکروہ، جب اس کے فسق و بیباکی کی حالت یہ ہے تو کیا اعتبار کہے؟ وضو نماز پڑھا دیتا ہو یا چار سہ کے دنوں میں خواہ ویسے ہی نہانے کی کاجی سے بے نہانے لاسمت کر لیتا ہو، اس پر غلبہ غسل کے نماز پڑھنا سنت میں نکاح ہا نہ کر دینے سے زیادہ نہیں ہے۔ غنیہ شرح فیہ میں ہے ۱

انهم لو قد موافقا یا شمون بناء علی ان کراهة
تقدیر بعد کراهة تحریر بعد ماعتنا نہ ہامو
دینہ و تساہلہ فی الاتیان بلو اسرہہ ولا بعد
مند الاخلال ببعض شروط الصلاة و فعل
بما ینافیہا بل هو غالب بالنظر الی فسقه و لذلک
لو تجزأ الصلاة خلفه اعملا عند مالک و
هو س وایة عن احمدؒ۔

گمان ہے اسی نے امام مالک کے نزدیک اس کے پیچھے نماز ہوتی ہی نہیں۔ امام احمد بن حنبل سے بھی ایک روایت ملتی ہے۔ (نت)

اور غرض معاملہ نماز میں اس کی عین اور عبادت نجاست سے جہ پر دہنی ہی بیان سے ظاہر ہو سکتا ہے
لکھ کر ناپاک کپڑے مسجید میں دھونے والوں کو منع نہیں کرتا بلکہ منع کرنے کو بڑا کتا ہے اور لڑنے پر آمادہ ہوتا ہے تو جس کی
یہ حالت ہے اس کے پیچھے نماز کی اصلاً اجازت نہیں ہو سکتی واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از بنارس مسجداً کھدی گڑ ٹولہ مسجد بنی راجی متصل شفا خانہ مرسلہ مولوی حکیم عبد الغفور صاحب

۲۰ محرم الحرام ۱۳۱۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شہر بنارس میں ایک مسجد متصل کچہری دیوانی جس میں نماز وقت پر جمعہ ہوتا ہے، عرصہ دراز سے ایک جلسہ بایمانے حاکم ضلع بقرض اندام مسجد مذکور اہل اسلام نے کیا منجملہ اور باتوں کے بیان کیا گیا کہ مسجد کا کھونا بعد از وہ مکان دیگر از روئے کتب فقہ جائز ہے تو یہ مسجد کھود ڈالی جائے جو جس اس کے دوسری مسجد سرکار کی جانب سے تیار کر دی جائے حالانکہ مسجد کا کھونا از روئے فقہ جائز نہیں ہے۔ عالمگیری میں ہے ۱

لو کان مسجد فی محلۃ ضاق من اهلہ و
لا یسعہم ان یزید وافیہ فانیہ بعض

اگر محلہ کی مسجد اہل محلہ پر تنگ ہو گئی ہو اور وہ لوگ اس
میں کشادگی کر سکتے ہوں تو اس مسئلہ کے متعلق بعض

الجبیر ان یجعلوا ذلک المسجد لہ لیخلہ
فی دارہ ولیمطہم مکانہ عومنا ما ہو خیر لہ
فیسمہ اہل السجدة قال محمد مرآۃ اللہ
تعالی لا یسعہم ذلک

پڑوسی یہ کہتے ہوں کہ مسجد کون میں سے کوئی ایک حاصل
کرے اور اپنے گھر میں شامل کرے اور اس کے عرض
قبول بہتر جگہ مسجد کے لئے خریدے تاکہ اہل محلہ مسجد میں
کشاہدگی حاصل کر سکیں۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
یسا کرنا ان کے لئے جائز نہیں ہے۔ (ت)

اس جلسہ میں بعض ذہنی شریک تھے جو بنا برس کے مولوی صاحب کہتے ہیں انہوں نے معلوم نہیں کس عرض سے مسجد کو
کے کھودنے کے واسطے رائے دی اور دستخط بھی کئے جو مولوی صاحب موصوف سے لوگوں نے دریافت کیا تو وہ بڑے
صائب سے جو بیہیا کھودنے کے واسطے رائے نہ دیتا تو کیا بیڑیاں اپنے پیروں میں ڈالتا، حالت اگر بیہیا تو وہ ہاں
بغائب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالیاں دینا جائز ہیں۔ حالانکہ کسی قسم کا اکراہ مایک ضلع کی جانب سے تھا
صرف اہل اسلام سے عامہ مذکورہ صدر میں رائے طلب کی گئی تھی، مولوی صاحب نے اکراہ کو قطعاً اذ قتل کے ساتھ
مقیم نہیں کیا اور نہ توہید کو کہا جس کی قید کتب فقہ میں ہے۔ ان فرض ایسی ایسی باتیں مولوی صاحب نے بیان کیں
جس سے عوام کے گمراہ ہو جانے کا خیال سے حنفیوں پر اثر ملنے بھی غی فیض کے ہونے لگے کہ تہا رسے یہاں
ایسے ایسے گندے مسائل ہیں۔ مولوی صاحب کو امام نواز کا اذروئے شرع و صلت بنانا چاہئے یا نہیں؟
بینوا بامکتاب و توجہوا یومہ الحساب۔

الجواب

یہ شخص نہیں قطعی قرآن شریف فاسق و فاجر ہے۔ قال اللہ تعالیٰ،

وعدنا الظالمین منہ مساجد اللہ امت
یذکر فیہا اسمہ و سعی فی شرا بہا۔
اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو بزرگے خدا کی مسجد
کو ان میں نام خدا لئے جانے سے اور بڑھ کر شکر سے
ان کی ویرانی میں۔

مذکورہ عرض جبرٹا ہے، جو کمیٹیوں رائے زنی کے لئے مقرر کی جاتی ہیں ہرگز حکام کی طرف سے غلطی پر نہیں رہی جاتی
کہ اگر تم نے یوں رائے زنی تو قتل کروئے جاؤ گے یا زبان کاٹ لی جائے گی یا یا تم قتل کرے میں سے بلکہ
رائے زنی کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ ہر شخص آزادانہ اپنی رائے ظاہر کرے۔ ہاں دنیا پرست یا فاسق و فاجر میں

آکر دین و ایمان نسا کر حکام پر جبر و اکراہ کا طوفان اٹا کر کھیلے گا ذہب اکراہ چاہیں مسجد و عاتیں چاہے خدا اور رسول کو لگائیاں
سنائیں چاہے دو کے آتے تین گاتیں وسیطہ الذین ظلموا ای منقلب یقلبون (منقلب ظالم دگ جان
لیں سنگہ کس کروٹ چٹا کھائیں گے۔ ت، ایسے رگ نہ عند اللہ معذور ہو سکتے ہیں نہ عند الحکام مجبور سے

بہا د دل آں فرومایہ سٹاد

کو اند بھر دیتا دہر دیں بسباد

(اس کہنے کا دل کبھی خوش نہ ہو جو دنیا کی غلط سر دین کو ہوا کے واسطے کر دیتا ہے۔ ت)

خردمند انصاف پسند عاکول کی نگاہ میں بھی دین فردش نہایت ذلیل و خوار ہوتا ہے کہ جس نے ذرا سی خوشامد کہنے
دین جیسی عزیز چیز کو خیر باد کہا اس سے جو ہو جائے تھوڑا ہے، جس نے ادنیٰ طمع کے واسطے حاکم حقیقی جل جلالہ سے
رُوگردانی کی اس سے حاکم دنیوی کے ساتھ غیر خواہی کی توقع کیا ہے۔ خیر والد دنیا والہ الاخرۃ ذلت ہوا الخسران
المبین (دنیا و آخرت کا گھانا یہی صریح نقصان ہے۔ ت) ہاں مسئلہ اکراہ میں یوں بہ قید اخذ جو خدا اور رسول
کی جانب میں منہ بھر کر اس شخص نے کہ وہ بھی اس کے سوائے ادب و تقرب دین پر وال ہیں شرع مطہر میں غوث
جان کے وقت بھی حکم حریمت یہی ہے کہ کسی طرح امتداد کو کفر زمان سے نہ نکالے، رخصت یہ کہ حتی الامکان تدریج
کر کے پہلو داریات سے جان بچائے، اگر تدریج پر قادر نہ ہو تو اسے چور کر صریح منہ کفر بلا قطعاً یقیناً کافر
ہو جائے گا، درختار میں ہے،

اگر کسی کو مجبور کر دیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاذ اللہ کفر
کے یا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذ اللہ
گالی دے ورنہ اسے قتل کر دیا جائے گا یا اس کا کوئی
عضو کاٹ دیا جائے گا تو اسے اجازت ہے کہ زبان پر ایسے
کلمات کو جاری کر دے جن کا مطالبہ کیا گیا ہو لیکن تدریج
یعنی حتیٰ انما پہلو داریات سے ذریعہ جان بچائے
سے کام لے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن اور قائم
رہے اور اگر اس کے دل میں تدریج کا خیال آیا مگر اس نے تدریج نہ کیا تو وہ کافر ہو جائے گا اور اس کی عزت قضا و

ان اکوہ علی الکفر باللہ تعالیٰ اوجیب النسی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقطعہ او قتل رخص
لہ ان یطہر ما امر بہ علی لسانہ و یوری و
قلیہ مطمئن بالایمان، وان خطر بالہ التوریت
والعیور کفر بانت دیانۃ و قصا و موارل و جلالت
ویوجر لو عبد لہ ترکہ الاجراء المحرم الخ
باختصار۔

دیانت پر قائم رہنا اور جلالیہ اور اگر صبر و محبت سے کام لے تو اجہر پائے گا کیونکہ وہ اس نے حرام کام کے ارتکاب کا ترک کیا ہے الخ اختصاراً (ت)

ایسے شدید فاسق کو افضل الاعمال نماز و مناجات بارگاہیہ میں اپنا امام بنانا سخت حماقت اور دین میں بے احتیاطی و جرات ہے، جب وہ ادنیٰ طبع یا خوشامد کے لئے مسجد ڈھانے کے لئے موجود ہے تو ادنیٰ تکلیف یا کاپی کے باعث بے نہائے یا بے وضو نماز پڑھاتے اسے کیا لگتا ہے، ایسے کو امام بنانے والے گنہگار ہوں گے، مسلمانوں کو چاہئے ہرگز ہرگز اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ اگر نادان فقی میں پڑھ لی تو اعادہ کریں۔ غنیہ شرح غنیہ میں ہے،

لو قد موافقاً یا شوبہاً بنا، علی ان کراہۃ
تقدیمہ کراہۃ تحریر لہ عدم اعتنائہ
بما وردینہ وقاہلہ فی الاتیان بلوانہ
فلا یبعد منہ الاحلال ببعض شروط
المطلوۃ وفصل ما ینافیہ من ہول لیس
بالطریق فی حقہ

اگر لوگوں نے فاسق کو امام بنا دیا تو وہ اس بنا پر گنہگار ہوں گے کہ ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ فاسق امور دینیہ میں لاپرواہی برتتا ہے اور دینی کے لوازمات کو بھلا لائے میں کشتی کرتا ہے۔ پس ایسے شخص سے یہ امید نہیں کہ نماز کے بعض شرائط چھوڑ دے اور نماز کے منافی عمل کو بجا دے، بلکہ ایسا کرنا اس کے فسق کے پیش نظر غلط ہے۔ (ت)

امام بنانا در کنار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ایسے کی صحبت سے دور بھاگو، اُسے اپنے سے دور رکھو کہ جس کو تمہیں ہمسکانہ دے، فتنہ میں ڈرانا دے۔ صحیح مسلم شریف میں ہے: ایاکم وایاھم لا یضلوکم ولا یعتونکم (تم اپنے آپ کو ان فساق سے بچاؤ تاکہ وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں اور فتنہ میں نہ ڈال دیں۔) (ت) اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت و توفیق بخشنے۔ واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۱۶ از ملک پر برہا چھاؤنی مشکینہ مرسلہ حاجی ہادی یار نماں ۶ صفر ۱۳۱۶ھ

کی فرماتے ہیں علمائے دین و حامیان دین اس مسئلہ میں کہ اس ملک میں رسم ہے کہ عورتیں بازار میں دکان کرتی ہیں اور باہر نکلتی ہیں سر کھل کر اور بیکاسے پا جا رہے تھے باندھتی ہیں، چلتے ہیں ان کا جسم دان تک معلوم ہوتا ہے مردوں کو، اور مردان کے منع نہیں کرتے، اور جب ان کے شوہروں سے کہا گیا کہ شرعاً کے

خلاف ہے ایسی عورتوں سے پرہیز کرو۔ تو وہ کہتے ہیں ہم جوان ہیں جب ہم کو شہوت ہوتی ہے تو ہم کیا کریں نکاح پڑھ لیتے ہیں اور وہ ہاں اکثر آدمی اسی کے موافق پڑسے پڑسے ہیں جن کی عورتوں کا ذکر ہو چکا اس کے پیچھے نماز اور امامت اس آدمی کی کیسی ہے؟

الجواب

دان کو ناپا حرام ہے، اور اس کی آزاد حُریت کو سرکھونا بھی حرام ہے۔ وہ عورتیں ان برکات کی وجہ سے فاسقہ ہیں اور شوہر پر فرض ہے کہ اپنی عورت کو فسق سے روکے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ
نَاسًا ۚ
اسے ایمان والو! بچاؤ اپنی جانوں کو، اور اپنے گھر والوں کو آگ سے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ ۖ
تَمَسَّبَ بِأَيِّهِ مُتَعَقِبِينَ ۚ
ہر ایک قیامت اس کی رعیت کے ہاں ہے سوال ہوگا۔

تو یہ مرد کہ انھیں منع نہیں کرتے خود فاسق ہیں اور فاسق کے پیچھے نہ ہو کر وہ سے دُراستہ امام بنانا گناہ ہے۔ غنیہ میں ہے :

لَوْ قَدْ صَدَّقَ فَا سَقَا يَأْتِيهِمْ
أَمْرٌ لَوْ كُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ
بلکہ جب اس کی عورت بازار میں دان کھولے پھرتی ہے اور وہ منع نہیں کرتا تو قیامت ہے۔

فِي الْمَدَارِ الْمَخْتَلَسِ دِيوَاتٍ مِنْ لَئِيْفَاسٍ عَلَى أَمْرَاتِهِ
أَوْ خَمَارٍ مِمَّنْ سَبَّهَ وَهُنَّ دِيوَاتٌ يَتَوَلَّى
اور محرمہؓ کسی محرم پر غیبت نہ کھائے۔ (ت)

ہاں اگر یہ منع کرے وہ کہ جس قدر اپنی قدرت اس رسم شنیع کے مٹانے سے ہے صرف کرے اور پھر عورت نہ مانے تو مرد پر الزام نہ رہے گا، قال اللہ تعالیٰ : لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ (کوئی جبرائیلہ! کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

سلف القرآن ۶/۶۹

سلف صحیح بخاری باب الجمعة فی القرنی والمدنی
سلف غنیۃ المستفی شرح غنیۃ المصلی فصل فی الامانة
سلف در مختار باب التعزیر
مطبوعہ قدیمی کتب خانہ اساطیع کراچی
سبیل الیہ پی ۵ ہجر
مطبوعہ مجتہان دہلی

۱/۲۲

ص ۵۱۳

۱/۲۲۸

سلف القرآن ۶/۶۹

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص ایک مسجد کا امام ہے اور وہ کارہائے مندرجہ ذیل سے روزی پیدا کرتا ہے: مردہ کا شوتا اور اس کی اجرت لینا، سوم میں قرآن مجید پڑھنا اور ناخاندہ لوگوں سے قرآن مجید پڑھوانا اور اس کی اجرت لینا، مردہ سے کپڑے وغیرہ لینا اور فروخت کرنا اور شوتا کو خفیہ طور سے۔ اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا ناجائز؟ اور دوسرا شخص جس کو عام لوگ جانتے ہیں کہ اس کی روزی ناجائز ہے اُس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جہاد۔

الجواب

مُود لینا گناہ کبیرہ ہے، یوں ہی جس ناجائز طریقہ سے روزی حاصل کی جائے تو سب سے خود ہی کبیرہ ہو گا یا بعد عادت کے کبیرہ ہو جائے گا۔ ناخاندہ لوگوں سے پڑھو اگر اجرت لینا ہے کے معنی سائل سنے یہ بیان کئے کہ سب پڑھوں کو جلا تا ہے اور براہ فریب اُن کی قرآن خوانی کی ہر کر کے اجرت لینا سب یہ صورت خود کبیرہ کی ہے۔ اناست قرآن کریم پر اجرت لینا ہی ناجائز ہے کماحقہ السید المحقق الشافعی فی رد المحتار و دشت العین و حیا کہ سید محقق شامی نے رد المحتار اور شفاء العلیل میں اس پر تفصیل گفتگو کی ہے۔ تہ اور مردہ کو نکالنے یا اٹھانے یا قبر کھودنے کی اجرت لینے میں وہ صورتیں ہیں اگر یہ فعل اسی شخص پر موقوف نہ ہو اور لوگ بھی اس کو پہن کرے تو وہ کر سکتے ہیں جب اس پر اجرت ہی جائز ہے اور اگر عام میں نفس یا مال نہ اٹھانے کو یہی دو چار اشخاص ہیں کہ یہ ذکر کریں تو کام نہ ہو گا تو اجرت لینا حرام ہے۔

فی الهندیۃ عن الخلامیۃ دجل استاجر قوم ما یحملون جنازة او یصلون میتا ان کان فی موضع لا یحد من یصلہ غیر ہؤلاء و من یحد من یصلہ غیر ہؤلاء فلا اجر لہم و ان کان ثمة اناس فہم الاجر و حفرو الحضا و علی ہذا و فی موضع لا اجر لہم لو اخذوا الاجر لا یطیب لہم۔

ہندیہ میں علامہ سے ہے کہ ایک آدمی نے کچھ لوگوں کو جنازہ اٹھانے یا میت کو غسل دینے کے لئے کرایہ پر حاصل کیا اگر تو وہ ایسی جگہ ہے جہاں ان کے علاوہ اور کوئی دوسرا غسل دینے والا نہیں اور نہ ہی میت نہ اٹھانے والا کوئی ہے تو ان کے لئے کوئی کرایہ لینا روا نہیں ہے، اور اگر وہاں دوسرے لوگ ہیں تو پھر ان کے لئے کرایہ لینا جائز ہے۔ قبر کھودنے والے کا معاملہ

یہی ہے اگر وہ ایسی جگہ ہے جہاں کرایہ لینا ان کے لئے جائز نہ تھا اور انہوں نے کرایہ لے لیا تو یہ ان کے لئے اچھا کام نہیں ہے۔ (ت)

اور مرنے کے کچھ دیر بعد جو بریت تصدیق دینے جاتے ہیں اگر یہ لینے والا محتاج ہے یا غنی ہے اور دینے والے کو اس کا غنی ہونا معلوم ہے یا وہاں بطور بزم امام نماز پڑھتا ہے مسجھ کو یہ چیزیں دی جاتی ہیں خواہ وہ محتاج ہو یا نہیں تو لینا جائز ہے اگرچہ غنی کہنے کے راہت سے خالی نہیں۔ اور اگر یہ شخص غنی ہے اور دینے والا محتاج کو دینا چاہتا ہے اور اس نے اپنے آپ کو محتاج بتا کر اس سے ملنے کو حرام ہے۔

کما لا یخفی وقد نبه فی الحدیقة السدیة
شروح الطریقۃ المحدثۃ علی ادق من هذا۔
جیسا کہ غنی نہیں ہے اور حدیقتہ ندیہ شرح طریقۃ محمدیہ
میں اس سے بھی بڑھ کر سخت تنبیہ ہے۔ (ت)

اور گناہ کبیرہ خواہ ابتداء کبیرہ ہو یا بعد عادت کبیرہ ہو جائے کہ جب فتنے سے اور فاسق معصوم کے چپے نماز مکرر ہو کر ہی اُسے امام بنانا گناہ ہے کہ حقیقۃ المحقق العلی فی القیۃ جیسا کہ حقیق علی نے غنیہ میں اس کی تحقیق کی ہے۔ ت۔ ہاں گناہ کبیرہ خفیہ ہو یا علانیہ فاسق کو دینے میں برابر ہے مگر ایسا خفیہ میں پر بندے کے مطلع نہ ہوں تک اس پر حکم نہیں کر سکتے کہ بے جا ہے کہ کبیرہ مکرر مکرر کما اذ غلبہ فی الدنیا المختار من الشہادۃ فی بیان تفسیر علم شوب الغیور بالامان (جیسا کہ در مختار میں شہادت سے متعلق گفتگو میں جہاں انہوں نے فقہاء کا شرب خمر کو دوام شرب کے ساتھ مقید کرنے کو بیان کیا ہے۔ ت) اور مسلمان پر یہ گناہی خود حرام ہے جب تک ثبوت شرعی نہ ہو۔ و اللہ تعالیٰ اعلم۔

مشکلہ کی فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع میں اس مسئلہ میں کہ جو شخص اسمیں دہلوی مصنف
تقریر ایمان کو حق جانتا ہو اُس کے چپے نماز پڑھنا چاہئے یا نہیں؟ بینوا تو جہود۔

الجواب

اگر اس کے مذہب و کفریات پر کچھ ہی ہو کہ اُسے اہل حق جانتا ہو تو خود اُس کی مثل گناہ بد دین ہے اور اُس کے چپے نماز کی اجازت نہیں اگر نادانستہ پڑھتی ہو تو حسب اطلاع برا عائد واجب ہے۔

کما هو المحکم فی سائر اعداء الدین من المبتدعین
مفتد اور فساد پھیلانے والے ہیں۔ (ت)
الفسقة السارۃ من المفسدین۔

اور اگر گناہ نہیں تو اُسے اس کے اقوال ضالہ دکھائے جائیں اس کی گمراہی بتائی جائے، رسالہ انکوبیۃ الشہیۃ بطور نمونہ معالہہ کرایا جائے۔ اگر اب بعد اطلاع بھی اُسے اہل حق کے قادیان حکم ہے، اور اگر تفریق پیشہ حق کی طرف نہ خواہ انکو فی الدین (تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔ ت) واللہ سبغہ و تعالیٰ اعلم و علیہ وسلم جملہ جہود اتم واحکم۔

مسئلہ ۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بغرض پیشہ کے جو شخص تصاویر دیتا ہے اہل تنود کی مثل ٹیسو و رولن و رام چندر و سیٹا وغیرہ کی بناتا ہے اور فوٹو گرافر اور منظر اور حرامی اور علی العموم جن اشخاص کی عورت بے پردہ سر بازار پھرتی ہیں تو اس حالت میں اشخاص مذکورین کے پیچھے پڑھنا نماز کا جائز ہے یا نہیں ؟ اور اگر پڑھ لی ہو تو اعادہ اس کا چاہیے یا نہیں ؟ بینوا تو جروا ۔

الجواب

جاندار کی تصویر بنانی دستی پر تو وہ عکسی حرام ہے، اور مجروحان کفار کی تصویریں بنانا اور سخت تر حرام و شہ کبیرہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ان اشد الناس حداۃ یومہ القیمۃ المصورون ۔
سواء الذلۃ والشیخاۃ عن جہد اللہ بن مسعود
عن ام المؤمنین عائشۃ الصدیقۃ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا ۔
بیشک سب سے زیادہ سخت عذاب روہ قیامت
مصوروں پر ہوگا۔ اس کو اگر اور تجارتی و مسلم نے حضرت
عبداللہ بن مسعود کے واسطے سے حضرت ام المؤمنین سیدہ
عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کیا ہے ۔

یوں ہی منظر، فاسق، فاجر، مریکب، کبار ہے، حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔
مذہبون من یعمل عمل قوم لوط کلام فرسے ۔ اس کو امام احمد نے
احمد بن ابی عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۔
جس کی عورت بے ستر باہر پھرتی ہے کہ بازو یا گلا یا پیٹ یا سر کے بال یا پنڈلی کا حصہ طرہ میں مجسم کا چھپانا فرض ہے کھلا ہوا
ہے یا اس پر ایک باریک کپڑا ہو کہ بدن ہلکا ہو اور وہ اس حالت پر مطلع ہو کہ عورت کو اپنی حد مقدمہ تک روکتا ہو بہر دست
ڈکرتا ہو وہ بھی فاسق و فحش ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ثلاثة لا یدخلون الجنة العاق والذیہ والذیوت
وسرجلة النساء ۔ مردانہ الحاکم والبیہق لبسند
صحیح عن ابی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۔
تین شخص جنت میں نہ جائیں گے ماں باپ کو ایذا دینے والا
اور دیوث اور مردوں کی صورت بنانے والی عورت ۔ یہی کہ
حاکم اور بیہقی نے حضرت ابی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سنیں
روایت کیا ہے ۔

۸۸۰ / ۲ صحیح البخاری باب سداب المصورین یم القیمۃ
۲۱۶ / ۱ سنن احمد بن حنبل مروی عن ابی عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ دار الفکر بیروت
۲۲۹ / ۱۰ سنن ابن ماجہ فی باب الرجل یخذ النساء والجارۃ المنفین مطبوعہ دار صادر بیروت

در مختار میں ہے :

وَيُوثِقُ مَنْ لَا يَخْلُوعُ عَلَى أَحَدٍ أَمَةٍ أَوْ مَحْرُومَةٍ۔ جو اپنی عورت یا اپنی کسی محرم پر غیرت نہ رکھے وہ ایسا ہے۔ اسی طرح اگر عورت جو ان اور محلِ فتنہ سے اور اس کے باہر پھرنے سے فتنہ اٹھاتا ہے اور یہ مطلع ہو کر باز نہیں رکھتا جب بھی کھلا دیقہ سے اگرچہ پورے متر کے ساتھ تو باہر نکلتی ہو، ان سب لوگوں کو امام بنانا گناہ ہے اور ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی قریب بکرام ہے نہ پڑھی جائے اور پڑھ لی تو اعادہ ضرور ہے۔ کماحقہ فی العینۃ و معصنۃ فی صاویسا (جیسا کہ اس کی تحقیق غیہ میں ہے اور ہم نے اپنے فتاویٰ میں اس پر تفصیل گفتگو کی ہے۔ ت۔) اور حرامی کہہ چکے ہمارے مکروہ تنزیہی اور غلافِ اولیٰ سے جبکہ وہ سب حاضرین سے زیادہ مسائل نماز و طہارت نہ جانتا ہو، اگر امام نہ ملے تو ضرور اس کے پیچھے پڑھی جائے۔ اس قدر سے ترکِ جماعت جائز نہیں، ان الواجب لا یستلزم لاجل (واجب کو کسی وجہ سے ترک نہیں کیا جاسکتا۔ ت۔) غلافِ اولیٰ اور دفعِ کراہت کے لئے اعادہ مستحب ہے کما یجوز فی الدار المختار (جیسا کہ در مختار میں اس کو بیان کیا ہے۔ ت۔) واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از نجیب آباد مسئلہ حافظ محمد راز صاحب ۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۴ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ نذر کو عرضِ واسیر کا ہے اور نئے کثرت سے ہو گئے ان میں سے آٹھ نذر نذر دی مالِ خارج ہوتی ہے وہ کثرتِ سنوں سے اثراتِ بریغ فضلہ ہزار کا وجہ بھی پہلے ہے آجاتا ہے کہ جو ہم سنوں کی وجہ سے وقتِ ہجرت کسی جگہ اندر الجھا ہوا رہ جاتا ہے ان دونوں حالتوں میں کپڑا ہر وقت تجس رہتا ہے، نذر نہ کر ہر طرح انتظام مثل لنگوٹ باندھنا دیا تہی پا جاسے رکھنا اور ان کا وقتِ افترقہ دھو کر پاک رکھنا یہ سب کچھ کپڑا چھوڑا کر نہ ہو سکا خاص کر سفر میں اس سے زیادہ وقتیں پیش آتی ہیں اور خصوصاً امامت کرنا اگرچہ امامت سے دور رہنا ہے مگر اس صورت میں وہ کیا کر سکتا ہے کہ ادا اسے نماز فرض کے واسطے کھڑا ہوا و بعد کو اور نمازی اگر مقتدی بن گئے ہجرت اس کے کیا چارہ کہ نماز ادا کرے، ان وقتوں کی حالت میں یہ مذکور کو کیا کرنا چاہیے کہ جس سے بے کراہت نماز ادا کرے اور وہ کپڑا حکمِ پاکی کا رکھے بیٹھتا تو جہودا۔

الجواب

اگر حالت ایسی ہے کہ کپڑا پاک کرے یا بدلے تو فرض نہ پڑھنے پائے گا کہ پھر تجس ہو جائے گا یعنی براہِ سڑھے چار ماشر سے نذر یا وہ ردِ پانی ہو یہ ہجرتِ مساحت سے زیادہ آجائے گا تو دھونے کی کوئی ضرورت

نہیں ورنہ بے دھوئے خود اس کی اپنی نماز نہ ہوگی اور جبکہ وہ حالتِ معذوری میں ہے یعنی کوئی وقت کامل نہ رکھا
ایسا کر گیا شروع سے ختم تک کہ اسے وضو کر کے فرض پڑھ لینے کی فرصت نہ ملے اور جب سے برابر ہر وقت نماز میں یہ
نہایت آتی رہتی ہے اگرچہ وقت میں ایک ہی بار قوہ ایسی حالت میں امامت نہیں کر سکتا لوگ اگر آکر شامل ہوں
جہز کر کے بجیر آواز سے نہ کہ وہ لوگ خود انکے ہوجائیں گے۔ اور اس پر بھی جہان ہوں تو بعد سلام اطلاع کر دے
کہ میں معذور ہوں میرے پیچھے نماز جائز نہیں تم اپنی پھر پڑھو۔

فی الدوام المختار ان سوال علی ثوبہ فوق الدوام
جان لہ ان لا یفسدہ ان کان لوجسہ تجسس
قبل الفراع منها ای الصلاة والا یتجسس
قبل فراعہ فلا یجوز ترک غسلہ هو المختار
للفقوی۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

در مختار میں ہے اگر معذور کے کپڑے پر دم سے زیادہ
نہایت برہ گئی تو اس کے لئے اس کا نہ دھونا اس
صورت میں جائز ہے جبکہ اس کو دھوئے تو نماز سے
فارغ ہونے سے پہلے کپڑے اس کے تجسس
ہو جائے گی اگر اس کے فارغ ہونے سے پہلے تجسس ہو
تو اس کے لئے دھونے کو ترک کرنا جائز نہیں۔ فتویٰ مکی نے

یہی قول مختار ہے (ت)

مسئلہ از دلیر گنج پرگنہ ہمارا کہ صبح پوری نیت
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص قواعد تجوید سے ناواقف ہو اس کو امام کیا مانتے
یا نہیں؟ اور اگر کیا جائے تو اس کے پیچھے قواعد داں کی نماز ہوگی یا نہیں؟ اور امام لوگوں یعنی غیر قواعد داں
کی نماز بھی اس کے پیچھے ہوگی یا نہیں؟ بینوا توجہ روا۔

الجواب

اگر ایسی غلطیاں کرتا ہے کہ معنی میں فساد آتا ہے مثلاً حرف کی تبدیل جیسے ح ط ص ح ظ کی جگہ
وت میں کا م پڑھنا کہ لفظ صمل رہ جائے یا معنی میں تغیر فاحش راہ پاسے یا کھڑا پڑا کی بد تمیزی کہ حرکت
بڑھ کر حروف مد ہو جائیں اور وہی قباحتیں لازم آئیں، جس طرح بعض جمالی نستعلیق کو نستعلیق پڑھتے ہیں کہ
بے معنی ہے یا لا الہ الا اللہ تحشرون بلام تاکید کو لا الہ الا اللہ تحشرون بلائے نافیہ کہ تغیر معنی ہے تو ہمارے کہ
مستند ہیں کہ مذہب صحیح و معتبر محققین پر مطلقاً خود اس کی نماز باطل ہے کما حققہ ورجحہ المحقق فی العیو
والعیو فی الغنیۃ وغیرہما، محقق نے فتح میں اور پہلی نے بغیر میں اور دیگر لوگوں نے اپنی کتب میں اس کی تحقیق

کے ہیں۔ ت۔ اور جب اس کی اپنی نہ ہوگی تو تو عہدوں وغیرہ اہل علم کی اس کے پیچھے نہ ہو سکے گی فان صلوٰۃ
 الصلوٰۃ جنتیہ علی صلوٰۃ اصحاب (کیونکہ مقتدی کی غازیہ نام کی نماز پر مبنی ہے۔ ت) اور اگر وہ غلطی یوں ہے کہ
 حرف ہر دو پر جمع اور نہیں کر سکتا جس طرح آج کل عام و بقیانوں اور بہت شہریوں کا حال ہے تو اب جمہور متاثرین کا بھی
 فتویٰ اسی پر ہے کہ اس کے پیچھے صحیح خواں کی نماز باطل کما افادہ العلامة الغزوی والعلامة البخاری والعلامة
 وغیرہما (جیسے علامہ غزوی اور علامہ خیر رثی اور دیگر علما نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔ ت) اور جب اس کی اپنی نہ ہوگی اور
 اگر غزویوں سے کہہ سیکھنے کی کوشش نہ کی یا کچھ دنوں کر کے چھوڑ دی اگر پٹا رہتا تو امید تھی کہ آجاتا جب تراویح غلطی ان کے نزدیک
 بھی خود اس کی اپنی نماز کو بھی باطل کرے گی کما فی الخلاصة والافتاء وغیرہما عامۃ اکتب (جیسے علامہ، آج اور
 ان کے علاوہ عام کتب میں ہے۔ ت) غرض ایسا شخص امام بنانے کے لائق نہیں وقد فصلنا القول فی تلك
 المسائل فی عدة مواضع من فتاوانا (ہم نے ان مسائل پر اپنے فتاویٰ میں حصہ و جگہ پر تفصیل سے لکھا ہے۔ ت) اور
 اگر ایسی غلطی نہیں کرتا جس سے فساد یعنی بر تو نماز عشاء اس کی بھی صحیح اور اس کے پیچھے اور سب کی صحیح، پھر اگر حالت
 ایسی ہے کہ تجویز کے امور ضروریہ واجبات شرعیہ ادا نہیں ہوتے جن کا ترک موجب گناہ ہے جیسے نہ متصل بقدر ایک
 اہل وغیرہ فصلنا فی فتاویٰ نا فی خصوص الترتیل (ہم نے اپنے فتاویٰ میں ترتیل کے تحت تفصیل ذکر
 کیا ہے۔ ت) جب بھی اُسے امام نہ بنایا جائے گا نماز اس کے پیچھے بشدت مکروہ ہوگی لاشتمالہا علیٰ اصول
 مؤثم و کوہ فاستعماد یہ علی تولد واجب متعتم (کیونکہ وہ ایسے امر پر مشتمل ہے جو گناہ ہے اور اس کا
 خاستق ہونا اس شک میں ڈالتا ہے کہ کہیں وہ حتمی واجب کا ترک نہ کر بیٹھے۔ ت) اور اگر ضروریات سب ادا ہو لیتے
 ہیں مگر حسنات زاد و مثل انکار اخفاء و دم و شہام و تقیم و ترقیق وغیرہ میں فرق پڑتا ہے تو عرفا نہیں، ہاں
 قواعد ان کی امامت اولیٰ ہے لای الامام علیہا کان اکمل کان افضل (وہ شخص جو ہر لحاظ سے اکمل ہو
 وہی افضل امام ہوگا۔ ت) واللہ سبغہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۲۸ ازبکار ملت موضع پیام مرشد جناب سورج میاں صاحب معرفت مولوی سلطان الدین

۱۳ شعبان ۱۳۱۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عمرو سے زید نے دربارہ ہمارا مشترک فیہ مینہا نزاع مقدم
 پکری کیا عمرو فقیہان ہوا زید اس کاؤں کا امام ہے اب عمرو نے بوجہ تعصب و عنی صحت کے تمام اس کے مقتدیوں
 کو کہا کہ زید نے پکری میں واسطے فقیہانی اپنے مقدمہ کے جھوٹ بولا تم لوگ اب اس کے پیچھے نماز مت پڑھو
 وہ اب امامت کے قابل نہیں رہا، تب مقتدیوں نے عمرو سے کہا کہ تم اس کے جھوٹ بولنے کا کوئی ثبوت پیش
 کرو ہنوز کوئی شہادہ نہیں پیش کیا گیا ہے، دعویٰ با دلیل ہے اور آج تک کبھی زید نے جھوٹ کلمہ پنی زبان سے

علاوہ بریں جب آدمی کا حق مارا جاتا ہو اور وہ بغیر کسی ایسے انگار کے جو بظاہر خلاف واقع ہے حاصل نہ ہو سکتا ہو تو اپنے اچائے حق کے لئے ایسی بات کا بیان شرعاً جائز ہے اگرچہ سامع اُسے کہہ ب پر محمول کرے۔ درمختار میں ہے:

الکذب مباح لاحیاء وحقہ و دفع الظلم عن نفسه و تمام تحقیقہ فی مجالس احتیاج عن تبیین المسامح عن الامام حجة الاسلام۔

اپنے حق کے حصول اور اپنے آپ سے ظلم کو دور کرنے کے لئے کذب مباح ہے اور اس کی بُری تفصیل امام محمد رحمہ اللہ کی تبیین المسامح عن الامام حجة الاسلام۔

بالجہد صورت مذکورہ میں ہر من مایہ دعا علیہ کوئی چیز نہیں اگر کسی گواہ سے یہ بھی ثابت ہو کہ زید نے اپنے دعویٰ یا تائید دہی میں کوئی بات خلاف حق تو اس سے واقعی کاذب و فاسق بننا ثابت نہیں ہوتا، ہاں اگر شہادت شرعیہ سے زید کا کذاب فاسق ہے حرمت جو ناپائیدار ثابت کر چنے تو بیشک اُسے نام بنانا ممنوع اور اس کے پیچھے ناپڑھنا مکروہ ہوگا کما هو حکم الفاسق (جیسا کہ فاسق کا حکم ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۲۸ حکم از شہر کمرہ مرسلہ سید عبدالواحد تھراوی ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۱۶ھ

عورت کا اپنے خاوند کے ساتھ ایک ہی میٹھے پر فرض نماز پڑھنا یا اس صورت کہ خاوند نام ہر اور عورت مقدمی کیا حکم رکھتا ہے؟

الجواب

اگر عورت اس قدر پیچھے کھڑی ہے کہ اس کی ساق مرد کی ساق یا کسی عضو کے محاذی نہیں تو اقتدا صحیح ہے اور دونوں کی نماز ہو جائے گی اور اگر برابر ہے کہ نیچ میں کوئی مائل ہے نہ کوئی اتنا فاصلہ جس میں ایک آدمی کھڑا ہو سکے اور عورت کی ساق مرد کی ساق یا کسی عضو کے محاذی ہے تو اس صورت میں اگر مرد نے اس کی امامت کی نیت نہ کی تو مرد کی نماز صحیح ہے اور عورت کی فاسد اور اگر مرد نے وقت تحریم نیت امامت زن کی تھی تو دونوں کی گئی۔ فتاویٰ امام قاضی عتقا میں ہے:

اسرأة اذا صلت مع زوجها في البيت ان كان قد صلاها بعد ان قدم لنزول لا تجوز صلاتهما با لجماعة وان كان قد صلاها

کسی خاتون نے جب اپنے خاوند کے ساتھ گھر میں نماز ادا کی ہو اگر اس کے قدم خاوند کے قدم کے مقابل ہوں تو دونوں کی نماز باجماعت جائز نہ ہوگی اور اگر اس کے قدم

خلعت قدم الزوج الا انها طويلة تفترع من رأس
المرأة في السجود قبل من رأس الزوج جازمت
صلواتهما لان العبرة للقدم

رد المحتار میں ہے :

الريلى قال المعتبر في المحمداة الساق والكعب
في الاصلح وبعضهم اعتبر القدم اه فعل قول
البعض لو تاخرت عن الرجل ببعض القدم
فسد ولا كان ساقه وكعبها من حرأعت
ساقه وكعبه وعلى الاصلح لا فسد وانت
كان بعض قدمها على ذيل بعض قدمه ۴۰۰

رد المحتار میں ہے :

حاذتہ مشتہاۃ ولا حائل بینہما اقلہ قدم
ذراع فی غلطہ وجوزہ او مخرجة تسع من جلا
فی صلاة مطلعة مشتركة تحریمة و اداء
وانتحدثت الوجهة فسدت صلاتہ لومکلا
ان لم یوالامام وقت شروعه لا بعدہ امامتها
والایسوف فسدت صلاتہا ۴۰۱ مختصرا

خاوند کے قدم سے پیچھے ہوں اگرچہ خاتون کا قد لمبا ہو
کی وجہ سے اس کا سر حالت سجد میں خاوند کے سر سے
اگے واقع ہوتا ہو تو پھر بھی دونوں کی نماز درست
ہوگی کیونکہ اعتبار قدموں کا ہے۔ (ت)

زیمنی کہتے ہیں کہ جس قول کے مطابق محاذات میں پنڈلی
اور ٹخنے کا اعتبار ہے اور بعض نے قدم کا اعتبار کیا ہے
تو بعض کے قول پر اگر قدم کا کچھ حصہ مرد سے پیچھے ہوا
نماز قاسد ہوگی اگرچہ اس کی پنڈلی اور ٹخنے مرد کی
پنڈلی اور ٹخنے سے پیچھے ہوں، اور اسی پر ہے کہ نماز
قاسد نہیں ہوگی اگرچہ بعض قدم عورت کا مرد کے بعض
قدم کے محاذی ہو (۱۰۱ ت)

مرد کے محاذی ایسی خاتون ہوگئی جو صاحبہ شہرت ہو
اور ان کے درمیان کوئی مرد اور آڑ حائل نہ ہو، آڑ
کم از کم بلندی میں ایک ہاتھ کے برابر اور موٹائی میں
ایک انگلی کے برابر کا اعتبار ہے یا یہ کہ دونوں کے
درمیان فاصلہ اتنا چھوٹا ہو جو ایک آدمی کی گنجائش
رکھتا ہو، ذکر آڑ اور فاصلہ کی صورت میں نماز قاسد
نہ ہوگی (اور یہ کہ نماز مطلق (یعنی رکوع سجود والی) ہو تو کبیر تحریمہ ولوا میں دونوں مشترک ہوں اور جنت بھی ایک ہو
تو مرد کی قاسد ہو جائے گی اگر وہ مکلف ہو (یعنی عاقل بالغ ہو) اور امام نے شروع نماز کے وقت اس خاتون کی امامت

۴۵/۱

مطبوعہ نوکلشور بکھنؤ

۴۲۳/۱

مصطفیٰ البابائی مصر

۸۲/۱

مطبوعہ مجتہدانی دہلی

سلفہ فتاویٰ قاضی خان

سلفہ رد المحتار

سلفہ رد المحتار

کی نیت کی ہونکہ نماز شروع کرنے کے بعد، اور اگر امام نے عورت کی اہانت کی نیت نہیں کی تو اس نیت تو ن کی نماز
فاسد ہوگی (اختصاراً) (ت)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۲۷ ۲۹ ذی قعدہ ۱۴۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سود خور اور رشوت خور اور جس شخص کی بی بی سے جو سب
رہتی ہے اور جو شخص جھوٹی گواہی دیتا ہے اور جو شخص بعض اوقات نماز پڑھتا ہے ان سب کے پیچھے نماز جائز
ہے یا نہیں؟ جواز و عدم جواز کی کیا دلیل ہے؟

الجواب

سود خور اور رشوت خور اور جھوٹی گواہی دینے والا اور قصداً بعض اوقات نماز چھوڑنے والا یہ سب
فاسق ہیں اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

کما فی الضميمة عن المحقق واقتر في رد المحتار
وتفصيله في مسالمتنا النهي الاكيد عن الصلاة
ورای حدی التعلیل۔

جیسا کہ غیبر میں فتاویٰ جبر سے مروی ہے رد المحتار میں
اسے ثابت رکھا، اور اس کی تفصیل ہمارے اپنے
رسالے اسی ایکید عن الصلاة وراہی حدی التعلیل
میں ہے۔ (ت)

اور جس کی عورت سے پردہ نکلتی ہے اسی طرح کہ جی اعضا کا چھپنا لازم ہے ان میں سے کچھ ظاہر ہوتا ہے مثلاً
سر کے بال یا بازو یا کلائی یا گلا یا سپٹ یا پنڈلی کا مقعر خواہ یوں کہ ان مواقع پر کپڑا ہی نہ ہو یا ہر تو ہا یک کہ
ستر نہ کر سکے یا باہر نہیں نکلتی مگر گھر میں غیر محرم بکثرت آتے جاتے ہیں اور وہ ایسی ہی حالت میں رہتی ہے اور شہر
ان امور پر مطلع ہے اور منع نہیں کرتا تو وہ خود دیوث ہے فاسق ہے۔

فان الديوث كما في الحديث وكتب الفقه كالسدر
وعنه من لا يخاف من اهل البيت

اور اگر ایسا نہیں بلکہ تمام بدن کے پوشے ستر عورت کے ساتھ گھر میں کسی نا محرم مثلاً بیٹھ، دیور، بہنوئی
یا اپنے چچا خالہ ماموں پھر چچی کے بیٹوں کے ساتھ ہوتی ہے یا کم قوم لوگوں کی عورت جو خوب موٹے اور ڈھیلے کپڑے
پہنے سارا بدن ڈھانکے اپنی ضرورتوں کے لئے باہر جاتی ہیں یا عورت قربے جاتی اسی طرح کرتی ہے مگر مرد اسے
اپنی حد قدرت تک روکتا ہے منع کرتا ہے اور وہ نہیں مانتی، تو ان صورتوں میں شوہر پر کچھ الزام نہیں اور اس وجہ سے

اس کے پیچھے نماز میں کراہت نہیں ہو سکتی۔ قال اللہ تعالیٰ لا تزودوا زمرۃ وشر راخری (اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

۶۲۶ھ از بسوی ضلع ہدایوں مسئلہ فیل الرحمن صاحب ۹ شعبان المعظم ۱۳۱۹ ہجری
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں،

- (۱) وہ کون کون شخص ہیں مسلمانوں میں جو کے پیچھے نماز درست نہیں؟
- (۲) کون سی صورت میں نابینا کے پیچھے نماز درست ہے یا بالکل ناجائز؟

الجواب

(۱) بہت لوگ ہیں از انجملہ غیر متقلدین اور افضی اور وہ وہابی جن کی بدعت حد کفر تک پہنچی ہے، سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، الصلوۃ خلف اهل الجور لا تجوز (اہل ہوا کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ ت) جو قرآن مجید ایسا غلط پڑھتا ہو جس سے فساد معنی ہو، جس کی طہارت صحیح نہ ہو اگرچہ معذوری کے وجہ، مثلاً جسے معاد اللہ سلسلہ اہل یا بد وقت ریح خارج ہونے کا عارضہ ہے یا زخم یا پھوٹے سے خون یا زرد آب بہتا ہے۔ اسی طرح وہ شافعی مذہب شد جس نے اپنے طور پر طہارت صحیح کی غرض سے حنفی میں صحیح نہ ہوئی، مثلاً سر کے صرف ایک بال کا سج کر لیا یا قصہ ٹھوکر و منو کا اعادہ نہ کیا کہ حنفی کی نماز اس کے پیچھے نہ ہوگی۔ ان کے سوا اور بکثرت صورتیں ہیں کہ کتب مذہب میں اس کی تفصیل ہے۔

(۲) نابینا کے کپڑے پر اگر نجاست بعد میں نماز لگی ہے اور اسے خبر نہیں یا اس کے زخم یا پھوٹے سے خون بہا اور اس نے نہ دیکھا تو اس صورت میں اس کے پیچھے نماز ناجائز ہے ورنہ صرف مکروہ تنزیہی اور خلاف اولیٰ ہے جبکہ سب حاضرین سے علم زیادہ نہ رکھتا ہے ورنہ ہی امام کیا جائے گا۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

۶۲۶ھ لکھنؤ بازار ۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۹ھ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شریعہ متین اس مسئلہ میں کہ عاقل و عاقلہ امام مسجد گراہ بازار قیومین کا مال پوشیدہ لے جانے میں شریک ہوئے اور اقرار بھی کیا اور اسو اس کے اور کچھ بھی نہیں اس سبب سے مقتدیوں نے اقتدار کرنا چھوڑ دیا اور امام دوسرے کی اقتدار کی تیب امام اول ایک مولوی کو بلا کر لایا اور کچھ دسے کہ اور یہ بھی سنا گیا کہ آٹھ آندہ ہزاری بھی دیئے کا اقرار کیا، مولوی صاحب سے کچھ بیان کرایا اور اس نے کچھ حق بھی بیان کیا

اور کچھ طرفداری بھی کی، آیا مولوی صاحب اس آیت کے کرمیں داخل ہوئے یا نہیں ولا تشعروا بآیتی شما قلیلا، اور مولوی صاحب نے مقتدیوں کو سمجھایا اور ان کی امامت تو دگرادی و نام نے مقتدیوں سے معافی چاہی مقتدیوں نے دونوں اماموں کو قائم رکھا اور امام اول کی غلطی مقتدیوں کے معاف کرنے سے یہاں کی حق تلفی جو کہ وہ بھی معاف ہوئی یا نہیں یا امام اول کو شیعوں کا حق دینا پڑے گا اور دوا پڑے گا یا نہیں، اور ایک آدمی خوش الحانی کو ضروریات سے جاننے والا ہے امام کی آیا یہ شرط ہے ان دونوں شرع شریف کے یا نہیں، اور ایک شخص پابندی نماز کی نہیں کرتا ہے فارسی میں دخل بہت ہے وہ امام اول کو چاہتے ہیں کہ یہ دسب اور دوسرے کو نہیں چاہتے، اور امام دوسرے کی حقیقت یہ ہے کہ عظیم حدیث و تفسیر و فقہ و اصول عربی میں دخل ہے اب اقلہ او وسطے مقتدیوں کے کس کی امامت افضل اور بہتر ہے اور عالم کے پیچھے نماز پڑھنا ایسی ہے جیسے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھنا، آیا اس کا ثبوت شرع شریف میں ہے یا نہیں، اور امام اول کی اقلہ اور ابھی تک بعض لوگ مکر وہ جانتے ہیں۔ بینوا اتوجروا مع مولیٰ کتاب۔

الجواب

پایا مال ہے اذن شرعی نہیں یہاں چاہی ہے اور چوری نہ ہو کہ یہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا یسرق المسلمون حین یسرق و هو موحد، چور چوری کرتے وقت ایمان سے الگ ہو جاتا ہے اسے یتیم کی مال ناتی لینا سخت تر کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

ان الدین یا کلون اموال الیتامی طلبنا انما یا کلون فی بطونہم نامرا و یتیمون سعیدنا۔ جو بزرگ یتیموں کا مال ناتی کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں زہری آگ کھاتے ہیں اور عنقریب دوزخ میں جائیں گے۔

یتیموں کا حق کسی کے معاف کئے معاف نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ خود یتیم کا دادا یا ماں یا کسی نابالغ کے ماں یا پاپ اس کا حق کسی کو معاف کر دیں بجز معاف نہ ہو گا فان الاولیاء للنظر لا للصور (کیونکہ ولایت نگرانی کے لئے حاصل ہوتی ہے نقصان دینے کے لئے نہیں۔ ت) بلکہ خود یتیم و نابالغ بھی معاف نہیں کر سکتے نہ ان کی معافی کا کچھ اعتبار ہے للحد جرتام معما هو ضرور (کیونکہ نقصان وہ معاملہ میں تصرف کرنے سے انہیں ملے روک دیا گیا ہے۔ ت) محض یتیموں کا حق ضرور دینا پڑے گا اور جو نکلا سکتا ہے اسے چاہئے کہ ضرور دلا دے، ہاں یتیم نابالغ ہونے کے بعد معاف کرے تو اس وقت معاف ہو سکے گا، مقتدیوں نے کرائسی حرکات ناشائستہ کے باعث

امام قول کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی بہت اچھا کیا انھیں اسی کا حکم تھا کہ حقیقہ فی الغنیۃ عن فتاویٰ الحجۃ و اقرہ فی سدا الحساس و قد تکرر یہاں نہ فی فتاویٰ منا (جیسا کہ فتاویٰ جگہ کے حوالہ سے فقہ میں اس کی تحقیق کی ہے) اور رد المحتار میں اسے برقرار رکھا۔ اس مسئلہ کا بیان ہمارے فتاویٰ میں متعدد جگہ پر موجود ہے۔ (مت) جس شخص نے کچھ سنے کر بعض نا حق باتیں امام قول کی طرف داری کے حق میں ملا دیں وہ ضرور آیہ کریمہ و لا تشعروا ہایتی شمساً قلیلاً اور آیہ کریمہ لا تلبسوا الحق بالباطل کا مورد ہوا، امام کے لئے فرسش اٹھانی کچھ ضرور نہیں جو اسے ضروری و شرط بنائے، شرع مطہر پر افسار کرتا ہے، بلکہ خوش الحانی بعض وقت مضربوتی ہے کہ اس کے سبب آدمی اترتا ہے یا کم سے کم اتنا ہوتا ہے کہ نماز میں شروع و ختم کے بہ لے اپنے الحان بنانے کا خیال رہتا ہے۔ فتاویٰ قاضی خان و فتاویٰ عالمگیری میں ہے،

لا ینبغی للقوم ان یقعدوا فی التواضع الموشحون
ولکن یقعدوا بالدرستخواں قامت الامام
او اقر ابعصوت حسن یشعلہ عن الممشوح و
المتدبر والتفکر
قوم کے سنے ایسے شخص کو تراویح میں امام بنانا جو
عوض الحان ہونا سبب نہیں البتہ درست پڑھنے والا
کو امام بنا سکتے ہیں کیونکہ امام جب قرأت کرے گا تو
اس کو بھی آواز شروع و تدبیر اور تفکر سے غافل
کو دے گی۔ (مت)

امامت عالم کا خاص حق ہے اس کے ہوتے دوسرے کو ترجیح نہیں جبکہ وہ عالم صحیح خواں و صحیح العقیدہ ہو،
خاصی نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
ان سرکہ ان تقبل صلا تکو فلیؤمکم علیا وکم
فانہم وعدکم فیما بینکم و میں سر بکو یکہ رواہ الطبرانی
فی الکبیر عن سرشد بن ابی سرشد الغنوی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اگر تمہیں اپنی نمازوں کا قبول ہونا پسند ہو تو چاہئے
کہ تمہارے علمائے تمہاری امامت کریں کہ وہ تمہارے
واسطہ و سفیر ہیں تمہارے اہ و تمہارے رب عز و جل
کے درمیان۔ اس کو طبرانی نے المعجم الکبیر میں حضرت
مرشد بن ابی مرشد الغنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کیا ہے۔ (مت)

سۃ القرآن ۲/۲۲	سۃ القرآن ۲/۲۲
سۃ فتاویٰ ہندیہ	فصل فی التراویح
سۃ المعجم الکبیر	مرودی عن مرشد الغنوی
نوٹ: اصل کتاب میں فلیؤمکم علیا وکم کی جگہ فلیؤمکم خیاس کہ ہے۔	تذیر احمد سعیدی

خاص یہ لفظ کہ عالم کے پیچھے نماز ایسی ہے جیسے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے کسی حدیث میں نظر سے نہیں گزری ،
ہاں یہ صحاح کی حدیث ہے کہ :

العلماء وثقة الانبياء (علماء انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وارث ہیں)

اور پھر میں ہے :

من عمل خلف عالم تقى فكا ما حصل خلف
نہی تھے جس نے کسی عالم متقی کے پیچھے نماز پڑھی گویا نبی
کے پیچھے پڑھی۔

لكن لم يعرفه المخرجون وقال المنذرى هو من ريب (لیکن اسے مخرجین نے نہیں
اٹام دیا ہے اسے عربیہ قرار دیا ہے ۔ ت)

اہم اول اپنی اس حرکت سے ضرور غاسق ہوا اور عاسق کے پیچھے نماز ضرور مکروہ ہے جبکہ سچی تو بر نہ کرے
اور ماں لیجے کہ تو بغیر مال واپس دے کر گزیرے نہیں تو بے تک و تمیز کا حق نہ پھیرے نماز اس کے پیچھے بیشک
مکروہ ۔

مسئلہ ۶۲۸ ۳ شعبان المعظم ۱۳۱۸ھ

ندویوں کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب

ندویوں میں کچھ بخیر ہیں کچھ متکوان ضروریات دین رافضی یہ بالاجماع کافر مرتد ہیں اور ان کے پیچھے نماز من
باطل ، کچھ غیر کافر رافضی و باطنی تفضیل غیر مقلدہ و غیر مجرم بد مذہب ہیں کچھ دوسرے بگڑے گمراہ ہیں جنہوں نے اب ندوہ
جما کے اپنے دین کی بیخ کنی کی ، دوسرے کڑوہ دادوں پگروں میں جی کے کلمات ضلالت چھاپے گئے یہ سب ضال منفل
گمراہ بد دین ہیں اور ان کے پیچھے نماز یا ناجائز جیسے عامر غیر مقلدین ،

كما حققنا في النهي الاكيد عن الصلوة وراء
جیسا کہ ہم نے اس کی تحقیق "النهي الاكيد عن
عدى التعقيد" میں کی ہے (تہ)

یا گناہ و مکروہ تحریمی ، كما بيناه في غير موضع من فتاونا (جیسا کہ ہم نے اسے اپنے فتاویٰ میں متعدد
جگہ بیان کیا ہے ۔ مت یروی ہی وہ خود نہ پہلے بد مذہب تھے اور نہ اب کلمات بد مذہبی کے متکراں پگروں کے

اقوال ضلالت تھے، پسند کئے اور ان پر راضی ہوئے، ان کی اشاعت کی حمایت کی، یہ سب کل بوجہ رضا و نصرت باطل، بطل باطل و ارباب بد ضلال اور اسی حکم میں ان کے شریک حال ہو گئے، کچھ وہ ہیں جن بیچاروں کو اطلاع نہیں کہ ان ظلمہ نے کیا کیا ہے صرف مولویوں کا جلسہ سن کر شریک ہو گئے جب تک مطلع نہ ہوئے تھے وہ ہیں بعد اطلاع پھر شریک رہے تو اقل درجہ فاسق ضرور ہیں اور فاسق کے پیچھے بھی ناز نہ کرے۔ فتاویٰ مجدد وغیرہ شرع غیہ وغیرہ میں تصریح فرمائی کہ یہ کراہت تحریم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۲۹ از بریلی محلہ سرحد ۲۷ محرم الحرام ۱۳۱۹ھ

علامہ دین و مفتیان شرع متین کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ گروہ و پاسبین یعنی فرقہ غیر مقلدین اہل سب اہل سنت و جماعت میں یا خارج ان سے اور فرقوں ضالہ سے اور جم مقلدوں کو ان کے ساتھ مخالفت اور مباحست کرنا وہ ان کو اپنی مساجد میں باوجود خوف فساد کے آنے دینا درست ہے یا نہیں اور ان کے پیچھے ناز پڑنا کیسا ہے؟ بدینویا بالتفصیل تو جروا بالاجر الجبریل۔

الجواب

فی الواقع فرقہ غیر مقلدین گمراہ بدین ضالین مفسدین ہیں انھیں امام بنانا حرام ہے ان کے پیچھے ناز پڑنا منع ہے، ان سے مخالفت آگ ہے۔ صورتہ مذکورہ سوال میں انھیں مساجد میں ہرگز ہرگز نہ آنے دیا جائے۔
قال اللہ تعالیٰ:

و عهدنا لی ابراہیم واسمعیل ان طهرا
بیتنا ۱
اور ہم نے ابراہیم واسمعیل سے یہ وعدہ کیا کہ وہ
میرے گھر کو صاف رکھیں گے۔ (ت)

حدیث میں ہے:

امران بنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بدینا
النسجد فی الدور وان تنظف و تطیب ۲
حضرت اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مملوں
میں مساجد بنانے اور انھیں ستھر اور نظیف اور
خوشبود اور رکھنے کا حکم دیا۔ (ت)

نہایتیں درگناہ قافورات مثل آب و آبی با آنکہ پاک ہیں مسجد سے ان کا دور کرنا واجب
تو ہندو مذہب گمراہ لوگ کہ برنجی سے بدتر نہیں ہیں۔ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اہل البدع شر الخلق و الخلیقة ۱۔ بد مذہب تمام مخلوق سے بد تمام جہان سے بد تر ہیں۔

دوسری حدیث میں ہے۔

اصحاب البدع کلاب اہل الناس ۲۔ بد مذہب لوگ جہنمیوں کے شتکتے ہیں۔

اوپر لکھے لوگوں کو خصوصاً بحال فتنہ و فساد کو واپس کی عادت قدیم ہے باد مذہب کدست مساجد میں کیونکر آئے دیا جاسکتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ۱۔

والفتنة اشد من القتل ۲۔ فتنہ قتل سے بھی سخت تر ہے۔

یعنی شرح بخاری و در مختار وغیرہ میں تصریح ہے کہ مسجد سے موزی نکال دیا جائے ولو بلسانہ اگرچہ صرف بانی اید ویتا ہو نہ پاسٹیں دھونے سے پاک ہو جاتی ہیں اور بد مذہب صر

ہرچ شوقی پلید تر باشد

(جتنی بار دھویا جائے پلید ہی رہتا ہے)

اعوذ باللہ منہم ومن حالہم وعقائدہم ۱۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے نبی صلیہ وآلہ افضل الصلوٰۃ
واعمالہم بجالا بعبہ اکرم علیہ وسلم ۲۔ واللہ کے مدد سے میں ان سے ان کے حال اور
عقائد و اعمال سے محفوظ رکھوں گا (ت)

واللہ مبینہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۳ از جاتس ضلع رائے بریلی محاذ زیر مسجد مکان حاجی محمد ابراہیم مسئلہ حاجی ولی اللہ صاحب

۲ ربیع الاول شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فوائے ہیں ملائے دیں اس مسئلہ میں کہ جس کی عورت بے پردہ عام عورتوں کی طرح پھرتی ہو اور اس کا
شہرہ اسے متذکرہ ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور اس کو دیوث کہنا جائز ہے یا نہیں؟ دینوا توجہ دوا۔

الجواب

عورت اگر باہر بے پردہ باریک کپڑوں میں پھرتی ہو کہ ان سے بدن چمکے یا گلے یا بازو یا پیٹ یا پنڈلیں

۱۔ کنز العمال البدع و ارفض من الاکمال مطبوعہ موسستہ الرسالہ بیروت ۲۲۳/۱

جامع الصغير مع فیض القدير دار المعرفة بیروت ۶۴/۳

۲۔ کنز العمال فصل فی البدع موسستہ الرسالہ بیروت ۲۱۸/۱

جامع الصغير مع فیض القدير دار المعرفة بیروت ۵۶۸/۱

۳۔ القرآن ۱۹۲/۲

یا سر کے بالوں کا کوئی حصہ کھلے پھرتی ہے اور شوہر مطلع ہے اور شوہر باوصف قدرت منع نہیں کرتا تو دیوث ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۳۱ از جناس ضلع راستے بریلی محلہ زیر مسجد مکان حاجی ابراہیم مرسلہ ولی اللہ صاحب

۲ ربیع الاول شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دو شخص ہیں اہل دونوں عالم اور پابند صوم و صلوٰۃ کے ہیں مگر ایک رذیل ایک شریف، دونوں میں سے کس کو ترجیح ہوگی مگر امامت وغیرہ میں۔ بینوا اتوجروا

الجواب

امامت میں بعد اس کے کہ وہ شخص جامع شرائط امامت مستحق صحیح العقیدہ غیر فاسق مجاہد ہو، قرآن عظیم صحیح پڑھے حدیث بخارج سے بقدر تمایز ادا کرتے ہوں، سب سے مقدم وہ ہے کہ نماز و طہارت کے مسائل کا علم زیادہ رکھتا ہو پھر اگر اس علم میں وہ لوں برابر ہوں تو جس کی قرأت اچھی ہو، پھر جو زیادہ پرہیزگار ہو شہادت سے زیادہ بچتا ہو، پھر جو عمر میں بڑا ہو، پھر جو خوش خلق ہو، پھر جو عہد کا زیادہ پابند ہو، یہاں تک شرف نسب کا لحاظ نہیں۔ جب ان سب باتوں میں برابر ہوں تو اب شرافت نسب سے ترجیح ہے۔

فی التنبیہ والدر الاحق، الامامہ، الاحسن
یا حکام الصلوٰۃ بشروط اجتنابہ للفواحش
الظاہرۃ ثم الاحسن تجویدا ثم الادب
ثم الامس ثم الاحسن خلقا بالضم الفہ
بالناس ثم اکثرہم تمجدا ثم الاشرف
نسبا ثم مختصرا۔

تیز راہ در دنیا میں ہے امامت کا زیادہ حقدار وہ
ہے جو احکام نماز سے زیادہ آگاہ ہو بشرطیکہ وہ فحش
گناہوں سے اجتناب کرنے والا ہو، اس کے بعد
جو قرأت و تلاوت کی تجوید میں زیادہ اچھا ہو، پھر
صاحب قنوی، پھر عمر میں بڑا، پھر جو اخلاق میں
سب سے اچھا ہو، شایع نے کہا خلق ضمیمہ فائیک
ساتھ لوگوں سے تمساری کو کہتے ہیں۔ پھر زیادہ
تمجید گزار، پھر فائزانی شرف والا احسن مختصرا (ت)

ہاں اگر رذیل اس درجہ کا ہے کہ اس کی امامت سے عام لوگ نفرت کرتے ہیں، جماعت میں خلل پڑتا ہے تو اس کی امامت نہ چاہئے،

لان التنبیہ من اشد ما یحقن عنہ کیونکہ یہاں سب سے زیادہ ہمیں بات سے بچنا ضروری ہے

ههنا وقد قال صلى الله تعالى عليه وسلم وہ لوگوں میں نفرت سے بچا ہے۔ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ
مطلقاً بشرود ولا تنفروا - واللہ تعالیٰ اعلم۔
خونفرت پھیلانے والے نہ بنو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۶۳۲ ۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس امر میں کہ میلاد شریف کی مجلس کے حاضر نہ ہونے والے کے پیچھے اور قیام
سے کراہت کرنے والے کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب

مجلس مبارک کی عدم حاضری اور قیام سے کراہت اگر بربائے بدابیت نہ ہو مثلاً اس وقت حاضری کی
فرصت نہیں کسی امر اہم میں معروف ہے یا وہاں پڑھنے والا روایات ہے اصل یا نظم و نشر خلاف شرع پڑھے گا یا
صاحب مکان سے دینی یا دنیوی مخالفت ہے جس کا الامام شرعاً اسی صاحب مکان پر ہے وغیرہ ذلک من
لصوائغ (ان کے علاوہ دیگر موانع سے - ت) اور قیام سے کراہت صرف اس مسئلے میں کہ خطبہ کے
باعث ہے نہ اصول و بابیت مان کر، قواعد صورتوں میں اس کے پیچھے نماز درست بلا کراہت ہے مگر ان جو
میں صورت انکار و کراہت ہے بخلاف اصول و بابیت میں پائی جاتی مجلس مبارک و قیام مقدس سے یہاں وہی
منکر ہیں جو وہابی گمراہ فاسق ہیں اور وہابیہ کے پیچھے نماز ناجائز و گناہ۔ کیا حقیقتاً فی عدۃ مواضع من ہاؤنا
وہاؤنا التناہی الاکید وغیرہا (جہنم نے اس کی تحقیق اپنے فتاویٰ میں متعدد مقامات پر اور اپنے رسالے
التناہی الاکید وغیرہ میں خوب کی ہے - ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۳۳ ۷ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اسی مسئلہ میں کہ ایک حافظ نور بافت نماز کے چند مسائل جانتا ہے چند مدت سے
ایک مسجد کا امام ہے لوگوں نے اسے تقریریں میں مرثیے پڑھتے دیکھا ہے دوسرا حافظ شیخ صدیقی پنجابی کل مسائل نماز
سے واقف ہے مگر وہ گاہ گاہ مسجد میں آتا ہے دوسرے کی موجودگی میں اسی معین امام کے پیچھے نماز میں کچھ قصور تو نہ ہو گا اور
دونوں چوں تو کون امامت کرے؟

الجواب

تقریریں کی تعلیم اور آج کل کے ناجائز مرثیوں کا پڑھنا بہمت یا فسق سے خالی نہیں اور دونوں صورتوں میں

ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ اور وہ دوسرا حافظ اگر بلا غرض شرعی جماعت مسجد میں کبھی آتا ہے کبھی نہیں تو ترک جماعت بھی فسق ہے اس کے پیچھے بھی نماز مکروہ۔ ایسی صورت میں تیسرے شخص کو امام کیا جائے جو عقیدہ پورا سنی ہو۔ قرآن مجید صحیح پڑھتا ہو، فاسق نہ ہو، مسائل نماز و طہارت سے خوب واقف ہو۔ اور اگر یہ دوسرا حافظ سنی صحیح العقیدہ صحیح غواں غیر فاسق ہے جماعت کو جس وقت اس مسجد میں نہیں آتا دوسری مسجد میں جاتا ہے یا کسی عذر صحیح شرعی کے سبب ترک کرتا ہے تو اس کی اقتدار میں عرج نہیں، اس کے پوتے پوتے وہ امام مقرر نماز نہ پڑھائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۳۲۔ ۲۲ شعبان ۱۳۳۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جس مسجد میں امام مقررہ موجود ہو اس کی بغیر اجازت دوسرا شخص نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا تو حورو!

الجواب

بے اس کی اجازت کے دوسرے کو امامت نہ چاہئے جبکہ وہ امام معین صالح امامت جو یعنی سنی صحیح العقیدہ کہ قرآنی عظیم پر پڑھے اور اس کا فسق ظاہر نہ ہو۔ در مختار میں ہے:

اعلم المسجد الواجب الاولی بالامامة من غیج
مکہ کا مقررہ امام ہر حال میں دوسروں سے افضل ہوتا ہے
مطلقاً الاولیٰ مرد المحتضر من انتشار حاجیہ
سے اولیٰ مرد المحتضر ہیں تا رہائے سے جو کچھ مذکور ہے وہ
ما یفید المنع ان امر ملا اذن۔ واللہ تعالیٰ
مغنیہ منہ ہے اگر دوسرا بلا اجازت امامت کر اذن
اعلم۔

مسئلہ ۶۳۵۔ ۲۸ رجب ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسجد میں رہتا ہے اور امامت پر مقرر ہے اور اس کی حالت یہ ہے کہ ہر دو لاگوں سے عفت رکھتا ہے اور ایک لڑکا ضرور رکھتا ہے جب اس کو چھوڑ دیتا ہے دوسرا جو بڑ کر لیتا ہے غلطت میں بھی وہ لڑکے اس کے پاس بیٹھے ہیں بعض وقت انہیں پیار کرتے بھی دیکھا گیا ہے اس کی شکایت میں شخص مذکور کو پولیس تک بھی پہنچا ہوا اگر پولیس کی دھمکی پر بھی باز نہ آیا، آخر مسلمانوں نے اپنی مسجد سے نکال دیا کہ ہم مسجد میں ایسی ناشائستگی پسند نہیں کرتے۔ اب دوسری مسجد میں آیا، یہاں بھی وہی حال ہے، ایسی صورت میں اسے امام بنانا اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو حورو!

سند در مختار باب الامامة مطبوعہ مطبعہ مجتہدی دہلی ۸۳/۱
سند رد المحتار کو التاثر غانیہ باب الامامة . مصنف ابوبانی مصر ۴۱۳/۱

الجواب

ایسے شخص کو کہ متم ہے امام بناؤ نہ چاہئے لان التهمة توجب تقطیل الجماعة وهو عکس مقصود الشريعة (کیونکہ تمت جماعت کی قلت کا سبب اور وہ مقصود شریعت کے خلاف ہے۔ مت) مسلمانوں کو چاہئے کہ دوسرے شخص سنی صحیح العقیدہ غیر فاسق و غیر متم کو کہ قرآن عظیم صحیح پڑھتا ہو اور نماز و طہارت کے مسائل سے آگاہ ہی رکھتا ہو امام مقرر کریں اور یہ شخص کسی طرح اُس عادت سے باز نہیں آتا امامت سے مجہد کر دیا جائے نہ مسجد میں سکونت کرے لان الخلوة القبیحة یا کالمرد اخذت من الخلوة بالاجنبیۃ جدرہ المسجد عنہ (کیونکہ یہ ریش لٹکے کے ساتھ خلوت قبیرہ اجنبیہ خاتون سے بھی بدتر ہے، لہذا اس سے مسجد کو پاک کرنا ضروری ہے۔ مت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

ملتکم از حیدرآباد دکن یا قوت پورہ مسجد کبیرہ مکان ۲۸۹۰ مرسلہ مستند عبد اللطیف صاحب توسط مولوی ابراہیم صاحب محمد ضیاء الدین صاحب مہتمم تحفہ حنفیہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۲۶ ہجری

کیا فرماتے ہیں علامہ دین محمدی و مستفیدان شریعت مصطفوی تابعین مذہب حنفی اس مسئلہ میں کہ ایک صاحب زوجہ غریبہ و یتیم لائق امامت، قرأت سے بگڑی و اقلیت رکھتے ہیں اور مسائل یا تجوز بہ الخلوة سے واقف مذہب حنفی کے تابع ہیں دوسرے صاحب مال میں مذہب حنفی ترک کر کے مذہب غیبی اختیار فرمائے ہیں، فقہ قرأت سے بقاء صاحب اول کے ناواقف ہیں مگر مسائل یا تجوز بہ الخلوة اور قدرے ریش بھی رکھتے ہیں پس حالت مذہب و مال میں مسب قراءہ حنفیہ بغير حق امامت یا کسی ملت و کراہت کے برود صاحب میں سے کس کو ترجیح دی جا سکتی ہے جس مقام پر کثرت سے مقتدی تابعین مذہب حنفی کے بوقت جماعت موجود ہوں۔ المسائل حسین خاں حنفی

الجواب

جبارت سوال ابہام و اجمال و تعدد احتمال رکھتی ہے دوسرے صاحب فقہ قرأت سے بمقابلہ صاحب اول کے ناواقف ہیں ممکن کہ یہ ناواقف صرف امور زائدہ میں جو حق پر صحت و فساد نماز میں نہیں اگرچہ واجبات تجرید بلکہ واجبات شرعیہ سے بھی ہوں یا شرعاً غولہ تجرید یا بھی صرف محسنات و مستحبات ہوں جیسے وقف و وصل و مدد و قصر و انظار و اختفاء و تغنیم و ترقیق و روم و اشھام و غیرہ کہ اکثر ان میں واجبات تجرید سے ہیں اور امثال و مدد متصل کی رعایت شرعاً بھی واجب اور ترک حرام مگر ان میں کسی کا ترک اصلاً مفسد نماز نہیں اور ممکن کہ امور لازمہ میں ہو جیسے تمایز حدود جہاں تغیر موجب فساد و منہی ہو، صورت ثانیہ میں صاحب دوم کے پیچھے نماز باطل و فاسد ہوگی بخلاف صورت اولیٰ اور دوسرے صاحب قدرے ریش بھی رکھتے ہیں یا اس میں بھی دو احتمال ہیں ایک یہ کہ ان کے تھوڑی تھوڑی وارثی نکلی ہے، پہلے صاحب محض امر دین اس تقدیر پر پہلے صاحب کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہوگی

فی الدار المختار تکلف امرؤ فی رد المختار
الظاهر ایها تنزیهیه والظاهر ایضا کما
قال المحدثان المراد به العصبیه الوجیه
لانہ محمل الغنۃ کت
اور مختار میں ہے بے ریش لڑکے کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔
رد المختار میں ہے ظاہر یہی ہے کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے۔
اور یہ بھی ظاہر ہے جیسے کہ کشمکش رحمتی نے کہا کہ وہ لڑکا
مراد ہے جو خوبصورت چہرے والا ہو کیونکہ وہ غنۃ کا
محل ہے۔ (ت)

دوسرے یہ کہ دوسرے صاحب قدر سے ریش باقی رکھتے ہیں اگرچہ زیادہ کثرت و ادیتے ہیں بخلاف صاحب اول کہ
اصلاً نہیں رکھتے اس تعذیر پر وہ نوں کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوگی اور انھیں امام بنانا گناہ کا دائرہ مٹا انا اور کثرت و اگر شروع
سے کم کرنا وہ نوں حرام و فسق ہیں اور اس کا غش بلا ملان ہونا ظاہر کہ ایسوں کے منہ پر جلی قلم سے فاسق لکھا ہوتا ہے
اور فاسق مجلس کی امامت منوع و گناہ ہے کما نص علیہ فی الغنیۃ عن المحبۃ وحققتہ فی فتاویٰ
(فتنیہ میں ترجمہ کے حوالے سے اس پر تصریح ہے اور ہم نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تحقیق کی ہے۔ ت) اور مذہب اربعہ
حقہ سے کسی دوسرے مذہب والے کے پیچھے حنفی کی اقتدار میں چند صورتیں ہیں۔

(۱) اس خاص نماز میں معلوم ہو کہ امام نے کسی فرض یا شرط وضو یا نماز یا امامت مطابق مذہب حنفی کی رعایت
نہ کی وقد السنا بیان بعضہ منہ وعلیہ فی فتاویٰ (۱) اسے ایسے فتاویٰ میں اس پر کچھ تفصیل سے
احترافات مع جوابات ذکر کئے ہیں۔ ت) اس صورت میں اس کے پیچھے حنفی کی نماز محض باطل۔

(۲) خاص نماز کا حال معلوم نہ ہو مگر اس کی عادت معلوم ہے کہ غالباً امور مذکورہ میں مذہب حنفی کی مراعات
نہیں کرتا تو اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

(۳) عادت بھی معلوم نہیں تو اس کی امامت مکروہ ہے اور اگرچہ یہ کہ اب یہ کراہت تحریمی نہیں۔
(۴) عادت یہ معلوم ہے کہ ہمیشہ مراعات کا التزام کرتا ہے تو صورت سوم سے حکم اخذ ہے مگر ایک ٹوند
کراہت سے ہنوز خالی نہیں۔

(۵) خاص اس نماز کا حال معلوم ہے کہ اس میں اس نے جمیع امور مذکورہ کی رعایت کی ہے تو اسبب
عند الجمهور کراہت اصلاً نہیں اگرچہ پہلے عادت عدم مراعات رکھتا ہو پھر بھی افضل یہی ہے کہ مل سکے تو موافق الذہب
کی اقتدار کرے،

امام بکر رائق (رے) مجتبیٰ سے (نقل کیا) ہے،

ذاکای مراعیہ فالقندار بہ صحیح علی الاصح
ویکرہ والا فلا یصح الاصل (مختصلاً)

اگر وہ شافعی المذہب رعایت کرنے والا ہو تو اصح قول
کے مطابق اسکی ذمہ صحیح اور مکروہ ہے ورنہ بالکل صحیح
نہیں اور مختصلاً (ت)

اقول والتوفیق بنفی کراہۃ التحریم
فی المراعی والاثبات کراہۃ التخریم۔

اقول (میں کہتا ہوں) ان میں موافقت
یوں ہے کہ رعایت کرنے والے کی اقتدار میں کراہت
تحریمی کی نفی ہو لہذا کراہت تنزیہی کا اثبات ہو (ت)

تیز تحریر ہے،

الاقتدار بالشافعی علی ثلثة اقسام الاول ای
یصلیہ منہ الاحتیاط فی مذہب الحنفی فلا
کراہۃ کما فی ان یعلم منہ عد منہ فلا یصح
لکن احتیاط اہل بشرط ان یعلم منہ عد منہ
فی خصوص ما یقتدی بہ ادنی الجملة صحیح
فی النہایۃ الاول وحید اختصار الشافعی
فی فتاویٰ التراہیدی (ادارۃ احتج) ثم
غاب فلا یصح انہ یصح (الاقتدار) بہ لانہ
یجوز ان يتوضأ احتیاطاً وحسن الظن بہ
ادنی الثالث ان لا یعلم شیاً فالکراہۃ۔

شافعی امام کی اقتدار کی تین صورتیں ہیں، پہلی صورت یہ
ہے کہ شافعی سے مذہب منہ کی رعایت کرنا معلوم ہو تو
اس کی اقتدار میں کراہت نہیں۔ دوسری صورت
یہ ہے کہ اس سے عدم رعایت معلوم ہو تو اس کی
اقتدار درست ہیں لیکن فقہار کا اس میں اختلاف
ہے کہ آیا یہ شرط ہے کہ اس سے عدم رعایت کا علم
خاص اس زمانہ کے اعتبار سے ہے جس میں اقتدار
مطلوب ہے یا فی الجملة کا اعتبار ہے۔ نہایت
میں پہلے قول کو صحیح قرار دیا ہے اور دیگر کتب نے دوسرے
قول کو اختیار کیا ہے۔ اور فتاویٰ زاہدی میں ہے کہ
جب کوئی حنفی شافعی کو دیکھے کہ اس نے کچھ نگواسے پھر وہ غائب ہو گیا تو اصح مذہب یہ ہے کہ اس کی اقتدار
درست ہے کیونکہ ممکن ہے اس نے احتیاطی ذکر کر لیا ہو اور اس کے ساتھ حسن ظن رکھنا بہتر اور ادنیٰ ہے غیر

سلہ بکر الرائق باب الامارۃ مطبوعہ راج ایام سعید کینی کراچی ۳۵۱/۱

سلہ بکر الرائق باب الترتیب والنواظیر " " " " " ۳۶/۲

ف، اس عبارت میں تو کسین کے درمیان والی عبارت کا اضافہ ضرورت کے تحت کیلئے اصل میں عبارت مختصلاً ذکر
ہے جو تو کسین سے باہر ہے۔ تخریر احمد

صورت یہ ہے کہ امام کے بارے میں کسی قسم کا علم نہ ہو (یعنی نہ رعایت کا نہ عدم رعایت کا، تو اس صورت میں اس کی اقتدار مکرور ہوگی۔ (نتہ)

پس صورت مستفسرہ میں اگر صاحب دوم میں کوئی امر مفید نماز ہے مثلاً قرآن عظیم کی غلط خوانی بوجہ فساد معنی یا اس خاص نماز کے وقت طہارت وغیرہ کسی شرط نماز یا شرط امامت کا وقت، جب تو خطا ہر ہے کہ اُس کی امامت کے کوئی معنی ہی نہیں۔ اب اگر صاحب اول میں کوئی وجہ کراہت تحریم نہ ہو تو اس کی امامت میں حرج نہیں مگر بوجہ اجتماع اول و دوم صورت اولیٰ یہ ہے کہ کسی اور صحیح العقیدہ صحیح خان کو امام کریں جس میں اصل کوئی وجہ کراہت نہ ہو اور اگر صاحب اول میں کراہت تحریم ہے تو واجب کہ دونوں کو چھوڑیں اور کسی اور صالح امت کی اقتدار کریں، اسی طرح اگر صاحب دوم میں کوئی امر موجب کراہت تحریم ہے مثلاً دائرہ حدیث سے کہ کر تا یا فرائض و شراائط نماز میں مذہب حنفی کی پروا نہ کرنا اگرچہ یہ دنیا ایک بار اس کے افعال سے مشاہدہ ہوا ہو اور صاحب اول میں کوئی وجہ تحریم نہیں جب بھی یہی حکم ہے کہ صاحب اول سے بہتر امام نہ ملے تو اسی کو امام کرنا لازم اور دونوں میں کوئی وجہ کراہت تحریم ہے تو دونوں کے سوا تیسرا امام پیدا کریں، اور اگر صاحب دوم میں کوئی وجہ کراہت تحریم نہیں اور صاحب اول میں ہے تو حکم بالعیس ہے کہ اگر کوئی حنفی صالح امامت نفیض ملے تو اسی کی اقتدار کی جائے ورنہ صاحب دوم ہی کے پیچھے چلیں جبکہ اُس کی عادت سے معلوم ہے کہ مذہب حنفی کی رعایت کا اہل اور رعایت کا علم ہو کہ اس خاص وقت میں جامع جملہ شرائط امامت مطابق مذہب حنفی ہے اور اگر دونوں میں کوئی کراہت تو نہ نہیں تو اگر معلوم ہو کہ صاحب دوم خاص اس وقت شرائط حنفیہ ہے تو اور کوئی حنفی صالح نہ ملنے کی حالت میں اسی کی امامت اولیٰ کہ اس تقدیر پر اس کی امامت بلا کراہت ہے اور اگر حنفی ہو تو افضل ہو تا اور صاحب اول میں جو جو امر دیت و محسوس کراہت ہے اور اگر خاص اس وقت شرائط امامیت معلوم نہیں اور عادت مراعات معلوم نہیں تو اور کوئی امام نفیض نہ ہونے کی حالت میں صاحب اول ہی کو ترجیح چاہئے کہ اب مذہب مجبور و مشرب منظور پر کراہت تنزیہ میں دونوں شریک ہونے اور مخالفت الذہب میں اس قدر زیادت ہے کہ اس کے پیچھے ایک قول پر مطلقاً نماز مکروہ تحریمی ہے اگرچہ مراعات شرائط بھی کرے یہاں تک کہ اُس کی اقتدار پر تنہا نماز پڑھنے و جماعت چھوڑنے کا بعض نے ترجیح دی۔ رد المحتار میں ہے :

علاہم شیخ ابراہیم البیہقی ان حضرات کی اس بیسناد پر مخالفت کی ہے کہ ان کی اقتدار مکرور ہے کیونکہ یہ واجبات و سنن میں رعایت نہیں کرتے اور اگر اپنے مذہب کا امام نہ ملے تو تنہا نماز پڑھنا افضل ہے۔ امام ابن ہمام کے شاگرد شیخ مسندی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی ان حضرات کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ

خالہم العلامة الشیخ ابراہیم البیہقی بناء علی کراہۃ الاقتدار ہم لعدم مراعاتہم لوجہات والسنن وان لا یفتراد اصل تولد یدرک عام مذہبہ وخالہم ایضا العلامة الشیخ رحمہ اللہ لیسدی تعلیمین اہل الہمام وقل الا فتیاط ف

عدم لاقصد بہ ولو صراحتاً۔ اگرچہ نماز رعایت کرنے والا ہو پھر بھی اقداء کرنے میں

واللہ بخیر و تعالیٰ اعلم (ت) احتیاط ہے (ت)

مسئلہ ۱۳۲۲ از ما نو کا جہر ملک پیراگ مسئلہ نیاز محمد خاں بدایونی ۳ ربیع الآخر یوم سر شنبہ ۱۳۲۲ء
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جمیع اہل اسلام شافعی مذہب ہیں عام
جن میں ایک مرتبہ اور چند مرتبہ ج بھی کر آئے ہیں مگر تاک نماز سنت ہیں کوئی بھی کسی وقت کی نماز سنت اور نہیں کرتا
صرف فرض اور اگر لیتے ہیں ان کی امامت واسطے پیر و امام حنفی کے کیسی ہے؟

الجواب

سبب از روز میں بارہ رکعتیں سنت مذکورہ ہیں، دو صبح سے پہلے اور چار ظہر سے پہلے اور دو بعد اور
دو مغرب و عشاء کے بعد، جو ان میں سے کسی کو ایک اور بار ترک کرے مستحق طاعت و عتاب ہے ورنہ ان میں سے
کسی کے ترک کا عادی گنہگار و فاسق و مستوجب عذاب ہے اور فاسق معین کے پچھے نماز مذکورہ تحریمی اور
اس کو عام بنانا گناہ ہے۔ ھو بہ انفسیۃ ھن العجۃ (اس کے بارے میں تجھ کے خوالے سے تنبیہ
میں تصریح ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۳۲۳ از ما نو کا جہر ملک پیراگ مسئلہ نیاز محمد خاں بدایونی ۳ ربیع الآخر یوم سر شنبہ ۱۳۲۲ء
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ عام دستور اور رواج اس ملک کا ہے
کہ مستورات باہر نکلتی ہیں ڈولی یا پانکی کا نہ دستور ہے نہ جانتی ہیں غرض کہ پردہ قطعی نہیں ہے کسی تقریب یا عیادت
یا کسی ضرورت کو پا پیادہ جانا پوشش ان کی بجائے پا جامہ ایک تہ بند مثل غلاف تیکہ کر سے ٹکھٹوں تک بدن پر
مثل ہندوستان چھٹے کپڑے یا دو پڑ کے استعمال میں نہیں، ایک چغڈ کے مثل پہنتی ہیں جو نیچا پیر کے تلے تک
ہوتا ہے۔ رہا سر کا پردہ، جب گھر سے باہر نکلتا ہوا تو ایک تہ بند مثل بالا تحریر کے اندر جسم میں پہن لیا، سر اور کمر تک
کا پردہ جو جاتا ہے، مگر چہرہ کھلے رکھنے کی عادت ہے، ہاتھ البتہ بھانٹت پردہ میں رہتے ہیں ان کا نکلتا عام
دارتوں کی اجازت سے ہے بلکہ خاوند یا وارث ہمراہ جوتے ہیں، یہ طریقہ عام ہے خواہ نواب ہو خواہ غریب،
ان لوگوں کی امامت کیسی ہے؟

الجواب

حدیث اگر کسی ناعزم کے سامنے اس طرح آئے کہ اُس کے بال اور گلے اور گردن یا پیٹھ یا کلائی یا پٹنگا
کوئی حشر ظاہر ہو یا لباس ایسا باریک ہو کہ ان چیزوں سے کوئی حصہ اُس میں سے چپکے تویر بالا جماع حسد ام اور
ایسی وضع و لباس کی عادی عورتیں فاسقات ہیں، اور ان کے شوہر اگر اس پر راضی ہوں یا حسب مقصد و
سے رد الحرام باب الامارت

بند و بست نہ کریں تو قوت میں، اور ایسوی کو نام نہانا گناہ۔ اور اگر تمام دین سر سے پاؤں تک مو لے پر سے
میں خوب چھپا ہوا ہے صرف منہ کی کھلی کھلی ہوئی جس میں کوئی سسہ نہ لایا تھوڑی کے نیچے لایا پیشانی کے پاں
کاٹا سر نہیں تو اب قوی اس سے بھی عافیت پر ہے اور یہ امر شوہروں کی رضا سے ہو تو ان کی امامت سے بھی احتراز
النسب کہ سہ فتنہ اہم واجبات شرعیہ سے ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۳۲۲ از مالک کا بد ملک پرانگی مسئلہ نیاز محمد خاں بدایونی ۳ ربیع الاخری یوم شنبہ ۱۳۲۲ھ
کیا دیتے ہیں ملے دین و معنیان شرح معنی اس مسئلہ میں کہ استخارہ کلوع سے نہیں اسی وقت پیش کیا
اور فوراً پانی سے استخارہ لے لیا ان کی امامت کیسی ہے؟

الجواب

اس صورت میں ترک سنت ضرور ہے مخصوص پانی اگر انقطاع قطره ہو جاتا اور ان لوگوں کو اطمینان مل جاتا ہے
تو یہ امر اس حد تک نہیں جس کے ترک پر ان کی امامت کو ناجائز کہا جائے جبکہ ان کا منشا کوئی امر قبیح مثل استغاثہ سنت حضرت
امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نہ ہو، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۳۲۳ از حیدر آباد دکن مسئلہ حسین خان بواسطت مولوی ضیاء الدین صاحب ۵ ربیع الاخر ۱۳۲۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان بشرح شیخ مولفی عن مسند میں کہ ایک مولوی صاحب نے
ذہب حنفی ترک کر کے ذہب حنبلی اختیار کیا ہے اور وجہ تبدیل مذہب یہ بتاتے ہیں کہ قریب زمانہ وفات حضرت جناب
سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز نے ذہب حنبلی اختیار فرمایا اس لئے میں نے بھی تبدیل مذہب کیا
بس بصورت صحت یہاں مولوی صاحب نسبت تبدیل مذہب اقدسے مولوی صاحب حسب اصول خفیہ درست
ہے یا نہیں جبکہ وہاں کثرت سے حنفی لوگ تھے اقتدار موجود ہوں۔

الجواب

۱۔ ان بلاد میں کون جہاں نہ حنبلی مذہب کے عالم ہیں نہ کتا ہیں، حنفیت چھوڑ کر حنبلیت اختیار کرنا ہرگز جائز
نہیں، اشتغال کرنے والا اگر مذہب حنفی کا عالم تھا تو یہ اشتغال مراۃ مراد شرع کے مضاد ہو گا کہ شرع نے طلب علم کا حکم فرمایا
اور یہ ترک علم و طلب جہل کرنا ہے، حالانکہ حنبلیت جہل نہیں چاروں مذہب حق و ہدی و مرشاد ہیں مگر جہاں جس
مذہب کے عالم نہ کتا ہیں وہاں اس کا اختیار مراۃ اپنے جہل کا اختیار ہے اور اگر اول سے جاہل تھا تو اپنے لئے
علم و عمل کا ذمہ اذہ بند کرتا ہے احکام حنفیت سے آگاہ نہ تھا تو خاصلو اھل الذکر (اہل دگر سے پوچھو ست)
لے اشتغال پر تو قادر تھا اب کہ وہ مذہب اختیار کرتا ہے جس کے اہل ذکر بھی یہاں نہیں تو مراۃ جہل کے ساتھ مجز
طلبہ در اپنے منہ پر شریعت مظہرہ کا دروازہ بند کرتا ہے واللہ العاقل۔

مسئلہ ۲۲: از کئی تا گز پر گز پوری پور ضلع پٹی جیست مرسلہ اکبر علی ۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دینی و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مشکوٰۃ زید کو لفظ طلاق کہنے کا ثبوت تپا کر پنہاں میں مردمان اہل اسلام نے مشورہ کر کے اپنا پیش امام مقرر کیا اور مسئلہ دیکھا کہ جس پر مو ابیر علمائے دین چسپاں تھیں اور علمائے دین نے نماز پڑھانے کی اجازت زید کو دی اور پیش امام مدت دراز سے امامت کرتے ہیں اور نماز جمعہ بھی پڑھاتے ہیں اور پیش امام حرام کاروں کو بھی نصیحت کرتے ہیں اور حرام کاروں نے نصیحت کرنے کے سبب سے دو جگہ متیں کر لی ہیں، اب ایک مولوی صاحب اس کے یہاں وارد حال مقیم ہیں کہ جو غیر اللہ کا جانور ذبح کرتے ہیں مولوی صاحب بھی ان کے یہاں کھاتے ہیں جمعہ کے روز وہ لوگ جو امام سے برگشتہ تھے مولوی صاحب کو مسجد میں لائے اور بروقت کئے مولوی صاحب کے پیش امام اٹھے اور منبر پر بیٹھ گئے اور اذان کا حکم دیا کہ اذان پڑھو، اور جو لوگ کہ پیش امام سے برگشتہ تھے اور مولوی صاحب کو لائے تھے پیش امام سے کہا کہ منبر پر سے تم اترو یہ مولوی صاحب نماز پڑھائیں گے بن مردمان اہل اسلام نے کہ پیش امام اپنا مقرر کیا تھا اور جو پیش امام منبر پر بیٹھے تھے ان کے زور و اذان کو گئی اسس پر مولوی صاحب بوسے کہہ پیش امام طلاق ہے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے، پیش امام نے اسی وقت مسئلہ باجائز نماز مو ابیر علمائے دین پیش کیا مولوی صاحب نے مسئلہ دیکھ کر پھینک دیا اور کہا کہ یہ مسئلہ درست نہیں، یہ کلام مولوی صاحب کا سن کر جس اہل اسلام نے پنا پیش امام مقرر کیا تھا پیش امام سے کہا کہ نماز پڑھاؤ اور مولوی صاحب سے کہا کہ ہم کو اعتبار اس مسئلہ کا ہے کہ میں پر مو ابیر علمائے دین موجود اور چسپاں ہیں اگر یہ مسئلہ غلط ہوتا تو مو ابیر علمائے دین کی نگر اسس پر چسپاں کرتے، اگر تمہاری نماز ان کے پیچھے نہیں ہو سکتی ہے تو نہ ہو ہماری نماز تو ہو سکتی ہے، یہ کلام اہل اسلام کا سن کر مولوی صاحب مسجد سے باہر چلے گئے اور بعد ہو جانے نماز جمعہ کے پھر مسجد میں آئے اور دوسری مرتبہ مولوی صاحب نے خطبہ پڑھا اور جمعہ کی نماز پڑھائی، تو حاصل کلام یہ کہ اول جمعہ کی نماز ہو جانے کے بعد دوسری نماز جمعہ کی ہو سکتی ہے اور مولوی صاحب جدیدہ وارد حال گئے لائق ہیں یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

جمعہ کے لئے امام وہی ہو سکتا ہے جس کا تقریر بادشاہ اسلام سے چلا آتا ہے وہ کہہ جئے بضر در عظام مسلمان مقرر کر لیں نماز جمعہ قصداً چھوڑ کر چلا جانا اور پھر بدعت ختم جماعت اپنے چند آدمیوں کو لا کر اسی مسجد میں دوبارہ خطبہ و نماز قلم کرنا ہرگز جائز نہیں۔ یہ بھلی نماز نہ ہوتی، اور یہ دوسرا شخص گنہگار ہوا، اور قوی شرعی کو زمین پر پھینک دینے سے اس کا حکم بہت سخت ہو گیا، غلطگیری وغیرہ میں اسے کفر تک لکھا ہے۔ یہ جدیدہ شخص نامک تھانے کے لائق نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۲۲۔ ازکلی ناگزیر گنہ خوردن پر ضلع پبلی بحیثیت مرسلہ اکبر علی صاحب ۵ جمادی الآخرہ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک شخص مدت دراز سے امامت کرتا ہے اور پر مشورہ اہل اسلام پیش امام
ہے اور بعد اس امامت کرنے کے پیش امام نے اپنے گھر میں حرام کرایا اور ایک عورت کا حرام پیٹ اپنے گھر میں
گردیا تو اب اس کو امامت کرنی چاہئے یا نہیں؟ **الجواب**

اگر ثابت ہو کہ اس نے حرام کرایا یا حرام کا اسلامی جیسے کیا یا حرام میں کسی طرح سامی ہوا یا اس پر راضی ہوا تو
وہ فاسق ہے جسے بزرگ امامت نہ کرنی چاہئے اور اگر ان میں سے کچھ نہ تھا بلکہ کوئی عورت کسی طرح معاذ اللہ حرام میں مبتلا ہوئی
اور اسے حمل رہا اس نے اس کی پردہ پوشی کے لئے احتیاط کرایا جبکہ چچہ میں جان نہ پڑی تھی تو اس پر الزام نہیں بلکہ پردہ پوشی
امر حسن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۲۳۔ ازکلی ناگزیر گنہ خوردن پر ضلع پبلی بحیثیت مرسلہ اکبر علی صاحب ۵ جمادی الآخری ۱۳۲۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملتیاں شرعیتیں اس مسئلہ میں کہ پیش امام نے اپنے نفس کے واسطے جھوٹ
بولادریہ کما کہ میرے گھر کو آگ لگ گئی ہے تو اس سے پیش امام کی امامت میں فرق تو نہیں آیا اور یہ پیش امام
امامت کے لائق ہے یا نہیں؟ **الجواب**

اگر اس نے جھوٹ بول کر دعوں کو دھوکا دیا اُن سے کچھ مال وصول کیا تو وہ فاسق ہے امامت سے
معزول کیا جائے، اور اگر مراد یہ نہیں تو مراد واضح کی جائے کہ اُس کا جواب دیا جائے، ایسے گول الفاظ سوال میں کھنا
نا دانی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۲۴۔ ازکلی بحیثیت علامہ میرزا غاں مرسلہ جناب مولانا مولوی دمی احمد صاحب محدث نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں؟

- (۱) کیا امامت میں شرعاً وراثت جاری ہے کہ امام مرجعے تو اُس کے بعد اُسی کی اولاد یا خاندان سے امام
ہونا ضرور ہے، غیر شخص امام ہو تو اُن کے حق میں دست اندازی ہو۔
- (۲) کیا اہلسنت کے مذہب میں امامت حق خاندانی ہے کہ امام کے بعد اُس کے خاندان سے باہر جانا
اُن کی حق تلفی ہے۔

(۳) امامت اصل حق علمائے دین کا ہے یا جاہلوں کا۔

(۴) اگر امامت کے شرعاً حق وایتی علماء میں تو جو لوگ عالم دین، صالح، متدین، جامع جملہ شرائط امامت کے
ہوتے ہوئے جاہلوں کو امام بنائیں یا بنانا چاہیں یا اس میں کوشش کریں اُن پر شرعاً الزام ہے یا نہیں۔

(۵) امامت پنجگانہ و امامت جمہور و عیدین کا ایک ہی حکم ہے یا کیا فرق ہے۔

(۶) اگر کسی گھرانے میں سابق سے امامت رہی ہے پھر ان کے ایک شخص سے مسلمانوں نے ناراض ہو کر اسے امامت سے معزول کیا ہو اور بااگہ اس خاندان میں دو عین شخص اور اسی کے مثل موجود ہوں ان کے ہوتے ہوئے ایک عالم دین کو امامت کے لئے انتخاب کیا اور برسوں اس عالم یا اس کے نائب نے جمعہ پڑھایا اور اس گھرانے والوں نے بھی بلا نزاع اس کے پیچھے نماز جمعہ پڑھی ہو پھر کئی سال کے بعد دفعہ وہ لوگ مدعی ہوں کہ امامت ہمارا حق خاندانی ہے اور اس بنا پر عالم کی امامت چھیننا چاہیں تو ان کا یہ فعل محمود ہے یا مذموم و منوع ، اور یہ دعویٰ مسوع ہے یا منوع و مدفوع ، اور اگر اب یہ لوگ نہایت راست اسلام کی کوئی سند مہری ظاہر کریں کہ امامت ہمارے ہی خاندان کی ہے تو وہ سند شرعاً مستند ہے یا نہیں۔

(۷) اگر یہ لوگ اپنے اوپر علم دین کی ترجیح دفع کرنے کو حدیث صلوا خلف کل جوف فاجرو بہر نیک اور فاجر کم پیچھے نماز ادا کرلو۔ (ت) پیش کریں تو ان کا استدلال صحیح ہے یا باطل۔ بینوا تو جودا۔

الجواب

(۱) امامت میں وراثت جاری نہیں ورنہ سهام فرائض پر تقسیم ہو اور حکم آیر کریمہ یوحییٰ کہ اللہ ف اولادکم للذکر مثل حفظ الکاتبین اللہ تعالیٰ تمہیں اولاد کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ دو بیٹوں کے برابر بیٹے کا حق ہر گز (ت) دو برابر حق نہیں کہلے اور اگر بیٹیوں کو اور کرا آیر کریمہ لہن العن صما ترکتم ان کان لکم ولدنا (ان بیویوں کے لئے آٹھواں حصہ ہے اور اولاد نہ ہوئے ہوں۔ ت) آٹھویں دن کی امامت ذیل کو ملے بلکہ بیٹ کے بچے بھی امامت کا حق پائیں کہ شرعاً وارث تو وہ بھی ہیں عورت و اطفال کا اصلاً اہل امامت نہ ہونا ہی دلیل واضح کہ امامت میں وراثت نہیں کہ وراثت خاندانی اسی شی میں جاری ہو سکتی ہے جو ہر وارث کو پہنچ سکے بلکہ سب کو معاً پہنچنا لازم اور امامت میں تعدد محال تو کس بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ امام کے بعد اس کے وارثوں ہی میں امامت ضرور ہے ، یہ صریح جمل میں ہے۔ رد المحتار میں ہے۔

اعتقادہم ان خیر اکابر لایفید لہما فیہ	ان کا یہ اعتقاد کہ باپ کی روزی بیٹے کے لئے ہے مفید
من تغیر حکم الشیخ و مخالفۃ شرط	نہیں ، کیونکہ اس میں حکم شرعی کی تبدیلی ہے اور واقعہ کی
الواقف و اعطاء الوظائف من تدریس و	شرط کی مخالفت ہے اور تدریس ، امامت وغیرہ پر
امامۃ و غیرہا الی غیر مستحقۃ	غیر مستحق کے لئے وظائف کا عطا کرنا ہے اسی طرح ان کا
و کذلک اعتقادہم ان الارشد اذا	یہ اعتقاد کہ زیادہ صاحب عقل اپنی مرضی موت میں جب اپنی

سۃ القرآن ۱۲/۲

سۃ القرآن ۱۱/۱

سۃ رد المحتار مطلب فیما شاع فی زماننا من تغویض نظر الادق الصغیر مطبوعہ مطبعۃ البابا مصر ۱۲۲/۳

فروعی و اسنادی موصوفہ ہونے لگے اور انھوں نے انھیں
لا مشد اس شد فہو یا طیل لان المرشد حجة
قائمة بالرشید لا تحصیل لہ بمجسود
احتیاس غیر لاجل لا یبصر الشخص الجاہل
عالمہ بمجرد احتیاس العیرلہ فی وظیفۃ
التدریس وکل ہدۃ مودا شنة عن الجہل
و اتباع العادة المعالفة لہم سر یہ الحق
بمجرد حکیم العقل المحدث ولا حول ولا
قوة الا بالله العلی العظیم (مخلص) واللہ تعالیٰ
اعلم۔

مرضی کے مطابق کسی کو حقوق تفویض کر دیتا ہے تو صحیح
ہے کیونکہ عقل مند کا اختیار درست ہی ہوتا ہے، پس
یہ باطل ہے کیونکہ وقت کے معاملات میں رشد ایسی
صفت ہے جو رشید کے ساتھ قائم ہوتی ہے، یہ
محض غیر کی پسندیدگی کی وجہ سے کسی کو حاصل نہیں
ہو جاتی، جیسا کہ جاہل شخص کے لئے غیر کے محض وظیفہ
تدریس پسند کر لے سے جاہل عالم نہیں بن سکتا۔ یہ
تمام امور جمالت اور ایسی عادت پر مبنی ہیں جو عقل میں
غلل کی بنا پر صریح حق کے متلاسم باری کرتی ہے اور مرقہ
اقا باث العمل العظیم (مخلص) واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

(۲) بلنت کے مذہب میں امامت حق خانہ اتی نہیں کہ یہ رافضیوں میں بھی جاہل رافضیوں کا خیال ہے۔
اسی بنا پر ان کے نزدیک امامت بعد حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ
تقی شیعہ میں رضی اللہ تعالیٰ عنہما کرنا اور مانتی رہی کہوں علی صورت کے خانہ ان اس میں سے تھے دشمنین رضی اللہ
تعالیٰ عنہم جمعین، آج تک اسی کے جہال عوام کو یہی بکاتے ہیں کہ خانہ ان کی چیز خانہ ان سے باہر نہیں جا سکتی
صدیقی و فاروق کیونکہ اس کے مستحق ہو گئے، اور اہلسنت میں جواب دیتے ہیں کہ یہ دنیوی وراثت نہیں دینی منصب ہے،
اس میں وہی سنی مقدم رہتا جو افضل ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) امامت اصل حق حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے کہ نبی اپنی امت کا امام ہوتا ہے
قال اللہ تعالیٰ انی جعدت لک من اصحابی (اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے بلاشبہ میں آپ کو لوگوں کا امام بنانے
والا ہوں۔ ت) اب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو نبی الانبیاء و امام الامم ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اور ہر مائل جانتا ہے جہاں اصل تشریف فرما ہو وہاں اس کا نائب ہی قائم ہو گا نہ کہ غیر اور تمام مسلمان، نگاہیں
کھلائے دیں ہی تا نبیانی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں نہ کہ جہال، تو امامت خاص حق علامہ ہے اس میں
جہال کو اسی سے منازعت کا اصلا حق نہیں، لہذا علمائے کرام نے تصریح فرمائی ہے حق بالامامۃ اعلم قوم ہے۔

لہ رد المحتار مطلب فیما شاع فی ناسنا من تفویض نظر الاوقات المصغیر مطبوعہ مطبعۃ البابا مصر ۱۲۲/۳

ملک القرآن ۱۲۴/۲

تذویر البصائر و در مختار وغیرہ میں ہے :

اللاحق بالامامة نقد یدابیل نظیرا مجمعه امامت کے لئے مقدم ہونے کا مقرر کرنے میں زیادہ
الانہر الاغلو باحکام الصلوۃ حقارہ ہے مجمع الانہر جو شخص احکام نماز سے زیادہ
واللہ تعالیٰ اعلم ۔ آگاہ ہو ۔ (ت)

(۴) بیشک جو عالم دین کے مقابل جاہلوں کو امام بنانے میں کوشش کرے وہ شریعت مطہرہ کا محض افتادہ
اللہ و رسول اور مسلمانوں سب کا خائن ہے ۔ حاکم و عقیل ، طبرانی و ابن عدی و خطیب بغدادی نے حضرت عبداللہ
بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :
من استعمل رجلا من عصابة و فیہ من هو ارضی للہ منہ فقد خاف اللہ و رسولہ
جو کسی جماعت سے ایک شخص کو کام پر مقرر کرے اور
ان میں وہ موجود ہو جو اللہ عزوجل کو اس سے زیادہ
پسندیدہ ہے بیشک اس نے اللہ و رسول و مسلمانوں
واللہ تعالیٰ اعلم سب کے ساتھ خیانت کی ۔ (ت)

(۵) امامت بنو عدین و کسوف امامت نماز پنجگانہ سے بہت تنگ تر ہے ۔ پنجگانہ میں ہر شخص
صحیح ادیان ، صحیح القراءۃ ، صحیح الطہارۃ ، و صحت قل مان ، و معتد امامت کر سکتا ہے یعنی اس کے پیچھے
نماز ہو جائے گی اگرچہ بوجہ فسق و غیرہ مکروہ تحریمی واجب الامارہ ہو تب جو فی الصلاۃ خلل ہو و فاجبر
(نماز ہر نیک و فاجر کے پیچھے جائز ہے ۔ ت) کے یہی معنی ہیں مگر بنو عدین و کسوف میں کوئی امامت نہیں کر سکتا
اگرچہ حافظ قاری متقی وغیرہ و غیرہ فضائل کا جامع ہو مگر جو بحکم شرع عام مسلمانوں کا ظہور امام ہو کہ بالعموم ان پر
استحقاق امامت رکھتا ہو یا ایسے امام کا ماذون و مقرر کردہ ہو اور یا استحقاق علی الترتیب صرف تین طور پر
ثابت ہوتا ہے :

اول : وہ سلطان اسلام ہو ۔

ثانی : جہاں سلطنت اسلام نہیں وہاں امامت عامہ اس شہر کے اعلیٰ علمائے دین کو ہے ۔

ثالث : جہاں یہ بھی نہ ہو ہالہ مجبوری عام سلطان جسے مقرر کر لیں ، بغیر ان صورتوں کے جو شخص نہ خود

۸۲/۱

۹۲/۴

مطبوعہ مجتبائی دہلی

- دار الفکر بیروت

باب الامامة

عن المستدرک علی الصحیحین الامارۃ امامۃ

ف ، مستدرک میں فیہم کی جگہ فی ثلاث العصابة کا لفظ ہے ۔ تذییر احمد سعیدی

ایسا امام ہے نہ ایسے امام کا نائب و ماذون و مقرر کردہ، اس کی امامت ان نمازوں میں اصلاً صحیح نہیں، اگر امامت کرسے گا غائباً ظل محض ہوگی، جمعہ کا فرض سر پر رہ جائے گا، ان شہروں میں کہ سلطان اسلام موجود نہیں اور تمام ملک کا ایک عالم پر اتفاق و شواہد ہے، اعلم علمائے بلد کہ اس شہر کے ششی عالموں میں سب سے زیادہ فقیہ ہو، نماز کے مثل مسلمانوں کے دینی کاموں میں اُن کا امام عام ہو اور بحکمِ تشریع اُن پر اُس کی طرف رجوع اور اسی کے ارشاد پر عمل فرض ہے۔ جمعہ و عیدین و کسوف کی امامت وہ خود کرے یا جیسے مناسب جائے مقرر کرے اُس کے خلاف پر علوم بطور خود اگر کسی کو امام بنائیں گے صحیح نہ ہوگا کہ عوام کا تقرر بخیر و ری اس حالت میں رد رکھا گیا ہے جب امام عام موجود نہ ہو، اُس کے ہوتے ہوئے اُن کی قرارداد کوئی چیز نہیں۔ تنویر الابصار و درختار باب الجُمعہ میں ہے :

يُشْتَرَطُ لِصِحَّتِهَا سَبْعَةُ أَشْيَاءَ: الْأَوَّلُ الْمَعْبَرُ وَالثَّانِي السُّلْطَانُ أَوْ مَعَاوِمُهُ بَاقِيَهَا .
جمعہ کی صحت کے لئے سات اشیا کا ہونا شرط ہے پہلی شہر اور فناء شہر، دوسری خود بادشاہ یا وہ شخص جس کو بادشاہ وقت نے جمعہ قائم کرنے کی اجازت دی ہو۔ (ت)

فتاویٰ امام حقانی پھر حدیث مجیدہ شریف طریقہ محمدیہ مطبوعہ مدرسہ اہل حق ص ۲۲۰ میں ہے
اِذَا اخْتَلَى الزَّمَانُ مِنْ سُلْطَانٍ ذِي كِفَايَةٍ فَالْمَعْبَرُ مَوْكَلَةٌ إِلَى الصَّلَاةِ ، وَيُلْزَمُ الْأَمَّةُ الرُّجُوعَ إِلَيْهِمْ وَيُصْبِرُونَ وَلَا فَاذًا عَسَرَ جِهَتُهُمْ عَلَيَّ وَاحِدًا اسْتَقِلَّ كُلُّ قَطْرِ بِاتِّبَاعِ عِلْمَانِهِ فَانْتَ كَثُرُوا فَامْتَبِعُوا أَهْلَهُمْ فَانْتَ اسْتَوُوا اقْتَرَحُوا بَيْنَهُمْ .
جب زمانہ ذی کفایت سلطان سے خالی ہو جائے تو معاملات علماء کے سپرد کئے جائیں اور امت پر ان علماء کی طرف رجوع لازم ہوگا اور وہی حکمران کہلائیں گے اگر کسی معاملہ پر سب کا اتفاق مشکل ہو جائے تو ہر طاقت والے اپنے علماء کی اتباع کریں، اگر زیادہ علماء ہوں تو جو ان میں سب سے زیادہ صاحبِ علم ہو اس کی اتباع کریں، اگر سب برابر ہوں تو قرآن و نذی کر لی جائے (ت)

اللہ عزوجل فرماتا ہے :
اطيعوا الله واطيعوا الرسول واوله
اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو

سہ درختار باب الجُمعہ مطبوعہ مطبع مجتہدانی دہلی ۱۰۹/۱
سہ حدیث مجیدہ شریف طریقہ محمدیہ الزرع الثالث فی بیان العلوم المنسوب الیہا مطبوعہ فیردینویہ طبعی آباد ۱۰۹/۱

صدقة تزيد على ثلاث سنوات وله جاس
بجانبه والمرجل المذكور يتصرف
في البيت المذكور وهذا عاصمة مسم
اطلاح جاس لا على تصرف في الصدقة
المنكوسة تقسم دعواه لا اجاب
لا تقسم دعواه على صاحبها عليه
الفتوى۔

اسی میں ہے،

مجرد الاطلاع على التصرف ما مع من
الدعوى۔

گھر ہے وہ اس میں تین سال سے زائد عرصہ سے قیام پذیر
ہے اور اس کی ایک بائیں پڑوسی ہے مذکورہ شخص
"تعمیر گرانے اور بنانے ہر طرف کا تصرف کرتا ہے
اور حق مذکورہ میں اس کا پڑوسی اس کے تصرف سے
اتحاد بھی ہے تو کیا اس کا دعویٰ قابل سماعت ہو گا
یا نہیں؟ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے مفتی بہ قول کے
منہ بقی اس کا دعویٰ قابل سماعت نہیں۔ (ت)

تصرف پر غرض اطلاع ہی دعویٰ سے مانع ہوتی
ہے۔ (ت)

اور مجرد سند اگرچہ مہری ہو کوئی حجت شرعی نہیں، نہ ہرگز ثبوت میں پیش ہونے کے قابل۔ فتاویٰ امام قاضی خان
میں ہے،

احضر كتابه خطوط العدوى و انقصاء
الماضيين و طلب من انقاص النقصاء بذلك
المصلحة قالوا ليس لانقص ان يقضى بمصلحة
العبد ان انقاص انما يقضى بالحجة والحجة
هي البيعة او الاقرار او ما العبد فلا يوصل
حجة لان الخط يشبه الخط۔

کسی شخص سے ایسا اشیاء پیش کر دیا جس میں ماضی کے
حکمران اور قاضیوں کے دستخط تھے اور قاضی سے اس
اشیاء کے مطابق فیصلہ پایا تو فقہاء کہتے ہیں کہ قاضی اس
اشیاء کے مطابق فیصلہ میں کر سکتا کیونکہ قاضی دلیل و
حجت کا پابند ہوتا ہے اور حجت گواہ یا اقرار کا نام
ہے، رہا معاملہ اشیاء کا قوہ قابل حجت نہیں کیونکہ
تحریر ایک دوسرے سے مشابہ ہو سکتی ہے۔ (ت)

اشیاء والخط نہیں ہے، لا يعتمد على الخط ولا يعمل به (تحریر پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی اس کے

سے العقود الدریۃ فی تنقیح الفتاویٰ الحمادیۃ کتاب الدعوی حاجی عبدالغفار پسران جہان کتب درگاہ دارقندھار (افغانستان)

سے فتاویٰ قاضی خان فصل فی دعوی الرقعت والشهادة علیہ مطبوعہ نوکشتور بکھنو

سے الاشیاء والخط کتاب القضاہ مطبوعہ مواراة القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی

۴۴/۲ ۳۳/۱

مطابق عمل کیا جائے گا۔ (ت) فتاویٰ علیہی میں ہے :

الکتاب قد یقتل ویروء العظ یشبه الخط
والخاتم یشبه الخاتم - واللہ تعالیٰ اعلم۔
تحریر کسی جمل اور جھوٹی ہوتی ہے اسی طرح کبھی تحریر تریہ
کے اور غیر تریہ کے مشابہ ہوتی ہے۔ (ت) و اللہ تعالیٰ اعلم

(۷) زمانہائے خلافت میں سلاطین خود امامت کرتے اور حضور عالم ماکان و مایکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کو معلوم تھا کہ ان میں فساد و فتنہ بھی ہونے والا ہے کہ مستحکم علیہ کو امرایہ و مؤخرون الصلوۃ عن وقتہ (تم پر ایسے
امراء و اربابوں کے جو نمازوں کو وقت سے ترک کر دیتے تھے) اور معلوم تھا کہ اہل سلاح کے قلوب ان کی اقتدار سے متغیر کر گئے
ہوئے معلوم تھا کہ ان سے اختلاف و کشمکش فتنہ کو مشتعل کر دے گا اور دفع فتنہ دفع اقتدار فاسق سے اہم و اعظم تھا
قال اللہ تعالیٰ و الفتنۃ اکبر من القتال (فتنہ قتل سے بڑا ہے تو ہے ت) لہذا دروازہ فتنہ بند کرنے
کے لئے ارشاد ہوا اصلوا خلف کل مرد و ناجر (برنیک و فاجر کے پیچھے نماز ادا کرو۔ ت) یہ اس باب سے ہے :
من یصل بیلتین اختار اھو نہما (جو شخص دو محصوروں میں جتنا بڑا ہو جائے تو ان میں سے آسان کو
اختیار کرے ت) اور فقہاء کا قول تجوز الصلاۃ خلف کل مرد و ناجر (برنیک و فاجر کے پیچھے نماز ادا کرنا
جائز ہے۔ ت) اسی معنی پر سے حواہ و گزیر سے کہ نماز فاسق کے پیچھے بھی سر ماتی ہے اگرچہ غیر معلوم کے پیچھے
مکروہ تنزیہی اور معلوم کے پیچھے ضرور نری ہوں زمین دینوں کے سے اس حدیث و مسئلہ فقہ میں کوئی حجت و سند
نہیں نفس جاز و صحت سے مساوات کیونکہ تکلیف کو مافیہ تریح ہوا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : و اھرجعل المتقین
کالنجاس (کیا ہم صاحب تقویٰ کو نجس کر دوں گے۔ ت) یہی فقہاء برابر تصریح فرماتے ہیں کہ امامت
کا حق اعلیٰ قوم کو ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ پھر جواز بھی غیر نماز جمعہ و عیدین و کسوف میں ہے ان مادیوں
کی شرط و تنگ ہے کہ بے امامت عامر یعنی مذکور کسی صالح حقی کے پیچھے بھی نہیں ہو سکتی کما تقدم بیانہ پھر عجبت متعجب
ہے کہ اپنا استحقاق جنائے کے لئے قوامت خاص اپنے خاندان کے لئے محصور کر دیں کہ خاندان سے باہر کسی عامر دین
کو بھی اس کا استحقاق نہ مانیں اور عالم دین کی ترجیح دفع کرنے کو کل برو فاجر کے محرم کا و امن تھا میں اور اسی امامت کو

۱۔ فتاویٰ ہندیہ الباب الثانی والعشرون فی کتاب القاضی الی القاضی مطبوعہ نوری کتب خانہ پشاور ۳۸۱/۲

۲۔ مسند امام احمد بن حنبل مروی عن جواد بن الصامت مطبوعہ دار الفکر بیروت ۳۱۲/۵

۳۔ القرآن ۲۷۱/۲

۴۔ سنن ابراہیم بن یونس باب من تجوز الصلوۃ الیہ مطبوعہ نشر السنۃ طہان ۵۹/۲

۵۔ القرآن ۲۰/۳۸

ہر نیک و بیکامساوی حق قرار دیں۔ جب ہر صالح و طالح اُس میں یکساں ہیں تو تمہارے خاندان کی خصوصیت کہاں ہے اور جب ہر فاسق و بدکار کے پیچھے رواں تباہ ہے تو عالم دین صالح ٹھہرتی ہے کیوں اُنچھے ہوا معلوم ہو کہ اپنے ہوا کے نفس کے ہر وہ ہیں باقی بس اللہ تعالیٰ اتباع شیعہ و طاعت علمائے دین کی توفیق بخشے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۱ ذی قعدہ ۱۳۴۲ھ

اندھے کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی یا تحریمی ہے یا نہیں اور یہ امامت کے واسطے سزاوار ہے یا نہیں اور مولانا دوم کے اس شعر کا کیا مطلب ہے ۱۔

در شریعت ہست مکروہ اسے کیا در امامت پیش کردن کور را
گرچہ حافظ باشد و چست و فقیہ چشم روشن بر دگر باشد سفید

الجواب

اندھا اگر تمام موجودین میں سب سے زیادہ مسائل کا جاننے والا نہ ہو اور اس کے سوا دوسرا صحیح القرائت صحیح العقیدہ غیر فاسق معلن حاضر جماعت ہے تو اندھے کی امامت مکروہ تنزیہی ہے اور اگر وہی سب سے زیادہ علم نماز رکھتا ہے تو اسی کی امامت افضل ہے اگر حاضرین میں دوسرا صحیح خواں مذہب یا فاسق معلن ہے اور اندھا ان سب میں سے پاک ہے تو اسی کی امامت مردہ ہے اور اگر صحیح و باعتراف وہی ہے جب تو اصلاً دوسرا قابل امامت ہی نہیں۔ درمختار میں ہے ۱۔

یکوہ تنزیہا امامۃ اھل الان یکون اعلم تا بینے شخص کی امامت مکروہ تنزیہی ہے البتہ اس صورت میں اس کی امامت اولی ہوگی جب وہ

دوسروں سے زیادہ صاحب علم ہو اور مختصراً

حضرت مولوی قدس اللہ تعالیٰ اسرارنا بسرہ النوری اُن آنکھوں میں کلام فرماتے ہیں جن سے اُنہیں کام ہے جس کی چشم باطن روشن ہے اگرچہ علم بطور رسمی حاصل نہ کیا ہو علم رسمی کے عالم غیر ماریت سے فہل و حق باتھدیم ہے کہ علم لدنی علم رسمی سے بدرجہا اہل و اکمل ہے۔

قال اللہ تعالیٰ و اقفوا اللہ تو یعلمکم اللہ اللہ تعالیٰ کافران ہے اور اللہ سے تقوی اختیار کرو
قال تعالیٰ قل هل یستوی الذین یعلمون اور اللہ تعالیٰ ہی تمہیں علم کی دولت سے نوازتا ہے اللہ

والذین لا یعلمون۔ واللہ تعالیٰ اعلم

تعالیٰ کا یہ بھی فرمان ہے کیا علم واسلے اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۶۵۵ از گندہ نالہ مرسلہ وزیر احمد ۹ جمادی الاخریٰ یوم شنبہ ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید تمسکات میں سود لکھوا لیتا ہے در بیان کرتا ہے کہ میں صرف لکھوا لیتا ہوں لہذا چار پانچ برس بڑے کو اس نے مع سودنا لکھ کر کے ڈگری کرائی تھی اس صورت میں اس کے پیچھے نماز جواز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب

ہرگز نہیں، جس طرح سود لینا حرام ہے یونہی سود لکھوانا حرام ہے بلکہ حدیث میں دوسرے کے لئے سود کا کاغذ لکھنے پر لعنت فرمائی، اور ارشاد فرمایا کہ وہ اور سود لینے والا دونوں برابر ہیں، تو خود اپنے لئے سود لکھوانا کیونکر موجب لعنت نہ ہوگا اور یہ زعم کہ میں لیتا نہیں معنی اس کا اپنا ادعا ہے کہ قبول نہ ہوگا اور اگلی مالش مع سود اس کے کذب پر گواہ ہے غرض کہ فاسق ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی قریب بحرام واجب الاعداء ہے یعنی ناواقف پڑھ لی ہو تو جب معلوم ہو جتنی نمازی اس کے پیچھے پڑھی ہوں سب کا ذکر ادا واجب ہے اور واقف پڑھی تو نماز دہرائی ادا واجب اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے کا گناہ علاوہ - لہذا توبہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۵۶ رجب المرجب یوم یکشنبہ ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جس میں اوصاف حسب ذیل ہوں وہ شخص لائق امامت ہے یا نہیں؟

(۱) نماز میں قرآن شریف جو پڑھتے ہیں اس میں کبھی نیچے کی آیت اوپر پڑھ جاتے ہیں کبھی آیت چھوٹ جاتی ہے۔

(۲) فجر کی نماز اکثر قضا پڑھا کرتے ہیں۔

(۳) نفل کا وقت کبھی سونے میں گزر جاتا ہے ایسے تنگ وقت میں نماز پڑھتے ہیں کہ فرض پڑھتے ہی عصر کا وقت آجاتا ہے۔

(۴) مغرب کا وقت سیر بازار میں گزرتا ہے تنگ وقت میں واپس آتے ہیں جب ان سے کہا جاتا ہے

سبح القرآن ۹/۳۹

۲۶/۲

مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

باب الریاء

سبح صحیح مسلم

سبح ایضاً

کہ آپ مسجد کے امام ہیں اور نماز اور لوگوں کو پڑھانا پڑھتی ہے تو اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ نماز کا میں کچھ پابند نہیں ہوں۔

(۵) اپنے دشمن کا لوٹا اور گھر اٹھانے کا عظیمہ رکھتے ہیں۔

(۶) ایک رافضی سے یہ تکلفی ہے کہ اس کے ساتھ کھانا کھاتے ہیں اور مسجد میں باہم دونوں کے مذاق بے تکلفانہ اور مشتوقانہ ہوا کرتا ہے۔

(۷) نماز کے مسائل معلوم نہیں ہیں۔

الجواب

سہو کسی آیت میں تقدیم و تاخیر یا کسی آیت کا چھوٹ جانا اگر نادرا ہو تو مضائقہ نہیں اور اکثر ایسا ہوتا ہے تو ایسے شخص کی امامت سے احتراز اولیٰ ہے جبکہ دوسرا صحیح غواص العقیدہ صحیح الطہارت غیر فاسق معصوم قابل امامت موجود ہو نماز غیر اتفاقاً قضا ہو جائے پر مواخذہ نہیں جبکہ اپنی طرف سے قصیر نہ ہو، مگر اکثر قضا ہونا بے تفسیر نہیں ہوتا، اگر کوئی علت صحیح شرعی قابل قبول نہ رکھتا ہو تو بے پروائی ضرور اسے حد فسخ تک پہنچاتے گی اور فاسق کی امام بنانا منع ہے۔ جو شخص آفتاب ڈھلنے تک کا وقت شروع ہونے سے پہلے سوئے اور کسی مرض یا ماندگی کے سبب اتفاقاً ایسا سو جائے کہ ظہر کا وقت نہ ہو تو اس پر رام نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

لا تقرب فی الشیور انما التقرب فی البقطة۔ سونے میں قصور نہیں، قصور جاگنے میں ہے۔

اور اگر ظہر کا وقت آگیا یعنی آفتاب دائرۃ نصف النہار سے ڈھل گیا اس کے بعد سویا اور وقت باطل گزار دیا تو اس پر الزام ہے کھانا فی سواد الصحا (جیسا کہ اس پر رد المحتار میں تصریح کی ہے) اور جبکہ اس کا عادی ہو، بار بار ایسا واقع ہو تو ضرور فاسق ہے اور اسے امام بنانا گناہ، یونہی اگر اتنے سونے کا عادی ہو کہ فرض ظہر پڑھتے ہی وقت عصر واقع آجائے سنت کا وقت نہیں ملتا تو اس صورت میں بھی ترک سنت مؤکدہ کی عادت کے سبب اثم و گنہ گار اور امام بنانے کا ناسزاوار ہے، مغرب کا وقت میر بازار میں تنگ کر دینا اگر اتنا ہو کہ چھوٹے چھوٹے ستارے بھی ظاہر ہوجائیں کہ حقیقتہً تنگ وقت یہی ہے جب تو اس کا کردہ و ممنوع ہونا ظاہر اور اگر اتنا بھی نہ ہو تو اس قدر میں شک نہیں کہ جماعت یا اقل درجہ جماعت اولیٰ ضرور متروکہ ہوتی و قصد حقیقتاً فی فتاویٰ ان الواجب هو ادراك الجماعة الاولى (ہم نے فتاویٰ میں اس کی تحقیق یہ کی ہے کہ

جماعت اولیٰ کا پانا واجب ہے۔ (ت) تو اُس کے ترک کی عادت بھی فسق ہے اور ایسے کی امامت ممنوعہ اور وہ لفظ کریم نماز کا کچھ پابند نہیں ہوں اپنے ظاہر پر بدتر و ششیع تر فسق ہے، اپنے دشمن اور نہانے کے لئے برتن علیحدہ رکھنا اگر براہِ تکبر ہو تو سخت کبر و اور براہِ وجم و وسوسہ ہو جب بھی ممنوع، اس کا ترک فسق و فسق ہے یا وہی احق دین کا سلام میں نہ چھوت ہے نہ وسوسہ پروری۔ وہ افسوس زمانہ علی العموم کفار و مرتد ہیں کسا حقیقتہ فی سدا المرفضة (جیسا کہ ہم نے رد الرفضہ میں اس کی تحقیق کی ہے۔ (ت) اور مرتدین سے میل جول حرام۔ اور مسجد میں ایسا مذاق سُستی صبیح العقیدہ سے بھی حرام۔ لاجرم شخص مذکور سخت فسق و فاجر ترکب کیا ہے اور اُس کی امامت ممنوع۔ اُسے امام بنانا حرام، اُس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجبہ عاودہ اور نماز کے مسائل ضروریہ کا نہ جانا بھی فسق ہے، بہر حال شخص مذکور کی امامت کی ہرگز اجازت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۵۲ از فیض آباد ڈاک خانہ شہزاد پور مرسلہ عبد اللہ طالب علم ۱۳۶۳ھ

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ شریعتیں آیہ زانی کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں، کیونکہ اس مسئلہ میں بہت جھگڑا پیدا ہو گیا ہے یہاں تک حالت گزر گئی کہ نماز جماعت میں تفرق ہو گیا ہے۔ حدیث اور کتاب کی سند ہونا چاہئے بیڑا تو جڑ

الجواب

زانی فسق ہے اور فسق کے پیچھے ساری باتیں امام بنانا گناہ ہے، اُس کے پیچھے جو نمازیں پڑھی ہوں اُن کا پھر تدا واجب ہے، رد التماس میں ہے،

مشی فی شرح العینۃ علی ان کراہۃ تقدیمہ
(یعنی الفاسق اکراہۃ تحدیدہ)
شرح النیر میں ہے کہ اس (فسق) کی تقدیم مکروہ تحریمی ہے۔ (ت)

کل صلاۃ ادیت مع کراہۃ التحصیم تجب
اعادتها۔
کا عاودہ واجب ہے۔ (ت)

مسئلہ ۶۵۵ از گزشتہ کتاب او د مرسلہ مسلمانان گزشتہ حمود و حافظ عبد الحفیظ صاحب مدرس مدرسہ النجف اسلامیہ
گوندہ ڈی الحجہ ۱۳۶۳ھ

زید کہ صاحبِ علم متین ہے یعنی عالم ہے اور سید و معروپا بند صوم و صلوٰۃ ہے مگر اکثر جماعت سے نماز

اور انہیں کرتا اپنے گھر پر پڑھ لیتا ہے لیکن جمعہ کے روز سجدہ میں امامت کرتا ہے اور کثرت سے لوگ اُس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں مگر بعض اشخاص اُس کے پیچھے نماز پڑھنے سے اعتقاد رکھتے ہیں مگر اعتراض کنندہ زید سے ہر بات میں کم تر ہے ہیں اور عقائد متقی بھی نہیں ہیں اور نفسانیت و ضد بھی ہے اور بیشتر یہ عمر عمر بھی اُس کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو پس زید کے پیچھے نماز پڑھنے والے ایسے اشخاص مذکورہ بالا کی درست ہے یا نہیں۔ یلینوا تو جھوٹا

الجواب

زید کا ترک جماعت کرنا اگر کسی عذر صحیح شرعی کے سبب ہے تو زید پر مواخذہ نہیں اور اس کے پیچھے ہر نماز باکراست درست ہے جبکہ کوئی مانع شرعی نہ ہو اشخاص مذکورین کا اُس کی اقتداء سے اعتزاز اس صورت میں معنی جماعت و جہا ہے اور اگر وہ بلا عذر شرعی ترک جماعت کا عادی ہے تو یہ ضرور فاسق ہے اور اس تقدیر پر اُس کی اقتداء سے بچنا بجا ہے جبکہ جمہور سنی بکرماء امامت متقی کے پیچھے مل جاتا ہو۔ یہ دونوں اس عذر سے کہ امام تارک جماعت ہے ترک جماعت کی اجازت نہیں ہو سکتی۔ رد المحتار میں ہے :

فی لمراجع قال اصحابنا لا یفتی ان یقتدی
بالفاسق لا فی جمعة لانه فی غیرہا یحد اماما
غیرہ اھ قال فی الفتاویٰ وصید بیکر فی جمعة
ف تعددت قامتہا فی المعصیۃ قول محمد
المفتی بہ لانه لیسید لی، التحول
ہے کے مطابق شہر میں متعدد جبکہ جمہور ہوتا ہو، کیونکہ ایسی صورت میں دوسرے امام کی اقتداء جیسر ہو سکتی ہے (ت)
رد المحتار میں ہے :

الجماعة سنة مؤكدة للرجال وقيل واجبة
وعليه عامة مشائخنا وهو المراجع عند
اهل المذهب فتسن او تجب ثم رتہ تظہر
فی الاثم بترکھا سورة اھ ملقطا۔ واللہ سبخنہ
ولعانی اعلم۔
مردوں کے لئے جماعت سنت مؤکدہ ہے۔ بعض نے واجب
کہا ہے اور اکثر مشائخ اسی پر ہیں اور علما سب کے
ہاں بھی یہی رائج ہے پس جماعت سنت ہے یا واجب
اس کا اثر کسی ایک و خور ترک کی صورت میں نہیں ہوگا
اور ملقطا۔ (ت) واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۵۶ از ریاست جادو مکان عبد المجید خاں صاحب سررشتہ دار ۱۳۱۵ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ذابح البقر کی امامت کیسی ہے؟

الجواب

جائز ہے جبکہ غلط خوانی یا بد مذہبی یا فسق وغیرہ یا عوان شرعیہ نہ ہوں ذابح بقر کوئی مانع نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۶۵۷ حیات النبی ہونے سے خالہ کو انکار ہے اور مدینہ طیبہ کی زیارت سے بھی، حافظ قرآن مذکور کو انکار
ہے یہاں تک کہ بہت سے مسلمانوں کو خانہ کعبہ سے لوٹا لایا اور نہ جانے دیا ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے
یا نہیں، کیا حکم ہے؟ بینوا تو تجروا

الجواب

خانہ گراہ بدین ہے اسے امام بنانا جائز نہیں، حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلکہ
جميع انبیائے کرام طہیم اہل صلۃ والسلام کی میات قرآن و حدیث و اجماع سے ثابت ہے اور زیارت مدینہ طیبہ
سے انکار رکھنا مسلمانوں کو لوٹا لانا کار شیطان و خلاف راستے مسلمانان ہے،

قال اللہ تعالیٰ و یتبع غیر مبیل المؤمنین اللہ تعالیٰ کافران ہے جو مومنین کے علاوہ کسی کے
نولہ ماتولی و فصلہ جہنم و ساء راستے کی پیروی کرتا ہے ہم اسے اس طرف پھیر دیتے
مصریرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم ہیں جس طرف وہ پھرتا ہے اور اسے ہم جہنم میں ال
دیں گے اور وہ بڑا ٹھکانہ ہے (دت)

مسئلہ ۶۵۸ مسئلہ عبد الرحیم صاحب ٹھیکہ سوس پور ضلع بریلی ۵ محرم الحرام یوم یکشنبہ ۱۳۲۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص دو نوں کانوں سے بہت بہرا ہے تکبیر اولیٰ کانوں
سے نہیں سنتا ہے اور قرآن شریف بھی اس کو صحیح یاد نہیں ہے، بیوی اس کی بے پردہ دکان پر چوسنے
فروخت کرتی ہے، دو پڑاؤں میں گارے کا اور دھتی ہے اور موسم گرمی میں خاصہ دھن زیب کا اور دھتی ہے
اور گرتی دس گیارہ گرد لابی پہنتی ہے مگر کلاسیاں ہر دو کھل چوڑی آستینوں کے باہر رکھتی ہے اور اس کے
شوہر کو ٹکیا سال معلوم ہے عیشم خود دیکھتا ہے مگر کچھ بدایت نہیں کرتا ہے، اگر وہ بدایت اپنی بیوی کو پر دے
کی کرے تو اس کی حالت بہرے ہونے سے اور صحیح نہ پڑھنے سے قابل پیش امام ہونے کے ہے یا نہیں؟ علاوہ
گزارش مندرجہ بالا کے نہایت بد آواز بھی ہے اور جو شخص اس کو بدایت کرتا ہے تو اس سے محبت و تقریر

جمالت کے ساتھ کرتا ہے۔ جینا تو جبراً

الجواب

جبکہ اُس کی عورت کلاسیاں کھولے باہر پھرتی دکائی کرتی ہے یا گرمیوں میں باریک پکڑے پہنے نکلتی ہے جس سے بدن چمکتا ہے اور اُس کا شوہر ان احوال سے واقف ہو کر حسب مقدمہ کامل بندوبست نہیں کرتا تو وہ دیوث ہے۔ اُس کے پیچھے نماز پڑھنا اور اسے امام بنانا گناہ ہے، اور اگر وہ عورت کو ہدایت بھی کرے اور اُس الزام سے توبہ کر کے پاک ہو جائے تو اُس حالت میں بھی جبکہ وہ قرآن مجید ایسا غلط پڑھتا ہو جس سے ماز فاسد ہوتی ہے تو اُس کی امامت باطل ہے اور اُس کے پیچھے نماز اصفاء ہوگی۔ مگر یہ الزام وہی لگا سکتے ہیں جو خود صحیح پڑھتے ہوں ورنہ ان کی خود بھی نماز نہیں ہو سکتی وہ سب ایک سے ہوتے۔ اُن سب پر فرض ہے کہ حرفوں کی تخیل سمجھ کر لیں جس سے نماز صحیح ہو جائے۔ جب تک ایسا نہ کریں گے اُن سب کی نماز باطل ہوگی اور اگر غلطی وہ ایسی نہیں کرتا جس سے نماز ہی سہ ہو اور اُس کے سوا اور کوئی صحیح پڑھنے والا وہاں نہیں تو لازم ہے کہ وہی امام کیا جائے اور ہر جوئے کی پرواہ نہ کی جائے جبکہ وہ عورت کا بندوبست کرے اور اگر وہ بھی صحیح العقیدہ غیر فاسق صحیح پڑھنے والا وہاں موجود ہے تو یہ اگرچہ صحیح بھی نہیں اور عورت کا بندوبست بھی کرے اُس دوسرے صحیح خواں کی امامت اولیٰ ہوگی کہ جب یہ ایسا ہر اسے کہتا ہے تو رتبہ نسبتاً تو اس میں اگر اُس سے کہیں غول یا غلطی واقع ہوئی مقتدیوں کا بتانا نہ سننے کا وہ اللہ تعالیٰ اعلم و علیم و حل مجدد و اتم و احکم۔

مسئلہ ۱۵۱۰ از جیکیں پر ضلع علی گڑھ مرسلہ جعفر علی صاحب ۲۳ ربیع الاول ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علما کے دینی متین پنج امامت اُس شخص کے کہ جو صرف حافظ قرآن و فارسی خواں ہو اور ایک مسجد کا امام بنو اور دار لکین بازار میں مسلمانوں سے لڑتا اور مغلکات الفاظ زبان پڑھتا ہو اور کبھی مسجد میں مؤذن سے سنت کلامی اور اُس کی حسب و نسب پر بھی مقتصدیان میں الزام لگاتا ہو مؤذن و بعض مقتدیوں سے حرمت کہدورت و کینہ رکھتا ہو تنبیہ کو سننے پر مقتدیوں پر الزام لگاتا ہو کہ تم میری غیبت کرتے اور میری روزی چھیننے کی کوشش کرتے ہو اور اپنے قصور کا ہنوز اعتراف نہ کرتا ہو اور مؤذن سے سلام ملے کہ ترک کردی ہو ایسے امام کی اقتدار ہو کر اہت جائز ہے یا کچھ کراہت ہے، جینا تو جبراً

الجواب

مسلمانوں سے بلا وجہ شرعی کینہ و بغض رکھنا حرام ہے اور بلا مصلحت شرعیہ تین دن سے زیادہ ترک سلام کلام بھی حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، لا تباغضوا ولا تعاصوا ولا تنادوا بسبوا بغض نہ رکھو، حسد اور غیبت نہ کرو اور اللہ کے بند سے نہ کو تو اعباد اللہ اخواناً۔ یہ کہ بھائی بھائی ہو جاؤ۔ (ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم :

لا یحل لمسلم ان یمسکوا خاداً فوق الثلث

کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ دوسرے بھائی سے تین دن سے زیادہ سلام و کلام قطع کرے۔ (ت)

یہ شخص بکن خصوصاً ہر بار از محصیت و فسق ہے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
لیس المؤمن بالظعان ولا الفحاشی
مومن ظعن کرنے والا نہیں ہوتا اور نہ ہی فحش بکاتا ہے۔ (ت)
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

الحیاء من الايمان والبذاء من النفاق
حیا، ایمان کا حصہ ہے اور بے حیائی نفاق کا حصہ ہے۔ (ت)

خصوصاً اگر اس فحش میں کسی مسلمان مرد یا عورت کو زنا کی طرف نسبت کرتا ہو جیسے آج کل فحش لوگوں کی گالیوں میں عام طور پر رائج ہے جب تو اشد کبیر ہے۔

قال الله تعالیٰ یعظکم الله ان تعودوا لمثله
ابدا ان کنتم مومنین
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے : اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے تم آئندہ کبھی ایسی بات نہ کرو اگر تم الٰہی ایمان ہو (ت)

بالکل شخص مذکور فحاشی معنی ہے اور فی حق معنی کو امام بن عساکر در اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی یعنی پڑھنی منع ہے اور پڑھ لی ہو تو پھیری واجب۔ فتاویٰ جہ پھر عید پھر رد اختیار میں ہے ، لوقد موافق است یا شوق
اگر لوگوں نے فحاشی کو مقدم کر دیا تو وہ گنہگار ہوں گے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسند احمد از سیما پور ذی الحجہ ۱۴۲۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص پر رخص کا شبہ ہے اس کی شہادت ان لوگوں کے

۲۹۷/۶ مطبوعہ فتیری کتب خانہ کراچی سنہ صحیح البخاری باب الحجۃ حدیث ۱۰

۱۹/۲ رامین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی سنہ جامع الترمذی باب ما جاز فی اللعۃ

۲۰۵/۱ مطبوعہ دار الفکر بیروت سنہ مستد احمد بن حنبل ما اسند عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

۲۳/۲ مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی سنہ جامع الترمذی باب ما جاز فی اللعۃ

۵۱۳/۱ مطبوعہ سہیل اینڈسٹری لاہور سنہ غنیۃ المستمل شرح زیۃ مصلی فصل فی الامارۃ

۵۱۳/۱ منہ القرائن ۱۴/۲۳

۵۱۳/۱ منہ غنیۃ المستمل شرح زیۃ مصلی فصل فی الامارۃ

۵۱۳/۱ منہ غنیۃ المستمل شرح زیۃ مصلی فصل فی الامارۃ

۵۱۳/۱ منہ غنیۃ المستمل شرح زیۃ مصلی فصل فی الامارۃ

۵۱۳/۱ منہ غنیۃ المستمل شرح زیۃ مصلی فصل فی الامارۃ

جب سنت و مکروہ کے تردد میں ترک سنت کا حکم ہو تو جائز و حرام قطعی کے تردد میں وہ جائز کیوں نہ واجب ترک ہو گا۔
دلیل دوم علماء فرماتے ہیں کہ جب کسی بات کے واجب و بدعت ہونے میں تردد ہو تو وہ ترک نہ کی جائے۔
 فتح و علیر و بحر و رد المحتار وغیرہ میں ہے :

والمعطل لهذا في النوازل قد تقرر ان ما دار بين وقوعه بدعة او واجبا لا يترك
 بيان نوافل میں ہے (رد المحتار) کے الفاظ یہ ہیں کہ یہ بات مسئلہ ہے جس کام کا وقوع بدعت اور واجب کے درمیان تردد ہو تو اسے (یعنی واجب کو) ترک نہیں کیا جائے گا۔ (ت)

ظاہر ہے کہ یہ شخص سستی ہو تو اس کی جگہ دوسرا امام مقرر کرنا کچھ بدعت بھی نہیں اور رافضی ہو تو اسے معزول کرنا فرض قطعی جب بدعت و واجب کے تردد میں فعل ضروری ہوتا ہے تو جائز و فرض قطعی کے تردد میں اسے معزول کرنا کیوں نہ اشد ضروری ہو گا۔

دلیل سوم شریع مطہر کا قاعدہ مقرر ہے کہ اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام
 جب ایک چیز میں سنت و حرمت دونوں وجہیں ملتی ہوں تو غلبہ حرمت کو رہے گا اور وہ شے حرام بھی جانے لگی
 کیا فی الاشباہ والنظائر (جیسا کہ اشباہ والنظائر میں ہے) ت: یہ سستی ہو تو امامت ملال اور رافضی ہو تو حرام، تو غلبہ حرمت ہی کو دیا جائیگا۔

دلیل چہارم عبادات میں احتیاط و مطلق واجب ہے نہ کہ نماز کو اہم و اعظم عبادات ہے جس کے لئے علماء فرماتے ہیں کہ اگر اس کی صحت و فساد میں اشتباہ پڑے ایک وجہ سے فاسد ہوتی ہو اور متعدد وجوہ سے صحیح تو اس ایک ہی وجہ کا اعتبار کر کے اس کے فساد ہی کا حکم دیں گے، فتح القدر صلاۃ المسافر میں ہے :

هذه مسائل الزيادات مسافر و مقیم ام
 احدھا الاخر فلما شربعا شكنا في الامام
 استقبالان الصلوة مع فساد من وجہ
 وجازت من وجہ حکم بفسادھا و امامة
 المقتدی مفسدة واحتمل كون كل منهما
 یہ مسائل زیادات کے ہیں مسافر اور مقیم میں ایک نے دوسرے کی امامت کی جب دونوں نے نماز شروع کی تو انھیں امام کے بارے میں شک ہو گیا کہ میں امام ہوں یا دوسرا تو نماز تینے سرے سے ادا کریں کیونکہ نماز جب ایک جہت سے فاسد اور کئی وجوہ کی

مقتدی یا قائم فتنہ علیہما۔ بنا پر صحیح ہو تو نماز کے فاسد ہونے کا حکم دیا جائیگا

اور مقتدی کا امام ہونا مفید نماز ہے اور ایسی صورت میں یہاں ہر ایک کے مقتدی ہونے کا احتمال باقی ہے لہذا دونوں کی نماز فاسد ہو جائے گی (ت)

ظاہر ہے کہ مقتدی سنیت اُس کے چنے نمازیں اور بر تقدیر فاسد، تو اس کی امامت کیونکر جائز ہو سکتی ہے۔ دلیل یہ ہے کہ علماء فرماتے ہیں قاضی محض تحت و حصول ظنی پر فقیر رد سے سکتا ہے جو وہ نہرو درختی وغیرہ میں ہے۔ اتفاقاً لغزیر المصنوع وان لم یثبت علیہ (قاضی محض تحت کی بنا پر فقیر جاری کر سکتا ہے اگرچہ ثبوت نہ ہو۔ ت) جب تحت ایسی چیز ہے جس کے سبب بے ثبوت ہر ایک ایک مسلمان کو سزا دینے کی اجازت ہو جاتی ہے جس میں اصل حرمت ہے تو نماز کے لئے احتیاط کرنی کیوں نہ واجب ہو جائے گی جس کی اصل فرضیت ہے جس شخص نے اُس کے حال سے مطلع ہو کر اُسے مسلمانوں کا امام یا اپنے لاکوں کا مسلم مقرر کیا حالانکہ اہلسنت میں صاف و پاک امام و مسلم بکثرت مل سکتے ہیں اُس نے اللہ و رسول اور مسلمانوں سب کی خیانت کی وہ مسلمانوں کا بدخواہ ہے اُس پر اپنے فعل سے توبہ اور اپنے مقرب کے ہونے کو معزول کن ہر مذکورہ حاکم صحیح مستند رک میں ہے ادا بن عدی و عقیل و طبرانی و خطیب حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

من استعمل رجلاً من عصاة، فہم من ہو۔ اس نے کسی جماعت سے ایک شخص کو کام پر مقرر کیا اور ان میں وہ شخص موجود تھا جو اس سے زیادہ اللہ کو پسند ہے تو اس نے اللہ و رسول اور مسلمانوں سب کی خیانت کی۔

تیسرے شرح جامع صغیر میں اسی حدیث کی شرح میں ہے :

ای نصیب علیہم امیر او قیما او حرا او اماما۔ یعنی اس نے لوگوں پر امیر، نگہبان، محاسب یا نماز کے لئے امام بنایا۔ (ت)

پھر اگر یہ شخص توبہ بھی کرے تو مجر و توبہ اُسے امام نہیں بنا سکتے بلکہ لازم ہے کہ ایک نماز عتد تک اُسے معزول رکھیں اور اور اُس کے احوال پر نظر ہے، از غوف و طبع و غضب و رضا و غیرہ حالات کے متعدد تجربے ثابت کر دیں کہ واقعی یہ

۱۴/۲	بطورہ نویر رضویہ سکھر	باب صلوة المسافر	۱۴/۲
۲۲۹/۱	• طبع مجتبیائی دہلی	باب التعمیر	۲۲۹/۱
۹۲/۲	• دار الفکر بیروت	الامارة المانہ	۹۲/۲

ف : مستدک میں دیہم کی جگہ ف تلک العصابة کا لفظ ہے۔ نذر احمد سعیدی

۳۹۶/۲ مکتبۃ الامام الشافعی الریاضی حدیث مذکور کے تحت

مثنیٰ صحیح و مستند ثابت قدم ہے اور درافتح سے اصلاح میل جول نہیں رکھتا بلکہ ان سے اور سب مگر انہوں بددیہنوں سے متنفر ہے اس وقت اسے امام کر سکتے ہیں۔ فتاویٰ قاضی خان پھر فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

الغاسق لا یقبل شہادۃ مالم یرہن علیہ
ترجمان یظہر علیہ اثر التوبۃ والصحیح ان
ولا یرفع فی الی سراۃ بقاضی لہ
قاضی جب کتاب ہو جائے تو اس وقت تک اس کی
شہادت قبول نہیں کی جائے گی جب تک اتنا زمانہ
گزر جائے جس میں توبہ کا اثر ظاہر ہو جائے اور صحیح یہی
ہے کہ یہ قاضی کی رائے کے سپرد کیا جائے۔ (انت)

امیر المؤمنین فیض الملتین امام اہلحدیث سیدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حبشہ سے جس پر
جو جو بحث و مشابہات بند ہو چکی تھیں انہیں شہادت کے لیے بلایا تھا بعد ازاں شدید توبہ کی ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمان دیا کہ مسلمانوں
کے پاس نہ بیٹھیں اس کے ساتھ خرید و فروخت نہ کریں بیاہر پڑے تو اس کی عیادت نہ جائیں مر جائے تو اس کے
جنازے پر حاضر نہ ہوں۔ جمیل حکم! حکم ایک وقت تک یہ حال رہا کہ اگر سو آدمی بیٹھے چوستے اور وہ آ رہے متفسر قی
ہو جاتے۔ جب ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ اب اس کا حال اچھا ہو گیا اس وقت اہانت فرمائی۔

اخرجہ بوالفتح نصر بن ابراہیم المقدسی فی
کتاب المحجة وابن عساکر من بی عثمان الہدی
عنہ صبیحہ امہ سألی عمر بن الخطاب رضی اللہ
تعالیٰ عنہ عن المرسلات والذانیات و
ان شراعات فقال لہم ان ما علی سراسلک
فی ذالہ یفیرتان فقال لہم لوجدتک مملوفا
لہویت الذی فیہ عیناک شہ کتب الہ
اہل بصریۃ انہ لا تجالسوا صبیحہ
قال ابو عثمان مملوفا و فیہ مائتہ
تفرقتنا عنہ و اخرجہ ابو یوسف
عن الانباری فی کتاب المباحث

ابو الفتح نصر بن ابراہیم محدثی نے کتاب الخ میں دار بن مساکر
نے عثمان سہدی سے انھوں نے حبشہ سے بیان کیا کہ
انھوں نے حضرت عمر سے سورہ المرسلات، الذاریات،
والنازعات کے بارے میں پوچھی تو حضرت عمر نے انھیں
فرمایا اپنا سر کا کپڑا اٹھاؤ جب اس نے کپڑا اٹھا تو اس
کے دو چوٹیوں کی صورت بال تھے۔ حضرت عمر نے فرمایا
اگر میں تجھے ملن کیا ہوا پاتا تو میں وہ (سر) اڑا دیتا جس
میں تیری آنکھیں ہیں۔ پھر اہل بصرہ کی طرف آپ نے
خط لکھا کہ حبشہ کے ساتھ نہ بیٹھو۔ ابو عثمان کا بیان ہے
اگر حبشہ آجاتا اور ہم سو کی تعداد میں ہوتے تو ہم سب اس
سے جدا ہو جاتے، اور ابو یوسف بن انباری نے کتاب المباحث

وابن عساکر عن محمد بن سیوریت قال
کتب عمر بن الخطاب الى ابي موسى
اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان لا تجالسوا
صنیف وانا یحرم عطاء کا و مرارۃ
واخرج المقدسی فی الحجة عن اسحق
بن بشر القریشی قال احبنا ابن اسحق
او بواسطی قال کتبا ای امیر المؤمنین
رضی اللہ تعالیٰ عنہ الی ابی موسیٰ ما بعد
فان لاصیبة بن علیہ التیمی تکلف ما کفی
وہبیم ما فی فدا اجارۃ کتابی هذا فلا تبایعوا
وان مرضی فلا تصودک و انت حات فلا
تشد وہ قل فکان الاصبیہ یقول قدمت
ابصبیہ فاقمت بها خمسة وعشرين
یوما و ما من غائب احب الی ابن القیہ من
الضوت ثم ان اللہ المہمہ التوبۃ و قد فہا فی
قلیہ فاتیۃ ایا موسیٰ و هو علی المتبر
فصلت علیہ فامر ضب عنی فقلت
ایہا المضر ضب انه قد قبل التوبۃ
من هو خیر منک و من عمر و الی
اتوب الی اللہ عز و جل مما اسخط
امیر المؤمنین و عامۃ المسیین فکتب
بدلک الحب عمر فقال صدق
اقبلوا من اعینکم

میں اور ابن عساکر نے امام محمد سیرین سے نقل کیا کہ حضرت
عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ
اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف خط لکھا کہ تم عیین کو پاس
نہ بیٹھاؤ، اس کو عطا اور رزق سے محروم رکھا جائے اور
المقدسی نے اسحاق بن بشر قریشی سے کتاب الحجہ میں نقل
کیا ہے کہ ہم سے ابن اسحق یا ابو اسحق نے بیان کیا
امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو موسیٰ کو خط لکھا جو
صلوۃ کے بعد اصیبت بن علیہ تمیمی نے جو کہ اسے کافی تھا
اس میں تکلف کیا اور اس نے اپنی ولایت کو ضائع کیا
جب آپ کے پاس میرا پیغام آجائے تو اس کے ساتھ خرید و فروخت
ذکر و اگر وہ بیمار ہو جائے تو حیات نہ کرو، اگر وہ
مر جائے تو جنازہ میں شریک نہ ہوتا۔ راوی کہتا ہے
اصیبت کہتا تھا میں بستر گیا ہاں پچیس دن ٹھہرا، مجھے
مرت سے بڑھ کر کوئی غائب شئی محبوب نہ تھی، پھر
اللہ تعالیٰ نے توبہ کی توفیق دی اور دل میں توبہ کا خیال
پیدا کیا تو پھر میں ابو موسیٰ کے پاس آیا آپ منہ پر
تشریف فرما تھے میں نے سلام کیا انہوں نے عرض
کیا، میں نے کہا اسے اعراض کرنے والے اس بات
نے توبہ قبول کر لی جو تجھ سے اور عمر سے بہتر ہے اور میں
بر اس معاملہ سے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں جس پر
امیر المؤمنین ابو حامد سلطان ناراض تھے پھر ابو موسیٰ
نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف یہ معاملہ لکھا،
تو آپ نے فرمایا وہ سچ کہتا ہے اپنے بھائی کو

واخرج الدارمي ونصر والاصمباني كلاهما
في الحجة وابن النيارى في المصاحف
والللكاني في السنة وابن عساكر في التماريف
عن سليمان ابن يسار ان رجلا من بني تميم
يقال له صبيغ بن حسل قدم المدينة وكان
عنده كتب فكان يسئل عن مثابه القرأى
فبلغ ذلك عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه فبعث اليه
وقد اعد له عراجين النحل فلما دخل
عليه قال من انت قال انا عبد الله صبيغ
قال عمر رضي الله تعالى عنه وانا عبد الله عمر
وما لي ففعل يضربه بتلك العراجين
فما زال يضربه حتى شجبه وجعل الدم
يسيل على وجهه ، فقال حسبك يا
امير المؤمنين والله فقد ذهب الذي
اجد في راسي واخرج الدارمي و
بن عبد الحكيم وابن عساكر عن مولى
بن عمر بن صبيغ العراقي جعل يسئل
عن اشياء من القرآن في اجناد المسلمين
ومما في الحديث الى ان قال (فارسل عمر
الى طبيب اجريد فضربه بها حتى ترك
ظهرة دبرة ثم تركه حتى برئ ثم عاد له
ثم تركه حتى برئ ثم دعا به
يهوديه فقال صبيغ يا اصير

قبول کرو۔ دارمی، نصر امصمبانی دونوں نے نجد میں آمد
ابن انباری نے مصاحف میں، اللکائی نے سنت میں
اور ابن عساکر نے تاریخ میں سلیمان بن یسار سے روایت
کیا کہ بنو تميم کا ایک شخص تھا جس کا نام صبيغ بن حسل تھا
وہ مدینہ آیا اس کے پاس کچھ کتب تھیں وہ قرآن کے
مشابہات کے بارے میں پوچھتا تھا اس بات کی
اطلاع حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی تو آپ نے
اسے بلایا اور اس کے لئے کھجور رک دو چھڑیاں تیار کیں
آیا تو آپ نے پوچھا، تو کون ہے؟ اس نے کہا، میں
اللہ کا بندہ صبيغ ہوں۔ آپ نے فرمایا، میں اللہ کا بندہ
عمر ہوں۔ اس کے بعد آپ نے اس کی طرف اشارہ
کیا اور ان دو چھڑیوں کے ساتھ اسے مارا حتیٰ کہ وہ
زخمی ہو گیا۔ دوسرے سے خون بہنے لگا۔ وہ کہنے لگا
اے امیر المؤمنین! مجھے چوڑو دیں کافی ہے اللہ کی
قسم جو کچھ میرے دماغ میں (خوار) تھا وہ جاتا رہا۔ اور
دارمی، ابن عبد حکیم اور ابن عساکر نے حضرت ابن عمر کے
آزاد کردہ غلام سے بیان کیا کہ صبيغ عراقی مسلمانوں کے
مختلف گروہوں سے قرآن کی بعض اشياء کے بارے
میں سوال کرتا تھا (آگے چل کر کہا) حضرت عمر نے مجھ سے
چھڑی منگوائی اور اسے پیٹا حتیٰ کہ اس کی پشت کو زخمی
چھوڑ دیا پھر مارا پھر چھوڑ دیا حتیٰ کہ وہ صمیح ہو گیا، پھر
آپ نے دوبارہ اس کو مارا حتیٰ کہ وہ صمیح ہو گیا پھر آپ نے
اسے بلایا تاکہ پھر اس کی پٹائی کی جائے۔ تو اس نے کہا

المؤمنين ان كنت تريد قتلى فاقتل
قتلا جمیلا وان كنت تريد تداوی فقد والله
بیت فاذا لله الی اس قبه وکتب
الی الی موسی الاشعری ان یمجاله احد
من لیسایی فاشتم ذلك علی الرجل فکتب
ابو موسی الاشعری الی عمر بن الخطاب
توبته فکتب است یا ذن للناس
فی مجالسته

اے امیر المؤمنین اگر آپ مجھے قتل کرنا ہی چاہتے ہیں تو
بہتر انداز میں قتل کیجئے اور اگر میرا علاج فرما رہے ہیں تو
اللہ کی قسم اب میں درست ہوں۔ آپ نے اسے اپنے
علاقے میں جانے کی اجازت دے دی اور ابو موسیٰ اشعری
کو لکھا کہ اسے مسلمانوں کی کسی مجلس میں نہ بیٹھئے۔ وہ اس
شخص پر یہ معاملہ گراں گزرا حتیٰ کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری
نے حضرت عمر کی طرف خط لکھا کہ آپ نے اس کی توبہ
درست کر دی ہے، تو حضرت عمر نے لکھا کہ اب لوگ
اسے اپنے پاس بیٹھنے کی اجازت دے دیں۔ (۱)

بلکہ اگر اس کا سزا دہرہ و گنہ و فریب ظاہر و مشہور ہو تو بعد توبہ بھی کبھی امام نہ کریں کہ اسے امام کرنا کچھ مفرد مسیحیوں
معروف کذاب کی توبہ پر بھی اعتبار کیا گیا ہے۔ خصوصاً وہ شخص خداوندی ہے۔ خصوصاً وہ شخص خداوندی ہے۔ خصوصاً وہ شخص خداوندی ہے۔
اور اس کی بنیاد کا سب سے پہلا پتہ ہے۔ خصوصاً وہ شخص خداوندی ہے۔ خصوصاً وہ شخص خداوندی ہے۔ خصوصاً وہ شخص خداوندی ہے۔
امام علیؑ علیہ السلام ابو بکرؓ کا شاکی قدس سرہ کی کتاب ہدایت پھر مادی عالمگیری میں ہے۔

المصروف بالکذب لا عدالة له فلا تقبل
شہادتہ ابداداً و ان تاب بخلاف من وقع
فی الکذب سہوا و ابتلی بہ مرة ثم
تاب الله و نسأل الله حسن التوبة
و العفو العافیة۔

جو شخص جھوٹ بولنے میں مشہور ہو اس کی عدالت ثابت
نہیں لہذا اس کی شہادت کبھی قبول نہ کی جائے
اگرچہ اس نے توبہ کر لی ہو بخلاف اس شخص کے
جس نے سہواً یا وقت مجبوری کبھی ایک دفعہ جھوٹ
بول دیا ہو اور پھر توبہ کر لی ہو اہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ
حسن توبہ، معافی اور عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ (۲)

چینہ میں حکم و ہدایت دیو بند کا ہے کہ وہ بھی مثل بعض زمانہ ائمہ اربعین اور اس کے اصحاب مثل روافض قیصر کریں
توجہ دیجیے کہ اُن لوگوں سے میل جول رکھنا، اُن کی مجالس و محفل میں جانا ہے، اُس کا حال مشتبہ ہے ہرگز
اُسے امام نہ کریں اگرچہ اپنے کو سستی کہتا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ تہذیبیہ عقیدہ رکھتا ہے اور اس کا لانا پالنا بیعتِ اربعہ ۱۲ سال امسال قرآن و فطہ ہوا ہے اور وہ ہم لوگ مذہبِ حنفیہ اہلسنت و جماعت کو مجبور کرتا ہے اور تور و افاق ہے کہ میرے لاکے مذکورہ بالا کیے گئے قرآن شریف کو ہی لیا جائے، اس کے پیچھے تراویح وغیرہ درست ست یا سہیں؟ بیوا تو جردا

الجواب

اس مسئلہ کے پیچھے تراویح وغیرہ کوئی نماز جائز نہیں کہ صحیح مذہب میں نابالغ بالغوں کی امامت کسی نماز میں نہیں کر سکتا اور اگر وہ محقق بھی ہو یا بیعت ہو جیسا کہ ظاہر یہی ہے تو دیوبندی کے پیچھے ویسے بھی نماز ناگہانہ محض ہے اگرچہ بالغ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از شہر کمنہ محلہ راجہ پٹی ٹولہ مسلولہ جناب ہدایت اللہ خاں صاحب ۱۹ شوال ۱۳۲۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وقت نماز چند اشخاص جمع ہیں لیکن کامل پابندِ شریعت نہیں ہیں ایک حافظ ہے اور مسائل سے بھی واقف ہے مگر وادھی اس کی کسی قدر کتری ہوئی ہے موافقِ شرع نہیں دوسرے کا لباس و وضع تو موافقِ شریعت ہے اور کچھ مسائل سے بھی کسی قدر واقفیت رکھتا ہے مگر قرآن مجید بمقابلہ حافظ کے صحیح نہیں پڑھ سکتا نہ نطبہ جبر کا یہ کوئی شخص حافظ تو نہیں ہے مگر مسائل لازماً سے واقف ہے قرآن عظیم صحیح پڑھتا ہے ملازم مت پر لیس کر پنا سہ پیش پنا سہ غرض یہی ہی حالت ہر شخص کی ہے اس حالت میں کون شخص امامت کے لائق سمجھا جائے؟ بیوا تو جردا

الجواب

اُن میں جو شخص وضو و غسل وغیرہ طہارت ٹھیک کرتا ہو غانہ صحیح پڑھتا ہو قرآن مجید ایسا غلط نہ پڑھتا ہو جس سے معنی بدلیں فاسد ہوں اُس کے پیچھے نماز ہو جائے گی مگر امام بنانا جائز ہو نہ کہ سنی یہ بھی ضروری ہے کہ مذہب کا شکی خالص ہو فاسق علی الاطلاق نہ ہو یعنی کوئی گناہ کبھی اطلاق کے ساتھ نہ کرتا ہو وغیرہ بھی ملتا و اصرار سے کبیرہ ہو جاتا ہے، جو شخص ان سب باتوں کا جامع ہو اگرچہ قرآن عظیم حافظ کی مثل نہ پڑھ سکے یا پولیس کی پیشین پائے اُسے امام بنانے میں حرج نہیں، اور جرد وادھی حدِ شرع سے کم کراتا ہو وہ فاسق معلن ہے اُسے امام بنانا گناہ ہے، کشتی جہونا جو ہم نے جواز امامت کی شرطوں میں رکھا ہے نہ صحت نماز کی اُس سے مراد یہ ہے کہ ایسا بد مذہب بھی نہ ہو جس کی بد مذہبی حدِ کفر تک نہ پہنچے کہ ایسے کو امام بنانا گناہ، اگرچہ فرضِ سابقہ ہو جائے گا اور جس کی بد مذہبی حدِ کفر تک نہ پہنچی ہو جیسے آج کل کے عام رافضی، دیوبندی، نیجری، قساویانی وغیرہ مقلد کے پیچھے تو نماز محض باطل ہے جیسے کسی ہندو یا پادری کے پیچھے والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۶۲ از مودب شیخ ضلع ہریسالی مرسلہ عبد الرحیم صاحب ۱ ذی القعدہ ۱۳۲۹ھ
 جس شخص کو جزام کا گھاؤ ہو گیا ہو نیکی نکڑا یا انگلیاں گرا نہ ہو اچھی طرح اٹھ بیٹھ سکتا ہو اس کے پیچھے نماز درست
 ہے یا نہیں؟ اور جس کو سوزاک ہو یا منہ بانٹا ہو یا جو یا ضعیف اس قدر ہو کہ اٹھنے بیٹھنے میں دیر لگتی ہو ان اشخاص
 کے پیچھے نماز پڑھا کیسا ہے؟

الجواب

جزام میں جب تک ٹپکنا نہ شروع ہوا ہو یہ حکم ہے کہ اگر لوگوں کی غفرت کی حد تک ہے جس کے سبب اس کی امامت
 میں جماعت کی کمی ہو تو اس کی امامت مکروہ ہے ورنہ نہیں۔ اور اگر ٹپکنے لگا تو اگر معذور کی حد تک پہنچ گیا کہ ایک وقت کامل
 کسی نماز کا اس پر ایسا گزر کہ وضو کر کے فرض پڑھ لینے کی ہمت نہ ملتی تو جب تک ہر نماز کے وقت اگرچہ ایک ایک ہی بار
 ٹپکنا پایا جائے وہ معذور ہے اسے پانچ وقت تازہ وضو کرنا کافی ہے بعد اس کے پیچھے صرف ایسے ہی عارضہ والے کی
 جواس کی کسی حالت رکھتا ہو نماز ہو جائے گی باقی لوگوں کی نماز نہیں ہو سکتی، یہی حکم سوزاک کا ہے اگر پیپ بہتا ہو یا اگر
 پیپ نہ نکلتے تو اس کے پیچھے نماز میں کچھ حرج نہیں۔ جس کا مزہ صاف اٹھ بیٹھ سکتا ہو اگر اس کے سبب قرأت صحیح
 نہ پڑھ سکتا ہو صرف غلط ادا ہونے ہوں تو اس کے پیچھے نماز جائز نہیں، اور اگر صرف صحیح نکلتے ہوں مگر پڑھنے میں بہت
 پر غنائی پیدا ہوگئی ہو تو اس کی امامت ہانی نہیں۔ اگر عورت نہیں جو وضو سے سبب ریز میں اٹھتا بیٹھتا ہو اس کے
 پیچھے نماز میں حرج نہیں جبکہ ایسی حالت نہ ہو کہ مثلاً جب تک سہ سے آٹھ کر بعد ترین بار سبھن اللہ کہنے کے بیٹھا نہ رہے
 کھڑا نہیں ہوتا اور جب ایسی حالت ہو تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 مسئلہ ۶۶۳ ۷ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دینی اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسہرہ اہلسنت و جماعت کا امام اور وہ بھی مدعی ہے کہ
 میں سُنتی ہوں مگر اس کی رشتہ داری و قرابت رد افض سے بُنی ہے اس کی پھپھیاں بھی رد افض کو منسوب ہوتی ہیں
 اور اس کی ہمیشہ گان کے رد افض سے نکاح ہوئے اور اُس نے اپنا نکاح بھی رد افض میں کیا ایسی حالت میں
 اس کا دعویٰ قبول ہو گا یا نہیں، تفسیر رد افض کا شمار ہے اور اس کے ذیل سے اہلسنت کے عبادات کو
 ضائع کرنا باعث نجات خیالی کرتے ہیں محمول ہو کہ ایسے شخص کے پیچھے اہلسنت کو نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں، بغرض
 حال اس کے دعویٰ کو پتہ کج جائے اور اس کو سُنتی خیال کیا جائے تو نکاح اُس کا اور اس کی ہمیشہ گان کا صحیح ہوا یا
 نہیں، اور جو نمازی اس کے پیچھے پڑھیں اُن کا اعادہ ضروری ہے یا نہیں؟ بینوا تو جبروا

الجواب

اگرچہ رد افضیوں کے یہاں بیابست کرنے سے خود اس شخص کا خرابی و خواہی رد افضی ہونا واضح نہیں ہوتا کہ

بعض احمق نادان جاہلی سنی بھی اس بلا سے معصوم ہیں جن میں اپنی جنالت سے جتنا ہیں اور بعض وہ بھی ہیں کہ اُسے برا سمجھتے ہیں اور پھر اپنی انکی رشتہ داریوں وغیرہ بیسودہ وجوہ کے سبب اس میں مبتلا ہوتے ہیں اور بیسویں ہجرتوں کے نکاح میں وہ بھی غفلت کر سکتا ہے کہ فعل اُس کے باپ دادا کا ہے بلکہ شاید اپنے نانا میں بھی یہی کچھ کہ باپ سے کر دیا اور ایسی وجوہ سے کسی کے قلب و عقیدہ پر حکم نہیں لگا سکتے، اور جب وہ اپنے آپ کو کشتی کہتا ہے اور اُس کی کوئی بات عقیدہ اہلسنت کے خلاف نہیں تو بدگمانی کر کے راضی ٹھہرا دینے کی اجازت نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْفَقَ الْيَكْمَ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا۔ اور جو تمہیں سلام کرے اس سے یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں۔ (د ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، افلا شققت عن قلبک (کیا تو نے اس کا دل پھر رگڑ دیکر دیا تھا۔ ت) مگر امام ہنابلہ کے لئے فقط کشتی تصور کرنا ہی کافی نہیں بلکہ فاسق معصوم ہونا ضرور ہے اس کی کلمات دیکھی جائے اگر رافضیوں سے میل جول غلط دوستی اتحاد کے برتاؤ کرتا ہے تو اگر راضی نہیں تو کم از کم سخت فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز محکمہ تحریمی اور اسے امام بنانا گناہ، اور جو نمازیں اس کے پیچھے پڑھی ہوں ان کا پھیرنا واجب کفائی فتاویٰ العجیبة والغیبة وغیرہما من الاسفار الکثیرة وقد حققناہ فی النہی الاکید (جیسا کہ فتاویٰ نجہ میر اور بحر متو و کتب میں ہے) اور جو اسے اس کی تحقیق النہی الاکید میں کی ہے۔ ت) اور اگر باوصف ان بیابستوں کے ان لوگوں سے بائیں ملتا ہے تو اسے بتایا جائے کہ آج کل کے تبرائی رافضی علی العہد کافر و مرتد ہیں اور ان سے نکاح مرد کا بویہ عورت کا معصوم باطل ہے اور اس میں قربت زمانے خالص اور اولاد اولاد الزنا ہے، یوں نہ سمجھے تو اسے رسالہ رد الرضا دکھایا جائے جس میں بکثرت کتب معتبرہ کی صاف تصریحات کی گئی ہیں اگر پھر بھی نہ مانے تو مکرر سرکش فاسق ہوگا اور راضیہ عورت کے رکھنے سے نہ ناکارہ ہوگا اور اسے امامت سے معزول کرنا واجب ہوگا اور اگر جاہل نہیں بلکہ جانتا ہے کہ وہ مرتد ہے اور مرتد مرد خواہ عورت کا نکاح کسی سے نہیں ہو سکتا پھر اس عورت کو جبہ انہیں کرتا آپ ہی فاسق وزانی اور امامت سے واجب العزل ہے اور اگر رافضیوں کے عقائد کفریہ خالص پر مطلع ہے اور پھر ان کو مسلمان جانتا ہے جب تو فسق و کفر نہ خود کفر ہے۔ ہذا زیروہی حال نہر دور تھا و غیرہ میں ہے، من شک فی کفر و عذابہ فقد کفر (جس نے

ملہ القرآن ۹۲/۲

ملہ مسند احمد بن حنبل مروی عن اسامہ بن زید مطبوعہ دار الفکر بیروت ۲۰۰/۵
ملہ در مختار باب المرتد مطبع مجتہدی دہلی ۳۵۶/۱

اس کے کفر اور عذاب میں شک کیا وہ خود کافر ہو گیا۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۲۵ از داک خانہ چوکیہ تفصیل و ضلع مٹہر پور موہرہ کنیا وال مسؤل غلام محمد صاحب - ۲ صفر ۱۳۲۱ھ
مسئلہ فقہی شریعت و احکام مولانا صاحب دام ظلکم بعد حصول سعادت قہ جوی عسیر ہے کہ جو کہ کترین کے آباء و اجداد تھے وہ سب گادوں کے امام تھے اور تھیم ایام سے امامت کرتے چلے آئے ہیں اور کترین کے جناب دادا صاحب بھی خود گادوں کے استاد تھے اور کترین کے جناب والد بزرگوار بھی استاذی اور امامت کرتے تھے اور ان کے بعد میں بھی استادی و تفرکھتا ہوں کہ گادوں کے بہت سے لڑکوں کو قرآن مجید کی تعلیم اور کتابوں وغیرہ کی بھی دی ہے اور پانچ نماز بھی ہم امام ہو کر پڑھواتے رہے ہیں اور اب گادوں کے ایک شخص زمیندار سے کہا اگر مرضی ہو تو ہم انہیں روز نہ رکھیں کہ امام نوکر کی جگہ ہوتا ہے خواہ نوکر کے چچے نماز ادا کریں یا نہ کریں اور غرض کہ اس نے بہت بیہودہ گالی بھی نکالی ہیں اسی لیے اب لفظ بوسے میں اور اب کترین جناب کی جانب دراز دست ہے اس شخص کی نسبت فتویٰ حدیث اور شریعت کے تحریر کر کے ارسال فرمائیں کہ اُس کو تعزیر لگائی جائے از حد صریحانی ہوگی اور کترین کا حق گادوں پر ہے یا نہیں اور شریعت میں اُس کے واسطے کیا حکم ہے وہ اب امامت سے برخاست کرنا چاہتے ہیں فتویٰ مع آیات و احادیث کے ارسال فرمائیں۔

الجواب

کسی مسلمان کو بلا وجہ شرعی ایذا دینا حرام ہے اور گالی دینا سخت حرام ہے اور بعض گالیاں تو کسی وقت حلال نہیں ہو سکتیں اور ان کا دینے والا سخت فاسق اور سلطنت اسلا میر میں اشی کوڑوں کا سختی ہوتا ہے اُن سے ہلکی گالی بھی بلا وجہ شرعی حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من اذى مسلماً فقد اذانى وصف اذانى جس نے کسی مسلمان کو بلا وجہ شرعی ایذا دی اُس نے مجھے فقط اذی اللہ نے

اور علم دین کے استاد کا حق باپ سے بھی زیادہ ہے اُسے ستانے والا عاق ہوتا ہے اور بلا وجہ شرعی کسی مسلمان کے رزق میں خلل اندازی بہت سخت ہے عیاہ بلا وجہ ایذا ہے ایسوں کو خوف نہیں آتا کہ وہ کسی مسلمان کے رزق میں بلا وجہ خلل ڈالیں اللہ قادر مطلق، اُن کی روزی میں خلل ڈالے اُن کا رزق تنگ کر دے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، کما تدین تدان (جیسا تو اوروں کے ساتھ کرے گا ویسا ہی اللہ تیرے ساتھ

کر لیا، ان لوگوں کو لازم ہے امام معافی مانگیں، اسناد خطائیں اور اگر کوئی عروج شرعی نہ ہو تو بے سبب اُسے موقوف نہ کریں، ہاں اگر سبب شرعی ہو تو ہنری اُس سے کہیں اگر وہ اس کا علاج نہ کرے یا نہ کر سکے تو زہمی کے ساتھ الگ کر دیں اس وقت اس امام کو بھی بے جا ہٹ مناسب نہیں، امامت کسی کا حق و میراث نہیں، اور وہ شرعی کے سبب اہل جماعت جس کی امامت سے ناراض ہوں اُسے امام بننا گناہ ہوتا ہے اُس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۶۶۔ درج الاول ۱۳۳۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنا نکاح ایک عورت سے کیا کچھ عرصہ بعد اپنی عورت کی ہمشیرہ سے دوسرا نکاح کیا دونوں عورتیں اس کے پاس رہیں کچھ مدت کے بعد اس دوسری سے ایک لڑکا پیدا ہوا جب وہ بالغ ہوا اس نے کلام مجید پڑھا اب اس کے پیچھے نماز پڑھنا ہے یا نہیں؟

الجواب

یہ لڑکا ولد الحرام ہے ولد الزنا نہیں اسے حرامی نہیں کہہ سکتے کہ عورت میں حرامی ولد الزنا کہہ سکتے ہیں اور یہ شرعاً اپنے اسی باپ کا بیٹا ہے اس کے پیچھے نماز میں حرج نہیں، ہاں اگر جماعت کو اس کے ولد حرام ہونے کے باعث اُس کے پیچھے نماز پڑھنے سے نفرت ہو تو اُس کی امامت مکروہ ہوگی کہ وہ تعزیل جماعت ہوگی مگر اس صورت میں کہ یہ لڑکا سب حاضرین سے زیادہ مسائل نماز و نماز کا علم رکھتا ہو تو اسی کی امامت ادنیٰ ہے اور اب اگر عوام کو نفرت ہو تو انہیں سمجھایا جائے کہ اُن کی یہ نفرت غلو تکم و بے عمل و بے جا ہے، یہ تو یہ اگر کوئی ولد الزنا بھی ہو تو جب حاضرین سے علم میں زائد ہو وہی مستحق امامت ہے۔ مقلیدہ میں ہے:

ان تزوجہما فی عقدتین فنکاح الاخیرۃ فاسداً
و یجب علیہ ان ینفارقہما وان فارقہما
بعد الدخول ف علیہا العدة وثبت النسب
و ملخصاً،

اگر وہ بہنوں کا کسی نے دو عقد میں نکاح کیا تو دوسرا نکاح فاسد ہوگا اس پر اس آخری کی تعزلی واجب ہوگی، اگر اس نے دخول کے بعد تعزلی کی تو اس خاتون پر مدت لازم ہوگی اور نسب ثابت ہو جائے گا (ملخصاً)۔ (د)

پایہ میں ہے:

یکرہ تقدیر العبد لانه لا یتفرع شغلہ و
لا عرائق لان الغالب فیہم الجہل و ولد الزنا
غلام کی تقدیم مکروہ ہے کیونکہ اسے حصول علم کے لئے وقت نہیں ملتا، اور عرائق کی تقدیم بھی مکروہ ہے کیونکہ اکثر

لانہ لیس لہ اب یشفقہ فیحب علیہ الجہل طو پر یہ لوگ جاہل ہوتے ہیں ، ولد زنا کی اہمیت اس لئے
ولان فی تقدیم ہولاء تنفیذ الجماعۃ فیکوۃ (مخلصا) مکرود ہے کہ اس کا والد شفیق نہیں جو تعلیم کا انتظام
کئے ایسے افراد اکثر طور پر جاہل رہتے ہیں اور ان کی تقدیم سے لوگوں کو جماعت میں شریعت کی نفرت پیدا ہوگی لہذا ان کو امام بنانا مکروہ ہے بلکہ
اختیار شرع مختار میں ہے ،

اذا کان الامر ابی افضل من الحضری ہو اگر اعرابی شہری سے ، غلام آزاد سے ، ولد زنا ولد
العبد من الحر و ولد الزنا من ولد نکاح سے اور نابینا بینا سے افضل ہے ہر تو حکم
المرشدۃ والاعی من البصیر فالحکم اس کے برعکس ہوگا ۔
بالفہم (ت)

رد المحتار میں ہے ،

نحوۃ فی شرح الملتقی للہنسی وشرح دود شرح الملکی للہنسی اور شرح دراللمحی رہیں بھی اسی طرح
الجماعۃ و جہہ ان تنفیذ الجماعۃ بتقدیر ہے ، ممکن ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ جب وہ دوسرے
یزول الاکان افضل من غیرہ بل المتنفس سے افضل ہے تو اس کے امام بننے کی صورت میں
یکوۃ فی تقدیم خیرۃ جماعت سے لوگوں کی نفرت کا ازالہ ہو جائے گا بلکہ

اس صورت میں دوسرے کو مقدم کرنا نفرت کا سبب بنے گا ۔ (ت)

رد المحتار میں ہے ،

الان یکون غیر الفاسق اعلم المقوم فہو اگر یہ کہ فاسق کے علاوہ قوم سے زیادہ عالم ہو
اولیٰ یلک تو وہی امامت کے زیادہ لائق ہے (ت)
اسی میں ہے ،

لو امر قوما و ہم لہ کاسر ہوں ان انکراۃ اگر کسی نے امامت کرائی ، فانکر لوگ اسے ناپسند کرتے
لفساد فیہ اولانہم احق بالامۃ منہ تھے ، اگر کراہت خود اس میں کسی خرابی کی بنا پر ہو یا

۱۰۱/۱	مطبوعہ المکتبۃ العربیہ کراچی	باب الامارۃ	لہ البدایۃ
۵۸/۱	دار قرآن للنشر والتوزیع	باب الجماعۃ	سکھ الاختیار بتعلیل المختار
۲۱۴/۱	مطبعۃ ابوالی مصر	~	سکھ رد المختار
۸۲/۱	مطبعۃ معین الدینی دہلی	~	سکھ رد مختار

کنا ذلك تحريما وان هو الحق لا وانكراهة
 عیدہم۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 اس بنا پر کہ دوسرے لوگ کسی امامت کے زیادہ حقدار
 تھے دونوں صورتوں میں اس پر کراہت تحریمی ہوگی اگر وہ خود
 امامت کا زیادہ حقدار تھا تو اس پر کوئی کراہت نہ ہوگی اور لوگوں پر کراہت ہوگی۔ (ت)
 مسئلہ ۶۶۷ ۱۳۳۱ ہجری

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص امام مسجد ہے اور وہ فاضل و
 علم غیب وغیرہ سے منکر ہے بلکہ سجدہ میں اور رکوع میں تسبیح اس قدر زور سے کہتا ہے کہ اگلی صف والے بخوبی سُن
 لیتے ہیں اور پیچھے والے بھی کچھ سُن لیتے ہیں اور ایسے مقام پر کوئی دوسرا امام میسر نہیں آتا تو اس حالت میں کسی
 طرح باجماعت نماز پڑھی جائے کہ ثواب جماعت کا ہوا اور نماز میں بھی کوئی نقص نہ ہونے پائے۔

الجواب

اگر علم غیب بطلان ہے، نہی کثیرہ و افراشیار و اسما۔ و صفات و احکام و برزخ و معاد و اشراط است
 و گزشتہ و آئندہ کا منکر ہے تو صریح گمراہ ہدین و منکر قرآن حکیم و احادیث متواترہ ہے اور ان میں ہزاروں غیب
 وہ ہیں جو کالم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ظاہر و باریات دین سے ہے اور ضروریات دین کا منکر یقیناً
 کافر و کفری ہے کیونکہ حق کا اقرار کرتا اور دُعا پر جواب دیتا ہے نہ کہ منکر و کفری ہے اور جو خاص و بربندی عقائد
 پر ہر وہ کافر و مرتد ہے، یوں ہی جو ان عقائد پر اپنا ہونا نہ بتائے مگر ان لوگوں کے عقائد کفریہ پر مطلع ہو کر ان کو
 اچھا جانے یا مسلمان ہی کہے جب بھی خود مسلمان نہیں، درمقدار و جمع الاثر و بزار و غیرہ میں ہے، مسن
 شد فی کفر فقد کفر (جس نے اس کے کفر میں شک کیا وہ خود کافر ہو گیا۔ ت) ہاں اگر تمام غیباتوں سے
 پاک ہو اور علم غیب کثیر و افراشہ نہ کہ پراشیاں رکھے اور عظمت کے ساتھ اس کا اقرار کرے صرف اعطاس
 جمیع ممالک و مایکون میں کلام کرے اور ان میں ادب و حرمت طرز رکھے تو گمراہ نہیں صرف خطا پر ہے مگر آج کل یہاں
 فالتحذیر کا انکار خاص و باریہ ہی کا شعار ہے اور دُعا پر جواب دہی اہل ہوا سے ہیں اور اہل ہوا کے پیچھے نماز ناجائز ہے
 فتح القدیر میں ہے،

لا تجوز الصلاة خلف اهل الاهواء
 اہل ہوا کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ (ت)

۸۲/۱	مطبوعہ مطبعہ مجتہبی دہلی	باب الامامة	سہ در مختار
۳۵۶/۱	" " "	باب المرتبة	سہ در مختار
۲۰۲/۱	مکتبہ فوریہ ضویہ سکھر	باب الامامة	سہ فتح القدیر

تو اگر امام میسر ہو بہتر، ورنہ تنہا نماز پڑھی جائے۔ ہاں اگر وہاں وہاں بیست نہ ہوتی تو فقط اتنی بات پر کہ تسبیح یا تہ رکعت سجود یا وازگستا اور اس پر اصرار نہ کرتا ہو نماز اس کے پیچھے مکروہ ہوتی کہ اگر امام نہ ملتا تو اسی کے پیچھے پڑھنے کا حکم دیا جاتا مگر بحال وہاں بیست بجز اقتداء جائز نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۱) ایک شخص اس مسجد کا مولانا ہے جس کی بابت یہ قصہ ہے کہ صدقہ فطر لیتا ہے حتیٰ کہ وہ خود صاحبِ کُوفہ ہے۔ اگر اس کو صدقات سے کچھ نہ دیا جائے یا دینے میں دیر ہو جائے تو ناراض ہو جاتا ہے ایسی جگہ نماز ترک کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) دائم الغریض اور جس کے وضو کا بھی کافی طہ سے احتمال ہو اور قرآن شریف کو مصیبت الغالی کے ساتھ نہ پڑھتا ہو بلکہ غلط پڑھتا ہو یا وہ اس کے کہ وہاں قاری اور حافظ موجود ہوں تو ایسے شخص کی شمولیت جماعت سے اجتناب چاہئے یا نہیں؟

(۳) جو اشخاص ناحق رعایت و پاسداری کرتے ہوں اور مدرسہ میں قرآنی سے عاصد ہوں اور وہ اس محنت میں شامل ہوں اور حرام کی غیبت کرتے ہوں تو ایسے موقع پر ترک جماعت جائز ہے یا نہیں؟

(۴) وہ شخص اس بنائے فسادت ثروت ہو کر اس جگہ میں جو شارع عام سے کچھ فاصلہ مسجد سے واقع ہے نماز پڑھنے کے لئے تو جائز ہے یا نہیں، اگر جگہ میں جماعت علیحدہ کرتا ہے تو ناحق مفسدہ پیدا ہوتا ہے اب کیا کرنا چاہئے؟ آیا نماز اب کس طریق پر اور کس جگہ پراوا کرے؟

(۵) وہ امام جو اس مسجد میں امامت کے واسطے بلائے جاتے ہوں اس کے مقتدی بیحد غش کلامی سے یاد کرتے ہوں اور اس سے پھر مقتدی ناراض ہوں تو اس کے پیچھے اُسی کی نماز ہوتی ہے یا نہیں اور اس کو وہاں امامت کرنا روا ہے یا نہیں؟

(۶) اندر مسجد کے جتہ ہو کر دنیا داری کی باتیں کرنا جائز ہے یا نہیں اور جو کرتے ہیں وہ خطا وار ہیں یا نہیں؟

(۷) مسجد کی امامت کے واسطے امام بے علم یا مشتبہ کافی ہے یا نہیں کہ نماز میں کل قرآن، واجبات، سنن کے پوری ہو جائے فقط۔

الجواب

(۱) غش کو صدقہ فطر لینا حرام ہے اگر امام غش ہے اور صدقات فطر لیا کرتا ہے یہاں تک کہ ملے میں دیر سے ناراض ہوتا ہے تو وہ فاسق معلوم ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اگر اسے معزول نہ کر سکیں تو وہاں ترک جماعت کا یہ عذر صحیح ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) اگر قرآن مجید ایسا غلط پڑھتا ہے جس سے نماز فاسد ہوتی ہے مثلاً ا، ع، یات، ط، ث، س، ص یا ح، ہ، ی، ذ، ن، ظ، ض، یں فرق نہیں کرتا تو اس کے پیچھے نماز باطل ہے اور اس صورت میں اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنا ترک جماعت نہیں کہ وہ جماعت کیا نماز ہی نہیں، یونہی اگر اس کا دھرم مشکوک رہتا ہے جب بھی اس کے پیچھے نہ پڑھنے میں مراخذہ نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) مقتدیوں کے گناہ کے باعث ترک جماعت جائز نہیں، اُن کے گناہ اُن کے گناہ ہیں اور ترک جماعت اُس کا گناہ ہو گا واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) اگر امام مسجد فاسق، معلن یا بد مذہب یا بے طہارت یا غلط خواں ہے اُسے آگے پیچھے یا اُس سے الگ مجروح جماعت پر بھی قدرت نہیں بلکہ فتنہ اُٹھتا ہے تو اس صورت میں تنہا پڑھنے کی اُسے اجازت ہو گی مگر یہ بات بہت دشوار ہے کہ مجروح میں دو ایک شخص کے ساتھ جماعت کرنے میں بھی فتنہ ہو واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) اس صورت میں مقتدی گنہگار ہیں امام پر کچھ الزام نہیں وہ امامت کر سکتا ہے اور ان کی نماز اس کے پیچھے روا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) مسجد میں دنیا کی بات کے لئے بیٹھا حرام ہے اور اس میں جمع ہو کر دنیا کی بات کرنا ضرور غلط ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(۷) امام میں چند شرطیں ضروری ہیں اولاً قرآن حکیم ایسا غلط نہ پڑھتا ہو جس سے نماز فاسد ہو جیسے وہ لوگ کہ مثلاً ا، ع، یات، ط، ث، س، ص یا ح، ہ، ی، ذ، ن، ظ، ض، یں فرق نہیں کرتے۔ دوسرے وضو، غسل، طہارت صحیح رکھتا ہو۔ سوم سنی صحیح العقیدہ مطابق عقائد علمائے دین شریعتین ہو، تفضیل و غیرہ مذہب نہ ہو نہ کہ وہابی خصوصاً دیوبندی کہ سرے سے مسلمان ہی نہیں، یا ان کو اچھا جاننے والا کہ وہ بھی انہیں کے مثل ہے۔ شفا شریعت و بزازیرہ و مجمع الانہرہ و درمختار و غیرہ میں ہے، ومن شک فی کفرہ وعدابہ فقد جس نے اس کے کفر اور عذاب میں شک کیا وہ خود کھریٹے کافر ہو جائے گا۔ (د، ت)

چہارم فاسق معلن نہ ہو، اسی طرح اور امور منافی امامت سے پاک ہو، ان کے بعد ذی علم ہونا شرط صحت و علت نہیں شرط اولیت ہے اگر جاہل ہے اور شرط مذکورہ رکھتا ہے اُس کے پیچھے نماز ہو جائیگی اگرچہ اولیٰ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۵: جو شخص داڑھی اپنی مقدار شرح سے کم رکھتا ہے اور ہمیشہ تر شواتا ہے اُس کا امام کرنا نماز میں شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟

الجواب

وہ فاسق ملعون ہے اور اسے امام کرنا گناہ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ تحریمی۔ غیہ میں ہے، لوقد ہوا فاسقا یا شوثاً (اگر لوگوں نے فاسق کو مقدم کیا تو وہ لوگ گنہگار ہوں گے۔ ت) اور دلائل مسئلہ لحد کی تفصیل ہمارے رسالہ لبعۃ الصالحی فی اعطاء اللہ فی میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۶: ازسیتا پر ضلع بریلی مستول امیر علی صاحب رضوی ۱۶ شوال ۱۳۴۰ھ ایک وقت کی نماز جس شخص کی قضا ہو گئی ہو اُس کے پیچھے نماز امامت درست ہوگی یا نہیں، اتفاق سے قضا ہو گئی ہو۔

الجواب

بلا قصد جس کی نماز قضا ہو جائے اُس کے پیچھے نماز میں حرج نہیں۔

مسئلہ ۶۷: ہر ایک آدمی کی نماز کسی کی کسی وقت کی اور کسی کی کسی وقت کی قضا ہو اور سب اپنی اپنی قضا پڑھیں ایسی حالت میں امامت ہوگی یا نہیں، کیونکہ بعض مسٹر راجہ کا شکاری کے کام کے اکثر لوگوں کی نماز قضا ہو جاتی ہے اور سب ایسی ہی حالت میں ہیں یہ لوگ امام کریں یا اپنی اپنی نماز طبعہ ادا کریں یا کوئی ان میں امام ہو کر نماز ادا کریں۔

الجواب

کا شکاری خواہ کسی کام کے لئے نماز قضا کر دینا سخت حرام و گناہ کبیرہ ہے، جو ایسا کرتے ہیں سب فاسق ہیں، سب پر غوراً توہر فرض ہے، کیا نہیں جانتے کہ کھیتی بھی اسی کے اختیار میں ہے جس نے نماز سب سے بڑھ کر فرض کی ہے اگر نماز کھیت میں قضا کر لیتی برباد کر دے تو تم کیا کر سکتے ہو، نماز گھنٹوں میں نہیں ہوتی تھوڑی دیر کے لئے نماز کے واسطے کھیتی کے کام کو روک دو تو نماز اور کھیتی کا ناکہ قضا کر لیتی ہو، بہت برکت دے، جہاں سب اسی طرح کے ہوں وہاں ان سب پر توہر فرض ہے ہی، جب توہر کریں ان میں سے جو قائل امامت ہے امامت کرے اور رافضیوں کی طرح الگ الگ نہ پڑھیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ امام اور مقتدی سب کی قضا متحد ہو مثلاً سب کی آج کی ظہر یا سب کی کل کی عصر، تو جماعت ہو سکتی ہے اور اگر نماز مختلف ہو مثلاً امام کی ظہر اور مقتدی کی عصر یا امام کی آج

کی نظر تو جماعت نہیں ہو سکتی اپنی اپنی انگ پڑھیں واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۶۹ امام کی اتفاق سے ایک وقت کی نماز قضا ہو گئی ہے تو وہ نماز پڑھا سکتا ہے یا وہ سر شخص کھڑا ہو؟
بیّنوا توجروا۔

الجواب

وہی امامت کرے جبکہ قصد اقصاء نہ ہو، اور اگر قصد اقصاء کی اگرچہ اتفاق سے، تو فاسق ہو گیا۔ اگر توبہ نہ کرے تو دوسرا شخص امامت کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۷۰ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کی ٹھٹھا ہارہ سال کی ہے اور عافیت ہے دائرہ میں نہیں ہے آیا اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب

اگر عین و جیل خوب صورت ہو کہ فساد کے لئے عمل شہوت ہو تو اس کی امامت خلاف اولیٰ ہے ورنہ نہیں درمختار میں ہے، لکن خلف امروہ (امروہ کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ ت) رد المحتار میں ہے،
قال المرحوم فی المراد به الصبیح الموحج شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا امروہ سے مراد خوبصورت چہرے
لانہ محمل الفتنة واللہ تعالیٰ اعلم ولا لا کا ہے کہ کھڑے ہونے کا محل ہے۔ (ت)
مسئلہ ۷۱ از قصد و عام پور قطع بخور محلہ بند و قیام مسئلہ کہ سید صاحب ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۲۱ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارہ میں کہ ایک جامع مسجد کا پیش امام جواہری نماز پڑھتا ہے و جماعت کثیرہ اس کے پیچھے نماز پڑھے اور جلد قہرہ والے اور دیہات والے خوش ہوں اور دس پانچ آدمی بسبب غصہ نفسی کے اس پیش امام کے پیچھے نہ پڑھیں اور جماعت ہوتی رہے اور وہ مسجد کے صحن میں یا دیار کے پاس کھڑے رہیں اس انتظار میں کہ جماعت ہو جائے تو ہم دوسری جماعت اپنی کر کے نماز پڑھیں اور اگر وہ لوگ قبل آجائیں تو امام کے مصطفیٰ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھ کر چلے جائیں یہ فعل جائز ہے یا نہیں۔ فقط

الجواب

اگر امام سنی صحیح العقیدہ مطابق عقائد علمائے حرمین شریفین و خلافت عقائد غیر مقلدین و وہابیہ دیوبندیہ وغیرہم گراہان ہے اور قرآن مجید صحیح قابل جواز نماز پڑھتا ہے اور فاسق معلن نہیں، غرض اگر کوئی بات

اُس میں ایسی نہیں جس کے سبب اُس کی امامت باطل یا گنہ جو پھر جو لوگ براہِ نفسانیت اُس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں اور جماعت ہوتی رہے اور شامل نہ ہوں وہ سخت گنہ گار ہیں اُن پر تو یہ فرض ہے اور اُس کی عادت ڈالنے سے فاسق ہو گئے لیکن اگر امام میں ان عیوب میں سے کوئی عیب ہو اور اس کے سبب یہ لوگ اس کے پیچھے نماز سے محذور کرتے ہوں تو درست وہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۸: سپردِ فضل پیل بحیثیت مولدِ گارِ شاد مکانِ قمر الدین صاحبِ مسئلہ حافظ شمس الدین صاحب
۲۳ ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ

- (۱) جو شخص کہ سودی دستاویز لکھاتا ہو لیکن لیتا نہ ہو اور جو ملازمان گورنمنٹ مثل تھانیدار یا سب رجسٹرار اور نیز ملازمان چوکی اگر پختہ نماز کے پابند ہیں وہ امامت کر سکتے ہیں یا نہیں؟
(۲) امام جماعت کے کس قدر فاصلہ سے کم سے کم یا زیادہ سے زیادہ کھڑا ہو اس صورت میں کہ مقتدیوں کی صفت پوری ہو۔ فقط

الجواب

(۱) سودی دستاویز لکھانا سود کا معاہدہ کرتا ہے اور یہ بھی حرام ہے صحیح حدیث میں ہے۔
لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سود کھانے والے اور سود کھانے والے اور اس کا فائدہ لینے والے اور اس پر گواہیاں کرنے والوں
وقال هم سواء
پر، اور فرمایا وہ سب برابر ہیں۔ (دست)

جب اُس کا تنک لکھنا موجبِ لعنت اور سود کھانے کے برابر ہے تو خود اس کا معاہدہ کرنا کس درجہ نجیست و بدتر ہے ایسے شخص کو امام نہ کیا جائے، ہر وہ نوکری جس میں خلافِ شریعت حکم دینا پڑتا ہو حرام ہے اور رجسٹری کا حال ابھی گزر چکا کہ اس میں سودی تمسکوں کا لکھنا اور ان کی تصدیق کرنا پڑتی ہے، تھانے دار اگر رشوت لے یا جھوٹ مقدمے بنائے، جھوٹی گواہیاں دلائے، لوگوں سے دبا دھمکا کر مال حاصل کرے جب تو یہ سب کہ یہ سب افعال سخت حرام ہیں ورنہ چالان میں خلافِ شریعت احکام کی اعانت ضرور ہوتی ہے تو ایسی لعنت میں شرعاً امامت کے لائق نہیں، ہاں چونگی کا لازم اگر چونگی تحصیل کرنے پر نوکر ہے اور اس میں یہ نیت رکھتا ہے کہ لوگوں پر آسانی کرے اور لوگ جو دباؤ ڈال کر زیادہ روپیہ وصول کرتے ہیں اُس سے بچائے تو اس

میں حرج نہیں کما فی الذل لمختار (جیسا کہ وہ مختار میں ہے۔ ت) وہ اگر قابلِ امامت ہو تو اس کی امامت میں مضافت نہیں۔

(۲) امام صفت سے اتنا آگے کھڑا ہو کہ جو مقتدی اُس کے پیچھے ہے اُس کا سجدہ بطور مسنون ہاسانی ہو جائے بل ضرورت اس سے کم فاصلہ رکھنا جس کے سبب مقتدیوں کو سجدہ میں غلطی ہو منع ہے یوں ہی فاصلہ کثیر عبث چھوڑنا خلاف سنت مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۸۶ سرگرم ضلع مراد آباد مستور سید عبدالعزیز صاحب ۵ محرم شریف ۱۳۳۲ ہجری
(۱) باپ نے بیٹے کو حاق کر دیا اور پھر اس کی خطا معاف بھی کر دی تو اس کی خطا معاف ہوئی یا نہیں اور اس کے پیچھے نماز ہو جائے گی؟
(۲) اگر کسی شخص سے چار جمعہ حالت مرض میں پنے در پنے ساقط ہو گئے تو پانچویں جمعہ میں نماز اس کے پیچھے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

(۱) ہاں اگر وہ باپ کی مافمانی دور باپ کو ناراض کرنے سے باز آیا اور پتے دل سے توبہ کی تو خطا معاف ہو گئی اور اب اُس کے پیچھے نماز جائز ہو جائے گی۔ اور اگر وہ مافمانی دلیہ سے چار سے باز نہ آیا تو ضرور سخت اشد فاسق ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی جس کا پھیر مادی واجب ہے، اور اسے امام بنانا گناہ اگرچہ باپ اپنی مہربانی سے ہزار بار خطا معاف کر دے کہ یہ صرف باپ کی خطا نہیں اللہ اللہ عزوجل کا بھی گناہ اور سخت گناہ شدید کبیرہ ہے تو فقط باپ کے معاف کئے کیونکر معاف ہو سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(۲) اگر مرض ایسا تھا کہ قابلِ حاضری جمعہ نہ تھا تو اس پر کچھ الزام نہیں، اور اگر حاضر ہو سکتا تھا اور کالمی اور بے ہمتی سے نہ آیا تو فاسق ہے اسے امام کرنا گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۶۸۷ از بیتو ضلع وڈاک خانہ بیتو مدرسہ حکیم رضا حسین صاحب
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص ولد الزنا کا نکاح صحیح ہوا اور اُس سے اولاد ہوئی تو اس اولاد کے پیچھے اقد اور ست ہے یا نہیں۔ فقط

الجواب

ولد الزنا کا بیٹا کہ نکاح صحیح سے پیدا ہوا ولد الزنا میں اس کے پیچھے نماز میں کچھ کراہت نہیں، ہاں اگر اہل جماعت اُس سے نفرت کریں اور اس کے باعث جماعت کی تعمیل ہو تو اُسے امام نہ کیا جائے اگرچہ وہ خود بے قصور ہے جیسے معاذ اللہ برص و جذام و لہے کی امامت مکروہ ہے جبکہ باعث تنفیہ جماعت ہو اگرچہ مرض

میں اس کا کیا قصور ہے، درمختار میں ہے، ننگہ خلع ابرص شاع بوجھ (ایسا ابرص والا شخص جس کا برص پھیل گیا ہو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ ت) ردالمحتار میں ہے،

کذا اجزم برجندی والظاهر ان العلة
التعرق ولذا قيد ابرص بالشروع لیکون
ظاهراً۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
جائے کی قید کا اضافہ ہے تاکہ واضح ہو جائے۔ (ت)

مسئلہ ۱۸۵ از قصبہ تیسوہ ضلع بجنور مرسلہ محمد عبدالحی سوداگر جفت ۲۹ محرم ۱۳۲۲ ہجری

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ عنایت اللہ خاں صاحب جاندہ ہے اور دوسری جاندہ خریدنے کے لئے یا کسی وارث کی جاندہ اپنے نام کرنے کے لئے بد پسہ سودی تمسک لکھ کر بقال سے قرض لیا ایسے شخص کو امام بنانا مذہب حنفیہ میں کیسا ہے خصوصاً بمبہ و عیدین کا امام بنانا۔ عنایت اللہ صاحب نصاب ہے۔ فقط

الجواب

شخص مذکور کو جاندہ خریدنا کوئی ضرورت شرعی نہ رکھتا تھا اور بے حالت اضطراب و مجبوری محض سود دینا اور لینا دونوں یکساں ہیں، دینے والے دونوں میں میں مسلم شریف میں، میرا موسیٰ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ہے،

لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اکل الربو وموکلہ وکاتبہ وشاہدیہ و
قال ہم سوادیک
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی
سود کھانے والے اور سود کھلانے والے اور اس
کا کاخذ رکھنے والے اور اس پر گواہیاں کرنے والوں
پر۔ اور فرمایا وہ سب برابر ہیں۔ (ت)

ایسا شخص جہود، عید، پنجگانہ، کسی نماز میں امام بنانے کے قابل نہیں اسے امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۸۶ مسئلہ علامہ اللہ دین صاحب رضی اللہ عنہ دیرانی پر تباب گذر ۲۲ صفر ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ قیام کرنا محفل مولد خیر الانام اور نماز تراویح کے بعد

۸۳/۱	مطبوعہ مجتہبی دہلی	باب اقامہ	لے درمختار
۲۱۹/۱	مطبع البانی مصر	"	لے ردالمحتار
۲۴/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب الیا	لے صحیح مسلم

فتاویٰ صحیح مسلم، باب الربا میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ حدیث مذکور ہے۔ نیز راجعہ

ختم قرآن مجید کے اپنے پاس سے خواہ چندہ سے بخشو اپنے شیرینی تقسیم کرنا جائز ہے یا بدعت؟ اور ایسے شخص جو قیام کا منکر اور بتراویح کے بعد ختم قرآن مجید کی شیرینی کا تقسیم کرنا بدعت سمجھتا ہو اور ناجائز کہتا ہو اُس کے پیچھے نماز کی اقتدا کرنا بروئے مذہب حنفی کیا ہے؟ ایسے امام کے پیچھے نماز محروم ہوتی ہے یا نہیں یا کیا ہے؟ فقط

الجواب

قیام وقت ذکر و تلاوت حضور سید الانام علیہ وآلہ افضل الصلاة والتسليم جس طرح حرمین طیبین و مہر و شام و سائر بلاد اسلام میں رائج و معمول ہے ضرور مستحسن و مقبول ہے۔ علامہ سید جعفر برزنجی رحمہ اللہ تعالیٰ جن کا رسد میلاد مبارک حرمین طیبین و دیگر بلاد و عرب و عجم میں پڑھا جاتا ہے اُس رسالہ میں فرماتے ہیں: قد استحسن القیام عند ذکر مولد و التبرکات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ائمة ذوقوا ایتہ و در ایتہ فطوئی لمن کان تعظیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غایۃ مباحہ و مرموۃ۔ اماموں نے مستحسن مانا جو اصحاب روایت و ارباب روایت تھے تو خوشی اور شادمانی ہو اُس کے لئے جس کی نہایت مراد و غایت مقصود و محسوس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہو۔ (دست)

یہاں آج کل اس قیام مبارک کو بدعت و ناجائز کہنے والے صحابہ و تابعین میں خذ لکم اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ انھیں غوار کرے۔ دست) اور دوا بیر نہ ناب بدعت و ضلالت سے ترقی کر کے معراج کفر تک پہنچ چکے ہیں بہر حال ان کے پیچھے نماز ناجائز اور انھیں امام بنانا حرام، یوں ہی ختم قرآن عظیم کے وقت مسنون میں شیرینی کی تقسیم بھی ایک امر حسن و محمود ہے اُسے بدعت بتانا انھیں اصول ضالہ و ہدایت پر مبنی ہے اللہ عزوجل نے تو وجوب و مخالفت کی یہ میاں بتائی تھی،

وما أشکم المرسل فخذوا وما تنہکم عنہ فانتہوا۔ رسول جس بات کا قصیں حکم دی وہ اختیار کرو اور جس بات سے منع فرمائیں باز رہو۔ (دست)

مگر دوا بی صاحبوں نے میاں مخالفت یہ رکھی ہے کہ جسے ہم منع کر دیں اُس سے بچو اگرچہ اللہ و رسول نے کہیں منع نہ فرمایا ہو، غرض یہ اس کا شرک فی الرسالت ہے، اُس کے پیچھے ہرگز نماز نہ پڑھی جائے، والعیاذ باللہ تعالیٰ رب العالمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

رسالہ میلاد مبارک للعلامہ سید برزنجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قیام بوقت ذکر تولد خیر الانام جامعہ اسلامیہ لاہور
ص ۲۶، ۲۵
۵۹/۷

میں سے پہلے از ضلع بھٹنڈہ ارہ محلہ کم تادب مرحلہ حکیم ہدایت اللہ حال صاحب متولی مسجد ۷۷ صفحہ المظفر ۱۳۳۲ء
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) ایک شخص حافظ قرآن ہے اور جبراً پیش امام بننا چاہتا ہے حالانکہ جماعت مسلمین اسکی مندرجہ ذیل باتوں سے
ناخوش ہیں اور اپنا پیش امام نہیں بننا چاہتے حافظ صاحب پہلے گورنمنٹی ملازم تھے رشوت کھا کر
سرپائی منتر قسمت کے زور سے اپیل میں رہائی پائی۔

(۲) اس حافظ صاحب نے ایک سے آٹھ آٹھ لے کر رسید لکھ دی تھی بعد میں دھوکا دے کر رسید بھلا دی کچری
میں انکار کیا کہ آٹھ آٹھ نہیں لیا جس سے اس شخص کو بڑا بھاری نقصان ہوا حالانکہ یہ بات چھ گئی کہ پیسے
حافظ صاحب نے چکے تھے اور صاف انکار کر دیا اور اسی معاملہ میں پیسے بھی قسم قرآن شریف کی کھا چکے تھے
(۳) حافظ صاحب اپنے پیر و مرشد پر طعن و تشنیع کرتا ہے کہ محلہ میں یا مدرسہ اسلامیہ میں جو خاص اُن کے پیر و مرشد
کا ایجا کردہ ہے کہتے ہیں کہ ان کے باپ دادا کا میراث ہے کیا اور اپنے سر کی بات پر فتویٰ جلاتا ہے
حالانکہ پیر و مرشد ان کو اپنا مہذبہ زبانی مقرر کیا ہے نہ کہ تحریری بعد اس طعن و تشنیع کے پیر و مرادم پر حافظ صاحب
کی خلافت باقی ہے یا باطل ہوئی یا خلافت سے نکل گئے

(۴) حافظ صاحب نے پڑا قرآن کا در صاحب صاحب میں درم (۵۰) میر میں دینے کو کہا تھا دھوکا دے کر
اپنے صرف میں لے آئے۔

(۵) اور ستیدہ کو زکوٰۃ کا چمیر لینا درست ہے یا نہیں؟

اتنی باتیں حافظ بنو علی صاحب میں موجود ہیں جس کو ہر فرد بشر اس محلہ کا بخوبی جانتا ہے اس پر بھی
وہ پیش امام بننا چاہتے ہیں جبراً اور فساد برپا کرتے ہیں کہ میں حافظ ہوں غلیہ ہوں میرا حق زیادہ ہے پیش امام
میں ہوں گا، اور جماعت کثیرہ کی رائے نہیں ہے کہ اس کو اپنا پیش امام بنا سکے، اس لئے صاحب و ان کی خدمت
میں ناقابل یہ تحریر ارسال کرتا ہوں کہ تکلیف گزارا فرما کر اس کا جواب تفصیل وار ہر ایک سوالی کا تحریر فرمائیں گے
کو ایسی زبردستی پیش امام جس سے مقتدی ناراض ہوں درست ہے یا نہیں، زیادہ کیا عرض کروں زیادہ
حدادب۔

الجواب

جس سے مقتدی اُس کے کسی عیب کی وجہ سے ناراض ہوں اُس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ حدیث میں

ارشاد فرمایا:

ثَلَاثَةٌ لَا تَقُومُ صَلَاتُهُمْ فَوْقَ أَذَانِهِمْ شَبِيرًا تَحِينَ مَخْصُورِينَ كِي نَمَازُ اُنْ كِي كَانُوا سِي بَالِشْتِ بَحْرِي

وعدمتهم من اذ قوما وهم لسه
کا سہوں۔
اونچی نہیں ہوتی یعنی ہار گاہ عزت تک رسائی تو بڑی
چیز ہے ایک وہ جو کچھ لوگوں کی امامت کرے اور وہ

لوگ اس سے ناراض ہوں یعنی اس میں کسی قصور شرعی کے سبب
والا فالو مال علیہم کفافی الدر المختار وغیرہ (در مذہب ان لوگوں پر ہوگا، جیسا کہ در مختار وغیرہ میں
ہے۔ تا، اور ظاہر ہے کہ صورت مستفسرہ میں کسی شخص میں متعدد قصور ہیں رشوت ایسا اگر ثابت ہو تو وہ
گناہ کبیرہ ہے، حدیث میں فرمایا

الرشی والمرتشی کلاهما فی الب ستہ۔ رشوت لینے والا اور دینے والا دونوں دوزخی ہیں۔
پیسے کے کر مکر جانا اور اس پر قرآن عظیم کی ثنوی قسم کھانا اور رسید جلا کر سلطان پر ٹھونڈا دینی کرنا اور اسے نقصان
پہنچانا یہ سب گناہ کبیرہ ہیں، ان وجوہ سے حافظہ کو رکے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور اسے امام بنانا کفہ
اور جبراً امام بننے میں خود اس کی نماز بھی تباہ جب تک وہ ان تمام افعالِ شنیعہ سے علائقہ توہ نہ کرے قربانی کی
کھالی اگر دوسرے نے اسے درس میں دینے کو دی تھی اور اس نے دھوکا دے کر اپنے صوف میں کر لی تو یہ بھی دہ
ور خیانت اور گناہ کبیرہ ہے، اور اگر اپنی قربانی کی کھال دوسرے میں دینے کو کہی تھی پھر نہ دی تو یہ بجا ہے مگر چپ
الزام نہیں جبکہ کسی عذر شرعی سے یا کیا وہ بزار واصل سے وعدہ دینی ہے، چنانچہ تاجر بہت شدید ہے
قال اللہ تعالیٰ ما عقبہم نفاقا فی قلوبہم اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، تو اس کے پیچھے اللہ تعالیٰ
الی یوم یلقیہ بما اخلفوا للہ ما وعدوا فیما نے ان کے دلوں میں نفاق رکھ دیا اس دن تک کہ
کا بوا یکذبون ہے اس سے طیس گے بدلہ اس کا کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ
سے وعدہ ٹھٹھا کیا اور بدلہ اس کا کہ جھوٹ بولتے تھے ات

پیر پر طعن و تشنیع اور اوپر لیت ہے اس سے خلافت درکنار بیعت سے بھی خارج ہو جاتا ہے۔ سیدہ عاتقہ کو

لے سننی ابن ماجہ باب من ام قوما وجم لہ کار حون مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۶۹
ف، جس کتاب سے حدیث کا حوالہ دیا ہے اس میں فوق ادا انہم کی جگہ فوق رؤسہم ہے۔ نذیر احمد سعیدی
شہ در مختار باب الامامۃ مطبوعہ مطبع مجتہبی دہلی ۸۳/۱
لے کنز العمال الفصل الثالث فی الہدیر والرشوة - مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱۳/۶
ف، جس کتاب سے حوالہ دیا ہے اس میں "کلاهما" کا لفظ نہیں ہے۔ نذیر احمد سعیدی
لے القرآن ۷/۷۷

زکوٰۃ دینے میں بعض نے اجازت لکھی ہے اور صحیح و معتد و ظاہر الروایہ عدم جواز کما بینہ فی الزہر اب مسعود (جیسا کہ ہم نے اس کو الزہر الباسم میں بیان کیا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم
 میرا مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو شخص گناہ کبیرہ میں مبتلا رہتا ہو اور وہ حسب ہدایت گناہ سے باز آ کر اکل الفضل دین و اسلام کے نو برد تو ہو کرے اور اس گناہ سے بفضلہ تعالیٰ نجات پائے تو کیا اس کا ایمان کامل ہوا؟

(۱) اس کی امامت جائز ہے؟

(۲) جو لوگ بعد تو باس پر اعتراض کریں ان کے واسطے کیا حکم ہے؟ فقط

الجواب

اللہ عز و جل توبہ قبول فرماتا ہے ھو الذی یقبل التوبۃ عن عباده (وہ اللہ تعالیٰ ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ ت) اور سچی توبہ کے بعد گناہ باطل باقی نہیں رہتے۔ حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

النائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ گناہ سے توبہ کرنے والا بے گناہ کے مثل ہے۔

توبہ کے بعد اس کی امامت میں اس میں عین میں۔ بعد توبہ اس پر اس گناہ کا اعتراض جائز نہیں۔ حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من عدا حاکم بن ذنب لم یعت حق یسئلہ و فی روایۃ من ذنب قد تاب منہ وہ غفر ابن مینم۔ جو کسی اپنے بھائی کو ایسے گناہ سے عیب دیکھے جس سے توبہ کر چکا ہے تو یہ عیب دیکھنے والا مرے گا جب تک خود اس گناہ میں مبتلا ہو جائے، اس کو ترمذی نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے حسن قرار دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مشکوٰۃ از میرزا جہاؤنی و مرکب مرسلہ بخش خانہ سالانہ ۴ ربیع الاول شریف ۱۴۳۲ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ ایک شخص عرصہ چند سال سے امام مسجد رہ کر باعیش

سہ القرآن ۲۵/۴۲

سہ سنن ابن ماجہ باب ذکر التوبہ مطبوعہ ایچ ایم سعید پبلی کیشنز کراچی ص ۲۲۳
 سہ جامع الترمذی باب از اجواب صفحہ الثانیۃ ایچ ایم سعید پبلی کیشنز کراچی ص ۴۳/۲

وجوہات ذیل کے معزول کر دیا گیا ہے :

(۱) اتہامِ نفاق

(۲) اتہامِ سرقت و دیہانتی مسجد وغیرہ اسبابِ مسجد جو متعلق مسجد اس کے ماتحت تھا۔

(۳) میل عمل قوم لوط، جس کے مشاہدہ و معائنہ کے چند اشخاص معتبران شاہد ہیں وغیرہ وغیرہ، اب وہ شخص بغیر اجازت باقی مہمانی مسجد و متولی مسجد چند اشخاص کے کہنے پر جو سالکان غیر محلہ اس مسجد کے ہیں امام ہونا چاہتا ہے علاوہ اس کے جو بالفعل امام مسجد باقی و متولی مسجد نے مقرر کیا ہوا ہے اعلم بالسنۃ والحدیث ہونے پر سراجا جامع عالم جید ہے اور معزول شدہ کا مبلغ علم صرف کفر الہ قاتل۔ ایسے شخص کا امام ہونا باوجود جمیع وجوہات بالا کے جائز ہے یا نہ فقط

الجواب

اتہام اور ہنگامی ترشحات جائز نہیں۔

قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا اجتنبوا
کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم وقال
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایاکم والظن
فان الظن اکذب الحدیث
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے : اے ایمان والو! بہت
گمانوں سے بچو بیشک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے۔
رسالتنا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا : ہر گمانی
سب کچھ نیک نہ گمانی سب سے بڑی جھوٹی بات ہوتی
ہے الحدیث (ت)

مگر جس بات کے معاینہ کے گواہان ثقہ بتائے جاتے ہیں وہی ممانعت امامت کو بس جس بکرہ جو ایسے افعالِ شنیعہ
سے متہم ہو چکا اور طبائع اس سے نفرت کرنے لگیں اگر ثبوت نہ بھی ہو تاہم اس کی امامت میں تعیل جماعت ضرور
اور اسی قدر کراہت امامت کو بس ہے اگرچہ وہ واقع میں بے تصور ہو کما نفوسا علیہ فی حق شائع برصہ و
العیاذ باللہ تعالیٰ کما فی الدرود وغیرہ (جیسے کہ فقہاء نے اس مسئلہ کی تصریح کی ہے اس شخص کے ہاں یہ
میں جس کا برص پھیل گیا ہو والیاذ باللہ تعالیٰ، جیسا کہ درمختار وغیرہ میں ہے۔ ت، بہر حال وہ عالمِ متقی
صیح خوان کے مقابل کسی طرح مستحق امامت نہیں ہو سکتا خصوصاً جبکہ باقی مسجد و اہل عسکہ کو اس سے کراہت
ہے فان امر الامامة مفوض الی الیابی ثم الی الجماعۃ ولا دخل فیہ للاجانب (کیونکہ امام کا
مقرر کرنا باقی کا حق ہے پھر مقتدی حضرات کا نام مقرر کرنے میں اجنبی لوگوں کا کوئی حق نہیں۔ ت، تو غیر اہل محلہ کا

لے القرآن ۱۲/۹

۳۸۴/۱

مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

کتاب الوصایا

لے صحیح البخاری

اسے مقرر کرنا اصلاً معتبر نہیں ہو سکتا نہ حالت مذکورہ میں کہ قوم پر وہ شرعی اس سے کراہت رکھتی ہے خود اسے امام بنانا ناجائز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ثَلَاثَةٌ لَا تَرْفَعُ صَلَاتَهُمْ فَوْقَ أَدَانِهِمْ شِدْرًا
وَعَدَمُهُمْ مِنْ أَمْرِ قَوْمٍ مَا وَهَمَ لَهُمْ كَارَهُونَ
بڑی چیز ہے، ان میں ایک شخص ہے جو کچھ لوگوں کی امامت کرے حالانکہ وہ اسے ناپسند کرتے ہوں (مت)
واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۹ از کانپور توپ خانہ بازار قدیم مسجد سرمنارہ ۲۰ ربیع الاول شریف ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع میں اس مسئلہ میں کہ ایک شخص عالم ہے مبنی علم فقہ و حدیث بخوبی جانتے ہیں مگر عالم موصوفت بانیں پیرت مجبور ہیں جس کو ٹکڑا سکتے ہیں زمین میں پیر نہ کر کے کا قطعاً انگشت لگا سکتے ہیں اور دنیا پر درست ہے قیام رکوع، سجود بخوبی کر سکتے ہیں۔ یہ عالم نہ کر پانچ وقتی نماز کی امامت کر سکتے ہیں اگرچہ عالم دیگر موجود ہو یا نہیں؟ با عبارت و دلائل کے تحریر فرمائی کہ اس معین کو کسی قسم کا شبہ نہ رہے۔
بیشوا فوجہ و ا۔

الجواب

صورت مستفسرہ میں ایسے شخص کی امامت بلا شبہ جائز ہے پھر اگر وہی عالم ہے تو وہی زیادہ مستحق ہے اُس کے ہوتے جہل کی تعلیم ہرگز نہ چاہئے اور اگر دوسرا عالم بھی موجود ہے جب بھی اس کی امامت میں حرج نہیں مگر بہتر وہ دوسرا ہے، یہ سب اس صورت میں کہ دونوں شخص شرعاً امامت و جواز امامت کے جامع ہوں صحیح خواں صحیح الطہارۃ سنی صحیح العقیدہ غیر فاسق معین و رد جو جامع شرائط ہو گا وہی امام ہو گا۔ در مختار میں ہے :

صحة اقتداء قائم باحدیہ وان بلغ حدیہ
المرکوع علی المعتمد وکذا باخرج وغیرہ
اولیٰ یتہ

واللہ تعالیٰ اعلم

سلسلہ سنن ابن ماجہ باب من ام قوما وجم لہ کارحوق مطبوعہ مطبعہ ام سعید کینی کراچی ص ۶۹
فہم کتاب سے حوالہ دیا ہے اس میں "حق اذ انہم" کی جگہ "حق راؤسہم" ہے۔ نذیر احمد سعیدی
سلسلہ در مختار باب الامامة مطبوعہ مطبعہ مہتابی دہلی ۸۵/۱

۶۹۷ مسئلہ از تفصیل چوہیاں فیع لاہور مسطورہ انوار الحق صاحب ۲۱ ربیع الاول شریف ۱۳۳۲ھ

اس ملک پنجاب میں دین کی بہت سستی ہے خاصکر دیہات میں تو دین مذہب کا کچھ پتا ہی نہیں، چنانچہ ہر ایک دیہات میں امام مسجد سوائے چند سورتوں کے یاد رکھنے کے اور کوئی علم نہیں رکھتا اور مقتدیوں کی غرض بھی یہی ہوتی ہے کہ امام مسجد ایسا ہو جو کہ باری میت کو غسل دے سکے یا نکاح پڑھ سکے یا دو تین سورتیں نماز پڑھالے سکے واسطے یہ وہی اور کوئی شوق نہیں، چنانچہ ایک گاؤں بنام تیرتہ میں ایک امام مسجد ایسی ہی صفتوں والا صبح کو گیا اور وہیں وفات پائی۔ اسی مذکورہ گاؤں میں ایک دھرمکارہ جو کہ اپنے آپ کو حنفی کہتا تھا اور پھر عید میں چند سال دیا بی مذہب رہا بعد ازیں چند سال سے پکڑا الوی مذہب ہے۔ اب مذکورہ امام مسجد کی فریگی پر اُس نے اس خیال سے کہ میں امام مسجد بن جاؤں مسجد کے متعلقہ گھروں کی آمدنی میرے کام آئے یہ ظاہر کیا کہ میں نے پکڑا الوی مذہب سے توبہ کی مجھے امام مسجد مقرر کرو۔ چنانچہ اس کے ہم خیال چند دوستوں نے اس کو پکڑی پہنائی اور اس کو امام مسجد مقرر کر دیا۔ اب چند مسلمان اُس کے مخالف اُٹھے جن کو اس کے چند مذہب بدلنے کا رنج تھا انھوں نے اس کو معزول کرنا چاہا۔ اب چونکہ وہ کچھ علم رکھتا ہے اُس نے کہا کہ میں نے توبہ خالص کر دی ہے اور اب میں حنفی مذہب پر آ گیا ہوں اگر تم اب بھی معزول کرتے ہو تو مجھے شریعت کا حکم دکھاؤ میں کنارے بوجھاؤں گا۔ چنانچہ وہ کہتا ہے کہ کافر کی توبہ منظور ہے میری کیونکہ منظور ہوگی۔ پتے مسطورہ بنایاں سب کا گریہ امام جبریلؑ تو یہ دین میں دشمنہ انداز ہوگا پھر کئی آدمی اُس کے موافق ہو جائیں گے پھر ہم میں اتنی طاقت نہ ہوگی کہ ان کو سیدھا کریں اس خیال سے وہ چاہتے ہیں کہ اگر کوئی حکم ایسے مشکوک آدمی کے بارے میں ہو تو ہمیں قویٰ دیا جائے کہ اس کو نکالا جائے اور اس کے فتنے سے بے فکر ہو جائیں۔ فقط

الجواب

نماز اہم عبادت ہے اور اس کے لئے غایت احتیاط و تدبیر ہے یہاں تک کہ ہمارے علمائے تصریح فرمائی کہ اگر نیک چند وجہ سے صحیح ٹھہرتی ہو اور ایک سے فاسد تو اسے فاسد ہی قرار دیں گے۔ امام ابن الہمام فتح القدر میں فرماتے ہیں:

لان الصلوة حق فسدت من وجہ وجہ جارح کیونکہ جب ایک جہت سے نماز فاسد ہو اور کئی وجہ کہ من وجہ حکو بفسد دھ۔ بنا پر صحیح ہو تو نماز کے فاسد ہونے کا حکم دیا جاتا۔ دت۔ جو شخص ایسا مضطرب الحال ہو کہ اتنے دنوں میں تین مذہب بدل چکا اس کی توبہ بایں معنی قبول کرنے میں

کوئی عذر نہیں کہ اگر تو نے دل سے توبہ کی ہے تو اللہ قبول فرمائے والا ہے نیز اسی سنیتِ حنفیت کا اظہار کرتے ہوئے اگر وہ مر جائے گا ہم اُس کے جنازہ کے ساتھ وہ طریقہ برتیں گے جو ایک سنیتی حنفی کے ساتھ کیا جاتا ہے لان انسان حکم بانظاہر واللہ تعالیٰ اعلم بالسرائر (کیونکہ ہم ظاہر حکم لگانے کے پابند ہیں، دلوں کا حال اللہ ہی جانتا ہے۔ ت)، مگر اس قبولِ توبہ سے یہ لازم نہیں کہ ہم ایسے مضطرب شخص ایسے مشکوک حالت والے کو اپنے ایسے اجماع فرضِ دینی کا امام بھی بنالیں اگر واقع میں وہ سچے دل سے تائب ہو ہے تو اس کے بچے نماز ہو جائے گی اور اگر امت لینے کے لئے توبہ ظاہر کرتا ہے تو وہ نماز باطل و فاسد ہوگی اور اس کی حالت شک ڈالنے والی اور نفع کی طمع اس کی تائید کرنے والی کسی طرح عقل سلیم احتیاط کا مقتضائے نہیں کہ اُسے امام کیا جائے وہ پیسہ کے معاملہ میں گویا کے لئے تو علمائے کرام یہ احتیاط فرماتے ہیں کہ فاسق اگرچہ توبہ کر لے اُس کی گواہی مقبول نہ ہوگی جب تک ایک ماہ اُس پر نہ گزرے جس سے صدقِ توبہ و صلاح و تقویٰ کے آثار اُس پر ظاہر ہوں کہ جب وہ فاسق ہے تو ممکن کہ اس وقت اپنی گواہی قبول کر دینے کے لئے توبہ کا اظہار کرتا ہو فتاویٰ عالمگیری و فتاویٰ قاضی خاں میں ہے :

الفاسق اذا تاب لا تقبل شهادته مالم یسحق
علیہ مرامان یتطہر علیہ اثر التوبۃ والصلح
ان ذلک موقوف الی سرائع القاصی
فاسق اگر توبہ کر لے تو جب تک اتنا وقت نہ گزر جائے
جس میں اس پر توبہ صدق کا اثر ظاہر ہو اس کی گواہی
قبول نہ کی جائے، درمیں یہ ہے کہ یہ معاملہ قاضی کی
راے کے سپرد کیا جائے۔ (ت)

بلکہ جو جھوٹ کے ساتھ مشہور ہے اس کی نسبت تصریح فرماتے ہیں کہ اس کی گواہی کبھی مقبول نہ ہوگی اگرچہ شہداء توبہ کرے، بدائع امام ملک العلماء ابو جعفر مسعود کا سانی پھر فتاویٰ ہندیہ میں ہے :

والمعروف بانکذب لا عدالة له فلا تقبل
شهادته ابدًا و امت تاب بخلاف من وقع
فی الکذب سہوا و اوبتلی بہ مصرة ثم
تاب
جو جھوٹ میں مشہور ہو وہ عادل نہیں ہو سکتا اس کی
ہمیشہ گواہی مقبول نہ ہوگی اگرچہ وہ تائب ہو جائے بلکہ
اس شخص کے جس سے جھوٹ سہواً سرزد ہوا ہو یا وہ
جھوٹ میں کسی ایک دفعہ مبتلا ہوا ہو پھر اس نے توبہ
کر لی ہو۔ (ت)

جب وہ پیسے کے مال میں یہ احتیاطیں ہیں تو نماز کے بعد ایمان اعظم ارکانِ دین سے اُس کے لئے کس درجہ احتیاط واجب

شریعت مطہرہ پر ایسے شکوک شخص کو امام بنانا پسند نہیں فرماتی۔ جو لوگ اس کی امامت میں کوشاں ہیں وہ اللہ و رسول و مسلمانوں سب کے خائن ہوں گے۔ حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من استعمل من جلا من عصاۃ و فیہم من
ہو امرہی للہ منہ فقد خان اللہ و رسولہ
و المؤمنین۔ ما قالہ الخاکھ و صحابہ و ابن
حدی و العقیلی و الطبرانی و الحطیب و ابن
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

جو کسی جماعت پر ایک شخص کو مقرر کرے اور ان میں وہ ہو
جو اس شخص سے زیادہ اللہ کو پسندیدہ ہے تو بیشک
اس نے اللہ و رسول اور مسلمانوں سب کے ساتھ خیانت
کر۔ اس کو حاکم نے روایت کر کے صحیح قرار دیا۔ ابن عساکر
حقیل، طبرانی اور خطیب نے اسے حضرت ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔

مسئلہ از صند بازار شیش و ڈاک خانہ رانی گنج صلح بردوان مرسلہ منظر حسین ۱۲۳۲ھ

ما قولکم من حکم اللہ (آپ کا کیا ارشاد ہے اللہ آپ پر حکم کرے۔ ت) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و
مفتیان شریعت میں اس مسئلہ میں کہ زید ایک مسجد میں خود و امام یعنی دونوں کام پر یا مور ہے اور زید مذکور پنی والدہ کو
زہ کو کپ کرتا ہے اس کو چند آدمیوں نے بطور ہند کے کہنا کہ تم اپنی والدہ کو کس طرح دہرتے ہو تو تمہاری نماز و طہارت کرنا
تھی را اللہ تعالیٰ کے نہ ہو کیا کام دیں گے؟ اور وہ اس سے مریدہ ورنہ کہنا کہ بی طرح سے اور لوگ غیر عزت سے
زنا کرتے ہیں و شراب پیتے ہیں اسی طور سے ہمارا مسجد میں بیٹے کے ولیفہ و نماز کرتا ہے، تو زید مذکور نے نماز و ولیفہ کو
تشیبہ دیا ساتھ افعالی قبیلہ کے، تو اس صورت میں زید کا مسجد میں اذان کہنا و نماز اس کے عقب پڑھنا عند الشریع
جائز ہے یا نہیں بغیر توبہ کئے ہوئے، اور یہ کس درجہ میں شمار ہوگا؟ آیا گناہ کبیرہ میں یا کہ درجہ کفر میں۔ در صورت
اگرچہ یہ گناہ داخل ہو درجہ کفر میں، تو زید کی زہر اس کے عقد سے خارج ہو جائے گی یا نہیں؟ اور زید مذکور کو
بعد تائب ہونے کے زہر سے از سر نو ضرورت حد شکنی قہرک پڑے گی یا نہیں؟ جواب بحوالہ کتب معتبرہ ارشاد ہو جنہاں تو نظر

الجواب

صورت مستفسرہ میں وہ شخص سخت فاسق و فاجر مرتکب کبار، مستحق عذاب نار و غضب جبار ہے۔ ماں کو ایذا
دینا سخت کبیرہ ہے نہ کہ ماننا جس سے مسلمان تو مسلمان کافر بھی پرہیز کرے گا اور گنہ کھائے گا۔ حدیث میں ارشاد ہوا،

ثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَحَدِّثْهُمْ الْعَاقِبَةَ
تین شخص جنت میں نہ جائیں گے ان میں سے ایک وہ جو
اپنے ماں باپ کو ستائے۔ (ت)

ایسا شخص قابلِ امامت نہیں ہو سکتا۔ فتاویٰ جو وغیرہ میں ہے، نو قد موافقہ سقایا ثبوت (اگر فاسق کو لوگوں نے امام
بنایا تو وہ گمراہ کار ہوں گے۔ ت، تمہیں الحقائق وغیرہ میں ہے :

لَا يَنْبَغِي تَقْدِيرُهُ لِلْإِمَامَةِ لِعَظِيمِهِ وَقَدْ وَجِبَ عَلَيْهِمْ أَهْمَاتُهُ شَرْعًا.
کیونکہ امامت کے لئے اس کو مقدم کرنے میں اس کی
تعظیم ہے حالانکہ شرعاً اس کی دہانت لازم ہے (ت)

اُس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے کہ پڑھنا گناہ اور پرہی تو پھیرنی واجب، جب وہ ایسا بیابک ہے کہ ماں کو مارتا ہے
تو اس سے کیا تعجب کہ بے وضو نماز پڑھائے یا نہانے کی ضرورت ہو جائے کے سبب بے غسل پڑھا دے اور وہ
جو اس نے ہند کے جواب میں کہا سخت بیروہ و بے مہی ہے مگر اُس سے نکیر ہیں ہو سکتی اُس میں تاویل ممکن ہے۔ واللہ
تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۹۹ مستور سید اشرف علی صاحب ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں حنفی شافعی کے پیچھے نماز پڑھے تو جائز ہے
یا نہیں ؟ اور اگر شافعی نماز پڑھا کر پوسے اور سی آیا تو اس کا حکم کیا ہے شریک ہو یا نہیں ؟ فقط

الجواب

اگر شافعی طہارت و نماز میں فرائض دارکان مذہب حنفی کی رعایت کرتا ہے اُس کے پیچھے نماز جلا کر اہت جائز
ہے اگرچہ حنفی کے پیچھے افضل ہے اور اگر سال رعایت و عدم رعایت معلوم نہ ہو تو قدرے کراہت کے ساتھ جائز اور
اگر عادت عدم رعایت معلوم ہو تو کراہت شدید ہے اور اگر معلوم ہو کہ خاص اس نماز میں رعایت نہ کی تو حنفی کو اُس
کی اقتدا جائز نہیں اس کے پیچھے نماز نہ ہوگی، صورت اول و دوم میں شریک ہو جائے اور صورت سوم میں شریک
نہ ہو اور چارم میں تو نماز ہی باطل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۷۰۰ مسئلہ مخیر حسین صاحب از بدایوں محلہ سرائے چودھری ۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۲ھ

جناب محمد کرم بندہ مولوی صاحب دام ظلکم بعد سلام سنت الاسلام کے عرض خدمت بابرکت میں ہے

۱۳ ماہ مندر سالم عن ابن عمر مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۳۰۶/۱۲

۱۴ غنیۃ المستمل شرح غنیۃ المصل فصل فی الامامۃ مطبوعہ مہمل ائیدی لاہور ص ۵۱۲

۱۵ تمہین الحقائق شرح کنز الدقائق باب الامامة والحديث فی القدوة مطبوعہ المطبعة، لکھنؤ الامیر بولاق مصر ۱۳۲/۱

کہ ایک مسئلہ دریافت کرنے کی ضرورت پڑی وہ یہ ہے کہ جس شخص کے والدین اُس شخص سے کہیں کہ میرے جنازہ پر بھی ہرگز نہ آئے اُس شخص کو امام کرنا چاہئے یا نہیں، اور مقتدی اُس شخص کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہیں؟ زیادہ حد ادب - فقط

الجواب

والدین اگر بلا وجہ شرعی ناجائز ناراض ہوں یا حد یہ ان کی استرضائیں حد مقدمہ و تکلم کی نہیں کرتا تو اس پر الزام نہیں اور اس کے پیچھے نمازیں کوئی حرج نہیں اور اگر یہ ان کو ایذا دیتا ہے اس وجہ سے ناراض ہیں تو عاقبت عاق حرج و سخت مرتکب کبیرہ ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اور امام بنانا گناہ اور اگر ناراضی تو ان کی بلا وجہ شرعی تھی مگر اس نے اس کی پروا نہ کی وہ کہنے تو یہ بھی کہنے لگا جب بھی فی حد حکم خدا و رسول ہے اُسے حکم یہ نہیں دیا گیا کہ ان کے ساتھ برابری کا برتاؤ کرے بلکہ یہ مکر فرمایا گیا، و اخفض لہما جناح الذل من الرحمة (بچھا دے ماں اور باپ کے لئے ذلت و فروتنی کا بازو رحمت سے) اس کے خلاف و امر اسے بھی ناجائز ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ - واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از برقی مدرسہ حفظ اسلام مسئلہ عن استاذی مولوی محمد اقبال صاحب ۱۵ صفر ۱۳۲۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید سے خالد ظاہر او باطناً لدورت رکھتا ہے حتیٰ کہ زید جس وقت مسجد میں داخل ہو کر سلام علیک کہتا ہے خالد جواب سلام بھی نہیں دیتا اور خالد ہی امامت کرتا ہے، ایسی حالت میں زید کی نماز خالد کے پیچھے ہوگی یا نہیں؟ اور زید جماعت ترک کر کے قبل یا بعد جماعت علیحدہ نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں جبکہ خالد دل میں کہ دور رکھتا ہے، اس کے واسطے کیا حکم ہوتا ہے؟ جینا تو جروا۔

الجواب

محض دنیوی کہ دورت کے سبب اُس کے پیچھے نماز میں حرج نہیں اور اس کے واسطے جماعت ترک کرنا حرام، خالد کی زید سے کہ دورت اور ترک سلام اگر کسی دنیوی سبب سے ہے تو تین دن سے زائد حرام، اور کسی دینی سبب سے ہے اور قصور خالد کا ہے تو سخت تر حرام، اور قصور زید کا ہے تو خالد کے ختم الزام نہیں زید خود مجرم ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از قصبہ لکھنؤ اسٹیشن سریندر گورنمنٹ چٹا لہ مسئلہ عن شیخ شیر محمد صاحب ۱۶ صفر ۱۳۲۴ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید و بکر کی نسبت پر مشہور کیا گیا ہے کہ

ہر دو باہم فاعل و مفعول تھے یعنی اغلام کرتے تھے، نیز مفعول کے دیگر رشتہ داران مثل پدر و برادر قصبہ ہذا میں امامت کرتے ہیں نیز کے افعالی قصبہ کی خبر اس کے پدر و برادر اور دیگر رشتہ داران کو بھی تھی جس کی اطلاع ان کو بذریعہ تحریرات کے دی گئی مگر بائیمہ انہوں نے کبھی نزدیک اس فعل ناجائز سے نہیں دیکھا اور نہ کسی قسم کی زجر و توبیخ کی جگہ یہ کہا جاتا ہے کہ نزدیک ناجائز آمدنی سے وہ خود بھی فائدہ اٹھاتے تھے فاعل و مفعول کو بحکام اختلاف کسی شخص نے چشم خود نہیں دیکھا مگر واقعات اس امر کو پایہ ثبوت پر پہنچا رہے ہیں مثلاً برادر بزرگ کا تمام شب وہ توں کو ایک جگہ رکھنا اور بزرگ کی خوشامی کرنا اور تحریرات کا عام لوگوں میں بذریعہ ڈاک روانہ کیا جانا اور نزدیک کا عام لوگوں میں اپنی مصروفیت کا اقرار کرنا اور رہا یہاں پولیس کے روبرو نزدیک کا اقرار بیان تحریر کرنا اور اس کے برادر کا نزدیک کرنا یہ کاموں کی حیثیت کا آدمی جو نامگزین و زینت اس درجہ رکھنا اور اس کے پدر و برادر کا اس طرف توجہ نہ کرنا ایسے دریافت طلب امر ہے کہ جو شخص غلات و شمع و حرام فعل کرے یا اگر انہیں ان کی امامت شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر مفعول کے پدر و برادر وغیرہ کو اس امر کی خبر ہو اور وہ چشم پرشی کر کے ان کو منع نہ کریں تو ان کی امامت کے متعلق شرعاً کیا حکم ہے؟ امید کہ قول مفتی بر بجا الہ کتب تحریر فرما کر مشکور فرمائیں۔

الجواب

یہ سنت شدید گناہ و کبیرہ ہے اور فاعل و مفعول بھی اگر مانع و غیر مجبور ہوں فاسق ہیں ان کی یہ حالت اگر صحیح طور پر معروف مشہور ہو یا وہ خود اقرار کرتے ہیں جن عین یہاں ریکہ اقرار مدکور ہے صرف قیاسات و شوسے ظن جن کا شرع میں اعتبار نہیں بلکہ ان وجہ پر کبیرہ کی نسبت کرنے والے خود ہی مرتکب کبیرہ ہوتے ہیں، اللہ عز و جل فرماتا ہے:

لَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوهُنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ يَنْقَضِمْنَ
خِيَرَاتُہُنَّ
کیوں نہ ہوا جب تم نے اسے سنا کہ عموں مردوں اور خواتین
نے اپنیوں پر نیک گمان کیا ہوتا۔ (مت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:
اَيُّكُمْ لَطِنٌ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَابُ الْحَدِيثِ
ہر گمانی سے بچا کر دیکھو کہ ہر گمانی سب سے بڑا جھوٹ
ہے الحدیث (مت)

اس پر لحاظ رکھنا کہ وہ بی جائز نہیں بلکہ جو صحیح شرعی سے ثابت و معروف ہو تو فاسق معلن ہیں ان کو نام بنانا گناہ، ان کے
جیسے نماز مکروہ تحریمی کر پڑھنا گناہ اور پھر نا واجب، اور اگر ثابت شرعی و اقرار معروف نہ ہو مگر لوگوں میں اوروہ اُلگسی ہر گناہ

سۃ القرآن ۲۴/۱۲

سۃ صحیح البخاری باب قول اللہ عز و جل من بعد صیۃ یومی بہا و دین مطبوعہ عقیدتی کتب خانہ کراچی ۲۸۴/۱

اس شخص کو کائی سے غلام نہیں لیتے تو ان پر الزام نہیں۔

قال اللہ تعالیٰ لا تمردوا مودة و ذرا اخری یہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: کوئی بوجہ اٹھا سے دلی جان

و مودے کا بوجہ نہیں اٹھا سکے گی (دت)۔

لیکن افواہ عام کی بنا پر نفرت و تعیل جماعت جو تو ان کی امامت مکر و متزبی اور نامناسب ہوگی اگرچہ پہلی صورت کی طرح محکمہ تحریری اور گناہ ہیں، یہاں بحمد اللہ تھانے قوی پر کوئی فیس نہیں لی جاتی۔ بفضلہ تعالیٰ بفضلہ تعالیٰ نام ہر سالانہ دیگر ملک میں راولپنڈی و امریکہ و خود عرب شریف و عراق سے مستحق آتے ہیں اور ایک ایک وقت میں پانچ سو قمر سے جمع ہو جاتے ہیں بحمد اللہ تعالیٰ حضرت براء محمد قدس سرہ العزیز کے وقت سے اس مسئلہ تک اس دروازے سے فتوے جاری ہوئے اکاؤنٹ برس اور خود اس فقیر غمزد کے قلم سے فتوے نکلتے ہوئے اکاؤنٹ برس ہوئے آئے ہیں اس صلوٰۃ کی ۱۴ تا ۱۵ کو پچاس برس چھ مہینے گزرے، اس نوٹ نوٹس میں کتنے ہزار فتوے لکھے گئے، بارہ جلد تو صرف اس فقیر کے قلم سے لکھے گئے ہیں بحمد اللہ یہاں کبھی ایک مہینہ یا گیارہ یا سارے گیارہ قلمی و لکھنے کے علوم نہیں کون لوگ ایسے پست لطافت و دلالت میں جنہوں نے یہ میز کسب کا اختیار رکھا ہے جس کے باعث دہر دہر کے تاد قف مسلمان مکی، پوچھنے کے ہیں کہ فیس کیا ہوگی؟ بجایو! ما اشلک حلیہ من احب ان احب الی رب العلیت میں تم سے اس پر کوئی اجر نہیں مانگتا میرا اجر تو سارے جہان کے پروردہ پر سب ارادہ پر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از بعضی مملکت صائبان پوست ۴۰ مسئلہ مولوی عبد الرزاق ۱۷ شعبان ۱۳۴۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و معینان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید چند ماہ تک پہلے ایک مسجد میں امامت کرتا رہا اور وہاں پر زید کی کئی حرکتیں معلوم ہوئیں کہ پیشاب کر کے ڈھیلا زینا بلکہ پیشاب و پاخانہ کر کے اسی وقت اسی مگر پانی سے استنجہ کر کے اور ننگوٹ باندھ کر نماز پڑھنا اور نماز کی صورتوں کے ساتھ غلط مزاج و قسم کرنا، ان باتوں کا چرچا، اہل بیت میں ہونے کو تھا کہ زید وہ سری مسجد میں منتقل ہو گیا وہاں بھی اس کی وہی حرکتیں بدستور قائم رہیں، جب لوگوں نے اس کو ننگوٹ باندھنے اور ڈھیلا زینے کی سبقت پوچھی تو کہا میں معذور ہوں ڈھیلا نہیں لے سکتا اور ننگوٹ بھی بوجہ عذر کے باندھتا ہوں مگر نماز کے وقت صحت پکڑے بدل لیتا ہوں۔ اور غلط صورتوں سے بدستور لوگ اس کی ایسی حرکتوں سے سخت بیزار ہیں اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے بھی سخت ناراض ہیں بلکہ لوگوں نے اس کے پیچھے نماز پڑھنا ترک کر دیا۔ چند لوگ اپنی نفسانیت سے اس تکلم کی حمایت پر اڑے ہیں باوجود اس کے معذور ہونے اور یہ حرکتیں معلوم ہونے کے

بھی اس کو علیحدہ اس منصب سے نہیں کرنا چاہتے اب یہ دیکھنے اپنی سفاکی اور بے دینی کی وجہ ان کو یہ سبق پڑھا رکھا ہے کہ حدیث میں ہے :

دفع ہایہ بیک الی ہایہ بیک وان اختلفت الصفات — کہ تجھے کسی چیز میں شک یا شبہ نہ آجائے تو اس کو چھوڑ دے اگرچہ معنی لوگ فتویٰ دیں۔۔۔ تو تو اس کو نہ مان غرض اس کی اس سیاق سے یہ ہے کہ میری نسبت اگر کوئی شخص فتویٰ طلب کرے تو اس فتوے کو قبول مت کرو اور چھوڑ دو اور اس کے بیان میں یہ اقراء اہل اسلام پر جلسہ و غلطیوں کا کہہ دینا میں کوئی مکان یا کوئی ٹکڑی ایسا نہ ہوگا کہ جس میں شبانہ روز نہ نہ ہوتا ہو اب بتلائے کہ جس شخص کی ایسی حالت ہو کہ ڈھیلہ نہ لیتا ہو منعقد ہو جس کپڑوں سے نماز پڑھتا ہو، دروغ گو ہو، مغربی ہو اور مسلمانوں کو ٹھکے دار فری و ذریعہ مانع ہو۔ ایسے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے، اور جو اس کی حمایت کرے اس کا کیا حکم ہے؟ اور ایسے کو اس منصب سے خارج کرنا چاہتے یا نہیں؟ اور اس حدیث دفع ہایہ بیک الخ کا کیا مطلب ہے؟ دے دے سٹے تپنی گھڑت نکار لوگوں کو گمراہ کرے اس کا کیا حکم ہے؟ بیہوا تو بھروا

الجواب

یہاں چند امور قابل لحاظ :

(۱) موکوہ شیباب کے بعد استبراد نہ کرنا بلکہ تین دو یا سب سے پہلے ایسا بقیہ اسل ہو جائے فرض سے بعض عمل کی واجب کی قسم اعلیٰ سے جس کے بغیر عمل صحیح نہیں ہوتا و لہذا البعض نے فرض بعض نے واجب بعض نے۔۔۔ اور ایسا فرض واجب دونوں کو شامل ہے پھر اس میں طبائع مختلف ہیں، بعض کو جہنم کے سوراخ ذکر پر بعد بول زائل دے ہی اطمینان ہو جاتا ہے کہ اب کچھ رہے گا، البعض کو صرف دو تین بار کھٹکنا کافی ہوتا ہے، بعض کو ذکر کا دوا، ایک بار پر سے نیچے کو مل دینا اور بعض کو ٹھپنے کی حاجت ہوتی ہے، دس قدم سے چار سو قدم تک، بعض کو مایں کرکٹ پر لینا، بعض کو ران پر ان رکھ کر ذکر کو دانا۔ غرض کہ مختلف طریقے ہیں اور ہر شخص اور اس کی طبیعت مختلف ہوتی ہے، مختلف ہیں ہے،

یجب الاستبراد مثنیٰ او تنہ حنفی او فوم علی یولی کا اثر ختم کرنا لازم ہے خواہ پیدل چلنے، خواہ کھٹکنا یا بائیں جانب بیٹھنے سے ہو اور لوگوں کی مختلف طبائع کی وجہ سے حکم مختلف ہوتا ہے (یعنی کسی کو سبیلہ پاکیزگی حاصل ہوتی ہے کسی کو دیر سے)۔ (ت)

۷۲/۷۸	مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت	ما سند واثمہ بن اسقع	لے العجم الکبیر
۲۹۴/۱۰	مطبوعہ دار الکتاب بیروت	باب التورع عن الشبهات	مجمع الزوائد
۵۷/	مطبوعہ مجتبیٰ دہلی	فصل فی الاستبراء	سلفہ و مختار

رد المحتار میں ہے :

فی القنویۃ الصراۃ کالرجل الا فی الاستبراء فانه لا استبراء علیہا بل کما فرضت تعبیر ساعۃ لطیفۃ ثم تستنجی ومنتہ فی الامداد وعبیر بالوجوب تبعاً للحدود وغیرہذا بعضہم عبیر بانه فرض ولعصمہم بلعطر حبثی وعلیہم فہو مسدوب کما عبیر بہ بعض الشافعیۃ ومحلہ اذا من خروج شئی بعدہ فیندب ذلک جماعۃ فی الاستبراء او الصراۃ الاستبراء بخصوص ہذا الاشیاء من نحو لمشی و التجمیع اما نفس الاستبراء حتی یطمئن قلبہ برول النشاح فہو فرض ، وهو المراد بالوجوب ولذا قال الشرنبلالی ینزہ سرجب ، ذہبی ، حتی یزول اثر البول و یطمئن قلبہ و قال عجمت بالردم لکونہ اقوی صحت الواجب لان ہذا یعوت الحوار لقوتہ فلا یصح لہ الشروع فی الموضوء حتی یطمئن بزوال الرشح

قرنویہ میں عورت مرد کی طرح ہے البتہ عورت پر استبراء لازم نہیں بلکہ جیسے ہی فارغ ہو تھوڑی دیر کے بعد استنجیہ کر سکتی ہے۔ اس کی مثل ادا میں بھی ہے اس نے ذکر وغیرہ کی اتباع کرتے ہوئے لفظ وجوب سے تعبیر کیا ہے اور بعض لوگوں نے لفظ فرض بعض نے لفظ یجبی اور علیہ سے تعبیر کیا ہے ، پس یہ مسدوب ہے جیسا کہ بعض شوافع نے تصریح کی ہے اس کا قیل یہ ہے کہ جب اس کے بعد کسی شئی کے خروج کا خوف نہ ہو تو یہ استبراء میں مبالغہ کے لئے مذہب ہے یا استبراء سے مراد یہ مخصوص اشیا ہیں مثلاً چلنا اور کھنکھارنے اور نفس استبراء یہاں تک کہ تھوڑے سے رل ہونے کے ساتھ دل مطمئن ہو جائے تو وہ فرض ہے اور وجوب سے بھی یہی مراد ہے اسی نے شرنبلالی نے کہا آدمی پر استبراء لازم ہے یہاں تک کہ بول کا اثر زائل ہو جائے اور دل مطمئن ہو جائے اور کہا کہ میں نے اسے لفظ لزم کے ساتھ اس سے تعبیر کیا کہ یہ واجب سے اقویٰ ہے کیونکہ اس کے

وقت ہونے سے جواز فوت ہو جاتا ہے پس نمازی کے لئے وضو میں شروع ہونا اس وقت تک درست نہیں جب تک کہ پیشاب کی چھینٹوں کے زائل ہونے سے دل مطمئن نہ ہو جائے۔ (ت)

زید اگر ایسا سمجھ کر وہیں بیٹھے بیٹھے کھنکھارنے یا سننے سے اسے الطینان صحیح چڑھتا ہو اور بعد استبراء صرف پانی سے استبراء کرے جب تو یہ فرض ادا اور وضو صحیح ہو جاتا ہے اور اگر مثلاً ٹھنڈا وغیرہ سے دیکار ہے بے اسے اور کھنے پانی سے دھو لیتا ہے تو فرض کا تارک ہے اور اسی حالت میں وضو کرے تو وضو ناجائز اور اس کی نماز باطل

امامت تو دوسری چیز ہے، تو حالت زیر شکوک ہوئی، بکھود ریافت کرنے پر اس کا یہ نہ بتانا کہ مجھے جتنے خفیہ استخبار کی حاجت ہے کر لیتا ہوں زیادہ کی ضرورت نہیں، بلکہ اپنی معذوری کا عند پیش کرنا اس کی حالت کو مستحبہ ترکرتا ہے اور وہ خود حدیث پڑھ چکا ہے کہ شہر کی بات چھوڑا اگرچہ لوگ کہہ قوی دیں تو اس نے خود مان لیا کہ مسلمانوں کو اس کی امامت سے احتراز کا حکم ہے اور اگر کوئی منفی اس کی امامت پر قوی بھی دے تو نہ مانا جائے۔

(۲) یہاں تک تو اس کی امامت صرف مستحبہ ٹھہری اور خود اس کی پرچی ہوئی حدیث سے اس کے چھوڑنے کا حکم ہوا مگر اگلیاں صراحت اس کی امامت کو باطل محض کر رہا ہے اور وہ اپنے آپ کو ڈھیلا پیسے سے معذور بتاتا ہے اور عادت کوئی عند ڈھیلا لینے سے مانع نہیں مگر یہ کہ محل استنجاء پر زخم بویا دانے پتے یا کچنے پر ہیں جن میں ویرم ہے ان کے سبب ڈھیلا کی مرکز کی تاب نہیں زلم کہ حالت توئی برقی کو اس سے نہ خود بتانہ کپڑے پاک، (انوں میں اتھان تھا کہ شاید ابھی آب ویرم نہ دیتے ہوں مگر اس کا کہنا کہ نگوٹ بھی بوجہ مذ کے باندھتا ہوں مگر نماز کے وقت صرف کپڑے بدل لیتا ہوں، صاف دلیل روشن ہے کہ وہ دانے آب ویرم دیتے ہیں اور اتنا جس سے ہر وقت کپڑا ٹھس ہوتا ہے جب تو نماز کے وقت اسے کپڑے بدلنے کی ضرورت پڑتی ہے تو اب کھل گیا کہ وہ معذور شرعی ہے اور معذور کی امامت غیر معذوروں کے لئے یقیناً باطل محض ہے کمال علیہ فی الکتب ککلف (جیسا کہ تمام کتب میں اس پر تصریح موجود ہے۔ ت۔)

(۳) اس شہادت کبریٰ کے بعد باقی احمد کی طرف توجہ کی زیادہ حاجت نہیں ورنہ اس میں اور بھی وجہ ہیں جن پر شرع مطہر سے امام بنانے سے منع فرماتی ہے مثلاً فاحشہ عورتوں سے غلام مزاج مسخر، (شبہ و غیر ایس ہے، الخلوۃ بالاجنبیۃ حرام (اجنبی عورت کے ساتھ خلوت (یعنی تنہائی میں ملنا) حرم ہے۔ ت۔) تو یہ حرام کا مرتکب، پھر اس پر مصر، پھر اس میں مشترک تو فاسق معین ہے اور فاسق معین کو امام بنانا گناہ فساد کا عجز و غیہ میں ہے، لوقد صواحبا سقا یا مشوق (اگر لوگوں نے فاسق کو مقدم کیا تو وہ گنہگار ہوں گے۔ ت۔) تبیین الحقائق وغیر میں ہے،

لا فی تقدیمہ للامامۃ تعظیہ وقد وجب
علیہم اہانتہ شریعاً۔ کیونکہ امامت کے لئے اس کو مقدم کرنے میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ شرعاً اس کی اہانت لازم ہے (ت۔)

اُس کے پچھے نماز مکروہ تحریمی کما فی الغنیۃ وغیرہ واقعوہ فی مہال المحتاسر (غیرہ وغیرہ میں اسی طرح ہے اور رد المحتار میں اس کو ثابت رکھا ہے۔ ت) تو حتی نمازیں اُس کے پچھے اس حالت میں پڑھی ہوں مقتدیوں پر اُن سب کا پھیرنا واجب، اگر نہ پھیریں گے گنہگار میں گئے اگرچہ دستل برس کی نمازیں ہوں کما جبکہ کل صلاۃ ادیت مع کراہۃ التحریم، کما فی المد والاختار وغیرہ (جیسا کہ کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کی گئی ہر نماز کا حکم ہے، در مختار وغیرہ میں اسی طرح ہے۔ ت)

(۴) مقتدیوں کا اُس کے عیوب کے باعث اُس کی امامت سے ناراض ہونا۔ ایسے کی نماز اُس کے کانوں سے اُپر نہیں جاتی یعنی آسمانوں پر جانا اور بارگاہِ عزت میں حاضر ہونا تو بڑی بات ہے وہیں کی وہیں پڑانے چیتے کی طرح پیٹ کر اس کے منہ پراردی جاتی ہے اور اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ثَلَاثَةٌ لَا تَقْبَلُ صَلَاتَهُمْ فَوْقَ سُرٍّ وَمَهُمَّ شَبِيرَا
مَرَجِلٍ أَمْ قَوْمًا وَهُمْ لَمْ يَكُنْ هُونا وَأَمْرًا
بِائْتٍ وَضَوْجًا عَلَيْهِمَا سَاخِطٌ وَأَخْوَانٌ
مَتَّعَاهُمَا مَاتَ. سَوَاءٌ ابْنُ مَرْحَةٍ وَابْنُ حَنَانٍ
مَنْ ابْنٌ جَبَّاسٍ مَرْضَى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِمَا
بِسْمِ حَسَنٍ .

تین آدمیوں کی نماز ان کے سروں سے ایک بالشت
برابر اُپر نہیں اٹھائی جاتی، ایک وہ شخص جو قوم کا مام
بنے مگر لوگ اسے پسند نہ کرتے ہوں ایک وہ عورت
جو اس حال میں استسر کرے کہ اس کا خاوند اس
پر ناراض ہو۔ اور وہ بھائی جو آپس میں جھگڑا کر سنے
والے ہوں۔ اس کو ابن ماجہ اور ابن حبان نے حضرت
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سند حسن کے ساتھ
روایت کیا ہے (ت)

دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
ثَلَاثَةٌ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُمْ صَلَاةً مِنْ قَعْدَمٍ
قَوْمًا وَهُمْ لَمْ يَكُنْ هُونا وَرَجِلٍ
أَقْبِ الصَّلَاةَ دِبَاسًا وَالِدِاسَاتِ
وَاتِيهَا بَعْدَ انْتِ قَفْوَتِهِ وَ

تین اشخاص کی نماز اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا، ایک
وہ شخص جو قوم کا امام بنا مالا نیکہ لوگ اسے پسند
نہ کرتے ہوں۔ دوسرا وہ شخص جو نماز کی طرف رجوع
وقت ہونے کے بعد یا نماز کا وقت فوت ہونے کے

میں جل اعتسید معہوں اس واد ابو داؤد و
 ابن ماجہ عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ
 عنہما۔
 بعد آئے تیسرا وہ شخص جو آزاد کو غلام بنائے۔ اسے
 ابو داؤد اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ
 عنہما سے روایت کیا ہے۔ (ت)

تیسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
 ایک شخص جو قوما و ہم کا سر ہون لم تعجز
 صلاتہ اذنتہ۔ (رواۃ الطبرانی فی الکبیر
 عن طلحہ ابن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ۔
 پانچویں حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
 ایک شخص جو قوما و ہم کا سر ہون لم تعجز
 صلاتہ اذنتہ۔ (رواۃ الطبرانی فی الکبیر
 عن طلحہ ابن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ۔

تین افراد کی نماز اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا نہ وہ آسمانی
 کی طرف چڑھتی ہے اور نہ ان کے سروں سے بلند ہوتی
 ہے ایک وہ شخص جو قوم کا امام بنے حالانکہ وہ اسے
 پسند نہ کرتے ہوں۔ (دوسرا وہ شخص جو جنازہ پڑھائے
 حالانکہ اسے اجازت نہ دی گئی ہو۔ تیسری وہ خاتون جسے
 رات کو خاندانہ طلب کرے تو وہ انکار کر دے۔ اسے ابن عمر
 سے عطاء بن دینار و بسند أخر عن انس بن
 مالك متصلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 تین اشخاص کی نماز ان کے کانوں سے بلند نہیں ہوتی
 تیسرا وہ شخص جو قوم کا امام بنے حالانکہ وہ اسے
 پسند نہ کرتے ہوں۔ (دوسرا وہ شخص جو جنازہ پڑھائے
 حالانکہ اسے اجازت نہ دی گئی ہو۔ تیسری وہ خاتون جسے
 رات کو خاندانہ طلب کرے تو وہ انکار کر دے۔ اسے ابن عمر
 سے عطاء بن دینار و بسند أخر عن انس بن
 مالك متصلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

پانچویں حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
 ثلاث لا تجاوز صلاتهم اذانهم
 تین اشخاص کی نماز ان کے کانوں سے بلند نہیں ہوتی

۸۸/۱	عظیمہ آفتاب عالم پریس لاہور	باب الرزل یتیم و ہم لہ کا صحت	سنن ابو داؤد
۶۹ ص	" " "	باب من قام قوما و ہم لہ کا صحت	سنن ابن ماجہ
۱۱۵/۱	المکتبۃ الخیر علیہ بیروت	باب من قام قوما و ہم لہ کا صحت	سنن ابی حنیفہ
۱۱/۳	المکتبۃ الاسلامیہ بیروت	باب من قام قوما و ہم لہ کا صحت	سنن ابی حنیفہ

العبد الأبق حتی يرجع وأمرًا قاتلته ومن وجها
عليها ساخط وأما رقوم وهم له كاسرهون
سواء لا الترمذی عن ابی امامة رضى الله
تعالى عنه وقال حسن غریب۔

ایک جگہ سے غلام کی حتی کہ وہ لوٹ آئے۔ دوسری جگہ
خاتون جو رات اس حال میں بسر کرے کہ اس کا خاوند
اس پر ناراض ہو۔ تیسرا شخص جو قوم کا امام بنا حالانکہ
لوگ اسے ناپسند کرتے تھے۔ اسے ترمذی نے حضرت
ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے کہسا یہ
حسن غریب ہے۔ (ت)

تذکرہ البصائر در مختار میں ہے :

و قوم قوما وهم له كاسرهون ان كراهية
لصادقيه اولانهم احق بالامامة منه كسره
له ذلك تحريكت۔

اگر کسی نے قوم کی امامت کرائی حالانکہ وہ قوم اسے پسند
نہ کرتی تھی اگر خود اس میں خرابی کی وجہ سے کراہت ہو
یاس نہ کہ دوسرے لوگ اس سے امامت کے زیادہ
اہل تھے تو اس صورت میں اس کا امام بننا مکروہ تحریمی ہوگا۔

(۵) اُس کے سبب تفریق جماعت کہ سوال میں ہے لوگوں نے اُس کے پیچھے نماز پڑھنا ترک کر دیا جس کے سبب
تفریق جماعت ہوا اسے امام بنانا منع ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے اگرچہ وہ خود بے قصور ہو جیسے برص
والا مذکورہ خود فساد کرتا ہے، در مختار میں ہے :

كذ تكراه خلف ابرص شلع برصه اھ واستظهر
في رد المحت مران العلة النظرية ولذا قيد
الابرص بالشيعر وليكون ظاهراً اھ اقول
ليس محمل الاستظهار بل العلة هي لا شك
ثم الذي يطهر في ان كراهية الصلاة خلفه
تعريضه كما هو قضية كراهية الشامي
اذ يقول تحت قول الدر هذا و كذا ذلك۔

اسی طرح اسی صاحب برص کے پیچھے نماز مکروہ ہے جس
کا برص پھیل گیا ہو اور رد المحتار میں اس کی علت نفرت
فساد دیا۔ اسی لئے ابرص کے ساتھ الشيعر
یعنی پھیلتی قید لگائی تاکہ معاملہ واضح ہو جائے اھ
میں کہتا ہوں یہ مقام ظاہر کرنے کا نہیں بلکہ علت
یہی نفرت ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ پھر مجھ پر یہ
بات واضح ہوئی کہ ابرص کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہے

۴۷/۱	مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی	باب ماجاء من ام توفاؤہم لہ کارھون	سہ جامع الترمذی
۸۳/۱	مطبوعہ مجتہائی دہلی	باب الامار	سہ و سہ در مختار
۴۱۶/۱	مطبوعہ البابائی مصر	ا	سہ رد المحتار

اعرج يقوم ببعض قدمه حال اقتداء بغیره
اولی تا نزعانیه و کذا الجنم بر جندی آه
وان لم امره فی امامة البرجندی من
شرحه للنقایة نکن کراهة تقدیره اذا بیلغ
التعمیرانی ترک الناس الجماعة کما فی السوال
ینبغی ان تكون کراهة تحریم لما هیه من
النقص التصریح المقصود الشرع جعل الله تعالى
علیه وسلم من شریعة الجماعة والیجابها
وقد قال جعل الله تعالی طیبه و سلم
بشروا ولا تنفروا والتعیر المصل به فی
الهدایة کراهة تقدیم العبد والاعلی
والاخرانی لا بیلغ مظهره ذابل هو تادیه محتمل
وهذا غالب مستحق فافترق بعد ما عادی
والعلم بالحق عند ما بقی عروہ جل۔

جیسے عقلمر شامی کے کلام کا تقاضا ہے کیونکہ وہ در حق رکے
اسی قول کے تحت لکھتے ہیں: اسی طرح وہ لنگڑا ہے جو
اپنے پاؤں کے کچھ حصہ پر کھڑا ہوتا ہو اس کے غیر کی
اقدار بہتر و ادنیٰ ہے تا نا نزعانیه اور اسی طسرح
ہاتھ کئے کا معاملہ ہے برجندی اور اگرچہ میں نے
برجندی کا شرعاً نقایہ برجندی کے باب الامامة میں
یہ مسئلہ نہیں پایا لیکن جب اس کی تقدیم کی ناپسندیدگی
آتی پڑے جاسے کہ لوگ جماعت کو چھوڑنا شروع کر دیں
جیسا کہ سوال میں ہے تو ایسی صورت میں اسے کراہت
تحریمی قرار دینا چاہئے کیونکہ اس میں تو شارع صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے مقصود کی صریح مخالفت اور وہ مقصود
جماعت کا مشروع اور واجب ہوتا ہے حالانکہ نبی اکرم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: لوگوں میں محبت
بشارت پیدا کر دے نفرت نہ پھیلاوے اور وہ نفرت جس کی

بنا پر ہے حب ہدایہ نے غلام، نابینا اور اعزائی کی امامت کو مکرہ قرار دیا ہے وہ تو اس کے دسویں صفحے کو بھی نہیں
پہنچتی بلکہ وہ نادر اور ایک احتمال ہے اور یہ غالب و ثابت ہے پس ان دونوں میں فرق ثابت ہو گیا یہ میرے نزدیک ہے
اور حق کا ظلم میرے رب کے ہاں ہے۔ (ت)

(۶) اس کا کتنا کہ جہنمی میں کوئی مکان یا گلی کو پر ایسا نہ ہو گا جس میں شبانہ روز نہ نائے ہوتا ہو، اگر وہ تعمیم و تعمیم
کرنا تو جہنمی کے لاکھوں مسلمان مردوں، مسلمان پارسی بیویوں پر صریح تحت ملعونہ زمانہ میں جس کے سبب وہ لاکھوں قذف
کا مرتکب ہوتا ہے، یک ہی قذف گناہ کبیرہ ہے اور قذف کرنے والے پر لعنت آتی ہے تو وہ ایک سانس میں لاکھوں گناہ
کبیرہ کا مرتکب ہوتا اور ان کو لعنتوں کا استمعاق پاتا ہے مگر اس نے مکان اور کوچہ میں تردید سے تعمیم کو روکا اور قذف گناہ
کے لعنت سے جہنم میں فرق ٹالا پھر بھی اس قدر میں شک نہیں کہ اس نے وہاں کے عام مسلمان مردوں بیویوں کی حرمت پر
وجہ نہ لگایا اور اسے خاص مجلس و عہد میں کہہ کر مسلمانوں کو ناحق بدنام کرنے اور ان میں اشاعت فاحشہ کا برہنہ اپنی گردن
پر اٹھایا اور بکثرت مسلمانوں کو بلا وجہ شرعی ایذا دی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من اذى مسلماً فقد اذانى و من

من اذى مسلماً فقد اذانى و من

من اذى مسلماً فقد اذانى و من

ادانی فقد ادى الله به رواة الطبرانی فی الاوسط
عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن۔
اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ عزوجل کو ایذا دی
اسے طبرانی نے معجم اوسط میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے

اللہ عزوجل فرماتا ہے،

ان الذین یحبون ان تشیع العاجلة فی السذین
اصوالهم عذاب الیم فی الدین والآخرۃ۔
جو یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی کی بات کا چرچا
پھیلے ان کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

جب اس پر دونوں جہاں میں عذاب شدید کی وعید ہے تو یہ بھی کبیرہ ہوا اور ترک کبیرہ فاسق ہے اور یہ فسق
بالاعمال پر مبنی ہے و خطا ہوا تو اس وجہ سے بھی وہ شخص فاسق معلن ہوا اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی۔

(۷) ظاہر ہے کہ وہ جاہل ہے اور باوصف جاہل اُس نے فتوے پر اقدام کیا اور ارشاد اقدس حدیث کو اٹا اور
مفتیان شریعت ملہو کے فتووں کو بے اعتبار کیا اور عوام جاہل کو رو فتاویٰ شریعت پر ولیر کیا تو بلاشبہ وہ ضال و مضل
ہوا خود گمراہ اور اوروں کو گمراہ کرے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

تخذ الناس رؤسا جھالا فمستلوا فافتوا
بغیر علم و فضل و اذعنوا۔ رواہ مسلم
احمد والبخاری و مسند احمد و الترمذی و
ابن ماجہ عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہما۔
لوگ جاہلوں کو سردار بنائیں گے اور ان سے مسئلہ پوچھیں گے
ان سے بے علم فتویٰ دیں گے آپ بھی گمراہ ہو گئے اور ان
کو بھی گمراہ کریں گے۔ اس کو اللہ کرام احمد بخاری، مسلم،
ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔

اس صورت میں اس کی امامت و کفار اس کے پاس بیٹھا منع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
ایاکم و ایہم لایضلوکم ولا یفتنونکم۔
ان سے دور رہو اور انہیں اپنے سے دور کر دو کیونکہ تمہیں

۱۔ المعجم الاوسط	حدیث نمبر ۳۶۳۲	مکتبۃ المعارف، کراچی	۳۸۳۳
۲۔ القرآن ۱۹/۲			
۳۔ صحیح البخاری	باب المحرص علی الحدیث	مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی	۲۰/۱
۴۔ صحیح مسلم	باب رفع العلم و قبضہ الخ	فور مجلہ اصح المطابع کراچی	۳۴۰/۲
۵۔ جامع الترمذی	باب ما جاز فی الاستیصار بمن یطلب العلم	ایم پی کتب خانہ و سیدیر دہلی	۹۰/۲
۶۔ صحیح مسلم	باب النسی عن الروایۃ عن الضعفاء الخ	فور مجلہ اصح المطابع کراچی	۱۰/۱

مرواة مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
مگر لہ ذکر دیں کہیں یہ تھیں فقہ میں رد وال دیں۔ اسے
مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کیا ہے۔

ایسی حالتوں میں جو اس کی حمایت کریں اس کی امامت قائم رکھنا چاہیں مسلمانوں کے بدحوالہ ہیں اور ان کی نمازوں کی خرابی
بلکہ تباہی و بربادی چاہنے والے اور اللہ و رسول کے خائن۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے :
ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان س۔
گنہ اور حد سے بڑھنے پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
من مشی مع ظالم یحینہ وھو یعلم انہ
ظالم فقد حرم من لا سلام۔ دوا والطبرانی
فی الکبیر۔ والیضی صلیح المصنف رحمہ
اوس بن شریحیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
جو دانستہ کسی ظالم کی مدد کو چلے وہ اسلام سے نکل
جائے گا۔ اسے طبرانی نے المعجم کبیر میں اور صحیح الخشاعة
میں بھی حضرت اوس بن شریحیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت کیا ہے۔

دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
من استعمل رجلا من عصابة وجہبہ من
ھو رضی اللہ عنہ فقد خان اللہ ورسولہ
والمؤمنین۔ مرواة الحاکم وابن عدی و
العقیلی والطبرانی والخطیب عن ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
جو کسی جماعت میں ایک شخص کو ان پر مقرر کردہ اس
جماعت میں وہ موجود ہو جو اللہ عزوجل کو اس سے زیادہ
پسند ہے بیشک اس نے اللہ و رسول اور مسلمانوں
سب کی خیانت کی۔ اسے حاکم ابن عدی، عقیلی طبرانی
اور خطیب نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
روایت کیا ہے۔

ان لوگوں پر لازم ہے کہ توبہ کریں اور اس کی حمایت سے باز آئیں اور مسلمانوں پر واجب ہے کہ اسے امامت
سے معزول کریں اور کسی صالح امام بنائیں اور حدیث مجتہد کے لئے ہے جسے کسی امر میں داخل متعارض معلوم ہو

سۃ القرآن ۲/۵

سۃ المعجم الکبیر ما اسند لہ اوس بن شریحیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث ۶۱۹ مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۲۴/۱

سۃ المستدرک علی الصحیحین الامارۃ امامۃ الخ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۹۲/۲

فت، مستدرک میں ”فیہم“ کی جگہ ”فی تلك العصابة“ ہے۔ نیز احمد سعیدی

وہ اسے ترک کرے گا اور دوسرے مجتہد کی تقلید اس پر نہیں یا اہل درع کے لئے ان خاص امور و قیود میں ہے جن پر ظاہر شریعت مطہرہ سے فتویٰ جواز ہوگا اور متورع محض کا قلب اس پر مطمئن نہ ہوگا وہ اس سے بچے گا نہ اس لئے کہ فتویٰ معتبر نہیں بلکہ اس لئے کہ ایسی جگہ مقام فتویٰ فتویٰ سے اہل ہے۔ ایک بی بی سیدنا امام احمد کے پاس حاضر ہوئیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مسئلہ پوچھا بادشاہ کی سواری نکلتی ہے کیا میں اس کی روشنی میں سوتی میں دُور ڈال سکتی ہوں، امام نے ان کی طرف نظر اٹھائی اور فرمایا آپ کون ہیں، کہا میں بشر حافی کی بہن ہوں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ فرمایا ایسا درع تمہارے گھر سے نکلا ہے وہ اللہ التوفیق واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ زچورا ڈاک غازی بائسی مرسلہ محمد کلیم الدین صاحب ۱۴ ربيع الآخر ۱۳۳۶ھ
کیا فواتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بروز جمعہ بعد نماز فجر قبل فرض جمعہ کوئی نماز پیش مصطفیٰ پر نواہ اشراق ہو یا قبل الجعہ غرہ پڑھا جائز ہے یا نہیں؛ بعض علماء فرماتے ہیں منع ہے بعض فرماتے ہیں جائز ہے۔ بیہودہ وجودا

الجواب

وہ مصطفیٰ اگر واقعہ نے صرف امامت کے لئے وقف کیا ہے تو امام و غیر امام کوئی اسے دوسرے کام میں نہیں لاسکتا اگرچہ مراعاتیہ ہاں کے صرف کے سبب دور نہ نسبت دور اس پر کام کے لئے بطور مذکور وقف ہو، ہے تو امام اس پر داخل بھی پڑھ سکتا ہے دوسرا کہ نہیں، اور اگر عام طور پر وقف ہوا یعنی مراعاتیہ تخصیص ہے نہ دلالت تو غیر وقت امامت میں ہر شخص اس کو فرض و اقل سب کے کام میں لاسکتا ہے بلکہ درس و تدریس کے بھی، کما فی القیۃ (جیسا کہ قیہ میں ہے۔ ت) واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ اوجہن پور ضلع مراد آباد مرسلہ طفیل احمد صاحب قادری برکاتی رضوی سلمہ اللہ القوی

۱۴ ربيع الآخر ۱۳۳۶ھ

حضور کچھ کو معلوم ہوا ہے کہ دیوبندی کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی تو حضور ہم نے جو بے خبری میں ان کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں ان کا کیا کیا جائے، اور حضور حسین پور سب مسجدوں میں وہی لوگ امام ہیں تو ہم کیا کریں اور اگر اپنی اپنی نماز پڑھ بھی لی تو نماز جمعہ کو کیا کیا جائے کیونکہ جہاں جہاں جمعہ ہوتا ہے وہی امام ہیں، اور عیدین وہی پڑھاتے ہیں اور جنازہ کی بھی اور نماز تراویح بھی۔ پھر یہ کہ جب ہم مری گئے تو ہمارے جنازوں کی نماز بھی یہی پڑھائیں تو حضور ہم نے نماز بی و فن ہوں گے کیونکہ اگر انھوں نے پڑھائی بھی تو وہ نماز ہی کیا ہوئی، اور سستی بس ہم دو تین شخص ہیں، اول حضور کوئی ایسی ترکیب ارشاد ہو کہ جو نمازیں ہم نے ان کے پیچھے پڑھی ہیں معاف ہو باتیں کیونکہ ہمارے ایمان، ایسے کہ در ہیں کہ ہم سے پنج وقتہ نماز بھی ادا نہیں ہوتی تو حضور ان کی ادا کی کیا صورت ہے، وہ

تو معاف ہونی چاہئیں، کیونکہ خبری میں ایسی غلط ہوئی، اور یہ بھی ناممکن ہے کہ کسی پور چھوڑ دیا جائے۔ حضور اس پر کچھ توجہ فرمائی جائے اور کوئی جیل نکال دی جائے۔ اور فرما جو مسئلہ دریافت کرتا ہو وہ کسی سے دریافت کیا جائے کیونکہ وہاں جو عالم ہیں وہ وہی ہیں، گو کسی پر میں میلاد شریف، تیجہ، دسواں، چالیسواں وغیرہ کثرت سے ہوتا ہے مگر یہ خبر نہیں کہ ان کے پیچھے نماز بھی نہ پڑھی جائے۔

الجواب

دیوبندی عقیدے والوں کے پیچھے نماز باطل ٹھہرتی ہے، ہوگی ہی نہیں، فرض سر پر رہے گا اور ان کے پیچھے پڑھنے کا شدید عقیدہ ہے۔ علاوہ امام محقق علی الاطلاق فتح القدر شرح ہدایہ میں ہمارے تینوں ائمہ مذہب امام اعظم و امام ابو یوسف و امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے نقل فرماتے ہیں،

ان الصلوة خلف اهل الهوا لا تجوز۔ اہل بدعت کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ (دست)

اس میں سب برابر ہیں نماز پنجگانہ جو خواہ جمعہ یا عید یا جنازہ یا تراویح، کوئی نماز ان کے پیچھے برہی نہیں سکتی۔ بلکہ اگر ان کو قابل امامت یا مسلمان جاننا بھی درکنار، اس کے کفر میں شک ہی کرے تو خود کافر ہے بلکہ ان کے خبیث اقوال پر مطلع ہو۔ علمائے حرمین شریفین بالاتفاق فرماتے ہیں،

من شك في هذا به وكفره فقد كفر۔ جو شخص ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ (دست)

جب وہاں میلاد شریف اور سوہم وغیرہ کرنے والے کثرت میں توفور وہ لوگ دیوبندی نہیں، انہیں علمائے کرام مگر معتزلہ و بدعتیہ کے فتوے (کر و کش برس سے چھپ کر تمام ملک میں شائع ہو رہے ہیں)، دکھائیے اور رسالہ تہذیب ایمان پڑھ کر سنائیے الحمد للہ مسلمان ایسے نہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گویاں دینے والے کے پیچھے نماز جائز نہیں یا اسے مسلمان مانیں ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ عز وجل ضرور ہدایت و تریب بخشنے گا اور مسلمان ہوشیار ہو کر ان کے پیچھے نماز چھوڑ دیں گے اور سنی عوام اپنے لئے پنجگانہ و جمعہ و عیدین و جنازہ سب کے لئے مقرر کریں گے اور اگر بالفرض کوئی نہ سمجھے تو دو آدمی مل کر سوائے جمعہ سب نمازوں پنجگانہ و عید و جنازہ وغیرہ میں جماعت کر سکتے ہیں ایک در ایک مقتدی بس کافی ہے اور جمعہ کے لئے ایک شخص اہل کو امام مقرر کیجے کہ وہی عیدین کی بھی امامت کرے اور جمعہ میں کم سے کم تین مقتدی ہوں جمعہ ہو جائے گا زیادہ نہ مل سکیں تو کچھ حرج نہیں مگر یہ ضرور ہے کہ جمعہ و عیدین اعلان کے

۳۰۴/۱	مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکس	باب الامارۃ	لے فتح القدر
۳۵۶/۱	طبع مجتہائی دہلی	باب المرتبہ	لے در مختار
۳۱	مکتبہ نبویہ لاہور	حسام محمد بن علی منظر الکفر والمبین	

ساتھ ہوں ظاہر کر دیا جائے کہ مسلمانوں کا جہود و عید غلاں جگہ ہوگی، جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے گا شریک ہو جائے گا، ان کے پیچھے جو نمازیں بے خبری میں پڑھیں ان کا علاج ایک تو توبہ ہے، دوسرے یہ ضرور ہے کہ ان نمازوں کی قضا پڑھی جائے، اندازہ اتنا کر لیا جائے کہ کوئی نماز باقی نہ رہ جائے زیادہ ہو جائیں تو حرج نہیں۔ اگر کوئی شخص در غرب خاص کفار کی بستی میں بسے جہاں مشاخص ہندو ہوں اور وہ کہے کہ میں یہاں کی سکونت تو چھوڑ نہیں سکتا یہ بتلو خوری ضرورت کے مسئلے کس سے پوچھوں تو کیا اس سے کہہ دیا جائے گا کہ پنڈت سے پوچھ لیا کرو انا للہ وانا الیہ راجعون واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ حکم از موضع سرپاڈاکہ خاریہ تہو ضلع شاہ آباد آردہ مرسلہ شیخ مدار بخش ۱۸ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص معمولی اردو خواں مؤذنی بھی کرتا ہے اور امامت بھی کرتا ہے اور وہی شخص گھر گھر سے صدقہ فطریال زکوٰۃ و کمال قربانی وغیرہ لیتا اور کھاتا ہے اور قبرستان میں جو غلہ اور پیسہ کوڑی غیرات کیا جاتا ہے وہ بھی لیتا ہے اور اس کا پیشہ یہی ہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ امام کے لئے کون کون شرائط ہیں؟ کیسے شخص کو امام ہونا چاہئے؟ اگر بجائے شخص مذکور کے دوسرا شخص جہان باتوں سے محتاط ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا افضل سے یا نہیں؟

الجواب

اگر وہ فقیر ہے صاحب نصاب نہیں، نہ سید ہاشمی ہے تو ان احوال کا لینا اسے جائز ہے اور اس وجہ سے اس کی امامت میں کوئی حرج نہیں۔ امامت کیلئے تیج الاسلام، صحیح الطہارۃ، صحیح النقرات، سنی صحیح العقیدہ وغیرہ سنی درکاتب جس میں ای باتوں سے کرنی بات کم ہوگی اسکے نیچے نہ ہوگی نہ یہ کہ وہ ترویج ہوگی اس شخص میں ان باتوں کوئی بات کہے سکتا ہے جائز نہیں، واجب ہے کہ دوسرے کو جہان باتوں کا جامع ہو امام کریں اور یہ سب باتیں اس میں ہیں تو اس کی امامت میں حرج نہیں، پھر دوسرا اگر نماز و طہارت کے مسائل اس سے زیادہ جانتا ہے تو وہ دوسرا ہی اولیٰ ہے اور اگر یہ زیادہ جانتا ہے تو یہی بہتر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ حکم از کراچی گاڑی احاطہ محلہ رام باغ مرسلہ نور احمد مولیٰ نہ واکافی مہینہ ۱۸ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ
(۱) جس امام کو اس کے مقام پوچھے ہاتھ اور وہ نہ بتائے تو اس کی اقتدار جائز ہے یا نہیں؟
(۲) جو امام وقت مقررہ کا پابند نہ ہو یعنی کہے کہ نماز مقررہ وقت پر پڑھنا عرضی اعظم پر رکھا ہوا ہے کیا احالانکہ مصلیوں کی آسانی کے لئے جماعت نے وقت مقرر کیا اس کو کیا سمجھنا چاہئے۔

(۳) جس امام سے جماعت کے بعض آدمی ناراض ہوں اور بعض اس کی خوشامد کرتے ہوں تو ایسے کی اقتدار کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۴) جس امام کے دونوں ہاتھ ہوں مگر ایک ہاتھ یعنی سیدھا ہاتھ نکلتا ہو اور بائیں ہاتھ سے آہستہ لیتا ہو
استنجا کرتا ہو وضو کرتا ہو اور کھانا کھاتا ہو امام ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

(۱) اپنا عقیدہ و مذہب دریافت کرنے پر بناء سے ظاہر یہی ہے کہ اُس میں کچھ خاصہ درجہ دین بھی کچھ چھپنے
کی چیز ہے اُس کی اقتداء ہرگز نہ کی جائے کہ علاق نماز کا احتمال قوی ہے اور نماز اعظم فرائض اسلام سے ہے اُس کے لئے
سخت احتیاط مطلوب، یہاں تک کہ نصیحت علی الاطلاق نے فتح القدیر میں فرمایا،

لان الصلوة مستحق فسدت من وجه وجازت
من وجوه حکم بفسادها والله تعالى اعلم
جب کسی ایک وجہ پر نماز فاسد ہو اور متعدد وجوہ کی بنا
پر درست تو فساد نماز کا حکم ہو گا۔ (د ت)

(۲) اس میں دونوں ہی باتیں ہیں بعض مقتدیوں کے مزاج میں تشدد اس قدر ہوتا ہے کہ وہ چند منٹ کا آگیا
روا نہیں رکھتے ایسی حالت میں اگر امام نے اس پر انکار کیا بیجا نہ کیا اور اگر امام کی طرف سے بلاوجہ شرعی تکالیف ہے اور
اس جماعت کو تکلیف پہنچتی ہے تو اس پر الزام ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) رنجیہ کی دیکھی جائے گی اگر اُس میں کسی قصور شرعی کی وجہ سے ہے تو اُسے امام بنانا گناہ ہے اور بگم حید
اُس کی نماز مقبول نہ ہوگی۔

ثَلَاثَةٌ لَا تَرَفَعُ صَلَاتَهُمْ فَوْقَ أَذَانِهِمْ شَبْرًا
اِنَّ قَالَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
مَنْ أَمَرَ قَوْمًا وَهُمْ لَمْ يَكْمُرْهُوْنَ
تین اشخاص کی نماز ان کے کانوں سے ایک بالشت
برابر بھی بلند نہیں ہوتی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
یہاں تک فرمایا کہ ایک وہ شخص جو کسی قوم کا امام بن جائے
حالانکہ وہ لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں (د ت)

اور اگر اس میں کوئی قصور شرعی نہیں تو اس کی امامت میں کوئی عرج نہیں اور ان رنجیہ رکھنے والوں پر وبال ہے کما
فصل علیہ فی الدس المحتسب (جیسا کہ در مختار میں اس پر نص موجود ہے۔ ت، واللہ تعالیٰ اعلم)

(۴) ہو سکتا ہے بلکہ اگر وہی ماضی میں سب سے زیادہ علم رکھتا ہو تو وہی امام کیا جائے گا کما نصوا
علیہ فی المتن والشروح والفتاویٰ (جیسا کہ متن، شروحات اور فتاویٰ جات میں اس مسئلہ کے متعلق

۱۲/۲ باب صلوة المسافر مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر
۶۹ ص باب من ام قوما وهم له راوون مطبوعہ ایچ ایم سعیدہ پبلی کراچی
ف اسن ابن ماجہ میں فوق اذانہم کی جگہ فوق رؤسہم ہے۔ نذیر احمد سعیدی

نصوص موجود ہیں۔ ت۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ اگر اچھی بندر صدر بازار دکان سیٹھ حاجی احمد حاجی کریم، محمد شریف جنرل مرچنٹ مرسلہ عبد اللہ ولد حاجی ۲۳ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

امام صدر ریاضت افتادہ از دستور در یک دست تشیح واقع شدہ است ازیں وجہ دست موقوفہ برقت تکبیر تحریریں مقرر نہی شود آیا دریں صورت امامت او بلاکراست جائز است یا نہ؟
 صدر کے امام کا ہاتھ گھوڑے سے گرنے کی وجہ سے بے حس و حرکت ہو گیا ہے اس وجہ سے وہ اپنا ہاتھ ہاتھ برقت تکبیر تحریر کا کون کونساں نہیں اٹھا سکتا، اس صورت میں اس کی امامت بلاکراست جائز ہے یا نہیں؟ (ت)

الجواب

جائز ہے بلکہ اگر علم قوم است جموں امامت مست۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
 جائز ہے بلکہ اگر وہ قوم سے زیادہ عام ہے تو امامت کا مستحق وہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ از سیدنا پور محلہ قضاہ مسل ایسا حسین صاحب ۲۳ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ
 جب ایک عالم اور شریف بے گز سید ہیں، ایک عالم روئے ہے بابل یا مہمب لطیفین سید کی موجودگی میں اللہ وہ دونوں قسموں کے عالموں سے کون زیادہ مستحق امامت ہے؟ صرف سید ہی کو استحقاق ہے؟

الجواب

عالم بہر حال زیادہ مستحق امامت ہے جبکہ جہد یا فاسق معین نہ ہو، اور دونوں عالموں میں جیسے علم نماز و طہارت میں ترجیح ہو وہ مقدم ہے، اور اس میں مساوی ہوں تو قرأت و درجہ و سن وغیرہ امتزجات کے بعد شریف سب سے ترجیح دی جائے گی، عالم روئے کتنا بہت سخت لفظ ہے عالم کسی قوم کا جو اگر عالم دین ہے اللہ کے نزدیک ہر جاہلی سے اگرچہ کتنا ہی شریف ہو افضل ہے۔

قال اللہ تعالیٰ قل هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون؟
 اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: کیا علم والے اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں؟ (ہرگز نہیں)۔ (ت)

مطلق فرمایا کہ جو عالم نہیں عالم کے برابر نہیں ہو سکتا اس میں کوئی تخصیص نسب وغیرہ کی نہ فرمائی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از ترسانی کا شیاواثر مسئلہ احمد و کوثر صاحب ۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

(۱) اگر اربعہ میں سے کسی ایک امام کے قتل کی امامت یا متابعت خواہ چار اماموں میں سے کوئی ایک امام کا مقلد ہو یعنی شافعی حنفی امام کے پیچھے یا حنفی شافعی امام کے پیچھے یا حنبلی حنفی کے یا حنفی حنبلی کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں ؟

(۲) اگر حنفی کا شافعی امام ہے تو کیا یہ ضرور ہے کہ حنفی کی خاطر رفع یدین یا آمین بالجہر ترک کر دے یا یہ کہ ہر شخص امام ہو یا مقتدی اپنے اپنے امام کی پیروی کرے ؟

الجواب

(۱) اگر معلوم ہے کہ اس وقت امام میں طہارت ہے جس کے سبب میرے مذہب میں اس کی طہارت یا نماز فاسد ہے تو اقد احرام اور نماز باطل اور اگر اس وقت خاص کا حال معلوم نہیں مگر یہ معلوم ہے کہ یہ امام میرے مذہب کے فرائض و شرائط کی احتیاط نہیں کرتا تو اس کی اقد ممنوعہ اور اس کے پیچھے نماز سخت مکروہ اور اگر معلوم ہے کہ میرے مذہب کی بھی رعایت و احتیاط کرتا ہے یا معلوم ہو کہ اس نماز خاص میں رعایت کئے ہوئے ہے تو اس کے پیچھے نماز ہذا درست جائز ہے جبکہ مستثنیٰ صبیح العقیقہ ہو نہ غیر مقلد کہ اپنے آپ کو شافعی یا حنبلی کہے ، اور اگر کچھ نہیں معلوم تو اس کی اقد مکروہ تنزیہی ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

(۲) ہر شخص اپنے امام کی پیروی کرے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ از برقی

ذیل امام مسجد ہے اور اس نے جھوٹ بولا اس پر ایک شخص نے اُن کے پیچھے نماز پڑھنا ترک کر دی اور کسی وقت کی نماز وہ شخص قبل پڑھ لیتے ہیں اور مؤذن بھی وہی شخص ہیں اور بخیر بھی کہتے ہیں تو آیا یہ بخیر صحیح ہوگی یا نہیں ؟ اور نماز ایسے امام کے پیچھے جائز ہے یا نہیں ؟ اور اس وقت تک جتنی نمازیں اُن کے پیچھے پڑھی گئیں جس وقت سے اُنھوں نے جھوٹ بولا تو نمازیں جو گئیں یا نہیں ؟

الجواب

سائل نے یہ بیان کیا کہ امام کے ذمے یہ جھوٹ رکھا جاتا ہے کہ اُس سے پوچھا گیا کیا بجا ہے ؟ کہا سوا آٹھ بجے ہیں اور بجے تھے سوا نو بجے کوئی جھوٹ ایسا نہیں جس کے سبب اُس کے پیچھے نماز چھوڑ دی جائے ۔ سوا نو بجے ہیں تو ضرور سوا آٹھ بھی بچ چکے ۔ عالمگیری میں ہے کہ اگر کوئی دست و پیر کو خریدی اور پوچھنے پر کہا پانچ کوئی ہے تو یہ کوئی جھوٹ قابل مواخذہ نہیں ۔ یونہی سوا نو میں سوا آٹھ داخل داخل ہیں ۔ مؤذن کہ اتنی سی بات پر ترک جماعت کرتا ہے وہ بالکل گارہ ہے ایک جماعت چھوڑنے کا گناہ دوسرا سخت گناہ یہ کہ اوروں کو اذہن دے کر بکرا اور خود بازار بہنا ۔

37

37

قال الله تعالى يا ايها الذين آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون كبر مقتا عند الله وان تقولوا ما لا تفعلون والله تعالى اعلم
 (غور) نہیں کرتے اللہ کو سخت ناپسند ہے یہ بات کہ
 وہ کہو جو نہ کرو۔

مسئلہ از فقیر رنگ لاہور مستور ابو شید محمد عبدالغفری

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی امام گاہ گاہ مردہ شوقی کرے تو کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب

میت مسلم کو نہلا نافرہض ہے اور فرض کے ادا کرنے میں باجر ہے اور اگر وہاں اور بھی کوئی اس قابل ہو کہ نہلا سکے تو اس کے نہلانے پر اجرت لینا بھی جائز ہے بہر حال اس سے امامت میں کوئی غلط نہیں آتا اور اگر وہاں کوئی دوسرا ایسا نہ ہو کہ نہلا سکے تو اب اس پر نہلا نافرہض میں ہے اور اس پر اجرت لینا حرام ایسا کرے گا تو فاسق ہوگا اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اور اس کا امام بنا نا گناہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از روایتی ذیہ ضلع ہریانہ ہذا از یہاں کلج مرسلہ سید علی تاریل فروش ۱۳۳۶ ۱۳۳۷
 ذیہ نے بکر کی زوجہ سے کیا بکر نے یہ بات کی حق معلوم کر کے زہرہ کو طلاق بائن دی اور خود بھی تائب ہوا بکر یہاں کی جامع مسجد کا پیش امام بھی ہے اب بکر کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب

صورت مذکورہ میں زنائے زوجہ کے سبب بکر کی امامت میں کوئی غلط نہیں جبکہ وہ بوجہ صحت مذہب و طہارت و محبت قرآن و غیرہ شرعاً قابل امامت ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از موضع کوتاہ ضلع میرٹھ مرسلہ شیخ وجیر الدین احمد و محمد عبد اللہ خاں و محمد اسماعیل خاں
 ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

کیا فرماتے ہیں علمائے دین محمدی و مفتیان شرع احمدی حنفی المذہب اہلسنت و جماعت اس مسئلہ میں کہ ایک شخص وہابی فرقہ کا حنفی المذہب اہل سنت و جماعت کے محلہ کی مسجد کا ایک ماہ و چند روز سے پیش امام ہے اور اس کے باپ دادا بھی اسی فرقہ وہابیہ میں مر گئے۔ شخصی اتفاق سے اس مسجد میں وہ عالم واعظ تشریف لائے اور وہاں میں حضرت رسول مقبول محبوب رب العالمین شیخ المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدو ثنا بیان فرمائی اور امام مسجد

نے ان کے پیچھے نماز پڑھنی ترک کر دی تھی اور شب کو ایک شخص با مشنہ محلہ اپنے مکان پر مولوی صاحبان نووارد سے مجلس مولود شریف کرائی، امام مسجد شامل نہ ہوا، صبح کو وقت ظہر دریافت کیا کہ تم مجلس مولود شریف کی نسبت یہ کہتے ہو؟ جواب دیا کہ اچھا کہتا ہوں، پھر کہا گیا تم اچھا کہتے ہو تو تم کیوں نہیں کرتے ہو؟ امام نے جواب دیا کہ میرے باپ دادا نے اس فعل کو نہیں کیا میں بھی نہیں کرتا۔ پھر کہا گیا کہ شب کو جو مجلس ہوتی تھی اس میں شامل کیوں نہ ہوئے؟ جواب دیا کہ وہاں پر قیام ہوتا ہوتا تھا اس لئے میں شامل نہیں ہوا۔ پھر کہا گیا کہ گفت کے معنی قصود تھا و قرین کے ہیں، حضرت رسول کریم ﷺ وقتہ الصلوات کی قرین سے کیوں جلتے ہو؟ کچھ جواب نہ دیا سکوت کیا ۱۵ ربیع الاول، ۱۳۲۷ھ مقدسہ کو بعد نماز فجر ہوا جو محلہ نمانیان مسجد امام سے کہا کہ جناب مولانا مولوی حاجی قاری احمد رضا خاں صاحب کی تصنیفات سے یہ کتاب بھی یقیناً موجود ہے تمام و کمال انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف فرماتے ہیں تم حضرت کی قرین و نصرت سے کیوں گریز کرتے ہو؟ جواب دیا خاموش رہا، اس مبارک کتاب قبل الیقین کے جذبہ موجب پڑھ کر سنائے مگر کچھ اثر نہ ہوا، اب حضور و المفضل و مشرعیہ تحریر فرمائیں کہ منفی المذہب اہلسنت و جماعت کی نماز ایسے پر عقیدہ و باطنی مذہب کے پیچھے جائز ہے یا ناجائز ہے بدلائل و برہان قرآن شریف و حدیث شریف جو اس رحمت فرمائیں اللہ جل شانہ نے حضور و الالہ ذات ستودہ صفات کو مثل آفتاب عالمات کے روشن و منور کیا ہے اسی طرح تاجیم و قیام و شمس رکھے مگر مرضی ہے کہ کنز الدین کا یا اللہ کسی باشندہ محلہ کا کوئی دنیاوی تعلق نہیں ہے نہ کسی کا کوئی عزیز امامت کے لائق ہے صرف بغض اللہ و عیب اللہ پر عمل ہے۔

الجواب

بیان سوال سے ظاہر کہ وہ شخص وہابی بلکہ وہابیوں میں بھی اونچی پوٹی کا ہے، وہابیہ کا اصل مقصد یہ ہے کہ اقدس سے جتنا ہے مگر مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے یوں صاف نہیں کہتے جو اس نے کسی کہ وہاں نصرت ہوتی ہے اس لئے شامل نہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نفرت نہ کرے گا مگر کافر اور کافر کے پیچھے نماز محض باطل، اگر مسلمان ہوتا نصرت اقدس کو دوست رکھتا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

عن احب شیئ اکثر ذکرہ ﷺ و اعا ابو نعیم
ثم الدیلمی عن مقاتل بن حیان عن
داؤد بن ابی ہند عن الشعبی عن
ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

جو کسی شئی سے محبت رکھتا ہے اُس کا ذکر زیادہ کرتا ہے۔
اسے ابو نعیم پھر دہلی نے مقاتل بن حیان، انہوں نے
داؤد بن ابی ہند، انہوں نے شعبی سے، انہوں نے
ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ثلاث شقہم من رجال مسلم و الاسیعة - روایت کیا ہے اس کے تینوں راوی مسلم شریف کے
اور اصحاب اربعہ کے رجال ہیں۔ (د) (یعنی اسے بلند مرتبہ محدثین نے ان سے روایت کی ہے لہذا راوی
معتبر ہیں۔) (غیر احمد)

جسے محبت در کنار نفرت ہونا ہر ہے کہ اُسے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت نہیں پھر وہ مسلمان کیسے ہو سکتا
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لا یؤمن احدکم حتی ٰ اکون احب الیہ من
والدہ و ولدہ و الناس اجمعین ۱۱
الا ئمة احمد و ابیہا ساری و محمد و القساف
و ابن ماجہ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔
تم میں سے کوئی شخص مسلمان نہیں ہوتا جب تک میں
اُسے اُس کے ماں باپ اولاد اور تمام آدمیوں سے
زیادہ پیارا نہ ہوں ۔ اسے اگر کرام امام احمد ، بخاری ،
مسلم ، نسائی اور ابی ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ
عزہ سے روایت کیا ہے ۔

”تجلی الیقین“ کے کلمات سن کر اثر نہ ہوتا اور نعت شریف کے اُن سوالوں پر خاموش رہنا اُس کے دل کی
دہلی آگ کو اعلان کر رہا ہے ۔

قال اللہ قد ہدیت البعضاء من افوہم
وما تخفی صدورہم اکبر قد بینکم الایات
ان کشفتم تعقلون ۱۲
اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اُنہی ان کے منہوں سے ظاہر ہو گئی
اور وہ جو ان کے سینوں میں (غیظ و غناہ) چھپا ہے
اور زیادہ ہے ہم نے تم پر نشانیاں کھل دیں اگر تمہیں
حقل ہو ۔ (د)

ہاتھ دو یقیناً دہلی ہے اور دہلی پر قطعاً ہے دین اور بے دین کے پیچھے نماز محض ناجائز ۔ فتح القدیر
میں ہے ،

روی محمد بن ابی حنیفۃ و ابی یوسف
رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان الصلوة حلف اہل
الذہاء ولا تجوز ۱۳
امام محمد نے امام ابو حنیفہ اور امام ابی یوسف رضی اللہ تعالیٰ
عنہما سے روایت کیا کہ اہل بدعت کے کوچھے نماز جائز
نہیں ہے ۔ (د)

۱/۱ صیح البخاری باب حب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من الایمان مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

۱۱/۱۲ صلاہ القرآن

۲۰/۲۱ فتح القدیر باب الامارۃ مطبوعہ مکتبہ فوریر رضویہ سکھر

نماز دکنار بنص قرآن عظیم اُس کے پاس بیٹھا حرام۔

قال الله تعالى واما ينسيتك الشيطان فلا تقعد

بعد الذكرى مع القوم الفطامين

والله تعالى اعلم۔

مسئلہ از اوّل ڈاک خانہ خاص ضلع کھیری مرسلہ مولوی خدابخش صاحب ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۴ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ میں جلا دوگوں کو صوم و صلوٰۃ کی جانب رجوع کرتا ہوں اور انھوں
نے خدا کے فضل سے اس جانب توجہ فرمائی لیکن بعض اشخاص بے نمازی تعزیراً قبر پرست اور بیٹھے صرف جمعہ کے
نمازی رمضان شریف کے نمازی عید کے نمازی ان لوگوں کو میری جانب سے بدخل کرتے ہیں اور ان کے سامنے یہ
بات پیش کرتے ہیں کہ میری آنکھوں میں پھل ہیں لیکن پتلی پر نہ ہونے کے سبب دکھائی دیتا ہے، دوسری تہمت
لگاتے ہیں کہ ان کے والد کے دو نکاح ہوئے ایک عورت کا نکاح نہیں ہوا انھوں نے ویسے ہی رکھا ہے
حالانکہ یہ سب محض فخر اور جھوٹ بیان ہے انھیں یہ بھی نہیں معلوم کہ میرے والد کے کئے نکاح ہوئے، جناسب
والد صاحب مرحوم کے تین نکاح ہوئے، اگر یہ ثابت کر دیں تو میرا خدہ ترک در نہ تہمت لگانے والوں کا حق ترک
ہونا چاہئے۔

الجواب

آنکھ میں پھل ہونا جبکہ وہ پتلیوں سے الگ ہو اور دیکھنے کو مانع نہ ہو نماز میں اصلاً کراہت کا بھی موجب
نہیں اور مسائل کے باب پر یہ الزام لگانا کہ ان کے دو نکاح ہوئے اور ایک عورت بے نکاحی رکھی، اول تو ایک مسلمان
کی طرف نسبت زنا بلا تحقیق ہے اور یہ سخت حرام و کبیرہ ہے اور تہمت رکھنے والے پر شرعاً اتنی اتنی کوڑے کا حکم ہے۔
ثانیاً مسائل پر اس کا کیا الزام جب تک یہ ثبوت قطعی نہیں کہ اس کی ولادت سے نکاح ہے اب طعن
کونے والے مستحق سزا سے شدید کے ہیں سب تک قہر نہ کریں ان کا خدہ پانی بند کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ از کوچین ضلع طیبہ محلہ مناچکری مکان سیٹھ سلیمان قاسم مرسلہ میں حاجی طاہر محمد مولانا
۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ خدا کو جسم ٹھہرا دے اس کی اقتدا کر کے نماز
پڑھنا کیسا ہے؟

مسئلہ انبانہی کوئی مسئلہ فقہی عبدالرحمن طازم ڈاک سفری شعبان ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید بسبب ہونے حافظ قرآن ایک مسجد میں بخدمت پیش امامی و برائے تعلیم قرآن طفولان اہل اسلام سنت و جماعت کے مقرر کیا گیا چند عرصہ بعد تک بظاہر کسی قسم کا فرق نہ معلوم ہونے سے ایک گروہ جاہلوں کے معتقد و مطیع زید ہو گئے۔ جب زید و دین میں لڑائی کا حافظہ ختم کر چکا اور اپنا ریسوخ پورا پورا بجا چکا تو اپنے منصب امامت پر فخر کرنے لگا اللہ مسجد کو اپنی میراث جان کر گئے لگا کہ مجھ کو اس مسجد سے کوئی بٹا نہیں سکتا۔ فرض زید کا ایک شاگرد رشید بجز نامی جس کا حافظہ ختم ہو چکا تھا اُس کی شادی ہو جانے کے بعد اُس کے والد نے زید ہی کو زید جو کہ تعلیم قرآن کے لئے مقرر کیا چند ہی عرصہ میں انگشت نمائی ہونے لگی یہاں تک کہ برسوں کے بعد معاملہ طول ہو کر ظاہر ہوا تو بچہ سے طلاق دیا گیا اور زید نے مطلقہ کو خود نکاح میں لے کر خیریت کتا ہے اب ترقی ہے شرع کے حرام نہیں ہے چونکہ عورت جو ان زید سے رسیدہ تھی زید کے باؤ میں نہ رہ کر آزادانہ رہنا اختیار کر کے پردہ بھی بالائے طاق رکھا اور زید کے جو جوان پرانے شاگرد تھے ان سے غلام دار بننے لگا۔ چونکہ زید دیکھنے والا نواب صدیقی محسن بھوپالی کا جو قدرتی کوناق اور ناتی کو حق بتا کر جاہلوں کو سیدھا کر دیا کرتا تھا اس پر جو غمخوار سے لوگ قی شاس تھے اُن سے انگ رہنے لگا اس درمیان ایک لڑکا ولد لڑنا پیدا ہوا اُس کا حقیقہ کیا گیا یہی زید پیش امام صاحب شریک حقیقہ ہو کر کہے کی کمال کی فرض سے خوب پلاؤ پر ہاتھ مار کر بچا ہونے سے حقیقہ لکھا اس وقت ہر گز حرام نہیں جب اس پر بھی لوگ ان کی پیش امامی پر اعتراض ہوئے تو خود ہی زید صاحب فیض و غضب میں آکر چلا آئے کہ پیش امامی کہنے پر لعنت ہے میں تو ہرگز نماز نہیں پڑھاؤں گا جو مجھ پر اعتراض کرتے ہیں وہی پڑھائیں قبر و دیویش بھان و دیویش ایک ہفتہ تک نماز پڑھانے سے اُس کے رہے آخر جنگ مار کر خود ہی نماز پڑھانے لگے اور لوگوں نے نماز پڑھی پس اس سب باتوں پر نظر ڈالتے ہوئے معلوم ہونا چاہتا کہ ایسے شخص کے بچے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

اگرچہ لوگوں کی انگشت نمائی کا اعتبار نہیں مگر شخص باطل بدگمانی پر ہوتی ہے مگر زید کا بعد نکاح کہنا اب تو حرام نہیں ظاہر ہے اس پر دلالت کرتا ہے کہ پہلے حرام تھا تو یہ اقرار حرام ہوا، اگرچہ یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ پہلے تم مجھ پر ناحق بدگمانی کر تے تھے اب تو حرام نہیں۔ زید زید کی نسبت جو لکھا گیا ہے اگر فرضا ہے زید ہے یا زید بقدر قدرت بند و بست نہیں کرتا تو قیوت ہے اور قیوت سخت انگشت خاستی اور خاستی معلوم کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی، اسے امام بنانا حلال نہیں اور اُس کے پیچھے نماز پڑھنی گناہ، اور پڑھی تو پھر بنا واجب، مسائل نے کچھ نہ لکھا کہ زنا سے لڑکا کس کے پیدا ہوا، اگر کسی دوسرے کے یہاں کا یہ واقعہ ہے امردہ عورت شہر بردار ہے، شوہر نے اُسے اپنا بچہ طہر کر حقیقہ کی تو بیشک اُس میں کوئی حرج نہ تھا، اُس کے کھانے میں کوئی حرج نہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الولد للفراش وللعاهر الحجر۔ صاحبیہ کیلئے ولد (نسب) اور زانی کے لئے پتھر ہے (دست)
 اور اگر عورت بچہ شوہر تھی اور اسی نے حقیقہ کیا تو زانیہ اگر اسی سے نسب قطعاً ثابت ہے اور نسب فی الغیبت
 ہے جملہ نسباً و صہباً (اور تعالیٰ نے آدمی کے لئے نسب و صہباً) اگرچہ بہت سبب سے یہ صورت سخت بلا ہے، اس
 حقیقہ کی تحویم یا اس کے کھانے کی حرمت ظاہر نہیں ہوتی خصوصاً جبکہ علمائے تصریح فرمائی ہے کہ شراب پینے پر بسم اللہ
 کے تو کافر، اور پی کر الحمد للہ کے تو نہیں کہ شراب اگرچہ سخت بلا ہے مگر اس کا مطلق سے اتر جانا اور اسی وقت تکے میں
 پھنس کر دم نہ نکال دینا، اس شدید عصیان کی حالت میں رب عزوجل کی نعمت ہے۔ فصول عمادی و فتاویٰ ہندیہ
 میں ہے،

من اكل طعاما محرما وقال عند الاكل بسم
 الله حكم الامام المصروف بمشتملي
 (ہندیہ) انه يكفر ولو قال
 عند الفراق الحمد لله قال بعض المتأخرين
 لا يكفر به
 جس نے حرام کھایا اور کھانے کے وقت بسم اللہ پر طبعی
 امام مصروف مشتملی (ہندیہ) نے کہا کہ وہ کافر
 ہے اور فراغت کے بعد اگر الحمد للہ کہنا تو بعض
 متأخرین نے کہا کہ اس سے وہ کافر نہیں
 ہوگا۔ (دست)

ابنہ اگر زانی نے حقیقہ کیا تو جو نعمت مستحق ہے پھر بھی نہ پتھر اس سے نہ ہوگا بلکہ بہت جہاں یہ جانتے
 بھی نہیں کہ حقیقہ سے شکر مقصود ہے ایک دم کچھ کر کے ہیں اس صورت میں اس میں شرکت اور اس کا کھانا ضرور معیوب
 شنیع تھا۔ امامت پر لعنت تو مرید کو ہے مگر اس سے یہ مقصود ہو سکتا ہے کہ اگر یہ شخص امامت کرے تو اس شخص پر
 لعنت ہے یہ کیا تصور انا پاک لفظ ہے، زید کی امامت نامناسب خصوصاً اگر صدیق حسن خاں کے مذہب پر ہو
 کہ ان حالات میں ضرور ہدین ہے اور اسے امام بنانا حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ زید کچھری میں جا کر مقدمہ دائر کرتا ہے اور اس کی کوشش اور پیروی میں مصروف رہتا ہے اس کے رٹ کے
 کی منکوہ بریوی قیم ہے ورنہ کوئی دوسرا ذلیلہ معاش کا بھی نہیں ہے ایک اور اس کا لڑکا باہم کھاتے پیتے ہیں اور رٹ کے
 کی منکوہ بریوی کو اپنے ہاں بلاتے نہیں جس کی وجہ سے دو سخت تکلیف میں ہے زید نے رٹ کے کا نکاح ثانی بھی
 کر لیا آیا اس کے ہرچے نماز جاتے ہیں یا نہیں؟ اس کے واسطے شرع شریعت میں کیا حکم ہے؟

سید صاحب مسلم باب الولد للفراش مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۴۰/۴
 سید القرآن ۵۴/۲۵
 سید فتاویٰ ہندیہ الباب التاسع فی احکام المرتدین مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۲۴۳/۲

الجواب

عورت کو بلا نا، نان و نفقہ دینا، اچھا برتاؤ کرنا شوہر کے ذمہ ہے اس کے باپ کے ذمہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ایک کاکناہ دوسرے پر نہیں رکھتا۔ ہاں اگر بلا جو شرعی باپ اسے بلانے سے منع کرتا ہے یا اس کے اس ظلم پر راضی ہے تو خود شریک ظلم ہے۔ اگر وہ بات باطلان کرتا ہے تو اس کے اس کے ارتکاب سے مشہور ہے تو اسے امام بنایا جائے گا کہ فاسق معین ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۲۲ از قلم پور ڈاک خانہ پیر گنج ضلع رنگ پور مسئلہ محمد رحمت اللہ ۵ رمضان المبارک ۱۳۳۹ھ
شود کھانے والے اور دینے والے دونوں کے بچے نماز درست ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب

شود غور کے بچے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعداء ہے اور شود دینے والا اگر حقیقتہً صحیح شرعی مجبوری کے سبب دیتا ہے اس پر لازم نہیں۔ درختار میں ہے،
یجبور للصحیح الاستقرار من بالسویح۔
ضرورت مند کے لئے نفع کی بنیاد پر قرض حاصل کرنا جائز ہے۔ (د)

اور اگر بلا مجبوری شرعی شود دیتا ہے مثلاً تجارت بڑھانے یا بائاد میں، سافر کھانے یا اونچا محل بنوانے یا اولاد کی شادی میں بہت کچھ لگانے کے واسطے شودی قرض لیتا ہے تو وہ بھی شود کھانے والے کے مثل ہے اور اسے امام بنانا بھی گناہ اور نماز کا دہی حال، وھو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۲۳ از ڈوگر پور ملک میواڑ راجپوتانہ مکان سمندر خان جمدار مسئلہ عبدالرؤف خان ۵ رمضان ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ

(۱) کوئی آدمی عالم کے آٹے سے مسجد میں آتا پھوڑ دے اور حد کرے اور وہ پیش امام بھی ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(۲) کوئی عالم ہو اور پیش امام وقاضی شہر ہو خود سب سے مسائل بیان کرے اور سب کو سنائے اور سب کے پیچھے جا کر جوہروں کے یہاں کا ذبح کیا ہو اگر گوشت کھائے اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

(۳) جو شخص ہمیشہ مسجد میں دنیا کی باتیں کرتا ہو اور وہ پیش امام ہو اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

(۱) ایسی اجمالی باتوں پر حکم نہیں ہو سکتا وہ کیسا عالم ہے اور وہ جہل کیسے کیا تا وقتیکہ تفصیل نہ معلوم ہو اجمالی بات کا جواب نہیں دیا جاسکتا، عالم علمائے دین ہیں اور وہ اسیر و غیر ہم مرتدین بھی عالم کہلاتے ہیں اور وہ جہل منازعت بھی مختلف ہوتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جو شخص دانستہ دہروں کا ذبیحہ کرتا ہے مردار کھاتا ہے استامام بنانا جائز نہیں اور اس کے پیچھے نماز منع، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) فقط اتنا کہ دنیا کی بات مسجد میں کرتا ہے علی الاطلاق مانتے امامت کا موجب نہیں جب تک علانیہ حدیث کو پہنچنا ثابت نہ ہو اگر دنیا کی بات کرنے کے لئے بقصد مسجد میں نہیں جاتا نماز کے لئے بیٹھا ہے اور کوئی آیا دنیا کی باتیں بھی کر لیں جن میں فحش وغیرہ معاصی نہ ہوں تو اگرچہ ایسا بھی نہ چاہئے مگر اس سے امامت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

پیشملہ از موضع سہادین پور گاؤں گروپال گنج متصل درہہ ڈاک خانہ درہہ تحصیل گڑہ ضلع پر تائب گڑہ
مسئلہ بخود شاہ ۷ رمضان ۱۳۳۹ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ حنفی کی نماز شافعی کے پیچھے پڑھتی ہے یا مکروہ ہوتی ہے؟
(۲) اور جو لوگ مولود شریف کو منع کرتے ہیں اور بدعت کہتے ہیں ان کے پیچھے حنفی کی نماز ہو سکتی ہے یا مکروہ ہوتی ہے؟
بیہنوات وجہاً۔

الجواب

(۱) اگر معلوم ہے کہ اس خاص نماز میں حنفی مذہب کے کسی فرض طہارت یا فرض نماز کا تارک ہے تو حنفی کی یہ نماز اس کے پیچھے نہیں ہو سکتی، اور اگر معلوم ہے کہ اس نماز میں کسی فرض و شرط مذہب حنفی کا تارک نہیں تو یہ نماز اس کے پیچھے ضرور ہو سکتی ہے اگرچہ حنفی کے پیچھے اولیٰ ہے اور اگر اس نماز کا حال معلوم نہیں مگر اس کی عادت معلوم ہے کہ فرائض و شرائط میں مذہب حنفی کی رعایت کرتا ہے تو اس کی اقتدار میں حرج نہیں اگرچہ حنفی اولیٰ ہے اور اگر اس کی عادت معلوم ہے کہ فرائض و شرائط میں مذہب حنفی کی رعایت نہیں کرتا تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور کراہت شدیدہ ہے پھر اگر ان دونوں صورتوں میں بعد کو معلوم ہو کہ اس نماز میں اس نے رعایت نہ کی تھی تو وہ نماز پھر پڑھنی ہوگی کہ صحیح یہی ہے کہ مذہب معتدی کا اعتبار ہے اور اگر بعد کو ثابت ہو کہ اس نماز خاص میں رعایت کی تھی تو نماز ہو گئی اعادہ کی کچھ حاجت نہیں اور اگر اس کی عادت ہی کچھ معلوم نہ ہو تو اس کی اقتدار مکروہ ہے، مگر حنفی امام کے پیچھے نماز نہ ملے تو جماعت نہ چھوڑے بعد کو معلوم ہو گا

حکم وہی ہے جو ابھی گزرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اب مجلس میلاد مبارک مطلقاً ناجائز کہنے والے نہیں مگر وہ بائید اور دباہیر مرتدین ہیں اور مرتد کے پیچھے نماز باطل۔

واللہ تعالیٰ اعلم

۲۹؎ از مجموعہ سائل ضلع خانہ کس عداستارہ مسئلہ حافظ السعید محبوب ۱۹۳۹ء رمضان

کیا فرماتے ہیں علمائے دین؟

- (۱) زید نصاریٰ کی تابعداری کرتا ہو وہ امامت کے لائق ہے یا نہیں؟
- (۲) اگر ہے تو کن لوگوں کی نماز ہوتی ہے کن لوگوں کی نہیں؟
- (۳) زید مسلمانوں میں نفاق ڈالے تو وہ قابل امامت ہے یا نہیں؟
- (۴) زید ماکہ وقت کی چوری میں گرفتار ہوا ہو تو وہ قابل امامت ہے یا نہیں؟
- (۵) زید باطنی غیر مقلد ہوا اور اہلسنت کے دکھانے کو لکے کہ میں حنفی مذہب رکھتا ہوں اور اس پر یہ بھی ساتھ فقرے لکے تو وہ امامت کے لائق ہے یا نہیں؟

(۶) ایک مسلمان عزت دار امامت کرتا ہو مگر وہ چار مسلمانوں کے خوف کر دینے سے ایک شخص اس پر الزام لگائے کہ یہ شخص امامت کے لائق نہیں اور وہ لوگ اسادیت و جہ سے واقف نہ ہوں اور مسلمانوں میں اتفاق کر آئیں تو ان کے لئے کیا حکم ہے، یا وہ استغفار کے حقدار ہیں یا نہیں؟ بینوا تو جو دوا

الجواب

(۱) سائل نے تابعداری کا گول اور محل لفظ کھاتا بعد از نصاریٰ کی ہوا یا ہنوا کی یا مسلم کی حلال میں حلال ہے حرام میں حرام ہے، کفر میں کفر۔ جو کفر میں کسی کی تابعداری کرے وہ کافر ہے اور اس کے پیچھے نماز باطل، اور جو حرام میں اتباع کرتا ہو فاسق ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ، اور جو حلال میں اطاعت کرے اس پر الزام نہیں، نہ اس پر جہ سے اس کی امامت میں حرج۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جو امامت کے لائق ہے اس کے پیچھے سب کی نماز ہو سکتی ہے اس صورت میں خاصہ کہ یہاں دخل نہیں کہ آدمی ایک خاص قسم کے لوگوں کی امامت کر سکتا ہو دوسرے لوگوں کی اس کے پیچھے نماز جائز نہ ہو جیسے معذور کہ اپنے مثل معذور کی امامت کر سکتا ہے اوروں کی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) محل سوال ہے بارہ مسئلہ حق بیان کرنے سے جاہلوں میں اختلاف پڑتا ہے اور احق یا بدین لوگ اسے نفاق ڈالتے ہیں یہ وجہ الزام نہیں ہو سکتا، سائل مختل دیکھ کر کیا کہتا اور کیا نفاق ڈالتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) اگر تو بہر چکا اور اس سے نفرت قلوب میں نہ رہی اور کوئی وجہ مانع امامت نہ ہو تو اس کی امامت میں حرج

نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۵۔ غیر معتد کہ امامت باطل ہے اور اس کے پیچھے نماز محض ناجائز، اور جب اس کا غیر معتد ہونا ثابت و تحقیق ہے تو اس کا براہ تغیر اپنے آپ کو حنفی کہنا کچھ مفید نہیں۔

قال اللہ تعالیٰ اذا جاءك المنفقون قالوا الشهد انک لرسول اللہ واللہ یعلم انک لرسولہ واللہ یشہد ان المسحقین لکذبون۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک حضور ضرور اللہ کے رسول ہیں، اور اللہ جانتا ہے کہ بیشک تم اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بیشک منافق حضور مجھٹے ہیں۔
واللہ تعالیٰ اعلم

(۹) استغفار کا حقد ہر مسلمان ہے۔

قال اللہ تعالیٰ واستغفر لذنوبک وللمؤمنین والمؤمنات۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور اسے محبوب! اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔

اگر انہوں نے یہاں الزام لگایا ہے سخت گنہگار و حق العید میں گرفتار، نفاق ڈالنے کا جواب اس میں ہر چکا بچل باتوں پر قطعی حکم دے کر فوری کسی فرض نفسی کا مزید نہیں کر سکتے و من لم یعرف اہل زمانہ فہو جاہل و جہل اپنے زمانے کے احوال سے واقف نہیں ہو جاہل ہے۔ ت۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مشتملہ از تحصیل سکندرہ و او ضلع علی گڑھ مسئلہ محمد طیف قرق امین ۱۰ رمضان ۱۳۲۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کسی غیر صحیح النسل یعنی کسی کسی زاہد کے پیچھے جو حافظ قرآن ہو نماز پڑھنا اور خاص کر تلاوت ادا کرنا درست ہے یا نہیں؟ ۱۔ بینوا تو جروا

الجواب

مکر وہ تنزیہی ہے اگر وہ سب ماضی سے علم مسائل طہارت و صلاۃ میں زائد نہ ہو، ورنہ وہی اولیٰ اگر جملہ شرائط امامت کا جامع ہو کما فی الدر المختار وغیرہ (جیسا کہ در مختار وغیرہ میں ہے۔ ت۔) واللہ تعالیٰ اعلم
مشتملہ از بیروتی لا کثر ثلث متصل چرکی پریس پرائیڈر مسئلہ عبد الغنی صاحب ۱۰ رمضان ۱۳۲۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ کس شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے اور کس کس کے نہیں، دیگر یہ کہ گاؤں کے

کارندہ کے پیچھے جو محل میں کارندگی کر رہا ہو نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور حضور کو خوب دشمن ہو گا کہ جس طرح کارند اپنی گزشتہ اوقات کے ذرائع نکالتے ہیں۔ بیوقوف ہو جا

الجواب

ہر شئی صحیح العقیدہ صحیح القراءة صحیح الطہارۃ غیر فاسق معنی جس میں کوئی بات ایسی نہ ہو کہ لوگوں کے لئے باعث نفرت اور جماعت کے لئے وجہ قلت ہو اس کے پیچھے نماز پڑھا کر اہست جائز ہے۔ گناہوں کے کارندہ جن کا غلبہ اور سامی وغیرہم سے ناجائز ہے لینا ظاہر و معروف ہوں کہ امام بنانا گناہ ہے اور ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اور نہ کارندگی خود کوئی گناہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۳۳ از شہر محلہ باغ احمد علی خاں مسئلہ نیاز علی ۴ ربیع الآخر ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ پانچ آدمی باوجودیکہ مسجد میں جماعت ہو رہی ہے شامل نہیں ہوتے، بعد ختم جماعت کثیر پانچوں آدمی طیارہ جماعت پڑھتے ہیں یا مسجد میں پڑھنے آتے ہی نہیں۔ امام مسجد جو عرصہ سے امامت کر رہا ہے اور اپنا عقیدہ ذیل بیان کرتا ہے اس کو وہ بڑا کہتے ہیں ایسے کے لئے کیا حکم ہے اور ان کے ساتھ کیا برتاؤ ہونا چاہئے (عقیدہ پیش امام مسجد کا یہ ہے) "میں مذہب اہلسنت و جماعت پر عمل کرتا ہوں، میرا یہی مذہب ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ نبوت۔ سرور اہل کی تریہ اور نہاد رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بعد خدا کے تمام مخلوق سے افضل و اعلیٰ مانتا ہوں، کرامات اولیاء و بزرگان دین کا قائل ہوں۔" یہاں امام اگر وہابی (جوئی زمانہ مشہور کرتے گئے ہیں) کے مدرسہ میں پڑھنے کو چلا جائے اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

صورت مسئلہ میں پیش امام موصوف کی امامت بلاشبہ صحیح و درست ہے جب پیش امام اپنا حنفی ہونا بیان کرتا ہے اور عقیدہ مطابقت اہلسنت و جماعت رکھنے کا مدعی ہے اور اس کے کسی قول و فعل سے اہل کاعلاف ثابت نہیں ہوتا تو محض کسی وہابی کے مدرسہ میں پڑھنا یا بالفرض کسی پاٹ شال یا اسکول میں تعلیم حاصل کرنا بزرگ صحت امامت کے لئے قاذر نہیں ہو سکتا کیونکہ احکام شرعیہ کا اظہار پر ہے بہشتی طلب پر مامور نہیں وہ اشخاص جو مختلف عن الجماعت ہیں اگر کوئی خذ شرعی رکھتے ہوں تو معذور ہیں گے اور اگر محض حبیبیت و نفسانیت کی جہت سے شریک جماعت نہیں ہوتے تو وہ فاسق مروجہ الشہادۃ قابل تفریر ہیں اہل محلہ کو ان سے سلام و کلام ترک کر دینا چاہئے۔

العبد العجیب محمد عبداللہ کان اللہ فی صحیح سے محمد نور اسلمی غفرلہ۔ الجواب صحیح محمد واحد نور حنفی مد

الجواب

یہ فتویٰ محض غلط ہے اس میں اصل بحث سے پہلو تھما کی گئی ہے اور بے حلقہ روایتیں محض فضول نقل کر دیں

اس پر انہی لوگوں کے دستخط ہیں جو خود دیوبندی خیال کے ہیں یا کم از کم دیوبندیوں کو کافر نہیں کہتے وہ تو ایسا کہا ہی چاہیں
 حالانکہ علامتہ عمر بن شریف با اتفاق فتویٰ دے چکے کہ گنگوہی و نانوتوی و انیسویں و تھانوی سب مرتد ہیں اور بحوالہ بزاز
 و عجیب الانہر و در مختار تحریر فرمایا ہے کہ جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ عقائد اہلسنت کا مدعی بنوایا اپنے آپ
 کو حنفی کہنا یا تو عید و رسالت و اصلیت و کرامت کا اپنے آپ کو قائل نہانا ان میں سے کوئی سی بات کا و باہرہ دیوبندیہ
 اقرار میں کرتے اور پھر کافر ہیں ایسے کہ جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر، بلکہ ان چاروں باتوں کے مقرر قادیانی
 تک میں اور اپنے آپ کو مقلد امام ابوحنیفہ بھی کہتے ہیں کیا اس سے ان کا کفر نہ گیا۔ شریعت بیشک ہی ہر
 پر حکم فرماتی ہے اور ظاہر یہی ہے کہ آدمی جسے کافر متعاندے گا اس سے علم دین نہ پڑے گا پٹ شالہ لہذا سکول کی مثال جنت
 سے لگیا کوئی پند توں پادریوں سے قرآن عظیم و ریثہ دفعہ پڑھنے جاتا ہے اور بغرض غلط اگر وہ باہر سے پڑھنے والا عقائد
 و باہر کی طرف مائل نہ بھی ہو اور انھیں کافر متدہ جانتا ہو بسبب بھی انھیں استاد بنانا ان کی تعظیم کرنا تو ہے، اور انہ دینی
 فرمایا جو کسی مجوسی کو تعظیماً یا استاد کہے وہ کافر ہو جاتا ہے، فساد فی ظہیرہ و الاشہاد و النظائر و سریر الالبصار و
 نسخ الغبار و در مختار وغیرہ میں ہے، و لوقال لمحوسی یا استاد تعجیل کفر (اگر کسی نے مجوسی کو تعظیماً
 یا استاد کہنا تو کافر ہو جائے گا۔ ت) بسبب تعظیماً یا استاد کہنے پر جو کہ ہے تو مرتد کو حقیقتہً استاد بنانا
 اور اقسام تعظیم کا لانا کیسا ہو گا لا شہد یسئلہن نام بنائے کے تین تین ہیں کہ دل میں دین کی عظمت ہے ہرگز اسے
 امام نہ بنائے گا نہ اس کے پیچھے نماز پڑھے گا، ان جو شخص دین کو منہی کھیل کے وہ جو پاس کرے، اللہ تعالیٰ مسلمانوں
 کو ہدایت دے کہ اپنی نمازیں پراہ و نہ کریں ہم اس کی ایک آسان پہچان بتا دیتے ہیں اس فتویٰ پر جی جی لوگوں کے
 دستخط ہیں اس سے سوال کہ کہ تمام ائمہ حنفی شریعت میں تمام علامتہ عمر بن شریف نے یہی جن و باہریوں کو نام بنام
 کافر و مرتد لکھا ہے اور فرمایا ہے جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر، آیا تم لوگ بھی انھیں کافر و مرتد کہتے ہو
 دیکھو ہرگز نہ کہیں گے، تو صاف معلوم ہوا کہ یہ بھی متہم ہیں تو ان سے فتویٰ لینا کس طرح حلال ہوا اور اس پر عمل
 کون سی شریعت نے جائز کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مستملک از بانک مستولہ قاضی محمد سلیم ۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۳۲۹ھ

اگر حنفی مذہب کا امام اس برات احمدیہ میں شامل ہو جس میں مرزائی اور غہ شخص ہو جس نے کہ اپنے لڑکے
 کا نکاح اس عدت سے پڑھایا ہو جس کو طلاق ثلاثہ چھ سال دی رکھی اور بغیر حلالہ کے نکاح پڑھایا ہو
 ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ خلاصہ یہ کہ جو امام علم والا حنفی مذہب کا اس برات یا ولیمہ میں شامل

ہو جائے جس میں کہ مرزائی وغیرہ کا رکھی ہو اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں، آیا اس کے لئے کوئی تعزیر وغیرہ ہے اور جس کے گھر شادی ہو وہ بھی اپنے عقائد کا پورا العین مرزائیوں کو اچھا مسلمان سمجھتا ہے۔ فقط

الجواب

قطعاتی بات کہ جس برات یا ولیم میں یہ شریک ہو اس میں قادیانی مرتد اپنی تین طلاق کی مطلقہ سے بے علاوہ نکاح کرنے والا فاسق بھی شریک تھا ایسا نہیں کہ اس نے اس کی امامت ناجائز کر دی۔ ہاں اگر صاحب خانہ مرزائیوں کو مسلمان بنانا ہو تو وہ خود ہی مرتد ہے اور اس کے یہاں قریب میں جانا حرام، اگر امام بنانا تھا اور پھر اس کا شریک ہو تو یہ اگر اس بننا پر ہو کہ امام خود بھی مرزائی کو کافر نہیں بنانا تو وہ آپ ہی کافر ہے اور اس کے پیچھے نماز باطل، اور اگر اس کو کافر جان کر ہی شریک ہو تو گنہگار ہوا اور اس سے توبہ لی جائے، اگر توبہ سے انکار کرے یا بارہا ایسی شرکت کر چکا ہو تو اسے امام بنانا گناہ ہے، امامت سے معزول کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از ناگہر ملائک توسط محلہ گانجو کاکیت مسئول چاند میاں لعل محمد سوداگر ۱۲ رمضان ۱۳۴۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک شخص جو چوڑی پہنانے کا پیشہ کرتے ہیں ان کو امام بنایا، ایک صاحب نے اعتراض کیا کہ ان کی اقدار بوجہ چوڑی پہنانے کے ناجائز اور امامت مکروہ تحریمی ہے اور خود معترض پیشہ جہالت کرتے ہیں، بوجہ نباضی دمس دیگر اعضائے مستورہ، بابت اس میں پافع ہو گا یا نہیں، بہت زیادہ حصہ حاجت کا اس امام کی اقدار پر رضا مند ہے تو کوئی نقصان شرعی قائم رہتا ہے یا نہیں؟ بیٹو اتعبروا

الجواب

حاجت کی رضا عدم رضا کو اس وقت دیکھا جاتا ہے جب شرعی نقصان نہ ہو، جہاں شرعی عدم جو انہی ہے تنزیل کی رضا کیا کام دے سکتی ہے، بلاشبہ اجنبیات کو چوڑی پہنانا ان کی کلائی کا دیکھنا یا ہاتھ کا لمس کرنا حرام ہے اور اس کا پیشہ کھنڈہ افاسق معلن، اور اسے امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کو پر مانی گناہ اور پھیرنی واجب، اور طبیب کا اس پر قیاس صحیح نہیں، طبیب کا نبض دیکھنا حاجت کے لئے ہے اور ایسی حاجت و ضرورت کہ دیگر اعضاء کا لمس بھی جائز ہے، رہا یہ کہ وہ نیت غاصہ کرے یہ ضرور اسے حرام ہے مگر اس کا علم اللہ عزوجل کو ہے، ہاں بلا حاجت مس و نظر ناجائز کرتا ہو تو وہ بھی فاسق ہے اور اسی اعتراض کا مستحق۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از جندارہ محلہ کھم تالاب مسئول نجم الدین ریڈر ڈپٹی کلکٹر ۱۹ رمضان ۱۳۴۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک عاقل نماز پنجگانہ وجوہ کے امام ہیں جن کی جیسی حالت بسبب مرض حسہ پیل ہے، آیا ان کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

(۱) پیش امام صاحب ہر نماز میں سجدہ جاتے وقت نصف یا نصف سے کم جھک جانے پر اللہ اکبر کہ

ابتدا کیا کرتے ہیں اور سجدہ سے اٹھتے وقت نصعت یا زائد اٹھ جانے پر اللہ اکبر کی ابتدا کیا کرتے ہیں یہ اس لئے کرتے ہیں کہ مقتدی اُن سے پہلے سجدہ سے اٹھنے یا سجدہ سے اٹھ جانے نہ پائیں۔

(۱) بقاعۃ مذہب شیعہ دونوں زانوؤں پر ہاتھ رکھتے ہوئے پیٹ پر گھٹنے بعد ازاں ہاتھ وغیرہ سجدہ کے لئے مطلق نہیں رکھ سکتے اور اسی طرح کھڑے بھی نہیں ہو سکتے۔

(۲) سجدہ میں جاتے وقت ایک دم لمبے ہو کر دونوں ہاتھ زمین پر رکھتے ہیں اور پیروں کو برابر کیا کرتے ہیں اور اسی طرح سجدہ سے اٹھتے وقت بھی لمبے ہو کر اٹھا کرتے ہیں کیونکہ ان کے دونوں پیر میں سے سیکار ہو گئے ہیں۔

(۳) بایاں پیر گھٹنے کے نیچے زیادہ تر سیکار ہے اس لئے ہر جگہ وقفہ میں پیر بچانے کے لئے اُنہیں وقت ہوتی ہے اکثر ہاتھ سے پیر اٹھا کر بچاتے ہیں تب بیٹھتے ہیں یا بعض مرقع پر ٹاؤنٹ کی بینک کی مانند بیٹھ کر دوسرا سجدہ کر لیتے ہیں۔

(۵) قرأت میں دم ٹھوکتا ہے دم ہم منہ سے سانس خارج کرتے ہیں بے محل وقفہ ہو جائیگا کہ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھ جاتی ہے یا نہیں؟ بیزار توجروا

الجواب

یہ پانچوں باتیں کہ سوال میں تھیں ان میں سے کوئی ایک محض نمازیں میں نہیں کہیں گے کثیر ہے، یہ محض نماز غلط ہے، ان میں کہیں ترک واجب بھی نہیں سوائے صورت چہارم کی اس شق کے کہ بعض وقت دو سجدوں کے درمیان سیدھے نہیں بیٹھتے صرف یہ صورت ترک واجب کی ہے اس سے اسے محضت کی جاتے، اور اگر وہی علم و تقویٰ میں زائد ہے تو اسی کی امامت رکھیں، ہاں اگر اس کا کوئی استحقاق نہیں اور دوسرے اس سے احق موجود ہیں تو جو احق ہے اُس کی امامت اولیٰ ہے۔

ففي الحديث عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم اجعلوا نيتكم خياركم فانهم وفدكم فيسببوا بينكم وبين ربكم - والله تعالى اعلم
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے، اپنے امام اپنے سے بہتر لوگوں کو بناؤ کیونکہ وہ تمھارے اور تمھارے رب کے درمیان نمائندہ ہوتے ہیں رفتہ اور آہستہ چاہئے کہ سجدہ کو جاتے یا سجدہ سے اٹھتے وقت اللہ اکبر کی ابتدا کرے اور ختم انتقال پر ختم کرے مقتدیوں کی رعایت جو وہ کرتا ہے عکس مقصود شرع ہے، حدیث میں فرمایا، انما جعل الامام ليوتم نيتہ (امام

اس نے بنایا جاتا ہے کہ اس کی ابتداء کی جائے۔ یہ بات کہ ایسا ذکرے تو مقتدی اُس سے پہلے سجدہ کر لیں گے اس کا لحاظ مقتدیوں پر ضرور ہے جب اسے سجدہ تک پہنچنے میں دیر ہوتی ہو تو یہ انتظار کریں اور ایسے وقت سجدہ کو چکیں کہ اس کے ساتھ سجدہ میں پہنچیں بَلِّ اللہ امر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم (نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو یہی حکم دیا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از ہجرتہ ذاکر خازن سلیمان گھڑی محلہ جھوٹے بنگان احمد پورہ وائے کا ہار مسلولہ شیخ مکن ۲۳ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو لوگ علمائے حرمین شریفین کو بدعتی بتائیں ان کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔ بیوا تو جہودا۔

الجواب

مطلقاً علمائے حرمین شریفین کو بدعتی وہی بتائے گا جو بدعتی ہو اور وہابی کے پیچھے نماز باطل محض ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از مطبوعہ شمس المطابع فرغ کر ضعیف گوڑ گاؤں مسلولہ حکیم شمس الدین مالک مطبع ۲۸ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امر ذیل کہنے والے کی امامت جائز ہے یا نہیں اور اس کی بابت کیا حکم ہے باوجود زیادہ ہونے قرآن کے درمیان تمام مہمیت کی پٹی یا پرندہ ساز توہمیں قرآن شروع کر دیتا ہے جس کی وجہ سے اکثر علماء نماز سجدہ میں بھول جانے کی وجہ سے نماز دہرائی جاتی ہے بطور ہی صحت لفظی کے ساتھ نہیں پڑھتا ہے سمجھانے پر لوگوں کو مغلطات بگناہ شریعت سے ماہر ہونے کے سبب کچھ دلوں کو اُن کے پاس جیہ کر چال بنانا پھر قسم کے لوگوں کے ساتھ کئے دغیوں کی بیخبروں سے طرح طرح کے پانسے بنا کر لنگریوں کے ذریعہ سے مثل قلم بازان بغیر کسی شرط قائم کئے کیل کا کینڈا ایسے شخص کے ساتھ میل جول نشست برخاست رازداری رکھنی جو اپنے حقیقی پسر کی بیوہ سے اپنی زوجہ کی زندگی میں زنا کرنا ہے اور آئندہ خواہش نکاح رکھتا ہے جس کو حالات مذکورہ کی وجہ سے اہل برادری نے بھی خارج کر دیا ہے مسجد میں بیٹھ کر اپنے خانگی معاملات میں یا نامح آدھیں کو فحش اور مغلطات سننا نامحض مندرجہ صدر کی اعانت کرنے والے کی بابت کیا حکم ہے جبکہ اُس کی اعانت محض نفسانیت سے کرتے ہوں بصورت حالات مندرجہ صدر نماز جمعہ دوسری مسجد میں جائز ہے یا نہیں جبکہ ایک پُرانا قصبہ مثل شہر کے جو جس کی بنیاد شہر اور فرد گاہ افزاج قرار تھی حساب سے صد ۱۰ سال سے مع آبادی اہل اس قصبہ ثابت ہے اور نمازی بھی تعدد شرعی سے زیادہ ہو چکے ہوں۔ روزہ کی حالت میں ایسے شخص کا آنکھ دس دفعہ غسل کرنا جو بے مبری پڑا ہے۔ اصل معاملہ کو پوشیدہ رکھ کر اپنے مطلب کی تائید میں علمائے فتویٰ حاصل کرنا۔ بیوا تو جہودا

الجواب

اہم کو لازم ہے کہ نماز میں نہ سست یا آیات پڑھے جو اسے سخت طور پر یاد ہوں کچے یاد ہونے کی وجہ سے اگر غلطی کرتا ہے تو یہ دیکھا جائے کہ وہ غلطی کس قسم کی ہے اس سے فساد معنی یا کسی واجب کا ترک لازم آتا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو نماز دہرا جائے معنی ہے اور اس کا الزام جمالت پر ہے نہ کہ قرأت پر اور اگر اسے تو بے شک ایسا شخص قابلِ امانت نہیں، خطبہ میں مصیبت لفظی ہونا نماز کی طرح شرط نہیں۔ ہاں ایسا خطبہ خلاف سنت ہے۔ مغفلات بکن ففس ہے۔ حدیث میں ارشاد ہوا کہ غش بکا کرنا مسلمان کی شان نہیں۔ ایسے شخص کی امانت مکروہ ہے۔ شرطیہ کیلئے والوں کو چاہنا تھا اگر گوشہ تنہائی میں نہیں بکھیرا عام نظر گاہ میں ہے پاس پر امانت ہے تو یہ بھی فسق ہے۔ قمار بازوں کی طرح پالنے بنا کر ان سے کھینا بھی گناہ ہے اگرچہ کوئی شرط نہ لگائی جائے۔ ملائے کرام نے فرمایا کہ شراب کے دور کی طرح پانی پینا حرام ہے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من تشبه بقوم فهو منهم (جو کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انہیں میں سے ہے۔ تہ)۔
یہ پسر کا جو واقعہ لکھا ہے اگر واقعی ہے اور حسبِ عدالت زمانہ لوگوں کی بدگمانی نہیں جس پر وہ قسمت لگائے وہ خود اتنی اشیاء کو ان کے مستحق ہوں بلکہ ثبوت صحیح شرعی سے ثابت ہے تو ایسا شخص ہرگز میل جول کے قابل نہیں، مسلمانوں کو اس کے پاس بیٹھنا منع ہے

قال الله تعالى واما ينسب الشيطان فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظالمين۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے، اور اسے سننے والے جب کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے کے بعد ظالموں کے پاس مت بیٹھ۔ (تہ)

اور اسے امام بنانا حرام، فساد کی ترجمانی ہے۔
لوقد موافقا سقا یا شومف گئے
اگر لوگوں نے فاسق کو امانت کے لئے مقدم کیا تو وہ گنہ گار ہوں گے۔ (تہ)

مسجد میں گایاں سخت حرام اور بیت اللہ کی بے ادبی ہے، اور ناموں کو نصیحت پر گالیاں دینا اور بھی زیادہ نجیست اور

۱۹/۲	مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی	باب ماجاء فی الغش	لے جامع ترندی
۹۲۰۵۰/۲	مطبوعہ دار الفکر بیروت	از مسند عبد اللہ ابن عمر	لے مسند احمد بن حنبل
			سہ القرائی ۶۸/۹
ص ۵۱۳	مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور	فصل فی الامار	لے غنیۃ المستملی شرح غنیۃ المحتمل

شریعت مطہرہ سے سرکشی ہے باطل پر اعانت حرام ہے۔

قال الله تعالى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان

ایسا شخص جس کی امامت شرعاً ممنوع ہے اگر جمعہ پڑھاتا ہو تو دوسری جگہ جمعہ پڑھیں جبکہ وہ قصیدہ مصر شرعی ہو جہاں جمعہ صحیح و جائز ہے۔ فتح القدیر میں ہے، لانه بسبيل من التحول (کیونکہ دوسری جگہ منتقل ہونا ممکن ہے۔ ت) اور روزہ میں غل پھانا اور اظہار بے صبری کرنا مکروہ ہے، حقیقت واقعہ چپا کر ملنا سے غلط فتویٰ لینا شریعت کو دھوکا دینا اور محنت حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۴۴ از منظر پور ضلع مظفرنگر مسئلہ عبد الصمد صاحب سنی حنفی صوفی ۲۸ رمضان ۱۴۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

(۱) جس شخص میں بوجہ حرص کے طبع ہو اور ذلت کے ساتھ سوال کرنے کا عادی ہو باوجود معقول تنخواہ پانے کے ایسے بے حرمت آدمی کے پیچھے شرعاً کی نماز کمال ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(۲) جو شخص یہ کہہ کر میں فلاں آدمی کا معین صورت میں محض نماز پڑھانے کے واسطے ملازم ہوں نماز جنازہ پڑھانے سے یا کسی مقتدی کی اطاعت مجھے یہ کام یہاں کی تاباں امت ہے یا نہیں۔ جینا تو جروا

الجواب

(۱) بے ضرورت سوال حرام ہے ایسا شخص فاسق معین ہے اُسے امام بنانا گناہ ہے اس کے پیچھے عالم و جاہل سب کی نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) امام پر باوجود مقتدی کی اطاعت لازم نہیں، نہ اُسے نماز جنازہ پڑھانا ضرور اس کئے سے اس کی قابلیت امامت میں کوئی غل نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۴۵ از منظر استفتا منظر اسلام مسئلہ مولوی عبد اللہ صاحب درس مذکورہ ۳ شوال ۱۴۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں

(۱) کسی مسجد میں جماعت تیار ہے مگر اتنا وقت نہیں کہ دریافت کیا جائے کہ امام کسٹی ہے یا وہابی، تو جماعت سے نماز پڑھنا چاہئے یا اپنی علیحدہ۔

سنة القرآن ۲/۵

باب الامانة

مکتبہ فقہیہ رضویہ سکھر

۳۰۴/۱

- (۲) مسجد میں جماعت ہو رہی ہے اور امام میں نفس شرعی ہے تو جماعت چھوڑ کر فوراً ہی اپنے فرض پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔
 (۳) عاق شدہ کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔ جینوا تو جروا

الجواب

- (۱) جبکہ مشبہ کی کوئی وجہ قوی نہ ہو جماعت سے پڑھے، پھر اگر تحقیق ہو کہ امام وہابی تھا نماز پھر سے واللہ تعالیٰ اعلم
 (۲) اگر امام میں ایسا نقص ہے کہ اس کے پیچھے نماز باطل ہے مثلاً وہابی ہے یا قرآن عظیم غلط پڑھتا ہے یا اہل سنت صحیح نہیں جبب تو وہ نماز ہی نہیں اگر صحیح جماعت کر سکتا ہو تو اس جماعت کے ہوتے ہوئے اپنی جماعت قائم کرے اگر فائدہ نہ ہو، اور اپنی جماعت مل سکے تو تنہا پڑھے، اور اگر نقص ایسا ہے کہ اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے جیسے فاسق معصی، تو وہ سری جگہ جماعت کو چلا جائے ورنہ نہیں، اس جماعت کے بعد دوسری جماعت کرے یا تنہا پڑھے، اور اگر صرف کراہت تنزیہیہ ہے تو اس جماعت کا ترک جائز نہیں شامل ہر جگہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

- (۳) شرعاً عاق وہ ہے جو بلا وجہ شرعی ماں باپ کو ایذا دے، ان کی نافرمانی کرے۔ ایسا شخص فاسق ہے۔ پھر اگر وہ یہ گناہ علانیہ کرتا ہے تو فاسق معصی سے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے کہ فرضی گناہ اور پھیر لی واجب، اور اگر علانیہ نہیں کرتا تو اس کے پیچھے مادر مکروہ تنزیہی ہے کہ فرضی جائز اور پھیر لی مستحب، اور اگر یہ ان کو ایذا نہیں دیتا غیر مصیبت میں ان کی نافرمانی نہیں کرتا اگر مصیبت میں ان کا کشتہ مانتا ہو اگرچہ اس سے ایذا ہو تو وہ عاق نہیں اگرچہ وہ سو بار کہیں کہ ہم نے تجھے عاق کیا جب اس کے ذکر مواخذہ شرعی نہ ہو تو اس کے پیچھے نماز میں عرج نہیں اگرچہ جاہل اسے عاق مشہور کہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ اسلام پر مصلح آراء مسئلہ قدمت اللہ ۵ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اعلم بالسنۃ عالم باطل سماع بالمرأۃ میرفتا ہے اور اس کی امامت جائز ہے اور اس کی امامت میں کراہت ہے یا نہیں؟ جینوا تو جروا

الجواب

مرأۃ میر جہرام ہیں ان کا مستند عالم باطل کا کام نہیں کما بینا فی اجل التحذیر فی حکم السماع بالمرأۃ میر (جیسا کہ اسے اجل التحذیر فی حکم السماع بالمرأۃ میر میں بیان کیا گیا ہے۔ تا، اگر علانیہ اس کا مرتکب ہو اسے امام نہ کریں اور کراہت سے کسی حال حالی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از سرکار اجمیر مقدس لشکر علی مسئلہ حکم غلام علی ۶ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام جامع درگاہ شریف حضرت خواجہ غریب نوآر رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ بعد ہر نماز یہ کہتا ہے کہ اسے خداوند کریم اخیر شرع وارحمیٰ منڈے جھوٹے دعویٰ دارانِ خلافت کو سچا دعویٰ دار خلافت بنادے۔ اور جب کبھی وہابیوں کا ذکر آتا ہے تو اُن کے مولویوں کو اور بر مولوی خلافت کو اپنے پیٹ بھرنے کا پیشہ بناتے ہیں اور ان کے سب پیروؤں کو خوب بُرا کہتا ہے اس کے پیچھے جو جب شریعت مطہرہ نماز پڑھنا جائز ہے اور بر مولوی اس کے پیچھے نماز پڑھنا حرام بتاتے اُس کے لئے شرعاً کیا حکم ہے، اگر یہ بحث مسجد میں ہو تو مسجد کی توہین ہوتی ہے یا نہیں؟ بینوایان تفصیل تو جروا عند الذب الجلیل۔

الجواب

اس دعویٰ کوئی حرج نہیں اور وہابیہ کی بُرائی بیان کرنا فرض ہے، فوہی جھوٹے مدعیانِ خلافت اور اس نام سے شکم پرورانِ پرافت کی شناخت سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا ضرور ہے اور مسجد کہ مجمع مسلمانانِ ہوانِ بیانون کا بہتر موقع ہے اور اس میں مسجد کی کچھ توہین نہیں کہ مساجد ذکر اللہ کے لئے بنائی گئی ہیں اور نہی عن المنکر اور بیسانِ شامت گمراہانِ اعظم طرق ذکر اللہ و اہل احکام شریعت اللہ سے ہے، حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

أَتَوْهُنَّ عَنْ ذِكْرِ الْفَاجِرِ حَتَّى يَصْرِفَهُ النَّاسُ
أَذْكُرُوا الْفَاجِرَ بِمَا فِيهِ يَحْدِثُ اسَاسًا
کیا فاجر کو بُرا کہنے سے پرہیز کرتے ہو لوگ اسے کہہ
پہچانیں گے فاجر کی بُرائیاں بیان کر دے لوگ اُس
سے بچیں۔

صحیح بخاری میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے مسجد کریم مدینہ طیبہ میں منبر کھاتے کدوہ اس پر کھڑے ہو کر مشرکین کا رد فرماتے۔

لے نوادر الاصول للترمذی الاصل السادس والستون والمائة الخ مطبوعہ دار صادر بیروت ص ۲۱۲

فت، اس حدیث کا پہلا لفظ نوادر الاصول میں "أتودعون" ہے جبکہ دیگر متعدد کتابوں میں "تودعون" مذکور ہے۔ نیز احمد سعیدی

لے مشکوٰۃ المصابیح الفصل الثالث از باب البیان والمشر مطبوعہ مطبعہ مجتبائی دہلی حصہ دوم ۲/۲۱۰

فت، یہ حدیث ترمذی ۱۰۴/۲، سنن ابی داؤد ۳۲۸/۲، مستدرک ۴۸/۲، ابن عساکر ۱۲۹/۲، شریعۃ السنۃ ۱۲/۲۴۴ وغیرہ متعدد کتابوں میں موجود ہے، حدیث کا یہ حصہ صحیح بخاری سے مجھے نہیں مل سکا اور صاحب تحفۃ الاحوذی اسی حدیث کے تحت لکھتے ہیں، وقال صاحب مشکوٰۃ بعد ذکر هذا الحديث اخبرجه البخاري وقال الحفاظ في

المتح بعد ذكره وعزوه الى الترمذي ما لفظه وذكر الترمذي في الاطراف ان البخاري اخبرجه تعين نحوه واتهمه لكن لم اراه فيه انتهى (تحفۃ الاحوذی مطبوعہ بیروت ۲/۳۶) نیز احمد سعیدی

ان وجہ امام مذکور کی امامت میں اصفا کوئی غلط کیا کراہت بھی نہیں اور جو اس سبب سے اُس کے پیچھے نماز حرام جانتا ہے اللہ عزوجل وہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وشریعت مطہرہ پر افتر کرتا ہے اُس پر توبہ فرض ہے ورنہ سخت عذاب ناز و غضب جہاد کا مستحق ہوگا۔

قال اللہ تعالیٰ امن الذین یفترون علی اللہ اسکذب لا یفلحون متاع قلیل ولھم عذاب الیم۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا، وہ جو اللہ پر جھوٹا افترا اٹھاتے ہیں فلاح نہ پائیں گے دنیا کا تھوڑا بہت لین ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

وقال اللہ تعالیٰ وینکمل لکم نعمتی وینکمل لکم عذابکم وینکمل لکم عذابکم وینکمل لکم عذابکم۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تمھاری حسرت جی ہو اللہ پر جھوٹ نہ باندھو کہ تمھیں عذاب میں جیون ڈالے گا۔

والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از غونڈی رائے ضلع لودھیانہ پنجاب مسئلہ بقبال محمد ۱۳۳۵ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہمارے یہاں ایک سید صاحب میں قرآن کریم کو کافی درست پڑھتے ہیں ایک نہایت ہی اعلیٰ بزرگ کے مرید ہیں ان بزرگ سے ان کی خلافت کا رتبہ مل گیا ہے قرآن مجید اچھا پڑھنے کی وجہ سے اکثر مسجد میں امامت کرتے ہیں بنی سید مصروف سے ایک مثل اصحاب لیا ہے وہ یہ کہ ایک با عزت نازی تہجد خواں پر بیزگار جوان کا پیر بھائی ہے اور مد چاریم پہلے سید صاحب نامعلوم ٹکاہری باطنی اس کو دوست سمجھتے تھے مگر اب لوگوں کو ان کے اور چند آدمیوں کے خلاف قطع تعلق کی ترغیب دیتے ہیں حالانکہ وہ بے قصور ہیں اور بلا وجہ سید صاحب وغیرہ نے ان کو ذلیل کرنے کے لئے یہ حرکت کی ہے کہ ایک بڑے مجمع میں سید صاحب نے بیٹھ کر قرآن شریف درمیان رکھ کر اہل مجلس کو علانیہ کہا کہ ان چند آدمیوں سے قطع تعلق کی قسم کھاؤ اور قرآن عظیم کو لاتھ لگاؤ کہ ہمارا یہ قول تا زندگی سب سے گا۔ کیا سید صاحب مصروف امامت کے قابل ہیں یا نہیں، اگر ہیں تو کیا وہ بھی ان کے پیچھے پڑھ سکتے ہیں جن کے ساتھ خواہ مخواہ بلا وجہ ایسا سلوک کیا گیا ہے۔ بینہ اتوجروا

الجواب

اگر یہ واقعی بات ہے کہ سید صاحب مذکور نے ان مسلمانوں سے بلا وجہ شرعی بعض کسی خصوصیت و نیوی کے سبب اپنے پیر بھائی اور ان مسلمانوں سے قطع تعلق کیا اور مجاہد کے لئے کیا اور علانیہ برسر مجلس کیا تو قابل امامت نہ رہے

اور ان کو امام بنانا منع ہے جب تک اس حرکت سے علانیہ توبہ نہ کریں کہ بلاوجہ شرعی تین دن سے زیادہ مسلمانوں سے قطع تعلق حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

لا یحل لرجل ان یتہجر اخاه فوق ثلاث لیل یستقیان فیہ رض هذا ویعرض هذا وحیہما الذی یبدأ بالسلام۔ رواه الشیخان عن ابی ایوب الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

آدمی کو حلال نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی کو تین رات سے زیادہ چھوڑے، ورنہ میں طیس توبہ اور نہ پھیرے وہ آدمی نہ پھیرے اور ان میں بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے یعنی صلے کی پہل کرے۔ بخاری و مسلم نے اسے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

دوسری حدیث میں فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

لا یحل لک صحت ان یتہجر منکما فوق ثلاث فان صرت بہ ثلاث فلیتقہ فلیسلم علیہ وان مرد علیہ السلام فقد اشرکاً فی الاجر فان لم یرد علیہ فقد ہاء بالاشم و حسمہ المسلم من الهجرة۔ رواه ابو داؤد عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

کسی مسلمان کو حلال نہیں کہ کسی مسلمان سے تین رات سے زیادہ قطع کرے، جب تین راتیں گزر جائیں تو لازم ہے کہ اس سے صلے اور اسے سلام کرے، اگر سلام کا جواب نہ تو دووں تو اب میں شریک ہوں گے اور وہ بھائی دے گا تو سارا گناہ اسی کے سر پر پڑے سلام کرنے والا قطع کے وبال سے نکلے گا۔ اسے ابو داؤد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

تیسری حدیث میں فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

لا یحل لک صحت ان یتہجر اخاه فوق ثلاث فتمسک بھجر فوق ثلاث فمات دخل النار۔ رواه احمد وابوداؤد

مسلمان کو حرام ہے کہ مسلمان بھائی کو تین رات سے زیادہ چھوڑے، جو تین رات سے زیادہ چھوڑے اور اسی

۸۹۷/۲	مطبوعہ قدیمی کتب خانہ اصح المطابع کراچی	باب الهجرة از کتاب الادب	صحیح بخاری
۳۱۶/۲	فور محمد اصح المطابع کراچی	باب تخریج الهجرة فوق ثلاث لیل	صحیح مسلم
۲۱۷/۲	آفتاب عالم پریس لاہور	باب فی ہجرة الرجل اخاه	سنن ابی داؤد
۲۹۲/۱	دار الفکر بیروت	از مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ	سنن احمد بن حنبل
۲۱۷/۲	آفتاب عالم پریس لاہور	باب ہجرة الرجل اخاه	سنن ابو داؤد
فت، مسند احمد بن حنبل کے الفاظ اس طرح ہیں لا ہجرة فوق ثلاث فمن ہجر اخاه فوق ثلاث فمات دخل النار۔ نذیر احمد			

عندہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حالت میں مرے دو جہنم میں جاسے گا۔ امام احمد بن حنبل
اور ابو داؤد نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت کیا ہے۔ (ت)

معلوم ہوا کہ یہ کبیر ہے کہ اس پر وحید نام ہے اور کبیر کا معنی قرکب فاسق معنی، اور فاسق معنی کو امام بنانا گناہ
اور اس کے پیچھے نماز کرنا تحریمی کرشمہ اور پھرتی واجب۔ غدا ہی تحریم ہے، لوقد مواعدا سقیا شوک (اگر انہوں
نے فاسق کو مقدم کیا تو گناہ ہوں گے۔ ت) تبیین الحقائق میں ہے :

لان فی تقدیمہ للامامة تعظیہ وقد وجب علیہم اہانتہ شرعاً۔
کیونکہ امامت کے لئے فاسق کی تقدیم میں اس کی تعظیم ہے
حاکم اس کی اہانت شرعاً واجب ہے (ت)

اور اس میں ہزاروں دہن سے سید صاحب نے قطع تعلق کیا اور وہ جن سے قطع نہ کیا سب کی نماز ان کے پیچھے کرنا تحریمی
ہوگی جب تک توبہ نہ کریں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از قصبہ چاروڈ ضلع بریلی مسئلہ حکیم محمد احسن صاحب ۹ شوال ۱۳۲۹ھ
کی فرماتے ہیں علامہ دین انیسٹوں میں کہ :

(۱) فاسق فاجر کے پیچھے جب کرنی نماز پڑھائے والا نہ ہو مار پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(۲) ماہی گیر کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔ بیوا تو جروا

الجواب

(۱) اگر علانہ فسق و فجور کرتا ہے اور دوسرا کوئی امامت کے قابل نہ مل سکے تو تنہا نماز پڑھیں۔

فان تقدیم الفاسق اثم والصلاة	کیونکہ تقدیم فاسق گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا
خلفه مکروہۃ تحریمۃ والجماعة	مکروہ تحریمی ہے اور جماعت واجب ہے۔ پس
واجبة فہما فی درجۃ واحدۃ و	دونوں کا درجہ ایک ہوا، لیکن مصالح کے حصول سے
دراہم الفاسد اہم من جلب	مفاسد کو ختم کرنا اہم اور ضروری ہوتا
المصالح۔	ہے۔ (ت)

اور اگر کوئی گناہ چھپا کر کرتا ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھیں اور اس کے فسق کے سبب جماعت نہ چھوڑیں۔

لان الجماعة واجبة والصلاة حلف فاسق
غير معصن لا تكروه الا تغزوها۔ واللہ تعالیٰ اعلم
۲۱، یا تڑ ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

۲۵۵ مسئلہ از سینہ نویم ضلع نئی تال مسئلہ سراج علی خاں صاحب رضوی بریلوی ۱۶ شوال ۱۳۴۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ،

(۱) فاسق کی کیا تعریف ہے، فاسق و فاجر میں کوئی فرق ہے، فاسق کے پیچھے نماز کیسی ہے؟ فاسق معصن کب
کہا جاتے گا اور اس کے پیچھے نماز کیسی ہے؟ اسے ایسا جان کر امام بنانے والے کا کیا حکم ہے؟
(۲) ہتھیار پیر میں انگوٹھی چھپنے پھنسا یعنی ایک نمک کی ایک انگوٹھی برائی شریعت مطہرہ سے زائد پہننے والے کا کیا حکم
ہے، اُس کے پیچھے نماز کیسی؟ اس پر امر ارکضہ والا کہ ان چھوٹی چھوٹی باتوں سے نماز میں کوئی غرالی نہیں آتی
کس وجہ سے مرد گناہ ہے۔

(۳) دو یا تین شخص ایسے جمع ہو کر جماعت سے نماز پڑھنا چاہتے ہیں کہ ایک بالکل جاہل مگر صورت جنت باطل نیزہ
سبب شریعت کے مطابق ہے اور نمازی بھی ہے مگر قرآن پاک کی تلاوت اس کو نہیں آتی اور غلط بالکل انہیں
ہوتا دوسرا خوانہ قرآن کہ قرآن کریم سے وہی مسئلہ ہی پڑتا ہے مگر فاسق ہے، تیسرا مسافر ہے
جس پر قصر واجب ہے بے علمی میں پہلے شخص کا درجہ رکھتا ہے مگر صرف ان توروں میں معمولی طریقہ سے
پڑھ سکتا ہے جو نماز میں بار بار آتی ہیں مثلاً الحمد شریف یا قل ہوا الحمد شریف وغیرہ، ان میں سے کس کو امام
بنایا جائے، اور اگر کوئی بھی امامت کے قابل نہیں تو کیا علیہ علیہ پڑھیں۔ بینوا توجروا

الجواب

(۱) فاسق وہ کسی گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو اور وہی فاجر ہے اور کسی فاجر خاص زانی کو کہتے ہیں، فاسق کے پیچھے
نماز مکروہ ہے پھر اگر معصن نہ ہو یعنی وہ گناہ چھپ کر کرتا ہو معروفہ مشہورہ ہو تو کراہت تنزیہی ہے یعنی خلاف
اولیٰ، اور اگر فاسق معصن ہے کہ طلاق کبیرہ کا ارتکاب یا صغیرہ پر امر ارکضہ کرتا ہے تو اسے امام بنانا گناہ ہے اور اس
کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پڑھ لی ہو تو پھیرنی واجب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ایک آٹھ بار پھنسا گناہ صغیرہ ہو اگر پستی اور اتار ڈالی تو اس کے پیچھے نماز میں حرج نہیں اور اگر نماز میں پہننے ہو
تو اسے امام بنانا منوع اور اس کے پیچھے نماز مکروہ، یوں ہی جو پھنسا کرتا ہے اُس کا عادی ہے فاسق معصن
ہے اور اس کا امام بنانا گناہ اگر اس وقت نماز میں بھی پہننے ہو۔ گناہ اگرچہ صغیرہ ہو اُسے چھوٹی بات کہنا بہت
سخت جرم ہے۔ اس شخص پر توبہ فرض ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) صورت مذکورہ میں اس مسافر کو امام کیا جائے کہ فاسق کو امام بنانا گناہ ہے اور غلط خواں کے پیچھے نماز

باطل۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۶۔ از میثرتہ سنی ضلع جوہر پور مسئلہ فخر الدین شاہ ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علما سنی دین کہ

(۱) یتیموں کو تکلیف دینا اور غیبت کرنا اور جھوٹی قسم کھانا مسلمانوں میں نفاق ڈالنے والے کو بچے نماز درست ہے یا نہیں۔

(۲) ایک شخص یہاں میثرتہ میں پرزادہ کھلاتے ہیں اس نے اپنی محنت کو طلاق دی میں بدزبانی اس کو کھلایا پر نہیں مانا، کہا کہ مہر دے، کہا کہ مہر میں نے معاف کر دیا، پھر ہم نے اس لڑکی سے تالش کیا، جواب دیا کہ مہر تو میں نے معاف کر دیا، اور پھر اس کے چچا وغیرہ نے اس لڑکی کو اس کے گھر بھجوا دیا بغیر نکاح کرے، طلاق ہوئی یا نہیں، اس کے بچے پیدا ہوا وہ حرام کا ہے یا نہیں، اس کے بچے نماز درست ہے یا نہیں، یتیم سے بہت عداوت رکھتا ہے۔ بیتنا تو جوہر

الجواب

(۱) یتیموں کو بلاوجہ شرعی تکلیف دینا سخت حرام ہے، یونہی غیبت کرنا سے سخت تر ہے جبکہ شرعاً غیبت ہر شے فاسق معنی کی غیبت غیبت ہیں، اور بد مذہب کی بڑیاں بیان کرنے کا خود شرعاً حکم ہے، جھوٹی قسم گھروں کو دیر تک چھوڑتی ہے اور مسلمانوں میں بلاوجہ شرعی تفرقہ ڈالنا شیطان کا کام ہے، اور فتنہ قتل سے سخت تر ہے، فتنہ موریہ اس کے بگڑنے والے پر اللہ کی لعنت ہے، جو ان افعال کا علانیہ مرتکب ہوا سے امام بنانا گناہ ہے اور اس کے بچے نماز مکروہ تحریمی کہ پرہی گناہ اور پھیرنی واجب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) طلاق ہو گئی اور مہر حوریت نے معاف کر دیا ہے معاف ہو گیا۔ بچہ اگر طلاق سے دو برس کے اندر پیدا ہوا حلالی ہے اسی شوہر کا ہے۔ طلاق دینے سے نماز کی امامت میں کوئی خلل نہیں آتا یتیم سے بلاوجہ عداوت سخت گناہ ہے، اگر اس کی بلاوجہ عداوت علانیہ مشہور ہے تو امام بنانے کے قابل نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۷۔ از چھوٹی فیروز پور کباڑی بازار مسئلہ حاجی خواجہ الدین ٹیلر یا سٹر ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علما سنی دین کہ زنا کار اور شرابی کے بچے نماز کسی وقت جائز ہے یا نہیں جب امام مقیم ہو

وہ ہر ایک کو امام مقرر کر دیتا ہے یہ جائز ہے کہ نہیں۔ بیتنا تو جوہر

الجواب

زانی اور شرابی کے بچے کسی وقت نماز پڑھنے کی اجازت نہیں مگر جہاں جمعہ وعیدین ایک ہی جگہ ہوتے ہوں اور امام فاسق ہو اس کے بچے پڑھنے جائیں اور جمعہ کے علاوہ کو چار رکعت ظہر پڑھیں، امام غیر جمعہ وعیدین میں اگر

دوسرے کو کہ صانع امانت ہے اور امام کر دیتا ہے حرج نہیں بلکہ وہ اگر اس سے علم و فضل میں زائد ہو تو اسے یہی بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از علی پور پیرا مسئلہ منصب علی ۱۲ شعبان ۱۳۳۴ھ
قاری مکرم عظمیٰ کا قرأت سیکھا ہوا اور وہاں پر چند سال رہ کر معلیٰ کیا لیکن دارِ علمی ترشواتا ہے آیا اس کے پیچھے نماز پنجگانہ اور جمعہ جائز ہے یا نہیں۔ بیوقوف جروا

الجواب

دارِ علمی ترشواتے والے کو امام بنانا گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجبہ اور مکرم عظمیٰ میں رہ کر قرأت سیکھنا فاسق کو غیر فاسق نہ کر دے بخلاف اللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ از فقیر صلیح شاہ جہاں پور مدرسہ مقبول حسن خاں نائب مدرس میونسپل اسکول ۱۲ شعبان ۱۳۳۴ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جس شخص کی نماز غیر قضا ہو وہ نماز پھر یا دیگر اوقات کی نمازوں میں امام ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

اگر صاحب ترتیب ہے تو جب تک قضا کے بعد نماز نہ کر لے طہر کی امانت نہیں کر سکتا ورنہ کر سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از پبل بھیت علامہ احمد زئی مدرسہ مولوی عبد السبحان صاحب ۱۲ رمضان المبارک ۱۳۳۴ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں؟

(۱) بہرے کے پیچھے تراویح یا فرض نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) بہرے کی کوئی تخصیص ہے یا نہیں؟

الجواب

(۱) جائز ہے اور اس کا غیر بہتر ہے اگر یہ علم قرأت میں اس سے افضل نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اتنی ہی ہے کہ جواب اول میں گری۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از سہرانی قولہ مسئلہ محمد یامین ۹ شوال ۱۳۳۴ھ

عمرو بہت مسخرا ہے اور بہت فحش گانی کے ساتھ مذاق کرتا رہتا ہے اُس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔

الجواب

اُسے امام بنانا گناہ ہے اور اُس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۲۳ از مقام چاقی میرٹھ قصبہ گنڈوکرہ مسئلہ پر سخاوت حسین صاحب نمبر جامع مسجد ۹ شوال ۱۳۲۷ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص ماضی قرآن پاک سے اور امامت جامع مسجد کی کرتا ہے اور
 پابند صوم و صلوٰۃ ہے اور زوجہ اس کی پر طائشیں ہے مگر قوم سے شخص مذکور قصاب ہے کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز
 ہے یا نہیں؟

الجواب

اگر اس کی طہارت و نماز صحیح ہے اور مذہب کا دینی و بدینی و غیرہ ہے دین و بدین نہیں سنی صحیح العقیدہ
 ہے اور فاسق و معلن نہیں تو اس کے پیچھے نماز پڑھنی بیشک جائز ہے، قصاب ہونا کوئی مانع امامت نہیں، متعدد
 اکابر دین نے یہ پیشہ کیا ہے، ہاں اگر جماعت والے اس سے نفرت کرتے ہوں اور اس کی امامت کے باعث مجتہد
 میں کمی پڑے اور دوسرا امام سنی صحیح العقیدہ قابل امامت موجود ہو تو اس دوسرے کی امامت اولیٰ ہے۔

فقہ کبرہ و اختلاف ابرہ ص شاع بر ص لا جمل فقہاء نے نفرت کے پیش نظر ایسے صاحب برص کے
 پیچھے نماز کو مکروہ قرار دیا ہے جس کا برص مشہور (پھیل گیا)
 ہو یا وہ جو اس بات سے کہ اس میں اس کا اپنا ذاتی کوئی عیب نہیں ہے

واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۲۴ از میوٹھی بزرگ رگڑا وں ڈک مار شاسی سٹیٹ ریل و سڑ سید میر عالم حسن صاحب
 ۱۶ شوال ۱۳۲۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ:

- (۱) جو شخص زنا کرتا ہو اور اس کا ثبوت بھی ہو گیا ہو تو جو اُس کے پیچھے نماز پڑھیں وہ بُرائی یا نہیں۔
- (۲) جب زانی ایسا شخص توبہ کرے تو اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔
- (۳) زانی اپنے افعال سے توبہ کرتا ہے اور گناہوں والے اُس کی توبہ کو نہیں مانتے تو وہ گناہوں والے کس جرم کے
 مستحق اور کس وجہ میں شکار ہیں۔

(۴) جس عورت نے اپنے شوہر سے سرکشی کی اور اُس کے حکم کو نہ مانا اور شوہر کا دل دکھایا اور شوہر پر زبان درازی کی تو یہی
 عورت کو طلاق دینا واجب ہے یا نہیں، لو مار شوہر اپنی بی بی کی زبان درازی اور سرکشی پر راضی ہے اور وہ
 امامت کو مانگتا ہے تو ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔

الجواب

- (۱) زنا کا ثبوت سخت دشوار ہے جسے عوام ثبوت سمجھتے ہیں وہ لوہا بام ہوتے ہیں، جب تک اس کی یہ حالت
 نہ تھی اس وقت تک اُس کے پیچھے نماز میں کوئی عرج نہ تھا اُن کے اعادہ کی بھی کچھ حاجت نہیں غافلہ ان

كان فاسقا غير معان فما الكراهة حلفه الا تعزيبه (کیونکہ اگر وہ شخص فاسق غیر معان ہو تو اسکی
اقدار میں نماز پڑھنا زیادہ سے زیادہ مکر وہ تشریحی ہے۔ ت۔

۲۔ جب بعد تو بصلاح حال ظاہر ہو اس کے پیچھے نماز میں حرج نہیں اگر کوئی مانع شرعی نہ ہو۔

(۳) اللہ عزوجل اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہ بخشتا ہے ۱۔ هو الذی یقبل التوبۃ عن عباده ویعفو
عن السيئات (وہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور گناہ معاف کرتا ہے۔ ت۔) جو لوگ توبہ نہیں مانتے
گنہگار ہیں۔ ہاں اگر اس کی حالت توبہ سے قابل اطمینان نہ ہو اور یہ کہیں کہ توبہ کی اللہ توبہ قبول کرے۔ ہم
تجھ نام اس وقت بنائیں گے جب تیری صلاح حال ظاہر ہو تو یہ کیا ہے۔

(۴) اسے جزا طلاق دینا واجب نہیں اور اس پر صبر کرنے والا نہایت نیک کام کرتا ہے اگر نیت اللہ کے لئے ہو
بہر حال یہ امر امامت میں غلط انداز نہیں کہ یہ اپنے حق سے درگزر ہے اور اس میں حرج نہیں اور یہاں ماضی ہونا
بایں معنی نہیں تھا کہ اس کے افعال خلاف شرع کو پسند کرتا ہے بلکہ اس سے وہ قابل امامت نہ رہے۔ واللہ
تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از میوندی از سید صاحب

(۱) زید اپنی سوتیل ساس سے رہا کرتا ہے اور رید کے سسر بوی یہ معلوم ہے لیکن اس کو منع نہیں کرتا اس خوف سے
کہ میرے گھر سے نکل جائے گی۔ تو وہ کس جرم کا مستحق ہے اور زید جو اپنی ساس سے زنا کر رہا ہے وہی امامت
بھی کرتا ہے تو یہ کس وجہ کا مستحق ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا یا بیل بول رکھنا کیسا ہے؟

(۲) جس کا پر ایسا ہو کہ جملہ افعال حرام ہوں جیسے زنا وغیرہ کرنا اور سلفہ وغیرہ مینا اور اکثر مداخل ناچ رنگ میں شامل
ہونا وغیرہ وغیرہ ہوں اور علمائے دین اس سے بیعت کرنا حرام فرمادیں اور جو بیعت حاصل کر چکا ہو ایسے کو فسخ
کرنے کا حکم دین تو اب علمائے دین فرمائیں کہ جو ایسے پیر سے بیعت کئے ہوئے ہو اور ایسے پیر پر اعتقاد رکھتا
ہو اور علمائے دین کے حکم کے خلاف کرتا ہو کہ علمائے دین ایسے پیر سے بچنے کا حکم فرمائیں اور وہ زمانے اور وہ متبع
ہو اور امامت کرتا ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور میلہ و پڑھنا اور شریک محل ہونا کیسا ہے، درست یا غیر درست
اور بعض کہتے ہیں کہ جو نمازی اس کے پیچھے پڑھی ہیں وہ نادرست ہیں ان کا بھی پھیرنا واجب ہے کیونکہ اس نے
اتباع علماء نہیں کیا۔ بینوا تو جبروا

الجواب

(۱) جو باوصف قدرت اپنی حرمت کو اس بیچائی سے منع نہیں کرتا نہیں روکتا وہ دیوث ہے، اور وہ جو زنا کرتا ہے

اگر اس کا یہ مالی سچ مشہور ہے تو اُس کے پیچھے نماز مکروہ ہے اس سے میل جول نہ چاہئے اگر عوام کے اوہام کی افواہ ہے کہ خواہی خواہی حیب لگاتے ہیں تو اس کا اعتبار نہیں پھر بھی اگر اس کے سبب لوگوں کو اس کی امامت سے نفرت اور اس کے پیچھے جماعت کی قلت ہو تو اسے امام نہ کریں اگرچہ وہ الزام سے بری ہے ۔
 کما شاع بوجه کما فی الدر (جیسے اس شخص کا حکم ہے جس کا برص پھیل گیا ہو اور غبار میں ایسا ہی ہے ۔ ت)

(۲) ایسا شخص جو توحہ فاسق ہے اُس کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے اس سے پہلے و شریف نہ پڑھوایا جائے لان فی تقدیمہ الامامة تعظیہ۔ وقد وجب علیہم اہانتہ شریعاً (کیونکہ امامت کے لئے فاسق کی تعظیم میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ شرعی طور پر اس کی امامت لازم ہے ۔ ت) تمبین الحقائق وغیرہ —
 چونکہ اس کے پیچھے پڑھی میں ضرور اعادہ کی جائیں اس کا شریک حال مذکور ہونا حرام ہے اُس سے میل جول نہ چاہئے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از شہر ری حدیث منظر الاسلام مسئلہ مولوی غلام الحق صاحب ۲ ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین ایسے شخص کے واسطے کہ وہ حافظ قرآن ہے مگر ایفون کتا سب اور رمضان المبارک کا روزہ نہیں رکھتا ہے ، آیا وہ امام ہو سکتا ہے یا نہیں اس کے پیچھے عار جائز ہے یا نہیں بینوا بالکتاب و توجروا یوم الحساب ۔

الجواب

ایفونی اور بلا حد شرعی تا مکہ صوم رمضان فاسق ہیں اور ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے کہ پڑھنا گناہ اور پھیرنا واجب جبکہ ان کا فسق ظاہر و آشکار ہے ۔ اور اگر مخفی ہو جب بھی کراہت سے خالی نہیں اور ایفونی اگر مشکک میں ہر جب تو اس کے پیچھے نماز باطل محض قال تعالیٰ حتی تعلموا ما تقولون (اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے ، حتی کہ تم جان لو کہ تم کیا کہہ رہے ہو ۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از شہر مدینہ المہدیہ مسئلہ مولوی غلام الحق صاحب طالب علم ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ
 اسی سوال میں جو اوپر مذکور ہے خلاف واقعہ محض حسد پر کیا گیا ہے ایفونی تا مکہ صوم اور پھر اُس پر بلا عذر یہ تینوں لفظ اور ان کے مصداق تحقیق طلب ہیں کیونکہ نتیجہ جواب انہیں پر مبنی ہے اس جواب سے یہ نہیں معلوم ہوا

کہ البتہ اسے امراض نزلہ و جریانی وغیرہ میں ایفون بقدر اصلاح تجویز فرمائی ہو وہ عذر شرعی کے اندر مجوز ہے یا نہیں اگر نہیں تو عذر شرعی کیا ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر کوئی شخص بیاہٹ سفر یا مرض و روزہ و مضائقہ قضا کرنے تو تارکِ صوم ہو گیا یا نہیں اور عذر شرعی اس کے لئے ہے یا نہیں اور حافظ کلام مجید امیوں میں امامت کے لئے شرعاً افضل ہے یا نہیں، اگر کوئی شخص ایک مدت تک مقتدی رہ کر محض حسد سے الزام لگائے ایسے کبیرو گناہ کے تو وہ عند الشرع مستوجب کس تعزیر کا ہے۔

الجواب

ایفون اتنی کہ چٹیک لائے مطلقاً حرام ہے، نہ کسی مرض کے لئے حلال ہو سکتی ہے نہ کسی طیب کی تجویز سے۔
اللہ و رسول کے براہِ حکیم کون ہے وہ منع فرماتے ہیں اُن کا منہ فرمایا برو کسی کی تجویز سے جائز نہیں ہو سکتا یہ عذر شرعی ہے نہ عذر شرعی فتویٰ میں دوبارہ ایفون لکھا تھا بلکہ دوبارہ صوم در مختار میں ہے، غلاہر العذہب السنتہ (یعنی حرام چیز سے علاج ظاہر مذہب پر منع ہے۔ ت) و المختار میں ہے،

اجاب الامام لا ینال المرجع فیہ الاطباء و قولہو لیس بحجۃ حتی لو تعین الحسرام مدفعاً للہلاکۃ یحل کاسیتہ و الحسار عند الضرورة (مختصاً)
امام اعظم نے یہ جواب دیا ہے کہ اس میں البتہ کی طرف رجوع کیا جائے گا اور ان کا قول جنت نہیں، حتیٰ کہ اگر کوئی رام پیر بدکت کو دہر کرنے کے لئے متعین ہو جائے تو وہ حلال ہو جائے گی جیسا کہ ضرورت کے وقت مردار اور شراب (مطلقاً)۔ (ت)

ہاں سفر اور مرض جس میں روزہ کا مضر ہونا ثابت و محقق ہو روزہ قضا کرنے کے لئے عذر شرعی ہیں، حافظ امیوں سے بیب افضل ہے کہ فاسق نہ ہو اور فاسق تو عالم بھی افضل نہیں چر جائے حافظ۔ در مختار میں ہے،

الا ان یکون خیر العاصق اصلہ النقوم فہو حر اس صورت میں جب فاسق کے علاوہ (یعنی مذکورہ افراد میں سے) کوئی شخص قوم سے زیادہ صاحبِ علم ہو تو وہی امامت کے لئے اولیٰ ہوگا۔ (ت)

اگر الزام ٹھہرنا لگائے تو سخت کبیرو ہے اور اس کی سخت سزا ہے اور اگر الزام چلتا ہے تو مدت تک خاموش رہنے کا اس

۳۸/۱

مطبوعہ مطبع مجتہدین دہلی

باب الیاء

لئے در مختار

۱۵۴/۱

مطبوعہ البانی مصر

"

لئے رد المحتار

۸۳/۱

مطبوعہ مجتہدین دہلی

باب الامارۃ

لئے در مختار

فقد ان امرأتی لا تمکن ید لا ھیں قال فطلقھا قال
انی احبھا قال فی مستحکم بھا من ۱۰ ابوداؤد ۔
اور عرض کیا میری بیوی کسی مس کرنے والے کو منع نہیں کرتی۔
فرمایا : اسے طلاق دے دے۔ عرض کیا : میں اس سے

نجات کرنا چاہوں۔ فرمایا : اس سے استفادہ کر! ابوداؤد (ت)
ہر نماز میں ہے : لا یحب علی الزوج تطلیق الفاحشۃ (خاندن پر فاحشہ عورت کو طلاق دینا واجب نہیں۔ ت)
بجز جس نے دو ناپاک کلمات کے اُن سے مراۃ شریعت مطہرہ سے عداوت پکڑا ہے اُس پر توہم فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مشتملہ از ریاست جے پور گھاٹ دہداندہ مدرسہ قادریہ تحفہ حکم شاہ مرسلہ حاجی عبدالغیاث صاحب رضوی
کیا حکم ہے شریعت مطہرہ کا اسی مسئلہ میں کہ زید امانت کرتا ہے اور اسی کے سر کے بال لمبے یعنی دوش سے نیچے
قریب سینہ تک ہیں، عمرو کہتا ہے کہ دوش سے نیچے بال پڑھانا حرام ہیں اور ایسے شخص کے پیچھے نماز کر دہ تحریمی واجب
الاعادہ ہے۔ زید کہتا ہے کہ اتنے لمبے بال رکھنا یعنی دوش سے نیچے جائز ہے لہذا مشائخ سادات کا یہ شعاع ہے چنانچہ
اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مدظلہ نے اپنے رسالہ المعروف المحقق فی الکفۃ علی الکفۃ کے صفحہ ۱۹ سطر ۱۱ میں حضرت
سیدنا امام علی رضا رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا ہے کہ ان کے دو گیسو شانہ پر رنگ رہے تھے لہذا سوال یہ ہے کہ زید کا کہنا
صحیح ہے یا عمرو کا، اگر عمرو کا قول صحیح ہے تو جتنی نمازیں عمر مقتدیوں نے زید کے پیچھے پڑھی ہیں حساب کر کے سب کا
اعادہ کریں یا نہیں؟

الجواب

مسلمانوں کو تباہ شریعت چاہتے۔ حکم نہیں مگر اللہ و رسول کے لئے۔ سینہ تک بال رکھنا شرعاً مرد کو حرام اور مرد
تہتہ اور بیکر امادیت صحیحہ کثیرہ معاذ اللہ باعث لعنت ہے۔

قال علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لعنت اللہ
المتشبهین من الرجال بالنساء الخ
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا : اللہ تعالیٰ کی
لعنت ان مردوں پر جو عورتوں کے ساتھ مشابہت کریں الخ
اُم المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک حوت کو مردانہ جڑ پائے دیکھا اُسے لعنت کی خبر دی۔ نبی اکرم

۲۸۰/۱	مطبوعہ آفتاب عالم پریس، لاہور	باب فی تزویج الابکار	لے سنی ابوداؤد
۴۱/۲	نور محمد کتب خانہ کراچی	تزویج الزانیۃ	سنی نسائی
	نذیر احمد سمیعی		فتاویٰ حوالہ میں مذکور الفاظ مختلف ہیں لیکن مفہوم ایک ہے۔
۲۵۳/۲	مطبوعہ مطبع مجتہدی دہلی	فصل فی البین	مذہب در مختار کتاب مختصر الوالدیۃ
۲۵۲/۴	مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت	اردی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ	لے المعجم الکبیر

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک عورت کو مکان ٹھکانے کا حلف فرمایا اور شاد فرمایا،

”اللہ کی لعنت اُن عورتوں پر کہ مردوں سے تشبہ کریں اور اُن مردوں پر کہ عورتوں سے مشابہت کریں۔“

حالانکہ جو تا کوئی جزو بدن نہیں جزو لباس ہے اور مکان جزو لباس بھی نہیں ایک خارج شے ہے جب ان میں مشابہت پر لعنت فرمائی تو بال کہ جزو بدن میں ان میں مشابہت کس درجہ حرام اور باعث لعنت ہوگی الحرف الحسن میں یہ ہے کہ شانہ پر لٹک رہے تھے یا یہ کہ شانہ سے اتر کر سینہ تک پہنچے تھے۔ شانہ تک لیے گیسوں کا ہونا اگر آگے اصطلاحیں ضرور جائز بلکہ سنن زوائد سے ہے حساب کر کے نمازوں کا اعادہ چاہئے اور امام صاحب سے امید ہے کہ حکم شرع قبول فرما کر خود معصیت سے بچیں گے اور اپنی اور مقتدیوں کی نماز کراہت سے بچائیں گے اور اپنی اور مقتدیوں کی نماز کراہت سے بچائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ازانیہ والا ڈاک خانہ قاسم پر گدھی ضلع جنجر مرسلہ سیدہ کمارت علی صاحب ۲ ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام اور ایک مقتدی نماز پڑھتے ہوں دوسرا مقتدی آگیا تو امام کو وہیں رہنا چاہئے یا آگے چلا جائے یا نہیں (امہ آگے بڑھے کی جگہ جو، بینوا تو جروا)

الجواب

اگر پہلا مقتدی مسئلہ وار ہے اور پیچھے بٹن بٹن سب تودہ بٹن آئے دوسرا مقتدی اس کی برابر کھڑا ہو جائے اور اگر یہ مسئلہ وار نہیں یا اسے پیچھے ہٹنے کو بلکہ نہیں تو امام آگے بڑھ جائے اور اگر امام کو بھی آگے بڑھنے کو بلکہ نہیں تو دوسرا مقتدی بائیں ہاتھ کو کھڑا ہو جائے اگر اب تیسرا مقتدی آکر نسلے دینے سب کی نماز مکروہ تحریمی اور سب کو اس کا پھیرنا واجب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از بریلی مسعود محمد حسن صاحب طالب علم مدرسہ نظیر اسلام بریلی ۱۹ ربیع الاول ۱۳۳۸ھ
ما قول علی اہل السنۃ والجماعۃ من حکمہ
علی سائے اہلسنت وجماعت وحکم اللہ تعالیٰ کا اس بارے
میں کیا ارشاد ہے کہ سولہ سالہ امرو کے پیچھے نماز جائز ہوتی
ہو این ستۃ عشر سنۃ افید وما الجواب
سے یا نہیں؟ ہمیں جواب سے مستفید کیا جائے،
وحکم اللہ الوہاب۔ (ت)

الجواب

لعم تجوز ان لم يكن حائض شرعي لانه مباليغ
 شرعا وان لم تظهر، لا شائس نعم
 تكراه ان كانت صبيحا محل العتقة
 كما في مراد المحتار عن المرجح -

۱۰ں جاتر ہے بشرطیکہ کوئی مانع شرعی موجود نہ ہو کیونکہ وہ
 شرعی طور پر بالغ ہے اگرچہ بلوغ کے آثار ظاہر نہ ہوتے
 ہوں البتہ اگر وہ مرد خوبصورت ہے تو پھر نماز مکروہ ہوگا
 کیونکہ وہ محل فتنہ ہوتا ہے۔ رد المحتار میں طے بخ رخصی سے

واللہ تعالیٰ اعلم

میں مسئلہ از کوٹ ڈسکہ مرسلہ محمد حیات صاحب مدرس باقی اسکول ۱۶ جمادی الاول ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے کرام ایسے امام مسجد کے بارے میں جس میں منصفہ ذیل نقض صریحاً ہوں،
 (۱) خیال و ذہاب ہے اگر کسی صاحب میت سے کچھ نہ ملے تو شکی رہتا ہے۔

(۲) سامان مسجد کی مطلق حفاظت نہیں کرتا اور نہ ان کی مرمت وغیرہ کی لوگوں کو ترغیب دیتا ہے اس لئے اشیاء
 مسجد بگڑتی اور خراب ہوتی رہتی ہیں اور ضائع اور غنیم ہوتی رہتی ہیں اور مسجد کے متعلقہ مکان میں رہائش رکھتے
 ہیں جو کہ مسجد سے علیحدہ متصل مسجد ہے اگر حفاظت سامان مسجد کو کہیں تو برازدختہ ہو جاتے ہیں۔

(۳) جماعت نماز صرف مغرب کی کرتے ہیں باقی نمازیں متفرق طور پر لوگ خود بخود پڑھتے ہیں، اگر کہیں تو ناراض۔

(۴) مرض بواسیر عرصہ سے ہے تعاطیوں اور پیپ اور خون سے محفوظ رہنے کے لئے نیچے لنگوٹی رکھتے ہیں پورے
 طور پر شکایت مرض بواسیر نہیں گئی اور نہ یہ جاننے والی ہے۔

(۵) میونسپل کمیٹی قبیلہ ڈسکہ میں ایک ادنیٰ آسامی جمہوری خاکروبان سے روپے ماہوار پر ملازم ہیں کام اچھا
 نہ ہونے پر مقامی افسر اور ممبران کمیٹی اکثر ناراض رہتے ہیں اور سخت شکست کھتے ہیں جو کہ مسلمانوں کو ناگوار
 گزرتا ہے۔

(۶) میاں جی کے اندرون شہر میں چر مکانات ہیں ان کے بالکل متصل ایک پرانی مسجد ہے انقلاب زمانہ سے اس
 محلہ میں مسلمانوں کے گھر نہ رہے اور مسجد خیر آباد بگڑ گئی، اب میاں جی اس مسجد کو مالی مویشی خانہ اور گرجہ بنیں خانہ
 بنا رکھا ہے، طرفیکہ حق اس مسجد کا برابر ملے رہے ہیں۔

(۷) روزہ ماہ رمضان المبارک اگر منہر ہونے کی وجہ سے نہ بھی رکھتے ہوں تو نماز تراویح پڑھانے کے لئے آتے ہیں
 کیونکہ تراویح پڑھانے والے کی خدمت ہوتی ہے مگر نماز فرض کی جماعت سراسر مغرب ندارد، ایسے امام کے پیچھے
 نماز پڑھنی کیسی ہے؟

الجواب

اگر یہ بیانات صحیح ہوں تو صرف قبر ۳ و نمبر ۱ اُس کے خاستق معصی ہونے کے لئے کافی ہیں کہ چاروں نمازوں میں روزانہ تارکب جماعت ہے اور سجدہ کو ناپاک و طوط کر سنے والا اور خاستق معصی کو لام بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب۔ قنادی اگر وغنیہ میں ہے، ووقد عوا فاسقیا ثنوت (اگر انھوں نے خاستق کو امامت کے لئے مقدم کیا تو وہ گنہگار ہوں گے۔ تا اور تعاطر بول اور عربانی نوں اگر شکوت سے بند نہیں ہوتے جب تو آپ ہی اس کے پیچھے نماز باطل محض ہے۔ یوں ہی اگر روزہ رکھ سکتا ہو اور بوجہ کسل نہ رکھے تو سخت شدید فاسق ہے بہر حال اُسے امامت سے معزول کرنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از شہر مدرسہ علام محمد صاحب درزی مورخہ ۲۱ رجب المرجب ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ نزدیکاً فیص چوری ہو ۱۱ اور بکر پر چند قرآن کی وجہ سے جلد و شبہ کے چوری ثابت کیا گیا اور جس روز سے بکر پر چوری ثابت ہوئی اس روز سے تمام حلقہ والوں نے بکر کے پیچھے نماز پڑھنا قطعی چھوڑ دی بوجہ شک کے اور اسی شک کے لئے کہ بکر کے پیچھے نماز پڑھنا بلا توہر جائز ہے یا نہیں؟ دیگر گزارش یہ ہے کہ بکر کے باپ نے کہا کہ نزدیکاً قسم کھائے تو مال مسروقہ ہم دیں گے اور زید نے کہا ہم قسم کھائیں گے لیکن قسم نہیں کھائی اور زید کے پیچھے بلا توہر مان جائز ہوگی یا نہیں؟ جیترا تو جروا

الجواب

زید پر کوئی الزام نہیں اور خالی شبہ کے سبب بکر پر چوری ثابت نہیں ہو سکتی نہ اس کے پیچھے نماز منع نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از مکتبہ نازکلی ڈنگار لٹڈ روگو دام مدرسہ شیخ عرفان علی صاحب ۲۱ رجب المرجب ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی بیوی حندہ کو طلاق مفظہ وی وہ مطلقہ تبت ایک سال تک جمعی رہی پھر اسی کے شہر نے اس کو بلا عقد شریعہ اپنی زوجیت میں رکھ لیا اور اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی یہاں تک کہ لڑکی مذکورہ بالغ ہوئی پس اس لڑکی سے کسی مسلمان نے اگر عقد شادی کر لی اور اس سے نسل سے اولاد جو پیدا ہو وہ امامت کر سکتا ہے یا نہیں اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ جیترا تو جروا

الجواب

اس کی ماں ولدا الزنا ہوئی وہ خود ولدا الزنا نہیں اس کے پیچھے نماز میں حرج نہیں جبکہ مذہب و اعمال و

قرأت و طہارت وغیرہ میں قابل ہو، ہاں اگر عوام اس کی امامت سے نفرت کریں اور یہ امر باعثِ قلتِ جماعت ہو تو اسے امام نہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۰ از مکتبہ قدوسیہ پورہ روڈ لاہور ۱۳۲۸ھ عرسلہ حاجی زکریا حاجی جان محمد صاحب ۱۴ رمضان ۱۳۲۸ھ

(۱) ایک مسجد کے متولیوں نے زید کو پچاس روپے ماہوار پر تین سال کے لئے ملازم رکھا یہ شرط تھی کہ ہم تین سال بعد معزول کر سکتے ہیں اسے امام نے بذریعہ تحریری اقرار نامہ کے منظور کر کے اپنے دستخط کر دیے۔

(۲) باوجود متولیوں کے منع کرنے اور باضابطہ روک ٹوک کے کہ جب تک ہم کو کسی واعظ یا پڑھار کے خیالات اور مذہب کا علم نہ ہو جائے کسی کو مسجد میں وعظ و کچر دینے کی اجازت نہ دو وہ بے اطلاع متولیوں کے خود اجازت دیتا ہے چنانچہ گزشتہ فساد کے موقع پر مکتبہ میں اس مسجد کے اندر ہندو قتل تک کو آنے دیا۔

(۳) امام مذکور اکثر مسجد کی امامت سے غیر حاضر ہوتا اور سیر یا دعوتوں میں بے اجازت متولیوں کے ملامت ہوتا ہے اور متولیوں کے منع کرنے کی بائکل پدا نہیں کرتا۔

(۴) متولیوں نے بعد گزرنے میعاد اقرار نامہ اور باضابطہ تحریری اطلاع دی کہ دوسرے امام کو جو بدینہ مندرجہ کا سنا کہ امام مسجد نبوی کے امام کے خاندان سے ہے اور مسجد نبوی میں امامت کر چکا ہے اب بجائے اس کے مقرر کیا ہے تو وہ مزاحم و مات سہ اور بے قدر و فساد سب اور متولیوں پر خدشات و تحریک آمیز الزام و بہتان مشتہر کرتا ہے آیا ایسے کو امام شرعاً متولیان مسجد معزول کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب

ضرور معزول کر سکتے ہیں بلکہ ان حرکات پر اس کو معزول کرنا ہی چاہئے۔ لایعزل صاحب وظیفۃ الا
بجنتۃ و ہذا جنتۃ (صاحب وظیفہ کسی قصور کے بغیر معزول نہیں کیا جاسکتا اور یہ قصور سے رہتا۔ واللہ

تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۰ اشوال ۱۳۲۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ زید نے عمرو سے مثلاً ہوستاں گلستان کے بچپن میں دو یا تین سبق پڑھے تھے اب ان میں رنگی ہو گیا اور عمرو نے اسے پاک (عاقی) کر دیا تو زید کے بچے نماز درست ہے یا نہیں۔

الجواب

اگر شاگرد کا قصور تا حد فسق ہے اور بوجہ اعلانِ مشہور و معروف ہے تو اسے امام بنانا جائز نہیں اور اس کے

پچھے نماز گناہ اور اگر اس کا قصور نہیں یا حد فتن تک نہیں یا وہ باطل ہے اس کا ترکیب نہیں تو ان پہلے دو صورتوں میں اس کے پچھے نماز میں اس وجہ سے کوئی کراہت نہیں اور پہلی صورت میں مگر وہ تنزیہی خلافِ اولیٰ ہے باقی عاق کر دینا کوئی شے نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۸۸۹ از باب گذر صد بازار بردگان امیر حسن میلر مرسلہ شیخ طالب حسین ۳۱ اشوال پر درخشنہ ۱۳۳۸
کیا فرماتے ہیں علمائے دینی و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اب گدھ میں دو مسجدیں ہیں جن میں سے ایک مسجد کا متولی جو روزہ نماز کا پابند نہیں ہے اس نے ایک پیش نام جو قوم کا صدیقی اور علم کا حافظ و مولوی علیم مقرر تھا اس کو متولی نے بلا وجہ الگ کر دیا اور بجائے اس کے بارہائے مقتدیوں کے دوسرا نام جو صرف حافظ و قوم کا قصاب ہے اور ہنوز ان کے یہاں پیشہ جاری ہے مقرر کر دیا جس پر میں نے متولی صاحب سے پوچھا کہ سابق پیش نام کس قصور پر علیمہ کے لئے تو متولی مجدد القصب صاحب نے بہت فتنہ کے ساتھ جواب دیا کہ ہماری مسجد ہے ہم جو چاہیں سو کریں مقتدی پوچھ نہیں سکتے، ایسے امام کے پیچھے اور ایسی مسجد میں نماز جائز ہے یا نہیں یہ بیوقوفانہ وجہ و

الجواب

اگر پہلا امام معاذ اللہ بحدہ سبب ہو تو اس کا معزول کرنا اشد ضروری تھا اور اگر دوسرا بحدہ سبب ہو تو اس کا مقرر کرنا حرام نہیں اور معزول کرنا لازم ہے، یوں ہی میں جو قرآن مجید غلط پڑھتا ہے یا طاعت صحیحہ نہ کرتا ہو اس کا معزول کرنا فرض ہے، ایک ہویا دونوں اور اگر صحت ذہب قرأت و طہارت میں بقدر جواز نماز ہیں اور امام و ظیفہ پاتا ہے تو بلا قصور پہلے کو معزول کرنا گناہ نہیں اگر بلا وجہ ایذا سے مسلم کہ لا یعزل صاحب و ظیفہ بعید جنتہ (کسی صاحب ظیفہ کو بغیر کسی گناہ کے معزول نہیں کیا جاسکتا۔) اور متولی کا کہنا کہ مسجد جاری ہے ہم جو چاہیں کریں محض باطل ہے، مسجدیں اللہ عزوجل کی ہیں ان المسجد لله فلا تدعوا صم اللہ احدًا (یقیناً مسجدیں اللہ تعالیٰ ہی کی ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی کی بندگی نہ کرو۔) اس میں وہی کیا جائے گا جو حکم شرع ہے اور اس کا یہ زعم باطل ہے کہ مقتدی پوچھ نہیں سکتے بلکہ امام و مولوی مقرر کرنے میں متولی کا اختیار نہیں جبکہ خود بانی مسجد اس کے اقارب میں ہر امام و مولوی کے نصب میں پہلا اختیار بانی پھر اس کے اولاد و اقارب کا ہے اور دوسرا اختیار مقتدین کا ہے یہ بھی جبکہ جس کو بانی مقرر کرنا چاہتا ہے اور جسے مقتدی چاہتے ہیں دونوں یکساں ہوں اور اگر جسے یہ چاہتے ہیں وہی شرعاً اولیٰ ہے تو انھیں کا اختیار نہ جائے گا متولی اس بارے میں کوئی چیز نہیں۔ در مختار (میں ہے) ۱

الباقی للمسجد اولى من القوم ينصب الامام و
 المؤذن في المختار (وکن اولاد و عشیرتہ
 اولی من غیرہم اشباہاً اشامی) الا اذا عین
 القوم اصلہ من عینہ الباقی (لان منفعة
 ذلک ترجح الیہم) انفع الوسائل (امش)

مختار قول کے مطابق امام اور مؤذن مقرر کرنے کا حق دیگر
 لوگوں کی نسبت باقی مسجد کو زیادہ ہے (اسی طرح
 اسکی اولاد اور خاندان بھی دیگر حضرات سے زیادہ مختار
 ہیں اور شامی) البتہ اس صورت میں کہ جب قوم باقی
 مسجد سے اعلیٰ و صالح امام مقرر کرے تو وہی بہتر ہوگا
 (کیونکہ اس کا نفع قوم کو پہنچے گا اعلیٰ الوسائل (امش) (دست)

اور اگر امامت بلا وظیفہ ہے اور پہلا امام شرعاً اس دوسرے سے اولیٰ تھا تو متولی نے وہہر انظم کیا راجح کو
 بنانا اور مرجوح کو بڑھانا اور دونوں برابر ہیں جب بھی بلا وجہ پہلے کو ایذا دی جائے تو کب ہو اور اگر یہ دوسرا اولیٰ باقی معنی کہ پہلے
 کے پیچھے نماز میں کچھ کراست تھی اس کے پیچھے نہیں تو متولی نے اچھا کیا مقتدیوں کا اس پر اعتراض یہاں ہے نماز اس کے
 پیچھے ہی مطلقاً جائز ہے جبکہ مذہب و قرئت و طہارت و اعمال صحیح ہوں۔ اور مسجد کا تو کوئی مجرم ہی نہیں اس میں ہر حال
 جائز ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۹ ازا تھو دار ریاست او پور ملک میواڑ سراف الدین صاحب ۲۲ جون ۱۹۲۰ء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و احتیاج شرعیہ متین کہ ایک شخص مسائل نامہ عددہ کے تھوڑا بہت واقفیت سے
 مگر جزو عرصہ سے اس کے کانوں میں سناہت کم ہو گئی ہے یعنی اونچا سنتے ہیں تو ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز
 ہے یا نہیں، ہونے کا سبب غلاصہ تحریر فرمائیں اور اگر بہرے پیش امام نے نماز میں غلطی کی اور اپنے مقتدی کا فقرہ نہ سنا
 تو نماز میں کوئی غلطی تو نہیں آتا ہے یا آتا ہے اس کا جواب باصواب مع فقرہ و حدیث اور کتب فقہ و حدیث کا حوالہ بھی
 ضرور تحریر فرمائیں، اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ ۲۲ جون ۱۹۲۰ء ازا تھو دار ریاست اودھ سے پور
 ملک میواڑ سراف الدین۔

الجواب

بہرے کے پیچھے نماز جائز ہے مگر اس کا غیر اولیٰ ہے جبکہ علم مسائل نماز و طہارت میں اس سے کم نہ ہو اور

۳۹۰/۱	مطبوعہ مطبع مجتبیٰ دہلی	کتاب الوقت فصل یامی شرط الوقت فی اجارۃ	لے در مختار
۲۵۴/۲	مطبوعہ ابابائی مصر	" " " " " "	لے رد المختار
۳۹۰/۱	مطبوعہ مجتبیٰ دہلی	" " " " " "	لے در مختار
۲۵۴/۲	مطبوعہ ابابائی مصر	" " " " " "	لے رد المختار

غفلتی جس پر غمزدیہ اگر منصب نماز تھی نماز جاتی رہی ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۹۱ از تحسین پور مراد آباد مدرسہ مدرسہ مولوی عبدالرحمن مدنی ۸ ذی قعدہ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دینی اس مسئلہ میں کہ سفر میں امام کے عقائد کی تصدیق کی ضرورت ہے یا نہیں۔

الجواب

ضرورت ہے اگر محلی مشبہ ہو مثلاً کسی سے سنا کہ یہ امام وہابی ہے وہ کہنے والا اگرچہ مادل نہ ہو صرف مستور ہو تحقیق ضرور ہے۔

قال رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیف وقد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، کیسے نہیں ہو سکتا، حالانکہ یہ کہا گیا ہے۔ (ت)

یادہ بستی و داریہ کی ہو تو تحقیق کرو اور اگر کوئی وجہ مشبہ نہیں تو نماز پڑھے پھر اگر بعد کو ثابت ہو کہ مثلاً وہابی تھا عادیہ فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۹۲ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ

(۱) ایک مسجد فرقہ غیر مقلد نے سستی حنفی اشخاص کے محلہ میں کسی طرح پر امنی کا بیٹھا کر کے تعمیر کرائی اور اس کے دروازے پر ایک پتھر جس پر لفظ اہل حدیث مشبہ نصب کر دیا۔ پڑھنے لگنے اس مسجد میں بعض نادان لوگ سستی حنفی ہو کر بھی اکثر اوقات ان کی جماعت میں شریک ہو کر نماز پڑھ لیتے ہیں ان کی نماز غیر مقلد امام کے پیچھے ہوگی یا نہیں؟

(۲) اگر اس مسجد سستی حنفی امام کے پیچھے حنفی لوگ غیر مقلدوں کی جماعت کے بعد یا اول ہر روز یا جمعہ کے روز ادا کریں تو نماز ہوگی یا نہیں؟

(۳) اور اگر سستی حنفی امام کے پیچھے غیر مقلد شخص اسی مسجد میں جماعت میں شریک ہو کر نماز اپنے طریقہ پر پڑھے یعنی آمین بالجہر کرے اور رفع یدین کرے تو حنفیوں کی نماز میں کوئی نقص فائدہ ہوگا یا نہیں؟ بیٹھنا تو جہر و

الجواب

(۱) غیر مقلد کے پیچھے نماز باطل محض ہے ہرگز نہ ہوگی اور پڑھنے والے کے سر پر گناہ عظیم ہوگا۔ فتح العتدیر میں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

ان الصلوۃ خلف اہل الاہواء لا تجوز
ابن ہوام و جماعت کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ (ت)
۱۹/۱ مطبوعہ قدیمی کتب حسناء کوٹہ
۲۰۴/۱ مکتبہ نوید رضویہ سکسٹر
۱۹/۱ باب الرحلۃ فی المسائل النازلہ
باب الامارۃ

واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) سُنی امام کے پیچھے نماز ہو جائے گی مگر اس مسجد میں پڑھنے سے مسجد کا ثواب دے گا کہ یہ شرعاً مسجد نہیں اور بلا حد شرعی ترک مسجد گناہ ہے، حدیث میں ہے:

لا صلاۃ لرجل من المسجد الا فی المسجد کے پڑوسی کی نماز مسجد ہی میں
المسجد۔ واللہ تعالیٰ اعلم ہو سکتی ہے۔ (ت)

(۳) جماعت میں غیر مقلد کے شریک ہونے سے ضرور نماز میں نقص پیدا ہوتا ہے اول تو اُس کے آمین بالجہ سے طبیعت مشوش ہوگی اور دوسرا عظیم نقص یہ ہے کہ اس کی شرکت سے صفت قطع ہوگی کہ اس کی نماز نماز نہیں ایک بے نمازی شخص صفت میں کھڑا ہوگا البتہ صفت کا قطع ہے اور صفت کا قطع ناجائز ہے۔ صحیح حدیث میں فرمایا:

من قطع صفا قطعہ اللہ بئہ جس نے صفت قطع کی اُسے اللہ تعالیٰ (اپنی رحمت) قطع کر دے۔
معتمد مذہبوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے بھی حدیث میں منع فرمایا ہے، لا تقصروا معہم (اُن کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

۹۵۹ھ میں از شہر محدث شاہ دان مرشد سید میرزا حسین صاحب مراد ۲ ذی الحجہ ۱۲۳۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) نماز جماعت سُنی منفی اشخاص کی طالب علمان حدیثہ مداری و روانہ و سرائے غام کے پیچھے ہوگی یا نہیں۔
(۲) اگر کسی مسجد میں پیش امام مقرر ہو تو حاضرین مسجد کسی شخص کو اپنے میں سے منتخب کریں تو اس میں کس کس احتلام و الزام اور کس کس بات کی ضرورت ہے؟

(۳) امام ہر طبقہ کے لوگوں میں سے کہ جو اس وقت موجود ہوں کثرت رائے سے منتخب ہو سکتا ہے یا جو دیگر وہ منتخب شدہ شخص اپنے آپ کو امامت کا اہل نہ سمجھتا ہو مگر اجماع اس کی امامت پر ہو جائے تو وہ امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟ بیہذا توجہ و

۱/۲۲۶ مطبوعہ دار الفکر بیروت کتاب الصلوۃ و صلوۃ لیل المسجد
۱/۹۷ باب تسمیۃ الصلوۃ - آفتاب عالم پریس لاہور
۱/۵۴۰ کنز العمال الباب الثانی فی ذکر الصلوۃ حدیث ۳۲۵۲۸، ۳۲۵۲۹ مطبوعہ مکتبۃ الرسالۃ بیروت

الجواب

- (۱) جو مدرسہ خلاف مذہب اہلسنت ہو اس کے طلباء کو امام نہیں بنا سکتے واللہ تعالیٰ اعلم
- (۲) امام ایسا شخص کیا جائے جس کی طہارت صحیح ہو قرأت صحیح ہو سنتی صحیح العقیدہ ہو قیاسی نہ ہو اس میں کوئی بات لغت مقتدیان کی نہ ہو مسائل نماز و طہارت سے آگاہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم
- (۳) جو شخص شرائط نہ کر لیا جائے وہ امام کیا جائے اگرچہ وہ اپنے آپ کو نااہل کہے اور جو واقعی نااہل ہے وہ امام نہیں ہو سکتا اگرچہ سب کی رائے ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم
- مشتملہ مسئلہ مسلمانان شہر کھنہ روہیلی تولد ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ
- کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کرتا اس طرح کا پہنا کرتا ہے جس کی آستینیں گھنٹیوں کے برابر بلکہ کچھ اونچی ہوتی ہیں یعنی گھنٹیاں نکل رہتی ہیں ایسا کرتا اپنے ہونے پر زید کو امام بنایا جاسکتا ہے یا نہیں اور کوئی نقص اس کے کچھ نماز پڑھنے میں تو نہیں آتا ہے، زید کہ اس قدر مقدور بھی ہے کہ وہ پوری آستینوں کے کرتے بنوا کر پہن سکتا ہے اور امامت کرنے کے وقت انگریزوں وغیرہ نہیں پہنتا، علاوہ اس کے زید کو علم بھی اچھا ہے اور ہر ایک مسائل سے واقفیت رکھتا ہے۔

الجواب

بیان سائل سے معلوم ہوا کہ وہ کرتے ایسے ہی آدھے آستین کے بناتا ہے اور نماز کے وقت انگریز پہن سکتا ہے مگر نہیں پہنتا اور بازار کو انگریز کھاپن کر جاتا ہے، اس صورت میں زید کے پیچھے نماز اگرچہ ہو جاتی ہے مگر کراہت سے خالی نہیں فائدہ اذن من ثياب مهنته و الصلوة فيها مكره و هتہ (کیونکہ یہ اس کے کام کاج والے کپڑے ہوں گے اور ان کے ساتھ نماز نہ کرنا مکروہ ہے۔ ت) جب خود ہی علم ہے اور اسے سمجھا یا جاسے کہ دربار الہی بازار سے زیادہ قابل تعلیم و تدقیق ہے قال اللہ تعالیٰ اخذوا منینت کو عسک کل مسجد و قال ابن عمر اللہ احق قنیزین لہ (اللہ تعالیٰ کا ارشاد و گرامی ہے، جب تم نماز کے لئے مسجد میں جاؤ اپنی زینت اختیار کرو۔ اور حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ اس بات کا حقدار ہے کہ تو اس کی بارگاہ میں زینت اختیار کرے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مشتملہ مسئلہ از قصبہ عمری ڈاک خانہ خاص ضلع ارد آباد مسئلہ علامہ حلیہ اسرار الحق انصاری قادری ۱۲ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین صورتہائے مصلحہ ذیل میں کہ

(۱) وہابی امام کے پیچھے اہلسنت وجماعت کی اقتدار نماز خواہ پنجگانہ یا تراویح یا جمعہ یا عیدین یا فرائض یا نماز جنازہ میں درست ہے یا کیا حکم ہے؟

(۲) زید مولویان فرقہ وہابیہ دیوبندیہ کو عالم دین سمجھتا ہے اور ان کی تعلیم و تکریم بھی کرتا ہے لیکن خود عالم نہیں ہے اب زید مذکور اہلسنت وجماعت کی امامت کر سکتا ہے یا نہیں اور اس کی امامت سے نماز سنتی کی صحیح ہے یا کیا؟

(۳) زید فرقہ وہابیہ دیوبندیہ کو برا سمجھتا ہے اور کہتا ہے لیکن ان کی امامت سے نماز بلا تکلف پڑھتا ہے اور عروہ سنتی سنتی ہے اور وہابیہ کے پیچھے نماز پڑھنے سے اعتزاز کرتا ہے خیال نہ ہونے نماز جائز کے، لہذا زید مذکور کی امامت سے عروہ مذکور کی نماز صحیح ہوگی یا نہیں اور کیوں؟

(۴) امام جمعہ وہابی عقائد کے اصراف ایک ہی مسجد میں جمعہ ہوتا ہے آیا سنتی اس کی امامت میں نماز جمعہ پڑھ سکتا ہے یا نہیں اور اگر نہیں تو کیا نماز ظہر ہی ادا کرے؟

(۵) اگر امام جمعہ نمران (۲) یا (۳) مذکورہ میں سے کوئی ہو تو اہل سنت وجماعت اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں اور نماز صحیح ہوگی یا کیا۔ نیز نماز عیدین کے بارے میں ایسی صورت میں کیا حکم ہے؟

(۶) امام سنتی المذہب سے اور چار مقتدی بن یں سے ایک شخص کا لی ہے اور وہابی تین صورت تھائے مذکورہ نمبر ۱، ۲، ۳ کے میں ایسی حالت میں جمعہ قائم کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(۷) نماز مغرب یا کسی وقت کی برجماعت ساتھ امام صورت تھائے مذکورہ نمبران (۱)، (۲) یا (۳) کے ہو رہی ہے تو کیا سنتی المذہب شریک جماعت ہو سکتا ہے یا نہیں اور تہ پڑھنے کی حالت میں نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟

(۸) حافظ ابنہ کی امامت جائز ہے یا نہیں نماز پنجگانہ یا تراویح میں بشرطیکہ سوائے اس کے اور کوئی حافظ لیسر آن موجود نہیں ہے البتہ ناظرہ خوال پسند ہیں؟

(۹) صورت تھائے مذکورہ المذہب نمران (۲) یا (۳) میں سے اگر امام ہو تو نماز تراویح میں اس کی اقتدار جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

(۱) وہابی کے پیچھے کوئی نماز فرض خواہ نفل کسی کی نہیں ہو سکتی نہ اس کے پڑھنے سے نماز جنازہ ادا ہو اگرچہ نماز جنازہ

میں جماعت و امامت شرط نہیں و لہذا اگر حجت امام اور مرد مقتدی ہے نماز جنازہ کا فرض ادا ہو جائے گا کہ

اگرچہ مقتدیوں کی اس کے پیچھے نہ ہوئی خود اس کی جو گئی اور اسی قدر فرض کفایہ کی ادا کو کافی ہے مگر وہابی کی

تو نماز خود باطل ہے لہذا لا ینفذ لہ ولا یمسک لہ لا ینفذ لہ دیکر تک اس کا تو کوئی دین نہیں اور جس کا

دین نہیں اس کی نماز نہیں۔ ت، تو نہ اُس کی اپنی ہو سکتی ہے نہ اُس کے پیچھے کسی کی اگرچہ اس کا ہم مذہب ہو یا اور کسی قسم بد مذہب ہو سکتی تو سکتی، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) دیوبندی کی نسبت علامہ کلام حرمین شریفین نے بالاتفاق فرمایا ہے کہ وہ مرتد ہیں۔ اہل شیعہ کے قاضی عیاض و برائید و محبت الانہر و درختارہ غیرہ کے حوالے سے فرمایا کہ من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفرہ (جس نے اس کے کفر و عذاب میں شک کیا وہ بھی کافر ہو گیا ہے)۔ جہاں کے اقوال پر مطلق ہو کر اُن کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر اور ان کی حالت کفر و ضلال اور اُن کے کفری دلعون اقوال طشت از بام ہو گئے ہر شخص کو زرا بیشکلی نہ ہو اُن کی حالت سے آگاہ ہے پھر انہیں عالم دین جانے تو ضرور متہم ہے اور اس کے پیچھے نماز باطل محض۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) ابھی گزرہ کہ دیوبندیہ کے کافر ہونے میں جو شک کرے وہ بھی کافر ہے مگر انہیں بڑا جانا کافی نہیں تو جو انہیں قابل امامت سمجھتا ہے اُس کے پیچھے نماز بیشک باطل محض ہے فائدہ عنہم (کیونکہ وہ بھی انہی میں سے ہے۔ ت، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) اہل سنت پر فرض ہے کہ اپنا امام مستحق صحیح العقیدہ مجددین کے لئے مقرر کریں و پانی کے پیچھے نماز باطل محض ہے اور شہروں میں بیدار ترک عوام سپہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) اس کا جواب انہیں خبروں میں گزرا۔

(۶) ایسی صورت میں جبر قائم نہیں ہو سکتا کہ اس کے لئے امام کے سوا کم از کم تین مقتدی درکار ہیں اور یہ سب ایک ہی ہے باقی تین مقتدی نہیں اینٹ پتھر کی مورتیں ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۷) بار بار بتا دیا گیا کہ اُن کے پیچھے نماز باطل اور خود اُن کی نماز باطل وہ نماز ہی نہیں لغو حرکات ہیں مسلمان اُسی وقت اپنی جماعت قائم کریں اور جماعت نہ ملے تو اپنی تنہا پڑھے۔

(۸) ناجائز امامت جائز ہے، ہاں اگر اُس سے افضل موجود ہو تو خلافت اولیٰ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۹) کتنی بار کہا جائے کہ کسی نماز میں اصلہ جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از شہرہ ونگر پور ملک میواڑ راجپوتانہ بر مکان جمہار سکندر خان مسئلہ جبر و خوف غاں

۱۳۳۹ھ محرم ۱۳

کیا فرماتے ہیں علامہ دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص نبوی ہو یا رمال یا قال و دیکھنے والا اُس پر ہجرت

ہیئے والا ہوا امامت کرتا ہو اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب

نجومی و ربانی قابل امامت نہیں، یونہی مجبوسے عالم مولد اسے، ہاں اگرچہ ترطوبہ پر غالب دیکھے اور اس پر یقین کرے نہ یقین دلائے تو حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ملت شملہ از شہر کمنہ مسئول سید محمد علی صاحب رضوی ۱۲ محرم الحرام ۱۳۲۹ھ

اہلسنت و جماعت کا متفق علیہ عقیدہ ہے کہ سیدنا ابابکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام افضل البشر ہیں، زید و خالد و نول اہل سادات میں، زید کا کتاب ہے کہ شخص حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فضیلت دیتا ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے۔ خالد کا کتاب ہے کہ میں علی الاعلان کہتا ہوں کہ حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فضیلت اور ہر سیدہ و سیدہ کے پیچھے نماز مکروہ نہیں ہوتی بلکہ جو تفضیلیہ کے پیچھے نماز مکروہ بتائے خود اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے۔

الجواب

تمام اہلسنت کا عقیدہ اجماعیہ ہے کہ صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم افضل ہیں، ان کے دین کی تصریح ہے زوجہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم دس بہن بہن ہیں، اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ قتوبی خلاصہ و فتح اقتدیر و بحر الزائق و فتاویٰ علیگریہ وغیرہ کتب کثیرہ میں ہے، ان فضل علیہا علیہما عیسیٰ عیسیٰ (اگر کوئی حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم پر فضیلت دیتا ہے تو وہ جہنمی ہے۔ ت) غیرہ ورد الکتب میں ہے، الصلوٰۃ خلف المبتدع تنکروہ بکل حال (بد مذہب کے پیچھے ہر حال میں مکروہ ہے) ارکان اربعہ میں ہے، الصلوٰۃ خلفہم تنکروہ کرہۃ شدیدۃ (ان میں تفضیلی شیعہ کی اقتدا میں نماز شدید مکروہ ہے۔ ت) تفضیلیوں کے پیچھے نماز سخت مکروہ یعنی مکروہ تحریمی ہے کہ پر حسی گناہ اور پھیرنی واجب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ملہ خلاصۃ الفتاویٰ کتب الصلوٰۃ الاقترار باجل الموار مطبوعہ مکتبہ جلیلیہ کوثر ۱۴۹/۱

فت و خلاصۃ الفتاویٰ میں ان فضل علیہا علی غیبا ہے۔

ملہ رد المحتار باب الامامۃ مطبوعہ مصطفیٰ الہیاتی مصر ۱۴۱/۱

ملہ رسائل اور کان فصل فی الجہت مکتبہ اسلامیہ کوثر ص ۹۹

فت، عبارت مضمناً منقول ہے لفظاً نہیں۔ الفتاویٰ میں، فیجوز خلفہ الصلوٰۃ لکن یکرہ کرہۃ متدیرہ

مسئلہ شہر کھنڈ محلہ کانگر ٹوڈ مسئلہ نئے خاں ۱۵ محرم ۱۳۳۹ء
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کاذب آدمی اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

جائز چیزیں بخلاف جائز طور پر بیچا کچھ حرج نہیں رکھتا نہ انہیں کے سبب امامت میں کوئی خلل آئے، ہاں اگر جائز چیزیں بیکر فرب کذب یا عقود غاصہ مثل روفو وغیرہ کا ارتکاب کرے تو آپ بھی فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از صدر بازار بریلی مسئلہ نعت اللہ خاں محرو پوڈ ۱۶ محرم ۱۳۳۹ء
کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

- (۱) زیادہ شستہ جماعت سے تہ تہ تہ کی نماز دہانی کے پیچھے جائز ہے یا نہیں؟
- (۲) بگڑ دہانی ہے اور زیادہ شستہ جماعت تو بکر کی نماز تہ کے پیچھے ہو سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب

شستہ کی نماز دہانی کے پیچھے نہیں ہو سکتی، امام محمد و امام ابو یوسف و امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی ان الصلوۃ حلف اہل البواء لا تجوز دہانی بدست و ہند مذہب کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ تہ بلکہ دہانی کہ غلط کسی کے پیچھے ہو سکتی ہے خود تنہا دہانی کے پیچھے کسی کی نماز ہو سکتی ہے اگرچہ اس کا ہم مذہب ہو کہ صحت نماز کے لئے پہلی شرط اسلام ہے اسد بابیر تو ہیں خدا و رسول کے سبب اسلام سے خارج ہیں۔ فتاویٰ علمائے کرام عربی شریفین میں ہے

من شك في كفره و هذا به فقد كفر به
واللہ تعالیٰ اعلم۔ جس نے اس کے کفر و مذاہب میں شک کیا وہ بھی کافر ہو گیا۔ (دستا)

مسئلہ از موضع برتا پر ضلع بریلی مسئلہ گلزار شاہ ۱۷ محرم ۱۳۳۹ء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چند آدمی ناخواندہ قطعاً ہیں اور ان آدمیوں میں ایک آدمی کچھ ناخواندہ عربی کا ہے لیکن پیشہ فقیری کا ہے اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

فقیری کا پیشہ کہ تندرست ہوتے ہوئے بھیک مانتے پھرتے ہیں حرام ہے اور اس کی کما فی غیث اور اسے
سلف فقیر فقیر باب الامارۃ مطبوعہ مکتبہ نور بدھتویہ سکھ
ملک در مختار باب المرتد مطبوعہ مجتہدانی دہلی
حسام الحسین علی منہد الکفر و النین مکتبہ نبویہ لاہور

امام بنانا گناہ، اس کے پیچھے نماز پڑھنی گناہ، اس میں سے کسی پر نیز گناہ پڑھنی صحیح العقیدہ ہو وہ مفصل ٹھیک کرتا ہو نماز صحیح پڑھتا ہو امام بنائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از ضلع سیونی چپاڑ محلہ قاضی محاکم متوسط مسئلہ محمد نور الحسن صاحب ۲۳ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ مندرجہ ذیل حدیث شریف کو جھوٹا کہتے ہیں وہ یہ ہے۔

عمر بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب فتح ہوا تو ہر ایک قوم نے اسلام لانے میں جلدی کی اور میرے والد نے اپنی قوم سے اسلام لانے میں جلدی کی پس جب وہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے واپس آئے تو انھوں نے فرمایا واللہ میں تمہارے پاس اُس سچے نبی امدادی کے پاس سے آیا ہوں پس تم لوگ نماز ایسے ایسے وقت میں پڑھا کر پس جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے ایک اذان کے اور تم میں سے زیادہ قرآن پڑھا ہو اتھاری امامت کر لے پس انھوں نے دیکھا تو کجہ سے زیادہ قرآن خواں کسی کو دہرایا کیونکہ میں سواہل سے (جو ہمارے پاس سے گزرتے تھے) سیکر لیا کرتا تھا انھوں نے مجھ کو اپنا امام بنایا اور میں چھوٹا سات برس کا لڑکا تھا اور مجھ پر ایک چادر ہوتی تھی جب میں سجدہ کرتا تھا تو وہ چادر مجھ سے سُکر جاتی تھی پس قبیلہ کی ایک عورت نے کہا تم ہم سے اپنے قاری کے سر پر نہیں ڈھانکتے پس انھوں نے کپڑا خرید لیا اور انھوں نے میرے لئے ایک ٹوٹا بنایا پس میں جیسا اُس کپڑے سے خوش ہوا اور کسی چیز سے خوش نہیں ہوا بخاری اور نسائی کی روایت بھی ہے کہ میں ان کی امامت

عمر بن سلمہ قال لما كانت وقعة اليمامة يادرك قومه باسلامهم وسبدا راني قومي باسلامهم فلما قدم قلبي جنتكم واللهم من عند النبي صلى الله تعالى عليه وسلم حقا فقال صلوا وصلا كذا في حين كذا وصلا كذا في حين كذا فاذا حصرمت الصلا فليؤذن احدكم فليؤمكم اكثركم قرانا فنظر واحدكم يكن احدكم فليقرنا مني لما كنت اتقى من التركبان فقد هوى بين يديهم وانا اجبت ست او صهم سنين وكنت على يردة كنت اذا سجدت تقصصت عنى فقالت امرأة من آل حنيفة لا تقطوا عمامت قاسمكم لما شئروا فقطعوها فقيصمها فما فرحت بشئ من حرجي بذلك القيصم رواه البخاري وفي رواية النسائي كنت او صهم وانا ابن ثمان سنين وفي رواية لابن داود وانا ابن سبع سنين او ثمان سنين وفي رواية للاحمد وابن داود فما شهدت مجععا من جرهم الا كنت احامهم الى يوم هذا

کراتا تھا اور میں آٹھ برس کا تھا اور ابی داؤد کی روایت میں زیادہ ہے کہ سات یا آٹھ برس کا لڑکا تھا اور احمد

اور اورداد کی ایک روایت میں زیادہ ہے کہ میں جرم قصید کے کسی مجمع میں نہیں حاضر ہوا مگر وہ آج کے دن تک وہاں مجھ کو امام بناتے ہیں۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ پھر نابالغ کی امامت جائز ہے اور امام حسن بصری اور اسحاق اور امام شافعی اور امام حنفی کا بھی مذہب ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ بچے کی امامت کے منع میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ آیا یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں، اور اگر کوئی شخص اس حدیث شریف کو جھوٹا کہے تو اس کے واسطے شریعت کی طرف سے کیا حکم ہے، اور ایک لڑکا ہے جو دیکھنے میں بالغ معلوم ہوتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں بالغ ہوں اور بالغ کی علامت پائی جاتی ہے اور اس کی عمر ۱۴ برس کی ہے اور وہ قرآن شریف کو ٹھیک طور سے حروف کی ادائی کے ساتھ پڑھتا ہے لیکن بعض لوگ اس کو نابالغ کہتے ہیں اس کی بات پر یقین نہیں کرتے، دریافت طلب یہ بات ہے کہ وہ نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں اور اس کے پیچھے جائز ہے یا نہیں یا ہر وہ سوالوں کے جواب یا صواب سے مشرف فرمایا جائے۔

الجواب

چودہ برس کی عمر کا لڑکا جب کہ میں بالغ ہوں اس کا قول واجب القبول ہے اور اسے بالغ مانا جائے گا اور اس کے پیچھے نماز جائز ہوگی جبکہ ظاہر حال اس کی تکذیب نہ کرتا ہو، اور نابالغ چار سے ائمہ کے نزدیک بالغ کا امام نہیں ہو سکتا کہ وہ متغفل ہے اور یہ حدیث صحیح نہیں ہو سکتا۔ حدیث صحیح ہے اسے جھوٹا کہنا جمل یا عناد، اور اس کے جوابات فی القدر و فی الشرح ہدایہ میں مذکور ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مشتملہ از شہر محلہ قراوان مستولہ عبد الحکیم خیاط قادری رضوی ۲۳ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ
کیا ارشاد ہے شریعت مقدمہ کا اس مسئلہ میں کہ نیک بد مذہبوں کے یہاں طائیفہ کھاتا ہے بد مذہبوں سے میل جول رکھتا ہے مگر خود سستی ہے اس کے پیچھے نماز کیسی ہے اور اس کی تراویح سننا کیسا ہے یہ بیسوا امتو جدوا

الجواب

اس صورت میں وہ فاسق ملعون ہے اور امامت کے ہائے نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مشتملہ از شہر محلہ ذخیرہ مستولہ منشی شوکت علی صاحب محرم چنگی ۲۳ محرم ۱۳۳۹ھ
کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ امامت کی کن شخصوں کی جائز ہے اور کن کن کی ناجائز اور مکروہ، اور سب سے بہتر امامت کس شخص کی ہے؟

الجواب

جو قرأت غلط پڑھتا ہو جس سے معنی فاسد ہوں یا دھن یا غفل صحیح نہ کرتا ہو یا ضروریات دین سے کسی چیز کا منکر ہو جیسے وہابی، افضی، غیر مقلد، نیچری، قادیانی، چکرالوی وغیرہ یا وہ جوان ہیں سے کسی کے عقائد پر مطلع ہو کر اس کے

کفر میں شک کرے یا بس کے کافر کئے میں شامل کرے اُن کے پیچھے نماز محض باطل ہے اور جس کی گمراہی حد کفر تک نہ پہنچی ہو جیسے تفسید کوئی علی کو شیخین سے افضل بتاتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم یا تفسیق کہ بعض صحابہ کرام مثل امیر معاویہ و عمرو بن عاص و ابو ذر غفاری وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بُرا کہتے ہیں ان کے پیچھے نماز بکراہت شدیدہ تحریمیہ مکروہہ ہے کہ انہیں امام بنانا حرام اور ان کے پیچھے نماز پڑھنی گناہ اور جہنمی پڑھی ہوں سب کا پھیرنا واجب اور انہیں کے قریب ہے فاسق معلن مثلاً دارحیٰ منڈا یا شمشانی رکھنے والا یا کترو اگر حد شرع سے کم کرنے والا یا کندھوں سے نیچے عورتوں کے سے پانی رکھنے والا خصوصاً وہ جو کوئی گنہگار ہے اور اس میں موبان و اسے یا ریشی کپڑے پہنے یا مفرق ٹوٹی یا ساٹھے چارہاٹے زائد کی انگوٹھی یا کی نگ کی انگوٹھی یا ایک نگ کی دو انگوٹھی اگر چہ مل کر ساٹھے چارہاٹے سے کم وزن کی ہوں یا شود وغیرہ یا پانچ دیکھنے والا فن کے پیچھے بھی نماز مکروہ تحریمی ہے اور جو فاسق معلن نہیں یا قرآن میں دو غلطیاں کرتا ہے بھی سے نماز فاسد نہیں ہوتی یا ناجنبا یا حامل یا غلام یا ولد الزنا یا خوب صورت امرو یا جہمی یا برص وان جس سے لوگ کراہت و نفرت کرتے ہوں اس قسم کے لوگوں کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہے کہ پڑھنی خلافِ اولیٰ اور پڑھ لیں تو کوئی حرج نہیں اور اگر کسی قسم اخیر کے لوگ حاضرین میں سب سے زائد مسائل نماز و طہارت کا علم رکھتے ہوں تو انہیں کی امامت اولیٰ ہے بخلاف ان سے پہلی دو قسم والوں سے کہ اگرچہ عالم فقہ ہو وی حکم کراہت رکھتا ہے مگر جہاں جمعہ یا عیدین ایک ہی جگہ جمعہ ہوتے ہوں اور ان کا امام بدعتی یا فاسق معلن ہے اور دوسرے مصلحتاً سو وہاں ان کے پیچھے جمعہ و عیدین پڑھنے جائیں بخلاف قسم اول مثل دیوبندی وغیرہم، نہ ان کی نماز نماز ہے نہ اُن کے پیچھے نماز نماز، ان فرض وہی جمعہ یا عیدین کا امام ہوا اور کوئی مسلمان امامت کے لئے نہ مل سکے تو جمعہ و عیدین کا ترک فرض ہے جمعہ کے بدلے ظہر پڑھیں اور عیدین کا کچھ عرض نہیں امام اُسے کیا جائے جو سستی صحیح العقیدہ صحیح الطہارۃ صحیح القراءۃ مسائل نماز و طہارت کا عالم غیر فاسق ہو نہ اس میں کوئی ایسا جسمانی یا روحانی عیب ہو جس سے لوگوں کو تنفر ہو رہے اس مسئلہ کا اجمالی جواب اور تفصیل بموجب تعویذ و اطلب واللہ تعالیٰ حلہ بالصواب۔

مسئلہ از تشریح امور پس پوزیشن برٹی مسئلہ مافظا براہیم خاں ۱۴۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امامت کا مصلحتی اگر دین میں ڈالا جائے تو کون سے دین میں ڈالا جائے اگر بائیں دین میں ڈالی جائے تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

سنت یہ ہے کہ امام مسجد کے وسط میں کھڑا ہو، اگر مثلاً اندر کی مسجد چھوٹی ہو اور باہر کی مسجد جنوب یا شمال کی طرف زیادہ وسیع ہو تو جب اندر پڑھائیں اُس حصہ کے وسط میں امام کھڑا ہو اور جب باہر پڑھائیں تو اس حصہ کے وسط میں خواہ وہ کسی در کے مقابل ہو یا سب دروں سے باہر ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ شہر گنہ محلہ دھرمی ٹولہ مسئلہ حبیب اللہ خاں صاحب ۲۹ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص جھوٹے مسئلے ظاہر کرے اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

اگر قصداً جھوٹا فتویٰ دیا قابلِ امامت نہیں کہ سخت کبیرہ کا مرتکب ہوا اور بہانت سے ایک آدمی بار فتویٰ میں دخل دیا
اُسے سمجھایا جائے تا تب ہوا ورنہ باز رہے تو اس کی امامت میں حرج نہیں اور اگر عادی ہے اور نہیں چھوڑتا تو فاسق
ہے اور لائقِ امامت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۸۱۹ از شہر محلہ بھڑا مسئلہ حشمت علی ۲۱ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید و بابیہ کے پیچھے نماز پڑھتا ہے اہلسنت و جماعت کا زید کے پیچھے
نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب

جو وہابی کہ وہابی جان کر اس کے پیچھے نماز پڑھے اگر وہابی کہ قابلِ امامت جانتا ہے خود وہابی ہے اور اس کے پیچھے
نماز باطل محض اور نہ اپنی نماز کا باطل کہنے والا اور کہ اگر فاسق معلن ہے اُسے امام بنانا گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز
مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۸۲۰ بشارت گنج ضلع بریل مسئلہ حاجی غنی رضا خاں صاحب ۲۸ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دارمی منڈا نے والے کو قتل صفت میں جماعت پڑھ کر پکڑنا چاہئے یا پھیل
صفت میں۔ نزدیک ہے کہ اس کی مانعت کسی جگہ شرع میں نہیں ہے اور دارمی منڈا نے والہ جماعت بھی پڑھا سکتا ہے
کیونکہ نماز فاسق کے پیچھے بھی جائز ہے اور یہ بھی تحریر فرمائیے گا کہ امام کی دارمی کتنی بڑی ہوتی چاہئے اور دارمی منڈا نے والے
کی نماز میں تنہا پڑھنے میں کچھ فرق آتا ہے کہ نہیں؟

الجواب

دارمی منڈا فاسق ہے اور فسق سے تلبیس ہو کر بلا توبہ نماز پڑھنا باعثِ کراہت نماز ہے جیسے ریشمی کپڑے پس کر
یا صرف پانچ جامہ پس کر اور دارمی منڈا نے والہ فاسق معلن ہے، نماز پڑھنا یا پس کرنا فاسق سے کفر نفس ساقط ہو جائے گا
ورنہ گنہگار ہو گا لے امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب، باقی اگر وہ معصوبِ اول ہیں
اُسے تو سے ہٹانے کا حکم نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۸۲۱ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں جو شخص تارکِ الجماعت بھی ہو اور نماز پڑھتا
پڑھانے کی اجرت یا تنخواہ بطور چندہ مسلمانوں سے طلب کرے اُس کے پیچھے نماز جمعہ جائز ہے یا نہیں اور وہ تہہ کی

نوکری بھی کرتا ہو۔

الجواب

بیانی سائل سے واضح ہوا کہ یہ شخص باوصف قدرت اصلاً جماعت میں نہیں آتا اور اپنا آنا اس شرط پر مشروط کرتا ہے کہ مجھے خواہ دو تو امامت کروں، اور پھر قرآن مجید پڑھنے کی نوکری کیا کرتا ہے۔ تحدیث قرآن مجید کی نوکری تو ناجائز و حرام ہے، کما حققه العلامة الشامی فی اجامۃ مراد المحتاسر (جیسا کہ علامہ شامی نے رد المحتار کے باب الاہارہ میں اس کی تحقیق کی ہے۔ ت) اور امامت کی نوکری اگرچہ اب جائز ہے کما هو موضح بہ فی الفتاوی (جیسا کہ متن میں اس پر تصریح ہے۔ ت) مگر نہ اس طرح کہ نوکری نہ ہو تو جماعت ہی کو نہ آئے ایسا تو کہ جماعت باوصف قدرت بیشک خاسر مروجہ الشہادۃ سے نص علیہ العلماء الکبار و شہدیت بها الاحادیث والاشاد (اس پر اکابر علما نے تصریح کی اور احادیث و آثار اس پر شاہد ہیں۔ ت) اس کے پیچھے نماز و تہجد و تحریک قریب بحرام ہے کما حققه العلامة المحقق ابراہیم الحبیبی فی الفیۃ شرح المسبۃ (جیسا کہ فاضل محقق ابراہیم حبیبی نے غیۃ شرح فیہ میں تحقیق کی ہے۔ ت) جہاں کہ جب متعدد مساجد میں ہوتا ہے نماز جمعہ بھی ہرگز اس کے پیچھے نہ پڑھی جائے، لانہ بسبیل من التعلول کما فی فتح القدیر و غیرہ (کیونکہ وہاں سے غفلت ہونا ممکن ہے۔ فتح القدیر و غیرہ میں ایسا ہی ہے۔ ت) ایسے شخص کو امام بنانا گناہ ہے کما افادہ فی فتاویٰ الحجۃ (جیسا کہ فتاویٰ الحجۃ سے مستند ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۱۲۲۰ از پل بیت محلہ بھینسا بھار مکان عبدالحکیم صاحب رنگریز مرسلہ عبدالحکیم صاحب

۳ ربیع الآخر ۱۳۲۰ھ

علمائے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں ایک شخص کو قحط کا عارضہ ہے مگر ہر وقت نہیں آتا ہے جس وقت پیشاب پھرے اس کے بعد میں برابر آتا رہتا ہے اور ڈھیلے سے استنجائیں نہ کر سکتا ہے مگر پانی سے استنجا کر کے نصف گھنٹہ تک باغلیتیا ہے تو سوکھ جاتا ہے پھر جب تک پیشاب نہیں پھرتا ہے نہیں آتا ہے مگر کبھی دوسرے تیسرے دن پیشاب پھرے بغیر وقت بھی آ جاتا ہے، ہر روز نہیں آتا ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے فرض پڑنا درست ہے یا نہیں اور یہ شخص حافظ قرآن بھی ہے اس کے پیچھے تراویح بھی درست ہے یا نہیں۔

الجواب

اس کے پیچھے فرض تراویح وغیرہ سب درست ہیں۔ لہذا فرمایا ہے،

يجب من هذه مرة او ثلثه بقدر قدرته معذور پر مذکورہ گناہ یا کم کر دینا اس کی اپنی قدرت

و لو بصلاته مؤمناً و بوجده لا یبقی ذاعذار
والله تعالی اعلم

کے مطابق واجب ہے خواہ اشارہ کر کے نماز پڑھنے سے
عذر موقوف ہو سکے، عند ہشامہ کی صورت میں وہ شخص
معتذر نہ رہے گا۔ (ت) واللہ تعالی اعلم
مسئلہ کیا فرماتے ہیں علماء اس مسئلہ میں کہ امام مصلیٰ پر کھڑا ہوا اور مقتدی بغیر مصلیٰ یعنی فقط صحن میں کھڑا ہو
اس صورت میں نماز مکروہ ہے یا نہیں؟ بیوقوفانہ جواب

الجواب

نماز میں کچھ کراہت نہیں کہ حدیث و فقہ میں کہیں اس کی ممانعت نہیں، نہ امام کی تعظیم شرعاً ممنوع ہے نہ یہ
انفراد علی الکاف کی قبیل سے ہے، بجز الزانی میں ہے، انکوا ہذا لا بد لہا من دلیل خاص (کراہت کے لئے
مستقل دلیل کا ہونا ضروری ہے۔ ت) من الغفار میں ہے، بمثل هذا لا تنفذ الکراہۃ اذ لا بد لہا
من دلیل خاص (اس طرح کی چیز سے کراہت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ اس کے لئے مستقل دلیل کا ہونا ضروری
ہے۔ ت) البتہ اگر امام براؤ نکجہ واستغلا ایسا امتیاز پاس ہے تو اس کی یرنیت سخت گناہ و عوام و کبیرہ ہے۔

قال اللہ تعالی الیس ف جہنم مشوی
للمتکبرین
اللہ تعالی کا فرمان ہے، کیا متکبرین کا ٹھکانہ جہنم میں
نہیں ہے؟ (ت)

اعاذنا اللہ سبحنہ و تعالی بسنہ و کمال کرمہ
اعین۔ واللہ تعالی اعلم
اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم کے ذریعے اس سے ہم
سب کو پناہ عطا فرمائے، آمین (ت)

مسئلہ از قصبہ سردارہ علاقہ کشن گردہ متصل اجیر ہوشیاروں کی مسجد مسئلہ جناب قاضی اکبر صاحب
۲ ذی القعدہ ۱۳۳۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

- (۱) غیر مقلدین کے پیچھے ہماری نماز ہوتی ہے یا نہیں؟
- (۲) غیر مقلدین کو ہماری مقلدین کی مسجد میں آنے دینا درست ہے یا نہیں؟

۵۳/۱	مطبوعہ مجتہدانی دہلی	باب البیض	سہ در مختار
۱۹۳/۲	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب البیض	سہ بحر الرائق
۶۱۴/۱	مصحف البیانی مصر	"	سہ رد المحتار بحوالہ منہ الغفار
			سہ القرآن ۶۰/۲۹

(۳) جس کسی محلہ کی مسجد میں محلہ دارانہ حنفیہ نے متفق ہو کر اپنے محلہ کی مسجد میں ایک تو نوذن اور ایک پیش امام مقرر کر رکھا ہو اور نماز کے وقت نوذن کی راہ دیکھتا ہے کہ وقت ہو جائے تو اذان کے پویش امام مذکور یا دھو مسجد مذکور میں یا خاص محلے پر بیٹھا ہوا ہو اس حالت میں بلور نمازی پیش امام مقررہ کے دوسرا کوئی مسجد مذکور میں اسی محلہ کا یا دوسرے محلہ کا یا دوسرے گاہوں کا اذان دے یا نماز پڑھ لے تو جائز ہے یا نہیں، اگر بلا نمازی یا اذان دینا یا نماز پڑھنا مقررہ کے سوا سے ناجائز ہو اور محلہ دارانہ مذکور منع کرتے ہوں یا دوسرے زمانے تو شرعاً شریف سے ان کے لئے کیا حکم؟ فقط

الجواب

- (۱) ان کے پیچھے نماز محض باطل ہے جیسے کسی یہودی کے پیچھے، فتح القدیر میں ہے :
 ان لصلاة خلف اهل الاهواء لا تجوز۔ اہل بدعت و بد مذہب کے پیچھے نماز جائز نہیں (د)۔
 واللہ تعالیٰ اعلم۔
 (۲) یہ تو معلوم ہو چکا کہ نماز میں ان کا کوئی حق نہیں، ان کی نماز نماز ہی نہیں تو مسجد میں انھیں آنے کا حق نہیں اور ان کے گناہ سے گنتہ ہوتا ہے اور قنہ کا بند کرنا فرض ہے اور وہ قصداً مسلمانوں کو ایذا دیتے ہیں کم از کم اپنی آئین بالجہر کی گواہوں سے جو قصداً اعتدال سے بھی زائد نکالتے ہیں اور یورپی کو مسجد سے روک جانے کا حکم ہے۔ درمختار میں ہے :

يسم منہ وکد اکل موز و لوبیا سے منع۔ ایسے شخص کو تو بل مسجد سے منع کیا جائے اور اسی طرح ہر مکلف دینے والے کو منع کیا جائے گا اگرچہ وہ زبان ہی سے ایذا دے۔ (د)۔
 واللہ تعالیٰ اعلم۔

- (۳) امام معتق بب وجود حاضر ہے تو بے اس کی مرضی کے دوسرے کا زبردستی بلا وجہ شرعی امام بن جانا ناجائز و گناہ ہے۔ حدیث میں فرمایا :

الا لا یؤمن المرء فی سلطان الا کوئی آدمی سلطان اور حاکم (مرا صاحب تصرف) صاحب اختیار ہو یا صاحب مجلس یا امام مسجد کوئی بھی ہو، کی اجازت کے بغیر باذنہ سے۔
 الامت نہ کروائے (د)۔

۲۰۲/۱	مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر	باب الامامة	فتح القدیر
۹۴/۱	مطبع مجتہد فی دہلی	باب ما یفسد الصلوۃ الخ	فتح در مختار
۲۳۶/۱	مطبوعہ ترجمہ صحیح المطابع کراچی	باب من اقی بالامامة	صحیح مسلم

اور مذہبی مقرر کے ہونے کے خلاف مرضی بلا وجہ شرعی اذان دینا اُس کے حق میں ناجائز دست اندازی اور نفرت دلانا
 سچا نہ صحیح حدیث میں اس کے منع فرمایا بشرطِ اذلا تنفسوا (دو گون کو خوش کرو اور نفرت نہ پھیلاؤ۔ ست) ایسے لوگ
 مفصل میں اگر نہ ہوں تو مسجد سے باہر کر دینے کا حکم ہے، ہاں اگر امام ناقابلِ امامت ہے مثلاً غلط خوان یا مری
 وغیرہ تو نہ امام ہے نہ اُس کا پڑھنا امامت۔ یہی مگر کوئی ایسی حالت پر ہو جس کی اذان کے لئے شرعاً حکم احادیث
 ہے تو ایسوں کو اذان و امامت سے باز رکھنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۸۲ از شہر جامع مسجد مولوی محمد افضل صاحب

چرمی فرایند علمائے دین و مفتیان شرعیات میں کہ شخص امام یا
 عربی داند یا اعتقاد خود و نماز نماز میگزارد و باہست
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرعیات میں کہ
 ایک شخص اپنے اعتقاد کے مطابق امام کو چھانیں سمجھتا
 اور نماز گھر میں پڑھتا ہے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

اگر فی الواقع امام بد مذہب یا فاسق معین یا فاسق القروۃ
 است و تہدیش نماز جماعت دیگر مسجد می توان کرد
 اگر نماز بخانه با اہل خود امامت جماعت یا کرد یا تھا نگارد
 اگر دیگرے ندارد۔
 اگر واقعی امام بد مذہب یا فاسق معین یا فاسق القروۃ
 ہو اور اس کو تبدیل نہ کر سکتا ہو، نہ مسجد میں دوسری
 جماعت کر دے، نہ تو اس صورت میں گھر میں اپنے
 اہل کے ساتھ جماعت قائم کرے یا تنہا ادا کرے
 اگر کوئی دوسرا گھر میں نہ ہو۔ (ست)

مسئلہ ۸۳ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر مقتدی امام بد مذہب سے ہوں اور امام فقط ٹوپی پہنے تو مکہ و ہجرت
 یا نہیں؟ بینوا و توجہ و

الجواب

اس میں شک نہیں کہ نماز عمار کے ساتھ نماز بد مذہب سے افضل کہ وہ اسباب تحمل ہے ہی اور یہاں تحمل موجب اذ
 مقام اور بیکے مناسب اس لئے تلاوت قرآن وقت قیام منہ و جب کما فی فتاویٰ قاضی (جیسا کہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ست)
 اور نماز میں کہ گویا دربار عظیم الشان حضرت حکیم الامت الاسلامیہ بل بلذات کی جانری ہے رعایت ثواب بہ نسبت عبادت کے اہم اور
 امام کہ سردار و مطاع قوم ہے اُس کے ساتھ اقی و ایتی، لہذا نظافت ثوب و پاکیزگی لباس و جوہ تعمیر استحقاق امامت
 سے قرار پائی کما فی البد و المحتاد (جیسا کہ در مختار میں ہے۔ ست) مگر بایں ہر صورت مستغفر میں صرف ترک اولیٰ

ہذا تو اس سے کراہت لازم نہیں آتی تاہم اگر اس کا ثبوت کسی خاص دلیل شرعی سے نہ ہو ورنہ نماز پاشت و اشراق وغیرہا پر مستحب کا ترک مکروہ ٹھہرے اور یہ صحیح نہیں، حاشیہ شامیہ میں بجز الراقی سے نقل کیا،

لا يلزم من ترك المستحب ثبوت انكراهية
اذ لا يدل لها من دليل خاص، وفيها من تحريم
الاصول بخلاف ادنى ما ليس فيه هيئته فمن
كترك صلاة الضحى بخلاف المكروه تنزيها
انتهى وتماهله فيها۔

ترک مستحب سے ثبوت کراہت لازم نہیں کیونکہ اس کے لئے
خاص اور مستقل دلیل کی ضرورت ہوتی ہے اور اسی میں
تحریر اصول کے حوالے سے ہے، بخلاف ادنیٰ یہ ہے
کہ جس میں ہیئہ نہ ہو حاشیہ نماز پاشت کا ترک کرنا
بخلاف مکروہ تنزیہی کے اور اس کی پوری تفصیل وہاں
ملاحظہ کیجئے۔ (ت)

باب کراہت تکسیر بارہ میں نہیں ثابت نہ ہوگی کراہت رانی جائے گی، واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ السلام
واحکم۔

مسئلہ از سرکار دارہ مطبوعات علیہ درگاہ کلاں مسئلہ حضرت صاحبزادہ والا مرتبت بان منقبت حضرت سید
شاہ محمد میاں صاحب زیر مجرم ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۳۰ھ

جامع کمالات منبع برکات رسول اعظم ص ۲۰۳، پس اس عام مسنونہ عارض ہوں فساق کی امامت علی
الہدیب مفتی پر مکروہ تحریمی قابل اعادہ یا مکروہ تنزیہی یا کچھ تفصیل، اگر فساق کی امامت سے صلی بھی اور فساق دونوں
نماز پڑھیں بر تقدیر اعادہ صرف صلا کے لئے نماز مکروہ تحریمی قابل اعادہ ہے یا صلوات فساق دونوں کے لئے، اور صلی اگر
منع فساق من الامامۃ سے عاجز ہوں تو صلوات قصہ ہے بجامت پڑھنا یا فساق کی امامت سے پڑھنا اولیٰ، در مختار میں
ہے کہ فساق دائمی و عہدہ ولد الزنا وغیرہ کی امامت تب مکروہ ہے جب دوسرے ان سے اچھے ہو جو وہوں ورنہ نہیں، اب
دیانت طلب امر یہ ہے کہ جو مکروہ ہو سکتے ہیں ان کے نزدیک بھی یہی حکم ہے یا کچھ اور، بینوا تو جودا۔

الجواب

امامت فساق کی نسبت علماء کے دونوں قول میں کراہت تنزیہی کافی الدرر وغیرہ اور کراہت تحریمی کافی المغنیہ و
فتاویٰ الحجۃ والنبیین والشربلایہ والبیسود والمطہای علی مراقی الفلاح وغیرہ، اور ان میں توفیق یہ ہے کہ
فاسق غیر معلن کے پیچھے مکروہ تنزیہی اور معلن کے پیچھے تحریمی، جہد ساق کی بدعت اگر حد کفر کو پہنچی ہو اگرچہ عند الفقہاء یعنی
مکروہ قطعیات ہو اگرچہ مکروہ ضربیات نہ ہو، تو صحیح یہ ہے کہ اس کے پیچھے نماز باطل ہے کہانی مستحکم القدیر

و مفتاح السعادة والفيثية وغيرها فتح القدير، مفتاح السعادة اور عیالہ وغیرہ میں اسی طرح ہے۔ ت (کہ وہ ہی احتیاط جو مشکلیں کو اُس کی کفیر سے باز رکھے گی اُس کے پیچھے نماز کے فساد کا حکم دے گی فان الصلاة اذا صححت من وجوه وفسدت من وجوه حکم بفساد نماز جب کسی وجہ کی بنا پر صحیح مگر ایک وجہ سے فاسد کر اس کو فاسد قرار دیا جائے گا۔ ت، ورنہ مکروہ تحریمی، جن صورتوں میں کراہت تحریم کا حکم ہے صلوات و فساد سب پر اعادہ واجب ہے، جب بدعت یا فاسق معلن کے سوا کوئی امام نہ مل سکے تو منفرداً پڑھیں کہ جماعت واجب ہے اور اس کی تقدیم موسوع بکراہت تحریم اور واجب و مکروہ تحریم دونوں ایک مرتبہ میں ہیں وورد الف سداہم من جلب الصالح (مفسر کا ذکر کرنا مصالح کے حصول سے اہم اور ضروری ہوتا ہے۔ ت) ہاں اگر جمعہ میں دوسرا امام نہ مل سکے تو جمعہ پڑھیں کہ وہ فرض ہے اور فرض اہم۔ اسی طرح اگر اُس کے پیچھے نہ پڑھے میں قنہ ہو تو پڑھیں اور اعادہ کریں کہ الفتنۃ اکبر من القتل (فتنہ قتل سے بہت بڑی بُرائی ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۲ صفر ۱۳۶۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر استاد وہابی ہر تو شاگرد اُس کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ بیضا تو جہد۱

الجواب

وہابی کے پیچھے نماز ہار نہیں اگرچہ اپنا استاد ہو بلکہ اُسے اُستاد بتانا ہی اُس کے حق میں نہ بر قاتل سے بدتر ہے فوراً پرہیز کرے کہ محبت بد آدمی کو بد بنا دیتی ہے نہ کہ بد کی تعلیم۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: یا کم وایاہم لا یضلوکم ولا یعتونکم۔ اُن سے دور بھاگو اور اُن کو اپنے سے دور کرو کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تم کو فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۳۱ از فیض آباد ڈاک خانہ شہزاد پور مسئلہ عبد اللہ طالب علم ۱۳۶۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتی ابی شرع متین کہ آیا زانی کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں، کیونکہ اسی مسئلہ میں بہت جھگڑا پیدا ہے یہاں تک حالت گزشتہ کی کراہت میں تفرق ہو گیا ہے حدیث اور کتاب کی سند ہونا چاہیے۔ بیضا تو جہد۱۔

الجواب

زانی فاسق ہے افساق معلن کے پیچھے نماز منع ہے اُسے امام بنانا گناہ ہے اُس کے پیچھے جو نمازیں

۱۳/۲ مطبوعہ فورید پور ضریہ سکسٹر باب صلوٰۃ المسافر لے فتح القدير
۱۳/۵ ادارۃ، تفریق و العلوم الاسلامیہ، کراچی، ۱۳/۵ لے الاشیاء والنظائر الخاستہ درع المفسرہ اولیٰ من جلب الصالح
۲۱۴/۲ ۲۱۴/۲ لے القرآن

۱۰/۱ مطبوعہ دارالعلوم، کراچی، ۱۰/۱ لے صیر مسلہ اساتذہ من الراءۃ عن الفتنۃ،

پڑھی ہوں اُن کا پھیرنا واجب ہے، رد المحتار میں ہے،

مشو فی شروح الصنیۃ علی انت کراہۃ
تقدیمہ (یعنی العاسق) کراہۃ تحریمہ
در مختار میں ہے،

کل صلاۃ ادیت مع کراہۃ التحریم تعجب
اعادتها ۱۱۱ واللہ تعالیٰ اعلم۔
بروہ نماز جو کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کی گئی ہو اس کا
اعادہ واجب ہے۔ (ت)

مکتبہ از کاسخ ضعیف آیۃ محلہ نواب مرسلہ عباد اللہ صاحب وکیفینٹر ۱۲ شعبان ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید بزم امامت غازی فرمائی ہو کہ نماز جمعہ بجا است کثیر معمولی
جو تا جو ہر وقت پسنائی جاتی ہے پس کرڑماتا ہے وقت اعتراض ہو کہ ترجمہ حدیث مشکوٰۃ شریف لکھتا ہے کہ حضور اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ پر قسمی ہے کہ اگر یہاں نہ کوئی وغیرہ کتب وغیرہ سے جو دیکھ کر اطمینان کرایا جائے اور نہ کوئی
عالم ہے جس کے ذریعہ سے پایہ ثبوت کو پہنچیں لہذا آپ سے التماس کی جاتی ہے کہ براہ نوازش مآلما نہ آپ مع حوالہ کتاب
و باب وصفہ و سطر حسب قاعدہ مرحمت فرمائیے۔

الجواب

تعظیم و ترویج کا یہ اعراف پر ہے عرب میں باپ کو کاف اور انت سے خطاب کرتے ہیں جس کا ترجمہ
”تو“ ہے اور یہاں جو باپ کو ”تو“ کے بیشک ہے ادب گستاخ اور اس آیت کریمہ کا مخالف ہے لا تهل لهما
ان ولا تنصرا و قد لهما قول لا کبریت (ماں باپ کو بڑوں نہ کہہ نہ جھڑک اور اللہ سے عزت کی بات کہہ)۔
صد ہا سال سے عرف عام ہے کہ استعمال ہوتے ہیں کہ مسجد میں جاسے کو بے ادبی سمجھتے ہیں اللہ دین نے اُس کے
بے ادبی ہونے کی تصریح فرمائی، امام برہان اللہ والدین صاحب دایہ کی کتاب الجنیس و المزید اور محقق بحسب
زین ابن نعیم کی بحر الرائق اور فتاویٰ سراجیہ اور فتاویٰ ملکیہ یہ جلد پنجم ص ۱۲۲ کتاب انکراہتہ باب خامس میں ہے،
دحول المسجد متنعلا مکروہا (مسجد میں جو نما پسن کر داخل ہونا مکروہ ہے۔ ت) آج اگر کسی نواب کے دربار

۴۱۴/۱	مطبوعہ مصطفیٰ اہلبائی مصر	باب الامارۃ	رد المحتار
۴۱/۱	مطبع مجتہدانی دہلی	باب صفۃ المصنوعۃ	رد مختار
			کتب القرآن ۲۳/۱
۳۲۱/۵	مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور	باب فی آداب المسجد والقبیلۃ	کتب فتاویٰ ہندوستان

میں آدمی جو تپا پینے پکے توبہ اوب ٹھہرے نماز اللہ واحد قہار کا دربار ہے، مسلمانوں کی راہ کے خلاف چلنا اور ان میں فتنہ و فساد پیدا کرنا اور انہیں نفرت دلانا قرآن عظیم و احادیث صحیحہ کے نصوص قاطعہ سے حرام اور سخت حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۳۲ از ترمذی سہول ڈاکٹر سہول ضلع درہنہ جگر چرسہ مدرسہ عبدالحکیم صاحب (۲۱ جمادی الاول ۱۴۳۹ھ) اگر کسی مسلمان کا بستی سے باہر دوسرے محلہ میں مکان ہو اور وہ امام بھی ہو اور کبھی بخوبی نماز میں دھوکے سے اگر نماز پڑھے اور امامت کرے اور وہ ہمیشہ اپنے محلہ میں موجود رہتا ہے اور اپنی نماز بخوبی ادا امامت کا خیال نہیں کرتا ہے اور مسجد میں ایک ہفتہ میں جمعہ کی نماز پڑھانے کے واسطے آیا کرتا ہے اور ہمیشہ امامت کا جتو (فخر) رکھتا ہے کہ ہم امام ہیں ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں اور اس امام کی شرکت کرنے والے جو لوگ ہیں ان کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب

جس شخص کو جمہور کا امام مقرر کیا ہے وہ اگر حفظ جمعہ ہی کر اگر امامت کرتا ہے یا اور بھی کبھی بھی آہٹا ہے یا نہیں آتا اور اپنے محلہ میں نماز باجماعت پابندی سے پڑھتا ہے تو اس پر کوئی الزام نہیں نہ اس کے شرکیوں پر کوئی الزام ہے اور وہ ضرور جمہور کا امام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۳۳ از شہر فراشی محمد مسئلہ اہل محلہ معرفت چارٹ ایٹ آباد ۱۲ محرم الحرام ۱۴۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کیا ایک شخص جس کی نسبت تفضیلیہ ہونا کہا جاتا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ طائفوں کے ساتھ ملایہ غلاف شریعت راہ و رسم وغیرہ رکھتا ہے نیز جس کے سر کے بال بھی مثل حورتوں کے شانوں سے نیچے چکے ہوں وہ کسی جگہ نماز پڑھتا اجازت اس موقع کے پیش امام کے اگر نماز جمعہ ادا کرنے کی غرض سے بحیثیت امام آگاہ ہو اور ایک گروہ کثیر اس کے امام بنائے اور تہات کوئے کے خلاف ہو اس پر وہ شخص متعدد آدمیوں کا امام بن کر نماز جمعہ ادا کر کے مع اپنے بھائیوں کے چلا جائے جہاں اس کے باقی انہو اسی موقع اور جگہ پر وہیں مجوز امام کی تقلید سے اس کے پیچھے دوسری بار نماز جمعہ ادا کریں تو ایسی صورت میں پہلے امام کی نماز جو اس نے ادا کی ہے جائز ہوئی یا دوسرے امام کی یا دونوں نہ ہوں۔

الجواب

مسلمانوں نماز حکم شرعی ہے احکام شرع کے مطابق ہی ہو سکتی ہے کوئی جانکی معاذ نہیں کہ جس نے جب چاہا کر یا حکم شرعی یہ ہے کہ اقامت جمعہ کے لئے سلطان اسلام یا اس کا نائب یا اس کا مامور شرط ہے اور جہاں سلطان اسلام نہ ہو عالم دین فقیہ معتد اعلم اہل بلد کے اذن سے امام جمعہ و عیدین مقرر ہو سکتا ہے اور جہاں یہ بھی نہ ہو

تو مجبوری جسے وہاں کے عامہ مسلمان انتخاب کر لیں وہ امامت جمعیہ یا عیدین کر سکتا ہے ہر شخص کو اختیار نہیں کہ بطور خود یا ایک دو یا دس تیس یا سو پچاس کے کے سے امام جمعیہ یا عیدین بن جائے ایسا شخص اگر پر اس کا عقیدہ بھی صحیح ہو اور عمل میں بھی فتنہ و فجور نہ ہو جب بھی امامت جمعیہ یا عیدین نہیں کر سکتا اگر کسی کے نماز اس کے پیچھے باطل محض ہوگی کہ ان تین اہل حق میں سے ایک وجہ کا امام یہاں شرط صحت نماز تھا جب شرط مسترد شد وہاں فقہان صورت مستولہ میں پہلے لوگوں کا جمعیہ باطل محض ہو گا اور دوسرے لوگوں کا صحیح۔ درختار میں ہے،

یشترط لصحتها السلطان او صا صومۃ جمعیہ کی صحت کے لئے سلطان یا اس شخص کا ہونا جس کو سلطان نے امامت جمعیہ کی اجازت دی ہو ضروری ہے (تت) حدیثہ مجریہ میں ہے،

اذا اخلا التزام من سلطان ذی کفایۃ فاکاموا موكلة فی العلماء ویلزم الامۃ الرجوع الیہم ویصیرون ولاۃ فاذا عسر جمعہم حل واحد استقل حکم قطر یا تبع عدنانہ فان کثروا فالمتبع اعلمہم۔ جب زمانہ کامل سلطان سے خالی ہو جائے تو معاملات علماء کے سپرد ہوں گے اور امت پر علماء کی طرف رجوع لازم ہو گا اور علماء والی بن جائیں گے اور جب علماء کا کسی ایک معاملہ بر اجماع اتفاق مشکل ہو جائے تو لوگ اپنے اپنے ملنے ملنے کی اتباع کریں اگر علاقے کے علماء کی کثرت ہو تو پھر ان میں سے بڑے عالم کی اتباع کریں (تت)

تذیر الالبصار ودرختار میں ہے، نصب العامة، الحطیب خیر معتبر مع وجود من ذکر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ عامہ لوگوں کا معز کرنا حطیب کو معتبر نہیں جبکہ مذکورہ لوگوں میں سے کوئی ایک موجود ہو۔ (تت)

مسئلہ ۸۳۔ زکات پور پٹن ناٹھ اسکول مسولہ قاضی محمد شمس الدین ۱۱ صفر ۱۳۳۹ھ کیا فرماتے ہیں علمائے بریلی اس بارہ میں کہ اگر کوئی شخص حنفی المذہب وکرامت اولیاء اللہ کا قائل علم دین و فتنہ تجرید سے بہرہ ور حالت پیری میں نایاب ہو گیا ہو تو اس کی امامت کیسی ہے، شرح وقایہ جلد اول باب الجمعہ صفحہ ۲۴ میں مرقوم ہے کہ،

سلفہ درختار باب الجمعہ مطبوعہ مطبعہ مجتہاتی دہلی ۱۰۹/۱
سلفہ مدیقہ نذیر شرح طریقہ محمدیہ النور الثالث من الزواج العلوم الثالثۃ الخ مطبوعہ نذیر رضویہ فیعل آباد ۳۵۱/۱
سلفہ درختار شرح نذیر الالبصار باب الجمعہ مطبوعہ مطبعہ مجتہاتی دہلی ۱۱۰/۱

من صلح اماما فی غیرہا (فی غیر صلوات
الجمعة) صحیح فیہا ای ان امر المسافر
او العبد فی الجمعة صحیح الخ
جواس (نماز جمعہ کے علاقے میں امام بننے کی صلاحیت
رکھتا ہے وہ اس میں بھی امام بن سکتا ہے، یعنی اگر
مسافر، مرعین یا غلام نے جمعہ کی امامت کرائی تو جمعہ
صبح ہو گا اور ات)۔

کیا اس عبارت منصرف وقایہ و شرع وقایہ سے یہ تنقید مترشح ہوتی ہے کہ جو نامینا متعین بعد اوصاف مذکورہ بالا ہوں اس
کے امام بننے سے معتبروں کی غار نہیں ہوتی، منصرف الزانی جلد اول ص ۶۹ کی عبارت صاف دال ہے کہ ابن ام کثوم
جو نامینا تھے امام بنائے گئے تھے بولا کتب جواب رحمت فرمائیے۔

الجواب

ناجیہ سنی صحیح العقیدہ صحیح الطہارۃ صحیح القرآن شبہ امام ہو سکتا ہے صرف اس کا غیر دلی سے اگر یہ
اُس سے مسائل نماز و طہارت میں ظلم زیادہ نہ رکھتا ہو ورنہ یہی اولیٰ ہے کہنا فی الذل و غیورہ (جیسا کہ درمختار و غیرہ
میں ناجیہ کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ ت) عبارت مذکورہ سوال کو امامت ناجیہ کی نفی ہے کوئی تعلق نہیں ہاں جمعہ و
عیدین میں مینا ہونا ناجیہ ہی شخص امام ہو سکتا ہے جو خود سلطان اسلام ہو یا اُس کا ماذون یا وہاں کا اعظم بل بلکہ
یا اُس کا ماذون ہو ورنہ ضرورت بت عام مسلموں نے نہ مادیوں میں، مقرر کیا ناجیہ، مگر ان پانچ میں سے ہے تو جمعہ
عیدین اسی کے کچے سرکیں ملے اور مینا اگر ان میں سے نہیں تو اُس کے پیچھے نہ ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۲ از بشارت لجنہ ضلع بریلی مسئلہ حامی رضا خاں صاحب ۳ رجب ۱۳۴۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید قوم سادات سے ہے اور امامت بھی کرتا ہے وہ پیر اور
سنی عالم کو کیساں سمجھتا ہے۔ مسئلہ ظہیر کا جب ذکر آتا ہے جواب میں یہ کہتا ہے یہ مسئلہ جدید نہیں ہے قدیم سے
اسی طرح جگر، سچا چلا آیا ہے اور عالم باہمی تقریر اور محبت کرتے چلے آئے ہیں اسی مسئلہ کے بارے میں ہم کچھ
نہیں کہہ سکتے اہم مسائل ایک مفتی سنی عالم کے جو کہ واجبات سنت و تعجب سے قائل رکھتے ہیں ان کے بارے میں
کہتا ہے کہ کسے تو جواب ہے ذکر سے تو حرج نہیں اور خلاف کمیشن جو علمائے دہلیہ کو کہہ رہے ہیں ان کی اہم اور پہچانے کی
غرض سے نہایت کوشش سے چند فراہم کر کے پہنچاتا ہے اور جب یہ کہا جاتا ہے کہ سنی عالم انکار کرتے ہیں تو جواب
میں کہتا ہے کہ ہم کس کا منہ پوچھیں لوگ تو سنی عالموں کو طرفدار انگیزہ و ملازم کہتے ہیں، عمر و ایک سنی مفتی عالم کا مرید

زید کی ان باتوں سے متغیر ہو کر نماز جو ترک کر کے ٹھہر چکا ہے آیا اس صورت میں زید قابلِ امامت ہے یا نہیں؟
معتبر کتب سے ثبوت ہوتا ہے۔ بینوا تو جو دوا

الجواب

جو شخص دباہ اور اہلسنت علماء کو یکساں سمجھتا ہے اسی قد بات اُس کے خارج از اسلام ہونے کو بہت ہے اُس کے پیچھے نماز باطل ہے جیسے کسی ہندو یا نصرانی کے پیچھے۔ جو اگر اور جگہ نہ مل سکے نہ اُسے امامت سے جدا کر سکے تو فرض ہے کہ ٹھہر پڑے اُس کے پیچھے جو پڑھے گا تو سخت شدید و کبیرہ گناہ کرے گا اگرچہ بعد کو ٹھہر بھی پڑے اور اگر نہ پڑے تو نہ جو ہوگا نہ ٹھہر، فرض سر پر رہ جائے گا۔ فتح القدیر میں ہے:

روى محمد بن ابی حنیفۃ و ابی یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان الصلۃ خلف اهل لاہواء لا تجوز و اللہ تعالیٰ اعلم
امام محمد نے امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ اہل بدعت و بد مذہب کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ (ت)

مسئلہ ۸۴۲ از ماہرہ شریف ضلع ایڑہ مرسلہ جناب شہید ظہور حیدر میاں صاحب ہم جادی الٰہی ۱۲۳۱ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص ہمیشہ ہمیشہ اور کثرتِ اعتقاد یا کسی اور مرض جسمی کے بجائے غسلِ تیمم سے نماز ادا کرتا ہے امامت کرنا اس کو تم سے منع اور مقتدیوں کے جائز ہے یا نہیں؟
بینوا تو جو دوا

الجواب

کثرتِ اعتقاد تو خود کوئی وجہ جواز تیمم کی نہیں جب تک نہانے سے مضرت نہ ہو بے صحیح اندیشہ مضرت کے تیمم سے پڑے تو اس کی خود نماز نہ ہوگی دوسرے کی اُس کے پیچھے کیا ہو، ہاں جسے بالفعل ایسا مرض موجود ہو جس میں نہانا نقصان دے گا یا نہانے میں کسی مرض کے پیدا ہو جانے کا خوف ہے اور یہ نقصان و خوف یا تو اپنے تجربے سے معلوم ہوں یا طبیبِ عازق مسلمان غیر فاسق کے بتائے سے، تو اُس وقت اُسے تیمم سے نماز جائز ہوگی اور اب اس کے پیچھے سب مقتدیوں کی نماز صحیح ہے، غرض امام کا تیمم اور مقتدیوں کی پابائی کی طہارت سے ہونا صحبتِ امامت میں نفلِ اُدا نہیں، ہاں امام نے تیمم کی بے اجازت شرع کیا ہو تو آپ ہی نہ اُس کی ہوگی نہ اُس کے پیچھے اور وہ کی۔ تنویر میں ہے، صواعقِ اوستو ضعیف بستیستم (و خود اسے کی اقدار تیمم والے کے ساتھ صحیح ہے۔ ت)، بجز ارا ائق

میں ہے :

ترجیح المدھب بعمل عمرو بن العاص
رضی اللہ تعالیٰ عنہ حین صلی بقومہ بالتیمم
لخوف الیوم من غسل الجنابة وھم
متوہشون ولم یأمرهم علیہ الصلوۃ و
السلام بالاعادة حین علیہ

واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۷ شوال ۱۳۱۷ھ

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل اس
مذہب کی ترجیح کا سبب ہے کہ انھوں نے سڑی کی
دور سے غسل جنابت کی بجائے تیمم کر کے اپنی قوم کی امامت
کی ممانعت لوگوں نے وضو کیا ہوا تھا اور جب حضور
علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں یہ معاملہ پیش ہوا
تو آپ نے نماز کو مانع نہ کر کے حکم نہیں فرمایا (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک امام فقط نماز جمعہ پڑھتا ہے دیگر اوقات پنجگانہ نماز میں
کبھی امامت نہیں کرتا اور اس امامت جمعہ کے عوض میں سال بھر کے بعد رمضان المبارک کے آخر جمعہ میں اور نیز عیدین
کی نماز کے بعد اجرت امامت جمعہ و امامت عیدین مصلیٰ سے طلب کرتا ہے یہ اجرت اس کو حلال ہے یا حرم ؟
اور ہر جو شخص بھی اخذ اجرت سے باز نہیں آتا ایسے شخص کے ایسے نماز جمعہ و عیدین مکروہ ہے یا ناجب کر ؟
بینوا تو جورو۔

الجواب

اجرت امامت اگر اس شخص سے قرار پائی ہے کہ فی جمعہ یا ہر بار یا سالانہ اس قدر روپیے یا خاص اس
سے قرار داند ہوا مگر وہاں اس امامت کی توقع متعین ہے اسے بھی معلوم تھی یہ کسی کے لئے امام بنا اور امام بنانے
والوں نے بھی جانا اور مقبول رکھا فرض مراعات زیادہ و تین اجرت ہر بار تو یہ اجرت اسے حلال ہے اور اس وجہ سے
اس کے پیچھے نماز میں کچھ کراہت نہیں کہ امامت و اذان و تعلیم فقہ و تعلیم قرآن پر اجرت لینے کو ائمہ نے بضرورت زمانہ
جائز قرار دیا ہے کما لصواعیہ فی مکتب قاطبہ (جیسا کہ اس پر کتب میں تفصیل قاطبہ موجود ہیں)۔ ت
اور جب تعین بری یا تو اجارہ صحیح ہوا جس میں کوئی مضائقہ نہیں اور اگر اجارہ مراعات خواہ دولہ واقع تو ہوا یعنی اس نے
اجرت کے لئے امامت کی اور قوم نے بھی اسے اجیر سمجھا مگر تعین اجرت نہ بیان میں آئے قرآن سے واضح ہوا تو
اجارہ فاسد ہے وہ اجرت اس کے حق میں غیث ہے اسے تصدیق کر دینے کا حکم ہے جو اصل اجارہ اب
بھی باطل نہیں نہ طلب اجرت ظلم ہے ایسا اجارہ اگر متعدد بار کرے گا فاسق ہوگا اور اس کے پیچھے نماز مکروہ

اور اگر سر سے اجاوی نہ ہو جائے نہ رات نہ دولت اور اب اُجرت مانگتا ہے تو صریح ظلم و فسق و کبر و ہے یہاں مطلقاً
 اُس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 مسئلہ ۸۳۰ ۲ ذی قعدہ ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام مسجد یہ کہتے ہیں کہ نماز کے بعد مصافحہ پانچویں نماز فجر
 درست نہیں اور اہل محلہ کہتے ہیں درست ہے اور کہتے ہیں کہ اگر تم اس کے جواز کے قائل نہ ہو گے تو ہم تمہارے
 پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے اس لئے کہ تمہارا مذہب ہمارے مذہب کے خلاف ہے لہذا فرمائیے کہ شرع شریف
 میں کس طرح ہے اور کیا حکم ہے بیہودا توجروا

الجواب

صحیح یہ ہے کہ مصافحہ بعد نماز مباح ہے نص علی تفصیحہ العلامة المحاجی فی نسیم الریاض
 (علامہ محاجی نے نسیم الریاض میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔ ت) امام اگر شکی الذہب ہے صرف اسی مسئلہ میں سبکی
 خیال بنظر بعض عبارات فقہیہ یہ ہے تو اسے بجا دینا چاہئے کہ تصحیح و ترجیح جانب جواز ہے صرف اتنی بات پر
 وہ ترک اقامہ کا مستحق نہیں اور اگر رہنمائے و اُستات اس کا انکار کرتا ہے تو وہ باہمی بلاشبہ لائقِ امامت نہیں
 اہل محلہ کو چاہئے ہرگز اس کے پیچھے نہ پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۸۳۱ ۲۸ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نماز کی پڑھائی معین کر کے لینا درست ہے یا نہیں ؟
 بیہودا توجروا۔

الجواب

درست ہے عجز بچنا بہتر ہے اللہ کے واسطے پڑھائے اور نمازی اسے عاجز نہ دیکھ کر اللہ کے لئے اس
 کی اعانت کریں یہ صاف کر دیا جائے کہ امامت کی اُجرت کچھ نہ لی دی جائے گی یوں بلا دغدغہ حلال حرام سے
 لا ینفعی الصریح یزید حکم دلالۃ الحال فان الصریح یفوق الدلالۃ کما فی قاضی خان (کیونکہ
 ہر ائمہ فقیہ و ولایت مال کو زائل کر دیتی ہے کیونکہ ہر ائمہ دولت سے فوقیت رکھتی ہے قاضی خان میں اسی طرح ہے۔ ت)
 واللہ تعالیٰ اعلم

لے در مختار کتب الحجۃ مطبوعہ مطبعہ مجتہدی دہلی ۱۵۹/۲

فت، سعی بسیار کے باوجود یہ عبارت قضاوی قاضی خان سے نہیں مل سکی اور مختار سے یہ عبارت مفہوماً
 ملتی ہے اس لئے اس کا حوالہ دیا ہے۔ نذیر احمد سعیدی

مسئلہ ۸۳۱: اراد آباد مدرسہ مولوی محمد عبدالباری صاحب، صفر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بعد فراغت نماز اگر امام مقتدیوں کو مجبور کرے کہ بات اُس کے دینے ہی بیٹھیں اور نہ اٹھیں تاہم میں مقتدیوں کا قریب نصف گھنٹہ کے ضائع ہوا اور دھورت عدم شرکت بوجہ مجبوری اُن پر اتنا نام نہاد کوریج لگا سکتے تو یہ چیز کہیں ثابت اس کے لئے کون سی حدیث ناطقہ اور اُس چیز کا نام سنت نبوی رکھنا اور اُن کو مجبور کرنا سنی کہ اُن پر الزام توہم کا نہیں بلکہ تہلب کا لگانا شرع شریف میں کسی مقام پر وارد ہے؟

الجواب

امام کو سلام کے بعد مقتدیوں پر کوئی جبر کا اختیار نہیں سلام سے قرآن کی ولایت منقطع ہو چکی عین نماز میں جب تک وہ متبرع تھا اور اس کی پیروی مقتدیوں پر واجب تھی اُس وقت بھی اُسے حرام تھا کہ سنت سے زیادہ کوئی بات ایسی کرے جو مقتدیوں پر ثقیل و گراں ہو اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غضب شدید فرمایا اور ایسا کہنے والا کو فتن بتایا یعنی سخت فتنہ گر، تو بعد نماز بلا وجہ شرعی مجبور کرنا اور نہ ماننے والے کو جھڑپ اتنا نام نہاد کیسا سخت حرام شدید اور ظلم بعید ہے۔ پھر اس ظلم و حرام کا نام معاذ اللہ سنت رکھنا نہایت سخت اشد اور صریح گمراہی اور سنت پر افرا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۸۳۲: مسئلہ مکرم احمد اللہ صاحب صدر بازار ہرودنی

تارک فرض و واجب نیز سنت موکدہ اور تارک مستحب و مباح کس درجہ کا گنہگار ہے۔ تارک امر برائے یا تارک مستحب و مباح کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ بینوا متوجروا

الجواب

فرض کے ایک بار ترک سے فاسق ہے اور ترک واجب کی عادت سے، سنت موکدہ حکم میں قریب واجب ہے، فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے، اور فسق باطلان ہو تو اسے امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی کہ برائے گناہ اور پھیرنی واجب، مستحب و مباح کے ترک میں کچھ گناہ نہیں، نہ ان کے تارک کی امامت میں کچھ نقص۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۸۳۳: از شہر کدہ ۲۷ رجب ۱۳۲۰ھ

ما قولکم سر حکمہ اللہ تعالیٰ اس مسئلہ میں کہ امام خم سورہ میں اس قدر دیر کرتا ہے کہ بعد آمین کہنے کے کل طہیر پڑھ لیا جائے اس قدر دیر کرنا امام کو جائز ہے یا نہیں۔ اس کو منع کیا گیا کہ اس قدر دیر نہ کیا کرو تو دکتا ہے کہ سورہ سوچنے میں دیر ہو جاتی ہے اور وہ دیر کرنے کو نہیں چھوڑتا ہے۔ پس اس امام کی اقتداء سے نماز میں کسی

قسم کی کہ بہت ہو جاتی ہے یا نہیں؟

41

41

الجواب

سورۃ سوچنے سے اتنی دیر حیر میں تین بار سبحن اللہ کہہ دیا جائے ترک واجب و موجب سجدہ سہو ہے کما
لص علیہ فی تفسیر والدرد العیۃ وغیرہما (تتویر، در، فنیہ وغیرہ میں اس پر فس کہ ہے۔ ست)
تو یہ جس کی عادت ہے اس کے پیچھے نماز میں ضرور کہ بہت ہے۔ عالمگیر و محیط میں ہے
من یقف فی غیر مواضعہ ولا یقف فی مواضعہ ہرگز ٹھہرنے کی جگہ وقف کرے اور وقف کی جگہ وقف
لا یربخی لہ ان یوم وکذا امن یقف عندہ عند ذکر سے اسے چاہئے کہ وہ امام نہ بنے، اور اسی طرح
القرآن کثیراً۔ اس شخص کا حکم ہے جو قرأت کرتے وقت کثرت سے
کہتا ہو۔ (ت)

جو وقف و وصل بے جا کرے یا پڑت وقت بار بار کہنا کرے جب اسے فرماتے ہیں کہ اس کی امامت مراد انہیں
علائکہ مراعات وقف و وصل واجبات نماز سے نہیں۔ تو جو واجب نماز یعنی وصل سورۃ و فاتحہ بے احتی کے ترک
عادی ہو پھر اولی لائن امامت نہیں، ہاں فاتحہ کے بعد اتنی دیر کہ دم راست کرے آمین کہے، کوئی سورۃ ابتداء
سے پڑھنی ہو تو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے، دیر کی قدر یا طریقہ پڑھے کے برہم ہو جائے گی، بلاشبہ مباح و مستحب
مستحب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از شہر کتہ ۲۸ ربیع الآخر شریف ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارہ میں کہ یہ کتا ہے کہ لا الہ الا اللہ کے محمد رسول اللہ
کی ضرورت ہے، اگر جنت نہ جائے گا تو کیا اعزاز میں بھی نہ جائے گا۔ یہ قیام میں نماز کے بقدر سات بار
اللہ احب کر کے پڑھا ہے۔ کتا ہے کہ صرف سبحن اللہ و بحمدہ کہنے سے نماز ہو جاتی ہے
بے گز نہ ٹوپی کے نماز ادا کرتا ہے کتا ہے کہ صرف پانچ بار سے نماز ہو جاتی ہے یوں بھی کتا ہے کہ نماز میں الحمد
سورۃ کی پڑھا بہت نہیں ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں، ایسے شخص کو مسلمان کہنا چاہیے یا نہیں؟
بہا سلام کا سا رہنا اس سے چاہئے یا نہیں، جواب بدیل قرآن و حدیث و فقہ تحریر فرمائیں۔ میو اتو حروا

الجواب

صاف انجام دینے والی حقہ بدی کا انکار کہ نماز باری معنی تو ہو جاتی ہے کہ فرض ساقط ہو گیا، اگر مذکورہ تحریر
نے فنیہ المستمل شرح فنیہ فصل جود السہو مطبوعہ سیل الیومی لاہور ص ۲۵
درختار باب جود السہو مطبع مجتہائی دہلی ۰۳/۱
ملے فتاویٰ ہندیہ الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماماً غیرہ مطبوعہ ذرائع کتب خانہ پشاور ۸۶/۱

ہوتی ہے۔ واجب ترکہ ہوتا ہے۔ فاعل گنہگار ہوتا ہے اس کا پھینکا گردن پر واجب رہتا ہے نہ پھیرے تو دوسرا گنہ سر پر آتا ہے، ہاں اگر اس نے ہی کپڑے کی قدرت سے تو ایسی محتاجی میں مجبوری و معافی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

لا یصلی احدکم فی الثوب الواحد لیس علی عاتقہ من شئ بلع مرءاء الشیخان عوف ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
ہرگز تم میں کوئی شخص ایک ہی کپڑا پہن کر نماز نہ پڑھے کہ کندھے پر اس کا کوئی ستر نہ ہو۔ اسے امام بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

حطیب بغدادی جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روای، انہی ہر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الصبیحہ فی السراویل وحدث یعنی صرف پانچام سے نماز پڑھنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے من فرمایا۔ خلاصہ و ہندیہ وغیرہ میں ہے،

لوصلی مع السراویل والقمیص عندہ اگر کسی نے فقط ستر اور اس میں نماز ادا کی حالانکہ اس کے پاس قمیص موجود تو نماز مکروہ ہوگی (نت)۔

نماز میں فرضیت قرأت کا انکار احادیث کثیرہ صحیحہ میں مذکور ہے اور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رد اور اجماع ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا رقی علیہ السلام علیہ السلام وقرآن شریف اوجاج مستحق خلاف اور اب مگر اسی و ضلالت صاف صاف ہے۔ امام عبد الرزاق الشریفہ الکبریٰ میں فرماتے ہیں،

اجمع الائمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم علی ان الصلوۃ لا تصح الا مع العلم بدخول الوقت ومعنی ان الصلوۃ اسکا نا داخلۃ فیہا ومعنی ان النیۃ فرض وکذا تکبیرۃ الاحرام والقیام مع القنۃ والقنۃ والسرکوع والسجود و الجوس فی التشہد الاخیر (الی امت قال) تمام ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اتفاق ہے کہ صحت نماز کے لئے نمازی کو اس بات کا علم ہونا ضروری ہے کہ نماز کا وقت شروع ہو چکا ہے، اس پر بھی اتفاق ہے کہ نماز کے ارکان نماز میں داخل ہیں، اس پر بھی اتفاق ہے کہ نیت فرض ہے، اسی طرح تکبیر تحریر اور قدرت کے ساتھ قیام قرأت، رکوع، سجود، وغیرہ تشہد

۵۲/۱	مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی	باب اذا صلی فی الثوب الواحد	صحیح بخاری
۱۹۸/۱	ذریعہ اصح المطابع کراچی	باب الصلوۃ فی ثوب واحد	صحیح مسلم
۱۳۸/۵	دار الکتاب العربی بیروت	حدیث ۲۵۶۴	سنن ترمذی بنیاد
۱۰۶/۱	مطبوعہ نرائی کتب خانہ پشاور	الفصل الثانی فیما یکرہ فی الصلوۃ وما لا یکرہ	سنن فتاویٰ بہت دیر

هذا ما وجدته من مسائل الاجماع
التي لا يصح دخولها في مرتبة التيقن.
میں بیہودا (آجے چل کر کہا) یہ وہ مسائل ہیں جن پر میں
نے اجماع پایا ہے ان کو میری مرتب کردہ کتاب
امیزان میں داخل کرنا صحیح نہیں۔ (ت)

رحمة الامر في اخوت الامر من سب،
انفقوا على ان القرحة فرض على الاضمار و
المنفرد في ركعتي الفجر وفي الركعتين
الاوليين من غيرهما.
بلکہ امام ابن امیر الحاج حلیہ میں فرماتے ہیں،
لجبها صاحب غاية البيان الاجماع الى خرق
الاجماع وهو يفتيد سبق الاجماع على
الاهتراس قبل ذهبه الى عدمه.

صاحب غاية البيان نے اجماع کی خرق کی طرف
الست کی ہے اور یہ بات واضح کر رہی ہے کہ اجماع
کے عدم فرضیت کا قول کرنے سے پہلے اس کی فرضیت پر
اجماع ہو چکا ہے۔ (ت)

عائلیہ میں ہے،
من انكر خبر الواحد لا يكفر غير انه ياشهر
بتلك القول هكذا في الظهيرة.
خطاوی میں ہے،

معنى جوان جارداً من سبب من اس زمانہ میں ہر
سبب وہ بدعتی اور جہمی ہے (ت)
من كان خاصاً بآمن هذه الامانة في هذا
الزمان فهو من اهل البدعة والناس.
نماز میں الحمد سورۃ کی حاجت نہ ماننا بھی جہلی قبیح اور ارشادات حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا

له الميزان الكبيرى باب صفة الصلوة مطبوعه مصطفیٰ اباباى مصر ۱۳۶/۱
له رحمة الامر في اختلاف الامر برأيه ميزان كبرى باب شروط الصلوة ۱۳۶ مطبوعه مصطفیٰ اباباى مصر ص ۳۸
له حاشية المحلى شرح نية المصل
له فتاوى حسنة مطبوعه موجبات المحرر افواج الخ مطبوعه نوراني كتيب خانہ پشاور ۲۹۵/۲
له حاشية الخطاوى على الدر المختار كتاب الدبائخ دار المعرفه بيروت ۱۵۳/۲

انکار صریح ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

لاصلوة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب۔ یعنی بے سورہ فاتحہ کے نماز ناقص ہے، رواہ الاثنی عشر
احمد والستہ عن عبد بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (اسے امام احمد اور اصحاب صحاح ستہ
نے حضرت عباد بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)
دوسری حدیث میں فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

من صلى صلاة لم يقرأ فيها بفتح الفاتحة الكتاب
فهي حدة آخر۔ رواہ احمد و مسلم و
ابوداؤد و الترمذی و النسائی عن ابی ہریرۃ
واحمد و ابن ماجہ عن امر المؤمنین
العبد بقة رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
یعنی جو نماز بے سورہ فاتحہ کے ہو ناقص ہے۔ اس
کو امام احمد، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور امام احمد
اور ابن ماجہ نے حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے۔

تیسری حدیث میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے،

ان انبى صلی اللہ علیہ وسلم اصلہ ال
یخرج فینادی لا صلوة لا بقرۃ و لا
الكتاب فما نزل۔ رواہ احمد و ابوداؤد۔
یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں
حکم دیا کہ باہر ناکر من دی کر دیں کہ بے سورۃ فاتحہ
اور کچھ زائد قرأت کی نماز ناقص ہے۔ اس سے کہ
امام احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

چوتھی حدیث میں ہے، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

لا تحزنی صلاة الا بفتح الفاتحة الكتاب و
معها ضیوہا۔ رواہ الامام الاعظم ابو حنیفہ
رضی اللہ عنہ عن سیدنا ابی سعید
الخدیری رضوان اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و صحبہ
نماز کام نہیں دیتی بے فاتحہ اور اس کے ساتھ اور
قرأت کے۔ اس کو امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ نے سیدنا ابو سعید الخدیری رضوان اللہ تعالیٰ علیہ
سے روایت کیا اور معنی اسی طرح ترمذی اور ابن ماجہ

۱۰۴/۱	مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی	باب وجوب القراءة للامام الخ	صحیح بخاری
۱۴۰/۱	فور محمد اصح المطابع کراچی	باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة الخ	صحیح مسلم
۴۲۵/۲	دار الفکر بیروت		مسند احمد بن حنبل از مسند ابی ہریرہ
ص ۵۸	فور محمد اصح المطابع کراچی	كتاب الصلاة	مسند الامام اعظم مع تفسیق النظام

بحوالہ عبد الترمذی وابن ماجہ۔

نے روایت کیا ہے۔

اور ان سب سے سخت تر و ناپاک تر اُس کا وہ قول مرہ و سب کے کلہ طیب میں (خاکش بہ من، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہنے کی کیا ضرورت! اگر اس سے یہ مراد لیتا ہے کہ اسلام لانے کو صرف لا الہ الا اللہ ماننا کافی ہے محمد رسول اللہ کی حاجت نہیں جب تو قطعاً یقیناً زاکا فرم رہا ہے۔ عورت اُس کی اُس کے نکاح سے نکل گئی پاس جاسے گا تو زنا ہوگا، اولاد ہوگی تو ولہ الزنا ہوگی۔ عورت کو اختیار ہے جس سے چاہے نکاح کرے۔ اور اگر یہ مراد نہیں تاہم اس ناپاک کلام کی طرز سوق سخت گستاخی و بے باکی سے ہر دسے رہی ہے۔ اور وہ لفظ کہ "جنت میں نہ جاسے گا تو کیا اعزاف میں نہ جاسے گا" دین متین کے ساتھ استہزاء کا پتا دیتا ہے۔ بہر حال اس قدر میں شک نہیں کہ شخص مذکور فاسق فاجر گمراہ و مذہب ہے اُس کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز و ممنوع ہے کہ حقیقتاً فی رسالت اللہ لا یکید و ذکرہ فی حدیث مواضع من حدیثنا (اس کی تفصیل ہم نے اپنے رسالہ النہی لاکیمہ اور اپنے فتاویٰ میں متعدد جگہ پر کی ہے۔ یہ مسلمان اس سے تو بڑے اگر توبہ کر لے فہمادہ اس کے ساتھ وہ معاملہ برقی جو یہ دینوں کے ساتھ چاہئے واللہ المہادی واللہ سبیلہ و تعالیٰ اعلم۔

التَّهْلِي الْأَكِيدُ عَنِ الصَّلَاةِ وَرَاءَ عَدَى التَّقْلِيدِ^{۱۳} (دشمنِ تقلید کے پیچھے نماز ادا کرنا سخت منع ہے)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تمام خوبیاں اُس ذاتِ اقدس کے لئے جس نے ہمیں
پیدا کیا، ہم میں اچھے و اعلیٰ امام بنائے جن کی اقتدا
کی جاتی سچا ہر ان پر اعتماد کیا جاتا ہے، ہمیں اہلِ فتنہ
کی اقتدا سے محفوظ کیا، نہایت ہی عاجزانہ طور پر
صلوٰۃ و سلام ہو اس امام و مقتدا پر جو امین، جیسے پنا
اور سب سے بڑے محسن ہیں جن کا اسم مبارک محمد ہے
جو روح و بدن کے مربی ہیں، ان کی آل و اصحاب پر
بھی سزا و جہرا، ان ائمہ مجتہدین پر بھی جو اپنے اپنے زمانے
کے لئے پراخ ہیں، غرضی امور کو کھولنے اور باطنی
معاہدات کو ظاہر کرنے والے، رازوں کے پتھر محفوظ
کُننِ نبی کی طرف بادی، سنن کی نافرست سے مشکیزہ
بھر بھر کر پلٹنے والے، اسے احسان فرمانے والے
اس کے ساتھ ہم پر بھی رحمتوں کا نزول ہو۔ میں گواہی

الحمد لله الذي هدانا لهذا السنن
و وقانا المحنت
جعل امام حسن
وعليه يؤتمن
واغنانا عن
نفتدي باهل الفتن
والصلوة
الحانة والسلام الاحسن
على الامام
الاميرت الامانت الامن محمد
مربي الروح والبدن
والله وصحيه في
السرو الحسن
والاشمة المجتهدين
مصايح الزمن
كاشفي ما خفي
مظهرى ما بطن
الثقات السرة
هداة السنن
السقااة القراءة حسن
من قراءة السنن
علينا بهم يا عظيم
المخت
و اشهد ان

لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ و
 اشہدان محمد عبدہ و رسوہ
 صلی اللہ علیہ وسلم و سلمہ
 و صلیہ

دیتا ہوں اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود
 نہیں، ذات و صفات میں اس کا کوئی شریک نہیں،
 اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 اس کے برگزیدہ بندے اور رسول ہیں، ان پر ان کے
 رب کی طرف سے صلوة و سلام اور کرم و لطف ہو۔ (ت)

اما بعد یہ چند سطور کا شیعہ السطور علیہ الغائدہ حمیلۃ العائدہ میں اتھارہ صواب میں اس سوال کے جواب
 میں جو فقیر تاسرا عبد المصطفیٰ احمد رضا محمدی مثنوی خفی قدوری برکاتی بریلوی غفر اللہ لہ وحق اللہ واصل علیہ السلام کے پاس
 مولوی فضل الرحمن صاحب حفظ عن الشر و اہل جامع مسجد فیروزپور کا بھیجا گیا ہے فیروزپور ملک پنجاب سے آیا
 فقیر ان دنوں یک مبارک رسالہ کو اب سوال برگیرہ نکال رہا ہوں کہ مثنوی بریلوی یقیناً بان نبینا سنیۃ المرسلین تکلف میں مشغول
 آہ اس کے بعد اور چند مسائل دیگر بلاؤ کہ مسئلہ پنجاب پر حق تقدم حاصل، جب ان سے فراغت پائی اس کی نوبت
 آئی انہیں الاحکام علیہ النضالہ و سادہ حدی المتقید (۱۳۰۵) اس تحریر کا نام اور یہی اس کی
 تاریخ آغاز و انجام اس رسالہ میں اصل قصود یہ ظاہر کرنا ہے کہ غیر مقلدوں کے نیچے نماز نادر ہے اس کے ضمن
 میں ان کے بعض عقائد و احوال و عبادت و غیرہ پر ساری زبان تحریر کیا ہے۔ نوبی سے مسئلہ کہ قبول فرمائے
 اہل اسلام و سنت کو نفع پہنچا ہے۔ ازاں نماز و غیرہ رسالہ رد مخالفت نہیں، لہذا لحاظ مجاہدوں سے کناہہ گزیر کر
 وہ تو ایک فتویٰ ہے جو اب مسئلہ کی حد پر مقرر اور اپنے موافقوں پر ایک حکم کا منظر جسے اس رنگ کا کلام مشتاق
 جسکے تصانیف افاضل یا فقیر حقیر کے دیگر مسائل مدبرہ مجموعہ اب سرقۃ الشارقۃ علی مارقۃ المشارقۃ
 کی طرف رجوع لائے وحبنا اللہ و بعد انوکیل و افضل الصلوة علی الحبیب الجمیل و
 اللہ وحبہ بالوف التبحیل امین امین یا عزیز یا جلیل۔

نقل عبارت استفتاء

مشتملہ باسمہ سبحانہ۔ بخد مت بابرکت حضرت مولانا و بالفضل و الکمال اولنا محمد دوم کرم معظم حضرت مولانا
 احمد رضا خاں صاحب سلم الرحمن۔ سلام سنو یہ نیاز مقرر کے بعد عرض ہے کہ شہ اس استفتاء کا جواب
 مرحمت فرمائیں کہ عند اللہ ما جورو عند الناس مشکور ہوں۔ مولوی غلام نبی صاحب امام مسجد قصابان غورد جوشاگرد
 مولویان نکتہ کے علاوہ فیروزپور کے ہیں اول انہوں نے رسالہ مثنوی طبع جس میں حضرت ابن عربی اور مولانا روم
 و مولانا عبد الرحمن جامی علیہم الرحمۃ کی تکفیر درج تھی اور وہ رسالہ مطبع فیروزپور میں حافظ محمد صاحب نکتہ کی نے چھاپا تھا

اس کی تصدیق پر اپنے دستخط کر دیے تھے جس کے شاہد بہت لوگ موجود ہیں اور اس کا کسی قدر ذکر رسالہ تصریح
الحکام فرید کوٹ کے صفحہ ۱۴ کے متن و حاشیہ میں مندرج ہے۔ پھر جیب ریاست فرید کوٹ میں علماء سے مقلدین کا
مناظرہ ہوا تھا تب بھی یہ مولوی صاحب بشمول علماء غیر مقلدین کے تھے اور ان کے زمرہ میں ریاست رخصت نامہ کے
والپس آئے تھے جیسا کہ اشتہار ۱۱ فروری ۱۸۸۳ء مطبوعہ ریاست فرید کوٹ اس پر شاہد ہے اور رسالہ کے
صفحہ ۱۵ میں بھی اس کا نام بزمۃ غیر مقلدین شامل ہے۔ پھر مسائل اور واقعات ان کے بھی صریح غیر مقصدی کی
دلیل ہیں جس کا نمونہ ایک یہ ہے کہ مسکاۃ فاطمہ بنت امام الدین حان کو جب اس کے شوہر نے مطلقہ کیا اور طلاق نامہ
تحریر ہوا تو بائیس روز بعد ازاں عدت کے اندر ہی مولوی حشار الیہ نے اس مطلقہ کا سکاہ با برہین ملزم مسکوٹ
لال کرنی سے منع کر دیا اور اس کی دلیل مولوی جمال الدین امام مسجد پورچران کلاں کو دکھلائی کہ حدیث ترمذی سے
ثابت ہے کہ طلع کی عدت ایک حیض ہوتا ہے، اس پر جواب دیا گیا کہ دینی کتابوں میں مثل فتح القدیر وغیرہ کے صریح
لکھا ہے کہ طلع طلاق ہے بسنہ حدیث بخاری وغیرہ کے اور جمہور امانی سلف و خلف کا یہی مذہب ہے کہ مطلقہ
فی باب الخلع (جیسا کہ باب طلع میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ ت) اور باب عدت میں بھی مذکور ہے
کہ طلاق اور طلع اور لعان سب کی عدت تین حیض ہیں اور مہ جائے۔ پس یہ نکاح عدت کے اندر حنفی و اہل شافعی
سب کے نزدیک نارہ ہے جو شخص بیز قہدائے لہ کا طور رکے اور نرم کو بدل بنا دینے تک فوبت پنچائے
تو اس کے بچے اقمار ہا ہے یا نہیں؟ بیوا تو عروا۔ حرہ فقیر محمد فضل الرحمن امام جامع مسجد صدر بازار فیروز پور
پنجاب ۱۰ اشوال ۱۳۰۵ھ محمد فضل الرحمن

اللهم هداية الحق والصواب

الجواب

فخیر خزانہ تعالیٰ کو زید و عمرہ کی ذات سے غرض نہیں اور حضرات ادویہ کے کرام قدمست اسرار ہم کی
شان عظیم میں بعد و خروج حق انس کلمہ طہونہ کہنے کا جواب جو روز قیامت ملے گا بس ہے۔ وہ حضرات جرات
شعار جسارت و ثار جن کا مسلک عامتہ و علمائے کبار کو حیا ذاتاً نہ مشرک بنائے ان سے مدارک دقت
حقائق اولیاء تک نہ پہنچنے کی کیا شکایت کی جائے علاوہ بریں یہ مسئلہ خود اس قابل کہ اس میں ایک رسالہ مستقلہ
تصنیف میں آئے اور خدا انصاف دے تو حدیث بخاری :

حق، حبیبہ فکنت سمعہ الذی	جب میں منہ سے کو محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کی
یسمع بہ و بصیرۃ الذی	سمیع (کان) بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے
بصیرۃ و یبصر	اس کی آنکھ بنتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اس کا ہاتھ

التي يبطش بها وراجله الف يمشي
بها (الف قوله تعالى) وما
ترددت عن شيء انا فاعله ترددت عن
قبض نفس المؤمن يكره
الموت وانا اكره مسامته

وحدیث مسلم،

يا ابن آدم صرحت فلم تعد في ايامك
ادم استطعتك فلم تطعمتني
يا ابن آدم يا استتقيتك فلم
تسقيني اخرجها عن ابى هريرة
مرضى الله تعالى عنه -

وحدیث مشہور،

قم الما امث اليك و امث
الم اهرول اليك - اخرجہ احمد
عن ساجد من الصحابة و البخاري
بعنه عن انس و عن ابى هريرة

بن جانا ہوں جس سے وہ گرفت کرتا ہے۔ اس کے
پاؤں پٹا ہوں جس سے چلتا ہے (۱) غرض اللہ تعالیٰ
کا یہ بھی فرمایا ہے، میں کسی شے کے بجالانے میں کبھی
اس طرح تردد نہیں کرتا جس طرح جانِ مومن قبض کرتے
وقت تردد کرتا ہوں کہ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور
میں اس کے مکروہ سمجھنے کو براہِ ناجائز ہوں۔ (ت)

اسے ابن آدم! میں بیمار ہوا، تو نے میری عیادت
نہیں کی۔ اسے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا
تو نے مجھے کھانا نہیں دیا، اسے ابن آدم!
میں نے تجھ سے پانی طلب کیا، تو نے مجھے پانی
نہیں دیا، اور اگر تجھ کو مسلمانوں نے سیدنا
ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے (ت)

اسے بندے! تو میری طرف اٹھ میں تیری طرف
چل پڑوں گا، تو میری طرف چل میں تیری طرف دوڑ
پڑوں گا۔ اس کو امام احمد نے ایک صحابی سے اور امام
بخاری نے معنٰی اسے حضرت انس اور حضرت ابو ہریرہ سے

۱۔ صحیح بخاری کتاب الرقاق باب التواضع مطبوعہ قادیان کتب خانہ کراچی ۹۶۳/۲
۲۔ صحیح مسلم باب فضل عیادة المريض مطبوعہ نور محمد اصح المطابع ۳۱۵/۲
۳۔ المسند للاحمد بن حنبل حدیث رجل من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم مطبوعہ دار الفکر بیروت ۳۵۵/۲
۴۔ بخاری شریف کی روایت میں عن نفس المؤمن ہے قصص کا لفظ بخاری شریف میں موجود نہیں، البتہ
فتح الباری مطبوعہ مصر جلد ۴ ص ۱۳۱ پر یہ عبارت ہے ادق في الحديث "ذم" عن قبض من المؤمن" نیز احمد
۵۔ مسند احمد بن حنبل میں آغاز حدیث یہ ہے، قال الله تعالى يا ابن آدم قبض لي - نیز احمد

معا جیمہ عن عبد اللہ بن مسعود رضی
اللہ تعالیٰ عنہ۔

وحدیث :

قوله عز وجل اعطيتهم من حلمي وحليتي
اخرج به احمد والطبرانی في الكبير، الحاكم
في المستدرک والبيهقي في شعب، ورواه بسند
صحيح عن ابی الدرداء رضي الله تعالى عنه۔

وحدیث :

من نزل في الدنيا علمه الله بلا علمه و
هداه بلا هداية وجعله بغير سير و
كشف عنه العشي۔ اخرج ابو نعيم في
حلية الاولياء عن سيد الاولياء امير
المؤمنين علي كرم الله تعالى وجهه۔

وحدیث :

وعليك قول معاذ فان الله يباهي به الملائكة
قاله لرجل قال له معاذ بن جبير
رضي الله تعالى عنه تعال حتى نؤمر
ساعة فشكاه الرجل الى النبي صلى الله

اور باطن سے اطلاع کا مقام ہے۔ اس کو
امام طبرانی نے المعجم الكبير میں حضرت عبد اللہ بن مسعود
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے (ت)

اللہ عز وجل کافران سے میں انہیں اپنا علم و علم عطا
کرتا ہوں۔ اس کو احمد و طبرانی نے کبیر میں، حاکم نے
مستدرک اور بیہقی نے شعب، ورواہ بسند
ساتھ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کیا ہے۔ (ت)

جو دنیا نظر آیا اسے اللہ تعالیٰ بغیر حصول علم کے علم اور
بغیر حصول ہدایت وایت دیتا ہے، اسے صاحب
بصیرت بناتا ہے اور اس سے گمراہی اور تاریکی کو دور
کر دیتا ہے۔ اسے امام ابراہیم نے حلیۃ الاولیاء میں
سید الاولیاء امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ
سے روایت کیا ہے۔ (ت)

قول معاذ کو چھوڑو (یعنی قول معاذ کو بڑا نہ جانو) کیونکہ
اللہ تعالیٰ ملائکہ میں اس کے ساتھ فخر فرماتا ہے۔
یہ بات آپ نے اس شخص سے فرمائی جسے معاذ بن جبل
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تھا کہ آؤ ہم ایک گھڑی ایمان

من مسند احمد بن حنبل بقیۃ حدیث ابی الدرداء رضی اللہ عنہ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۶/۵۵۰
نوار الاصول الاصل الحادی والعشرون فی خصوصیتہ بزمہ مطبوعہ دار صادر بیروت ص ۲۹ و ۳۳
سے حلیۃ الاولیاء فضائل و مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ مطبوعہ دار الکتاب العربیہ بیروت ۱/۴۲

تعالیٰ علیہ وسلم، وقال اذما نحن بمؤمنين
فقال له رسول الله صلى الله تعالى عليه
وسلم ذلك - اخرجہ سیدی محمد بن
علی الترمذی عن معاذ بن عمرو اللہ
تعالیٰ عنہ -

۱۱۰
وحدیث ۱

كان عبد الله بن رواحة رضي الله تعالى عنه
اذا التقى اسرجل من اهل بيته الشجرى صمغ
تعالى عليه وسلم يقول تعالى تؤمن بربنا
فقال ذات يوم لرجل فعصب الرجل فجاء
الى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم
فقال يا رسول الله ذاتى الى ابن رواحة
يرغب عن ايمانك الى ايمان ساعة فقال
النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يرحم
الله من رواحة انه يحب المجالس التى
تباهى بها المشككة عليهم السلام - رواه
احمد بن محمد بن الحسن بن النضر بن مالك
رضي الله تعالى عنه.

۱۱۱
وحدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

حفظت عن رسول الله صلى الله تعالى عليه
وسلم وعائش فاما احد هسما

۱۱۲ اس شخص نے حضور علیہ السلام کی خدمت اور
میں شکایت کرتے ہوئے عرض کیا کیا ہم اہل ایمان
نہیں، اسی موقع پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے یہ کہہ کر جمل فرمایا تھا۔ اس کو سیدی محمد بن علی ترمذی
نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا
جب بھی کسی صحابی رسول سے ملاقات جرتی تو کہتے
اؤ ہم اپنے رب کے ساتھ ایک گھڑی ایمان لائیں،
ایک دن آپ نے یہی بات ایک شخص سے کہی تو وہ
بہاؤ ہو گیا اور ہار گاہ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا
یا رسول اللہ! آپ نے عبداللہ بن رواحہ کے بارے
میں یہ سننا وہ تو آپ پر ایمان لانے کی بجائے
ایک گھڑی ایمان کی طرف رغبت دلاتا ہے۔ نبی اکرم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا عبداللہ بن رواحہ
پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے وہ ایسی مجالس کو پسند کرتا ہے
جس پر ملائکہ بھی فخر کرتے ہیں۔ اسے تمام احمد نے
مسند حمی کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ت)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے علم کے
دو برتن حاصل کئے ہیں ایک کو بیان کرتا ہوں اگر

جَبْشْتَنَهُ وَأَمَّا الْآخِرُ فَلَوْ بَشْتَنَهُ قَطَعَ هَذَا
الْبَلْعُومُ ۚ (خرجه البخاری۔)

وآیت ۱

يُنْذِرُ اللَّهُ قَوْمًا يَأْتِيهِمْ

وآیت ۱

وَمَا مَرَّيْنَتْ رُدُّ مَرَّيْنَتْ وَلَكِنَّ اللَّهَ سَرَّحِي يَكُ

وآیت ۱

إِنَّمَا تَوَكَّلُوا وَجُوهَكُمْ فَتَوَكَّلُوا وَجْهَ اللَّهِ يَكُ

وآیت ۱

قُلِ الشُّرُوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ حَقَّ
الْعِلْمِ إِلَّا كَيْدًا ۚ

وآیت ۱

أَتَيْنَاكُمْ بِمُحَمَّاتٍ مِنْ عِنْدِنَا وَعَلَيْكُمْ مِنْ لَدُنَّا
يَعْلَمَانِ

وآیت ۱

قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ۚ وَكَيْفَ
تَصْبِرُ عَلَى مَا تُحِطُ بِهِ خُبْرًا ۚ

دوسرا بیان کر دیں تو میرا یہ گلا کاٹ دیا جائے گا۔ اس
کو بخاری نے روایت کیا ہے (ت)

اس کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ (ت)

اور اسے محبوب اور خاک جو تم سے بھیجی تھی تم نے
وہ بھیجی تھی بلکہ اللہ تعالیٰ نے بھیجی تھی۔ (ت)

تو تم ہر طرف سے اور ہر طرف سے (خدا کی رحمت بخاری
طرح متوجہ) ہے (ت)

تم فرماؤ زور میرے رب کے کلم سے ایک چیز ہے
وہ نہیں اس کا علم نہ ظاہر نہ خفیہ۔ (ت)

(تو ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا) جسے
ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی اور اسے اپنا علم دینی
عطا کیا۔ (ت)

کہا آپ میرے ساتھ ہرگز ٹھہر سکیں گے،
اور اس بات پر کہہ کر صبر کریں گے جسے آپ کا علم
محیط نہیں۔ (ت)

مطبوعہ قدیمی کتب خانہ اصح المطابع کراچی ۲۲/۱

۱۴/۸

۸۵/۱۴

۶۸/۱۸

۱۵ صبح جاری کتاب العلم باب حفظ العلم

۱۰/۴۸

۱۱۵/۶

۶۵/۱۸

۶۴/۱۸

۶۴/۱۸

۶۴/۱۸

وایت

قَالَ فَإِنِ ابْتِغَيْتَنِى فَلَا تَسْأَلْنِى عَنْ شَيْءٍ حَتَّى
أُخْبِرَكَ بِهِ مِنْهُ ذِكْرًا

وایت

فَأُطِيعَتْ حَتَّى إِذَا مَرَّ كِبَارُ السَّيْفِيْنَ نَحَرَتْهَا
قَالَ خَرَقَتْهَا لِتَغُرَّقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا
مُّكْرَرًا قَالَ لَقَدْ أَقْدُرْتُكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِىَ
صَبْرًا

وایت

فَأُطِيعَتْ حَتَّى إِذَا ابْقِيَ عَلَيْنَا فَقَتَلَهُ قَالَ أَكُنْتُ
نَفْسًا مَرَكِبَةً بَعْدَ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا
مُّكْرَرًا قَالَ لَقَدْ أَقْدُرْتُكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ
مَعِىَ صَبْرًا

وایت

قَالَ هَذَا صِرَافُ بَيْنِي وَبَيْنَكَ سَأَأْتِيَنَّكَ
بِشَاوِيدٍ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا

کہا تو اگر آپ میرے ساتھ رہتے ہیں تو مجھ سے کسی
بات کو نہ پوچھنا جب تک میں خود اس کا ذکر نہ کروں

اب دونوں چلے یہاں تک کہ جب کشتی میں سوار ہوتے
تو اس بندہ نے اسے چیر ڈالا موسیٰ علیہ السلام نے
کہا کیا تم نے اسے اس لئے پیرا ہے کہ اس کے سر کو
کوڑو دو بیشک یہ تم نے بری بات کی کہا میں نہ کہتا تھا
کہ آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے۔ (ت)

پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب ایک لڑکا ملا تو اس
بندہ نے اسے قتل کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا
کہ تم نے ایک ستوری لڑکا بے کسی جان کے بدلے
قتل کر دی، بیشک تم نے بہت بُری بات کی، کہا
میں نے آپ سے نہ کہا تھا کہ آپ ہرگز میرے ساتھ
نہ ٹھہر سکیں گے۔ (ت)

کہا یہ (وقت) میری اور آپ کی جدائی کا ہے اب
میں آپ کو ان باتوں کا پھیر (یعنی علت و وجہ)،
بتاؤں گا جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا۔ (ت)

سُورَةُ الْقُرْآنِ ۱۸/۴۱
سُورَةُ الْقُرْآنِ ۱۸/۴۲
سُورَةُ الْقُرْآنِ ۱۸/۴۳

سُورَةُ الْقُرْآنِ ۱۸/۴۰
سُورَةُ الْقُرْآنِ ۱۸/۴۱
سُورَةُ الْقُرْآنِ ۱۸/۴۲

وآیت :

وَمَا فَعَلْتُمْ عَنْ قَوْلِي ذَلِكَ تَدْمِغُونَ ۚ
 اور یہ کچھ میں نے اپنے حکم سے نہ کیا، یہ پھیر (علت و وجہ) ہے ان باتوں کا جس پر آپ سے صبر نہ ہو سکا۔

وغیرہ ذلک آیات واضح و بیحد لول کے لئے علم باطن اور اُس کے رجال و مضائق مجال و حقائق، اقوال و دقائق افعال کا پتا دینے کو بہت ہیں۔

وَمَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِن نُّورٍ
 اور جسے اللہ تعالیٰ نور نہ دے اُس کے لئے کہیں نور نہیں (ت)

یا نہ اس بحر حق کے لئے ساحل، نہ یہ حضرات اُس کی سیر کے قابل، نہ اس معنی سے اصل غرض ساحل، لہذا فقیر اس آں سے قطع نظر کر کے نفس مرام مستول عنہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے یعنی نماز میں حضرات غیر مقلدین کی اقتدا کا حکم کیا ہے، اور اذ انہا کہ اس کی تیقین اُن کی کشف بعض بدعات پر موقوف آتہ اس بارے میں ایک اجمالی مقدمہ کہ خان قلم جانب جواب مصروف، بہرچند اس باب میں علماء متعدد تحریریں کر چکے مگر امید کرتا ہوں کہ بحول اللہ تعالیٰ یہ موجد تحریر کافی و کافل دانی و کامل شتافی و نافع ستانی و ناصیع واقع ہو و سائلہ التوفیق و بآیہ التوفیق اے دردی لتحقق بہ نعمہ و نعمہ لعمین و الحمد لله رب العالمین۔

مقدمہ فی الکلام الاجمالی علی بدعتہ غیر المقلدین

یا معشر المسلمین یہ فرقہ غیر مقلدین کہ تقلید ائمہ دین کے دشمن اور بیچارہ عوام اہل اسلام کے دھڑن ہیں، مذاہب اربعہ کو چرچا رہتے ہیں، ائمہ ہدیٰ کو اجمارہ و بیان ٹھہراتے ہیں، سب سے مسلمانوں کو کافر و مشرک بناتے ہیں، قرآن و حدیث کی آپ بکھر کرنا، ارشادات ائمہ کو جانچا پرکھنا تبرعاً ہی باہل کا کام کہیں، جتنے راہ چل کر، بیگناہ چل کر، حرام خدا کو حلال کر دیں حلال خدا کو حرام کہیں، ان کا بدعتی بہ مذہب گمراہ ہے ادب قتال مضل غری مبطل ہونا نہایت جل و اظہر بلکہ عند الانصاف یہ طائفہ تالف بہت فرق اہل بدعت سے اشر و اضر و اشنع و افجر کمالاً یعنی علی دی بصیر (جس کا کسی بھی صاحب بصیرت پر مخفی نہیں رہتا) صحیح بخاری شریف میں تعلیقاً اور شرح السنۃ امام لغوی و تہذیب الآثار امام طبری میں موصوفاً وارد ہے۔

کان ابن عمر یراہم شواذ خلق اللہ وقال
 یعنی عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خوارج کہ بدترین

انہم اطلعوا الی آیات نزلت فی الکفار وجعلوا علی المؤمنین۔ خلق اللہ جانتے کہ انہوں نے وہ آیتیں جو کافروں کے حق میں اتاریں اُنہا کو مسلمانوں پر رکھ دیں

بعینہ یہی حالت ان حضرات کی ہے۔ آیہ کریمہ:

لَا تَخْذُواْ اَخْبَارَهُمْ وَهُمْ ذُوْاْ حَبَاثَةٍ اَمْ يَبْأَوْنَ دُوْبَ اللّٰهِ۔ انہوں نے اپنے پادریوں اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا خدا بنا لیا۔ (ت)

کہ کفار اہل کتاب اور ان کے حامد و دارباب میں اتاری جیشیر یہ پاک لوگ اہل سنت و ائمہ اہل سنت کو اس کا مصداق بناتے ہیں۔ علامہ طاہر پر رحمت غافر کہ مجمع بحار الانوار میں قول ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نقل کر کے فرماتے ہیں:

قال المذنب تاب الله عليه واشروهم من يجعل آيات الله في شرار اليهود على علماء الامة المعصومة طهر الله الامم من رجسهم۔ مذنب کہتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے، ان غاصبوں سے بدتر وہ لوگ ہیں کہ شرار یہود کے حق میں جو آیتیں اتاریں انہیں اُمت معصومہ طہر اللہ الامم سے پاک کرے۔ (ت)

اصل اس گروہ ناجی پڑی تہ سے نکلی۔ مجمع بحار الشریعہ میں ہے:

عن نافع عن ابن عمر رضي الله عنهما في رواية هي قال ذكر النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فقال اللهم بارك لنا في شامنا اللهم بارك لنا في يمننا قالوا يا رسول الله وفي نجدنا قال اللهم بارك لنا في شامنا اللهم بارك لنا في يمننا قالوا يا رسول الله وفي نجدنا قال في ثلاث هاتك الزلازل والغتن وبها يطلع قمر الشيطان۔ مانع سے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اے الہی! ہمارے لئے برکت دے ہمارے شام میں، ہمارے لئے برکت رکھ ہمارے یمن میں، صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ہمارے نجد میں۔ حضور دوبارہ دہی ماک اے الہی! ہمارے لئے برکت کر ہمارے شام میں اے الہی! ہمارے لئے برکت بخش ہمارے یمن میں۔ صحابہ نے پھر عرض کی یا رسول اللہ! ہمارے نجد میں۔ بعد ازاں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں میرے

گاہ میں تیسری دفعہ حضور نے یہی نسبت فرمایا، وہاں زلزلے اور فتنے میں اور وہیں سے نکلے گا شیطان کا پیٹنگ (ت)۔
سنة الصحيح البخاري كتاب استتبار الممانين باب قتال الخوارج والمطهرين الا مطبوع قديم كتيب خاكر كراچی ۱۰۵۱/۲
سنة القرآن ۳۱/۹

سنة مجمع بحار الانوار تحت لفظ حدیث مطبوع نو لكشور لكهنؤ ۲۳۲/۱
سنة الصحيح للبخاري كتاب الفتى باب قول النبي صلى الله عليه وسلم العنة من قبل اشرق مطبوع قديم كتيب خاكر كراچی ۱۰۵۱/۲
باب ما قيل في الزلازل والآيات ۱۲۱/۱

اس خبر صادق فقیر صادق علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطابق عبد الوہاب نجدی کے پسروا تبار نے بکلم الکفر صر

پدر اگر تواتر پسر تمام کند

دباپ اگر نہ کر سکا تو بیٹا تمام (مکمل) کر دے گا،

تیر جویں صدی میں حرمیں طہیبین پر روج کیا اور ناکرونی کاموں ناگفتنی باتوں سے کوئی دقیقہ زلزلہ دقت کا اٹھا نہ رکھا ،
وسیعہ الذین ظلموا ای متقلب یسقلبون :-
اور اب جہاں جائیں گے ظالم کو کس کر دھ پلٹا
کھائیں گے۔ (ت)

حاصل اُن کے عقائد زائفہ کا یہ تھا کہ عالم میں وہی مشیت ذلیل موحہ مسلمان ہیں باقی تمام مومنین معاذا اللہ مشرک۔
اسی بنا پر انھوں نے حرم خدا حرم مصطفیٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کو عیاذ باللہ وارا محرب اور وہاں کے مسکن کرام
ہمسایگان خدا رسول کو (خاک بہاؤں گستاخان) کافر و مشرک ٹھہرایا اور بنام جہاد طرہ کر کے لو اسے فتنہ عظمیٰ پر
شیطنیت کبریٰ کا پرچم اڑایا۔ علامہ رفیع الرحمن خاں صاحب المصنفین مولانا امین الدین محمد بن عابد بن شامی قدس سرہ السامی نے کچھ
تذکرہ اس واقعہ کا فرمایا اور الحمد ماشیہ در مختار کی جلد ثالث کتاب الجہاد باب البغاة میں زیر بیان خوارج
فرماتے ہیں :

یہی جاری ایسے ہوتے ہیں جیسا ہمارے زمانے میں
پیران عبد الوہاب سے واقع ہوا جنہوں نے نجد سے
خروج کر کے حرمین محرمین پر تغلب کیا اور وہ اپنے آپ
کو کہتے تو منہل تھے مگر ان کا یہ عقیدہ تھا کہ بس وہی
مسلمان اور جو ان کے مذہب پر نہیں وہ سب مشرک
ہیں اس وجہ سے انھوں نے اہلسنت و اہل سنت
کا قتل بہانہ ٹھہرایا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے
اُن کی شرکت توڑ دی اور اُن کے شہر ویران کئے اور
شکر مسلیں کو اُن پر فتح بخشی ۱۲۳۳ھ میں ۔

کما وقع فی زمانہ فی اتبع عیس عبد الوہاب
الذین خرجوا من نجد وتعلیوا علی
الحرمین وكانوا ینتحلون مذهب الحسابۃ
لکنہم اعتقدوا انہم ہم المسلمون وان من
خالف اعتقادہم مشرکون واستباحوا بذلک
قتل اہل السنۃ وقتل علما انہم حق کسر
اللہ تعالیٰ شوکتہم و خرب بلادہم و ظہر بہم
حاکم المسلمین عامر ثلث و ثلثین و عاشتین و
الغنیہ

والحمد للہ رب العلمین :-

سہ القرآن ۱۲۶/۴

سہ رد المحتار کتاب الجہاد مطبوعہ مطبعۃ البابا مصر ۲۳۹/۳

غرض یہ فتنہ شیعہ وہاں سے مٹو واد خدا و رسول کے پاک شہروں سے مد فزع و مدد ہو کر اپنے لئے جسکے
 دھند آئی تھی تاکہ نجد کے ٹیلوں سے اسس وارفقن ہندوستان کی نرم زمین اسے نظر پڑی، آئے ہی یہاں اپنے قدم
 جمائے، بانی فتنہ نے کہ اس مذہب نامذہب کا معلم ثانی ہوا وہی رنگ آہنگ کفر و شرک پر ڈاکر ان معدودے چند
 کے سوا تمام مسلمان مشرک، یہاں یہ طائفہ حکم اللہ بنی فخر قوا دینہم و کافوا شیعتا (وہ لوگ جنہوں نے اپنے
 دین میں جدا جدا راہیں نکالیں اور کئی گروہ ہو گئے۔ ت) خود متفرق ہو گیا ایک فرقہ بظاہر مسائل فرعیہ میں تعلیقہ الہ کا
 نام لیتا رہا دوسرے نے طر

قدم عشق پیشتر بہتر (عشق کا قدم آگے بڑھانا ہی بہتر ہے)

کہہ کر اسے بھی بالاسے طاق رکھا چلنے آپس میں چل گئی وہ انہیں گمراہ یہ انہیں مشرک کہنے لگے مگر مخالفت اہلسنت
 عداوت اہل حق میں پھر طرہ واحدہ رہے، ہر خندان اتباع نے بھی کفر مسلمین میں اپنی چلتی گئی نہ کی لیکن پھر کلام الہام
 احام کلام (اہم کلام، کلام کا امام ہوتا ہے۔ ت) ان کے امام و بانی و ثانی کو شرک و کفر کی وہ تیز و تند چرخی
 کہ مسلمانوں کے مشرک کافر بنانے کو حدیث صحیحہ سے

لا ینہب اللیل والنہار حتی یعبد ثلاث و لعلی (الہی قولہ) یبعث اللہ سربھا طیبہ قتوفی
 حبل من کان فی قلبہ مشقال حب من حر دل من ایمان فیبق من لاجیر فیہ فیوجعون
 الہی دین ابانہم کہ مشکوٰۃ کے باب لا تقوم الساعة الا علی شوار الناس سے نقل کر کے بے دھڑک
 زب نہ موجود پر محادی جس میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نہ فنانہ ہو گا جب تک ثلاث
 عزری کی پھر پرستش نہ ہو اور وہ یوں ہو گی کہ اسے تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جو ساری دنیا سے مسلمانوں کو
 اٹھائے گی جس کے دل میں رانی کے واسطے برابر ایمان ہو گا انتقال کرے گا جب زمین میں بڑے کافر رہ جائیں گے
 پھر بتوں کی پوجا بدستور جاری ہو جائے گی۔ اس حدیث کو نقل کر کے صاف لکھ دیا سو پھر خدا کے فرمائے کے
 موافق ہوا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جو شمنہ نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ اگر یہ وہی زبان ہے جس کی خبر حدیث
 میں دی ہے تو واجب ہوا کہ دوسرے زمین پر مسلمان کا نام و نشان باقی نہ ہو پہلے مانس اب تو اور تیرے

ملہ القرآن ۱۵۹/۶

۱۵۹/۶ ملہ القرآن ۱۵۹/۶
 ۳۹۲/۲ ملہ صحیح مسلم کتاب الفتن و اشراط الساعة مطبوعہ دار محمد اصح المطابع کراچی
 ۳۹۲/۲ ملہ مشکوٰۃ الصالح کتاب الفتن باب لا تقوم الساعة الا علی شوار الناس مطبوعہ مطبعہ مجتہدانی دہلی ص ۴۴

ساتھی کہہ رہے ہیں، کیا تمہارا طائفہ دنیا کے پروے سے کہیں الگ جستا ہے، تم سب بھی انہیں شرار الناس و بدترین خلق میں ہوئے جن کے دل میں دلی کے واسطے برابر ایمان کا نام نہیں اور دین کفار کی طرف پھر کہتوں کی پوجا میں مصروف ہیں، سچ آیا حدیث مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد کہ جب ان الشیء یعصی و یصم شیء کی محبت کیجئے اللہ خدا اور ہر اکروے گی۔ تشرک کی محبت نے اس ذی ہوش کو ایسا اللہ ہر اکروے کہ خود اپنے کفر کا اقرار کر لیا، غرض تو یہ ہے کہ کسی طرح تمام مسلمان معاذ اللہ مشرک ٹھہریں اگرچہ راستہ مشکوک کو اپنا ہی چہرہ ہمارا ہو جائے، اور اس جہاک پالاک کی نہایت عیاری یہ ہے کہ اُسی مشکوٰۃ کے اُسی باب لا تقوہ السباحۃ الاصل شسوا، اب من میں اسی حدیث مسلم کے برابر متصل بہ فصل دوسری حدیث مصطلح اسی صحیح مسلم کی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے وہ موجود تھی جس سے اس حدیث کے معنی واضح ہوتے اور اُس میں صراحت ارشاد ہوا تھی کہ یہ وقت کب آئے گا اور کیونکر آئے گا اور آغاز نبوت پرستی کا غشا کیا ہوگا، وہ حدیث مختصراً یہ ہے :

<p>وعن عبد الله بن عمر رضي الله تعالى عنهما قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يخرج احد جاني في مستی جيمكة امر بعين فيبعث الله عيسى بن مريم فيهلكه ثم يبعث في اب م م صميم سين ليس بين اثنين عداوة ثم يرسل الله مريحا يارثه من قبل المشرق فلا يبقى حلى وجد الا م م م احد في قلبه مثقال ذرة من خيرا و ايمان الا قبضته حتى يوان واحد كد دخل</p>	<p>یعنی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری امت میں دو جال نکل کر چالیں گے ٹھوسے گا پھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھیجے گا وہ اُسے ہلاک کریں گے پھر سات برس تک دو جالوں میں اس طرح تشریف رکھیں گے کہ کوئی دو دلی آپس میں عداوت نہ رکھتے ہوں گے اس کے بعد اللہ تعالیٰ شام کی طرف سے ایک ٹھنڈی ہوا بھیجے گا کہ رخصتہ زمین پر جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان</p>
--	---

عصہ رلوی نے کہا مجھے نہیں معلوم کہ چالیس دن فرمایا یا چھتیس یا برس اسٹی، اور دوسری حدیث میں چالیس دن کی تصریح ہے پہلا دن سال بھر کا دوسرا ایک عید کا تیسرا ایک ہفتہ کا، باقی دن عام دنوں کی طرح رواہ مسلم عن النواص بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی حدیث طویل ۱۲۰۴ (م) (۱۷۱) امام مسلم نے حدیث طویل میں حضرات نواص بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت

<p>سلک مسند احمد بن حنبل باقی حدیث ابی الدرداء رضی اللہ عنہ سلک مشکوٰۃ المصابیح کتاب الاقوام الساعۃ الخ</p>	<p>طبع دار الفکر بیروت طبع مجتبائی دہلی</p>	<p>۱۹۳/۵ ص ۸۰</p>
--	--	--------------------------------

فیکید جمل لدختہ علیہ حتی تقبضہ
 قال فیدبق تسراس الناس فی خفة الطیر
 واحلام السباع لا یھرقون معوفا
 ولا ینکرون منکر فیدتمثل لھم الشیطان
 فیقول الا تستحیون فیقولون فماتنا مرننا
 ھما سورھم بعبادة الاوثان ثم ینفض
 فی البصیر (ملخصاً)۔ (ماواہ ص ۱۷۷)
 کی شکل بن کر آئے گا اور کئے گا تمھیں شرم ہیں آتی یہ کہیں گے پھر تو ہمیں کیا حکم کرتا ہے وہ انھیں بُت پرستی کا
 حکم دے گا اس کے بعد نفعی صور ہو گا (ملخصاً)۔

عیار ہوشیار اس حدیث کو انگ بپا گیا کہ یہاں تو سارے مکر کی قلمی کھنٹی اور صاف ظاہر ہو رہا کہ حدیث
 میں جس زمانے کی خبر دی ہے وہ بعد خروج و ہلاک دجال و انتقال عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آئے گا اس
 وقت کے لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روئے زمین پر کوئی مسلمان نہ رہے گا جس
 طرح احمد و مسلمہ ترمذی کی حدیث میں اس کے بعد آئے ہیں کہ یہاں سے کیا نسبت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،
 لا تقوم الساعة حتی لا یقال فی الامم الا اللہ قیامت نہ آئے گی جب تک کہ زمین میں کوئی اللہ اللہ
 اللہ نہ کہے والا رہے۔

اللہ اللہ حدیث بھی مشکوٰۃ بحوالہ مسلم اسی باب کے شروع میں ہے مگر چونکہ وہ لا اذۃ الاشرک پر بار کی
 حدیث نقل کرتا تو مسلمانوں کو کافر و مشرک کیونکر بنا تا اور اس جوئے کے لئے کجائش کہاں سے پاتا کہ اپنے زمانے
 کی نسبت کہہ دیا، سو پہلے بڑا کہہ فرمانے کے موافق ہوا مسلمان دیکھیں کہ جو یہاں صریح واضح متداول حدیثوں میں ایسی
 معنوی توفیقیں کریں بے پر کی اڑانے میں اپنے باطنی مسلم کے بھی کان کتریں جوئے مطلب دل سے بتائیں اور انھیں
 مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقصد و مہماتیں حالانکہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم متواتر حدیث میں
 ارشاد فرمائیں:

من کذب علی متعمدا فلیتیوا مقعدا
 جو بان بوجہ کر مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا
 ملے صحیح مسلم کتاب الفتن باب الدجال مطبوعہ دار الفکر کراچی ۲۰۳/۶
 ملے صحیح مسلم باب ذیاب الایمان آخر الزمان ۸۲/۱
 مسند احمد بن حنبل از مسند افس رضی اللہ عنہ دار الفکر بیروت ۲۹۸، ۲۰۱، ۱۰۶، ۱۰۷/۲

ایسوں کا مذہب معلوم اللہ جل بالحدیث کا مشربہ معلوم صحیح
قیاسی نسخہ و مکتوبات شان بہار شاہ

جب اصول میں یہ حال ہے تو ظاہر ہے کہ فروع مسائل فقہ میں حدیثوں کی کیا کچھ گت نہ بناتے ہوں گے۔ پھر دعویٰ
یہ ہے کہ ہم تو غیر البربر یعنی قرآن اور قول خیر البربر یعنی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی حدیث پر چلتے ہیں، لیکن اللہ یرمئہ او یہ دعویٰ
کچھ فرمایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے۔

یٰۤاٰتٰی فِیْ اٰخِرِ الزَّمٰنِ قَوْمٌ جَدَثَۃٌ لَا سَمْعَ لَہُمْ
لَا بَصَرَ یَقُولُوْنَ مِّنْ خَیْرِ قَوْلِ الْبَیِّنٰتِ یَسْرِقُوْنَ
مِنَ الْاِسْلَامِ کَمَا یَسْرِقُ الْمُسْہِمُ مِنَ الرَّمِیۃِ
لَا یَجَاوِزُ اِیْمَانُہُمْ حَنَاجِرُہُمْ۔ اُخْرِجَہُ الْبَحَارِی
وَمُسْلِمٌ وَغَیْرُہَا مِّنْ اَمْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی
کَرَمِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَجْہِہٖ وَالْفَلَاحِ الْبَہِیجِ رِیْقِ
فَصَلِّ الْقُرْآنَ مِنَ الْجَامِعِ الصَّحِیحِ۔

آخر زمانہ میں کچھ لوگ حدیث السنن سفیر العقل آئیں گے
کہ اپنے دھرم میں قرآن یا حدیث سے مستند نہ بنیں گے
اسلام ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے نکل جاتا
ہے ایمان ان کے گھروں سے نیچے نہ اترے گا۔
اسے بخاری و مسند اور دیگر محدثین نے امیر المؤمنین حضرت
علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور مذکورہ الفاظ
حدیث جامع صحیح البخاری کے باب فضائل القرآن سے
ملے گئے ہیں۔

واقعہ یہ کہ لوگ اُن پڑانے خوارق کے ٹھیک ٹھیک بقیہ یادگار ہیں وہی مسئلہ وہی دعویٰ وہی انداز وہی
دو تیرے، غابریوں کا ادب تھا پناہ ہر اس قدر شرع بناتے کہ عوام مسلمین انہیں نہایت پابند شرع جاسنے
پھر بات بات پر عمل بالقرآن کا دعویٰ غلبہ اور درجہ تھا اور مسلک وہی کہ ہمیں مسلمان ہیں باقی سب مشرک۔
یہی رنگ ان حضرات کے ہیں آپ صمد اور سب مشرکین، آپ محمدی اور سب بدوین، آپ عامل بالقرآن و حدیث
اور سب چنیں و چناں بزم خبیث، پھر ان کے اکثر مکلفین و مابری پڑنے ی شرت میں بھی غارت سے کیا کم ہیں
اہلسنت کا نہ کھل کر سن لیں کہ دھوکے کی ٹٹی میں شکار نہ ہو جائیں، ہمارے ہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحیح حدیث
میں فرمایا،

ابو یعلیٰ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
 ان الشیطان قد یئس ان تعبد الاصبہا فی
 امر من العرب ولکنہ سیرضی منکوبہ و
 ذلک بالحققات الحدیث - واصلہ عنہ
 حمد احمد و الطبرانی بسند حسن۔

یہی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تذکرہ اور حضرت عبدالرحمن بن ختم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
 تقریر راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وداع کرتے وقت ارشاد فرمایا،
 ان الشیطان قد یئس ان یعبد فی جزیرتکم
 ہذا ولکن یطاع فیہا تحت قرون من اسی کم
 فقد رعی بذلک
 یعنی شیطان کو یہ اُمید نہیں کہ اب تمہارے جزیرے
 میں اس کی عبادت ہوگی ہاں اُن اُمال میں اُس کی
 اطاعت کرو گے جنہیں تم حقیر جانو گے وہ اسی قدر
 کو غنیمت سمجھتا ہے۔

امام احمد حضرت عبادہ بن صامت و ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے معاذ راوی حضور سید المرسلین
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،
 ان الشیطان قد یئس ان یعبد فی جزیرتکم
 العرب۔

یہ چھ صحابیوں کی حدیثیں ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ ہاں انہیں سن کر مسلمان کہے کہ دیکھ پیغمبر خدا
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمانے کے مطابق ہوا کفر و شرک جب سے جزیرہ عرب سے نکلے اور دن اور آج کا
 دن پھر اوجڑا منہ کرنا نصیب نہ ہوا واللہ الحمد للہ سب الخلیفین۔ پھر خطہ مبارکہ حجاز یعنی عمر بن الخطاب اور
 اُن کے مضافات کے لئے اس سے اجل و اعظم بشارت آئی جامع ترمذی میں عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۔ مسند ابو یعلیٰ از مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حدیث ۵۱۰۰ مطبوعہ دار القیامہ جہد و موسسہ علوم القرآن بیروت ۶۹
 ۲۔ شعب ایمان الایمان و ہدایا فی اخلاص العمل الحدیث ۶۵۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳۴/۵
 ۳۔ مسند احمد بن حنبل حدیث شداد بن اوس رضی اللہ عنہ دار الشکر بیروت ۱۲۶/۴

سے مروی حضور پر نور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ابن الدین لیاس زالی، لحجاسر کما تأمر بالحقبة
 الی جحرہف ویعقلن الدین من الحجاسر
 معقل الاسویۃ من الحیلین
 بیشک دین مجاز کی طرف ایسا سٹے گا جیسے سانپ اپنی
 بال کی طرف، اور بیشک دین عربین طیبین کو ایسا اپنا
 مسکن و مابین بنائے گا جیسے پہاڑی بکری پہاڑ کی
 چوٹی کو۔

پھر مدینہ منورہ کا گناہی کیا ہے کہ وہ تو ماضی کا خاص اور دین متین کا اول و آخر طہا و مناس سے ہے صلی اللہ
 تعالیٰ علی من جہمھا ہکذا و ہما س لہ وسلم (اللہ تعالیٰ اس ذات اقدس پر رحمتیں، برکتیں اور سلام نازل
 فرمائے جس نے شہر مدینہ کو یہ شرف بخشا، اس کی رحمت بہ تفصیل ارشاد ہوا،

انّ الایمان لیاسر الی الحب الیہ یند کما تارز
 الحیۃ الی جحرھا۔ سوا الا انما احمد و
 البغی سر و مسلمہ و امین ما جہ من الی ہریرۃ
 وی اباب من سعد بن الی وقاص و غیرہ رہی
 اللہ تعالیٰ عنہم۔
 بیشک ایمان مدینے کی طرف تو سٹے گا جیسے سانپ
 اپنی بال کی طرف اسے آگے کرام احمد، بخاری، مسلم
 و ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
 روایت کی ہے۔ اس معاملہ میں حضرت سعد بن
 ابی وقاص اور دیگر صحابہ بھی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی

حدیث مروی ہے۔

انصاف کیجئے تو صرف یہی مدینہ اور ان کی مثال ان سفہاء کے ابطال مذہب میں کافی، وانی و روان شانی کر اگر
 ان کا مذہب حق ہے تو اہل مدینہ و اہل نجد و اہل حجاز و اہل عرب و اہل تمام بلاد و دارالاسلام سب کے سب معاذ اللہ
 مشرکین بنے دین ہیں اور مسلمان صرف یہی ہند کے چند بے لجا کثیر الحیف یا نجد کے بعض بے مہار بقیۃ السیف تالہ
 و تالیہ ساجعون تھے اسی طرح وہ مترازمہ نہیں ان کی مبطل مذہب جن میں ارشاد ہوا کہ اسی وقت مرحوم راہب
 حقہ ہرگز ایسی پر جمع نہ ہوگا، میں ان کی وفور کثرت و کمال شہرت کے سبب یہاں ان کی نفق سے دست کشی نہ ہوا
 ان شاء اللہ تعالیٰ تحریر جہاں کہیں ان کی شوکت قاہرہ و جلوہ دیا جائے گا، ہر مسلمان اور یہ حضرات خود بھی جانتے ہیں
 کہ تمام بلاد اسلام میں انتہی مرحومہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کروڑوں اربوں آدمی بارک اللہ تعالیٰ

ہمہم و علیہم) اللہ تعالیٰ ان میں اور ان پر برکت نازل کرے۔ (ت) اس نئے مذہب سے منزہ و بری ہیں اس کے تمام یہو قطع یہی دلیل و قلیل مثلاً ہندی و نجدی میں طرفہ کہ ان کے بعض مکہ میں اپنی اس شذوذ و قلت و مخالفت بجا پر اذکر تے اور احادیث جماعت و سواد اعظم کے مقابل آیہ ولولعجبک کثرۃ الجہنم (اگرچہ تجھے ضیغ کی کثرت تعجب میں ڈال دے۔ (ت) پڑھتے ہیں۔ یہ کہ یہ اصحابوں نے کہ تمام مذاہب باطلہ کے حلقہ مجموعہ میں حضرات رخص سے اڑا یا وہ اپنی ذلت و قلت کو اپنی حقانیت کی محبت ٹھہراتے اور آیات قرآنہ میں یرہنی تحریریں کر کے خواہی مخوی ہر جا پر جھاتے ہیں، شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر اشعار عشریہ میں فرماتے ہیں،

کید یا زہم آگاہ گر بندہ مذہب اشاعہ عشریہ حق است زیرا
کراش عشریہ قلیل و ذلیل اند و اہل سنت کثیر و عزیز
و خداے تعالیٰ و حق اہل حق می فرماید و قدین صلحہم
و دیں تقریر تکریم کلام اللہ است زیرا کہ حق تعالیٰ
در حق اصحاب الیمین فرمود است تِلْكَ قِيَمَةُ الْاَوَّلِيْنَ
و تِلْكَ قِيَمَةُ الْاٰخِرِيْنَ و اگر قلت و ذلت موجب
حقیرت شود باید کہ فواسب و بر رنج اتی و اوے
بکن باشند کہ بسبب قلیل و ذلیل اند بلکہ حق تعالیٰ
جا بجا علو و عہد و تسلط در شان اہل حق می فرمایند
و در احادیث جا بجا اتباع سواد اعظم از امت و
موافقت با جماعت تا کید فرمودہ اند و ملتحق
اور ظہر کا ذکر کیا ہے اور احادیث میں جا بجا امت کے سواد اعظم کی اتباع اور موافقت با جماعت کی تاکید کی گئی
ہے احاطہً۔ (ت)

لطف یہ ہے کہ اس کے بعد جو شاہ صاحب نے روافض کے حالات اور ان کی بد مذہبی کے ثمرات لکھے
یہی ملک ناخبر از کفار بدست نیاوردہ و دارالاسلام
نہایت بلکہ اگر گاہے ایشان را ریاست ناخبر بدست
انہوں نے کسی ملک کو کفار سے چھڑا کر دارالاسلام نہیں
بتایا اگر کبھی ان کے قبضہ میں کوئی ریاست آئی بھی تو

آمدہ باکفارہ ہندوؤں و دارالاسلام دارالکفر
 ساختہ اندھیر گاہ و سب کے تشیع رائج شد فتنہ و فساد
 و نفاق فیما بین فوج فوج باریہ، حالت ہندوستان
 پایہ دید و حالت ملک عرب و شام و روم باوجود
 پایہ سنجیدہ اور غصہ۔

انہوں نے مہانت باکفارہ سے کام لیتے ہوئے
 دارالاسلام کو دارالکفر بنا دیا، جہاں کسی ملک میں
 اہل تشیع کا نظریہ ہوا فتنہ و فساد و نفاق کے باعث
 روئے پس میں گروہوں میں بٹ گئے، ہندوستان کی
 حالت دیکھ لو اور ملک عرب، شام اور روم کو اس
 پر قیاس کر لو اور غصہ (ت)

یہ سب باتیں بھی حرف برف اس طائفہ جدیدہ پر منطبق اول تراخیں نکلے ایسے کے دن ہونے کا تم
 جب سے سراجا سارا ختمہ مسلمانوں ہی آتا رہا ہمیشہ مسلمانوں کو مشرک کہا مسلمانوں ہی کے قتل و غارت کا
 حوصلہ رہا، آخر کچھ دنوں شوکت بھی پائی، فوج و جمیعت بھی ہاتھ آئی، پھر کون سا حکم کافروں سے لیا، کون سا حملہ
 مشرکوں پر کیا، ان خدا مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہدوں کو دارالحرب بتایا، لا الہ الا اللہ محمد رسول
 اللہ ماننے والے کا خون بہایا، آدمی کو سب قوت ملتی ہے دل کی وہی بھڑک کر جلتی ہے جس سے غیظ تھا انھیں پر
 ٹوٹے، خدا مصطفیٰ کے شہر ٹوٹے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ وسیعہ الظالمین العشوی (عقرب
 عالم جان سے لگا کہ اس کا ٹھکانا اس ہے۔ ت) سب وہاں ہی کا ستارہ شمس سلطان نے رفقا بیت الربال کیا
 ان آزاد بلاوے جہاں نہ کوئی پرسان سنت نہ خرمیر ان ملت انھیں حدث علی غار یک (تیری رسی تیرے کا ندھ
 پر ہے۔ ت) کہہ کر لیا تھوڑی کی برکت کہاں جلتے جب تجھ جہاں کر ہند میں آئے یہاں اُن کے دم سے جوق فتنہ و فساد
 پھیلے باہم مسلمانوں میں نفاق و شقاق کے پٹے اُبلے، ظاہر و باطن میں، کس پر نہاں میں، خصوصاً ان شہروں کی تہ
 پوری شامت جن میں ان کے عاتک کثرت کچھ دین تھیں پر جگہ رُسبے ہیں کچھ جگہ سے ہیں، باپ سستی و ہریت
 و ہون، شہر سستی و ہون، گھر گھر فتنے آئے دن فساد، عیش و شغف میں برباد، ابتداء باقی ثانی نے بھی وہی رنگ
 چھائے، بلاد اسلام دارالکفر ٹھہرائے، جس سال تہجد میں ان کے اکابر کا قطع قلع ہوا اور پش پکے کہ ۱۲۳۲ھ تک
 اسی سال سے انہوں نے یہاں کے شہروں پر یہ فتویٰ دیا، امام اٹھنے نے ترغیب جہاد کے نام میں کھار

ہندوستان را دریں جزو زمان کہ سلسلہ یک ہزار
 دو صد و سی و سوم ست اکثرش دریں ایام دارالحرب
 ہندوستان کو اس وقت یعنی سلسلہ میں کہ اس
 کا اکثر حصہ دارالحرب قرار دیا حسب چکا
 ہے۔ (ت)

سے تحفہ اشعار عشرہ فصل دوم در مکائد جزیرہ واقف الخ کید یازدہم مطبوعہ سبیل انبیاء لاہور ص ۴۴
 سے ص ۴۵ مستقیم فصل چہارم افادہ ۵ مطبوعہ المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۴۵

مگر زمانے نے زیادہ مہلت نہ دی، قتل کی حسرت دل ہی میں رہی، اتباع میں اتنا کوئی نہ ہوا کہ ٹوٹے جگ کو جوڑے،
 ناچار زبانِ قلم و قلم زبان سے پہلے دل کے کچھ پھوٹے پھوڑے، تکفیرِ مسلمین اصل مذہب ہے، کفر و شرک تو پسلا
 لقب ہے، ان کے بعض دلوروں نے تصریحیں کی ہیں کہ اہلسنت کفار عربی ہیں ان کے خون و مال حلال بلکہ اس
 زائد شیطانی اقوال، توحق پائیں تو کیا کچھ نہ کر دیتیں،

قَدْ يَذَّبُ الْبَعْضُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا يَحِثُّ
 عَنْ هَؤُلَاءِ أَعْيُنُهُمْ كَتِبَ لَهُمْ
 وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ هُوَ الْمُسْتَعَانُ
 عَنْ هَؤُلَاءِ ذِي شُرٍّ
 بعض ویران کی باتوں سے جھلک اٹھا اور وہ (غیظ و
 عناد) جو سینوں میں چھپائے ہیں اور بڑا ہے (ت)
 اس اللہ کے سوا کوئی طاقت و قوت نہیں جو ہر شر کے
 خلاص مددگار ہے۔ (ت)

معرض کہیں خوارج کی ہمت کی کہیں روافض سے ہمت کی

مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم

آدرشاہ صاحب کے اخیر فقرے قمریوں میں تولنے کے قابل کر،

حالت ایران و کین و ہندوستان ماید و مد و حالت
 ملک عرب و شام و روم و تور و ترکستان و ہند
 ایران و کین و ہندوستان کی حالت دیکھ لیجئے
 اور ملک عرب و شام و روم و تور و ترکستان کو
 ان پر قیاس کر لینا چاہئے۔ (ت)

واقعی دیکھیے یہاں ان کی آزادی و سہ قیدی سے مذہب حق پر کتنا ضرر ہے اور وہاں جو عام بلاد میں ان
 کا نشان نہیں اور نجد میں جو بقیۃ السیف رہے ان میں سلاطین کی بیان نہیں دین میں کس قوت پر ہے ہاشم
 اللہ لا قوۃ الا باللہ۔ ان صاحبوں سے پوچھئے آپ بھی شاہ صاحب کی طرح یہ عرب و روم و شام کا ہندوستان
 سے موازنہ نہیں گئے یا ان برکت والے ملکوں کو اس سے بھی ہر حال میں جانیں گے کہ یہاں آپ کے مذہب کو
 اشتہار بھی ہے، اعلانِ مشرب کا اختیار بھی ہے، آمد و ہاں قرار از مذہب جدید کہ نام لیا اور آفتِ رسید
 والحمد للہ العلی المجید، عرض کیا کہ کلامِ طویل اور فرصتِ قلیل عرب و عجم کے علما و اہلسنت
 شکر اللہ تعالیٰ مسایمہ الجلیل نے بکرات و مبرات اس طائفۃ تالفہ کے روایت فرمائے، اور فقیر غفر اللہ تعالیٰ
 کے بھی متعدد و فتاویٰ میں ہر بار کلام تازہ و خواہ جدیدہ بیان میں آئے، یہاں سائل کا جس قدر سے سوال ہے

اُس کی طرف توجہ کا خیال ہے فاقول مستعینا بالنقیب المحیب وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت
والیہ انیب۔

الشروع فی الجواب بتوفیق الملک الوہاب

بلاشبہ غیر مقلد کے پیچھے نماز مکروہ و ممنوع و لازم الاحترار، اُنہیں بااختیار خود امام کرنا تو ہرگز کسی
سُنی محبت سنت و کارہ بدعت کا کام نہیں اور جہاں وہ امام ہوں اور منع پر قدرت نہ ہو سُنی کو چاہئے دوسری
جگہ امام صحیح العقیدہ کی اقتدار کرے حتیٰ کہ جمہور میں بھی جبکہ اور جگہ مل سکے۔ امام محقق ابن الہمام فتح القدیر شرح ہدایہ
میں فرماتے ہیں،

یکثر فی الجمعیۃ اذا تعددت اقامتہا فی
المعصر علی قول محمد وهو المفق بہ
لانہ بسبیل من التحول
امام محمد کے مفتی پر قول کے مطابق جمہور میں فاسق و
بدعتی کی اقتدار مکروہ ہے جبکہ شہر میں جمہور متعدد
مقامات پر قائم ہوتا ہو کیونکہ اس صورت میں دوسرے
مقام پر منتقل ہونا ممکن ہے (ت)

اور اگر مجبور ہی اُن کے پیچھے پڑے لی یا پڑھنے کے بعد حال ٹھکانا نماز پھیر لے اگرچہ وقت جاتا رہا ہو اگرچہ بدعت
گزرا چکی ہو کما حقہ المولیٰ الفاضل سیدی امین الدین محمد بن عابدین اشاعی سرحد
اللہ تعالیٰ فی سادہ المحتاسر (جیسا کہ ہمارے عظیم فاضل سیدی امین الدین محمد بن عابدین شامی رحمہ اللہ
تعالیٰ نے رد المحتار میں اس کی تحقیق کی ہے۔) فقیر خفرائہ تعالیٰ لہ اس حکم کو پانچ دلیلوں سے روشن
کرتا ہے، وباللہ التوفیق۔

دلیل اول

یہ تو خود واضح اور ہماری تقریر سابق سے واضح کہ طائفہ مذکورہ یہ حتیٰ بلکہ بدترین اہل بدعت سے ہے، اور
فاضل علامہ سیدی احمد مصری طحطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حاشیہ در مختار میں ناقل،

من شد عن جمہور اہل الفقہ والعلم
و السواد الاعظم فقد شد فیما یدخلہ
یعنی جو شخص جمہور اہل علم و فقہ و سواد اعظم سے جدا
ہو جائے وہ ایسی چیز کے ساتھ تھا ہوا جو اُسے

۴ فی النور علیکم معاشر المومنین باتباع العریقة
 ۴ الکجیة المسماة باهل السنة والجماعة
 فان نصرته الله تعالی وحفظه وتوفیقه فی
 مو ققتهم وحذ لانه وسخطه فی مخالفتهم
 وهذه الطائفة الناجیة قد اجتمعت الیوم
 فی مذهب اربعة وهما الحنفیون والشافعیون
 والشافعیون والحنبلیون رحمهم الله تعالی
 ومن كان خارجا عن هذه الاربعة ففی
 هذا الزمان فهو من اهل البدعة
 والمارئیة

دورخ میں لے جائے گی قرآن مجید پر
 فرقہ ناجیہ اہلسنت وجماعت کی پیروی لازم ہے کہ
 خدا کی مدد اور اُس کا حافظہ و کارساز رہنا اور انجست
 اہلسنت میں ہے اور اُس کا چھوڑ دینا اور غضب فرمانا
 اور دشمن بنانا کُفروں کی مخالفت میں ہے اور یہ نجات
 والا گروہ اب چار مذہب میں مجتمع ہے حنفی، مالکی، شافعی
 حنبلی، اللہ تعالیٰ ان سب پر رحمت فرمائے
 اس زمانے میں ان چار سے باہر ہونے والا بدعتی
 جہنمی ہے۔

علامہ شامی کا ارشاد گزرا کہ انہوں نے ان کے اسلاف جہک غازیوں میں شمار فرمایا۔ یہ اختلاف کہ اصول میں اُن
 کے مقلد اور فروع میں اعلان ہے لگائی سے اُن پر بھی زائد کر دے بطور ادعا کے منیبت رکھتے تھے یہ اس نام کو
 بھی یہاں سے شرک اور لپٹے تھے یہی دست نام منبت رہا ہے کہ اگر خارج ہیں و حل اور اپنے انگوں سے بڑھ کر
 گمراہ و مبطل نہ ہوں گے۔ ان صاحبوں سے پہلے بھی ایک فرقہ قیاس و اجتہاد کا منکر تھے جنہیں ظاہریہ کہتے تھے
 جن کی نسبت شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی نے لکھا،
 داؤد ظاہری و متابعائش را از اہلسنت شمر دین
 و چون تہرا از جہل و سفاہت ست ۴۔
 داؤد ظاہری اور اس کے تابعین کو اہل سنت سے
 شمار کرنا بڑی جہالت و بیوقوفی
 ہے (خودت)

مگر وہ چار سے باہر تھے کہ شرک اور مقلد ان اندک مشرک نہ جانتے تھے جب تبصریک شاہ صاحب انھیں کُفرت
 جانا سنت، ہدایت و حماقت ہے تو استغفر اللہ یہ کہ ضلالت میں اُن سے ہزار قدم آگے کیڑا کر مکن کہ بدعتی
 گمراہ نہ ٹھہریں، بالحد ان کا جہد و ہونا انکرمین شمس و امین من الشمس ہے اور اہل بدعت کی نسبت تمام
 کتب فقہ و متون و فتاویٰ میں صریح تحریریں موجود کہ اُن کے پیچھے نماز مکروہ اور تحقیق یہ ہے کہ یہ کراہت

تحریری سے یعنی تزام کی مقاربت، نگاہ کی مجال، اعادۂ نماز کی وجہ،

کما ابتداء علیہ عرش التحقيق بحول ربنا
ولی التوفیق فی تحریرنا مستقل اثبت و
اجبت فیہ عما یتراعی من خلاف هذا القول
التحقیق بقبول اهل التدقیق و التذکر
طرفا من الکلام افادۃ لمن ید التوفیق۔
جیسا کہ اس پر ہم نے اپنی مستقل تصنیف الطیف میں
اپنے رب کے فضل و کرم سے خوب تحقیق کی ہے اور
اس محقق قول کے خلاف شبہات کا بڑا بڑی دقیق نظر
سے دیا ہے، مزید توفیق کے لئے کچھ گفت گویاں
کر دیتے ہیں۔ (د ت)

نماز فرماتے ہیں نماز اعظم شام و رات ہے اور جہدہ کی توہین شرعاً واجب، اور امامت میں اُس کی توقیر و تعظیم
مقصود شرع سے بالکل بجانب۔ طبرانی معجم کبیر میں عبد اللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ یہی شعب لایمان
میں ابراہیم بن مسروق کی سے مسئلہ راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
من وقف صلی علیہ بعد عت فقد اعانت علی
هدم الاسلام۔
جو کسی بدعت کی توقیر کرے اس نے دین اسلام کے
ٹھکانے پر ہلکا دی۔

اقول و باللہ التوفیق اولاً ظاہر ہے کہ امام ہر دار موعظ ہے اور مقتدی اس کے پیرو۔ حضور سید عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

انہ جعل الامام لیسو تعریثہ۔ مرواۃ الافصہ
احمد والبخاری و مسلم و غیرہم عن ام
المؤمنین العدیقۃ و عن انس بن مالک رضی
اللہ تعالیٰ عنہما۔
امام تو اسی لئے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔
اس کو ان کے امام احمد، بخاری، مسلم و غیرہ نے
ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت انس
بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔

اور حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اذ مدح الفسق غضب الرب و لہزل لذلك
العرش یہ مرواۃ الامام ابو یوسف ابی الدنیا
جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے رب تبارک و تعالیٰ
غضب فرماتا ہے اور اس کے سبب عرش الہی

لے شعب الایمان باب ۲۶ فصل فی مجانبۃ الفسق و المبتدعۃ۔ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/۴۱

۱/۴۱ صحیح البخاری کتاب الاذان باب انما جعل الامام لیسو تعریثہ۔ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۱

۱/۴۱ کمال لابن عدی ترجمہ سابق عبد اللہ الرقی مطبوعہ دار الفکر بیروت ۳/۱۳۰۰ اور ۵/۱۹۱۴

شعب الایمان مطبوعہ بیروت ۳/۲۳۰ ۴ تاریخ ابی عساکر مطبوعہ بیروت ۶/۴۰

تاریخ بغداد مطبوعہ بیروت ۴/۲۹۸ اور ۸/۲۲۸

فی ذمہ الغیبة عن انس خادم رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وابن عبدی
فی الکامل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ
عنہما۔

بل جاتا ہے اسے امام ابو بکر بن ابی الدنیائے کتب
ذم الغیبت میں حضرت انس خادم رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اور ابن عبدی نے الکامل
میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کیا ہے۔

اور امام عبد العظیم منذری زکی الدین علیہ الرحمۃ الی یوم الدین نے کتاب الترفیب والترہیب میں ایک
ترہیب اس بارے میں لکھی کہ فاسق یا بدعتی کو سردار وغیرہ کلمات تعظیم سے یاد نہ کیا جائے،
جیٹ قال الترفیب من قوله لفاسق او
ابتدع یا سیدی او نحوھا من الکلمات
الدالة علی التعظیم۔

ان کے الفاظ یہ ہیں کہ فاسق یا بدعتی کو یا سید وغیرہ
تعظیم کے الفاظ کے ساتھ پکارنا منہج ہے۔

پھر اس میں حدیث بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فرماتے ہیں:

لا تقولوا للمنافق یا سید فانه ان یک
سیدا فقد اسخطتم سیکم عز وجل۔
من واء ابوداؤد والنسائی باسناد صحیح۔
اور حاکم کے لفظ یہ ہیں:

منافق کو اسے سردار کہہ کر نہ پکارو کہ اگر وہ تمہارا
سردار ہوا تو بیشک تم نے اپنے رب عز وجل کو
تاراج کر لیا۔ اسکو ابوداؤد اور نسائی نے صحیح سند کے ساتھ
روایت کیا ہے۔

اذا قال الرجل للمنافق یا سید فقد اغضب
سراہ عز وجل۔ قلت وهکذا اخرجه
البیہقی فی شعب الايمان۔

جب کوئی شخص منافق کو اسے سردار کہہ کر پکارے
تو بیشک وہ اپنے رب عز وجل کو غضب میں لایا
میں کہتا ہوں ابویوشی اس کو بیہقی نے شعب الایمان
میں نقل کیا ہے۔

سبحی اللہ! جب فاسق و بدعتی کی زبانی تعریف اور انہیں صرف محل خطاب میں بلفظ سردار

لہ الترفیب والترہیب	الترفیب من قوله لفاسق	مطبوعہ مطبعۃ البابی مصر	۵۷۹/۴
کے	"	"	"
کے	"	"	"
کے	"	"	"

نہ کرنا موجب غضب الہی ہوتا ہے تو اسے بحالت اختیار حقیقتہً امام و مزار بنانا اور آپ اس کے تابع و پیرو بننا معاذ اللہ کبیر موجب غضب نہ ہوگا اور بے شک جو بات باعث غضب رحمن عزوجل ہو اس کا ادنیٰ درجہ کراہت تحریم ہے۔

ثانیاً ابو نعیم علیہ میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اهل البدعة شر الخلق والخلق بالبدعتی لوگ تمام جہان سے بدترین۔

بیشکی کی حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

لا يقبل الله تعبد ولا صاحب بدعة صلوة ولا صوم ولا صدقة ولا حجاب ولا عمرة ولا جهاد ولا صوفا ولا عدا ولا يخرج من الاسلام كما يخرج الشجرة من العجوة بال۔

امام دارقطنی و ابو حاتم محمد بن عبد الواحد قراعی اپنے جُزء حدیثی میں ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اصحاب البدع كلاب اهل النار۔ اہل بدعت دو زخیوں کے شتے ہیں۔

اور ان کے سوا بہت حدیثیں ہند بہوں کی مذمت شدیدہ میں وارد ہوئیں اور بڑا ہر کہ نماز مقام مناجات و راز اور تمام اعمال صالحہ میں معزز و ممتاز ہے کیا لطافت ایمانی گوارا کر سکتی ہے کہ ایسی جگہ ایسے اشراک کو بلاغ خدا پنا پیشوا و مزار کیا جائے جن کے حق میں سنگاوت بہنم وارد ہوا عقل سلیم تو یہی کہتی ہے کہ اگر اہل بدعت و اہل آفات اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ظاہر ہوتے ان کے پیچھے

۲۸۹/۸	مطبوعہ دارالکتب العربیہ بیروت	حدیث از ابو سعید خدری	سہ حلیۃ الاولیاء
۲۳۰/۱	مؤسستہ الرسالہ بیروت	فصل فی البدع	سہ کنز العمال
۸۹/۱	مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر	الترہیب من ترک السنۃ الخ	الترہیب الترہیب
۶ ص	مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور	باب البدع والمجدل	سفن ابن ماجہ
۲۱۸/۱	مؤسستہ الرسالہ بیروت	فصل فی البدع	سہ کنز العمال
۵۲۸/۱	دار المعرفۃ بیروت	حدیث ۱۰۷۹	الجامع الصغیر مع فیض القدیر

نہاز سے محافضت آتی ہے کہ صرف خلافِ اولیٰ سے بڑھ کر تو کچھ مضائقہ نہیں۔

قال الشافعی بمنزلة من خداسه اور بمنزلة من خداسه فترت و دوری واجب، ولله اقرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔
وَمَا يُشِيكُكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ عَنْهُ لِيُكَرِّرَ
صَمَّ الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ
اور اگر شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

اور اسی نے احادیث میں فرقِ باطلہ سے قریب و احتلاط کا منع کیا احمد ابو داؤد و حاکم حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

لا تجالسوا اهل القدر ولا تفاتحوهم
قدیروں کے پاس نہ بیٹھو نہ ان سے سلام کلام کی بات کرو
عقیل و ابن حبان انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
اذا الله اختارني واختار لي اصحابا واصحابا را
وسباني قوم يسبونهم وينفقونهم فلا
تجلسوهم ولا تناسروهم ولا تؤاكلوهم
ولا تنالوهم
جیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا اور میرے سے
اصحاب و اصحاب پرین لئے اور قریب ایک قوم آئے گی
کنا نہیں بُرا کہے گی اور ان کی شان گھٹائے گی تم ان کے
پاس نہ بیٹھنا نہ ان کے ساتھ پانی پینا نہ کھانا کھانا
نہ مشاوی بسا

جن کے پاس بیٹھنا خدا و رسول کو نا پسند ہو جل جلالہ و صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انھیں امام بنانا شرع کیونکر گوار فرمائے گی
والمكروه تنزيها ما نفع مشروع بجامم الاباة
کما نص عليه العلماء الكرام وذكرنا
تحقيقه في رسالتنا حمل مجلية ان المكروه
تنزيها ليس بمعصية
مکروہ تنزیہی مشروع اور اہست کو جامع ہے جیسا
کہ علماء کرام نے اس پر تصدیق کی ہے۔ اس کی تحقیق
ہم نے اپنے رسالے "جمل مجلیۃ ان المکروہ تنزیہی
لیس بمعصیۃ" میں کی ہے (ت)

بلکہ اسی حدیث میں روایت ابن حبان ان لفظوں سے ہے،

سہ القرآن ۶۸/۶		سہ سنن ابو داؤد باب ذراری المشرکین	
۲۹۳/۲	مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور	۳۰/۱	مسند احمد بن حنبل از مسند عمر فاروق رضی اللہ عنہ
۸۵/۱	دار الفکر بیروت	۱۲۶/۱	المستدرک علی الصحیحین آقر کتاب الایمان
	" " "		سہ کتاب الضعفاء الکبیر (۱۵۲) احمد بن عمر ان الاثنی
	دار الکتب العلمیۃ بیروت		

فَلَا تَوَاكَلُوهُمْ وَلَا تَحْسَبُوا بِوَهْمٍ وَلَا تَفْضَلُوا عَلَيْهِمْ
یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
وَلَا تَفْضَلُوا مَعَهُمْ۔
نہ اُن کے ساتھ کھانا کھاؤ نہ پانی پیو نہ اُن کے چنانے
کی نماز پڑھو نہ اُن کے ساتھ نماز پڑھو۔

مر ابھار ابن ماجہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فرماتے ہیں،

لَا يَوْمَ فَاجِرٍ مَوْثِقًا إِلَّا أَنْ يَقْهَرَهُ بَسْطَانُ يَمَانٍ
پرگز کوئی فاسق کسی مسلمان کی امامت نہ کرے مگر یہ کہ
سینہ او سوطہ
وہ اُس کو بزور سلطنت مجبور کرے کہ اُس کی تلوار یا کوٹھے
کا ڈر ہو۔

بلکہ بن شاہین نے کتاب افراد میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی حضور سید عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

تَقَرَّبُوا إِلَى اللَّهِ بِبَغْضِ أَهْلِ الْمَعَاصِي وَ
اللَّهِ يَبْغِضُهُمْ وَيَقْرِبُوا إِلَى اللَّهِ بِسَبِّ عَدُوِّهِ
اللہ کی طرف تقرب کرو فاسقوں کے بغض سے اور اُن
سے تشرش نہ کرو کہلو اور اللہ کی رضا مندی اُن کی خوشی
میں دُشمنو اور اللہ کی نزدیکی اُن کی دوری سے
چاہو۔

جب فساد کی نسبت یہ احکام ہیں تو جتنے عین لایا پوچھنا ہے کہ یہ تو فساد سے ہزارہا درجہ بدتر ہیں اُن کی نافرمانی
فروع میں ہے ان کی اصول میں وہ گناہ کرتے اور اُسے بُرا جانتے ہیں یہ اُس سے اشد و احکم میں مبتلا اور اُس سے
عین حق و ہدٰی جانتے ہیں، وہ گناہ گار نام و مستغفر، یہ گناہ و بے گناہ مصر و مستکبر، وہ جب اپنے دل کی طرف
رجوع لاتے ہیں اپنے آپ کو حقیر و بے کار اور صلیٰ کو عزیز و مغرب دربار بتاتے ہیں یہ جتنا غلو و توغل پڑھتے ہیں اتنا
ہی اپنے نفس مغرور کو اعلیٰ ہ بالا اور اہل حق و ہدایت کو ذیل و پُر خطا ٹھہراتے ہیں و لہذا حدیث میں ان کی نسبت بدترین

سُوءُ كُزَالِ الْعَمَالِ الْبَابُ الثَّلَاثُ فِي ذِكْرِ الصَّوَابِ الْحَدِيثُ ۳۲۵۲۹ مطبوعہ مکتبۃ الرسالۃ بیروت ۱۱/۵۴

فت، صاحب کُزَالِ الْعَمَالِ تَابِ بْنِ النَّجَّارِ عَنْ النَّسَائِيِّ كَذَا دِيَا ہے

سُوءُ كُزَالِ الْعَمَالِ الْبَابُ الْخَامِسُ فِي غَرَضِ الْحَجَّةِ مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ص ۷۷

سُوءُ الْخُرُوجِ بِأَثَرِ الْخَطِّ حَدِيثُ ۳۳۲۰ بَابُ التَّوَادُّعِ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۵۶/۲

کُزَالِ الْعَمَالِ حَدِيثُ ۵۵۱۸ و ۵۵۸۵ بِحَوْلِ الشَّيْبَانِيِّ مکتبۃ الرسالۃ بیروت ۳/۶۷ - ۸۱

خلق واد ہوا کما روینا (جیسا کہ اس سے متعلق روایت ہم ذکر کر آئے ہیں۔ ت) اور غیۃ شریعت میں ہے،
 المبتدع فاسق من حیث الاعتقاد وهو اشد
 بدعتی، اعتقاد کے لحاظ سے فاسق ہوتا ہے جو عمل کے
 من المصنوع من حیث العمل لان الفاسق من
 اعتبار سے فسق سے کہیں بدتر ہے کیونکہ فاسق اپنے
 حیث العمل یعترف بانہ فاسق و یحاف و
 فاسق ہونے کا معترف ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے
 يستغفر بخلاف المبتدع۔
 ڈرتا اور معافی مانگتا ہے بخلاف بدعتی کے (ت)

بالجملہ بد مذہبی فی نفسہ ایسی ہی چیز ہے جسے امامت دینی سے مباہنت یقینی ہے اور اس کے بعد منع
 پر وہ سری دلیل کی چنداں حاجت نہیں، کس کا دل گزار کر سے گا کہ جہنم کے کشتوں سے ایک کتا منا بات الہی میں
 اس کا مضتہ ابو علامہ یوسف حلی ذمیرۃ العقوبی فی شرح صدر الشریعۃ العنقلی میں فرماتے ہیں،
 بدعتی کی عتد اسکی عدم اقتدا کا نفاضا کرتی ہے خصوصاً
 سیما فی اہم امور الدین۔
 اہم امور دین میں (یعنی نماز میں) (ت)
 رد المحتار میں ہے،

المبتدع تنکح امامتہ بكل حال۔
 بدعتی کی امامت سر حال میں مکروہ ہے (ت)
 علامہ ابراہیم حلی نے تصریح فرمائی کہ فاسق و بدعتی دونوں کی امامت مکروہ تحریمی ہے اور امام مالک کے
 مذہب اور امام احمد کی ایک روایت میں تو ان کے پیچھے نماز ادا ہوتی ہی نہیں جیسے کسی کافر کے پیچھے۔ شرح صغیر
 صغیر میں فرمایا،

یکرا نقدیم الفاسق کراہۃ تحسیر و
 عند مالک لا یجوز تقدیمہ وهو روایۃ
 فاسق کی تقدیم (امامت) مکروہ تحریمی ہے اور امام مالک
 کے نزدیک اس کی تقدیم (امامت) جائز ہی نہیں اور
 امام احمد سے بھی ایک روایت یہی ہے اور یہی حال
 بدعتی کا ہے۔ (ت)

علامہ طحاوی حاشیہ در مختار میں فاسق و بد مذہب کے پیچھے نماز کے باب میں فرماتے ہیں، (الکراہۃ

صلۃ غنیۃ المستمل شرح فیہ المصلی	فصل فی الامامۃ	مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور	ص ۵۱
صلۃ وغیرہ البقیۃ	فصل فی الجواز	مطبوعہ اسلامیہ لاہور	۱/ ۱۹۸
صلۃ رد المحتار	باب الامامۃ	مصحفۃ الباب فی مصر	۱/ ۴۱۴
صلۃ صغیر شرح فیہ المصلی	مباحث الامامۃ	مطبوعہ مجتہدانی دہلی	ص ۲۶۴

فیہ تحریر ہے علی ما سبق (اس میں کراہت تحریری ہے جیسا کہ پہلے گزارشات، بحر العلوم عسکری علیہ السلام نے ارکان، ربیع میں دوبارہ تفصیل فرمایا:

اما الشيعة الذين يفصلون عليا علي الشيعين ولا يطعنون فيهما صلاكالزبدية فيجبون خلعهم الصلاة لكن تكره كراهة شديدة۔
ایسے شیعہ لوگ جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شیعین پر فضیلت دیتے ہوں اور ان دونوں پر طعن بھی نہ کرتے ہوں مثلاً فرقہ زیدیت، تو ان کے پیچھے نماز جائز ہے لیکن شدید کراہت ہے (دست)

جب تفصیل کہ صرف جناب مری علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو حضرات شیعین پر افضل کہنے سے مخالفت اہلسنت ہوئے باقی ان کی سرکار میں محاذ اللہ گستاخی نہیں کرتے ان کے پیچھے نماز سخت مکروہ ہوگی یہ تو اشد مبتدعین جن کی اہلسنت سے مخالفتیں غیر محصور اور مجربان خدا پر طعن و تشنیع ان کا دائمی دستوران کے پیچھے کس عظیم درجہ کی کراہت چاہتے ہمارے امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو شخصوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع کیا اور اس کی وجہ یہی فرمائی کہ یہ بدعتی ہیں۔

فی شرح الفقه الاکبر عن صفات السعادة عن تلخیص النواہدی عن الامام ابی یوسف عن الامام ابی حنیفۃ رحمہما اللہ تعالیٰ عنہما انه قال فی سجدین یتسانعان فی حلق القرائ لا تصلوا خلفهما قال ابو یوسف فقلت اما لاول فنعم فانه لا یقول بقدر القرائ واما الاخر فما بالہ لا یصلی خلفہ فقال انهما یتسانعان فی البدین والمنان عۃ فی البدین بدعة قال القاری ولعل وجه ذہر الاخر حدیث اطلق فانه محدث انزالہ ثم اقول لعل الامام اطلق منه

شرح فقرہ کہ میں مفتاح السعادة سے طعن زیادہ کی حوالے سے امام ابو یوسف سے منقول ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دو اشخاص (جو حلق قرآن کے بارے میں تنازع کرتے تھے) کے بارے میں فرمایا ان کی اقتدار میں نماز ادا کر دو۔ ابو یوسف فرماتے ہیں میں نے عرض کیا ایک کے بارے میں تو بات کچھ میں آتی ہے کہ وہ قرآن کو قدیم نہیں مانتا، لیکن دوسرے میں کیا وجہ ہے کہ اس کی اقتدا میں نماز نہ ہوگی تو امام صاحب نے فرمایا وہ دونوں دین میں تشذہ کر رہے ہیں حالانکہ دین میں تنازعہ بدعت ہے۔ علی قاری نے فرمایا دوسرے کی خدمت میں شاید یہ

سے حاشیہ الخطاوی علی المد الخمار باب الامامة
سے رسائل الارکان فصل فی الجہتۃ
سے شرح الفقه الاکبر لکھنؤ علی قاری فصل علم التوحید علی سائر العلوم
مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱/۲۴۲
مکتبہ اسلامیہ کراچی ص ۹۹
مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ص ۵

فی الارض المقصوبۃ ای لا تحل وان صحت (جیسے کہ ارض مقصوبہ میں نماز جائز نہیں یعنی حلال نہیں اگرچہ نماز صحیح ہے۔ ت) اگر یہاں معنی اخیر مراد لیں ویسا جبکہ احوال میں اکثر وہی ہے کما ان الاکتوفی العقود الاول کما صرح بہ فی رد المحتار وغیرہ (جیسا کہ عقود میں اجل معنی اکثر ہے رد المحتار وغیرہ میں اس پر تصریح ہے۔ ت) تو یہ روایات بھی قول سابق کے سنائی نہ ہوں گی کہ مکرمہ تحریری بھی بایں معنی ناجائز ہے،

ومعلوم ان ابداء الوفاق اولی من ابداء الخلاف ولذا اصبر حوا پانہ یو حق بین الروایات مہما امكن کما فی الشامیۃ - والله تعالی اعلم۔
یہ بات مسلمہ ہے کہ اتفاق کا اظہار اختلاف کو باقی رکھنے سے اولیٰ ہے اسی لئے علماء نے اس بات کا تصریح کیا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو روایات کے درمیان موافقت پیدا کی جائے جیسا کہ فتاویٰ شامی میں ہے، اللہ تعالیٰ اعلم۔

دلیل دوم

مذہب مقلدین بد مذہبی کے علاوہ فاسق معلن جیسا کہ مجاہد بنی میں اور فاسق مستہک کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی، کما اجتبت فی تحریرینا دالہ اقوال و مبہ یحصل التوفیق واللہ تعالیٰ ولی التوفیق (جیسا کہ ہم نے اپنی تحریر میں اسے ثابت کیا ہے اقوال میں کتا ہوں اللہ تعالیٰ سے توفیق حاصل ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق کا مالک ہے۔ ت) دلیل اول میں اس مسئلے پر بعض کلام اور صفیری و طحاوی کا نص گزرا اور اسی طرف امام مہدوی نے تبیین الحق فی شرح کفر الدقائق اور علامہ حسینی شریانی نے شرح نور الایضاح اور علامہ سید محمد علی نے حاشیہ عراقی الفلاح میں ارشاد فرمایا اور یہی فتاویٰ حجہ کا مفاد اور تعلیل مشائخ کرام سے مستفد و یہاں تک کہ علامہ نے تصریح فرمائی اگر غلام یا گنوار یا عرانی یا اندھا علم میں فحش ہوں تو انہیں کو نام کیا جائے مگر فاسق اگرچہ سب سے زیادہ علم والا ہو نام نہ کیا جائے کہ امامت میں اس کی عظمت اور وہ شرعاً مستحق امانت، محض ابداء الفلاح میں ہے،

کرم امامۃ العاسق العالم بعد ما اهتمما بہ بالمدین فتجب امانتہ شرعاً فلا یعظم بتقدیمہ للامامة واذ ائخذ ومنفہ ینتقل عنہ الی غیر مسجدة للجمعة وغیرہ۔
فاسق عالم کی امامت مکروہ ہے کیونکہ وہ دین کا احترام نہیں کرتا تو شرعاً اس کی امانت لازم ہے لہذا امامت کا منصب ویسے کر اس کی تعظیم نہ کی جائے اور اگر اس کو روکنا دشوار ہو تبھو اور دیگر نمازوں کے لیے کسی دوسری مسجد چلا جانا چاہئے (ت)

لے مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحاوی فصل فی بیان الاتق بالامامة مطبوعہ نور محمد کاغذ خانہ تجارت کتب کراچی ص ۱۲۵

سیدی احمد صحری اُس کے حاشیہ میں فرماتے ہیں،
 قوله فتجب اہانتہ شرعاً فلا یعظم بتقدیمہ
 للامامة تبع فیہ التزیلی ومفادہ کون انکراہۃ
 فی الفاسق تحریمیۃ۔

اور حاشیہ شرح ملائی میں فرماتے ہیں،

اما الفاسق الاعلم فلا یقدم لان فی تقدیمہ
 تعظیہ وقد وجب علیہم اہانتہ شرعاً و
 ومفادہذا کراہۃ التحریم فی تقدیمہ
 اہ ابوالسعود استہی۔

علامہ محقق حلبی غنیہ میں فرماتے ہیں،

امام اولی بالنقدیم اذا کانت یجتنب
 الفواحش وامان کانت حیرۃ وسمع منہ
 ذکرہ فی المحیط ولو استوی فی العلم و
 الصلاح واحدہما اقرأ فقد موالا اھر
 اسد واولایا ثبوت فالامامۃ لترك
 السنۃ وعدم الاثم لعدم ترك
 الواجب لانہم قد موالا خلاصا لھا
 کذا فی فت وعب الحجۃ وفیہ اشارۃ
 الی انہم لو قد موالا فاسقا یا ثبوت
 بناء علی ان کراہۃ تقدیمہ
 کراہۃ تحریم لعدم اعتنائہ

اس کا قول پس اس کی امانت واجب ہے تو امامت
 کا منصب جسے اس کی تعلیم نہ کی جائے، زیلعی نے
 اسی کی اتباع کی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ فاسق کی
 تعلیم (امامت) مکروہ تحریمی ہے (ت)۔

فاسق بڑے عالم کو مقدم نہ کیا جائے کیونکہ اس کی تعلیم
 میں اس کی تعلیم ہے حالانکہ شرعاً لوگوں پر اس کی
 امانت لازم ہے اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ تعلیم
 فاسق مکروہ تحریمی ہے اہ ابوالسعود استہی (ت)۔

عالم تعلیم (امامت) کے لئے بہتر اس وقت ہے جو
 وہ دانش منان سے بچنے والا ہو اگرچہ وہاں اس کے
 زیادہ کوئی صاحب حق موجود ہو، اس کا ذکر غلط میں
 ہے اور اگر دونوں علم و صلاح میں برابر ہوں مگر ایک
 اچھا قاری ہے اس صورت میں اگر لوگوں نے دوسرے
 کو مقدم کر دیا تو برا کیا مگر گناہ گار نہ ہوں گے اس بات
 ترک سنت کی وجہ سے اور عدم گناہ واجب کو
 ترک نہ کرنے کی وجہ سے ہے کیونکہ انہوں نے صالح
 شخص کو ہی امام بنایا ہے، فتاویٰ حرم میں اسی طرح
 ہے اور اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ اگر
 انہوں نے کسی فاسق کو مقدم کر دیا تو گناہ گار ہو گئے۔

سید حاشیہ الطحاوی علی مراقی الفواحش فصل فی بیان الواقع بالامامۃ مطبوعہ نور محمد کاغذ نہ تجارت کتب کراچی ص ۱۶
 سید حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار باب الامامۃ دار المعرفۃ بیروت ۱/۲۲۳

باموردیہ و تہاہلہ فی الاتیامت
بلوانہ فلا یجد منہ الاخلال
ببعض شروط الصلاۃ وفعل ما ینافیہا
بل ہوا الغالب بالنظر الی فسقہ ولذا لم
تجز الصلاۃ خلفہ اہلا عند مالک و
روایۃ عن احمد ان

اس بنا پر کہ اس کی تقدیم (امامت) مکروہ تحریمی ہے
کیونکہ وہ امور دینی کی پروا نہیں کرتا اور لوازم دین
کو بجا لانے میں کاہلی کرتا ہے لہذا یہ بھی بعید نہیں کہ
وہ نماز کی کوئی شرط ہی چھوڑ دے یا ایسا فعل کرے
جو نماز کے منافی ہو بلکہ اس کے فسق کے پیش نظر ایسا کرنا
اغلب ہے اسی وجہ سے امام مالک کے نزدیک اس
کے پیچھے نماز جائز ہی نہیں، امام احمد بن حنبل سے بھی
ایک روایت یہی ہے (متنا)

یہاں یہ کہ غیر مقتدین فساق مجاہد کہہ کر ہیں یہ خود واضح وجہی، کوئی نہیں جانتا کہ ان کے اصناف عواماً و اہل
شرعیہ و علمائے ملت و اولیائے اُمت رحمہم اللہ تعالیٰ کے طعن و توہین میں گزارتے ہیں اور عام مسلمین کی
سب و شتم قرآن کا وظیفہ ہر ساعت ہے جس نے جانا اُس نے جانا اور جس نے نہ جانا وہ اب ان کے رسائل دیکھے
باتیں سنے خصوصاً اُس وقت کے لمحے فدا نہ سوسائے، جب یہ نام نہا ہوتے اور اذا خلوا کا وقت باکر آپس میں بکھتے
ہیں یا بعض اہل حق نے جو اپنی تصانیف میں ان کے کلمات کو کہ کر یہ بے نسل کے وہی دیکھتے فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ
ان ہفوات مغضوبہ کا زبانِ قلم پر لانا پسند نہیں کرتا اور نہ نقل کرتا تو ان میں فسقِ اول سب و دشنامِ اہل اسلام
ہے، حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صریح مشہور میں فرماتے ہیں،

سباب المسلم فسوق۔ انخرجه احمد والبخاری
ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ
والحاکم عن ابن مسعود والطبرانی فی الکبیر
عنه وعن عبد اللہ بن مسعود وعن عمار
مسلمان کو سب و شتم کرنا فسق ہے۔ اسے امام احمد بخاری
مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور حاکم نے مختار ابن مسعود
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے طبرانی نے کبیر میں ان سے اور حضرت
عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور حضرت عمار

۵۱۳	مطبوعہ سہیل انڈیا لاپور	فصل فی الامارۃ	ملہ غنیۃ المستملی شرح فیہ الفصل
۸۹۲/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب الادب ما ینھی عن السباب واللحن	صحیح البخاری
۵۰/۱	" " "	باب بیان قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم سباب المسلم فسوق	صحیح مسلم
۳۳۳، ۴۱۱، ۳۸۵/۱	مطبوعہ دار الفکر بیروت	مسند احمد بن حنبل از مسند عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ	مسند احمد بن حنبل
۳۹/۱۴	مکتبہ فیصلیہ بیروت	مروی از عمرو بن نعان بن مقرئ	نعم البکیر

بن النعمان بن مقرن و ابن ماجہ و عن
ابن ہریرۃ و عن سعد بن ابی وقاص و اللہ اعلم
فی الاثر ادعن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ
تعالی عنہم اجمعین۔
فسق ووم عن علی طرانی بحیرہ بن بسند حسن ابو امامہ رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ثلاثة لا يستغفب بحقوق الاما حق و الثیمة
فی الاسلام و ذوالعلو و امامه مفسط۔
ابو الحسن حسن و الفضلہ اور طبرانی و حاکم عبادہ بن مسامت رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی حضور سید عالم
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لیس من اُعتق من لم یبجل کبیرنا و یرحم
صغیرنا و یعرف لعلنا
مسند الفردوس میں حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں :
العالو سلطان اللہ فی اکثر من فتن و قم فیہ
و قد حلت فیہ و الیاذ بانہ تعالی
فسق سوم عداوت عامہ اہل عرب و حجاز انھیں برقصہ ان کے ساتھ ہے یہی خوب جانتے ہیں۔
قد بدت البغضاء من افواہہم و ما تخفی
صدورہم اکبر
بیران کی باتوں سے جھک ٹھاڑہ (غیظ و عناد) جو
سینوں میں چھپائے ہیں ، دم بڑا ہے۔ (ت)

اور اس کی وجہ مخالفت یہی کے علاوہ بار بار شکرار علما سے عرب کے فساد سے ان کی تحصیل و تذیل
میں آنا اور بکرات و مرآت ان کے ہم غریبوں کا دباؤں ذلتیں اور سزا میں پانا جس کی حکایات خواص و عوام میں مشہور

عن الہجم الکبیر مروی از ابو امامہ باہلی مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۲۳۸/۸
عن مسند احمد بن حنبل حدیث عبادہ بن الصامت مطبوعہ دار الفکر بیروت ۳۲۳/۵
عن کنز العمال بحوالہ مسند الفردوس عن ابی ذر حدیث ۲۸۶۷۳ کتاب العلم مطبوعہ مکتبۃ الرسالہ بیروت ۱۳۴/۱۰
عن المستدرک ۱۱۸/۲

مذکور کچھ مدت ہوئی کمران کے پانچ مکلف مجاہدینام مجاہدوں میں سے اور اپنے دایم بچانے چاہتے، حال کھلتے ہی تعزیر
 پاکر نکالے گئے جس پر ان کے ہمدردوں نے کہا کہ اہل عرب میں سے مجاہدوں کو نکال کر معاذ اللہ سواد الوجہ فی الدارین
 (دو نول جہان میں کالا چہرہ - ست) حاصل کیا حالانکہ علاوہ اور باتوں کے ان سفیدان گستاخ نے یہ بھی جہاننا کردہ اسلام
 و اسلام کو جاننا ہجرت نہیں یہ صورت مجاہدیت ہے اور مجاہدیت خود مکروہ تحریمی ہزار اذایا اللہ کے لئے، کسا
 حقیقۃ شوق اللہ تعالیٰ فی اعطای النبویۃ فی الفتاویٰ الرہنویۃ (اللہ کی توفیق سے ہم نے اس کی تحقیق
 اپنے فتاویٰ "اعطای النبویۃ فی الفتاویٰ الرہنویۃ" میں کی ہے۔ ست) تو وہ جہال مدعیان فضل و کمال اس
 فعل میں بھی آئم تھے خصوصاً جبکہ وہاں جا کر اشاعت بدعات چاہی، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،
 وَمَنْ يُؤْمَرْ بِالْعَمَلِ فَلْيُجِدْ فِيهِ غُلَظَ مُنْكَرٍ
 عَذَابِ الْيَوْمِ
 جو کہ مغل میں براہ ظلم کسی بے اللہ الی کارادہ کرے گا
 اسے دردناک عذاب چکائیں گے۔

آئندہ تو اہل عرب کی بات ہے کہ
 اہل عرب کے امام العصر جنہیں یہ حضرات شیخ اسکل فی اسکل کہا کرتے ہیں بوقت مسلمانان عرب بکشتن ان دجل و جہنمی کی
 چٹھیل لے کر جگہ کرتے تو ان جو گزری انہیں سے پوچھ دینے اگر ایمان سے کہیں ورنہ حد ہا مفرین و ناظرین ہرگز
 ہیں اور خود مکہ معظمہ کے چھپے ہوئے استتار، رہتہ وہ شہروں شہرت، بیک اس کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ
 ان کو تمام علماء عرب و حجاز سے سخت بغض و عداوت ہے اور طرانی حکم کبیر میں پرستہ حسن حضرت
 عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، بغض العرب
 مفاق (جہاں عرب سے عداوت رکھے منافق ہے)

فقہ چساریم پھر یہ عداوت بجز سبب و دشنام ہوتی ہے جس کی ایک نظیر ہم اوپر رکھ چکے اور
 یہی شعب الایمان میں حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من سب العرب فادلک هم الشریک
 فقہ حکم مدینہ طیبہ کو جزیرہ عرب پر جس قدر فضیلت ہے اسی قدر ان کی عداوت و بدخواہی کو اہل مدینہ

سہ القرآن ۲۵/۲۶

سہ لمعجم الکبیر حدیث ۱۱۳۱۲ مروی از عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۱۴۰۶
 سہ شعب الایمان فصل فی الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم - دارالکتب العلمیۃ - ۲۳۱/۳

کے ساتھ زیادت ہے اور حضورؐ شہید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

لا یکید اهل المدينة احد الا اصابه كفا
ينماح الملح في السماء - اخرجہ الشیخان
عن سعد بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
کوئی شخص اہل مدینہ کے ساتھ بداندیشہ نہ کرے گا
مگر یہ کہ ایسا نکل جائے گا جیسے نمک پانی میں۔ اسے
بخاری و مسلم نے حضرت سعد بن خالد رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے روایت کیا ہے۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

من اراد اهل المدينة بسوء اذا به الله
كما يذوب الملح في الماء - اخرجہ احمد
ومسلم وابن ماجه عن ابی هريرة رضی اللہ
تعالیٰ عنہ۔
جو اہل مدینہ کے ساتھ کسی طرح کا برا ارادہ کرے اللہ تعالیٰ
اُسے ایسا نکل دے جیسے نمک پانی میں گل جاتا ہے۔
اسے امام احمد، مسلم اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

دوسری حدیث میں ہے حضورؐ شہید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من آذى اهل المدينة آذاه الله وعليه
لعنة الله والعشقة والابس اجتمعين ذيقن
منه صرون ولا عدل - اخرجہ الطبرانی
في الكبير عن عبد الله بن عمرو بن العاص
رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
جو مدینہ والوں کو ایذا دے اللہ اسے معصیت میں ڈالے
اور افسوس پنہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت
ہوے اللہ تعالیٰ نہ اس کا فعل قبول کرے نہ فرض۔ اسے
طبرانی نے المعجم الکبیر میں حضرت عبد اللہ بن عمرو بن
عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔

اگر یہ حضرات اہل امور سے انکار کریں تو کیا مضائقہ اُس سے کہے تعالو! کلمۃ سوادینما وینشکر
(ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں یکساں ہے۔) ہم اور تم سب مل کر مہر کروں کہ مسائل مذہبی میں جو مسلک حاکم

۲۵۲/۱	مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی	فضائل المدینہ	باب ثامن من کاد اہل المدینہ	صحیح البخاری
۲۲۵/۱	فور محمد اصح المطابع کراچی	کتاب الحج	باب تحویم ارادة اہل المدینہ لبسوا	صحیح مسلم
۲۵۴/۲	دار الفکر بیروت	مسند احمد بن حنبل	از مسند ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ	مسند احمد بن حنبل
۲۲۴/۱۲	مؤسسۃ الرسالہ بیروت	حدیث ۳۴۸۲	حدیث ۳۴۸۲	سنن کبیر الطبرانی عن ابن عمر فضائل المدینہ وادولہا
۲۰۴/۲	دار الکتب بیروت	مجمع الزوائد	باب فہم احوال اہل المدینہ وادولہم لبسوا	مجمع الزوائد
۲۴۱/۲	مطبوعۃ ابوابی مصر	الترغیب والترہیب	الترغیب من احوال اہل المدینہ	الترغیب والترہیب
		۶۲/۳	سنن القرآن	سنن القرآن

ترہیں طیبین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کا ہے فریقین کو مقبول ہوگا اگر بے تکلف اس پر راضی ہو جائیں فیہا اور نہ جہان
لیجے کہ یہ قطعاً اہل قرین کے نمائندہ مذہب اور شہادت جہنم و غیر کے مثل اُن پاک مبارک شہروں کے علماء کو بھی معاذ اللہ
مشرک و کفرانہ و بدویں جاستے ہیں پھر عداوت و بدخواہی نہ جو ناکیا مئے، اور خود ای سے پوچھنے کی حاجت کیا ہے عکس
قرین جنہم اللہ تعالیٰ کے قتل سے ای صاحبوں کے رد میں بکثرت موجود انھیں سے حال نقل جائے گا کہ مخالفان
مذہب میں جیسا ایک دوسرے کو کہتا ہے دوسرا بھی اُن کی نسبت وہی گمان رکھتا ہے، عداوت بدخواہ محبت
دونوں ہی طرف سے ہوتی ہے، جب وہ اکابر ان کے عمائد کو کھچکے کہ،

اُولَئِكَ جَرَبُ الشَّيْطَانِ الْاَلَا تَرَ حَزْبَ الشَّيْطَانِ
هُمُ الْخٰسِرُونَ ﴿۱۰﴾
وہ شیطان کے گروہ ہیں، بیشک شیطان ہی کا گروہ
گھٹائے میں ہے۔ (ت)

تو کیونکر معقول کہ یہ اُن کے دشمن نہ ہوں۔ آخر نہ دیکھا کہ ان کے امام العصر نے امن و امان والی قرین کو اپنے لیے محل
خوف و خطر سمجھا اور کشتہ زہلی و جہنمی کی چٹھیوں کو سپر و لاجول و لاقوا الا باللہ العلی العظیم۔

فَسَنَشْرُمُ عداوت اولیائے کرام قدست اسرار ہم جس کی تفصیل کو دفتر درکار جس نے ان کے اصرار
فروج پر نظر کی ہے وہ خوب جانتا ہے کہ ان کی بنائے مذہب مجربان خدا کے نہ ماننے اور اُن کی محبت و تعظیم کو
جہان تک بن پڑے گھٹائے مٹائے پر ہے یہاں تک کہ اُن کے بانی نہ ہی نے تشریف کر دی کہ اللہ کو ماننے اور اس
کے سوا کسی کو نہ ماننے انتہی۔ اور خود سے چار اور ناکارے لوگ تو نیک زبان پر ہے، خود حضور سیدہ المہجوبین صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت صاف کہہ دیا کہ وہ بھی مکر مشی میں مل گئے،

اشد حقت اللہ علی کل من عادی رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و آلہ و باریک
وسلم۔
سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہر اس شخص پر ہے
جو اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و
بارک وسلم کے ساتھ عداوت رکھے (ت)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،
وَالَّذِينَ يَبُذُّونَ رِسُولَ اللّٰهِ لَيَحْمَدُنَّ اٰیٰتِ
اٰلِیْمٍ ﴿۱۱﴾
جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ کے رسول کو اُن کے لئے دکھ
کی مار ہے۔
اور فرماتا ہے،

تَعْلَمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ
عَذَابًا عَظِيمًا ۝

اللہ نے اُن پر لعنت کی دنیا و آخرت میں اور اُن کے لئے
تیار رکھا ہے عذاب کا عذاب۔

سبحان اللہ حضور ﷺ عالم علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرمائیں،

ان الله حرم على الامم من ان تأكل اجساد
الانبياء - اخرجہ احمد والنو او د والنسائی
وابن ماجه وابن حبان والحاكم و
ابونعيم كلهم عن اوس بن ابی اوس الشقف
رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر پیغمبروں کا جسم کھانا حرام
کیا ہے۔ اس کو امام احمد، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ
ابن حبان، حاکم اور ابونعیم سب حضرات نے حضرت
اوس بن ابی اوس ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کیا ہے۔

اور واروکہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من كلفه روح القدس لم يؤذن للامم
ان تأكل من لحمه - اخرجہ الزبير بن
بكار في خيار المدينة وابن زبالة
عن الحسن مرسلا۔

جس سے جبریل نے کلام کیا زمین کو اجازت نہیں کہ
اس کے گوشت پاک میں کچھ تعریف کرے۔ اسے
حضرت زبیر بن بکار نے اخبار المدینہ میں اور ابن زبالہ نے
امام حسن بصری سے مرسلاً روایت کیا ہے۔

امام ابو العالیہ ثمالی نے کہا:

ان لحوم الانبياء لا تبليها الامم ولا تأكلها
السباع - اخرجہ الربيع و البيهقي۔

انبیاء کا گوشت زمین نہیں کھاتی نہ درندے گستاخی
کریں۔ اسے زبیر اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

اور رب العالمین جل مجدہ اُن کے غلاموں یعنی شہداء کے کلام کی نسبت ارشاد فرماتے:

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ
جو خدا کی راہ میں مارے گئے اُنہیں مُردہ نہ کہو

سۃ القرآن ۵۷/۲۲

سۃ سنن النسائی اکثر القلوة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المجموعہ مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور ۱۶۲/۱
سنن ابی داؤد باب تفریع ابواب المجموعہ مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱۵۰/۱
مسند احمد بن حنبل حدیث اوس بن اوس رضی اللہ عنہ دار الفکر بیروت ۸/۴
سۃ الدر المنثور زیر آیت وایدناہ بروح القدس مطبوعہ نشرات آیت اللہ العظمیٰ قم، ایران ۸۶/۱
سۃ اخبار مدینہ لزبیر بن بکار

بَلْ أَحْيَا نَا لَكَ لِكُنْ لَا تَشْعُرُونَ

بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں خبر نہیں۔

اور فرماتے:

وَلَا تَحْسِبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرَوُّنَ كُفُونًا
فَرِحِينَ۔

خبردار شہیدوں کو مردہ نہ جانو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس
زندہ ہیں روزی دے جاتے ہیں سست و شاد
ہیں۔

اور ایک سفیر مغرور محبوبانِ خدا سے فخر و غرور حضور پر نور اکرم الخیر میں صلوات اللہ وسلامہ علیہ وسلم علیہم اجمعین
کی نسبت وہ ناپاک الفاظ کہے اور وہ بھی یوں کہ معاذ اللہ حضور ہی کی حدیث کا یہ مطلب ٹھہرائے یعنی میں بھی ایک دن مرکز
مشی میں ملنے والا ہوں، قیامت میں اسی شمار اللہ تعالیٰ مرکز مشی میں ملنے کا مرزا الگ ٹھہرائے گا اور یہ جہاد فرمایا جائے گا کہ
حدیث کے کون سے لفظ میں اس ناپاک معنی کی برہمنی جو تو نے یعنی کہہ کر مجبوراً عظیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افترا کیا
حضور پر افترا خدا پر افترا ہے اور خدا پر افترا جہنم کی راہ کا پرلا سرا،

إِنَّ الَّذِينَ يَفْتُرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفِيدُهُمْ شَيْئًا
مِّنْ شَيْءٍ قَلِيلٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔
بیشک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ فلاح
نہیں پائیں گے۔ یہ دنیا متاعِ قلیل ہے اور ان کے لئے
(سزات میں) نازک عذاب ہے۔

جلا جہب غرور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ یہ برتاؤ ہیں تو ادیانے کرام کا کیا ذکر ہے، اور حضرت
حق عز وجل لا فرات ہے،

مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنَنِي بِالْحَرْبِ۔ اخرجہ
احامہ البیہقی عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن سہیل بن عبد جہل۔
جو میرے ولی سے عداوت رکھے میں نے اسے
دے دیا اُس سے لڑائی کا۔ اسے امام بخاری نے
حضرت ابو ہریرہ سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
حوالے سے اللہ عز وجل سے بیان کیا ہے (یعنی یہ حدیث
قہر کی ہے،)

سۃ القرآن ۱۵۴/۲

سۃ القرآن ۱۶۹/۲

سۃ القرآن ۱۱۶/۲۱

سۃ القرآن ۱۱۶/۱۹

صحیح البخاری کتاب لرقاق باب التواضع مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۹۶۳/۲

اور حضور پر نور سید المجاہدین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من عادی اولیاء اللہ فقد ہار اللہ بالمخاربة۔
انترجہ ابن ماجہ والحاکم والبیہقی فی
الزہد عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ
عہ قال الحاکم صحیحہ ولا علة له۔
جس نے اولیاء اللہ سے عداوت کی وہ سر میدان خدا کے
ساتھ لڑائی کو نکل آیا۔ اس کو ابن ماجہ، حاکم اور بیہقی نے
زہد میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کیا ہے۔ امام حاکم نے فرمایا یہ روایت صحیح ہے اور اس
میں کوئی علت نہیں ہے۔ (مت)

اللہ تعالیٰ اپنے مجبوروں کی سچی محبت پر دنیا سے اٹھائے امیں بجاہم عندک یا ارحم الراحمین یا من
اجہم فامرتنا بجاہم جہہم الیہا وجینا الیہم بجاہم یا اکریم الاکرمین امین۔
فشیء بمفہم ہم اور بیان کر آئے کہ ان کا خلاصہ مذہب یہ ہے کہ گنتی کے دھماکی آدمی ناجی باقی تمام
مسلمین شرک میں پڑ کر ہلاک ہو گئے اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اذا سمعت الرجل يقول هلك الناس فهو
احکمہم۔ انترجہ احمد والبخاری فی
الادب و مسند ابو داود عن ابی ہریرۃ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
جب تو کسی کو یوں کہتے ہو گے کہ لوگ ہلاک ہو گئے تو
وہ اُن سب سے زیادہ ہلاک کہنے والا ہے۔
ابو داود نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت کیا ہے۔

حدیث سے ثابت ہو اگر حقیقت یہی لوگ جو ناجی مسلمانوں کو چنیں و چنیں کہتے ہیں خود ہلاک عظیم کے مستحق
ہیں اور اللہ جل جلالہ فرماتا ہے،
قَمَلٌ يُفْلِتُكَ لَا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ
کرن ہلاک ہو اسو افساق لوگوں کے۔

پھر ان کے اشد الفاسقین سے ہونے میں کیا شبہ ہے و اعدیاذ باللہ سبحنہ و تعالیٰ۔ پھر ستم بر ستم یہ کہ وہ ان
محرمات کا صرف ارتکاب ہی نہیں کرتے انھیں حلال و مباحات بلکہ افضل حنات بلکہ اہم و اہیات سمجھتے ہیں
جیہات اگر تاویل کا قدم در میان نہ ہوتا تو کیا کہ ان کے بارے میں کہنا نہ تھا اللہ تعالیٰ نے یہ دین پر استقلال

۱۔ سنن ابن ماجہ باب من ترجی لہ المسلمۃ من الفتن مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ص ۲۹۶
شعب الایمان باب فی اخلاص العمل حدیث ۶۸۱۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۳۲۸/۵
۲۔ الادب المفرد (۳۲۳) باب قول الرجل حکم الناس حدیث ۵۹ مطبوعہ المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ٹاؤن ۱۹
۳۔ القرآن ۲۶/۳۵

اور کلمہ طیبہ کا ادب و جلالی جہنہ و کرم ہم اہلسنت ہی کو عطا فرمایا ہے کہ بد مذہبیان گمراہ ہماری تکفیری کریں ہم پاس کلمہ سے ختم باہر و حیرت، وہ ہر وقت اس فکر میں کہ کسی طرح جو کو مشرک بنائیں ہم ہمیشہ اس خیال میں کہ جہان تک ممکن ہو انہیں مسلمان ہی بنائیں۔ جیسے وہ بھوکے اونٹنی جس کے پیچھے ہری بولیں رہیں، اور ان میں شیر اور آگے صاف میدان پھر آباد شہر، وہ بولوں کی ہریالی پر مہاریں توڑا قی اور پلٹی جاتی ہے کہ خود بھی ہلاک ہو اور سوار کو بھی ہلکے میں ڈالے، سوار حمیزہ کرتا تا زیادہ لگنا آگے بڑھتا ہے کہ آپ بھی نجات پاسے اور اُسے بھی بچا لے سے

ہوی۔ حق خلقی وقد اعمی الہوی

وانی وابھا لمختلفان

(میری سواری کی خواہش میرے پیچھے ہے اور میری خواہش آگے ہے اور میں اور وہ دونوں مختلف ہیں)

منصف کے نزدیک انہی ہی بات سے اہل حق و باطلین کا فرق ظاہر و الحمد للہ مراب العالین

قُلْ كَيْفَ يَقْدِرُ عَلَىٰ شَاكِلَتِهِ قَوْمٌ كَمَا أَفْعَلُوْا
بِسَبَبِ قَوْلِهِمْ هُوَ أَهْدَىٰ سَبِيلًا

تنبیہ: عبارت مذکورہ علیہ دیکھ کر ہمیں یہ خیال نہ ہو کہ کتاب نہ ناقض غیر مقلدین اگرچہ ان فسقات کے عادی ہیں مگر وہ انہیں فسق جان کر نہیں کہتے بلکہ اپنے زعم میں کارِ ثواب و عینِ صواب سمجھتے ہیں یہ ان کی فہم کی کمی اور مذہب کی ہدی ہے اس سے وہ عیب کی ثابت نہ ہوتی جس کی بنا پر امامت فاسق ممنوع ہوتی تھی کہ جب اُسے دین کا اہتمام نہیں تو کیا عجب کہ بے وضو نماز پڑھائے یا شرائط نماز سے کوئی اور شرط چھوڑ جائے۔

اقول منع امامت فاسق صرف اسی پر مبنی نہ تھا بلکہ اس کی بڑی علت وہ تھی کہ تقدیم میں غفلت اور فاسق شرعاً مستحقِ اہانت و یہ ہر حال موجود ملکِ محبوب و ذنوب کو مراب و ثواب جانتے ہیں اور زیادہ شدیدہ الود کہ اس سے فسق ہزار چند ہو جاتا ہے تو اسی قدر استحقاقِ اہانت ترقی پاسے گا اور اس کی ترقی پر اُمتا ہی شاعت اہانت میں پوش آئے گا معہذا جس نے تجربہ کیا ہے اُس سے پوچھئے کہ دنیا درکنار خاص امور دین میں اصناف بالائے طاق ان کے اکابر و معتدین میں جو شنیع بیابان عظیم سفایاں پھیل رہی ہیں خدا نہ کرے کہ کسی فاسق سے فاسق کو بھی اُن کی ہوائ لگے۔ کیا نہ دیکھا کہ ان کے امام العصر نے اپنے مہری فتوے میں دودھ کے چچا کو بھتیجی و ملائی،

تک نہ جانا کہ ان کے رشید شائروں نے مطبوعہ رسالے میں حقیقی ٹیپو بھی لکھ ملول بتائی، کیا نہ سنا کہ دوسرے شاعر نے سوتیلے خال کو بھانجے کے حق میں مباح کر دیا اور اس آفت کے فتنے سے استاد صاحب نے اپنی مہر کا نکاح کر دیا پھر امام العصر کا اُجرت لے کر مسافری لکھنا، ایک ہی مقدمہ میں مدعی مدعا علیہ دونوں کے پاس حضرت کا فتویٰ ہونا کبھی اعلیٰ درجے کی دیانت ہے، آں سب وقائع کی تفصیل بعض احباب فقیر نے رسالہ سیف المصطفیٰ علی دیان الافتراء و رسالہ فساد المسکین علی خلق البقر السبعین میں ذکر کی، تحریرات بنانے کو احیاء و اموات پر ہزاروں افتر و بہتان کرنا، قرنی کتابوں سے سند لانا، خیالی عاملوں کے نام جھڑپیں، قتل جہارت میں قطع و برید کرنا، جرح حدیث کو نسب بدل لینا، احادیث و اقوال کے غلط حوالے دینا اور ان کے سوا دیدہ و دانستہ ہزاروں قسم کی حیاریاں ان کے عمائد و متکلمین اپنی مذہبی تصانیف میں کر گزرے، انہیں کھاتیں الزام ٹھہرے اور باز نہ آئے۔ رسالہ سیف المصطفیٰ انہیں امور کے ساتھ دلائل میں تالیف ہوا جس میں حزیں مولف حفظ اللہ نے اکابر طاغوت کی ایک سو ساٹھ دیا تہوں کو جلوہ دیا۔ پھر کون گمان کر سکتا ہے کہ جہارت و جہارت میں ان کا پایا کسی فاسق سے لکھا ہوا ہے معذرت آزما لیجئے کہ یہ حضرات جس مسئلہ میں مولف کریں گے آرام نفس ہی کی طرف کریں گے تمس و مذہب ان کے نزدیک رائج نہ ہوا جس میں ذرا مشقت کا ذکر محکم و تراویح میں سیتیں رکعت چھوڑیں تو چھتیس کی طرف نہ گئے ہر امام مالک سے مروی نہ پائی جائیں جو حضرت بنی بکسب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول اور امام اسحاق بن راہویہ و اہل بدینہ کا مذہب تھا، آئندہ پر گئے کہ آرام کا سبب تھا۔ اور ان کے بعض مسائل کا نونہ ان شاء اللہ تعالیٰ قریب آتا ہے۔ مسئلہ فرجیہ ایک دوسرے کہ جو چاہا کہہ دیا نہ قرآن سے غرض نہ حدیث سے کام، احادیث اللہ تو کس چیز کا کام، آدھرا آرام طلبی کا جو شش تام، تو کیا عجب کہ بے غسل یا سبہ وضو نماز گزار کریں غصہ صا جبکہ جو ہم صراہہ اور پانی ٹھنڈا، آخر یہ ٹیپو بھی بیعتی خال کی طشت سے جب تر نہ ہو گا۔ چہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے:

اذا لم تستح فاصنع ما شئت

جب تو بچھا ہو جاوے تو جو چاہے کر۔ (ت)
 طر اگر چاہیست از ویج عجب نیست
 (جس کو چاہا نہیں اس سے کچھ عجب نہیں)

والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

دلیل سوم

اس کی تقریر میں اتنا یہ ہے کہ ان حضرات کی فقہی مسائل متعلقہ نماز و طہارت جو انہوں نے خود اپنی تصانیف میں لکھے کیا ہیں اور وہ علی الاطلاق مذاہب راشدہ یا خاص مذہب حنفیہ سے کتنے جدا ہیں مجتہد مولوی دہلوی احمد صاحب سورتنی سلسلہ ائمہ تعالیٰ نے فرماتے جامعہ المشواہد فی اخیرہ راجع الیہا بیہ عن المساجد (مساجد سے وہابیوں کو نکالنے پر جامع دلائل - ت) میں عقائد غیر مقلدین نقل کر کے ان کے بعض عملیات بھی تفصیل کے ہیں یہاں اسی کے چند کلمات بطور التفات لکھنا کافی سمجھتا ہوں۔ مسئلہ (۱) پانی کتنا ہی کم ہو نجاست پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا جب تک رنگ یا بو یا مزہ نہ بدلے۔ خواب حدیثی حسی غاں بہادر شوہر ریاست بھوپال نے طریقہ محمدیہ ترجمہ درود بیہ مصنف قاسمی شوکانی ظاہری المذہب مطبوعہ فاروقی دہلی کے صفحہ ۹ و ۱۰ پر اس کی تصریح کی اس کتاب پر مولوی نذیر حسین صاحب نے ٹھکر کے اور لکھا اسی پر مودین بے دھڑک عمل کریں اور دیکھیں اس میں خود خواب مترجم لکھتے ہیں اربع سنت اس پر آگاہ بندہ کر کے عمل کرے اور اپنی اولاد اور بیویوں کو پڑھائے کہ اور یہی مضمون فتح المغیث مطبع صدیقی لاہور کے صفحہ ۱۰ میں ہے۔ یہ وہی کتاب طریقہ محمدیہ ہے نہ کہ نام بدل کر خواب بھوپال نے دوبارہ دوسرا بارہ بھوپال اور لاہور میں چھپوایا۔ اس مسئلے کا مطلب یہ ہوا کہ کنواں تو بڑی چیز ہے اگر پاؤں بھریانی میں دو تین ماشے اپنا یا سکتے کا پیشاب ڈال دیکھتے پاک ہے گا مزہ سے وہ نہ کھائے نماز پڑھے کچھ مضائقہ نہیں۔ مسئلہ (۲) اسی فتح المغیث کے صفحہ ۵ اور طریقہ محمدیہ کے صفحہ ۷ میں ہے، نجاست گروہ اور موت ہے آدمی کا مطلق تحرکت لڑکے بشیر غلام اور لعائے ہے نئے کا اور کینڈھی اور خون بھی مینقہ و نفاس کا اور گوشت ہے سوکھا اور جو اس کے سوا ہے اس میں اختلاف ہے اور اصل اشیا میں پاک ہے اور نہیں جاتی پاک مگر محل تصحیح سے کہ جس کے معارض کوئی دوسری نقل نہ ہو۔ یہاں صاف صاف نجاست کہ ان سات چیزوں میں ہر ایک دیا باقی تمام اشیا کو اصل طہارت پر جاری کیا جب تک نقل صحیح غیر معارض وار نہ ہو تیں کہتا ہوں اب مسئلہ اگر کوئی غیر مقلد مرنے کے گواہ یا سونے کے فوت یا سکتے کی نئی سے اپنے چہرہ پیش بڑھتے نہ لیں، وجہ امر پر عطر و گلاب افشانی فرما کر نماز پڑھے یا یہ چیزیں کسی ہی کثرت سے پانی میں مل جائیں اگرچہ رنگ و مزہ و بو کو بدل دیں اور غیر مقلد صاحب

(ف) اسی کا (دوسرا نام فتح المغیث ہے۔ نذیر احمد)

سلسلہ طریقہ محمدیہ ترجمہ درود بیہ
فتح المغیث

اُس سے وضو کر کے اصراف نہ کریں کہ آخر جامعہ بدین پر کوئی نجاست نہیں، نہ پانی کے اوصاف کسی نجس نے بدلے، پھر کیا مضائقہ ہے سب مباح دروا ہے ان الله وانا اليه راجعون۔ ثم اقول آية كريمة قل لا اجد ريشا او حيا رائي محتوما على طاعيم قطعته (عجرب فریجے میں اپنے اوپر نازل شدہ وحی میں نہیں پاتا کسی کی نیوٹے پر کوئی کھانا حرام)۔ اقول یہ سند کافی موجود اور جس طرح نجاست بے نقل صحیح غیر معارض ثابت نہیں ہو سکتی اور اصل اشیا میں طہارت ہے یوں ہی حرمت کا ثبوت بھی ہے اس کے نہ ہو گا اور اصل اشیا میں اباحت تو غیر مقلد کو اُن چیزوں کے نوش کرنے میں کیا مضائقہ ہے طہر

گر ہر تو حلال ست حلالیت با د ا

(اگر تجھ پر چننا حلال ہے تیرا اپنا حلال کیا ہوا ہے)

مسئلہ (۳) زاب موصوفت روضہ نذیر کے صفحہ ۱۲ میں فرماتے ہیں،

شراب و مردار و خون کی حرمت اُن کی نجاست پر دلیل نہیں جو انہیں ناپاک بنائے دلیل پیش کرے اور غصہ مٹ جائے۔

تین کتابوں شاعر نے لکھ کر حق خلاف شرع بننے کا منطوق لکھا اگر یہ مسئلہ سنائیوں کہتا رہے

چھوٹا نہیں شراب کسی نے دھو کے

قالب میں میرے رُخ کسی پارسا کی

جس میں شریعت جدیدہ کا خلاف بھی نہ ہوتا اور زیادہ مبالغہ سے حسن شعر بھی بڑھ جاتا کہ پتیا نہیں سے چھوٹتا نہیں میں کہیں زیادہ مبالغہ ہے۔

مسئلہ (۴) زاب صاحب اپنے صاحبزادہ کے نام سے بھیجے المقبول میں شرائع الرسول مطبوعہ جہوپال کے

صفحہ ۲۰ پر فرماتے ہیں،

منی کو نفرت و نفیافت کی وجہ سے دھونا ضروری ہے	شستن منی از برائے استغفار بردہ است نہ بنا
نہ کر ناپاک ہونے کی وجہ سے، شراب اور دیگر نشہ آور	برنجاست و برنجاست غم و دیگر مسکرات و یلے گڑھا
اشیا کے ناپاک ہونے پر کوئی دلیل صالح نہیں جس کے استدلال	تمسک باشد موجود نیست و اصل در ہمہ چیز طہارت
کیا جاسکے اور تمام اشیا میں اصل طہارت ہے،	ست و درنجاست لحم و خوک خلاف ست و دم مسکوح

لہ القرآن ۱۴۵/۶

لہ روضہ نذیر شرح و تبیین عربی بیان الاصل فی الاشیاء الطہارۃ مطبوعہ فاروقی کتب خانہ لاہور ۱۳/۱

حرام ست نہ نجس احد مطلقاً

خنزیر کے گوشت کے نجس ہونے میں اختلاف ہے

۱۔ مسطور حرام ہے مگر نجس نہیں احد مطلقاً (ت)

مسئلہ (۵) اُسی فتح المغیث کے صفحہ ۶ پر ہے، کافی ہے مسح کرنا پگڑی پر یعنی وضو میں سر کا مسح نہ کیجئے پگڑی پر ہاتھ پھیر لیجئے وضو ہو گیا اگرچہ قرآن عظیم فرمایا کہ **وَأَمْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ** (اپنے سروں کا مسح کرو)

مسئلہ (۶) مولوی محمد سعید شاگرد مولوی نذیر حسین ہدایت قلوب قاسیہ کے صفحہ ۴۶ میں لکھتے ہیں جو اپنی بیوی سے جماع کے بعد انزال نہ ہو تو اُس کی نماز بغیر غسل کے درست ہے۔

مسئلہ (۷) فتاویٰ ابراہیم مصنفہ مولوی ابراہیم غیر مقلد مطبوعہ دھرم پرکاشش الہ آباد کے صفحہ ۲ میں ہے، وہ وضو میں بجائے پاؤں دھونے کے مسح فرض ہے۔ شیخ انصاری نے پاؤں کے مسئلے میں رافضیوں سے بے آگے قدم رکھا وہ بجائے بھی صرف جواز مانتے ہیں واللہ المستعان علی شر الوفاض وقومہ شیعہ صنف الرافضی (اللہ تعالیٰ ہی مددگار ہے روافض کے شر پر اور اس قوم کے شر پر جو روافض سے بھی بدتر ہے) ثانیاً یہ خیال کیجئے کہ انھیں اہلسنت کے ساتھ کس درجہ تعصب ہے، اور تعصبِ شی ہے کہ خواہی کر اپنی دل میں مقرب (تیمم کا ذمہ) ہو کر بت نہ سنا ہے بلکہ یہ انہیں اپنا کرتا ہے اور جہاں تک بن پوسے شقاق و غلوں کو دوست رکھتا ہے، اگر عینہ نہ ہو سکے تو خفیہ ہی کوئی بات کر گزرسے اور آپ ہی آپ دل میں نہیں ملے، ہمال روافض کی حکایات مشہور ہیں کہ ان کی مجالسِ مرثیہ میں جو باہل سُستی جا بیٹھے انھوں نے قلیبی کے چھینے شربت میں طے، بعض اشتیاق نے اساتے طبع پر چوں پر لگو کر فرش کے نیچے رکھ دے کہ سُستی چھینیں تو پاؤں کے پیچھے آئیں اگرچہ نادانستہ ہی سہی۔ پھر جہاں ایسا واقع ہوتا ہے کہ کوئی خاص چیز کسی مکان یا اجتماع سُستی ناواقف کے کھانے پینے کو پیش کی ظاہری تکلف مد سے گزرا اور بعض نجاسات قطعہ سے آلودہ کر دی، یہ سب شاخیں تعصب کی ہیں، پھر حضرات غیر مقلدین کا تعصب ان روافض سے کم نہیں بلکہ زائد ہے کہ یہ دشمنی تازہ ہیں اور ان کے حوصلوں کی نفی

۱۔ فتح المغیث من شرائع الرسول

۲۔ فتح المغیث

۳۔ القرآن ۷۵

۴۔ ہدایت قلوب قاسیہ

۵۔ فتاویٰ ابراہیم

اٹھنا ہے ابہ ان کی جیا کی وجہات و مسائل مساہلت و شدت عداوت دیکھ کر نہ صرف احتمال قوی بلکہ ظن غالب ہو تا ہے کہ اگر یہ امام کئے جائیں ضرور اپنے ان بعض مسائل مذکورہ پر عمل کریں گے انہیں کیا غرض پڑی ہے کہ مذہب مقتدیان کی رعایت کر کے ان امور سے باز آئیں اور تعصب برت کر دل ٹھنڈا نہ کریں پھر بعض جگہ غسل وغیرہ کی مشقت اٹھانی ہو و دفع میں۔

ثالثاً اب یہ غور کیجئے کہ علمائے دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اہل حق و ہدٰی کے مذاہب مختلفہ مثلاً باہم حنفیہ و شافعیہ میں ایک کی دوسرے سے اقتدار پر کیا کلام کیا ہے یہ مسئلہ ہمیشہ سے معرکہ الآثار رہا اور اس میں کثیر شقوق و اختلاف اقوال بہشت ہوا ہیں یہاں صرف اس صورت سے عرض ہے کہ دوسرے مذاہب والا جو نماز و طہارت میں ہمارے مذہب کی مراعات نہ کرے اور خروج عن الخلاف کی پروا نہ رکھے اُس کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے۔ پہلے اس احتیاط و مراعات کے معنی سمجھ لیجئے بعض باتیں مذاہب راشدہ میں مختلف ہیں (اختلافی مسائل مثلاً قصد و عبادت سے شافعیہ کے نزدیک ضروری نہیں جاتا ہمارے نزدیک جاتا رہتا ہے، مسنون ذکر و مسائل زن سے ہمارے نزدیک نہیں جاتا اُن کے نزدیک ٹوٹ جاتا ہے، دو قلم پانی میں اگر نہایت پر جائے اُن کے مذہب میں ناپاک نہ ہو گا ہمارا نزدیک (ناپاک ہو جائے گا، اُن کے نزدیک ایک بال کا مسح ضرور میں کافی ہے ہمارے یہاں نہایت زیادہ اور ہمارے مذہب میں بہت حد تک وضو نہیں اُن کے نزدیک فرض، وطنی بذالقیاس اس ماسی قسم کے مسائل میں باجماع ائمہ آدمی کو وہ بات چاہئے جس کے باعث اختلاف علماء میں واقع نہ ہو جب تک یہ احتیاط اپنے کسی مکروہ مذہب کی طرف نہ لے جائے تو محتاط شافعی قصد و عبادت سے وضو کر لیتے ہیں اور مسح میں بعض پر قناعت نہیں کرتے اور محتاط حنفی مسنون ذکر و مسائل زن سے وضو کر لیتے ہیں اور ترتیب و نیت نہیں چھوڑتے کہ اگرچہ ہمارے امام نے اس صورت میں وضو واجب نہ کیا منع بھی تو نہ فرمایا پھر نہ کہنے میں ہماری طہارت ایک مذہب پر ہوگی دوسرے پر نہیں اور کر لینے میں بالاتفاق ظاہر ہو جائیں گے اور اپنے مذہب میں وضو علی الوضو کا ثواب پائیں گے، جو ایسی احتیاط کا خیال نہیں کرتے اور دوسرے مذہب کے خلاف وفاق سے کام نہیں رکھتے۔ جمہور مشائخ کے نزدیک اُن کی اقتدار جائز نہیں کہ صحیح مذہب پر رائے مقتدی کا اعتبار ہے جب اس کی رائے پر عمل طہارت یا اور وجہ سے فساد نماز کا مظنہ ہو یہ کہ اگر ایسی نماز پر اپنی نماز بنا کر سکتا ہے قناید و خلافہ و سراجیہ و نظم و تحریر الفتاوی و شریعت فقہانہ و مجمع الانہر و حاشیہ مراقی الفلاح وغیرہ کتب میں اس کی تصریح فرمائی اور اسے علامہ سندھی پھر علامہ علی پھر علامہ شامی نے بہت مشائخ اور علماء مقاری نے عامر مشائخ کرام

عہد بشرطیکہ پانی کا کوئی وصف مثلاً بڑا رنگ یا مزہ متغیر نہ ہو جائے ورنہ بالاتفاق ناپاک ہو جائے گا ۱۲ منہ (م)

سے نقل کیا، فتاویٰ علیگیری میں ہے،

الاقتداء بشافعی المذهب انما یصح اذا كان الامام میتاً حامی مواضع الخلاف بان يتوضأ من الممارج المجس، من غیر السبیلین کافضد ولا یكون متعصباً ولا يتوضأ بالماء الراكد القلیل وان یفسد ثوبه من التمی و یفترک الیابس مند و یمسح بریم رأسه هکذا فی السہایة و لکفایة ولا يتوضأ بالماء القلیل الذی وقعت فیہ النجاسة کذا فی فتاویٰ قاضی خان ولا بالماء المستعمل هکذا فی اسراجیة المدحضا۔

شافعی المذہب کی اقتداء اس وقت صحیح ہے جب وہ مقامات اختلاف میں احتیاط سے کام لیتا ہو، مثلاً سبیلین کے علاوہ سے نجاست کے خروج پر وضو کرتا ہو جیسا کہ روگ کٹانے پر، اور متعصب نہ ہو اور نہ ہی قلیل کھڑے پانی سے وضو کرنے والا ہو اور نہ ہی ہلکا پھڑکا وضو کرنا اور خشک مٹی کھڑے سے کھریج دینا ہو، دوسرے کے چوتھائی کا مسح کرتا ہو، نہایت، دور کفایت میں اسی طرح ہے، اور ایسے ہی قلیل پانی جس میں نجاست گر گئی ہو اس سے وضو نہ کرتا ہو فتاویٰ قاضی خان میں اسی طرح ہے اور نہ ہی مایہ مستعمل سے وضو کرتا، جیسا کہ سراجیہ میں ہے اور طحطا (ت)

فتاویٰ امام قاضی خان میں ہے،

اما الاقتداء بشافعی المذهب قالوا لا یصح به اذا لم یکن متعصباً ولا ینکوی متوضأ من الممارج المجس من غیر السبیلین ولا يتوضأ بالماء القلیل الذی وقعت فیہ النجاسة انما مدحضا۔

شافعی المذہب کی اقتداء کے بارے میں علماء نے فرمایا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ وہ متعصب نہ ہو اور نہ کہ سبیلین کے علاوہ سے نجاست کے خروج پر وضو کرتا ہو اور اس قلیل پانی جس میں نجاست گر گئی ہو اس سے وضو نہ کرتا ہو اور نہ طحطا (ت)

علی قلت ای بحدیث تقع المضالۃ فیہ بناء علی نجاسة الماء المستعمل ۱۲ منہ (م)

علی قلت ای اذا بلغ حد المنع ۱۲ منہ (م)
علیہ قلت ای لا یحتوی باقل منہ ۱۲ منہ (م)

میں کہتا ہوں یعنی اس وقت جب غسل پانی میں گرنا ہو اس قول کی بنا پر جو مایہ مستعمل کو نجس قرار دیتے ہیں ۱۲ منہ (ت)
میں کہتا ہوں یعنی جب مائع نماز کی حد تک پہنچ جائے ۱۲ منہ (ت)
میں کہتا ہوں یعنی اس سے اقل پر اعتقاد نہ کرتا ہو ۱۲ منہ (ت)

لے فتاویٰ ہندیۃ الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماماً لغيره مطبوعہ قورانی کتب خانہ پشاور ۸۴/۱
لے فتاویٰ قاضی خان فصل فی من یصلح الاقتداء فی من ویصلح منشی ذککثر نکثر ۳۳/۱

فتاویٰ امام طاہرین عبد الرشید بخاری میں ہے،

الاقتداء لشعوبی السلف بذهب يجوز ان
لو يكن متعصباً ويكوى متوجهاً من الخارج
من غير السبيلين ولا يتوضأ بما في السدى
وقعت فيه النجاسة وهو قد رقت بين يديه
او ملخصاً

جامع الرموز میں ہے،

هذا اذا علم بالاحترار عن مواضع الخلاف
ولو شك في الاحتراز لم يجز الاقتداء مطلقاً
كما في المظم فلا بأس به اذا لم يشك في
ايمانه ولم يتعصب اي لم يعضد للحنفي
(وساق الكلام في مسائل المراجعة فجمع
والذي ثم قال) الكل في بحر العاوي.

کے ساتھ بغض نہ رکھتا ہو (اس کے بعد مقامات رعایت پر گفتگو کرتے ہوئے مسائل کو اکٹھا کیا پھر فرمایا) یہ تمام
بحر العاویٰ میں ہے۔ (ت)

شرح مفتی الابرار میں ہے،

جواز اقتداء الحنفی بالثقی اذا كان الاصل
يحتاج في مواضع الخلاف

حنفی کا شافعی کی اقتداء کرنا اس وقت جائز ہے جب شافعی
امام مقامات اختلاف میں محتاط ہو۔ (ت)

محذوفت الاولیٰ تعبیر غیۃ الخائفۃ بالقلیل
۲ منہ (م)

میں کتابوں اس کے غیر کی تعبیر بہتر ہے جیسے کہ
خائفہ نے "قلیل" کے ساتھ تعبیر کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

- ۱/ ۱۴۹ ملخص خلاصۃ الفتاویٰ کتاب الصلوۃ الاقتداء بابل الہوا مطبوعہ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ
۱/ ۱۷۳ ملکہ جامع الرموز فصل یکم الامام مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کشمیریہ قاسم آباد
۱/ ۱۴۹ ملکہ مجمع الانہر شرح مفتی الابرار باب الوتر والنواقل مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

بلاکراہۃ وفی غیرہا اھ

رعایت کرنے والے کے پیچھے بغیر کراہت جائز ہے اور رعایت نہ کرنے والے کے پیچھے بالکراہت اھ (ت)

اقول (میں کہتا ہوں) یہ فتاویٰ ہندیہ کی اس تصریح کے مخالف ہے جس میں انہوں نے عدم صحت کا ذکر کیا ہے۔ لیکن یہ بات مجھ پر لازم نہیں آتی کیونکہ میں نے اسے عدم جواز کے ساتھ تعبیر کیا ہے جو فتوہ اور کراہت تحریری دونوں کو شامل ہے لہذا یہ علی قاری کی تفسیر اور ہندیہ کی تصریح دونوں کے موافق ہے اور جو چیز مجھ پر ظاہر ہوئی ہے اور میں اُمید کرتا ہوں اللہ آہ وہی صواب ہے وہ یہ ہے کہ نماز کا باطل ہونا اس سورت میں جب امام شافعی بالخصوص نماز میں پڑھا نہ کرتا ہو (اس بات کا حنفی کریقین ہو) جیسا کہ اس کے حوالہ عنانی ہے اختیار کیا اور دروغیہ کے بیان وتر میں اس پر حرم کیا ہے ورنہ اگر علم نہ ہو کہ وہ

رعایت کرتا ہے تو علی قاری کی رائے صواب ہے کہ نماز درست ہوگی کیونکہ مفسد کا علم نہیں البتہ مکروہ ہوگی کیونکہ وہ غلط نہیں اور اگر ہندیہ کی عبارت میں صحت کو جواز پر محمول کر دیا جائے اگرچہ اس میں بعد ہے تو دونوں اقوال میں موافقت ہو جائے گی۔ اس محل پر ایک دلیل یہ ہے کہ صاحب ہندیہ نے کلام قاضی خاں کو مستند عدم صحت کے تحت ذکر کیا ہے اور قاضی نے تصریح کی ہے جیسا کہ آپ سن چکے کہ نفی حرج ان شرائط کے ساتھ معلق ہے اور یہ بات مفہوم مخالفت کے طور پر اس

اقول وھذا ینفذ تفسیر الھندیۃ بعدم الصحۃ لکن لا ینکر علی لافی اسما عبث لعدم الجوانر اشامل للفساد وکراہۃ التحریم ینطلق علی تفسیر انقادی و تفسیر الھندیۃ جمیعاً، والذی ینظر فی داسر جوامع ینکوت ہوا الصواب ان شاء اللہ تعالیٰ ان البطلان انما ہوا اھل عدم الصراعات فی خصوص الصلاۃ کما اختارہ العلامة النفاقی وجوزہ بہ وتر الدروغیہ والا فان صواب مع القاری تصحہ لعدم العمل بالمفسد وتکرہ لکونہ غیر محتاط، وان حملت الصحۃ فی کلام الھندیۃ علی الجوانر وان کان فیہ بعد فیتوافق القولان ومن الدلیل علی ہذا الحمل ان صاحب الھندیۃ ادخل کلام قاضی خاں تحت مسئلۃ عدم الصحۃ وانما لھ الخانیۃ کما سمعت تعلیق نفی البأس بتلك الشرائط فانما ینفید بمفہوم المخالفة وجود البأس عند

عدمها، ووجود النّاس لا یستلزم البطلان
نعم هو مساوق لعدم الجوانب بمعنی
عدم العمل المجامع لکراهة التحريم،
ویؤید ذلك ما نص عليه العلامة البلی
فی الغلیة الاحتلاف انما هو فی الکراهة
والافعل الجوانب یعنی المصلحة الاجماع
ثم لا یدلّ علی ذلك ان الکراهة ههنا
للتحریم، ذهو الادی یصح نفسه عدم
الجوانب به کما فعل القاری فافهم وتثبت
هذا ما ظهر وقد بقی خیایا والعبد
الضعیف حقوا کلام فی هذا المرام فی
فتاواک الملکبة بالعطایا العیویة فی الفتاوی
الرضویة وبالله التوفیق

بات کی مفید ہے کہ جب شرائط معدوم ہوں تو حرج
لازم آئے گا اور جو حرج بطلان کے مستلزم نہیں،
ہاں وہ مباحی بنے گا عدم جواز بمعنی عدم حل کا جو کراہت
تحریمی کو جامع ہے اور اس کی تائید علامہ علی کے ان
الفاظ سے ہوتی ہے جو غلیہ میں ہیں کہ اختلاف کراہت
میں ہے ورنہ جواز یعنی صحت پر اجماع ہے۔

پھر یہ بھی ذہن نشین رہنا چاہئے کہ یہاں کراہت
تحریمی مراد ہے کیونکہ تفسیر عدم جواز کی اسی کے ساتھ
درست ہوتی ہے جیسا کہ علی قاری نے کیا ہے، خوب
سمجھ کر اس پر قائم رہو۔ یہ وہ تفصیل تھی جو مجبوراً واضح ہوئی
اور ابھی کچھ گوشے رہ گئے ہیں بندہ ضعیف نے اللہ
کی توفیق سے اس مقصد پر اپنے فتاوی الملکبہ پر
الطایا البوریہ فی الفتاوی الرضویہ میں تحقیق کی ہے۔

سمجھن اللہ جبکہ ہے احتیاط شافعی کے پیچھے نماز جموں کے نزدیک ناجائز، تو ان جہد میں تہورین کو اہل حق
و ہدایت سے کیا نسبت ان کے پیچھے بدرجہ اولیٰ ناجائز و ممنوع تر ہونا چاہئے کمان بھی۔

تنبیہ: تائید و خلاصہ و تنہا یہ و کفایہ و بکر الفتاوی و شریح نقایہ و ہندیہ کے لغوی سن چکے کہ متعصب
شافعی کے پیچھے نماز جائز نہیں اور اس کی تفسیر گزری کہ متعصب وہ جو حنفیہ سے بغض رکھتا ہو، اب غور کر لیجئے کہ
غیر مقلدین کو نہ صرف حنفیہ بلکہ تمام مقلدین، فزاین سے کس قدر بغض شدید و کینہ دیدہ ہے خصوصاً جو عنایت حضرات
حنفیہ ٹھہرے اللہ بالظاہر الحنفیہ کے ساتھ ہے بیان سے باہر تو ان روایات پر یہ جداگانہ دلیل ہوتی ان کی اقتدا
ناجائز ہونے کی،

لکن قال المحقق فی الفتاوی لا یغنی امت
تعصبہ انما یوجب فسقه

عند اقوال ایسے ہی شافعیہ یا مالکیہ یا حنبلیہ سے بغض رکھنے والا عند من برآہ اللہ من التعصب کہ اہل حق سے بغض
نہ رکھے گا مگر ہر مذہب اور ہر مذہب کے پیچھے نماز ممنوع ۱۲ منہ سلمہ (م)

لے فتح القدر باب صلوۃ الوتر مطبوعہ مکتبہ نورین رضویہ سکھر

اقول قد علمت ان عدم الجواز بمعنی عدم الحد الصادق بکراهة التحريم وان العبرة بحلف العاصي مكرهه تحريمية فان اعيد الاشكال بما في الهندية اعدنا الكلام بما قد متنا و آخ يؤول هذا الدليل الى الدليل الثاني كما لا يخفى وبهذا لا حصل تكون له روايات مؤيدات لما حققنا من ان الكراهة حلف الفاسق والمبتدع كراهة تحريم والله سبحانه بكل شئ عليم۔

اقول (میں کہتا ہوں)، آپ نے یہ بھی پڑھ لیا ہے کہ عدم جواز بمعنی عدم حلت ہے جو کراہت تحریمی پر صادق آتا ہے اور فاسق کے پیچھے عاز مکر وہ تحریمی ہے اگر ہندو کی عبارت کے ساتھ اشکال کا اعادہ کیا جائے تو ہم سابقہ کلام سامنے لائیں گے تو اس وقت یہ دلیل دوسری دلیل کی طرف لوٹ جائے گی جیسا کہ مخفی نہیں اور اس محل کے ساتھ تمام روایات اس تحقیق کی موید ہو جائیں گی جو ہم نے کی ہے کہ فاسق اور بدعتی کے پیچھے عاز پڑھنے کی کراہت مکر وہ تحریمی ہے واللہ سبحنہ بكل شئ عظیم۔ (د ت)

دلیل چہارم

حضرت امام احمد سراج الامہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو حکم ضروریات عقائد کی بحث میں (جن میں لغزش موجب کفر ہوتی ہے) یہ چاہے کہ کسی طرح اس کا مخالف خطا کر جائے وہ کافر ہے کہ اس نے اس کا

علم کافر سے یہ را کہ اس پر کفر کا اندیشہ ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ فی الخلاصة سمعت القاضي الامام دیرید الامام الاجل قاضي خاں، ان اراد تحجيل الخصم يكر قال عندى لا يكر ويحشى عليه الكفر اه وقال الصلابة بدار المرشيد الحنفى فى رسالته فى كلمات الكفر فى المحيط من مرقى بكفر نفسه فقد كفراى اجماعا وبكفر غيره

اللہ تعالیٰ کی پناہ، غلام میں ہے میں نے قاضی امام (یعنی امام اجل قاضی خاں) سے سنا کہ اگر کوئی مخالف کو شرمندہ کرنے کا ارادہ رکھتا تو اسے کافر کہا جائے فرمایا اور میرے نزدیک اسے کافر نہ کہا جائے، البتہ اس پر کفر کا خوف و اندیشہ ہے۔ علامہ بدر الرشید حنفی نے اپنے رسالہ میں کلمات کفر کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ محیط میں ہے وہ شخص جو اپنی ذات کے کفر پر راضی ہو گیا وہ کافر ہو گیا یعنی بالاجماع اور جو کوئی (باقی اگلے صفحہ پر)

کافر بنانا چاہا اور مسلمان کو مٹا کر کفر چاہا بنا کر کفر سے اور رضا با کفر آپ ہی کفر، علماء فرماتے ہیں ایسے متکلم کے پیچھے نماز جاز نہیں، فقہ القدر میں ہے :

صاحب مجتبیٰ نے فرمایا امام ابو یوسف کا قول کہ کلامی کے پیچھے نماز جاز نہیں تو ہو سکتا ہے کہ ان کی مراد وہی ہو جس کو امام ابو حنیفہ نے مقرر رکھا ہے کہ انہوں نے جب اپنے صاحبزادے حماد کو علم کلام میں مناظرہ کرتے ہوئے دیکھا تو اپنے بیٹے کو اس سے منع کیا اپنے بیٹے نے عرض کی میں نے آپ کو علم کلام میں مناظرہ کرتے دیکھا ہے اور مجھے آپ اس سے منع کر رہے ہیں اس پر آپ نے فرمایا ہم اس صاحب میں مناظرہ کرتے تھے گویا سارے سروں پر پردے ہیں

حال صاحب المجتبیٰ و اما قول ابی یوسف لا تجوز الصلاة خلف المتكلم في جوفه ان يريد السدي قسرا او ابو حنيفة حين سري به حماد اياهما في الكلام فنهما فقالا ما نثبت لك في الكلام وتما في فقال كنا مناظرين وكان علي رؤسنا الطير محافاة ان يرل صاحبنا وانتم تناظرون وتريدون منزلة صاحبكم ومن اس ادلالة هذا حجة

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

حیر کے کفر پر اسی پر اس میں مشائخ کا اختلاف ہے پھر ہاں شیخ الاسلام کے حوالے سے وہ لکھا جو سینوں پر لکھنے کے قابل ہے، اس کا حاصل یہ ہے کہ کفر اس وقت ہے کہ جب اس نے اسے پسند کیا پھر کہا ہم امام ابو حنیفہ کی اس روایت پر مطلع ہیں جس میں ہے کہ غیر کے کفر پر راضی ہونا کفر ہے بغیر کسی فرق کے اور میں کہتا ہوں یہی وہ روایت ہے جو مجھے میں مذکور ہے، علامہ علی قاری رسالہ بدر کی عبارت نقل کرنے کے بعد کہا اس کا جواب یہ ہے کہ جب تک امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت جب محل ہو یا اس کی عبارت مطلق ہو تو ہم کہتے ہیں ہم اس کی تفصیل کرتے ہیں اور قواعد احناف کے متفقہ کے مطابق اسے عقیدہ کرتے ہیں اور واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ سلمہ (۲۷)

المختلف المشايخ ثم ذكر عن شيخ الاسلام ما حقه ان يسطر على الصمد وسر وحامله انه انما يكون كفرا اذا كانت يستحسسه ثم قال وقد عثرنا على رواية ابی حنيفة ان السري جاء بكفر العير كفر من غير تفصيل اه قلت وحمي هذا الرواية التي ذكر في المجتبی قال العلامة القاسمي بعد نقل ما في رسالة البدر والجواب ان رواية ابی حنيفة رحمه الله تعالى اذا كانت محملة او عبارة مطلقة فلما ان تفصيلها ونقيدها على مقتضى القواعد الحنفية اه والله تعالى اعلم ۱۲ منہ سلمہ ص ۱۶ (۲۷)

فصل فی الکفر مصطفیٰ الباقی مصر ص ۱۸۰

شرح الروض شرح الفقہ الکبیر بحوالہ الجلیط

فقہ اسرار کفرہ فہو قد کفر قبل صاحبہ
 فقہ ہوا محض المنہی عنہ و ہذا
 المتکلم لا یحور لاقتہایہ استہی۔

اس سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں ہمارا ساتھی پھسل جائے
 یکن تراپنے ساتھی کو پھسلانے کا ارادہ کر کے نظر
 کرتے ہو اور جو شخص اپنے ساتھی کو پھسلانے کا
 ارادہ کرے اس نے اس کا کفر چاہا تو وہ اپنے ساتھی

سے پہلے کفر کا مرتکب ہوا، پس ایسا غور و خوض ممنوع ہے اور ایسے کلامی کے پیچھے نماز جائزہ نہیں انتہی ات
 جب اُس منکمل کے پیچھے نماز ناجائز ہوئی جس کے انداز سے کفر غیر پر رضا نکلتی ہے تو یہ صریح متعصبین جن کا
 اصل مقصد تکفیر مسلمین دی رات اسی میں ساعی رہیں اور جب تقریر اور تحریر اُس کی تصریحیں کر چکے اور مبارک بر طبع
 اپنی ہی بات بار چاہتا ہے تو قطعاً ان کی خواہش یہی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو مسلمان کا ذکر ٹھہریں اور شک نسیر
 کہ اپنے زعم باطل میں اس کی طرف کچھ راہ پائیں تو خوش ہو جائیں اور جب بکھارے مسلمانوں کا کفر سے محفوظ ہونا
 ثابت ہو غم و غصہ کھائیں تو ان کا حکم کس درجہ اشد ہوگا اور ان کی اقدار کیونکر رواۃ اللہ الہادی الی طریق

الہدی۔

دلیل پنجم

یہاں تک تو ان کے بدعت و فسق و غیر ہائی بنا پر کلام تھا نزدیک مراد اشد و اعلم ان کے طائفہ تالفہ
 سے صادر ہوتا ہے جس کی بنا پر ان کے نفس اسلام میں ہزاروں دقتیں ہیں یہاں تک کہ احادیث صریحہ صحیحہ
 حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و اقوال جماہیر فقہائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم سے ان کا صریح کافر
 ہونا اور نماز کا ان کے پیچھے محض باطل جانا نکلتا ہے وہ کیا یعنی ان کا تقلید کو شرک اور حنفیہ مالکیہ شافعیہ حنبلیہ
 عہم اللہ جمیعاً بالاطراف علیہ سب مقلد ان ائمہ کو مشرکین کو ستانا کہ یہ صراحتہ مسلمانوں کو کافر کہتا ہے اور پھر ایک
 کو نہ دو کو ماکھوں کر دوں کہ اور پھر آج ہی کل کے نہیں گیارہ سو برس کے عامہ مومنین کو جن میں بڑے بڑے
 محبوبان حضرت عزت و اراکین اُمت و اساطین ملت و حملہ شریعت و کملہ طریقت سے رضوان اللہ تعالیٰ
 علیہم اجمعین ان کے باقی مذہب کے مرجع و مقتدا اور پدر نسب و علم و اقدار شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی
 رسالۃ النصاب میں لکھتے ہیں،

بعد النابتین ظہر بینہم التمدد حسب
 للمجتہدین باعیا مہم و قل من کانت

دو صدی کے بعد مسلمانوں میں تقلید شخصی نے ظہور کیا
 کم کوئی ربا جو ایک امام معین کے مذہب پر

لا يعتمد على مذهب مجتهد بعينه ^{لے} اعتماد نہ کرنا ہو۔ (ت)

امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرائی قدس سرہ الربانی جن کی قیڑاں وغیرہ تصانیف عالیہ سے
امام الحصر و دیگر کبرائے طائفہ نے جا بجا استاد کیا اسی میزان میں فرماتے ہیں :

يجب على المقلد العمل بالاسم ^{ممن} يعني مقلد پر واجب ہے کہ خاص اُسی بات پر عمل کرے
القولین فی مذهبہ ما دام لم یصل الی معرفة هذه المیزان من طریق الصدوق و
جواسس کے مذہب میں رائج ٹھہری ہو ہر زمانے میں
علماء کا اسی پر عمل رہا ہے البتہ جو ولی اللہ ذوق و
معرفت کی راہ سے اُس مقام کشف تک پہنچ جائے
کہ شریعت مطہرہ کا پہلا چشمہ جو سب مذاہب تکمیل
کا خزانہ ہے اُسے نظر آنے لگے وہاں پہنچ کر وہ تمام
اقوال علماء کو مشاہد کرے گا کہ اُن کے دریا اُسی
پٹے سے نکلے اور اُسی میں پھر آکر گرتے ہیں ایسے شخص
پر تقلید شمس لازم نہ کی جائیگی کہ وہ تو آنکھوں دیکھ رہا
ہے رجب مذہب پتہ اولیٰ سے یکساں فیض لے رہا
ہیں اور غرضاً

یہاں سے ثابت کہ جو پایہ اجتہاد نہ رکھتا ہو نہ کشف و ولایت کے اس رتبہ عظمیٰ تک پہنچا اُس پر تقلید
امام معین قطعاً واجب ہے اور اسی پر ہر زمانے میں علماء کا عمل رہا، یہاں تک امام محمد الاسلام محمد عسکری
قدس سرہ العالی نے کتاب مستطاب کیا ہے سعادت میں فرمایا،

مخالفت کردن صاحب مذہب خویش نزدیک بیکس

عنه اقول وانما اراد الاجماع بعد قهر المذاہب ^{ممن} میں کہتا ہوں ان کی مراد تقریر مذہب اور ظہور تقلید معینی ائمہ
و ظهور التمدد مذہب للاحقة باعیانہم اذ کے بعد جماعت ہے کیونکہ یہی صحیح ہے عام لوگوں اور اصحاب
هو الصحيح لا اضافة بين الناس واصحاب مذہب کے درمیان کوئی نسبت نہیں ہے
(باقی پر صفحہ آئندہ)

بھی جائز نہیں۔ (ت)

سبحان اللہ جب تقلید شخصی معاذ اللہ کفر و شرک ٹھہری تو تمہارے نزدیک یہ ہر عصر کے علما اور گیارہ سو برس کے عامہ مومنین معاذ اللہ سب کفار و مشرکین ہوتے، نہ سہی آخر اتنا تو جلی بہ بیات سے ہے جس کا انکار آفتاب کا انکار کہ صد پابرس سے لاکھوں ادیان، ملا محمد عین قہا نامہ اہلسنت و اصحاب حق و ہدی غاشیہ تقلید ائمہ اربعہ اپنے دوش بہت پر اٹھا ہے ہوسے میں جسے دیکھو کوئی حنفی، کوئی شافعی، کوئی مالکی، کوئی حنبلی یہاں تک کہ فرقہ جبر اہلسنت و جماعت ان چار مذہب میں منہر ہو گیا جیسا کہ اُس کی نقل سید علامہ احمد مصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے شروع دلیل اول میں گزری اور قاضی شاد اللہ پانی پتی کے معتدین و مستندین طائفہ سے ہیں تفسیر منہری میں لکھتے ہیں :

اہل السنة قد اختلف بعد الفروقات الثلاثة
او الاربعة على امر بعة مذاہب ولسم
يبتقى مذهب في فروع المسائل سوى هذه
الاربعة -

اہل سنت تین چار قرن کے بعد ان چار مذہب پر
منقسم ہو گئے اور فروع مسائل میں ان مذاہب
اربہ کے سوا کوئی مذہب باقی نہ رہا۔

طبقات حنفیہ و طبقات شافعیہ وغیرہ تصانیف میں دیکھو گے تو معلوم ہو گا کہ ان چاروں مذہب کے مقلدین کیسے کیسے ائمہ ہدی و اکابر مجربان خدا گزرے جنہوں نے ہمیشہ اپنے آپ کو شافعی یا شافعی کہا اور ہمیشہ اسی لقب سے یاد کئے گئے اور ہمیشہ اپنے ہی مذہب پر فتوے دیے اور ہمیشہ اسی کی تردید میں دفتہ لکھے یہ سب تو معاذ اللہ تمہارے نزدیک حنفی و حنبلی نہ ہوتے۔ جتنے وہ عمل نہ سہی قول تو مانو گے اُن جہاد کثیرہ علما کو کیا جانے جنہوں نے تقلید شخصی کے حکم دے اور یہی اُن کا مذہب منقول ہوا، اہم مرشد الانام

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

المذاہب کما لا یحقی وعدہ الاعتداد فی
دعوی لاتفاق یعنی شذوذ و کثیر مشہور
کما لا یحقی علی ذی تصور ۱۲ منہ (د)

جیسا کہ واضح ہے اور دعویٰ اتفاق میں شاذ و نادر کا
اعتبار نہ کرنا کثیر و مشہور ہے جیسا کہ صاحب ہمیشہ
پر مخفی نہیں ۱۲ منہ (ت)

۱۔ کیا ہے سعادت اصل ہم امر معروف و نہی از منکر مطبوعہ انتشارات گنجینہ تہران، ایران ص ۳۹۵
۲۔ تفسیر منہری مسئلہ اذا صح الحدیث علی خلاف مذہب الخ " ادارہ اشاعت العلوم دہلی ۶۲/۲

محمد غزالی قدس سرہ العالی اجیار العلوم شریف میں فرماتے ہیں :

مخالفتہ للمقلد متفق علی کونہ منکر امین تمام فتنی فاضلوں کا اجماع ہے کہ مقلد کا اپنے امام مذہب
المحصلین کی مخالفت کرنا شیعہ واجب الامکار ہے ۔

شرع نقایہ میں کشف اصول امام بزوی سے منقول :

من جعل الحق متعددًا كالاعتزلة اثبت للعامة الخيار من كل مذهب صایہوا
یعنی جن کے نزدیک مسائل نزاعیہ میں حق متعدد ہے
کہ ایک شے جو شواہد ایک مذہب میں حلال دوسرے
میں حرام ہو تو وہ خدا کا حلال بھی ہے اور حرام بھی
وہ تو عامی کو اختیار دیتے ہیں کہ ہر مذہب سے جو چاہے
اخذ کر لے یہ مذہب معتزلہ وغیرہم کا ہے اور جن کو دیکھتا ہے وہ عامی پر امام معین کی تقلید واجب کرتے ہیں یہ
مذہب ہمارے علماء وغیرہم کا ہے ۔

علامہ زینی بن حکیم مصری صاحب بحر الرائق واشباہ وغیرہا رسالہ کبار و صغائر میں فرماتے ہیں :

اما نکاحا شرفا لوالی بعد انکھار الزنا و
یعنی کبر گناہ علمائے یوں گناہ سے کہ عیاذ باللہ صاحب
میں پہلے تو کفر پر زنا و اعلام و شراب خوری اور
مقلد کا اپنے امام کی مخالفت کرنا اہل حق
مل و کل میں ہے ۔

علماء الفریقین لم یجوزوا ان یأخذوا العامی
الحنفی الا بمذہب ابی حنظیة والعامی
الشفعی لا بمذہب الشافعی
دو فرقہ فریق کے علمائے ہمارے نہیں رکھتے کہ عامی حنفی
مذہب ابو حنیفہ یا عامی شافعی مذہب شافعی کے سوا
دوسرے مذہب پر عمل کرے ۔

شاہ ولی اللہ عقد الحید میں لکھتے ہیں :

المرجحة عند الفقهاء امت العامی المنتسب
فقہاء کے نزدیک ترجیح اسے ہے کہ عامی جو ایک مذہب

لکھ اجیار العلوم الباب الثانی فی اركان الامران
مطبوعہ مطبعة المشید الحسینی القاہرہ مصر ۳۲۹/۲

لکھ جامع الزمر (شرع نقایہ) کتاب النکاح
مکتبہ اسلامیہ نسبہ قاسموس ایران ۳۲۹/۲

لکھ الرسائل الفقہیہ مولف الاشباہ مع الاشباہ الو
الرسالۃ الزمر والاشباہ الو
مطبوعہ دارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۳۲۹/۲

لکھ الملل والنحل حکم الاجتہاد والتقلید الو
مطبوعہ مطبعۃ ابیانی مصر ۲۰۵/۱

الیٰ مذہب لہ مذہب فلا تجوز لہ مخالفتہ۔ کی طرف انساب رکھتا ہے وہ مذہب اُس کا جو چکا
اُسے اُس کا خلاف جائز نہیں۔

اب فرمائیے تمام مفتی فاضل جن سے امام غزالی ناقل کہ ترک تقلید شخصی کو منکر و نادرہ بتاتے۔ اٹا برائے جن کے
قول سے کشف کاشف کہ تقلید امام معین کو واجب ٹھہراتے مشائخ کرام جن کے صاحبِ کلام
صاحبِ مجسمہ منقرون کہ ترک تقلید شخصی کو گناہِ کبیرہ کہتے۔ علامہ ذوقیق و فقہائے عظام جن سے
علی و محل و شاہ ولی اللہ علیہ السلام کی تقلید معین کی مخالفت ناجائز نہ کہتے۔ یہ سب تو معاذ اللہ تمہارے طور پر صریح کفار و
مشرکین ٹھہرے۔ اس سے بھی درگزر کرو اُن ائمہ دین کی خدماتِ عالیہ میں کیا اعتقاد ہے جنہوں نے خود اپنی تصانیف
جلیلہ و کلماتِ جلیلہ میں وجوبِ تقلیدِ معین وغیرہ اُن باتوں کی صاف صریح تصریحیں فرمائیں جو تمہارے مذہب پر
خالص کفر و شرک ہیں اُن سب کو تو نام بنام بتائیں اسم (خاکِ بدایں گستاخان) معاذ اللہ کافر و مشرک کہتے گا۔
یہ موجود رسالہ کو اطلاع اہل حق کے لئے ایک مختصر فتویٰ ہے جو اپنے منصب یعنی اعلیٰ حکمِ فقہی کو پہنچ احسن ادا کر چکا
اگر تاسے اس میں اُن اقوال و افروہ نصیحتیں کا اثر کی گنجائش کہاں۔ مگر ان شاء اللہ العظیم تو فیق ربانی مساعدت
فرمائیے تو فقیر ایک جامع رسالہ اس باب میں ترتیب دینے والا ہے جو اُن اقوالِ کثیرہ سے جملہ صالحہ کو ایک نئے
طرز پر جلوہ دے گا اور ان شاء اللہ تعالیٰ یہ مقیدین کے اسرار و کون کے ستارے ہیں جن کے کلماتِ مستندہ سے
ایک ایک کلمہ کے متاصل کلمے گا۔ میں یہاں صرف اُن ائمہ دین و علمائے مستنیدین کے چند اسماء شمار کرتا ہوں جو خاص
اپنے ارشادات و تصریحات کے ذریعے مذہبِ غیرِ مقیدین پر کافر و مشرک ٹھہرے، وہ الیہذا باللہ رب العالمین اُن
میں سے ہیں:

آئمہ ابوبکر احمد بن اسحاق جوزجانی، تلمیذ التلمیذ امام محمد، آئمہ ابن السمکانی، آئمہ کیا براسی، آئمہ اجس
لہم الحرمین، آئمہ محمد محمد غزالی، آئمہ برہان الدین صاحبِ ہدایہ، آئمہ طاہر بن احمد بن عبد الرشید بخاری صاحبِ
خلاصہ، آئمہ کمال الدین محمد بن الہمام، آئمہ علی خواص، آئمہ عبد الوہاب شعرائی، آئمہ سلیمان بن محمد انصاری،
آئمہ ابن حجر مکی، علامہ ابن کمال باشا صاحبِ ایضاح و اصلاح، علامہ علی بن سلطان محمد قادری مکی، علامہ
شمس الدین محمد شاد رح نقایہ، علامہ زین الدین محمد صاحبِ بحر، علامہ طبرک بنجیم مصری صاحبِ نمسر،
علامہ محمد بن عبد اللہ غزالی قمر تاشی صاحبِ تہذیب الابصار، علامہ خیر الدین دہلوی صاحبِ فتاویٰ خیریر،
علامہ سیدی احمد حموی صاحبِ غفر، علامہ محمد بن علی دمشقی صاحبِ درود خزان، علامہ عبد الباقی زرقستانی
شاد رح مواہب، علامہ برہان الدین بایزید بن ابی بکر بن محمد بن حسین حمینی صاحبِ جواسر اخلاطی، علامہ شیخ مفتی

مولانا عبدالحق محدث دہلوی، علامہ احمد شریف مصری طحاوی، علامہ آفتاب الدین محمد شامی، صاحب خیر، صاحب سراجیہ، صاحب جواہر، صاحب مصنف، صاحب ادب المقال، صاحب تاریخانہ، صاحب مجمع، صاحب کشف، مولانا علیگیرہ کو باقرار مولانا امداد المسلیح یا نسو علما تھے، یہاں تک کہ جناب شیخ محبت الدین شافعی شاد ولی اللہ، شاد عبدالحزیر صاحب، قاضی شاد اللہ پانی پتی، حتیٰ کہ خود میاں نذیر حسین دہلوی اور ان کے اتباع و مقلدین مگر یوں کہ تھام اللہ من حیث لہ یحسبوا اقرانہ کا ٹکرائے پاس آیا جہاں ان کا گمان بھی نہ تھا۔ (ت) واللہ اعلم بالصواب العلیین۔

آورد لطیف یہ ہے کہ اہل میں وہ بھی ہیں جن سے خود امام العصر و دیگر متکلمین طائفہ نے براہ جہالت و تجاہل استناد کیا اور اُن کے اقوال باہر و کلمات قاہرہ کو جو اصول طائفہ کے ہر ایک تکلیف تھے دامن قیاری میں چھپایا ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ اس رسالہ میں یہ بھی ثابت کروں گا کہ طائفہ سے ان کے استناد بعض منالطرد و قبیس خواہ ہیں ان کے مذہب کو ان سے اصلہ عللا نہیں بلکہ خود ہی اقوال مجہول اپنی سہہ ٹھہرتے ہیں ان کے اصول مذہب کی بنیاد گراتے ہیں مگر حضرات کو موفی و مخالفت کی تمیز نہیں یا سہہ تو قصداً خواہے جہاں کو ہنر باغ دکھاتے ہیں۔ میں بول اللہ تعالیٰ اس رسالے میں یہ بھی تنبیہ کروں گا کہ اپنے مجاہدہ میں ان حضرات کا تعلیلہ شخصی کے درجہ عدم وجوب کی بحث پھیر دینا نرا یہ دو سبب نہیں۔ سبب سبب کہ اہل قبیس و صاحب تخییر دونوں تفسیرین جواز قبیس و عدم حرج کو تسلیم کئے ہوئے ہیں جن کے نزدیک سرے سے تعلیلہ شرک و کفر ان کے مسلک سے اُسے کیا تعلیل، وہ امر ابتدائی یعنی عدم شرک و جواز کو سٹے کر لیں اس کے بعد آگے چلیں، یہ پالاک لوگ اپنے لئے راہ آسانی کرنے کو ادھر سے ادھر طرفہ کر جاتے ہیں اور ہماری طرف کے ذی علم ارحمنا، لعنان اُس میں گفتگو کرنے لگتے ہیں حالانکہ گزشتہ روز اول باید ابتداء ان جو شیاریوں کی راہ رو کا چاہئے کہ پہلے شرک پھر حرمت سے جان بچا لیجئے اُس کے بعد آگے قصہ کیجئے۔ فریقین کے اقوال کے اقوال ان حضرات کے زوہد یکساں و یک زبان، اور طرفین کے علما ان کے زعم پر معاذ اللہ مشرک و گمراہ ہوتے ہیں یکساں، بلکہ میں بفضلہ تعالیٰ ثابت کروں گا کہ اقوال تخییر ان کی رد و تکذیب میں اتم و اکمل ہیں پھر ان سے استناد دیا ان کا تذکرہ عجب تماشا ہے، میں بعونہ یہ بھی واضح کروں گا کہ ان حضرات کو ابھی خود اپنا ہی مسلک منفع نہیں ہوا ہے فنا حق کلام متخالف احکام نکلتے اور جہاں جیسا موقع پاتے ہیں ویسا ہی بیان کر جاتے ہیں، دعوے میں کچھ دلیل میں کچھ اعتراض میں کچھ جواب میں کچھ، کبھی ایک پاسے پر قرار نہیں کرتے اور بیشک تمام اہل بدعت کا یہی وتیرہ ہے خصوصاً جو

اس قدر نو پیدا ہو کہ آخر جتے جتے ایک زمانہ چاہئے۔ میں یہاں اصل نزاع کی بحث و تحقیق میں نہیں ان کے اقتدا کا حکم واضح کرنا ہے لہذا اس کی طرف رجوع مناسب۔

بالجملہ اصل محل شبہ نہیں ان عاصیوں نے تقلید کو شرک و کفر اور مقلدین کو کافر و مشرک کہہ کر لاکھوں کروڑوں علماء اولیاء و صلحاء و اصفیاء بلکہ امت مرحومہ محمدیہ علی مولہا و علیہ الصلوٰۃ و التہنید کے دہش حصول سے ڈر کر علی الاعلان کافر و مشرک ٹھہرایا۔ وہی علامہ شامی تہذیب السامی کا ان کے اکابر کی نسبت ارشاد کہ اپنے ملانہ تائفہ کے سوا تمام عالم کو مشرک کہتے اور جو شخص ایک مسلمان کو بھی کافر کے خواہر احادیث صحیحہ کی بنا پر وہ خود کافر ہے اور طرفہ یہ کہ اس فرقہ ظاہریہ کو ظاہر احادیث ہی پر عمل کا بڑا دعویٰ ہے اہم مالک و احمد و بخاری و مسلم و ابوداؤد و ترمذی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی و اللہ اعلم بالصواب (الف خ مسلم شریف کے میں۔ ت) حضور اقدس ﷺ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ایما امری قال لا حیدہ کافر فقد باء بها احدهما یعنی جو شخص کسی کلمہ کو کافر کے تو ان دونوں میں ایک پر یہ با ضرور پڑے گی اگر جسے کہ وہ حقیقتہً کافر تھا جب تو نہ دوزخ پر کلمہ اسی کہنے والے پر پڑے گا۔

صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور ﷺ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذ قال الرجل لا خیرہ یا کافر فقد باء بہ جب کوئی شخص اپنے بھائی مسلمان کو یا کافر کے تو ان دونوں میں ایک سے کا رجوع اس طرف بیشک ہو۔ اہم احمد و بخاری و مسلم حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور ﷺ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لیس من دعا رجلا یا نکفر او قال عدو الله و لیس کذلک الا حد ر علیہ ولا یرمی من حد رجلا بالنسق ولا یرمیہ بالنکسر الا جو شخص کسی کو کافر یا دشمن خدا کے اور وہ ایسا نہ ہو یہ کہنا اسی پر پلٹ آئے اور کوئی شخص کسی کو فسق یا کفر کا طعن کرے گا مگر یہ کہ وہ اسی پر ان پھرے گا اگر جس پر

- ۱/۵۷ باب بیان حال ایمان الخ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی
۲/۹۰۱ صحیح البخاری کتاب الاصاب باب من اکفر افاء الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی
۱/۵۷ صحیح مسلم باب بیان حال ایمان من قال لا خیرہ المسلم یا کافر مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

المؤید یقین علی نفسه (انسان دو کسے کو اپنے اوپر قیاس کرتے ہیں) جب اُس نے اسے کافر یا مشرک یا فاسق کہا اور وہ ان عیوب سے پاک تھا تو حقیقتاً یہ اوصاف دھیمہ اسی کسے واسطے میں تھے جن کا عکس اُس آئینہ الہی میں نظر آیا اور یہ اپنی سفاہت سے اُس کریمہ بد نما شکل کو آئینہ تاباں کی۔ رت کجا حالانکہ وہ امن، امن اس لوٹ و بھارت صاف و منزہ ہے۔ یہ تو حدیث تھی جو حکم بقولون من خیر قول البعید (وہ ساری مخلوق سے بہتر کا قول کہتے ہیں۔ ت) ان کا زبانی و لفظی ہے اور دل کا وہی حال جو حدیث میں ارشاد فرمایا، لا یجوز توأقیہم (ان کے حلق سے اس قسم) تمہاؤں نہیں کرے گا۔ ت)

اب فقہ کی طرف پہلے بہت اکابر ائمہ مثل امام ابو بکر اعظم وغیرہ عارضاً بلع بعض ائمہ بخارا کے ائمہ تھے طبعاً اہل حدیث مذکورہ پر نظر فرما کر اس حکم کو یوں ہی حلق رکھتے اور مسلمان کی تکفیر کو کلی الاطلاق موجب کفر مانتے ہیں سیدنا اسماعیل النجاشی شرح دروغ و غریبیوں میں فرماتے ہیں،

لوقال المسلم کافر کان الفقیہ ابو بکر الامش
یقول کفر وقال غیرہ من مشایخ بلخ لا یکفر
وانتقلت هذه المسئلة ببخارا فاجاب بعض
اشیة بخارا انه یکفر فراجع، وحبوب الحب
بلخ انه یکفر فمن افتی بخلاف قول
الفقیہ ابی بکر رجع الی قوله ان من خصا
اگر کسی نے مسلمان کو کافر کہا تو فقہ ابو بکر اعظم اسے
کافر قرار دیتے، اور مشایخ بلخ میں سے دوسرے علماء
کافر نہیں کہتے، اتفاقاً یہ مسئلہ بخارا میں پیش آیا اور
بعض ائمہ بخارا نے ایسے شخص کو کافر قرار دیا تو یہ جو بپا پس
فتویٰ (یعنی کافر کہا جائیگا) تو جس جس نے ابو بکر اعظم کے
فتویٰ فتویٰ دیا تھا انہوں نے ان کے قول کی طرف
رجوع کر لیا اور طعنات (ت)

رسالة علامہ بدر رشید پھر شرح فقہ اکبر طاعلی قاری میں ہے،

فراجع النکال الی فتویٰ ابی بکر البلیح و قالوا
کفر الشائبة
تمام علماء نے ابو بکر عظمیٰ کے اس فتویٰ کی طرف رجوع کرتے
ہوئے اس طرح گالی دینے واسطے کہ کافر قرار دیا (ت)

احکام میں بعد عبارت مذکورہ کے ہے،

وینبغی ان لا یکفر علی قول
ابی الیث وبعض اشیة بخارا۔
ابو الیث اور بعض ائمہ بخارا کے قول پر مناسب
یہ ہے کہ کافر نہ کہا جائے۔ (ت)

سے حدیث غدیر شرح طریقہ محمدیہ النوع الرابع المستین الکذب مطبوعہ مکتبہ قدیرہ رضویہ فیصل آباد ۲/۲۱۲

سے حدیث غدیر شرح طریقہ محمدیہ النوع الرابع المستین الکذب مطبوعہ مکتبہ قدیرہ رضویہ فیصل آباد ۲/۲۱۲

سے حدیث غدیر شرح طریقہ محمدیہ النوع الرابع المستین الکذب مطبوعہ مکتبہ قدیرہ رضویہ فیصل آباد ۲/۲۱۲

اور مذہب صحیح و معتقد و مرجع فقہ کے کلام میں تفصیل ہے کہ اگر بطور سبب و دشنام یہ اعتقاد تکفیر کا تو کافر نہ ہوگا جیسے یہاں کوں بے قیدوں کو خربے لجام و سنگ بے زنجیر کہیں کہ معنی حقیقی مراد نہیں و رد کافر ہو جائے گا فتاویٰ ذخیرہ و فتاویٰ عادی و شرح درود غرہ و شرح تعالیم برجندی و شرح نقایہ قہستانی و نہر العائق و شرح وہبانیہ و عبدالمکر و درختار و حدیقہ غیبہ و جواہر اعدلی و فتاویٰ عالمگیری و رد المحتار و غیرہ کتب معتدہ میں تصریح فرمائی کہ یہی مذہب مختار و مختار الفتویٰ و معنی یہ ہے۔ علما فرماتے ہیں جب اس نے اپنے اعتقاد میں اسے کافر سمجھا تو وہ کافر نہیں بلکہ مسلمان ہے تو اس نے دین اسلام کو کفر ٹھہرایا اور جو ایسا کہے وہ کافر ہے

اقول و باندہ التوفیق ترمیم اسس دلیل کی علی حسب مواہم (ای کے مقاصد کے مطابق - مت) یہ ہے کہ کافر نہیں مگر وہ جس کا دین کفر ہے اور کوئی آدمی دین سے غالی نہیں اور ایک شخص کے ایک وقت میں دو دین ہو سکیں

فان الکفر والاسلام علی طریقی النقیض
بالنسبة الی الانسان لایحتملان ابدا
ولا یرتفعان قال تعالیٰ انا شاکر و انا
کفور ان و قال تعالیٰ ما یجعل الله لک حب
من قلسین فی حقوبہ

کیونکہ کفر اور اسلام ایک انسان کا نسبت نقیض کی دو طرف ہیں نہ تو یہ ہمیشہ جمع ہو سکتے ہیں اور نہ ہی مرتفع ۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے ، یا وہ شاکر ہو یا کافر ،
دوسرے مقام پر فرمایا ، اور ہم ایک آدمی کے سینے میں
دو دل نہیں بنائے ۔ (ت)

اب جو یہ شخص مثلاً زید فومن کو کافر کہتا ہے اس کے یہ معنی کما س کا دین کفر ہے اور زید واقع میں بیشک ایک دین سے متصف ہے جس کے ساتھ دوسرا دین ہو نہیں سکتا تو لاجرم یہ خاص اسی دین کو کفر بتا رہا ہے جس سے زید اخصاف رکھتا ہے اور وہ دین نہیں مگر اسلام تو بالضرورت اس لئے دین اسلام کو کفر ٹھہرایا اور جو دین اسلام کو کفر قرار دے قطعاً کافر۔ اب عجائبات علماء سنیئے ، ہمدیہ میں ہے :

المعتد للفتویٰ فی جس هذه المسائل ان
القتل مثل هذه المقالات انک انک انک
الشتم ولا یعتقد کافر الا یکفر وانک انک
یعتقد کافراً فخطیبه بهذا ینتہی علی

اس قسم کے مسائل میں فتویٰ کے لئے محتار یہ ہے کہ ان
اقوال کا قائل اگر مراد کالی لیتا ہے اور اسے اعتقاد کافر
نہیں گردانتا تو وہ کافر نہیں اور اگر اسے اعتقاد کافر
گردانتے ہوئے اسے کافر کہتا ہے تو پھر کفر گناہ گانی

اعتقده انه كافر يكفر كذا في الذخيرة انتهى
ثم اذ الشامي عن النهر عن الذخيرة لانه
لما اعتقد المسلم كافر فقد اعتقد دين
الاسلام كفرا^۱

در مختار میں ہے،

عن رشت تحریر یا کافر وھل یکفر ان اعتقد
المسلم کافر العزم والا لا بہ یفتقر^۲

علامہ ابراہیم اخلاطی نے فرمایا،

المتحرک للفتویٰ فی جنس هذه المسائل
ان النفل اذا اساد به الشتم لا یکفر و اذا
اعتقد کفرا المحاطب یکفر^۳ لانه لما
اعتقد المسلم کافرا فقد اعتقد ان دین
الاسلام کفر ومن اعتقد هذا فهو کافر^۴
علامہ عبد علی نے شرح مختصر القایہ میں فرمایا،

قد اختلف فی کفر من ینسب مسلما الی
انکفر ففی الفصول العمدیة اذ قال لغيره
یا کافر کانت العقیہ ابوبکر الاعمش
یقول یکفر الف مثل وقال غیره لا یکفر

الذخيرة انتهى، شامی نے نہر کے حوالے سے ذخیرہ سے
یہ اضافہ تقریر کیا ہے کیونکہ وہ ایک مسلمان کو کافر مان رہا
ہے گویا اس نے دین اسلام کو کفر گردانا ہے۔
(ت)

یا کافر کے ساتھ گالی دینے والے پر لعنہ یہ نافذ
کی جائے گی، کیا وہ شخص کافر ہوگا جو مسلمان کو
کافر گردانتا ہے؟ ہاں وہ کافر ہوگا اور اگر کافر نہیں گردانتا
تو کافر نہیں، اسی پر فتویٰ ہے (ت)

ان مسائل میں فتاویٰ اور مفتی یہی ہے کہ اگر قائل نے اس
سے گالی مراد لی تو کافر نہیں ہوگا اور جب مخاطب کو
کافر مانتے ہیں تو کافر ہو جائے گا کیونکہ جب اس نے
ایک مسلمان کو کافر جانا تو گویا اس نے دین اسلام کو
کفر جانا اور برائسی بات کا اعتقاد رکھے وہ کافر ہوتا ہے (ت)

اس شخص کے کفر کے بارے میں اختلاف ہے جس نے
کسی مسلمان کی کفر کی طرف نسبت کی، قصوں عامیہ
میں ہے جب کسی خیر کو یا کافر کہا تو فقیہ ابو بکر عمش
ایسے شخص کو کافر جانتے ہیں مگر علماء کافر نہیں جانتے،

۱۔ فی ذی ہندیرہ الباب التاسع فی احکام المرتدین مطلب موجبات الکفر طبع مطبوعہ نورانی کتب خانہ لاہور ۲۷/۲

۲۔ رد المحتار باب التعزیر مصطفیٰ آبادی مصر ۲۰۱/۳

۳۔ در مختار مطبع مجتہباتی دہلی ۳۲۷/۱

۴۔ جواہر اخلاطی کتاب السیر فصل فی الجہاد (تقریر نسخہ) ص ۹۹

اور مختار مفتوی بر ایسے مسائل میں یہ ہے، اگر مختار عبادت کے مطابق وغیرہ سے ہندو اور سرودوں کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔ (ت)

مختار یہ ہے کہ اگر اس خطاب گالی کا اعتقاد رکھتا تو کفر نہیں اور اگر مخاطب کو کافر جانتا ہے تو کفر ہو گا کیونکہ اس صورت میں اس نے اسلام کو کفر جانا ہے، جیسا کہ عادی میں ہے۔ اور مخالف میں جو آیا ہے کہ وہ بالاجماع کافر نہیں، تو اس سے اجتناب شکلیں مراد ہے۔ (ت)

اگر کسی نے کسی مسلمان کو "یا کافر" کہہ کر قہمت لگائی اور مد گالی، راستے نافذ جانا تو ایسی صورت میں اس پر تعزیر نافذ کی جائے گی مگر کافر نہ ہو گا، اور اگر مخاطب کو کافر جانا تو کافر ہو جائے گا، مگر اس سے اسلام کو کفر جانا۔ (ت)

مختار مفتوی یہ ہے (پھر بعینہ وہی ذکر کیا جو برجندی نے تحریر ہے اور یہ اضافہ کیا، اور جس کا یہ اعتقاد ہو کہ وہ اسلام کفر ہے وہ کافر ہو گیا۔ (ت)

والصغار للفتویٰ فی جس هذه المسائل
ذکر مثل ما صرح عن الذ خیرة تنقل الهندية
والهه معاً سواء بسواء۔

علامہ شمس الدین محمد نے جامع الرموز میں فرمایا،
المختار انه لو اعتقد هذا الخطاب شتماً لم
یکفر، ولو اعتقد الخطاب کافراً کفر
لانہ اعتقد الاسلام کفراً کما فی العمادی
وصافی المواقف، انه لو یکفر بالاجماع امرید
به اجماع المتکلمین۔

مجمع الانهر شرح مفتی الابحر میں ہے،
قدت مسلماً بیا کافر وامر ادا الشتم ولا یعتد
کفر اف نه یعنار ولا یکفر، ولو اعتقد له ص
کافر اکفر لانہ اعتقد الاسلام کفر۔

مختار یہ ہے (پھر بعینہ وہی ذکر کیا جو برجندی نے تحریر ہے اور یہ اضافہ کیا، اور جس کا یہ اعتقاد ہو کہ وہ اسلام کفر ہے وہ کافر ہو گیا۔ (ت)

۶۸/۲	مطبوعہ ذکریہ دکن	کتاب الحدود	ملہ شرح نهایہ برجندی
۵۳۵/۴	مکتبہ اسلامیہ بحسبہ قاضی ایران	فصل من حذف	ملہ جامع الرموز
۶۱۰/۱	دار احیاء التراث العربی بیروت	فصل فی التعزیر	ملہ مجمع الانهر شرح مفتی الابحر
۲۱۲/۲	مطبوعہ مکتبہ نوریدہ ضریہ فیصل آباد	الکتاب من الالفاظ الستین	ملہ حلیۃ نذیر شرح طریقہ محمدیہ

اس مذہب مفتی پر بھی اس طائفہ تامل کو سخت دقت کہ یہ قطعاً اپنے اعتقاد سے مسلمانوں کو کافر و مشرک کہتے اور اپنی تصانیف میں لکھتے اور اُس پر فتوے دیتے ہیں تو اتفاق ہر دو مذہبہ ان کا کافر ہونا لازم اور ان کے پیچھے نماز ایسی جیسے کسی یہودی یا نصرانی یا مجوسی یا ہندو کے پیچھے ولا حول ولا قوۃ لا باللہ العلی العلیہ سخن اللہ کہہ کر دکر نیافت چاہ کن را چاہ در راہ ، مسلمانوں کو ناجی مشرک کہتا تھا امام دیوبند میجر و مذہب انڈیازام و فقہائے عظام پر خود انہیں کے ایمان کے واسطے پڑ گئے۔

دید کہ خونی ناجی پر دانہ شمع را چندان اماں نداد کہ شب را سحر کند

ماد، احاطہ کیا حاضر و رقی الخطر حق حاکمیت لعل لم تصور

(تو نے دیکھا کہ پروانہ کے خون ناجی نے شمع کو اس طرح اماں نہیں دی کہ وہ رات کو سحر کرے ،

اسے مفرور! کس چیز نے تجھے خطر سے میں ڈال دیا حتیٰ کہ تو جگ ہوا کا شعلہ جوتی نہ اُڑتی)

مگر عاشق اللہ ہم پر بھی دامن احتیاط ہاتھ سے نہ دیں گے اور یہ ہزار تہیں ہر چاہیں کہیں جو رہنما ان کو کھنار نہ کہیں گے ہاں یوں کہتے ہیں اور خدا و رسول کے حضور کہیں نہ لوگ شتم ہیں غلی میں غلام ہیں بدعتی میں ضال ہیں مضل ہیں غری ہیں مبطل ہیں مگر یہ بات کافر نہیں مشرک نہیں اتنے بد راہ نہیں اپنی جانوں کے دشمن ہیں عدواندہ نہیں ، بہارت نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ،

كفوا عن اهل الاكلا الله لا تكفروا وهو

یذب ، فمن اكفرا اهل لا اله الا الله فهو

الی الكفرا اقرب بانه اخرجہ الطبرانی فی

الکبیر یسند حسن عن ابن عمر رضی اللہ

تعالیٰ عنہما۔

اور مروی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم ،

ثلاث من اهل الايمان انكف عن قان

لا اله الا الله ولا تكفروا مذنب ولا تخرجه

من الاسلام بعمل الحدیث - اخرجہ

یعنی لا اله الا الله کہنے والوں کو کسی گناہ پر کافر نہ کہو

جو لا اله الا الله کہنے والے کو کافر کہے وہ خود کفر سے

نزدیک تر ہے اسے طبرانی نے المعجم الکبیر میں حضرت

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سند حسن کے ساتھ

روایت کیا ہے۔

یعنی اصل ایمان سے ہے یہ بات کہ لا اله الا الله کہنے

والے سے زبان روکی جائے اسے کسی گناہ کے سبب کافر

نہ کہیں اور کسی عمل پر دائرۃ اسلام سے خارج نہ بنائیں

المعجم الکبیر مروی از عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۲۴۲/۱۲

سنة سنن ابی داؤد کتاب الجہاد باب فی الغزو مع الکفر الجورہ آفتاب عالم پریس لاہور ۳۴۳/۱

ابوداؤد عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
الحديث ۱۰۷۱۔ ابوداؤد نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اور وارڈ کر فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
الاسلام یجلبو ولا یعلیٰ، الخرجہ الداؤد قطعی
والبیہقی و الضیاء عن عائد بن عمر و الثری
رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور وارڈ کر فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
لا تکفر و الاحدا عن اهل القبلة۔ الخرجہ
العقید عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
ہمیں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ حدیثیں اور اپنے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد
اہل قبلہ سے کسی کو کافر نہ کہو۔ اسے عقلی نے حضرت
ابوداؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔
ولا تکفر احدا من اهل القبلة۔
اہل قبلہ سے کسی کو کفر نہیں کہتے۔ (۱)۔

اور اپنے علمائے محققین کا فرمانا لا یمخرج الاکفر من الاسلام الا بحد دھا دخلہ فیہ (السان کو اسلام
سے کوئی چیز خارج نہیں کر سکتی مگر اس نے اسے اسلام میں داخل کیا تھا۔) یا دوسرے اور جب
تک تاویل و توجیہ کی سبب قابل احتمال ضعیف راہیں بھی بند ہو جائیں مدعی اسلام کو تکفیر سے گریز چاہئے، پھر ان چاروں
حدیثوں میں بھی مثل امادیت اور سابعہ صلاح و دیانت طائفہ کے لئے پورا اثر ہے اور انھیں سے ظاہر ہو کہ یہ مدعیان
عمل بالحدیث کہاں تک ہولے نفس کو پاتے اور اس کے لئے کیسی کیسی امادیت کو پس پشت ڈالتے ہیں۔

واقول ینظہر للعبد الضعیف غفر
اللہ تعالیٰ لہ ان ھف فی کلمات العلما
اطلافا فی موضع التقیید کما ھو داب کثیر
من المصنوعین فی غیر ما صدم و انما ھل
الاکفر باکفر المسلمہ ادا کانت ذلک

۲۵۲/۳ مطبوعہ نشر السنۃ طہان

صحیح البخاری کتاب الجنائز باب اذا اظم العی الی مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۸۰/۱

۲۱۵/۱ مطبوعہ مکتبۃ التراث الاسلامی

۱۵۵ مطبوعہ مکتبۃ البابا مصر

۱۰۰۸ حدیث ۱۰۰۸ مطبوعہ مکتبۃ البابا مصر

۱۵۵ مطبوعہ مکتبۃ البابا مصر

لا عن طيبة او تاويل والا خلا فانه مسلم
بفاهسه ولو فوض بشق القلوب و
الظلم الح اماكن الغيوب ولو نعت
منه على انكاشي من ضروريات الدين
لكيف يهجم على نظير ما هجم عليه ذلك
السفيه هذا هو التحقيق عند الفقهاء
الكرام ايضا يدل عن ذلك من احاط
بملاهم واطلع على مراتبهم مرحمة
الله تعالى عليهم اجمعين الاترعب ان
الحرم رجع فخذ لهم الله تعالى قد اكفروا
امير المؤمنين ومولى المسلمين عليا رضي
الله تعالى عنه ثم هم عندنا لا يكفرون
كما نص عليه في الدر المختار والبحر
الرائق ودر المختار وغيرها من معتبرات
الاسفار واما ما صرح به فقير الدليل
على التكفير فانت تعلم ان لازم المذهب
ليس بمذهب واما الاحاديث فمؤلة عند
المحققين كما ذكره الشراح المحكرام
اقول ومن ادل دليل عليه قوله
صلى الله تعالى عليه وسلم في الحديث
الما فلهو لي بكفر اقرب فلم يسمه كافر و
انما قربه الي الكفر لان الاجتهاد على الله
تعالى يشد ذلك قد يكون يميل الكفر والعبد
بالله رب العلمين ولا حول ولا قوة الا بالله
العلي العظيم

کافر قرار دیا جاسکے جب اس میں کوئی تاویل و شبہ نہ ہو
اگر ایک دہاں شبہ ہو سکتا ہو تو کافر نہیں ہوگا کیونکہ
جب وہ بظاہر مسلمان ہے تو ہم دل پھاڑ کر دیکھنے
اور امور غیبیہ پر مطلع ہونے کے پابند نہیں اور نہ ہی ہم
اس کے کسی ایسے عمل پر مطلع ہو سکتے ہیں جو ضروریات
دین کے انکار میں ہو اور ہم اس طرح اس پر عمل آور
کیسے ہو سکتے جس طرح وہ یہ یقین کسی دہ سپہ پر
ہوا ہے، فقہاء کرام کی یہی تحقیق ہے نیز ہر اس شخص کو
بھی اس بات کا اذمان حاصل ہوگا جس نے فقہاء
رحمہم اللہ علیہم اجمعین کے کلام کا احاطہ کیا اور ان کے
درعائے آگاہ ہو ہو کیا آپ نہیں جانتے کہ خوارج
(اللہ انہیں رموز کرے) نے امیر المؤمنینؑ کو لا مسلمین
محدث علیؑ میں اس قدر کہ کافر قرار دیا پھر وہ ہمارے
نزدیک کافر نہیں، جیسا کہ اس پر در مختار، بحر اراق
در المختار اور دیگر معتبر کتب میں تصریح ہے اور جو تکفیر
پر تہریر دلیل گزرتا ہے آپ جانتے ہیں لازم مذہب مذہب
نہیں ہوتا، رہا معاطہ امارت کا تو وہ محققین کے ہاں
مردول میں اپنے ظاہر پر نہیں جیسا کہ شارحین کرام نے
ذکر کیا ہے اقول (میں کہتا ہوں) سب سے
قوی دلیل نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مرسہ
ارشاد گرامی ہے کہ وہ کفر کے زیادہ قریب ہے آپ
نے اسے کافر نہیں فرمایا قریب کفر کرنے کی وجہ یہ ہے
کہ ایسا عمل اللہ تعالیٰ کے سامنے جرات و لیری ہے کیونکہ
اس جیسے الفاظ سے بعض اوقات کفر مراد ہوتا ہے جب العلمین
اپنی پناہ عطا فرمائے (تد)

غیر تاہم اس قدر میں کلام نہیں کریں حضرات غیر مقلدین و سائر اخلاف طوائف نجد یہ مسلمانوں کو ناحق کافرو
مشرک ٹھہرا کر ہزار ہا اکابر ائمہ کے طور پر کافر ہو گئے اس قدر مصیبت ان پر کیا کم ہے والیہاذ بانہ سبحنہ و
تعالیٰ، علامہ ابن حجر مکی اعظم بقواطع الاسلام میں فرماتے ہیں:

انہ یصیر مرتدا علی قول جماعة وکفی بهذا
خصاس و تفریطاً

ایک جماعت کے قول کے مطابق یہ مرتد ہو گیا اور یہ
خصاس سے احد کی میں کافی ہے (ت)

تو حکم شرع ان پر توبہ فرض اور تجدید ایمانی لازم، اس کے بعد اپنی عورتوں سے نکاح جدید کریں۔

فی العدد المختار عن شرح الوهبانیة
للعلامة حسن المشریانی مایکون کفر
اتفاق یبطل العمل و المکاح فاولاد
اولاد غری و مافیہ خلافت یؤمر بالامتناع
و التوبة و تجدید النکاح۔

در مختار میں علامہ حسن شربلانی کی شرح الوهبانیہ کے
حوالے سے ہے جس کے بالاتفاق کفر لازم ہے اس کے وجہ
سے بر عمل باطل اسی طرح نکاح باطل اور اس
کی اولاد زنا کی اولاد ہوگی اور جس کے کافر ہونے میں
امتناع ہو اس پر استغفار، توبہ اور تجدید نکاح
کا حکم کیا ہے۔ (ت)

اہلسنت کو چاہئے ان سے سخت پرہیز رکھیں ان کے معاملات میں شریک نہ ہوں، اپنے معاملات میں
انہیں شریک نہ کریں، ہم اور اہل بدعت بلکہ فساق کی صحبت و محفلت سے منع ہے
آئی ہے اور بیشک بد مذہب آگ ہیں اور صحبت مؤثر اور طبیعتیں سراق اور قلب منقلب، سنو سید عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انما مثل المجلس الصالح و المجلس السوء
کما مل لمسک و فاحی، کثیر الخصال المسک امانت
یحدیث و امانت تنافع منه و امانت تجد منه
س یحاطبہ و مافی الخیر امانت یحرق
ثیابک و امانت تجد منه ریحاً خبیثة یکنہ

نیک ہم نشینی اور بد جلس کی مثال یونانی ہے جیسے
ایک کے پاس مشک ہے اور دوسرا دھوئی دھونکتا
ہے مشک والا یا تو تجھے مشک بہہ کرے گا یا تو اس سے
خریدے گا اور کچھ نہ ہو تو خوشبو تو آئے گی اور وہ
دوسرا یا تیرے کپڑے جلادے گا یا تو اس سے بدبو

سنة اعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاة
مطبوعہ مکتبہ حقیقۃ استنبول ترکی ۱۲۶۲

سنة در مختار باب المرتد مطبوعہ مطبع مجتہدانی دہلی ۲۵۹ / ۱
سنة صحیح البخاری کتاب الذیاع باب المسک مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۲۰ / ۲
صحیح مسلم کتاب الیر باب استجاب مطبوعہ دار محمد صالح المنجد کراچی ۲۲۰ / ۲

سرواۃ الشیخان عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 پاسے گا۔ اسے بخاری و مسلم نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے (ت)

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ۱
 مثل جلیس السوء کمثل صاحب الکیران یعنی بدی صحبت ایسی ہے جیسے لوہار کی بھیڑی کر
 لور یصلک من سوادہا ہا بلک من دخانہ۔ کپڑے کا لے نہ ہوئے تو دھواں جب بھی پہننے گا۔
 سرواۃ عنہ ابو داؤد و النسائی۔ اسے ابو داؤد و نسائی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے

حاصل یہ کہ شرار کے پاس بیٹھنے سے آدمی نقصان ہی اٹھاتا ہے والیاء باللہ تعالیٰ۔ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

انما منی قلب من قلبہ انما مثل القلب مثل ریثۃ بالفلاۃ تعلقت فی اصل شجرة قلبہا الیاح ظہر البطن۔ رواۃ الطبرانی فی الکبیر بسند حسن عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ و لفظہ عند ابن ماجہ مثل القلب مثل الریثۃ قلبہا الیویاح بفلاۃ اسنادہ حید۔
 دل کو قلب اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ انقلاب کرتا ہے، دل کی کماہت ایسی ہے جیسے جنگل میں کسی پیڑ کی بڑ سے ایک پر لپٹا ہے کہ جو ان میں سے پٹا دے رہی ہے کسی سیدھا کسی اٹا۔ اسے طرکی نے الجزم میں سند حسن کے ساتھ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت کیا اور اس روایت کے انفاء ابن ماجہ میں یوں ہیں: دل کی مثال اس پر کی طرح ہے جیسے جو ان میں جنگل میں پٹا دے رہی ہوں۔ اس کی سند حید ہے۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
 اعتدوا لامرض باسماہا و اختیار و الصاحب بالصابح۔ احرجہ ابن عدی عن زمین کو اس کے ناموں پر قیاس کرو اور آدمی کو اس کے ہم نشین پر۔ اسے ابن عدی نے حضرت

سنن ابو داؤد باب من یمران یجالس مجالسہ الصالحین مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۳۰۸/۲
 شعب الایمان الحادی عشر من شعب الایمان حدیث ۷۵۲ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۰۲/۱
 سنن ابن ماجہ باب فی القدر آفتاب عالم پریس لاہور ص ۱۰
 شعب الایمان فصل فی مجاہدۃ النفس الخ حدیث ۹۴۴۰ دار الکتب العلمیہ بیروت ۵۵۰

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً و
 البیہقی فی الشعب عند موقوفہ لہ شواہد
 بہا یرتقی الی درجۃ الحسن۔
 ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً اور بیہقی نے
 انہی سے مرفوعاً روایت کیا، اس روایت کے تمام
 موجود ہیں جن کی وجہ سے اسے حسن کا درجہ حاصل ہے۔

اور مروی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
 یتاک وقرین السوء فانک بہ تعرف ینسوا
 ابن عساکر عن انس بن مالک مرضی اللہ
 تعالیٰ عنہ۔
 بڑے مصاحب سے بچ کر تو اسی سے پہچان جائے گا۔
 اسے ابن عساکر نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ سے روایت کیا ہے۔

یعنی جیسے لوگوں کے پاس آدمی کی نشست برخاست ہوتی ہے لوگ اسے ویسا ہی جانتے ہیں، اور بد مذہبوں
 سے محبت تو زہرِ قاتل ہے اس کی نسبت احادیث کثیرہ و صحیحہ معتبرہ میں جو خطرِ عظیم آیا صحت ہونا کہ ہے ہم نے وہ بیڑیں
 اپنے رسالہ العقائد المستفیضة عن احکامہ بدعتہ الکفریہ میں ذکر کیں، بالکل ہر طرح ان سے دوری
 مناسب، خصوصاً ان کے پیچھے نماز سے تو احتراز واجب، اور ان کی امامت پسند زمرے کا گروہین میں مدد بھی یا
 حقل سے بجانب امام بخاری تاریخ میں اور ابن عساکر ابوامامہ ماطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شہید عام
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ان سرکم ان تقبل صلاکم فلیؤمکم خیر رکعہ
 اگر تمہیں پسند آتا ہو کہ تمہاری نماز قبول ہو تو چاہئے
 کہ تمہارے نیک تمہاری امامت کریں۔

حاکم مستدرک اور طبرانی معجم میں مرشد بن ابی مرشد غنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شہید عالم صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ان سرکم ان تقبل صلاکم فلیؤمکم خیر رکعہ
 فلیؤمکم خیراً فلیؤمکم خیراً
 اگر تمہیں اپنی نماز کا قبول ہونا خوش آتا ہو تو چاہئے جو
 تم میں اچھے ہوں وہ تمہارے امام ہوں کہ وہ تمہارے
 سفیر ہیں تم میں اور تمہارے رہے ہیں۔

۱۔ تہذیب تاریخ ابن عساکر ترجمہ حسین بن جعفر الغفری الجرجانی مطبوعہ اراخار التراث العربی بیروت ۲۹۲/۴
 ۲۔ کنز العمال بحوالہ ابن عساکر عن ابی امامہ حدیث ۲۰۴۳۳ مطبوعہ مکتبۃ الرسالۃ بیروت ۵۹۶/۴
 ۳۔ الاسرار لموضوئہ حدیث ۵۹۸ مطبوعہ بیروت ص ۱۲۸
 ۴۔ القوائد المجموعۃ صلوۃ الجماعۃ ص ۳۲
 ۵۔ المستدرک علی الصحیحین ذکر مناقب ابو مرثد الغنوی مطبوعہ دار الفکر بیروت ۲۷۲/۴

دارقطنی و سہقی اپنی کتب میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضورؐ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اجعلوا الشکوکم خیاریکم فانہم وعدکم فیما
بیشکم و بینکم بیکم علیہ
اقول و الاحادیث و ان ضعیفت فقد
تأییدت ذعن ثلثة من الصحابة و ردت
عینہم جمیعاً رضوان اللہ علیہم اجمعین و علا و تقدس
و تعالیٰ۔
ہے (ت)

الحمد للہ کہ یہ موجز تحریر سلیخ ذی القعدہ میں شروع اور چارم ذی الحجہ روزِ جماعیٰ افروزِ دو شنبہ ۱۳۰۵ ہجری
قد سیر علی صاحبہا الف الف حسنة و تحیة کہ برسماسے اختتام ہوئی، و صلی اللہ تعالیٰ علی خاتم النبیین بدرہما
المرسلین محمد و آلہ و الائمۃ المجتہدین و المقلدین لہم باحسان الی یوم الدین و
الحمد للہ رب العالمین و اللہ تعالیٰ اعلم و علیم جل مجدہ کاتم و احکم۔

مآخذ ومراجع

سنة وفاته هجرية

مصنف الكتاب

نام کتاب

١

٣١٩	عبد الرحمن بن عمر بن محمد البغدادي المعروف بالهفاس	١- ارجوزة في الحديث
٣٣٦	ابو العباس احمد بن محمد الناطقي الحنفي	٢- الاجناس في فروع
٦٨٣	عبد الله بن محمد (ابن مودود) الحنفي	٣- وصية شرح المختار
٢٥٦	محمد بن سماعيل البخاري	٤- الادب المفرد للبخاري
٩٢٣	شهاب الدين احمد بن محمد القسطلاني	٥- ارشاد الساري شرح البخاري
٩٥	ابو سعد محمد بن محمد الهادي	٦- ارشاد عقل السليم
١٢٢٥	مولانا عبد القوي بکر العلوم	٧- الاركان للادب
٩٤٠	شيخ زين الدين بن ابراهيم بن خنيم	٨- الاستبصار والنظر
١٠٥٢	شيخ عبد الحق محمد بن الدهلوي	٩- اشعة اللمعات
٣٨٢	علي بن محمد البرزدي	١٠- اصول البرزدي
٩٢٠	احمد بن سليمان بن كمال باشا	١١- الاصلاح للقاية في الفروع
٤٢٩	قاضي بدر الدين محمد بن عبد الله الشبلي	١٢- آكام المرحبان في احكام الجبان
٤٥٨	قاضي بربان الدين ابراهيم بن علي الطرسوسي الحنفي	١٣- افق الوسائل
١٠٦٩	حسن بن حماد السمرقاني	١٤- امداد الفتاح
٤٩٩	امام يوسف الاردبيلي الشافعي	١٥- اوزار الائمة الشافعية
٩٢٠	احمد بن سليمان بن كمال باشا	١٦- انصاف للقاية في الفروع
٣٣٢	عبد الملك بن محمد بن بشران	١٧- امال في الحديث
٣٦٣	احمد بن محمد المعروف بابن السبي	١٨- الايجار في الحديث
٣٠٤	احمد بن عبد الرحمن الشيرازي	١٩- القاب الرواة

ب

- ٢٠ - بدأت الصنائع
 ٢١ - البداية (بداية البستة)
 ٢٢ - البحر الرائق
 ٢٣ - البرهان شرح مواهب الرحمن
 ٢٤ - بستان العارفين
 ٢٥ - البسيط في الفروع
 ٢٦ - البنية شرح الهداية
 ٥٨٤ - علاء الدين ابني محمد بن مسعود الكاساني
 ٥٩٣ - علي بن ابني بكر الرغيفاني
 ٩٤٠ - شيخ زين الدين بن ابراهيم بن نعيم
 ٩٢٢ - ابراهيم بن موسى الطرابلسي
 ٢٤٢ - فقيه ابو الليث نصر بن محمد السمرقندي
 ٥٠٥ - حجة الاسلام محمد بن محمد الغزالي
 ٨٥٥ - امام يزداد الدين ابو محمد العيني

ت

- ٢٤ - تاج مدرّس
 ٢٨ - تاريخ بن عساكر
 ٢٩ - تاريخ البخاري
 ٣٠ - التبيين والبريد
 ٣١ - تكملة اصول
 ٣٢ - تحفة الفقهاء
 ٣٣ - تحقيق الحاشي
 ٣٤ - الترجيح والتبيين على القدوري
 ٣٥ - التعريفات سيده شريعت
 ٣٦ - تفسير ابن جرير دج مع البيان
 ٣٧ - تفسير البضاوي
 ٣٨ - تفسير الاعلايين
 ٣٩ - تفسير الجمل
 ٤٠ - تفسير قرطبي
 ١٢٠٥ - سيد محمد تقي الزبيدي
 ٥٤١ - علي بن الحسن ابن مشقق بن عساكر
 ٢٥٦ - محمد بن يعقوب البخاري
 ٥٩٣ - برداد الدين علي بن ابني بكر الرغيفاني
 ٨٩١ - كمال الدين محمد بن عبد الواحد بن العام
 ٥٢٠ - امام علاء الدين محمد بن احمد السمرقندي
 ٤٢٠ - عبد العزيز بن احمد البخاري
 ٨٤٩ - علاء الدين بن قطلوبغا المنصري
 ٨١٦ - سيد شريعت علي بن محمد الحرجاني
 ٢١٠ - محمد بن جرير الطبري
 ٦٩١ - عبد الله بن عمر البضاوي
 ٩١١-٨ - علاء جلال الدين الحلي و جلال الدين السيوطي
 ١٢٠٣ - سليمان بن عمر الجليلي الشيرازي
 ٦٤١ - ابو عبد الله محمد بن احمد القرطبي
 ٢٦ - امام فخر الدين الرازي

٤٢٨	نظام الدين الحسن بن محمد بن حسين النيشابوري	٢٢ - التفسير لنيشابوري
٩١	ابو بكر بايخي بن شرف الزاوي	٢٣ - تقريب لقريب
٨٤٩	محمد بن محمد بن امير الحاج الحلبي	٢٤ - التقرير والتحرير
١٣١	عبد الرؤف المنادي	٢٥ - التفسير للمنادي
٤٢٣	فخر الدين عثمان بن علي الزطلي	٢٦ - تعيين محقق
٨٥٢	شهاب الدين احمد بن علي ابن حجر العسقلاني	٢٧ - تقريب التهذيب
٨١٤	ابو طاهر محمد بن يعقوب الفيروز آبادي	٢٨ - تنوير لمقباس
١٠٠٣	شمس الدين محمد بن عبد الله بن احمد الترمذاني	٢٩ - تنوير الامعار
٢٩٢	محمد بن نصر المروزي	٣٠ - تعظيم لصلوة
٣٩٣	ابو بكر احمد بن علي الخليل البغدادى	٣١ - تاريخ مناد
٤٤٣	عمر بن اسحق السراج الهندي	٣٢ - الترشيع في شرح الهداية
		<u>ج</u>
٢٤٩	ابو يحيى محمد بن عيسى الترمذي	٥٣ - جامع الترمذي
٩٩٢	شمس الدين محمد الخراساني	٥٢ - جامع الرموز
٢٥٩	امام محمد بن اسماعيل البخاري	٥٣ - الجامع الصحيح للبخاري
١٨٩	امام محمد بن حسن الشيباني	٥٦ - الجامع الصغير في الفقه
٢٦	مسلم بن حجاج، قشيري	٥٤ - الجامع الصحيح لمسلم
٥٨٩	ابو نصر احمد بن محمد الغساني	٥٨ - جامع الفقه (جامع الفقه)
٨٢٣	شيخ به رالدين محمد بن اسرائيل بن قاضي	٥٩ - جامع المفردتين
٣٢٠	ابي الحسن عبيد الله بن حسين الكرخي	٦٠ - الجامع الكبير
٠	برهان الدين ابراهيم بن ابو بكر الخطابي	٦١ - جواهر الاطلافي
٩٨٩	احمد بن تركي بن احمد الماكي	٦٢ - الجواهر الزكية
٥٦٥	ركن الدين ابو بكر بن محمد بن ابي المقاهر	٦٣ - جواهر الفتاوى
٨٠٠	ابو بكر بن علي بن محمد الحمداني	٦٤ - المجموع الميزة
٢٣٣	يحيى بن معين البغدادى	٦٥ - المخرج والمقيد في رجال الحديث
٩	علاء جلال الدين عبد الرحمن بن ابي بكر سيوطي	٦٦ - الجامع الصغير في الحديث

- ١١٤٩ محمد بن مصطفیٰ ابوسعید الخادمی
 ١٠٢١ احمد بن محمد الشبلی
 ١٠١٣ عیة الخلیفة بن محمد الرومی
 ٨٨٥ قاضی محمد بن فراموز ملا خسرو
 . علوہ سہل
 ٩٣٥ سعد اللہ بن عیسیٰ الآندی
 ١٣٣ عبدالحی ان بلخی
 ٦٠٠ قاضی جمال الدین احمد بن محمد فوج القابسی مفتی
 ٣٤٢ ابراہیم نضر بن محمد السمرقندی لکنی
 ٣٣٠ ابونعیم احمد بن عبد اللہ الاصبہانی
 ٨٤٩ محمد بن محمد ابن امیر الحاج
- ١٤٠ - حاشیة علی بدر
 ١٤٨ - حاشیة بن شبلی علی تفسیر
 ١٤٩ - حاشیة علی الدرر
 ١٥٠ - حاشیة علی الدرر لما نسرو
 ١٥١ - حاشیة علی القدرۃ العشویة
 ١٥٢ - الحاشیة لیسوی آفندی
 ١٥٣ - الحدیقة النبیة شرح طریقہ محمدیہ
 ١٥٤ - الحدیث القدسی
 ١٥٥ - حصص المسائل فی الفروع
 ١٥٦ - علیہ ادویا
 ١٥٧ - حلیۃ لمجن

خ

- قاضی حکم المفتی
 ٥٣٢ طاہر بن احمد عبد الرشید البقری
 ٤٧٠ حسین بن محمد السمعانی السیستانی
 ٥٩٨ حمام الدین علی بن احمد الملکی الرازی
 ٥٤٢ طاہر بن احمد عبد الرشید البقری
 ٩٤٣ شباب الدین احمد بن حجر الملکی
- ٤٨ - خزائن الروایات
 ٤٩ - خلاصة الفتاوی
 ٨٠ - خزائن المفتین
 ٨١ - خلاصة الدرر کل
 ٨٢ - خلاصة الفتاوی
 ٨٣ - خیرات الحسان

د

- ٨٥٢ شباب الدین احمد بن علی ابن حجر العسقلانی
 ٨٨٥ قاضی محمد بن فراموز ملا خسرو
 ١٠٨٨ علوہ الدین المصطفیٰ
 ٩١١ علامہ جلال الدین عبد الرحمن السیوطی
- ٨٤ - الدرایۃ فی تخریج احادیث الدرایۃ
 ٨٥ - الدرر (درر الحکام)
 ٨٦ - الدرر المختار
 ٨٧ - الدرر النقیض

ذ

٩٠٥	يوسف بن حميد الجليبي (جليبي)	٨٨ - ذخيرة العقبة
٢٠٩	بريد بن محمد بن احمد	٨٩ - ذخيرة الفوائد
٢٨١	عبد الله بن محمد بن ابي الدنيا القرشي	٩٠ - ذم الغيبة

ر

		٩١ - الرحامة
١٢٥٢	محمد بن ابي ماجد بن الشامي	٩٢ - رد المحتار
٦٨١	ابو جده الله محمد بن عبد الرحمن الدمشقي	٩٣ - روضة الامة في اختلاف الائمة
٢٣٩	ابو مروان عبد الملك بن حبيب السلي (القرطبي)	٩٣ - رغائب القرآن
٩٤٠	شيخ زين الدين بن نعيم	٩٥ - رفع الغشاوة في وقت العصر الغشاء
٢٨٠	عثمان بن سعيد الدارمي	٩٦ - رد على الجهمية

ز

	شيخ الاسلام محمد بن احمد السيجاني المتوفى اواخر القرن السادس	٩٤ - زاد الفقهاء
٨٦	كمال الدين محمد بن عبد الواحد المعروف بابن تمام	٩٨ - زاد المعتر
١٠١٦	محمد بن محمد القرطبي	٩٩ - زواجر الجواهر
١٨٩	امام محمد بن حسن الشيباني	١٠٠ - زيادات

س

٨٠٠	ابو بكر بن علي بن محمد الداودي	١٠١ - السراج الموضح
٢٤٣	ابو جده الله محمد بن يزيد ابن ماجه	١٠٢ - السنن لابن ماجه
٢٤٣	سعيد بن منصور الخزاساني	١٠٣ - السنن لابن منصور
٢٤٥	ابو داود سليمان بن اشعث	١٠٤ - السنن لابن داود
٣٠٣	ابو جده الرحمن احمد بن شعيب النسائي	١٠٥ - السنن للنسائي
٣٥٨	ابو بكر احمد بن حسين بن علي البيهقي	١٠٦ - السنن للبيهقي

١٠٤ - السنن للدارقطني
١٠٨ - السنن للدارقطني

ش

١٠٩ - الثاني

١١٠ - شرح الأربعة عشر

١١١ - شرح الأربعين للندوي

١١٢ - شرح الأربعين للندوي

١١٣ - شرح الأشهاد والنفوس

١١٤ - شرح أبي مع الصغير

١١٥ - شرح لدر

١١٦ - شرح سحر السعادة

١١٧ - شرح السبعة

١١٨ - شرح شريعة الإسلام

١١٩ - شرح مختصر الندوي لاسماعيل

١٢٠ - شرح الغفر بين

١٢١ - شرح المسلم للندوي

١٢٢ - شرح معاني الآثار

١٢٣ - شرح مسطرة لابن دهب

١٢٤ - شرح المنقوشة في رسم المفتي

١٢٥ - شرح المنية الصغير

١٢٦ - شرح مواهب اللدنية

١٢٧ - شرح موطأ الإمام مالك

١٢٨ - شرح المذهب للندوي

٢٩ - شرح النقا

١٣٠ - شرح لونية

علي بن عيسى الدارقطني
عبد الله بن محمد الرزق الدارقطني

٣٨٥

٢٥٥

شمس الأئمة جبرائيل بن محمود الكوردي

شهاب الدين أحمد بن محمد الملقى

أبو عبد الله ابن عطية المالكي

علامه أحمد بن الحجازي

أبو بكر بن حسين بن أحمد بن محمد بن فريسي

أبو عبد الله محمد بن حسين بن منصور

شيخ أبي عبد الله محمد بن علي

شيخ عبد الله محمد بن عبد الله

حسن بن محمد الندوي

يوسف بن محمد بن علي

أبو عبد الله محمد بن منصور الملقى

شيخ أبو بكر محمد بن علي

أبو عبد الله محمد بن محمد الطحاوي

عبد الرحمن محمد بن شحنة

محمد بن عبد الله الشامي

شيخ محمد بن علي

علامه محمد بن عبد الباقي الزرقاني

علامه محمد بن عبد الباقي الزرقاني

شيخ أبو بكر محمد بن علي

مولانا عبد الله علي البرجدي

صدر الشريعة عيسى بن محمد بن سعود

٩٤٣

١١٠٦

٩٤٨

١٠٩٩

٥٩٢

٠٩٢

١٠٥٢

٥١٦

٩٢

٣٨٠

٩٤٦

٣٢

٩٢١

١٢٥٢

٩٥٦

٠١٢٢

١١٢٢

٩٤٦

٩٢٢

٤٢٤

- ١٣١ - شرح الهداية
 ١٣٢ - شرح الاسلام
 ١٣٣ - شعب الايمان
 ١٣٤ - شرح الجامع الصغير
 ١٣٥ - شرح الجامع الصغير
 ١٩٠ - محمد بن محمد بن محمد ابن شحنة
 ٥٤٣ - امام الاسلام محمد بن ابي بكر
 ٣٥٨ - ابو بكر احمد بن حسين بن علي البستي
 ٣٨٠ - احمد بن منصور الخفني الاسيحياني
 ٥٢٦ - عمر بن عبد العزيز الخفني

ص

- ١٣٦ - صحاح الجوهرى
 ١٣٧ - صحيح ابن حبان
 ١٣٨ - صحيح ابن خزيمة
 ١٣٩ - المسند
 ٣٩٢ - اسمعيل بن حماد الجوهري
 ٣٥٣ - محمد بن حبان
 ٣١١ - محمد بن اسحاق ابن خزيمة
 ٢٩٠ تقريباً - ابو فضل محمد بن عمر بن خالد القرشي

ط

- ١٣٠ - الطحاوى على الدر
 ١٣١ - الطحاوى على المراتى
 ١٣٢ - الطريقة الحموية
 ١٣٣ - طلبة الطلبة
 ١٣٠٢ - سيد احمد الطحاوى
 ١٣٠٢ - سيد احمد الطحاوى
 ٩٨١ - محمد بن برعل المعروف ببركل
 ٥٢٤ - نجم الدين عمر بن محمد النسفي

ع

- ١٣٣ - عمدة القارى
 ١٣٥ - النسيئة
 ١٣٩ - حياية القاضي
 ١٣٤ - حيون المسائل
 ١٣٨ - عقود الحديث
 ١٣٩ - عمدة
 ١٥٠ -
 ٨٥٥ - علامه بدر الدين ابي محمد محمود بن احمد العيني
 ٤٨٩ - اكل الدين محمد بن محمد ابنا برقي
 ١٠٦٩ - شباب الدين الحفاجي
 ٣٤٨ - ابو الليث فخر بن محمد السمرقندي
 ١٢٥٢ - محمد امين ابن عابدين الشامي
 . . . - كمال الدين محمد بن احمد الشهير بطله شكيري

غ

- ١٥١ - غاية البيان
 ١٥٢ - عراة الاحكام
 ١٥٣ - غريب الحديث
 ١٥٤ - غزوة البصائر
 ١٥٥ - غيبة دواعي الحكم
 ١٥٦ - غيبة المستمل
 شوق دام الدين امير كاتب ابن امير اتقاني ٤٥٨
 قاضي محمد بن قزوين طاهر ٨٨٥
 ابو الحسن بن حيرة البغدادي المعروف بابن مكرم ٢٢٠
 محمد بن محمد الحموي النخعي ٠٩٨
 حسن بن محمد بن علي الشريفي ١٠٩٩
 محمد ابراهيم بن محمد الحلبي ٩٥٩

ف

- ١٥٧ - فتح اباري شرح البخاري
 ٥٨ - فتح القدير
 ١٥٩ - فتاوى النسخي
 ١٦٠ - فتاوى بن زينة
 ١٦١ - فتاوى حمزة
 ١٦٢ - فتاوى خيرية
 ١٦٣ - فتاوى صراحيه
 ١٦٤ - فتاوى صدر بن حمزه
 ١٦٥ - فتاوى خياثيه
 ١٦٦ - فتاوى قاضي خان
 ١٦٧ - فتاوى جندويه
 ١٦٨ - فتاوى ظهيريه
 ١٦٩ - فتاوى دواعي الحية
 ١٧٠ - فتاوى الكبري
 ١٧١ - فتاوى الكبر
 ١٧٢ - فتح المعين
 شهاب الدين احمد بن علي بن محمد المستطافي ٨٥٢
 كمال الدين محمد بن عبد الله بن عبد الله بن الهمام ٨٦١
 ابو بكر الدين النسخي ٥٣٤
 محمد بن محمد بن شهاب الدين بن زائر ٨٢٤
 علامه خير الدين بن احمد بن علي الرزلي ٠٨١
 سراج الدين علي بن عثمان الادبي ٥٢٥
 قطار بن حمزه السعدي
 داود بن يوسف الحليبي النخعي
 حسن بن منصور قاضي صان ٥٩٢
 بصيرت علامه ابو بكر محمد بن احمد
 ظهير الدين ابو بكر محمد بن احمد ٩١٩
 عبد الرشيد بن ابي مغيثه المولايحي ٥٣٠
 امام صدر الشهيد حسام الدين عمر بن عبد العزيز ٥٣٩
 الامام الاعظم ابي حنيفة نعمان بن ثابت الكوفي ١٥٠
 سيد محمد ابي السعود النخعي

٩٢٨	زكريا الدين بن علي بن احمد الشافعي	١٤٣ - فتح المعين شرح قرّة العين
٩٢٨	محيي الدين محمد بن علي بن علي	١٤٣ - الفتوحات المكية
١٢٢٥	عبد العالي محمد بن نظام الدين الكندي	١٤٥ - فوائج الرحمت
٢١٢	قاسم بن محمد بن عبد الله الحلي	١٤٦ - لغزاته
١٢٥٢	محمد بن الحسين بن علي بن ابي شاذي	١٤٦ - فوائده الخفية
١٠٣١	عبد رزاق النوري	١٤٨ - فيض الله يشرح بلا مع الصغير
٢٩٤	علي بن محمد بن عبد الله الطلق بسمرة	١٤٩ - فوائد سموية

ق

٨١٤	محمد بن يعقوب الخيروزي ابادي	١٨٠ - انوار السوس
٩٢٨	علامه زين الدين بن علي ابيباري	٨١ - قرّة العين
٩٥٨	نجيب الدين بن محمد بن محمد رابدي	٨٢ - امنية
		١٨٣ - القرآن

ك

٣٣٣	عالم شهيد محمد بن محمد	١٨٣ - الكافي في الفروع
٣٦٥	ابو احمد عبد الله بن عدي	١٨٥ - الكافي لابن عدي
٩٤٣	سيد عبد الوهاب الشيرازي	٨٦ - الكبريت الاحمر
٨٩	ماد محمد بن حسن الشيباني	١٨٤ - كتاب الآثار
١٨٢	مقام الدين محمد بن يعقوب بن ابراهيم الانصاري	١٨٨ - كتاب الآثار
	ابو الحسن محمد بن علي	١٨٩ - كتاب لاليم في أدب دخول الحمام
٣٣٠	ابو يعقوب احمد بن عبد الله	٩ - كتاب السوك
١٠٥٠	عبد الرحمن بن محمد بن محمد بن محمد العمادي	١٩ - كتاب الهدية لابن حماد
	قاضي عبيد	١٩٢ - كتاب الطهارة
٣٢٤	ابو محمد عبد الرحمن بن ابي حاتم محمد الراسي	١٩٣ - كتاب الفضل على رب الفقه
٨٥	امام محمد بن حسن الشيباني	١٩٣ - كتاب لاصلي
	ابو بكر بن ابي داود	١٩٥ - كتاب الوسوسة

٢١٩ - المحيط البرداني	٩١٤	امام برهان الدين محمد بن تاج الدين
٢٢٠ - المحيط الرضوي	٩٤١	رضي الدين محمد بن محمد السرخسي
٢٢١ - مختارات النوازل	٥٩٣	برهان الدين علي بن ابى بكر المغربي في
٢٢٢ - مختار الصالح	٩٦٠	محمد بن ابى بكر عبد القادر الرازي
٢٢٣ - المختارة في الحديث	٩٢٣	ضيار الدين محمد بن عبد الواحد
٢٢٤ - المختصر	٩١١	علاء جلال الدين السيوطي
٢٢٥ - مدخل الشرح الشريف	٤٣٤	ابن الحاج ابى عبد الله محمد بن محمد المعبري
٢٢٦ - مراقي الفلاح بامداد الفلاح شرح نور الايضاح	١٠٦٩	حسن بن حماد بن علي الشرنبلالي
٢٢٧ - مرقات شرح مشكاة	١٠١٣	علي بن سلطان طه علي قاري
٢٢٨ - مرقات الصعود	٩١١	علاء جلال الدين السيوطي
٢٢٩ - مستخلص الحقائق		ابراهيم بن محمد الحنفى
٢٣٠ - المستدرک الحاكم	٣٠٥	ابو حبيب الله الحاكم
٢٣١ - المستصفى	٤١٠	حافظ الدين عبد الله بن احمد النسفى
٢٣٢ - مسلم الثبوت	١١١٩	محمد بن عبد البهارى
٢٣٣ - مسند ابى داود	٢٠٣	سليمان بن داود النيسابورى
٢٣٤ - مسند ابى يعلى	٣٠٤	احمد بن علي الموصلى
٢٣٥ - مسند السنن ابن راهويه	٢٣٨	حافظ السنن ابن راهويه
٢٣٦ - مسند الامام احمد بن حنبل	٢٢١	امام احمد بن محمد بن حنبل
٢٣٧ - مسند البزار	٢٩٢	ابو بكر احمد بن عمرو بن عبد الله بن البزار
٢٣٨ - مسند عبد بن حميد	٢٩٣	ابو محمد عبد بن محمد حميد الكشي
٢٣٩ - مسند الفردوس	٥٥٨	شهر دار بن شيرازي الديلمي
٢٤٠ - مصابح النير	٤٤٠	احمد بن محمد بن علي
٢٤١ - المصنف	٤١٠	حافظ الدين عبد الله بن احمد النسفى
٢٤٢ - مصنف ابن ابى شيبه	٢٣٥	ابو بكر عبد الله بن محمد احمد النسفى
٢٤٣ - مصنف عبد الرزاق	٢١١	ابو بكر عبد الرزاق بن همام الصنعاني
٢٤٤ - مصابح الربيع	٦٥٠	امام حسن بن محمد الصنعاني الهندي

٢٢٥	معرفة الصحابة	٢٣٠	ابراهيم احمد بن عبد الله الاصمغاني
٢٣٦	المعجم الاوسط	٢٣٠	سليمان بن احمد الطبراني
٢٣٦	المعجم الصغير	٢٣٠	سليمان بن احمد الطبراني
٢٣٨	المعجم الكبير	٢٣٠	سليمان بن احمد الطبراني
٢٣٩	معراج الالهية	٤٣٩	قوام الدين محمد بن محمد البخاري
٢٤٠	مشكاة المصابيح	٤٣٢	شيخ ولي الدين العراقي
٢٤١	المنقى في الاصول	٦٩١	شيخ عمر بن محمد الجبازي الحنفي
٢٤٢	المغرب	٦١٠	ابو الفتح ناصر بن عبد السيد المطري
٢٤٣	مختصر القدوري	٢٢٨	ابو الحسين احمد بن محمد القدوري الحنفي
٢٤٣	مناجاة الجنان	٩٢١	يعقوب بن سیدی علی
٢٤٥	الفردوس للامام راجب	٥٠٢	حسين بن محمد بن مفضل الاصمغاني
٢٤٦	المقدمة العشادية		ابو الباسم عبد الباقى العشادى المالكي
٢٤٦	المختلط (في فتاوى ناصري)	٥٥٦	ناصر الدين محمد بن يوسف السيني
٢٤٨	مجمع الزوائد	٨٠٤	فخر الدين علي بن ابى بكر البيتي
٢٤٩	مناقب الكوردي	٨٢٤	محمد بن محمد بن شهاب ابن بزاز
٢٥٠	المنتهى (في الحديث)	٣٠٤	عبد الله بن علي ابن جارد
٢٥١	المنتهى في فروع الحديث	٢٣٣	الحاكم الشهير محمد بن محمد بن احمد
٢٥٢	منهاج الثاني	١٢٥٢	محمد بن ابن عابد بن الشامي
٢٥٣	منهاج الفقهاء	١٠٠٣	محمد بن حبيب الله التمر تاشي
٢٥٣	ملحق الابهر	٩٥٩	امام ابراهيم بن محمد الحلبي
٢٥٥	منهاج	٦٤٦	شيخ ابو ذكريا يحيى بن شرف الزاوي
٢٥٦	مجمع البحرين	٦٩٣	منظر الدين احمد بن علي بن شبيب الحنفي
٢٥٦	المنتهى		شيخ عيسى بن محمد ابن ايساق الحنفي
٢٥٨	المبسوط	٣٥٦	عبد العزيز بن احمد العلواني
٢٥٩	مسند في الحديث	٥١٠	الحافظ ابو الفتح نصر بن ابراهيم الهروي

٢٦٢	يعقوب بن شيبان السدي	٢٤٠ - المسند الكبير
٤٠٥	سعيد الدين محمد بن محمد الكاشغري	٢٤١ - نيرة المصلي
١٤٩	امام مالك بن انس المدني	٢٤٢ - موطا امام مالك
٨٠٤	نور الدين علي بن ابني بكر البجلي	٢٤٣ - موارد النظم
٦٢٢	احمد بن منظر الرازي	٢٤٤ - مشكلات
٢٤٦	ابن اسحق ابن محمد الشافعي	٢٤٥ - مذهب
٩٤٣	عبد الوهاب الشعراني	٢٤٦ - ميزان الشرعية الكبرى
٤٢٨	محمد بن احمد الذهبي	٢٤٧ - ميزان الاعتدال
٢١٠	احمد بن موسى ابن مردويه	٢٤٨ - المستخرج على صحيح البخاري
٣٢٤	محمد بن جعفر الخزازي	٢٤٩ - مقام الاخلاق

ن

٤٢٥	عبد الله بن مسعود	٢٨٠ - النفاية مختصر الزكاة
٤٩٢	ابو محمد عبد الله بن يوسف النخعي الزبلي	٢٨١ - نصب الراية
١٠٩٩	حسن بن عمار بن علي الشرنبلالي	٢٨٢ - نور الايضاح
٤١١	حسام الدين حسين بن علي السغناقي	٢٨٣ - النهاية
٩٠٦	محمد الدين مبارك بن محمد الجزري ابن اشير	٢٨٤ - النهاية لابن اشير
١٠٠٥	عسمر بن نعيم المصري	٢٨٥ - النهر النقي
٢٠١	بشام بن عبيد الله المازني النخعي	٢٨٦ - نوادر في الفقه
١٠٣١	محمد بن احمد المعروف بن شاذلي زاهد	٢٨٧ - نور العين
٢٤٦	ابو الليث نصر بن محمد بن ابراهيم السمرقندي	٢٨٨ - التوازل في الفروع
٢٥٥	ابو عبد الله محمد بن علي الحكيم الترمذي	٢٨٩ - نوادر الاحول في مودة انبا ارسل

ز

- | | | |
|-----|-------------------------------|------------------------|
| ٤١٠ | جدة الله بن احمد النسفي | ٢٩٠ - الوافي في الفروع |
| ٥٠٥ | ابراهيم محمد بن محمد الغزالي | ٢٩١ - الموجز في الفروع |
| ٦٤٢ | محمد بن صدر الشريعة | ٢٩٢ - الرقاية |
| ٥٠٥ | ابن حامد محمد بن محمد الغزالي | ٢٩٣ - الرسيط في الفروع |

هـ

- | | | |
|-----|--|------------------------------|
| ٥٩٣ | برهان الدين علي بن ابني بكر المرغيناني | ٢٩٣ - الهداية في شرح البداية |
|-----|--|------------------------------|

ي

- | | | |
|-----|------------------------------------|------------------------------|
| ٩٤٣ | سيد عبد الوهاب الشعراي | ٢٩٥ - اليواقيت والمجاهير |
| ٤٦٩ | ابن عبد الله محمد ابن رمضان الرومي | ٢٩٦ - ينابيع في معرفة الأصول |